

فقہ حنفی کی عالم بینا زوالی کتاب

تخریج شدہ

# بہارِ شریعت

جلد سوم (3)  
حصہ 20-17  
(ب)



صدر الشریعہ بدرالطریقہ  
حضرت علامہ مولانا مفتی  
محمد امجد علی اعظمی  
علیہ رحمۃ  
اللہ تعالیٰ



## اجمالی فہرست

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
721	رہن یا راہن یا مرتہن کئی ہوں اس کا بیان		حصہ ہفدہم (17)
728	مرہون میں تصرف کا بیان	661	تحری کا بیان
735	رہن میں جنایت کا بیان	662	احیاء موات کا بیان
744	جنایات کا بیان	665	شرب کا بیان
762	اطراف میں قصاص کا بیان	670	اشربہ کا بیان
	حصہ میز دہم (18)	675	شکار کا بیان
766	پیش لفظ	683	جانوروں سے شکار کا بیان
767	عرض حال	694	رہن کا بیان
769	جنایات کا بیان	708	شے مرہون کے مصارف کا بیان
780	قصاص کہاں واجب ہوتا ہے کہاں نہیں	709	کس چیز کو رہن رکھ سکتے ہیں

899	قسامت کا بیان	788	اطراف یعنی اعضاء میں قصاص کا بیان
913	عاقلہ کا بیان	790	جدید تصنیف کا آغاز
<b>حصہ نہدہم (19)</b>		791	آنکھ میں قصاص کے احکام
914	تذکرہ	794	کان میں قصاص کے احکام
929	مقدمہ	795	ناک میں قصاص کے احکام
933	وصیت کا بیان	795	ہونٹ میں قصاص کے احکام
936	مسائل فقہیہ	796	زبان میں قصاص کے احکام
943	وصیت سے رجوع کرنا جائز ہے	796	دانت میں قصاص کے احکام
945	وصیت کے الفاظ	800	انگلیوں میں قصاص کے احکام
952	ثلث مال کی وصیت کا بیان	801	ہاتھ میں قصاص کے احکام
966	کس حالت میں وصیت معتبر ہے	806	قتل اور قطع عضو دونوں کے جمع ہونے کا بیان
968	کون سی وصیت مقدم ہے کون سی مؤخر	813	قتل پر گواہی کا بیان
970	اقارب و ہمسایہ کے لیے وصیت کا بیان	819	اقرار قتل کا بیان
976	مکان میں رہنے اور خدمت کرنے، درختوں	829	قتل کے اعتبار کی حالت کا بیان
	کے پھلوں، باغ کی آمدنی اور زمین کی آمدنی	830	دیت یعنی قتل پر خون بہا کا بیان
	و پیداوار کی وصیت کا بیان	836	زبان کی دیت کا بیان
988	متفرق مسائل	842	چہرے اور سر کے زخموں کا بیان
993	وصی اور اس کے اختیارات کا بیان	845	حمل کو نقصان پہنچانے کا بیان
1014	وصیت پر شہادت کا بیان	850	بچوں سے متعلق جنایات کے احکام
1015	ذمی کی وصیت کا بیان	857	دیوار وغیرہ گرنے سے حادثات کا بیان
<b>حصہ نہدہم (19) ضمیمہ</b>		871	راستہ میں نقصان پہنچنے کا بیان
1018	ارتسام	885	جانوروں سے نقصان کا بیان

1138	عول کا بیان	1021	مقدمہ
1140	اعداد کے درمیان نسبتوں کا بیان	1027	اسلام اور علم کی اہمیت
1146	ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا اصول	1033	علم فقہ کی فضیلت
1147	وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ	1035	شرعی اور فقہی اعتبار سے علم کی اقسام
		1054	آداب الاقواء
1150	قرض خواہوں میں مال کی تقسیم	1057	طبقات الفقہاء
1151	تخارج کا بیان	1066	اسلامی احکام شرعیہ کا سرچشمہ اور ماخذ
1152	رد کا بیان	1077	تخفیفات شرعیہ و تیسیر کی مفصل بحث
1157	مناسخہ کا بیان	<b>حصہ ہستم (20)</b>	
1160	ذوی الارحام کا بیان	1106	پیش لفظ
1174	مخنشین کی میراث کا بیان	1111	ان حقوق کا بیان جن کا تعلق میت کے ترکہ سے ہے
1175	حمل کی وراثت کا بیان		
1176	حمل کا حصہ نکالنے کا طریقہ	1112	میراث سے محروم کرنے کے اسباب
1181	گم شدہ شخص کی وراثت کا بیان	1114	اصحاب فرائض کا بیان
1182	مرتد کی وراثت کا بیان	1130	عصبات کا بیان
1183	قیدی کی وراثت کا بیان	1133	حجب کا بیان
1183	حادثات میں ہلاک ہونے والوں کا بیان	1135	حصوں کے تخارج کا بیان

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے نیند سے بیدار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ كَفَّرْتُ بِالْحَبِیْبِ وَ الطَّاعُوْبِ دس دس مرتبہ پڑھا تو ہر اُس گناہ سے بچا لیا جائے گا جس کا اسے خوف ہو اور کوئی گناہ اس تک نہ پہنچ سکے گا۔“

(مجمع الزوائد، کتاب الأذکار، باب إذا تعار من اللیل، الحدیث: ۱۷۰۶ ج ۱۰، ص ۱۷۴)

## تفصیلی فہرست

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
769	<b>جنايات کا بيان</b>		<b>سزہوں حصہ 17</b>
769	جنايات کے بارے میں قرآنی آیات	661	<b>تحری کا بیان</b>
770	جنايات کے بارے میں احادیث	662	<b>احیاء موات کا بیان</b>
776	ناحق قتل کے اقسام	665	<b>شرب کا بیان</b>
776	قتل عمد کس کو کہتے ہیں	670	<b>اشربہ کا بیان</b>
777	جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ مقبول ہو سکتی ہے	675	<b>شکار کا بیان</b>
777	قتل عمد کی سزا کا بیان	683	<b>جانوروں سے شکار کا بیان</b>
778	شبہ عمد کس کو کہتے ہیں اور اس کے احکام	694	<b>رہن کا بیان</b>
778	قتل خطا کا بیان اور اس کی صورتیں	708	<b>شے مرہون کے مصارف کا بیان</b>
779	قتل قائم مقام خطا کا بیان	709	کس چیز کو رہن رکھ سکتے ہیں
779	قتل کی پانچویں قسم، قتل بالسبب کا بیان	718	باپ یا وصی کا نابالغ کی چیز کو رہن رکھنا
780	<b>قصاص کہاں واجب ہوتا ہے کہاں نہیں</b>	721	<b>رہن یا راہن یا مرہن کنی ہوں اس کا بیان</b>
780	قصاص شبہ سے ساقط ہو جاتا ہے		
780	قصاص کے ساقط ہونے کا قاعدہ	723	متفرقات
781	مرتد کے قتل میں قصاص نہیں	724	کسی معتبر شخص کے پاس شے مرہون کو رکھنا
782	اگر مسلم کو مشرک سمجھ کر قتل کیا تو قصاص نہیں	728	<b>مرہون میں تصرف کا بیان</b>
782	قاتل نے کسی طرح بھی قتل کیا ہو قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا	735	<b>رہن میں جنایت کا بیان</b>
782	جن جب سانپ کی شکل میں ہو تو اس کے قتل میں قصاص نہیں	737	متفرقات
	قاتل کو اگر مقتول کے ولی کے علاوہ کسی نے قتل کیا تو	744	<b>جنايات کا بيان</b>
783	قاتل سے قصاص لیا جائے گا	754	کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں
784	زخمی نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا تو یہ معافی جائز ہے	762	<b>اطراف میں قصاص کا بیان</b>
784	بددعا سے ہلاک کرنے اور زہر دینے کا حکم	764	عرض حال
785	قاتل چند ہوں تو اس کے احکام		<b>آٹھواں حصہ (18)</b>
785	ایک شخص کو چند شخصوں نے مل کر قتل کیا تو اس کا حکم	766	پیش لفظ
786	حملہ آور کو اپنے بچاؤ کے لیے قتل کر دینے میں قصاص نہیں	767	عرض حال

797	دانت مل گیا اگر اُکھڑا نہیں تو اس کا حکم	787	چور مال چھوڑ کر بھاگ جائے تو قتل کرنے کی اجازت نہیں
797	اکھاڑے میں لڑتے ہوئے دانت ٹوٹ جائے یا اُکھڑ جائے تو اس کا حکم	787	چور کو مار ڈالا تو قاتل کے ذمہ کچھ نہیں
798	کسی نے عیب دار دانت توڑ دیا تو اس کا حکم	787	قصاص کے ہیہ کرنے اور معاف کرنے کے احکام
798	کسی نے بچے کے دانت اکھیر دیئے تو اس کا حکم	788	ولی مقتول کا معاف کرنا صلح سے افضل ہے
799	کسی کو کاٹنے وقت دانت گر جائے تو اس کا حکم	789	کان کاٹنے میں قصاص ہے
800	ڈاکٹر نے غلطی سے مریض کا صحیح دانت اکھاڑ دیا تو اس کا حکم	791	قصاص میں اعضاء کی مماثلت کا بیان
800	مریض کے دانت اکھاڑنے کا حکم	791	دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں
800	کسی بچے نے بچے کا دانت توڑ دیا تو اس کا حکم	791	آنکھ میں قصاص کے احکام
800	انگلیوں میں قصاص کے احکام	792	بھینگے اور کانے کی آنکھ میں قصاص کا حکم
801	مخسی انگلی کاٹنے کا حکم	793	کسی کی آنکھ کو زخمی کیا اور پتلی پر جالا آ گیا تو تاوان لیا جائے گا
801	ہاتھ میں قصاص کے احکام	793	بچے کی آنکھ میں قصاص کا حکم
802	ہاتھ یا انگلی کاٹنے میں قصاص کا حکم	794	آنکھ کے آپریشن کا حکم
803	کسی نے کسی کی انگلی کاٹ دی اس نے قاطع کا ہاتھ جوڑ سے کاٹ دیا تو اس کا حکم	794	اگر کسی نے ناقص کان کا تاوان انصاف کے ساتھ تاوان ہے
804	متعدد لوگوں کے ہاتھ کاٹنے والے کا حکم	795	ناک میں قصاص کے احکام
805	کسی نے انگلیاں کاٹ دیں اور زخم اچھا ہونے سے پہلے جوڑ سے پہنچا کاٹ دیا تو اس کا حکم	795	اگر ناک کا کچھ حصہ کاٹا تو اس میں تاوان لیا جائے گا
805	چند آدمیوں نے ایک ہی چھری کو پکڑ کر کسی کا کوئی عضو قصداً کاٹ دیا تو اس کا حکم	795	ہونٹ میں قصاص کے احکام
805	عضو تناسل کاٹنے پر قصاص کا بیان	796	زبان میں قصاص کے احکام
805	نقصی یا نامرد کا عضو تناسل کاٹ دیا تو اس کا حکم	796	دانت میں چھوٹے بڑے کا اعتبار نہیں
806	نقصی یا نامرد کا عضو تناسل کاٹ دیا تو اس کا حکم	796	فالتو دانت توڑنے میں تاوان لیا جائے گا
806	نقصی یا نامرد کا عضو تناسل کاٹ دیا تو اس کا حکم	796	اگر کسی نے دانت کا بعض حصہ توڑ دیا تو ان کا حکم

811	اس کی انگلیاں کٹ گئیں تو دیت ہوگی	806	بچہ کا عضو تناسل کاٹ دیا تو اس کا حکم
	کسی نے کسی کا ہاتھ کاٹا اس کی وجہ سے وہ مر گیا	806	اگر عورت نے کسی کا عضو تناسل کاٹا تو اس کا حکم
811	تو قصاص لیا جائے گا	806	<b>قتل اور قطع عضو دونوں کے جمع ہونے کا بیان</b>
812	استاد کے مارنے سے بچہ مر جائے تو اس کا حکم	807	قتل کی سولہ صورتوں میں ہر ایک کا حکم
812	وطی میں مخرجین کے ایک ہو جانے کا حکم		اگر کسی شخص کو نوے کوڑے مارے پھر دس کوڑے
813	کسی کا ناخن اُکھیڑ دیا تو اس کا حکم	808	مارے جس کی وجہ سے وہ مر گیا تو اس کا حکم
813	<b>قتل پر گواہی کا بیان</b>		اگر کسی نے کسی کا عضو کاٹ دیا اور زخمی نے قاطع کو معاف
813	اگر ایک آدمی نے قتل کی گواہی دی تو اس کا حکم	808	کر دیا اس کے بعد زخمی زخم کی وجہ سے مر گیا تو اس کا حکم
	مقتول کے ایک بیٹے نے دعویٰ کیا تو قصاص لینے	808	قطع عضو یا زخم کے معاف کرنے کا بیان
813	کے لیے دوسرے بیٹے کا انتظار کیا جائے گا	809	اگر ماں نے بچہ کو ادب کے لیے مارا اور بچہ مر گیا تو اس کا حکم
814	متعدد قاتلوں کے قصاص کا حکم	809	قتصاص و دیت کے متعلق متفرق احکام
815	گواہوں کے بیان میں اختلاف کا حکم		کسی نے کسی کو گولی ماری اور وہ گولی اس کے جسم سے
816	قتل میں گواہوں کی غلط بیانی کا حکم	809	پار ہو کر دوسرے کو لگی اور دونوں مر گئے تو اس کا حکم
817	مقتول کے اولیاء میں اختلاف کا حکم		کسی پر سانپ گرا اور اس نے اس کو دوسرے پر پھینکا
819	<b>اقرار قتل کا بیان</b>		دوسرے نے تیسرے پر پھینکا اور اس نے کاٹ لیا اور
819	دو قاتلوں کے قتل عمد اور خطا کے اقرار کا حکم	809	وہ مر گیا تو اس کا حکم
819	ولی اور قاتل کے اقرار میں اختلاف	810	باپ کے ساتھ مل کر اجنبی نے قتل کیا تو قصاص نہیں
820	قاتلوں کے اقرار میں اختلاف کا حکم	810	اگر کسی نے اپنی بیوی کو ناجائز حالت میں دیکھا تو کیا حکم ہے
	اگر کوئی شخص مقتول پایا گیا اور اس کے دونوں ہاتھ		کسی نے صورت بدل کر بچہ کو ڈرایا، بچہ پاگل ہو گیا تو
821	کٹے ہوئے ہوں	810	دیت دے گا
	ہر وہ قتل جس میں قصاص نہیں ایک مرد اور دو عورتوں		کسی نے تلوار یا چاقو مارا اور کسی دوسرے نے پکڑ لیا اور
822	کی گواہی قبول ہوگی		

831	دیت کے اونٹوں کی تفصیل	822	بچہ نے باپ کے قتل کا اقرار کیا تو قصاص واجب نہیں
	مقتول کی دیت لینے والوں میں ایک نابالغ بچہ ہے	822	نابالغ بچے کے قتل کا حکم
832	اور ایک بالغ ہے تو اس کی تفصیل	822	قتل میں صلح کا حکم
832	سر کے بال زبردستی مونڈنے کی دیت کی تفصیل		اولیاء مقتول میں سے بعض کے قصاص کو معاف
832	بھنوسوں، پوٹوں، ڈاڑھی کے مونڈنے کی دیت کا بیان	823	کرنے کے احکام
833	ڈاڑھی زبردستی مونڈ دی تو سزا دی جائے گی		کسی نے دو شخصوں کو قتل کیا، ایک کے ولی نے معاف
833	اگر موچھیں مونڈ دیں تو تاوان لیا جائے گا	824	کر دیا تو دوسرے کا ولی قصاص لے سکتا ہے
833	عورت کی ڈاڑھی مونڈ دی تو اس کا حکم	825	عفو میں شہادت کی پانچ صورتیں
834	اعضاء کی دیت کا قاعدہ اور تفصیل	826	تین ولیوں میں ایک کے عفو کی تین صورتیں
834	دونوں کان کاٹ دینے میں پوری دیت ہے	827	باؤ لے کتے کو تیر مارنے میں خطا کسی کا قتل ہو جائے
834	کان پر ایسی ضرب لگائی کہ بہرا ہو گیا تو پوری دیت ہے	827	کسی نے خطا کسی کے سر پر زخم لگایا تو اس کا حکم
834	ایک آنکھ پھوڑنے میں نصف دیت ہے	827	اگر کسی نے قصداً سر پھاڑ دیا تو اس کا حکم
835	ناک کاٹ دی تو پوری دیت واجب ہے	828	زخمی سے معین مال پر صلح کر لی تو اس کا حکم
835	دونوں ہونٹ کاٹ دیئے تو پوری دیت واجب ہوگی	828	بچہ کا دانت اکھیر دیا تو اس کا حکم
835	<b>دانت کی دیت کا بیان</b>	828	عورت کا سر مونڈ دیا تو اس کا حکم
836	<b>زبان کی دیت کا بیان</b>	828	قصاص لینے کا حق کس کا ہے؟
836	کسی نے پوری زبان کاٹ دی تو دیت نفس ہے	829	<b>قتل کے اعتبار کی حالت کا بیان</b>
837	گوٹے کی زبان کاٹ دی تو حکومتِ عدل ہے	829	اگر کسی نے قاتل کو قصاص معاف کرنے کے بعد قتل کر دیا
837	دونوں ہاتھ کاٹ دیئے تو دیت نفس ہے	830	حکومتِ عدل کا مفہوم
837	بجڑے کا ہاتھ کاٹنے پر عورت کے ہاتھ کی دیت ہے	830	<b>دیت یعنی قتل پر خون بھا کا بیان</b>
837	ایک انگلی کاٹنے میں دیت نفس کا دسواں حصہ ہے	831	قطع اور قتل کی چار صورتیں اور ان کے حکم
837	زائد انگلی میں حکومتِ عدل ہے	831	دیت تین قسم کے مال سے ادا کی جائے گی اونٹ، دینار، درہم



842	سر اور چہرے کے زخموں کی دس قسمیں ہیں	837	لو لے لنگڑے کا ہاتھ پیر کاٹنے پر حکومت عدل ہے
842	زخموں کی تفصیل اور دیت کا بیان		ہاتھ پر ایسی ضرب لگائی کہ بے کار ہو گیا تو ہاتھ کی پوری دیت ہے
843	زخموں کے قصاص میں مساوات کا حکم	838	کلائی یا بازو توڑنے پر حکومت عدل ہے
844	اگر زخم پیشانی سے گدی تک پہنچ گیا تو زخمی اتنا ہی زخم لگائے یا آرش لے	838	انگلی کے پورے اور ناخن میں دیت کا بیان
844	سر پر زخم لگایا کہ عقل جاتی رہے تو اس کا بیان	838	بچہ کا کوئی عضو کاٹ دیا تو دیت ہے
844	سر پر زخم کی وجہ سے اندھا ہو گیا تو اس کا حکم	838	مرد کے پستان کاٹنے میں حکومت عدل ہے
845	<b>حمل کو نقصان پہنچانے کا بیان</b>	839	پسلی یا ہنسل کی ہڈی توڑنے میں حکومت عدل ہے
846	مارنے ڈرانے دھمکانے سے حمل ساقط ہو کر بچہ مر گیا تو پوری دیت ہے	839	عورت کے پستان کاٹ دیئے تو پوری دیت ہے
846	حاملہ کے بچہ مارنے کی دیت اور اس کے تفصیلی احکام	839	پیٹھ پر ضرب سے قوت جماع ختم ہوگئی تو پوری دیت ہے
846	مقتولہ ماں کے بعد زندہ بچہ ساقط ہو کر مر گیا تو دو دیتیں واجب ہیں	840	ذکر کاٹنے میں پوری دیت ہے
846	رحم میں بچہ زخمی ہو گیا تو اس کا حکم	840	حشفہ کاٹنے میں پوری دیت ہے
847	شوہر نے بیوی کو ڈرایا دھمکایا یا مارا کہ جس سے مردہ بچہ ساقط ہو گیا تو عاقلہ پر غرہ لازم ہے	840	خصیتیں اور ذکر کاٹنے کی دیت کا بیان
847	باندی کے حمل کے مسائل	841	پیٹ پر نیزہ یا چھرا مارا اس سے نقصان پہنچنے میں دیت کا بیان
849	حاملہ نے بغیر اجازت شوہر حمل گرا دیا تو عورت کے عاقلہ پر غرہ لازم ہوگا	841	عورت کی شرمگاہ کاٹ دی تو دیت ہے
849	اگر شوہر نے بیوی کو حمل گرانے کی اجازت دی تو اس کا حکم	841	بچی سے جماع کیا وہ مرگئی تو اس کا حکم
850	جانور کا حمل گرانے کے نقصان کا حکم	841	ایسی ضرب لگائی کہ سننے، دیکھنے سونگھنے وغیرہ کی قوت ختم ہوگئی تو اس کا حکم
850	<b>بچوں سے متعلق جنایات کے احکام</b>	842	کنواری لڑکی کو دھکا دیا کہ کنوارا پن ختم ہو گیا تو مہر مثل لازم ہوگا
850	<b>چہرے اور سر کے زخموں کا بیان</b>		

857	کر کوئی مرجائے تو دیت ہے	851	بچہ کو اغوا کرنے والے کا حکم
857	دیوار مطالبہ سے پہلے یا بعد کرنے کا حکم	851	خفتہ میں غلطی کا حکم
	لا وارث کی دیوار کرنے سے کوئی مرجائے تو بیت المال	851	بچہ کو سوار کیا اور گر کر مر گیا تو اس کا حکم
858	دیت دے گا	852	بچہ کی جنایات کے مختلف احکام
858	کرایہ دار کی دیوار کرنے سے نقصان کا ذمہ دار کرایہ دار نہیں		کسی نے بچہ کو درخت پر پھل توڑنے کے لیے چڑھایا
858	گراؤ دیوار کے توڑنے کا مطالبہ کس سے کیا جائے؟	853	اور بچہ گر کر مر گیا تو اس کا حکم
859	بائع کی دیوار کرنے کا حکم	853	بچہ کے ذریعے کسی کو قتل کر دیا تو اس کا حکم
	ایسا گھر بیچ دیا جس کی دیوار گراؤ تھی اور اس دیوار کے	853	بچہ نے کسی کے کہنے پر قتل کر دیا تو اس کا حکم
859	گرانے کا مطالبہ بھی کیا جا چکا تھا اب ضامن کون ہوگا؟	854	نابالغ کا نابالغہ سے زنا کا حکم
860	مطالبہ ثابت کرنے کی شرط	854	نابالغ نے نابالغہ سے زنا کیا اور بکارت زائل ہو گئی تو اس کا حکم
860	صحیح دیوار کرنے سے کوئی مرجائے تو خون رائیگاں جائیگا		کسی نے اپنے کام کے لیے بچہ کو بھیجا اور کسی وجہ سے
861	تقدیم اور طلب کی شرط	854	بچہ راستہ میں مر گیا تو اس کا حکم
	گراؤ دیوار کو گرانے کے لیے خاص گلی میں پوری گلی	856	بچہ کو ماں، باپ، معلم کے مارنے کا حکم
861	والوں کو مطالبہ کا حق ہے		ماں باپ یا استاذ نے معقود طریقہ پر بچہ کو ادب کیلئے
	عیب دار دیوار پڑوسی کے گھر میں گری اور نقصان ہوا تو	856	مارا اور بچہ مر گیا تو ان پر ضمان نہیں
861	مالک پر ضمان ہے	856	ماں نے بچہ کو ادب کے لیے مارا اور وہ مر گیا تو ماں ضامن ہوگی
862	رہن رکھے ہوئے مکان کی دیوار کرنے کے احکام		کسی نے بچہ کو وزن دار چیز دی اور بچہ اس سے دب
	نابالغ کے گھر کی عیب دار دیوار گرانے کا مطالبہ کس	856	کر مر گیا تو عاقلہ پر دیت ہے
862	سے کیا جائے گا؟	857	<b>دیوار وغیرہ گرنے سے حادثات کا بیان</b>
863	مسجد اور وقف شدہ مکان کی گراؤ دیوار کے احکام	857	عیب دار دیوار کسی پر گر پڑی تو ضمان دینا ہوگا
864	دیوار پر دیوار گر پڑنے کے احکام	857	تقدیم کی تفسیر
865	گراؤ دیوار کے مالک کو گرنے سے پہلے تنبیہ کے احکام	857	گراؤ دیوار کے مالک کو گرنے سے پہلے تنبیہ کے احکام
865	مکاتب کی گراؤ دیوار کے احکام		گراؤ دیوار کے ملکہ کو ہانا ضروری ہے اگر ملکہ سے ٹکرا

876	ناجاہز تعمیر سے نقصان پہنچنے کے احکام	867	دیوار پر رکھی چیز کے گرنے کا حکم
876	راستہ میں آگ یا چنگاری رکھنے سے کسی چیز کے جلنے کے احکام	869	لقیط کی گراؤ دیوار کا حکم
877	فٹ پاتھ پر حکومت کی اجازت کے بغیر دکان لگانے سے نقصان کا تاوان دینا ہوگا	869	دیوار گرانے کے لیے مزدور لگائے اور کوئی مزدور مر گیا تو اس کا حکم
878	بوجھ اٹھانے والے کے بوجھ سے کوئی مر گیا تو تاوان دینا ہوگا	870	اگر نیچے کی منزل اور اوپر کی منزل کے مالک مختلف ہوں تو ان کی گراؤ دیوار کے احکام
878	دو مکمل پر راستہ میں ٹکرائے ایک ٹوٹ گیا تو اس کا حکم	870	دو منزلہ کمزور مکان کی منزل گرجائے تو اس کا حکم
879	مسجد میں پانی کے حوض یا کنواں اور مکے وغیرہ سے مرنے والے کا حکم	871	<b>راستہ میں نقصان پہنچنے کا بیان</b>
879	راستہ میں بچہ کنواں وغیرہ کھودنے کے احکام	871	عام راستہ کی طرف دکان یا بیت الخلاء نکالنا جائز ہے بشرطیکہ عوام کو اعتراض نہ ہو
880	کنوئیں میں گرنے سے متعلق مسائل	871	عام راستہ پر خرید و فروخت اور تعمیرات کا حکم
881	کنویں کا کچھ حصہ ایک نے کھودا کچھ دوسرے نے تو اس میں گرنے والے کا ضامن کون ہے؟	872	خاص راستہ پر تعمیرات کے مسائل
881	کسی نے کنوئیں کے قریب راستہ پر پتھر رکھ دیا اس سے ٹکرا کر کوئی کنوئیں میں گر گیا تو کون ضامن ہوگا؟	872	کسی نے شارع عام پر کوئی بڑی چیز رکھی اور اس سے کسی کو نقصان پہنچا تو تاوان دینا ہوگا
883	چار مزدور کنواں کھود رہے تھے کہ ایک مزدور دب کر ہلاک ہو گیا تو کون ضامن ہوگا؟	873	سر بندگی میں تعمیرات کا حکم
883	کسی کی ذاتی نہر میں کوئی ڈوب جائے تو کوئی ضامن نہیں	874	دوران تعمیر اگر کوئی نقصان عمارت سے پہنچا تو اس کی ذمہ داری مزدوروں پر ہوگی
883	کنواں یا نہر کھودنے سے پڑوسی کی زمین سیم زدہ ہوگئی تو اس کا حکم	874	راستہ کی طرف چھجے نکالا اس سے نقصان پہنچا تو ضامن ہوگا
883	اگر پانی دوسرے کے کھیت میں پہنچ کر نقصان پہنچائے تو تاوان دینا ہوگا	874	راستہ سے لکڑی رکھنے یا پانی چھڑکنے سے نقصان کا تاوان دینا ہوگا
883		875	دکان کے سامنے پانی بہا دیا کہ پھسلن ہوگئی تو نقصان پر تاوان دینا ہوگا

895	ضامن کون ہوگا؟	885	<b>جانوروں سے نقصان کا بیان</b>
	بغیر اجازت کسی کے گھر میں کوئی چیز رکھی اور گھر والا اس کو پھینک دے اور وہ چیز ضائع ہو جائے تو مالک مکان ضامن ہوگا	886	جانور کا مالک کے ملک اور دوسرے کے ملک میں نقصان کا حکم
896	کسی کے جانور کا ہاتھ پیر کاٹ دے تو ضمان کا حکم	886	عام راستہ پر جانور کی جنایات کا بیان
897	اندھا کسی کو کچل دے تو اس کا ضمان کس پر ہے؟	887	عام راستہ پر چلنے والے سوار کی سواری سے نقصان میں تاوان ہوگا
897	رسہ کشی کرتے ہوئے رسہ ٹوٹ جائے جس کی وجہ سے کوئی شخص ہلاک ہو جائے تو اس کے ضمان کا حکم	888	عام راستہ پر گوبر پیشاب وغیرہ سے جنایات کا بیان
897	کسی کے جانور کی آنکھ پھوڑ دینے کی وجہ سے ضمان کے احکام	888	کسی نے راستہ میں کوئی چیز رکھی جس سے گاڑی ٹکرا گئی پھر اس سے کوئی مر گیا تو اس کا حکم
898	راستہ چلنے والے آپس میں ٹکرا جائیں تو اس کے نقصان پر ضمان کا حکم	888	مسجد کے دروازے پر جانور کھڑا کر دیا تو نقصان پر تاوان دینا ہوگا
898	کسی شخص نے شہد کی مکھیوں کا چھتہ اپنی ملک میں لگایا ان مکھیوں نے دوسرے لوگوں کا نقصان کیا تو اس کے ضمان کا حکم	889	کسی نے پگڈنڈی پر جانور کھڑا کیا اس نے نقصان کیا تو تاوان دینا ہوگا
899	کوئی شخص کسی پر سانپ پھینک دے یا درندہ کے سامنے کسی کو پھینک دے تو اس کے نقصان کے ضمان کا حکم	892	جانور کی لگام کھینچنے یا مارنے کی وجہ سے نقصان کا حکم
899	<b>قسامت کا بیان</b>	892	جانور کے کسی کھیتی کو نقصان پہنچانے کا حکم
899	کسی جگہ مقتول پایا جائے اور قاتل لاپتہ ہو تو اس کے احکام	892	پالتو بلی یا کتا اگر کسی کے مال کا نقصان کر دے تو مالک ضامن نہیں
899	قسامت کے شرائط	892	پالتو کتے اور دوسرے جانوروں سے نقصان پہنچنے کے احکام
900	قسامت کا حکم	894	رسی تڑا کر بھاگنے والے جانور سے نقصان کے احکام
900	قسامت کا طریقہ	895	کھیت میں کسی کا جانور نقصان کر رہا تھا اس کے ٹکانے کے احکام
901	قسامت میں کس سے مدد لی جائے اور کس سے نہیں؟		کسی کی اپنی چراگاہ میں اس کا جانور چر رہا تھا کوئی شخص اس کو ہانک دے اور جانور ہلاک ہو جائے تو
902	محلہ میں مردہ بچہ پایا جانے کا حکم		

907	لشکری جہاں ٹھہرے ہیں وہاں مقتول پایا جائے تو قسامت و دیت کون دے گا؟	902	جس محلہ میں مقتول پایا جائے اس محلہ کے لوگ دوسرے محلہ کے لوگوں پر قتل کا الزام لگائیں تو کیا کیا جائے گا؟
908	ماں باپ یا شوہر کے گھر میں مقتول پائے جانے کا بیان	902	کوئی شخص زخمی حالت میں دوسرے محلہ میں مر گیا تو قسامت کا حکم
908	دو گروہوں میں عصبیت کی بنا پر مار پیٹ ہوئی اور وہاں مقتول پایا گیا تو قسامت کے احکام	903	اگر بازار یا مسجد میں مقتول پایا جائے تو اس کی قسامت کے احکام
908	جیل میں مرنے کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی	903	عام راستہ یا زمین وقف یا مسجد حرام یا میدان عرفات میں مقتول کے پائے جانے کا حکم
909	زخمی نے کسی کے زخم لگانے یا نہ لگانے کا اقرار کیا اور گواہ دونوں کے خلاف کہتے ہیں تو کیا کیا جائے؟	904	اگر دو محلوں یا دو گاؤں کے درمیان مقتول پایا جائے اس کے احکام
909	دو گاڑیاں یا دو سوار یا جانور نگر جائیں تو اس کے احکام	904	کسی کے گھر میں یا چند آدمیوں کے مشترکہ گھر میں مقتول پایا جائے تو اس کے احکام
909	کوئی شخص راستہ میں یا فٹ پاتھ پر سو رہا تھا اس کو کسی نے کچل دیا تو اس کے احکام	904	کسی نے دوسرے کا ہاتھ پکڑا اس نے اپنا ہاتھ کھینچا اور کوئی گر کر مر گیا تو اس کا حکم
910	کسی نے دوسرے کو پکڑا تیسرے نے اس کا مال چھین لیا تو اس کا حکم	905	عورت یا بائگل اور بچے وغیرہ کے گھر میں مقتول کے پائے جانے کا حکم
910	کسی نے اپنے گھر میں دعوت دی اور مہمانوں کی وجہ سے گھر میں نقصان ہوا تو اس کا حکم	905	اگر قیموں کے گھر میں مقتول پایا جائے تو اس کا حکم
911	اگر کسی نے تلوار یا چاقو مارنے کا ارادہ کیا جس کو مارنا چاہتا تھا اس نے چاقو یا تلوار پکڑ لی اس سے زخمی ہونے کا حکم	905	اگر کسی کی مملو کہ نہر میں یا کسی کی کشتی میں مقتول پایا جائے تو اس کا حکم
911	حسب معمول گھر کی آگ سے پڑوسی کا گھر جل جانے کا حکم	906	نہر یا دریا میں لاش ملے تو اس کی دیت کے احکام
912	کسی نے اپنے لڑکے کو اپنی زمین میں آگ جلانے کا حکم دیا اس سے دوسروں کے نقصان کا حکم	906	اگر جانور کی پیٹھ یا خالی موٹر کار پر مقتول پایا جائے تو اس کے احکام
912	جانور کسی کا نقصان کر رہا ہو تو کیا کرے	907	اقتادہ زمین میں مقتول پایا جائے تو اس کی قسامت و دیت کا بیان
			کسی لشکری کے خیمہ میں مقتول کے پائے جانے کا حکم

936	حالات میں واجب	913	<b>عاقلہ کا بیان</b>
937	وصیت کی اقسام		عاقلہ یعنی قاتل کے وہ رشتہ دار اور یونین کے لوگ
937	وصیت کبھی صراحۃً ہوتی ہے کبھی دلالتاً	913	جو دیت دینے میں قاتل کی مدد کریں گے
937	وصیت کرنے کا حکم کیا ہے		مختلف محکموں یا ہم پیشہ جماعتوں میں ایک دوسرے
938	وصیت کس کے لئے جائز ہے؟	913	کی مدد کا معاہدہ ہو تو یہ فریق عاقلہ ہوں گے
	احناف کے نزدیک وصیت وارث کے لئے	913	قاتل کے آبائی رشتہ دار عاقلہ ہوتے ہیں
938	جائز نہیں مگر بشرط		<b>اُنیسواں حصہ (19)</b>
940	موصی کو اپنے قاتل کے لئے اپنے مال کی وصیت جائز نہیں	914	<b>تذکرہ</b>
941	مسلم کی وصیت ذمی کے لئے اور اس کا عکس جائز ہے		تذکرہ مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث
943	<b>وصیت سے رجوع کرنے کا بیان</b>	915	دارالعلوم امجدیہ کراچی
943	وصیت سے رجوع کی صورتیں		تذکرہ قاری رضاء المصطفیٰ خطیب نیو مین مسجد
945	<b>وصیت کے الفاظ کا بیان</b>	918	بولٹن مارکیٹ کراچی
947	میت کے گھر والوں کو کھانا دینا اور کھلانا جائز ہے		تذکرہ مؤلف کتاب بہار شریعت، انیسواں حصہ
948	کون سی وصیت جائز ہے اور کون سی ناجائز	923	کتاب الوصایا
952	<b>ثلث مال کی وصیت کا بیان</b>	929	<b>مقدمہ</b>
	ثلث مال سے زیادہ کی وصیت کی ورثہ نے اس کی اجازت	930	وصیت کی اہمیت
952	دے دی یا بعض نے دی اور بعض نے نہ دی	933	<b>وصیت کا بیان</b>
966	کس حالت میں وصیت معتبر ہے	933	وصیت کرنے کا ثبوت قرآن پاک کی آیات سے
968	کون سی وصیت مقدم ہے کون سی مؤخر	934	وصیت کا اثبات احادیث شریفہ سے
970	اقارب و ہمسایہ کے لئے وصیت کا بیان	936	<b>مسائل فقہیہ</b>
	مکان میں رہنے اور خدمت کرنے، درختوں کے	936	وصیت کرنے کا مطلب کیا ہے؟
	پھلوں، باغ کی آمدنی اور زمین کی آمدنی پیداوار	936	وصیت میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے
976	کی وصیت کا بیان		وصیت کرنا بعض حالات میں مستحب ہے اور بعض

1054	آداب الافاء	988	متفرق مسائل
1054	طبقات مسائل	993	وصی اور اس کے اختیارات کا بیان
1056	الجامع الصغیر کی وجہ تصنیف	1014	وصیت پر شہادت کا بیان
1057	طبقات الفقہاء	1015	ذمی کی وصیت کا بیان
	احکام شریعت کا علم حاصل کرنے کے لیے افاء ضروری امر ہے		<b>حصہ نہدہم (19) ضمیمہ</b>
1059		1018	ارتسام
1061	مسائل عبادات میں فتویٰ قول امام پر ہے	1021	مقدمہ
1062	وہ الفاظ جو فقہا فتویٰ دینے میں استعمال فرماتے ہیں	1027	اسلام اور علم کی اہمیت
1064	مفتی اور قاضی میں فرق نہیں		اسلام نے جو علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے وہ علم دین ہی ہے
1064	نا قابل اعتماد کتابوں سے فتویٰ نہیں لکھنا چاہیے	1029	
1064	مفتی حالات زمانے کو نگاہ میں رکھے	1030	علم کی فضیلت میں احادیث
1066	اسلامی احکام شرعیہ کا سرچشمہ اور ماخذ	1031	فقہ کیا ہے؟ اور فقہ کی ضرورت
1067	قواعد فقہیہ اور ان کی تفصیل	1033	علم فقہ کی فضیلت
1077	تخفیفات شرعیہ و تیسیر کی مفصل بحث	1035	شرعی اور فقہی اعتبار سے علم کی اقسام
1084	اسلام میں عرف و عادات کی بحث	1039	فقہ اور علمائے فقہ کی فضیلت
	<b>بیسواں حصہ (20)</b>	1039	تمام صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کا علم چھ صحابہ میں تھا
1106	پیش لفظ	1043	امام اعظم (رحمہ اللہ) کے فضائل شمار سے باہر ہیں
1107	آیات قرآنی	1043	امام اعظم (رحمہ اللہ) کی عظمت و فضیلت میں مخالفوں کا اعتراف
1108	احادیث شریفہ		امام اعظم علیہ الرحمۃ نے کسی صحابی سے روایت کی یا نہیں؟
1111	ان حقوق کا بیان جن کا تعلق میت کے ترکہ سے ہے	1051	امام اعظم اور ان کے تلامذہ میں اختلاف کی وجوہات
1112	میراث سے محروم کرنے کے اسباب	1053	

1146	ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا اصول	1114	<b>اصحابِ فرانس کا بیان</b>
	وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترکہ کی	1115	باپ کا حصہ
1147	تقسیم کا طریقہ	1116	جدِ صحیح کا حصہ
1150	قرض خواہوں میں مال کی تقسیم	1118	ماں شریک بھائیوں اور بہنوں کا حصہ
1151	<b>تخارج کا بیان</b>	1119	شوہر کا حصہ
1152	<b>رد کا بیان</b>	1120	بیویوں کا حصہ
1157	<b>مناسخہ کا بیان</b>	1120	حقیقی بیٹیوں کا حصہ
1160	<b>ذوی الارحام کا بیان</b>	1121	پوتیوں کا حصہ
1163	ذوی الارحام کی دوسری قسم	1123	حقیقی بہنوں کا حصہ
1166	ذوی الارحام کی تیسری قسم	1124	باپ شریک بہنوں کا حصہ
1168	ذوی الارحام کی چوتھی قسم	1127	ماں کا حصہ
1174	<b>مخنثین کی میراث کا بیان</b>	1128	دادی کا حصہ
1175	<b>حمل کی وراثت کا بیان</b>	1130	<b>عصبات کا بیان</b>
1176	حمل کا حصہ نکالنے کا قاعدہ	1133	<b>حجب کا بیان</b>
1181	<b>گم شدہ شخص کی وراثت کا بیان</b>	1135	<b>حصوں کے مخارج کا بیان</b>
1182	<b>مرتد کی وراثت کا بیان</b>	1138	<b>عول کا بیان</b>
1183	<b>تیدی کی وراثت کا بیان</b>	1140	<b>اعداد کے درمیان نسبتوں کا بیان</b>
1183	<b>حادثات میں ہلاک ہونے والوں کا بیان</b>	1140	نسبتوں کی پہچان

## اہل بیت سے حسن سلوک

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین، رحمة للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔ (تاریخ دمشق، لابن عساکر، الرقم: ۵۲۵۴، عمر بن علی بن ابی طالب، ج ۴۵، ص ۳۰۳)



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ط

## تحری کا بیان

جب کسی موقع پر حقیقت معلوم کرنا دشوار ہو جائے تو سوچے اور جس جانب گمان غالب ہو عمل کرے اس سوچنے کا نام تحری ہے۔ تحری پر عمل کرنا اس وقت جائز ہے جب دلائل سے پتہ نہ چلے دلیل ہوتے ہوئے تحری پر عمل کرنے کی اجازت نہیں۔<sup>(1)</sup>

**مسئلہ ۱** دو شخصوں نے تحری کی ایک کا غالب گمان نفس الامر<sup>(2)</sup> کے موافق ہو اور دوسرے کا گمان غلط ہو تو اگرچہ دونوں بری الذمہ ہو گئے مگر جس کی رائے صحیح ہوئی اُس کو ثواب زیادہ ہے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲** نماز کے وقت میں شبہ ہے اگر یہ شبہ ہے کہ وقت ہو یا نہیں تو ٹھہر جائے جب وقت ہو جانے کا یقین ہو جائے اُس وقت نماز پڑھے اور یہ شبہ ہے کہ وقت باقی ہے یا ختم ہو گیا تو نماز پڑھے اور نیت یہ کرے کہ آج کی فلاں نماز پڑھتا ہوں۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری) نماز کے متعلق تحری کے مسائل کتاب الصلاة<sup>(5)</sup> میں مذکور ہو چکے وہاں سے معلوم کریں۔

**مسئلہ ۳** جس کو زکوٰۃ دینا چاہتا ہے اس کی نسبت غالب گمان یہ ہے کہ وہ فقیر ہے یا خود اس نے اپنا فقیر ہونا ظاہر کیا یا کسی عادل نے اس کا فقیر ہونا بیان کیا، یا اسے فقیروں کے بھیس میں پایا، یا اسے صف فقرا میں بیٹھا ہو پایا، یا اُسے مانگتا ہو اور دیکھا اور دل میں یہ بات آئی کہ فقیر ہے ان سب صورتوں میں اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۴** بعض کپڑے پاک ہیں اور بعض ناپاک اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ کون سا پاک ہے اگر مجبوری کی حالت ہو کہ دوسرا کپڑا نہیں ہے جس کا پاک ہونا یقیناً معلوم ہو اور وہاں پانی بھی نہیں ہے کہ اُن میں سے ایک کو پاک کر سکے اور نماز پڑھنی ہے تو اس صورت میں تحری کرے جس کی نسبت پاک ہونے کا غالب گمان ہو اُس میں نماز پڑھے اور مجبوری کی حالت نہ ہو تو تحری نہ کرے مگر جبکہ پاک کپڑے ناپاک سے زیادہ ہوں تو تحری کر سکتا ہے۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب التحریر، الباب الاول فی تفسیر التحریر... إلخ، ج ۵، ص ۳۸۲.

②..... یعنی حقیقت۔

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب التحریر، الباب الاول فی تفسیر التحریر... إلخ، ج ۵، ص ۳۸۲.

④..... المرجع السابق.

⑤..... بہار شریعت، جلد ۱، حصہ ۳، ص ۳۸۹ پر ملاحظہ کریں۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب التحریر، الباب الثانی فی التحریر فی الزکاة، ج ۵، ص ۳۸۳.

⑦..... المرجع السابق، الباب الثالث فی التحریر فی الثیاب... إلخ.

**مسئلہ ۵** دو کپڑوں میں ایک ناپاک تھا تحری کر کے اس نے ایک میں ظہر کی نماز پڑھ لی پھر اس کا غالب گمان دوسرے کے پاک ہونے کے متعلق ہوا اور اس میں عصر کی نماز پڑھی یہ نماز نہیں ہوئی کیونکہ جب ظہر کی نماز جائز ہونے کا حکم دیا جا چکا تو اُس کے یہ معنی ہوئے کہ دوسرا ناپاک ہے تو اسکے پاک ہونے کا اب کیونکر حکم ہو سکتا ہے ہاں اگر اُس پہلے کپڑے کے متعلق یقین ہے کہ ناپاک ہے تو ظہر کی نماز کا اعادہ کرے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۶** دو کپڑوں میں ایک ناپاک تھا اُس نے بلا تحری ایک میں ظہر پڑھ لی اور دوسرے میں عصر پڑھی پھر تحری سے معلوم ہوا کہ پہلا کپڑا پاک ہے دونوں نمازیں نہیں ہوئیں۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۷** دو کپڑوں میں ایک ناپاک ہے ایک شخص نے تحری کر کے ایک میں نماز پڑھی اور دوسرے نے تحری کر کے دوسرے میں پڑھی اگر دونوں نے الگ الگ پڑھی دونوں کی نمازیں ہو گئیں اور اگر ایک امام ہو اور دوسرا مقتدی تو امام کی ہو گئی مقتدی کی نہیں ہوئی۔ کھیل کود میں کسی کے خون کا قطرہ نکلا مگر ہر ایک یہ کہتا ہے کہ میرے بدن سے نہیں نکلا اس کا بھی وہی حکم ہے کہ تنہا تنہا پڑھی تو دونوں کی نمازیں ہو گئیں اور اگر ایک امام ہو اور دوسرا مقتدی تو امام کی ہو گئی مقتدی کی نہیں ہوئی۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۸** چند شخص سفر میں ہیں سب کے برتن مخلوط ہو گئے<sup>(۴)</sup> اس کے شرکاء اُس وقت کہیں چلے گئے ہیں اور اُسے خود اپنے برتن کی شناخت نہیں ہے تو اُن کے آنے کا انتظار کر کے تحری کر کے برتن کو استعمال میں نہ لائے ہاں اگر استعمال کی ضرورت ہے وضو کرنا ہے یا پانی پینا ہے اور معلوم نہیں ساتھی کب آئیں تو تحری کر کے استعمال کرے یونہی اگر کھانا شرکت میں ہے اور شرکاء غائب ہیں اور اُسے بھوک لگی ہے تو اپنے حصہ کی قدر اس میں سے لے لے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری)

## احیاء موات کا بیان

**خلافت ۱** صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اُس زمین کو آباد کیا جو کسی کی ملک نہ ہو“<sup>(۶)</sup> تو وہی حقدار ہے۔ ”غرّوہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

①.....”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب التحری، الباب الثالث فی التحری فی الثیاب... إلخ، ج ۵، ص ۳۸۳.

②.....المرجع السابق، ص ۳۸۴. ③.....المرجع السابق، ص ۳۸۴.

④.....آپس میں مل گئے۔

⑤.....”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب التحری، الباب الثالث فی التحری فی الثیاب... إلخ، ج ۵، ص ۳۸۴، ۳۸۵.

⑥.....یعنی ملکیت میں نہ ہو۔

نے اپنی خلافت میں یہی فیصلہ کیا تھا۔<sup>(1)</sup>

**حدیث ۲** → ابوداؤد نے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس نے زمین پر دیوار بنا لی یعنی احاطہ کر لیا وہ اسی کی ہے۔“<sup>(2)</sup>

**حدیث ۳** → ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاگیر<sup>(3)</sup> دی جہاں تک اُن کا گھوڑا دوڑ کر جائے زبیر نے اپنا گھوڑا دوڑایا جب وہ کھڑا ہو گیا تو اُنہوں نے اپنا کوڑا<sup>(4)</sup> پھینکا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ”جہاں ان کا کوڑا گرا ہے وہاں تک جاگیر میں دیدو۔“<sup>(5)</sup>

**حدیث ۴** → ترمذی نے وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو حضرموت<sup>(6)</sup> میں زمین جاگیر دی اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا کہ ان کو دے آؤ۔<sup>(7)</sup>

**حدیث ۵** → امام شافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے طاؤس سے مرسل روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے مردہ زمین زندہ کی<sup>(8)</sup> وہ اسی کے لئے ہے اور پرانی زمین (یعنی جس کا مالک معلوم نہ ہو) اللہ ورسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی ہے پھر میری جانب سے تمہارے لئے ہے۔“<sup>(9)</sup>

**حدیث ۶** → ابوداؤد نے اسمر بن مضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ”جو شخص اُس چیز کی طرف سبقت کرے<sup>(10)</sup> جس کی طرف کسی مسلم نے سبقت نہیں کی ہے تو وہ اسی کی ہے۔“ اس کو سن کر لوگ دوڑے کہ خط کھینچ کر نشان بنا لیں۔<sup>(11)</sup>

①..... ”صحیح البخاری“، کتاب الحرث... إلخ، باب من أحیا أرضاً مواتاً، الحدیث: ۲۳۳۵، ج ۲، ص ۹۰.

②..... ”سنن أبي داود“، کتاب الخراج... إلخ، باب في إحياء الموات، الحدیث: ۳۰۷۷، ج ۳، ص ۲۴۰.

③..... یعنی زمین۔ ④..... چابک، چھڑی۔

⑤..... ”سنن أبي داود“، کتاب الخراج... إلخ، باب في إقطاع الأرضين، الحدیث: ۳۰۷۲، ج ۳، ص ۲۳۸.

⑥..... یمن کے مشرق میں واقع ایک شہر کا نام ہے۔

⑦..... ”جامع الترمذی“، کتاب الأحكام، باب ما جاء في إقطاع، الحدیث: ۱۳۸۶، ج ۳، ص ۹۱.

⑧..... یعنی بجز زمین، غیر آباد زمین آباد کی۔

⑨..... ”المسند“ للإمام الشافعی، کتاب الطعام والشرب و عمارة الارضين... إلخ، ص ۳۸۲.

⑩..... چاہل کرے۔

⑪..... ”سنن أبي داود“، کتاب الخراج... إلخ، باب في إقطاع الارضين، الحدیث: ۳۰۷۱، ج ۳، ص ۲۳۸.

## مسائل فقہیہ

موات اس زمین کو کہتے ہیں جو آبادی سے فاصلہ پر ہو اور وہ نہ کسی کی ملک ہو اور نہ کسی کی حق خاص ہو اندرون آبادی افتادہ زمین کو موات نہیں کہا جائے گا اور شہر سے باہر کی وہ زمین جس میں لوگوں کے جانور چرتے ہیں یا اس میں سے جلانے کے لئے لکڑیاں کاٹ لاتے ہیں یہ موات نہیں اسی طرح جس زمین میں نمک پیدا ہوتا ہے وہ بھی موات نہیں یعنی موات وہی کہلائے گی جو منقطع بہانہ ہو۔ فاصلہ سے مراد یہ ہے کہ آبادی کے کنارے سے کوئی شخص جس کی آواز بلند ہو زور سے چلائے تو وہاں تک آواز نہ پہنچے نزدیک و دور کا لحاظ اس بنا پر ہے کہ نزدیک والی زمین عموماً منقطع بہا ہوتی ہے۔<sup>(1)</sup> ورنہ ظاہر الروایۃ یہی ہے کہ نزدیک و دور کا لحاظ نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ منقطع بہا ہے یا نہیں۔<sup>(2)</sup> (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

**مسئلہ ۱** ایسی زمین جس کا ذکر کیا گیا اگر کسی نے امام کی اجازت حاصل کر کے اُسے آباد کیا تو یہ شخص اُس کا مالک ہو گیا دوسرا شخص نہیں لے سکتا۔<sup>(3)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲** ایک شخص نے دوسرے کو احیاء موات کے لئے وکیل کیا اگر موکل نے بادشاہ اسلام سے اجازت حاصل کر لی ہے تو یہ توکیل صحیح ہے اور زمین موکل کی ہوگی ورنہ نہیں۔<sup>(4)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۳** امام نے<sup>(5)</sup> ایسی زمین کسی کو جاگیر دیدی اور جاگیر دار نے اُس زمین کو ویسی ہی چھوڑ رکھا تو تین سال تک کچھ تعرض نہیں کیا جائے گا، تین سال کے بعد وہ جاگیر دوسرے کو جاگیر دی جاسکتی ہے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۴** ایک شخص نے زمین کو احیاء کیا پھر چھوڑ رکھا دوسرے نے اس میں کاشت کر لی تو پہلا ہی شخص اس کا حقدار ہے کیونکہ وہ مالک ہو چکا دوسرے کو اس میں تصرف کی اجازت نہیں۔<sup>(7)</sup> (درمختار)

①..... یعنی عمومی طور پر اس سے نفع اٹھایا جاتا ہے۔

②..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب احیاء الموات، ج ۱۰، ص ۵.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب احیاء الموات، الباب الاول فی تفسیر الموات... إلخ، ج ۵، ص ۳۸۵، ۳۸۶.

③..... "الدرالمختار"، کتاب احیاء الموات، ج ۱۰، ص ۷، ۶.

④..... "ردالمحتار"، کتاب احیاء الموات، ج ۱۰، ص ۷.

⑤..... حاکم وقت نے۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب احیاء الموات، الباب الاول فی تفسیر الموات... إلخ، ج ۵، ص ۳۸۶.

⑦..... "الدرالمختار"، کتاب احیاء الموات، ج ۱۰، ص ۷.

**مسئلہ ۵** — ایک شخص نے زمین کو آباد کیا اس کے بعد چار شخصوں نے آگے پیچھے چاروں جانب زمینیں آباد کیں تو پہلے شخص کا راستہ پچھلے شخص کی زمین میں رہے گا۔<sup>(۱)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۶** — زمین موات میں کسی نے چاروں طرف پتھر رکھ دیے یا شاخیں گاڑ دیں یا زمین کا گھاس کوڑا صاف کیا یا اُس میں کانٹے تھے اُس نے جلادے یا کوآں بنانے کے خیال سے دو ایک ہاتھ زمین کھود دی اور یہ سب کام اس مقصد سے کئے کہ دوسرا اس کو آباد نہ کرے تو تین سال تک امام اس کا انتظار کرے گا اگر اُس نے آباد کر لی فیہا<sup>(۲)</sup> ورنہ کسی دوسرے کو دیدیگا جو آباد کرے۔<sup>(۳)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۷** — زمین موات میں کسی نے کوآں کھودا ایک ہاتھ پانی نکلنے کو باقی تھا کہ دوسرے نے اُسے کھودا تو پہلا شخص حقدار ہے ہاں اگر معلوم ہو کہ پہلے نے اُسے چھوڑ دیا یعنی ایک ماہ کا زمانہ گزر گیا اور باقی کو نہیں کھودتا تو اس صورت میں کوآں دوسرے شخص کا ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری)

## شرب کا بیان

**حدیث ۱** — صحیح بخاری میں عروہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ایک انصاری سے ۷۷ کی نالیوں کے متعلق جھگڑا ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زبیر سے فرمایا کہ ”بقدر ضرورت پانی لے لو پھر اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑ دو“ اُس انصاری نے کہا کہ یہ فیصلہ اس لئے کیا کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں یہ سن کر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا: ”اے زبیر اپنے باغ کو پانی دو پھر روک لو یہاں تک کہ مینڈھ<sup>(۵)</sup> تک پانی پہنچ جائے پھر اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑ دو“ اُس انصاری نے ناراض کر دیا لہذا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے صاف حکم میں زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا پورا حق دلوا دیا اور پہلے ایسی بات فرمادی تھی جس میں دونوں کے لئے گنجائش تھی۔<sup>(۶)</sup>

**حدیث ۲** — صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین شخص ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے نہ کلام کرے گا نہ اُن کی طرف نظر فرمائے گا۔ ایک وہ شخص جس نے کسی بیچنے کی

①..... ”الدرالمختار“، کتاب إحياء الموات، ج ۱۰، ص ۷.

②..... تو صحیح ہے۔

③..... ”الهدایة“، کتاب إحياء الموات، ج ۲، ص ۳۸۴.

④..... ”الفتاویٰ الہندیة“، کتاب إحياء الموات، الباب الاول فی تفسیر الموات... إلخ، ج ۵، ص ۳۸۷.

⑤..... کھیت کی منڈیر۔

⑥..... ”صحیح البخاری“، کتاب التفسیر، باب ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ...﴾ إلخ، الحدیث: ۴۵۸۵، ج ۳، ص ۲۰۵، ۲۰۶.

چیز کے متعلق یہ قسم کھائی کہ جو کچھ اس کے دام<sup>(1)</sup> مل رہے ہیں اس سے زیادہ ملتے تھے (اور نہیں بیچا) حالانکہ یہ اپنی قسم میں جھوٹا ہے دوسرا وہ شخص کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تاکہ کسی مرد مسلم کا مال لے لے اور تیسرا وہ شخص جس نے بچے ہوئے پانی کو روکا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں اپنا فضل تجھ سے روکتا ہوں جس طرح تو نے بچے ہوئے پانی کو روکا جس کو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔“<sup>(2)</sup>

**حدیث ۳** صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

بچے ہوئے پانی سے منع نہ کرو کہ اس کی وجہ سے بچی ہوئی گھاس کو منع کرو گے۔“<sup>(3)</sup>

**حدیث ۴** ابوداؤد، ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: ”تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں پانی اور گھاس اور آگ۔“<sup>(4)</sup>

**حدیث ۵** صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچے ہوئے پانی

کے بیچنے سے منع فرمایا۔<sup>(5)</sup>

**حدیث ۶** صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا: ”بیچا ہوا پانی نہ بیچا جائے کہ اس کی وجہ سے گھاس کی بیج ہو جائیگی۔“<sup>(6)</sup>

## مسائل فقہیہ

کھیت کی آپاشی یا جانوروں کو پانی پلانے کے لیے جو باری مقرر کر لی جاتی ہے اُس کو شرب کہتے ہیں اس لفظ میں

شہین کو زیر<sup>(7)</sup> ہے۔<sup>(8)</sup>

①..... روپیہ رقم۔

②..... ”صحیح البخاری“، کتاب المساقاة، باب من رأى أن صاحب الحوض... إلخ، الحدیث: ۲۳۶۹، ج ۲، ص ۱۰۰۔

③..... ”صحیح البخاری“، کتاب المساقاة، باب من قال إن صاحب الماء أحق... إلخ، الحدیث: ۲۳۵۴، ج ۲، ص ۹۶۔

④..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الرهون، باب المسلمون شركاء في ثلاث، الحدیث: ۲۴۷۲، ج ۳، ص ۱۷۶۔

⑤..... ”صحیح مسلم“، کتاب المساقاة... إلخ، باب تحريم فضل بيع الماء... إلخ، الحدیث: ۳۴- (۱۵۶۵)، ص ۸۴۶۔

⑥..... المرجع السابق، الحدیث: ۳۸- (۱۵۶۶)، ص ۸۴۶۔

⑦..... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ”زیر“ لکھا ہوا ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ فقہاء کی اصطلاح اس باب میں

شرب (یعنی زیر کے ساتھ) ہی ہے اس کی تائید رد المحتار، ج ۱۰، ص ۱۵۔ اور دیگر کتب فقہ سے بھی ہوتی ہے، اسی وجہ سے

متن میں تصحیح کر دی گئی۔ علمہ

⑧..... ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب إحياء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۵۔

**مسئلہ ۱** - جس پانی کو برتن میں محفوظ نہ کر لیا ہو اُس کو ہر شخص پی سکتا ہے اور اپنے جانوروں کو پلا سکتا ہے کوئی شخص پینے یا پلانے سے نہیں روک سکتا۔<sup>(۱)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۲** - پانی کی چار قسمیں ہیں، اول سمندر کا پانی اس سے ہر شخص نفع اٹھا سکتا ہے خود پئے جانوروں کو پلائے کھیت کی آبپاشی کرے اس میں نہر نکال کر اپنے کھیتوں کو لیجائے جس طرح چاہے کام میں لائے کوئی منع نہیں کر سکتا، دوم بڑے دریا کا پانی جیسے سیحون، جیحون، دجلہ، فرات، نیل یا ہندوستان میں گنگا، گھاگرا اس کو ہر شخص پی سکتا ہے اپنے جانوروں کو پلا سکتا ہے مگر زمین کو سیراب کرنے اور اُس سے نہر نکالنے میں یہ شرط ہے کہ عام لوگوں کو ضرر<sup>(۲)</sup> نہ پہنچے، سوم وہ ندی نالے جو کسی خاص جماعت کی ملک ہوں پینے پلانے کی اُس میں بھی اجازت ہے مگر دوسرے لوگ اپنے کھیت کی اس سے آبپاشی نہیں کر سکتے، چوتھے وہ پانی جس کو گھڑوں، منکوں یا برتنوں میں محفوظ کر دیا گیا ہو اُس کو بغیر اجازت مالک کوئی شخص صرف میں نہیں لاسکتا اور اس پانی کو اس کا مالک بیع بھی کر سکتا ہے۔<sup>(۳)</sup> (ہدایہ، عالمگیری)

**مسئلہ ۳** - کوآں اگر چہ مملوک ہو مگر اس کا پانی مملوک نہیں دوسرا شخص اس پانی کو پی سکتا ہے اپنے جانوروں کو پلا سکتا ہے جس کا کوآں ہے وہ روک نہیں سکتا اور نہ اس کے بھرے ہوئے پانی کو چھین سکتا ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۴** - کوآں یا چشمہ جس کی ملک میں ہے دوسرا شخص وہاں جا کر پانی پینا چاہتا ہے وہ مالک اپنی ملک مثلاً مکان یا باغ میں اُسکو جانے سے روک سکتا ہے بشرطیکہ وہاں قریب میں دوسری جگہ پانی ہو جو کسی کی ملک میں نہیں ہے اور اگر پانی نہ ہو تو مالک سے کہا جائے گا کہ تو خود اپنے باغ یا مکان سے پینے کے لیے پانی لادے یا اسے اجازت دے کہ یہ خود بھر کر پی لے۔<sup>(۵)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۵** - کوئیں سے پانی بھرا ڈول مونھ تک آ گیا ہے ابھی باہر نہیں نکلا ہے یہ بھرنے والا اُس پانی کا ابھی مالک نہیں ہو جب باہر نکال لے گا اُس وقت مالک ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (ردالمحتار)

①..... "الدرالمختار"، کتاب إحياء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۶۱۵.

②..... نقصان۔

③..... "الهداية"، کتاب إحياء الموات، فصل في المياه، ج ۲، ص ۳۸۸.

و "الفتاوى الهندية"، کتاب الشرب... إلخ، الباب الاول في تفسيره... إلخ، ج ۵، ص ۳۹۰، ۳۹۱.

④..... "الفتاوى الهندية"، کتاب الشرب... إلخ، الباب الاول في تفسيره... إلخ، ج ۵، ص ۳۹۱.

⑤..... "الهداية"، کتاب إحياء الموات، فصل في المياه، ج ۲، ص ۳۸۸.

⑥..... "ردالمختار"، کتاب إحياء الموات، فصل في الشرب، ج ۱۰، ص ۱۶.

**مسئلہ ۶** حمام میں گیا اور حوض میں سے پانی نکالا مگر جس برتن میں پانی لیا وہ حمام والے کا ہے تو یہ شخص پانی کا مالک نہیں ہوا بلکہ وہ پانی حمام والے ہی کا ہے مگر دوسرا شخص اس سے نہیں لے سکتا کہ زیادہ حقدار یہی ہے۔<sup>(۱)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۷** دوسرے کے کونین سے بغیر اجازت مالک نہ اپنے کھیت کو سینچ سکتا ہے<sup>(۲)</sup> نہ درختوں کو پلا سکتا ہے نہ اُس میں رہٹ یا چرسا وغیرہ لگا سکتا ہے مگر گھڑے وغیرہ میں بھر کر لایا ہو تو اُس سے گھر میں جو درخت ہے یا گھر میں جو ترکاریاں بوئی ہیں ان کو سیراب کر سکتا ہے، کونین والے سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔<sup>(۳)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۸** نہر خاص یا کسی کے مملوک حوض یا کنوئیں سے وضو کرنے یا کپڑے دھونے کے لیے گھڑے میں پانی بھر کر لاسکتا ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۹** حوض میں اگر پانی خود ہی جمع ہو گیا مالک حوض نے پانی جمع کرنے کی کوئی ترکیب نہیں کی ہے یہ حوض نہر خاص کے حکم میں ہے۔<sup>(۵)</sup> (ردالمحتار) دیہاتوں میں تالاب اور گڑھے ہوتے ہیں برسات میں ادھر ادھر سے پانی بہہ کر آتا ہے اور ان میں جمع ہو جاتا ہے انکا بھی یہی حکم ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے لوگ اپنے کھیتوں کی اس سے آبیاشی نہیں کر سکتے۔

**مسئلہ ۱۰** بعض جگہ مکانوں میں حوض بنا رکھتے ہیں برساتی پانی اُس میں جمع کر لیتے ہیں اور اپنے استعمال میں لاتے ہیں عربی میں ایسے حوض کو صہرتج کہتے ہیں۔ (ہندوستان میں بفصلہ تعالیٰ پانی کی کثرت ہے صہرتج بنانے کی ضرورت نہیں مگر جہاں پانی کی کمی ہے بنانا پڑتا ہی ہے جیسا کہ مارواڑ کے بعض علاقوں میں بکثرت ہیں) یہ پانی خاص اُس شخص کی ملک ہے جس کے گھر میں ہے اور یہ پانی ویسا ہی ہے جیسا گھڑے وغیرہ میں بھر لیا جاتا ہے کہ بغیر اجازت مالک کوئی شخص اپنے کسی طرف میں نہیں لاسکتا۔<sup>(۶)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۱** بارش کے وقت آگن<sup>(۷)</sup> یا چھت پر پانی جمع کرنے کے لیے طشت<sup>(۸)</sup> یا کنڈا<sup>(۹)</sup> وغیرہ رکھ دیا ہے تو جو کچھ

①..... "ردالمحتار"، کتاب إحياء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۶.

②..... پانی دے سکتا ہے۔

③..... "الدرالمختار"، کتاب إحياء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۷.

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الشرب... إلخ، الباب الاول فی تفسیرہ... إلخ، ج ۵، ص ۳۹۱.

⑤..... "ردالمحتار"، کتاب إحياء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۷.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... صحن۔ ⑧..... تھال۔ ⑨..... مٹی کا برتن، پرات۔



پانی جمع ہوگا اُس کا ہے جس نے طشت وغیرہ رکھا ہے دوسرا شخص اس پانی کو نہیں لے سکتا اور اگر پانی جمع کرنے کے لیے طشت نہیں رکھا ہے تو جو چاہے لے لے اس کو منع نہیں کیا جاسکتا۔<sup>(1)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۲** زمین غیر مملوکہ<sup>(2)</sup> کی گھاس کسی کی ملک نہیں جو چاہے کاٹ لائے یا اپنے جانوروں کو چرائے دوسرا شخص اس کو منع نہیں کر سکتا یہ گھاس دریا کے پانی کی طرح سب کے لیے مباح ہے، زمین مملوکہ میں گھاس خود ہی جمی ہے<sup>(3)</sup> بوئی نہیں گئی ہے یہ گھاس بھی مالک زمین کی ملک نہیں جب تک اسے محفوظ نہ کر لے جو چاہے اس کو لے سکتا ہے، مگر مالک زمین دوسرے لوگوں کو اپنی زمین میں آنے سے روک سکتا ہے اس صورت میں اگر مالک زمین لوگوں کو اور ان کے جانوروں کو اپنی زمین میں آنے سے منع کرتا ہے اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم گھاس کاٹیں گے یا اپنے جانور چرائیں گے اگر قریب میں زمین غیر مملوکہ ہے جس میں گھاس موجود ہے تو لوگوں سے کہا جائے گا کہ اپنے جانوروں کو وہاں چرا لویا وہاں سے گھاس کاٹ لو اور اگر زمین قریب میں نہ ہو تو مالک زمین سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو اجازت دو یا تم خود اپنی زمین سے گھاس کاٹ کر ان کو دے دو، اور اگر مالک زمین نے گھاس کاٹ کر محفوظ کر لی تو دوسرا شخص اس کو لے نہیں سکتا کہ یہ مملوکہ ہوگئی، اگر مالک زمین نے گھاس بورکھی ہے یا اپنی زمین کو جوت کر اُس میں پانی دیا ہے اور اسی لیے چھوڑ رکھا ہے کہ اُس میں گھاس جسے تو یہ گھاس مالک زمین کی ہے، دوسرا شخص نہ اسے لے سکتا ہے نہ اپنے جانوروں کو چرا سکتا ہے، کسی دوسرے نے یہ گھاس کاٹ لی تو مالک زمین والا اس کو واپس لے سکتا ہے اور گھاس کو بیچ سکتا ہے۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری، درمختار)

**مسئلہ ۱۳** آگ میں بھی سب لوگ شریک ہیں دوسروں کو منع نہیں کر سکتا یعنی اگر کسی نے میدان میں آگ جلائی ہے تو جس کا جی چاہے تاپ سکتا ہے اپنے کپڑے اس سے سکھا سکتا ہے اُس کی روشنی میں کام کر سکتا ہے مگر بغیر اجازت اُس میں سے انکارہ نہیں لے سکتا، اگر کسی نے اُس میں سے تھوڑی سی آگ لے لی کہ بجھانے کے بعد اتنے کوئلے نہیں ہونگے جن کی کچھ قیمت ہو تو اس سے واپس نہیں لے سکتا اور اتنی آگ بغیر اجازت بھی لے سکتا ہے کہ عاۓہ اس کو کوئی منع بھی نہیں کرتا اور اگر اتنی زیادہ ہے کہ بجھنے کے بعد کوئلوں کی قیمت ہوگی تو واپس لے سکتا ہے۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری)

①..... "ردالمحتار"، کتاب إحياء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۷.

②..... وہ زمین جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو۔ ③..... اُگی ہے۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الشرب... إلخ، الباب الاول فی تفسیرہ... إلخ، ج ۵، ص ۳۹۲.

و "الدرالمختار"، کتاب إحياء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۹.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الشرب... إلخ، الباب الاول فی تفسیرہ... إلخ، ج ۵، ص ۳۹۳.

**مسئلہ ۱۳** کوئیں یا حوض یا نہر خاص کے پانی سے روکتا ہے اور اُس شخص کو روکا گیا پیاس سے ہلاکت کا اندیشہ ہے یا اس کے جانور کے ہلاک ہونے کا ڈر ہے تو زبردستی پانی وصول کرے نہ دے تو لڑ کر لے اگرچہ ہتھیار سے لڑنا پڑے اور برتن میں جمع کر رکھا ہے تو اس میں بھی لڑ کر وصول کرنے کی اجازت ہے مگر یہاں ہتھیار سے لڑنے کی اجازت نہیں اور یہ حکم اس وقت ہے کہ پانی اس کی حاجت سے زائد ہے یہی حکم مخصوص کا بھی ہے کہ کسی کو بھوک سے ہلاکت کا اندیشہ ہے اور دوسرے کے پاس حاجت سے زائد کھانا ہے اور اُس کو نہیں دیتا تو لڑ سکتا ہے مگر ہتھیار سے لڑنے کی اجازت نہیں۔<sup>(۱)</sup> (درمختار)

## اشربہ کا بیان

**حدیث ۱** صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مَشک میں ہم نبیذ بناتے صبح کو بناتے تو عشا تک پیتے اور عشا کو بناتے تو صبح تک پیتے (یہ گرمی کے زمانے میں ہوتا تھا)۔<sup>(۲)</sup>

**حدیث ۲** صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اول شب میں نبیذ بنائی جاتی صبح کے وقت اُسے پیتے دن میں اور رات میں پھر دوسرے روز دن اور رات میں اور تیسرے دن عصر تک پھر اگر بیچ رہتی تو خادم کو پلا دیتے یا گرا دی جاتی۔<sup>(۳)</sup> (یہ جاڑے کے زمانے میں ہوتا)

**حدیث ۳** صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مَشک میں نبیذ بنائی جاتی، مَشک نہ ہوتی تو پتھر کے برتن میں بنائی جاتی۔<sup>(۴)</sup>

**حدیث ۴** امام بخاری اپنی صحیح میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوالسید ساعدی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی شادی کی دعوت دی (جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے) تو اُن کی زوجہ جو دلہن تھیں وہی خادم کا کام انجام دے رہی تھیں انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پانی میں کھجوریں رات میں ڈال دی تھیں وہی پانی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پلایا۔<sup>(۵)</sup>

**حدیث ۵** امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر اور ابوعبیدہ اور معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

①....."الدرالمختار"، کتاب إحياء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۲۰، ۱۸.

②....."صحیح مسلم"، کتاب الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتمد... إلخ، الحديث: ۸۵- (۲۰۰۵)، ص ۱۱۱۱.

③.....المرجع السابق، الحديث: ۷۹- (۲۰۰۴)، ص ۱۱۱۰.

④.....المرجع السابق، باب النهي عن الإنتباء في المزفت... إلخ، الحديث: ۶۲- (۱۹۹۹)، ص ۱۱۰۷.

⑤....."صحیح البخاری"، کتاب النکاح، باب حق إجابة الوليمة... إلخ، الحديث: ۵۱۷۶، ج ۳، ص ۴۵۵.

نے مثلث<sup>(1)</sup> کے پینے کو جائز فرمایا ہے اور براء بن عازب و ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نصف حصہ پکا دینے کے بعد انگور کا شیرہ پیا، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ انگور کا رس جب تک تازہ ہے پیو۔<sup>(2)</sup>

**حدیث ۶** بخاری نے اپنی صحیح میں ابو جویریہ<sup>(3)</sup> رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے باذوق (ایک قسم کی شراب ہے) کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم باذوق سے پہلے گزر چکے ہیں لہذا جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے اور فرمایا کہ پینے کی چیزیں حلال و طیب ہیں اور حلال و طیب کے علاوہ حرام و خبیث ہیں۔<sup>(4)</sup>

**حدیث ۷** امام بخاری اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک معراج کی رات ایلیا (بیت المقدس) میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے ایک شراب کا دوسرا دودھ کا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے دونوں کو دیکھ کر دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل (علیہ السلام) نے کہا الحمد للہ خدا تعالیٰ نے آپ کو فطرت کی ہدایت کی اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔<sup>(5)</sup>

**حدیث ۸** ابو داؤد و ابن ماجہ نے ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت کے کچھ لوگ خمر (شراب) پیئیں گے اور اس کا نام کچھ دوسرا رکھ لیں گے۔“<sup>(6)</sup>

## مسائل فقہیہ

لغت میں پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں اور اصطلاح فقہیہ میں شراب اُسے کہتے ہیں جس سے نشہ ہوتا ہے، اس کی بہت قسمیں ہیں، خمر انگور کی شراب کو کہتے ہیں یعنی انگور کا کچا پانی جس میں جوش آجائے اور شدت پیدا ہو جائے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں جھاگ پیدا ہو اور کبھی ہر شراب کو مجازاً خمر کہہ دیتے ہیں۔<sup>(7)</sup>

①..... انگور کا شیرہ جو پکانے کے بعد ایک تہائی رہ جائے۔

②..... ”صحیح البخاری“، کتاب الأشربة، باب الباذق ومن نہی... إلخ، ج ۳، ص ۵۸۴.

③..... بہار شریعت کے کچھ نسخوں میں اس مقام پر ”ابو ہریرہ“ اور کچھ نسخوں میں ”ابو جویہ“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہمارے پاس موجود ”بخاری شریف“ کے نسخوں میں ”حضرت ابو جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔ علمہ

④..... ”صحیح البخاری“، کتاب الأشربة، باب الباذق ومن نہی... إلخ، الحدیث: ۵۵۹۸، ج ۳، ص ۵۸۵.

⑤..... المرجع السابق، کتاب الأشربة، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ...﴾ إلخ، الحدیث: ۵۵۷۶، ج ۳، ص ۵۷۹.

⑥..... ”سنن أبي داود“، کتاب الأشربة، باب في الداذی، الحدیث: ۳۶۸۸، ج ۳، ص ۴۶۱.

⑦..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الأشربة، الباب الاول فی تفسیرہ الأشربة... إلخ، ج ۵، ص ۴۰۹.

و ”الدر المختار“، کتاب الأشربة، ج ۱۰، ص ۳۲.

**مسئلہ ۱** - خمر حرام بعینہ ہے اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اس کا قلیل و کثیر سب حرام ہے اور یہ پیشاب کی طرح نجس ہے اور اس کی نجاست غلیظہ ہے جو اس کو حلال بتائے کافر ہے کہ نص قرآنی کا منکر ہے مسلم کے حق میں یہ مقنوم نہیں یعنی اگر کسی نے مسلمان کی یہ شراب تلف کر دی تو اس پر ضمان نہیں اور اس کو خریدنا صحیح نہیں اس سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہیں نہ دوا کے طور پر استعمال کر سکتا ہے نہ جانور کو پلا سکتا ہے نہ اس سے مٹی بھگا (1) سکتا ہے نہ حقنہ کے کام میں لائی جاسکتی ہے، اس کے پینے والے کو حد ماری جائے گی اگر چہ نشہ نہ ہو (2) (درمختار وغیرہ)

**مسئلہ ۲** - جانوروں کے زخم میں بھی بطور علاج اس کو نہیں لگا سکتے۔ (3) (عالمگیری)

**مسئلہ ۳** - شیرہ انگور کو پکا یا یہاں تک کہ دو تہائی سے کم جل گیا یعنی ایک تہائی سے زیادہ باقی ہے اور اس میں نشہ ہو یہ بھی حرام اور نجس ہے۔ (4) (درمختار)

**مسئلہ ۴** - رطب یعنی تر کھجور کا پانی اور مٹھے کو پانی میں بھگایا گیا جب یہ پانی تیز ہو جائے اور جھاگ پھینکے یہ بھی حرام نجس ہیں۔ (5) (درمختار)

**مسئلہ ۵** - شہد، انجیر، گیہوں، (6) جو وغیرہ کی شرابیں بھی حرام ہیں مثلاً یہاں ہندوستان میں مہوے (7) کی شراب بنتی ہے جب ان میں نشہ ہو حرام ہیں۔ (8) (درمختار)

**مسئلہ ۶** - کافر یا بچہ کو شراب پلانا بھی حرام ہے اگرچہ بطور علاج پلائے اور گناہ اسی پلانے والے کے ذمہ ہے۔ (9) (ہدایہ) بعض مسلمان انگریزوں کی دعوت کرتے ہیں اور شراب بھی پلاتے ہیں وہ گنہگار ہیں اس شراب نوشی کا وبال انہیں پر ہے۔

①..... بھگو۔

②..... "الدرالمختار"، کتاب الأشربة، ج ۱۰، ص ۳۳، وغیرہ۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الأشربة، الباب الاول فی تفسیرہ... إلخ، ج ۵، ص ۴۱۰۔

④..... "الدرالمختار"، کتاب الأشربة، ج ۱۰، ص ۳۶۔

⑤..... المرجع السابق، ص ۳۷۔

⑥..... گندم۔

⑦..... ایک درخت جس کے پتے سرخ، زردی مائل اور خوشبودار ہوتے ہیں پھل گول چھوہارے کی مانند ہوتا ہے اس سے شراب بھی بنائی جاتی ہے۔

⑧..... "الدرالمختار"، کتاب الأشربة، ج ۱۰، ص ۳۹، ۴۰۔

⑨..... "الہدایہ"، کتاب الأشربة، ج ۲، ص ۳۹۸۔

**مسئلہ ۷** - نبیذ یعنی کھجور یا مٹھے کو پانی میں بھگو یا جائے وہ پانی نشہ پیدا ہونے سے پہلے پیا جائے یہ جائز ہے احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔<sup>(1)</sup>

**مسئلہ ۸** - تو بنے<sup>(2)</sup> اور ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا جائز ہے بعض خاص برتنوں میں نبیذ بنانے کی ابتدا میں ممانعت آئی تھی مگر بعد میں یہ ممانعت منسوخ ہو گئی۔<sup>(3)</sup>

**مسئلہ ۹** - گھوڑی کے دودھ میں بھی نشہ ہوتا ہے اس کا پینا بھی ناجائز ہے۔<sup>(4)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۰** - بھنگ<sup>(5)</sup> اور افیون<sup>(6)</sup> اتنی استعمال کرنا کہ عقل فاسد ہو جائے ناجائز ہے جیسا کہ افیونی اور بھنگیوں کے استعمال کرتے ہیں اور اگر کسی کے ساتھ اتنی استعمال کی گئی کہ عقل میں فتور<sup>(8)</sup> نہیں آیا جیسا کہ بعض نسخوں میں افیون قلیل جز ہوتا ہے کہ فی خوراک اس کا اتنا خفیف جز ہوتا ہے کہ استعمال کرنے والے کو پتا بھی نہیں چلتا کہ افیون کھائی ہے اس میں حرج نہیں۔<sup>(9)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۱** - بعض عورتیں بچوں کو افیون کھلایا کرتی ہیں اور ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کے نشہ میں پڑا رہے گا پریشان نہیں کرے گا یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ بچہ کو اگرچہ تھوڑی مقدار میں دی جاتی ہے مگر وہ اتنی ضرور ہوتی ہے کہ اس کی عقل میں فتور آ جائے۔

**مسئلہ ۱۲** - چانڈو<sup>(10)</sup> اور مدک<sup>(11)</sup> بھی افیون کے استعمال کے طریقہ ہیں کہ اس کا دھواں پیا جاتا ہے جیسا کہ تمباکو کو پیٹتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے بلکہ غالباً افیون استعمال کرنے کی سب صورتوں میں یہ صورت زیادہ قبیح و مضر<sup>(12)</sup> ہے۔

①..... "الدر المختار"، کتاب الأشربة، ج ۱۰، ص ۳۹.

②..... اندر سے خالی اور خشک کیا ہوا کدو۔

③..... "صحیح مسلم"، کتاب الأشربة، باب النهی عن الانتباذ... إلخ، الحدیث: ۶۵، ۶۴- (۹۷۷)، ص ۱۱۰۷.

④..... "الدر المختار"، کتاب الأشربة، ج ۱۰، ص ۴۴.

⑤..... ایک قسم کا نشہ آور پتوں والا پودا جس کے پتوں کو گھوٹ کر پیتے ہیں۔

⑥..... ایک نشہ آور چیز جو پوست کے رس کو نچھد کر کے بنائی جاتی ہے، افیم۔

⑦..... افیون اور بھنگ کا نشہ کرنے والے افراد۔

⑧..... خرابی، فساد۔

⑨..... "الدر المختار"، کتاب الأشربة، ج ۱۰، ص ۴۶-۴۸.

⑩..... افیون کا ایک نشہ جس میں افیون کو پانی میں پکا کر حقے کی طرح پیا جاتا ہے۔

⑪..... افیون کا ایک نشہ جس میں افیون تمباکو کی طرح چلم بھر کر پیتے ہیں۔

⑫..... نقصان دہ۔

**مسئلہ ۱۳** چرس (۱) گانجا (۲) یہ بھی ایسی چیز ہے کہ اس سے عقل میں فتور آجاتا ہے اس کا پینا ناجائز ہے۔

**مسئلہ ۱۴** جوز الطیب (۳) میں نشہ ہوتا ہے اس کا استعمال بھی اتنی مقدار میں ناجائز ہے کہ نشہ پیدا ہو جائے اگرچہ اس کا حکم بھنگ سے کم درجہ کا ہے۔

**مسئلہ ۱۵** خشک چیزیں جو نشہ لاتی ہیں جیسے بھنگ وغیرہ یہ نجس نہیں ہیں لہذا اضداد (۴) وغیرہ میں خارجی طور پر ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ اس طرح استعمال میں نشہ نہیں پیدا ہوگا پھر ناجائز کیوں ہو۔

**مسئلہ ۱۶** حقہ کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں مگر قول فیصل یہ ہے کہ اس کی متعدد صورتیں ہیں ایک یہ کہ حقہ پی کر عقل جاتی رہتی ہے جیسا کہ رامپور، بریلی، شاہجہانپور، (۵) میں بعض لوگ رمضان شریف میں افطار کے بعد خاص اہتمام سے حقہ بھرتے ہیں اور اس زور سے دم لگاتے ہیں کہ چلم سے اونچی اونچی لو اٹھتی ہے اور پینے والے بیہوش ہو کر گر پڑتے ہیں اور بہت دیر تک بیہوش پڑے رہتے ہیں پانی کے چھینٹے دینے اور پانی پلانے سے ہوش آتا ہے اس طرح حقہ پینا حرام ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ نہ بیہوش ہونہ عقل میں فتور پیدا ہو مگر گھٹیا خراب تمباکو پیا جائے اور حقہ تازہ کرنے کا بھی چنداں خیال نہ ہو جس سے مونہ میں بد بو ہو جاتی ہے ایسا حقہ مکروہ ہے اور اس حقہ کو پی کر بغیر منہ صاف کیے مسجد میں جانا منع ہے اس کا وہی حکم ہے جو کچے لہسن پیا زکھانے کا ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ تمباکو بھی اچھا ہو اور حقہ بھی بار بار تازہ کیا جاتا ہو کہ پینے سے منہ میں بد بو نہ پیدا ہو یہ مباح ہے اس میں اصلاً کراہت نہیں، بعض لوگوں نے حقہ کے حرام بتانے میں نہایت غلو کیا اور حد سے تجاوز کیا یہاں تک کہ اس کے متعلق حدیثیں بھی معاذ اللہ وضع کر ڈالیں ان کی باتیں قابل اعتبار نہیں۔

**مسئلہ ۱۷** قہوہ، کافی، چائے کا پینا جائز ہے کہ ان میں نشہ ہے نہ تفتیر عقل (۶) البتہ یہ چیزیں خشکی لاتی ہیں اور نیند کو دفع کرتی ہیں اسی لیے مشائخ ان کو پیتے ہیں کہ نیند کا غلبہ جاتا رہے اور شب بیداری میں مدد ملے اور کسل (۷) اور کابلی کو بھی یہ چیزیں دفع کرتی ہیں۔

①..... ایک نشہ جو بھنگ کے پتوں اور فیون سے تیار کیا جاتا ہے اسے تمباکو کی طرح پیتے ہیں۔

②..... بھنگ کی قسم کا ایک پودا جس کے پتے اور بیج نشہ آور ہوتے ہیں اور چلم میں بھر کر پیتے ہیں۔

③..... ایک قسم کا خوشبودار پھل۔

④..... جسم پر لپ کرنا، جسم پر لگانا۔

⑤..... ہندوستان میں علاقوں کے نام ہیں۔

⑥..... عقل کی خرابی، فساد۔

⑦..... سستی۔

**مسئلہ ۱۸** جس شخص کو انیون کی عادت ہے اُسے لازم ہے کہ ترک کرے اگر ایک دم چھوڑنے میں ہلاکت کا اندیشہ ہے تو آہستہ آہستہ کمی کرتا رہے یہاں تک کہ عادت جاتی رہے اور ایسا نہ کیا تو گنہگار و فاسق ہے۔<sup>(۱)</sup> (ردالمحتار)

## شکار کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُشْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ﴾<sup>(۲)</sup>

”اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو۔“

اور فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾<sup>(۳)</sup>

”اور جب تم احرام سے باہر ہو جاؤ تو شکار کر سکتے ہو۔“

اور فرماتا ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلَّبِينَ يُعَلِّمُونَهُنَّ وَمِنَا عَلَّمْتُمُ اللَّهُ فُكُلُوا وَمِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَادَّكُرُوا السَّمِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾<sup>(۴)</sup>

”اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہو۔ تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سکھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرتے رہو بیشک اللہ (عزوجل) جلد حساب کرنے والا ہے۔“

①.....”ردالمحتار“، کتاب الأشربة، ج ۱۰، ص ۵۲.

②.....پ ۶، المائدہ: ۱.

③.....پ ۶، المائدہ: ۲.

④.....پ ۶، المائدہ: ۴.

اور فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ﴾<sup>(1)</sup>

”اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو۔“

اور فرماتا ہے:

﴿أَجَلٌ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلنَّاسِ ۗ وَاللَّذَىٰ أُنۢمِلُ فِيهِ مِنَ الْإِبْرَةِ حُرْمٌ﴾<sup>(2)</sup>

”دریا کا شکار تمہارے لیے حلال ہے اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار

جب تک تم احرام میں ہو۔“

**حدیث ۱** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شکار کو حلال جانو اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اس کو حلال فرمایا

مجھ سے پہلے اللہ (عزوجل) کے بہت سے رسول تھے وہ سب شکار کیا کرتے تھے۔ اپنے لیے اور اپنے بال بچوں کے لیے حلال رزق

تلاش کرو اس لیے کہ یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) صالح تجارت کا مددگار ہے۔“<sup>(3)</sup>

**حدیث ۲** صحیح بخاری و مسلم میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم اپنا کتا چھوڑو تو بِسْمِ اللّٰهِ کہہ لو اگر اس نے پکڑ لیا اور تم نے جانور کو زندہ پالیا تو ذبح کر لو اور اگر کتے

نے مار ڈالا ہے اور اُس میں سے کچھ کھایا نہیں تو کھاؤ اور اگر کھالیا تو نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے اپنے لیے شکار پکڑا اور اگر تمہارے کتے

کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہو گیا اور جانور مر گیا تو نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں یہ نہیں معلوم کہ کس نے قتل کیا اور جب شکار پر تیر چھوڑو تو بسم

اللہ کہہ لو اور اگر شکار غائب ہو گیا اور ایک دن تک نہ ملا اور اُس میں تمہارے تیر کے سوا کوئی دوسرا نشان نہیں ہے تو اگر چاہو کھا سکتے

ہو اور اگر شکار پانی میں ڈوبا ہو ملا تو نہ کھاؤ۔“<sup>(4)</sup>

**حدیث ۳** صحیح بخاری و مسلم میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑتے ہیں فرمایا کہ ”جو تمہارے لیے اُس نے پکڑا ہے اُسے کھاؤ“

میں نے عرض کی اگرچہ مار ڈالیں فرمایا: ”اگرچہ مار ڈالیں“ میں نے عرض کی ہم تیر سے شکار کرتے ہیں فرمایا: ”تیر نے جسے چھید

①..... پ ۷، المائدہ: ۹۵۔

②..... پ ۷، المائدہ: ۹۶۔

③..... ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۷۳۴۲، ج ۸، ص ۵۱، ۵۲۔

④..... ”صحیح البخاری“، کتاب الصيد إذا غاب... إلخ، باب الصيد، الحدیث: ۵۴۸۴، ج ۳، ص ۵۵۲۔



دیا اُسے کھاؤ اور پٹ تیر (1) شکار کو لگے اور مر جائے تو نہ کھاؤ“ کیونکہ دب کر مر ہے۔ (2)

**حدیث ۳** → امام بخاری نے عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اگر کتے نے شکار کا خون پی لیا اور گوشت نہ کھایا تو اُس جانور کو کھا سکتے ہو۔ (3)

**حدیث ۵** → صحیح بخاری و مسلم میں ابو ثعلبہ خُشَنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں کیا اُن کے برتن میں کھا سکتے ہیں اور شکار کی زمین میں رہتے ہیں اور میں کمان سے شکار کرتا ہوں اور ایسے کتے سے شکار کرتا ہوں جو معلم نہیں ہے اور معلم کتے سے بھی شکار کرتا ہوں اس میں کیا چیز میرے لیے درست ہے۔ ارشاد فرمایا: ”وہ جو تم نے اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا۔ (اس کا حکم یہ ہے) کہ اگر تمہیں دوسرا برتن ملے تو اُس میں نہ کھاؤ اور دوسرا برتن نہ ملے تو اُسے دھولو پھر کھاؤ۔ اور کمان سے جو تم نے شکار کیا اور بِسْمِ اللہ کہہ لی تو کھاؤ اور معلم کتے سے جو شکار کیا اور بِسْمِ اللہ کہہ لی تو کھاؤ اور غیر معلم سے جو شکار کیا ہے اور اُسے ذبح کر لیا تو کھاؤ۔“ (4)

**حدیث ۶** → صحیح مسلم میں انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تیر سے شکار مارو غائب ہو جائے پھر مل جائے تو کھا لو جبکہ بدبودار نہ ہو۔“ (5)

**حدیث ۷** → ابو داؤد نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”کتے یا باز کو اگر تم نے سکھایا ہے پھر اُسے شکار پر چھوڑتے وقت بِسْمِ اللہ کہہ لی ہے تو کھاؤ جو تمہارے لیے پکڑے“ میں نے کہا اگر چہ مار ڈالے فرمایا: ”اگر مار ڈالے اور اُس میں سے نہ کھائے تو تمہارے لیے پکڑا ہے۔“ (6)

**حدیث ۸** → کتاب الآثار میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ تمہارے کتے نے جس چیز کو تمہارے لیے پکڑا ہے اسے کھاؤ اگر وہ سیکھا ہوا ہو پھر اگر اُس کتے نے اس سے کچھ کھالیا تو نہ کھاؤ اس لیے کہ اس نے اپنے ہی لیے پکڑا ہے لیکن اگر شکرہ اور باز نے کھا بھی لیا ہے تب بھی کھا سکتے ہو اس واسطے کہ اس کی تعلیم

①..... یعنی تیر چوڑائی میں۔

②..... ”صحیح البخاری“، کتاب الذبائح... إلخ، باب ما أصاب المعراض بعرضه، الحدیث: ۵۴۷۷، ج ۳، ص ۵۵۰.

③..... ”صحیح البخاری“، کتاب الذبائح... إلخ، باب إذا أكل الكلب، ج ۳، ص ۵۵۲.

④..... المرجع السابق، باب صيد القوس، الحدیث: ۵۴۷۸، ج ۳، ص ۵۵۱.

⑤..... ”صحیح مسلم“، کتاب الصيد... إلخ، باب إذا غاب عنه الصيد... إلخ، الحدیث: ۹۔ (۱۹۳۱)، ص ۱۰۶۸.

⑥..... ”سنن أبي داود“، کتاب الصيد، باب في الصيد، الحدیث: ۲۸۵۱، ج ۳، ص ۱۴۸.

یہ ہے کہ جب تم اُسے بلاؤ تو آجائے اور وہ تمہاری مار کی برداشت نہیں کر سکتا کہ مار کھانا چھڑا دو۔<sup>(1)</sup>

**حدیث ۹** → ابو داؤد نے انہیں<sup>(2)</sup> سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میں شکار کو تیر مارتا ہوں اور دوسرے دن اپنا تیر اس میں پاتا ہوں۔ فرمایا کہ ”جب تمہیں معلوم ہو کہ تمہارے تیر نے اُسے مارا ہے اور اس میں کسی درندہ کا نشان نہ دیکھو تو کھا لو۔“<sup>(3)</sup>

**حدیث ۱۰** → امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ”ایسی چیز کو کھاؤ جس کو تمہاری کمان یا تمہارے ہاتھ نے شکار کیا ہو، ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو اگر چہ وہ آنکھوں سے غائب ہو جائے جب تک اس میں تمہارے تیر کے سوا دوسرا نشان نہ ہو۔“<sup>(4)</sup>

**حدیث ۱۱** → ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجوسی کے کتے نے جو شکار کیا ہے اُس کی ہمیں ممانعت ہے۔<sup>(5)</sup>

**حدیث ۱۲** → امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ غلہ<sup>(6)</sup> مارنے سے جو جانور مر گیا وہ موقوفہ<sup>(7)</sup> ہے<sup>(8)</sup> (یعنی اُس کا کھانا حرام ہے)۔

**حدیث ۱۳** → صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حسن بصری اور ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب شکار کو مارا جائے اور اُس کا ہاتھ یا پیر کٹ کر الگ ہو جائے تو الگ ہونے والے کو نہ کھایا جائے اور باقی کو کھا سکتا ہے ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ جب گردن یا وسط جسم میں<sup>(9)</sup> مارو تو کھا سکتے ہو<sup>(10)</sup> (یعنی گردن جدا ہو جائے یا وسط سے کٹ جائے تو اس ٹکڑے کو بھی کھایا جائے گا)

①..... ”کتاب الآثار“، کتاب الحظر والاباحۃ، باب صید الکلب، الحدیث: ۸۲۶، ص ۱۸۹۔

②..... یعنی عدی بن حاتم۔

③..... ”جامع الترمذی“، کتاب الصید، باب ما جاء فی الرجل یرمی الصید... إلخ، الحدیث: ۱۴۷۳، ج ۳، ص ۱۴۵۔

ہمارے پاس موجود سنن ابو داؤد کے نسخوں میں یہ روایت نہیں ملی، لیکن اس سے ملتی جلتی روایت، سنن ابو داؤد ہی میں حدیث: ۲۸۳۹، ج ۳،

ص ۱۴۷ پر مذکور ہے۔ جامع الترمذی میں یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے جبکہ مشکوٰۃ المصابیح، الحدیث:

۴۰۸۳، ج ۲، ص ۲۲۸ پر یہی حدیث سنن ابو داؤد کے حوالے سے حضرت عدی بن حاتم سے مروی ہے۔... علمیه

④..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۷۳۷، ج ۲، ص ۶۰۷۔

و ”کنز العمال“، کتاب الصید، الحدیث: ۲۵۸۱۸، الجزء التاسع، ج ۵، ص ۱۰۵۔

⑤..... ”جامع الترمذی“، کتاب الصید، باب فی صید کلب المحوس، الحدیث: ۱۴۷۱، ج ۳، ص ۱۴۴۔

⑥..... مٹی کی گولی (چھوٹا ڈھیلا) یا چھوٹا پتھر جسے غلیل میں رکھ کر مارتے ہیں۔

⑦..... وہ جانور جس کو کٹڑی وغیرہ سے ضرب لگائی جائے اور وہ چوٹ کھا کر مر جائے۔

⑧..... ”صحیح البخاری“، کتاب الذبائح... إلخ، باب صید المعراض، ج ۳، ص ۵۵۰۔

⑨..... جسم کے درمیان میں۔

⑩..... ”صحیح البخاری“، کتاب الذبائح... إلخ، باب صید القوس، ج ۳، ص ۵۵۰۔

**حدیث ۱۴** طبرانی اور حاکم اور بیہقی وابن عساکر نے زربن حُبیش<sup>(۱)</sup> سے روایت کی انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ خرگوش کو لکڑی یا پتھر سے مار کر (بغیر ذبح کئے) نہ کھاؤ لیکن بھالے<sup>(۲)</sup> اور برچھی<sup>(۳)</sup> اور تیر سے مار کر کھاؤ۔<sup>(۴)</sup>

**حدیث ۱۵** صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جانوروں کی حفاظت اور شکاری کتے کے سوا جس نے اور کتا پالا اُس کے عمل سے ہر دن دو قیراط کم ہو جائے گا۔“<sup>(۵)</sup>

## مسائل فقہیہ

شکار اُس وحشی جانور کو کہتے ہیں جو آدمیوں سے بھاگتا ہو اور بغیر حیلہ نہ پکڑا جاسکتا ہو اور کبھی فعل یعنی اس جانور کے پکڑنے کو بھی شکار کہتے ہیں۔ حرام و حلال دونوں قسم کے جانور کو شکار کہتے ہیں شکار سے جانور حلال ہونے کے لیے پندرہ شرطیں ہیں۔ پانچ شکار کرنے والے میں اور پانچ کتے میں اور پانچ شکار میں:

- ① شکاری ان میں سے ہو جن کا ذبیحہ جائز ہوتا ہے۔
- ② اُس نے کتے وغیرہ کو شکار پر چھوڑا ہو۔
- ③ چھوڑنے میں ایسے شخص کی شرکت نہ ہو جس کا شکار حرام ہو۔
- ④ بسم اللہ قصد اترک نہ کی ہو۔
- ⑤ چھوڑنے اور پکڑنے کے درمیان کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو ہو۔
- ⑥ کتا معلّم (سکھایا ہوا) ہو۔
- ⑦ جدھر چھوڑا گیا ہو اُدھر ہی جائے۔
- ⑧ شکار پکڑنے میں ایسا کتا شریک نہ ہو جو جس کا شکار حرام ہے۔

①..... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ”زربن حبیش، زربن بن حبیش، زربن حبیش“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ کتب حدیث میں ”زربن حُبیش“ مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں درست کر دیا ہے۔... علمیہ

②..... نیزہ۔ ③..... چھوٹا نیزہ۔

④..... ”المعجم الکبیر“، صفحہ عمر بن الخطاب، الحدیث ۵۱، ج ۱، ص ۶۵۔

و ”المستدرک“ للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، ذکر نسب عمر، الحدیث: ۴۵۳۵، ج ۴، ص ۳۲۔

⑤..... ”صحیح البخاری“، کتاب الذبائح... إلخ، باب من اقتنی کلباً... إلخ، الحدیث: ۵۴۸۰، ج ۳، ص ۵۵۱۔

⑨ شکار کو زخمی کر کے قتل کرے۔

⑩ اُس میں سے کچھ نہ کھائے۔

⑪ شکار حشرات الارض میں سے نہ ہو۔

⑫ پانی کا جانور ہو تو چھلی ہی ہو۔

⑬ بازوؤں یا پاؤں سے اپنے آپ کو شکار سے بچائے۔

⑭ کیلے<sup>(1)</sup> یا پنچہ والا جانور نہ ہو۔

⑮ شکاری کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی مر جائے۔ یعنی ذبح کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو۔

یہ شرائط اُس جانور کے متعلق ہیں جو مر گیا ہو اور اس کا کھانا حلال ہو۔<sup>(2)</sup>

**مسئلہ ۱** شکار کرنا ایک مباح فعل ہے مگر حرم یا احرام میں خشکی کا جانور شکار کرنا حرام ہے اسی طرح اگر شکار محض لھو کے طور پر ہو تو وہ مباح نہیں۔<sup>(3)</sup> (در مختار) اکثر اس فعل سے مقصود ہی کھیل اور تفریح ہوتی ہے اسی لیے عرف عام میں شکار کھیلنا بولا جاتا ہے جتنا وقت اور پیسہ شکار میں خرچ کیا جاتا ہے اگر اس سے بہت کم داموں میں گھر بیٹھے ان لوگوں کو وہ جانور مل جایا کرے تو ہرگز راضی نہ ہوں گے وہ یہی چاہیں گے کہ جو کچھ ہو، ہم تو خود اپنے ہاتھ سے شکار کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد کھیل اور لھو ہی ہے، شکار کرنا جائز و مباح اُس وقت ہے کہ اس کا صحیح مقصد ہو مثلاً کھانا یا بیچنا یا دوست احباب کو ہدیہ کرنا یا اُس کے چمڑے کو کام میں لانا یا اُس جانور سے اذیت کا اندیشہ ہے اس لیے قتل کرنا وغیرہ ذلک۔

**مسئلہ ۲** جس جانور کا گوشت حلال ہے اُس کے شکار سے بڑا مقصود کھانا ہے اور حرام جانور کو بھی کسی غرض صحیح سے شکار کرنا جائز ہے مثلاً اس کی کھال یا بال کو کام میں لانا مقصود ہے یا وہ موذی جانور ہے اُس کے ایذا سے بچنا مقصود ہے۔<sup>(4)</sup> (ہلمبیہ) بعض آدمی جنگلی خنزیر کا شکار کرتے ہیں یا شیر وغیرہ کا جنگلوں میں جا کر شکار کرتے ہیں اس غرض سے نہیں کہ لوگوں کو اُن کی اذیت سے بچائیں بلکہ محض تفریح خاطر اور اپنی بہادری کے لیے اس قسم کے شکار کھیلے جاتے ہیں یہ شکار مباح نہیں۔

①..... گوشت خور جانوروں کے وہ دونوں بڑے دانت جن کے ذریعے سے وہ گوشت کاٹتے یا شکار پکڑتے ہیں۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصيد، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ و حکمہ، ج ۵، ص ۴۱۷.

③..... "الدر المختار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۵۴، ۵۳.

④..... "حاشیۃ الشلبی علی "التبیین الحقائق"، کتاب الصيد، ج ۷، ص ۱۱۱.

**مسئلہ ۳** شکار کو پیشہ بنا لینا اور کسب کا ذریعہ کر لینا جائز ہے بعض فقہانے اس کو ناجائز یا مکروہ کہا یہ صحیح نہیں کیونکہ کراہت جب ہی ہو سکتی ہے کہ اس کے لیے دلیل شرعی ہو اور دلیل میں یہ کہنا کہ جان مارنے کا پیشہ کر لینا قساوت قلب<sup>(۱)</sup> کا سبب ہوتا ہے اس سے بھی کراہت ثابت نہیں، صرف اتنا ہی ثابت ہوگا کہ دوسرے جائز پیشے اس سے بہتر ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ قصاب کا پیشہ بھی مکروہ ہو حالانکہ اس کی کراہت کا قول کسی سے منقول نہیں۔<sup>(۲)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۴** جنگلی جانور کو جو شخص پکڑے اُس کی ملک ہو جاتا ہے پکڑنا حقیقہ ہو یا حکماً، حکماً کی صورت یہ ہے کہ جو چیز شکار کے لیے موضوع ہو اس کا استعمال کرے اور استعمال سے مقصود شکار کرنا نہ ہو لہذا اگر جال تانا اور اُس میں جانور پھنس گیا تو جال والے کا ہو گیا، جال اسی مقصد سے تانا ہو یا کچھ مقصد نہ ہو ہاں اگر کھانے کے لیے تانا تو اس کی ملک نہیں جب تک پکڑنے لے۔ حکماً پکڑنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ جو چیز شکار کے لیے موضوع نہ ہو اُس کو بقصد شکار استعمال کرے مثلاً شکار پکڑنے کے لیے دیرہ نصب کیا<sup>(۳)</sup> اور اس میں شکار آ گیا اور بند ہو گیا تو دیرہ والا مالک ہو گیا یا مکان کا دروازہ اس غرض سے کھول رکھا تھا اُس میں ہرن آ گیا اور دروازہ بند کر لیا۔<sup>(۴)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۵** جال تانا تھا اس میں شکار پھنسا، کسی دوسرے نے اس کو پکڑ لیا تو شکار والے کا ہے اُس کا نہیں جس نے پکڑ لیا ہاں اگر وہ جال سے نکل کر بھاگ گیا یا اُڑ گیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو اسی پکڑنے والے کا ہے جال والے کا نہیں اور اگر جال میں پھنسا اور جال والے نے پکڑ لیا پھر اس سے چھوٹ کر بھاگا اور دوسرے نے پکڑا تو جال والے ہی کا ہے کہ پکڑنے سے اس کی ملک ہو گیا اور بھاگنے سے ملک نہیں جاتی۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۶** پانی کاٹ کر اپنی زمین میں لایا اس غرض سے پانی کے ساتھ مچھلیاں آئیں گی اور اُن کو شکار کرے گا پانی کے ساتھ مچھلیاں آئیں اور پانی جاتا رہا مچھلیاں زمین پر پڑی ہیں یا تھوڑا سا پانی باقی ہے کہ بغیر شکار کے مچھلیاں ویسے ہی پکڑی جاسکتی ہیں یہ مچھلیاں زمین والے کی ہیں دوسرا شخص ان کو نہیں پکڑ سکتا جو پکڑے گا اُسے تاوان دینا ہوگا اور اگر پانی زیادہ ہے کہ بغیر شکار کے مچھلیاں ہاتھ نہیں آتیں تو جو چاہے پکڑ لے تو یہی پکڑنے والا مالک ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری)

①..... دل کی سختی۔

②..... "ردالمحتار"، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۴۔

③..... خیمہ لگایا۔

④..... "ردالمحتار"، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۵۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصید، الباب الثانی فی بیان ما یملک بہ الصید... إلخ، ج ۵، ص ۴۱۸۔

⑥..... المرجع السابق۔

**مسئلہ ۷** ایک شخص نے پانی میں جال ڈالا دوسرے نے شخص (1) پھینکی مچھلی جال میں آئی اور اُس نے شخص کو بھی پکڑ لیا اگر جال کے باریک حصہ میں آچکی ہے تو جال والے کی ہے۔ (2) (عالمگیری)

**مسئلہ ۸** پانی میں کانٹا ڈالا مچھلی پھنسی اس نے باہر پھینکی خشکی میں گری اور ایسی جگہ گری کہ یہ اُس کے پکڑنے پر قادر ہے پھر تڑپ کر پانی میں چلی گئی تو یہ شخص اُس کا مالک ہو گیا اور اگر باہر نکالنے سے پہلے ہی ڈورا ٹوٹ گیا تو مالک نہ ہوا۔ (3) (عالمگیری)

**مسئلہ ۹** کسی شخص نے گڑھا کھودا تھا اس میں شکار آ کر گرا تو جو شخص پکڑ لے اسی کا ہے اور اگر گڑھا کھودنے سے مقصود ہی یہ تھا کہ اس میں شکار گرے گا اور پکڑوں گا تو شکار اسی کا ہے دوسرے کو اس کا پکڑنا جائز نہیں۔ (4) (خانہ)

**مسئلہ ۱۰** کوآں کھودا تھا اور یہ مقصد نہ تھا کہ اس کے ذریعہ سے شکار پکڑے گا اس میں شکار گرا اگر کوئیں والا وہاں سے قریب ہے کہ ہاتھ بڑھا کر شکار پکڑ سکتا ہے اسی کا ہے دوسرا شخص نہیں پکڑ سکتا۔ (5) (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۱** پھندے میں شکار پھنسا مگر سی توڑا کر بھاگا دوسرے نے پکڑ لیا تو اسی کا ہے اور اگر پھندے والا اتنا قریب آچکا تھا کہ ہاتھ بڑھا کر پکڑ سکتا ہے اتنے میں شکار نے سی توڑائی اور دوسرے نے پکڑ لیا تو پھندے والے کا ہے۔ (6) (ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۲** کسی کے مکان میں دوسرے لوگوں کے کبوتروں نے انڈے بچے کئے تو یہ انڈے بچے اسی کے ہیں جس کے کبوتر ہیں دوسرے لوگوں کو یا مالک مکان کو ان کا پکڑنا اور رکھنا جائز نہیں۔ (7) (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۳** شکار کو مارا وہ زخمی نہیں ہوا مگر چوٹ سے بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد اٹھ کے بھاگا اب دوسرے شخص نے مارا اور پکڑ لیا تو اسی دوسرے کا ہے اور اگر بے ہوشی میں پہلے شخص نے پکڑ لیا تھا تو پہلے کا ہے اور اگر شکار زخمی ہو گیا تھا مگر پہلے نے پکڑا نہیں کچھ دنوں بعد اچھا ہو گیا پھر دوسرے نے مارا اور پکڑا تو اس کا نہیں پہلے ہی شخص کا ہے۔ (8) (عالمگیری)

1..... مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔

2..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصید، الباب الثانی فی بیان ما یملک بہ الصید... إلخ، ج ۵، ص ۴۱۸.

3..... المرجع السابق.

4..... "الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الصید، ج ۲، ص ۳۳۷.

5..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصید، الباب الثانی فی بیان ما یملک بہ الصید... إلخ، ج ۵، ص ۴۱۸.

6..... "ردالمحتار"، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۵.

7..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصید، الباب الثانی فی بیان ما یملک بہ الصید... إلخ، ج ۵، ص ۴۱۹.

8..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۳** شکار کی ملک (۱) کے متعلق یہ چند جزئیات اس لیے ذکر کئے کہ شکاریوں کو شکار کے لینے میں اس قدر شغف (۲) ہوتا ہے کہ وہ بالکل اس بات کا لحاظ نہیں رکھتے کہ یہ چیز ہمیں یعنی جائز بھی ہے یا نہیں، ان مسائل سے اُن کو یہ کرنا چاہیے کہ کس صورت میں ہماری ملک ہے اور کس صورت میں دوسرے کی، تاکہ اپنی ملک نہ ہو تو لینے سے بچیں۔

## جانوروں سے شکار کا بیان

**مسئلہ ۱** ہر درندہ جانور سے شکار کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ نجس العین نہ ہو اور اُس میں تعلیم کی قابلیت ہو اور اُسے سکھا بھی لیا ہو۔ درندہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) چوپایہ جیسے کتا وغیرہ جس میں کیلا ہوتا ہے، (۲) پنجہ والا پرند جیسے باز، شکر وغیرہ۔ جس درندہ میں قابلیت تعلیم نہ ہو اس کا شکار حلال نہیں مگر اس صورت میں کہ شکار پکڑ کر ذبح کر لیا جائے لہذا شیر اور ریچھ سے شکار حلال نہیں کہ ان دونوں میں تعلیم کی قابلیت ہی نہیں۔ شیر اپنی علوہمت (۳) اور ریچھ اپنی دنات (۴) اور خساست (۵) کی وجہ سے تعلیم کی قابلیت نہیں رکھتے، بعض فقہانے چیل کو بھی قابل تعلیم نہیں مانا ہے کہ یہ بھی اپنی خساست کی وجہ سے تعلیم نہیں حاصل کرتی۔ (۶) (ہدایہ، درمختار)

**مسئلہ ۲** کتا چیتا وغیرہ چوپایہ کے معلم ہونے (۷) کی علامت یہ ہے کہ پے در پے تین مرتبہ ایسا ہو کہ شکار کو پکڑے اور اُس میں سے نہ کھائے تو معلوم ہو گیا کہ یہ سیکھ گیا اب اس کے بعد جو شکار کرے گا اور وہ مر بھی جائے تو اُس کا کھانا حلال ہے بشرطیکہ دیگر شرائط بھی پائے جائیں کہ اس کا پکڑنا ہی ذبح کے قائم مقام ہے اور شکر باز وغیرہ شکاری پرند کے معلم ہونے کی پہچان یہ ہے کہ اُسے شکار پر چھوڑا اس کے بعد واپس بلا لیا تو واپس آ جائے اگر واپس نہ آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی تمہارے قابو میں نہیں ہے معلم نہیں ہوا۔ (۸) (ہدایہ)

①..... یعنی ملکیت۔

②..... دلچسپی، مشغولیت۔

③..... بلند ہمتی۔

④..... کمینگی۔

⑤..... کمیند پن۔

⑥..... "الهدایة"، کتاب الصید، فصل فی الحوارح، ج ۲، ص ۴۰۱۔

و"الدرالمختار"، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۶۔

⑦..... یعنی سکھائے ہوئے۔

⑧..... "الهدایة"، کتاب الصید، فصل فی الحوارح، ج ۲، ص ۴۰۱، ۴۰۲۔

**مسئلہ ۳** کتے نے شکار پکڑنے کے بعد اُس کا گوشت نہیں کھایا مگر خون پی لیا تو کوئی حرج نہیں، شکرے باز وغیرہ پرند شکاریوں نے اگر گوشت میں سے کچھ کھالیا تو جانور حلال ہے کہ یہ بات اُس کے معلم ہونے کے خلاف نہیں اور اگر مالک نے شکار میں سے ٹکڑا کاٹ کر کتے کو دیا اور اُس نے کھالیا تو ماقبی (۱) گوشت کھالیا جائے گا کہ اس صورت میں اُس نے خود نہیں کھالیا مالک نے کھالیا تب کھالیا، اسی طرح اگر مالک نے شکار کو محفوظ کر لیا اُس کے بعد کتے نے اُس میں سے چھین جھپٹ کر کچھ کھالیا تو ماقبی گوشت جائز ہے کہ یہ بات اُس کے معلم ہونے کے خلاف نہیں۔ (۲) (زیلعی)

**مسئلہ ۴** کتے کو شکار پر چھوڑا اس نے شکار کی بوٹی کاٹ لی اور اُسے کھالیا اس کے بعد شکار کو پکڑا اور مار ڈالا تو یہ شکار حرام ہے کہ جب کتے نے کھالیا تو معلم نہ رہا اور اُس کا مارا ہوا شکار حلال نہیں اور اگر کتے نے بوٹی کاٹ لی مگر اُس کو کھالیا نہیں چھوڑ دیا اور شکار کا پیچھا کیا شکار پکڑنے کے بعد جب مالک نے شکار پر قبضہ کر لیا اب کتے نے وہ بوٹی کھائی تو جانور حلال ہے۔ (۳) (زیلعی)

**مسئلہ ۵** یہ ضروری ہے کہ شکاری جانور نے شکار کو زخمی کر کے مارا ہو محض دبوچنے سے مرگیا ہو تو کھانا حلال نہیں، کسی خاص جگہ پر زخم کرنا ضروری نہیں بلکہ جس کسی مقام پر گھائل (۴) کر دیا ہو حلال ہونے کے لئے کافی ہے۔ (۵) (زیلعی) شکار اپنے مالک کے پاس سے اڑ گیا ایک مدت کے بعد پھر آ گیا مالک نے اس سے شکار کیا تو بغیر ذبح یہ شکار حلال نہیں کہ بھاگ جانے سے وہ معلم نہ رہا اب پھر جب تک اُس کا معلم ہونا ثابت نہ ہو جائے اُس کا مارا ہوا شکار حلال قرار نہیں پائے گا۔ (۶) (زیلعی)

**مسئلہ ۶** جو کتا معلم (۷) ہو چکا تھا جب کبھی شکار میں سے کچھ کھالے گا وہ شکار حرام ہے بلکہ اُس کے بعد کے شکار بھی حرام ہیں بلکہ اس سے پہلے کا شکار جو ابھی محفوظ ہے وہ بھی حرام، ہاں جو کھالیا جا چکا ہے اس کو حرام نہیں کہا جاسکتا، اس کتے کو پھر سے سکھانا ہوگا کیونکہ شکار میں سے کھانے کی وجہ سے معلم نہ رہا جا بل ہو گیا اب اس کا شکار اُس وقت حلال ہوگا کہ سکھالیا جائے۔ (۸) (ہدایہ)

①..... بچا ہوا۔

②..... "تبيين الحقائق"، كتاب الصيد، ج ۷، ص ۱۱۵، ۱۱۷۔

③..... المرجع السابق۔

④..... گہرا زخم۔

⑤..... "تبيين الحقائق"، كتاب الصيد، ج ۷، ص ۱۱۷، ۱۱۸۔

⑥..... المرجع السابق، ص ۱۱۴۔

⑦..... یعنی سکھایا ہوا۔

⑧..... "الهداية"، كتاب الصيد، فصل في الحوارح، ج ۲، ص ۴۰۲، ۴۰۳۔



**مسئلہ ۷** مسلم یا کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور کو شکار پر چھوڑا تب مراہو شکار حلال ہوگا، اگر مجوسی یا بت پرست یا مرتد نے چھوڑا تو حلال نہیں جس طرح ان کا ذبیحہ حلال نہیں اگرچہ انہوں نے بسم اللہ پڑھی ہو اور اگر جانور کو چھوڑا نہیں بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ شکار پر دوڑ پڑا اور پکڑ کر مار ڈالا یہ شکار حلال نہیں۔<sup>(۱)</sup> یوہیں اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کسی نے چھوڑا یا خود ہی جا کر پکڑ لایا، یہ معلوم نہیں کہ کس نے مسلم نے یا مجوسی نے، تو جانور حلال نہیں۔<sup>(۲)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۸** شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو جانور حلال ہے جس طرح ذبح کرتے وقت اگر بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو حلال ہے، حرام اُس وقت ہے جب قصد نہ پڑھے۔<sup>(۳)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۹** شکار پر چھوڑتے وقت قصد بسم اللہ نہیں پڑھی بلکہ جب کتے نے جانور پکڑا اس وقت بسم اللہ پڑھی جانور حلال نہ ہوا کہ بسم اللہ پڑھنا اُس وقت ضروری تھا اب پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔<sup>(۴)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۰** مسلم نے شکار پر کتا چھوڑا مجوسی یا ہندو نے کتے کو شہ دی<sup>(۵)</sup> جیسا کہ شکار کرتے وقت کتے کو جوش دلاتے ہیں اُس کے شہ دینے پر جوش میں آیا اور شکار مارا یہ حلال ہے اور اگر مجوسی نے چھوڑا اور مسلم نے شہ دی تو حرام ہے یعنی کتا چھوڑنے کا اعتبار ہے اس کا اعتبار نہیں کہ کس نے جوش دلایا، اسی طرح اگر محرم نے<sup>(۶)</sup> شہ دی اور شکار پر جانور اُس نے چھوڑا ہے جو احرام نہیں باندھے ہوئے ہے تو جانور حلال ہے مگر محرم کو اس صورت میں شکار کا فدیہ دینا ہوگا کہ اُس کو شکار میں مداخلت جائز نہیں۔<sup>(۷)</sup> (زیلعی)

**مسئلہ ۱۱** کتا چھوڑا نہیں گیا بلکہ وہ خود چھوٹ گیا اور اپنے آپ شکار پر دوڑ پڑا کسی مسلم نے اس کو شہ دی اس سے جوش میں آیا اور شکار کو مارا یہ شکار حلال ہے اس صورت میں شہ دینا وہی چھوڑنے کے قائم مقام ہے، ان باتوں میں شکرے اور باز کا بھی وہی حکم ہے جو کتے کا ہے۔<sup>(۸)</sup> (زیلعی)

①..... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ”حرام نہیں“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ردالمحتار میں ہے ”اور اگر جانور کو چھوڑا نہیں بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ شکار پر دوڑ پڑا اور پکڑ کر مار ڈالا یہ شکار حلال نہیں“، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمینہ

②..... ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۹.

③..... ”الدر المختار“، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۶۰، ۵۹.

④..... ”ردالمحتار“، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۹.

⑤..... یعنی کتے کو شکار پر ابھارا۔ ⑥..... احرام باندھے ہوئے شخص نے۔

⑦..... ”تبیین الحقائق“، کتاب الصید، ج ۷، ص ۱۲۰.

⑧..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۲** کتے کو شکار پر چھوڑا اُس نے کئی پکڑ لیے سب حلال ہیں اور جس شکار پر چھوڑا اس کو نہیں پکڑا دوسرے کو پکڑا یہ بھی حلال ہے اور اگر کتے کو شکار پر نہ چھوڑا ہو بلکہ کسی اور چیز پر چھوڑا اور اُس نے شکار مارا یہ حلال نہیں کہ یہاں شکار کرنا ہی نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۳** شکاری جانور کو وحشی جانور<sup>(۲)</sup> پر چھوڑنا شکار ہے اگر پلاؤ اور مانوس جانور پر کتا چھوڑا جائے اور وہ مار ڈالے تو یہ جانور حلال نہیں ہوگا کہ ایسے جانوروں کے حلال ہونے کے لیے ذبح کرنا ضروری ہے ذکاۃ اضطراری یہاں کافی نہیں ہے<sup>(۳)</sup>۔<sup>(۴)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۴** کتے کے ساتھ اگر شکار کرنے میں دوسرا کتا جس کا شکار حلال نہ ہو شریک ہو گیا تو یہ شکار حلال نہ ہوگا مثلاً دوسرا کتا جو معلم نہ تھا اُس کی شرکت میں شکار ہوا یا مجوسی کے کتے کی شرکت میں شکار ہوا یا دوسرے کو کسی نے چھوڑا ہی نہیں ہے اپنے آپ شریک ہو گیا اُس دوسرے کے چھوڑنے کے وقت **قصداً بِسْمِ اللّٰهِ** چھوڑ دی ان سب صورتوں میں وہ جانور مردار ہے اس کا کھانا حرام ہے۔<sup>(۵)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۵** یہ بھی ضروری ہے کہ کتے کو جب شکار پر چھوڑا جائے فوراً دوڑ پڑے طویل وقفہ نہ ہونے پائے ورنہ جانور حلال نہ ہوگا، طول وقفہ کا یہ مطلب ہے کہ دوسرے کام میں مشغول نہ ہو مثلاً چھوڑنے کے بعد پیشاب کرنے لگا یا کچھ کھانے لگا اس صورت میں شکار حلال نہیں۔<sup>(۶)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۶** چھوڑنے کے بعد کتا شکار پر دوڑا مگر بعد میں شکار سے دہنے یا بائیں کو مڑ گیا یا شکار کی طلب کے سوا کسی دوسرے کام میں لگ گیا یا سُست پڑ گیا پھر کچھ وقفہ کے بعد شکار کا پیچھا کیا اور جانور کو مارا اس کا کھانا حلال نہیں ہاں ان صورتوں میں اگر کتے کو پھر سے چھوڑا جاتا تو جانور حلال ہوتا یا مالک کے لکارنے سے شکار پر جھپٹتا اور مارتا تو کھایا جاتا۔<sup>(۷)</sup> (ردالمحتار)

①..... "ردالمحتار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۶۰۔

②..... یعنی جنگلی جانور۔

③..... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "ذکاۃ اضطراری یہاں کافی ہے" لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل (درمختار) میں یہ ہے "ذکاۃ اضطراری یہاں کافی نہیں"، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمیه

④..... "الدرالمختار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۶۰۔

⑤..... المرجع السابق۔

⑥..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۶۱۔

⑦..... "ردالمحتار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۶۱۔

**مسئلہ ۱۷** اگر کتے کاڑک جانا یا چھپ جانا آرام طلبی کے لئے نہ ہو بلکہ شکار کرنے کا یہ حیلہ داؤں ہو<sup>(۱)</sup> جس طرح چیتا شکار کو گھات سے<sup>(۲)</sup> پکڑتا ہے اس میں حرج نہیں۔<sup>(۳)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۸** شکار اگر زندہ مل گیا اور ذبح کرنے پر قدرت ہے تو ذبح کرنا ضروری ہے کہ ذکاۃ اضطراری مجبوری کی صورت میں ہے اور یہاں مجبوری نہیں ہے اور اگر جانور اُس کو زندہ ملا مگر یہ اُس کے ذبح پر قدرت نہیں رکھتا ہے کہ وقت تنگ ہے یا ذبح کا آلہ موجود نہیں ہے اس کی دو صورتیں ہیں اگر جانور میں حیاۃ<sup>(۴)</sup> اتنی باقی ہے جو مذبوح<sup>(۵)</sup> سے زیادہ ہے تو حرام ہے ورنہ جائز ہے۔<sup>(۶)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۹** شکار تک پہنچ گیا ہے مگر اسے پکڑتا نہیں اگر اتنا وقت ہے کہ پکڑ کر ذبح کر سکتا تھا مگر کچھ نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو جانور نہ کھایا جائے اور وقت اتنا نہیں ہے کہ ذبح کر سکے تو حلال ہے۔<sup>(۷)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۰** کتے کو شکار پر چھوڑا اُس نے ایک شکار مارا پھر دوسرا مارا دونوں حلال ہیں اور اگر پہلا شکار کرنے کے بعد دیر تک رُکا رہا پھر دوسرا مارا تو دوسرا حرام ہے کہ پہلے شکار کے بعد جب وقفہ ہوا تو شکار پر چھوڑنا دوسرے کے بارے میں نہیں پایا گیا۔<sup>(۸)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۱** معلم کتے کے ساتھ دوسرے کتے نے شرکت کی جس کا شکار حرام ہے مگر اُس نے شکار کرنے میں شرکت نہیں کی ہے بلکہ یہ کتا گھیر گھا کر<sup>(۹)</sup> شکار کو ادھر لایا اور پہلے ہی کتے نے شکار کو زخمی کیا اور مارا ہو تو اس کا کھانا مکروہ ہے اور اگر دوسرا کتا گھیر کر ادھر نہیں لایا بلکہ اُس نے پہلے کتے کو دوڑایا اور اُس نے شکار کو دوڑا کر زخمی کیا اور مارا تو یہ شکار حلال ہے۔<sup>(۱۰)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۲** مسلم نے کتے کو بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر چھوڑا اُس نے شکار کو جھنجھوڑا یعنی اچھی طرح زخمی کیا اُس کے بعد پھر حملہ کیا

①..... یعنی شکار کو دھوکا دینا ہو۔ ②..... چھپ کر، دھوکا دے کر۔

③..... "الدرالمختار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۶۱.

④..... زندگی، سانس۔ ⑤..... ذبح کیا ہوا۔

⑥..... "الهدایة"، کتاب الصيد، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۴۰۳، ۴۰۴.

⑦..... المرجع السابق، ص ۴۰۴. ⑧..... المرجع السابق، ص ۴۰۵.

⑨..... گھیرا ڈال کر۔

⑩..... "الهدایة"، کتاب الصيد، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۴۰۵، ۴۰۶.

اور مارڈالایہ شکار حلال ہے اسی طرح اگر دو کتے چھوڑے ایک نے اُسے جھنجھوڑا اور دوسرے کتے نے مارڈالایہ شکار بھی حلال ہے، یونہی اگر دو شخصوں نے **بِسْمِ اللّٰهِ** کہہ کر دو کتے چھوڑے ایک کے کتے نے جھنجھوڑا اور دوسرے کے کتے نے مارڈالایہ جانور حلال ہے کھایا جائے گا مگر ملک پہلے شخص کی ہے دوسرے کی نہیں کیونکہ پہلے نے جب اُسے گھائل کر دیا اور بھاگنے کے قابل نہ رہا اسی وقت اُس کی ملک ہو چکی۔<sup>(1)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۳** ایک کتے نے شکار کو پچھاڑ لیا<sup>(2)</sup> اور شکار کی حد سے خارج ہو گیا اب اُس کے بعد دوسرے شخص نے اسی جانور پر اپنا کتا چھوڑا اور اُس کتے نے مارڈالایہ حرام ہے، کھایا نہ جائے کہ جب وہ جانور بھاگ نہیں سکتا تو اگر موقع ملتا ذبح کیا جاتا ایسی حالت میں ذکاۃ اضطراری نہیں ہے لہذا حرام ہے۔<sup>(3)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۴** شکار کی دوسری نوع<sup>(4)</sup> تیر وغیرہ سے جانور مارنا ہے اس میں بھی شرط یہ ہے کہ تیر چلاتے وقت **بِسْمِ اللّٰهِ** پڑھے اور تیر سے جانور زخمی ہو جائے ایسا نہ ہو کہ تیر کی لکڑی جانور کو لگی اور اس سے دب کر مر گیا کہ اس صورت میں وہ جانور حرام ہے۔<sup>(5)</sup> (درمختار وغیرہ)

**مسئلہ ۲۵** شکار اگر غائب ہو گیا کتے کا ہو یا تیر کا تو یہ اس وقت حلال ہوگا کہ شکاری برابر اس کی جستجو<sup>(6)</sup> جاری رکھے بیٹھ نہ رہے اور اگر بیٹھ رہا پھر شکار مرا ہو ملتا تو حلال نہیں اور پہلی صورت میں یہ بھی ضروری ہے کہ شکار میں تمہارے تیر کے سوا کوئی دوسرا زخم نہ ہو ورنہ حرام ہو جائے گا۔<sup>(7)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲۶** شکار کے حلال ہونے کے لیے یہ ضرور ہے کہ کتا چھوڑنے یا تیر چلانے کے بعد کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو بلکہ شکار اور کتے کی تلاش میں رہے، اگر نظر سے شکار غائب ہو گیا پھر دیر کے بعد ملا اور اُس کی دو صورتیں ہیں اگر جستجو جاری رکھی اور شکار کو مرا ہوا پایا اور کتا بھی شکار کے پاس ہی تھا تو کھایا جاسکتا ہے اور اگر کتا وہاں سے چلا آیا ہے تو نہ کھایا

①..... "الهدایة"، کتاب الصيد، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۴۰۶.

②..... شدید زخمی کر دیا، گرا دیا۔

③..... "الهدایة"، کتاب الصيد، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۴۰۶.

④..... یعنی دوسری قسم۔

⑤..... "الدر المختار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۶۴، وغیرہ.

⑥..... تلاش۔

⑦..... "الدر المختار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۶۴.

جائے اور اگر شکار کی تلاش میں نہ رہا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گیا پھر شکار کو پایا مگر معلوم نہیں کہ کتنے نے زخمی کیا ہے یا کسی دوسری چیز نے تو نہ کھایا جائے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۷** شکار کی آہٹ محسوس ہوئی اور اُس شخص کو یہی گمان ہے کہ یہ شکار کی آہٹ ہے اُس نے کتا یا باز چھوڑ دیا یا تیر چلا دیا اور شکار کو مارا یہ جانور حلال ہے جبکہ بعد میں یہی ثابت ہو کہ یہ آہٹ شکار ہی کی تھی کہ اُس کا یہ فعل شکار کرنا قرار پائے گا اگرچہ شکار کو آنکھ سے دیکھا نہ ہو، اور اگر بعد میں یہ پتہ چلا کہ وہ شکار کی آہٹ نہ تھی کسی آدمی کی پہل چل تھی<sup>(2)</sup> یا گھریلو جانور کی تھی تو وہ شکار حلال نہیں کہ جس چیز پر کتا چھوڑا یا تیر چلایا وہ شکار نہ تھا لہذا شکار کرنا نہ پایا گیا۔<sup>(3)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۸** پرند پر تیر چلایا وہ تو اُڑ گیا دوسرے شکار کو لگا یہ حلال ہے اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ پرند جس پر تیر چلایا تھا وحشی ہے یا نہیں۔ چونکہ پرند میں غالب یہی ہے کہ وحشی ہو اور اگر اونٹ پر تیر چلایا وہ اونٹ کو نہیں لگا بلکہ کسی شکار کو لگا اس کی دو صورتیں ہیں اگر معلوم ہے کہ اونٹ بھاگ گیا ہے کسی طرح قابو میں نہیں آتا یعنی وہ اس حالت میں ہے کہ اُس کا ذبح اضطراری ہو سکتا ہے تو وہ شکار حلال ہے اور اگر یہ پتہ نہ ہو تو شکار حلال نہیں کہ اس کا یہ فعل شکار کرنا نہیں ہے۔<sup>(4)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۹** جس جانور کو تیر سے مارا اگر زندہ مل گیا تو ذبح کرے بغیر ذبح کئے حلال نہیں، یہی حکم کتنے کے شکار کا بھی ہے یہاں حیا سے مراد یہ ہے کہ اُس کی زندگی مذبح سے کچھ زیادہ ہو اور مُتَزَدِّیہ<sup>(5)</sup> و نَطِیجہ<sup>(6)</sup> و موقوذہ<sup>(7)</sup> و مریضہ<sup>(8)</sup> وغیرہا میں مطلقاً زندگی مراد ہے یعنی اگر ان جانوروں میں کچھ بھی زندگی باقی ہے اور ذبح کر لیا تو حلال ہے۔<sup>(9)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۳۰** بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر تیر چھوڑا ایک شکار کو چھیدتا ہو دوسرے کو لگا دونوں حلال ہیں اور اگر ہوانے تیر کا رخ بدل دیا اس کو دہنے یا بائیں کو موڑ دیا اور اس صورت میں شکار کو<sup>(10)</sup> لگا تو نہیں کھایا جائے گا۔<sup>(11)</sup> (عالمگیری)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصید، الباب الثالث فی شرائط الاصلیاد، ج ۵، ص ۴۲۱، ۴۲۲.

②..... یعنی قدموں کی چاپ تھی۔

③..... "الہدایۃ"، کتاب الصید، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۴۰۶، ۴۰۷.

④..... المرجع السابق، ص ۴۰۷.

⑤..... وہ جانور جو کسی جانور کے سینگ مارنے کی وجہ سے مر گیا ہو۔

⑥..... وہ جانور جو گر کر مر ہو۔

⑦..... وہ جانور جو لکڑی یا پتھر کی چوٹ سے مر ہو۔

⑧..... بیمار جانور۔

⑨..... "الدر المختار"، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۶۵، ۶۸.

⑩..... یعنی کسی دوسرے شکار کو۔

⑪..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصید، الباب الرابع فی بیان شرائط الصید، ج ۵، ص ۴۲۴.

تیر شکار پر چلایا وہ درخت یا دیوار پر لگا اور لوٹا پھر شکار کو لگا یہ جانور حلال نہیں۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ مسلم کے ساتھ مجوسی نے بھی کمان پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے ساتھ اس نے بھی کھینچا تو شکار حرام ہے یہ ویسا ہی ہے جیسے ذبح کرتے وقت مجوسی نے بھی چھری کو چلایا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ شکار حلال ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی موت دوسرے سبب سے نہ ہو یعنی کتے یا بازا یا تیر وغیرہ جس سے شکار کیا اسی سے مرا ہو اور اگر یہ شبہ ہو کہ دوسرے سبب سے اس کی موت ہوئی تو حلال نہیں مثلاً زخمی ہو کر وہ جانور پانی میں گرا، یا اونچی جگہ پہاڑ یا ٹیلے سے لڑھکا اور یہ احتمال ہے کہ پانی کی وجہ سے یا لڑھکنے سے مرا ہے تو نہ کھایا جائے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴ تیر سے شکار کو مارا وہ اوپر سے زمین پر گرا، یا وہاں اینٹیں پتھری ہوئی تھیں ان پر گرا اور مر گیا یہ شکار حلال ہے اگرچہ یہ احتمال ہے کہ گرنے سے چوٹ لگی اور مر گیا ہو اس احتمال کا اعتبار نہیں کہ اس احتمال سے بچنے کی صورت نہیں اور اگر پہاڑ پر یا پتھر کی چٹان پر گرا پھر لڑھک کر زمین پر آیا اور مرا، یا درخت پر گرا، یا نیزہ کھڑا ہوا تھا اُس کی اُنی پر<sup>(۴)</sup> گرا، یا پکی اینٹ کی کور<sup>(۵)</sup> پر گرا ان سب کے بعد پھر زمین پر گرا اور مر گیا تو نہ کھایا جائے کہ ہو سکتا ہے اُن چیزوں پر گرنے کی وجہ سے مرا ہو۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵ مرغابی کو تیر مارا وہ پانی میں گری اور مر گئی اگر اس کا زخم پانی میں ڈوب گیا ہے تو نہ کھائی جائے اور نہیں ڈوبا ہے تو کھائی جائے۔<sup>(۷)</sup> (درمختار)

مسئلہ ۳۶ پانی وغیرہ میں گرنے سے مرنا یہ اُس وقت معتبر ہے جبکہ شکار کو ایسا زخم پہنچا ہے کہ ہو سکتا تھا ابھی نہ مرتا تو کہا جاسکتا ہے کہ شاید اس وجہ سے مرا ہو اور اگر کاری زخم<sup>(۸)</sup> لگا ہے کہ بچنے کی اُمید ہی نہیں ہے اُس میں زندگی کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا ند بوح میں ہوتا ہے تو اس کا کھانا جائز ہے مثلاً سر جدا ہو گیا اور ابھی زندہ ہے اور پانی میں گرا اور مرا اس صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پانی میں گرنے سے مرا۔<sup>(۹)</sup> (عالمگیری)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصید، الباب الرابع فی بیان شرائط الصید، ج ۵، ص ۴۲۴.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق، ص ۴۲۶، ۴۲۷.

④..... نیزے کی نوک پر۔

⑤..... کنارہ، سرا۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصید، الباب الرابع فی بیان شرائط الصید، ج ۵، ص ۴۲۷.

⑦..... "الدر المختار"، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۷۰.

⑧..... گہرا زخم۔

⑨..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصید، الباب الرابع فی بیان شرائط الصید، ج ۵، ص ۴۲۷.

**مسئلہ ۳۷** شکار اگر زمین کے سوا کسی اور چیز پر گر کر مرے گا (1) مثلاً چھت یا پہاڑ پر گر کر مر گیا تو حلال ہے کہ اُس پر گرنا ویسا ہی ہے جیسے زمین پر گرنا اور اگر مسطح چیز پر نہ ہو مثلاً نیزہ پر یا اینٹ کی کور پر (2) یا لاشی کی نوک پر تو حرام ہے۔ (3) (عالمگیری)

**مسئلہ ۳۸** غلیل سے شکار کیا اور جانور مر گیا تو کھایا نہ جائے اگرچہ جانور مجروح (4) ہو گیا ہو کہ غلیلہ کا ثنا نہیں بلکہ توڑتا ہے یہ موقوفہ ہے جس طرح تیر مارا اور اس کی نوک نہیں لگی بلکہ پٹ ہو کر (5) شکار پر لگا اور مر گیا جس کی حدیث میں حرمت مذکور ہے۔ (6) (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۹** بندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا پتھر ابھی آئے جارحہ نہیں (7) بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔ (8) (ردالمحتار)

**مسئلہ ۴۰** دھاردار پتھر سے مارا اگر پتھر بھاری ہے تو کھایا نہ جائے کیونکہ اس میں اگر یہ احتمال ہے کہ زخمی کرنے سے مارا تو یہ احتمال بھی ہے کہ پتھر کے بوجھ سے مارا ہو اور اگر وہ ہلکا ہے تو کھایا جائے کہ یہاں مرنا جراحت کی وجہ سے ہے۔ (9) (ہدایہ)

**مسئلہ ۴۱** لاشی یا لکڑی سے شکار کو مار ڈالا تو کھایا نہ جائے کہ یہ آئے جارحہ نہیں بلکہ اس کی چوٹ سے مرتا ہے اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جانور کا مرنا اگر جراحت سے ہونا (10) یقیناً معلوم ہو تو حلال ہے اور اگر ثقل (11) اور ذب سے (12) ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہے کہ جراحت سے ہے یا نہیں تو احتیاطاً یہاں بھی حرمت ہی کا حکم دیا جائے گا۔ (13) (ہدایہ)

①..... یعنی ہمارے۔ ②..... اینٹ کے کنارے پر۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصيد، الباب الرابع فی بیان شرائط الصيد، ج ۵، ص ۴۲۷۔

④..... زخمی۔ ⑤..... یعنی چوڑائی میں۔

⑥..... "الہدایہ"، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۴۰۸۔

⑦..... یعنی دھاردار آلے کی طرح کاٹ کر زخمی نہیں کرتا۔

⑧..... "ردالمحتار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۶۹۔

⑨..... "الہدایہ"، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۴۰۸۔

⑩..... یعنی کٹے ہوئے زخم سے مرنا۔

⑪..... بوجھ کی وجہ سے۔ ⑫..... کسی چیز کے نیچے دبنے کی وجہ سے۔

⑬..... "الہدایہ"، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۴۰۸۔

**مسئلہ ۳۲** چھری یا تلوار سے مارا اگر اس کی دھار سے زخمی ہو کر مر گیا تو حلال ہے اور اگر لٹی طرف سے لگی یا تلوار کا قبضہ یا چھری کا دستہ لگا تو حرام ہے۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۳** شکار کو مارا اُس کا کوئی عضو کٹ کر جدا ہو گیا تو شکار کھایا جائے اور وہ عضو نہ کھایا جائے جب کہ اُس عضو کے کٹ جانے سے جانور کا زندہ رہنا ممکن ہو اور اگر ناممکن ہو تو وہ عضو بھی کھایا جاسکتا ہے اور اگر جانور کو مارا اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور دونوں برابر نہیں دونوں کھائے جائیں اور ایک ٹکڑا ایک تہائی ہے دوسرا دو تہائی اور یہ بڑا ٹکڑا دم کی جانب کا ہے جب بھی دونوں کھائے جائیں اور اگر بڑا ٹکڑا سر کی طرف کا ہے تو صرف یہ بڑا ٹکڑا کھایا جائے دوسرا نہ کھایا جائے، اور اگر سر آدھا یا آدھے سے زیادہ کٹ کر جدا ہو گیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جاسکتا ہے۔<sup>(۲)</sup> (ہدایہ، عنایہ)

**مسئلہ ۳۴** شکار کا ہاتھ یا پاؤں کٹ گیا مگر جدا نہ ہوا اگر اتنا کٹا ہے کہ جڑ جانا ممکن ہے اور وہ شکار مر گیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جاسکتا ہے اور اگر جڑ جانا ناممکن ہے کہ پورا کٹ گیا ہے صرف چمڑا ہی باقی رہ گیا ہے تو شکار کھایا جائے، یہ کٹا ہوا ہاتھ یا پاؤں نہ کھایا جائے۔<sup>(۳)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۵** ایک شخص نے شکار کو تیر مارا اور لگا مگر ایسا نہیں لگا ہے کہ بھاگ نہ سکے بلکہ بھاگ سکتا ہے اور پکڑنے میں نہیں آسکتا اُس کے بعد دوسرے شخص نے تیر مار دیا اور وہ مر گیا یہ کھایا جائے گا اور دوسرے کی ملک ہوگا اور اگر پہلے نے کاری زخم لگایا ہے کہ بھاگ نہیں سکتا پھر دوسرے نے تیر مارا اور مر گیا تو پہلے شخص کی ملک ہے اور کھایا نہ جائے کیونکہ اس کو ذبح کر سکتے تھے ایسے کو تیر مار کر ہلاک کرنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے یعنی یہ حکم اُس وقت ہے کہ پہلے کے تیر مارنے کے بعد اس میں اتنی جان تھی کہ ذبح اختیاری ہو سکے اور اگر اتنی ہی جان باقی تھی جتنی مذبوح میں ہوتی ہے تو دوسرے کے تیر مارنے سے حرام نہیں ہوا، اور دوسرے کے مارنے سے تین صورت میں شکار حرام ہو گیا یہ دوسرا شخص پہلے شخص کو اس زخم خوردہ<sup>(۴)</sup> جانور کی قیمت تاوان دے کہ اس کی ملک کو ضائع کیا ہے اور اگر یہ معلوم ہے کہ جانور کی موت دونوں زخموں سے ہوئی یا معلوم نہ ہو دوسرا شخص جانور کے زخمی کرنے کا تاوان دے پھر جس جانور کو دو زخم لگے ہیں اُس کے نصف قیمت کا

①..... "الهدایة، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۴۰۹.

②..... "الهدایة، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۴۰۹.

و "العناية" علی "فتح القدير"، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۹، ص ۶۱.

③..... "الهدایة، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۴۰۹، ۴۱۰.

④..... زخمی۔



جو ہو وہ تاوان دے پھر گوشت کی نصف قیمت تاوان دے یعنی اس صورت میں یہ تاوان دینے ہوں گے۔<sup>(1)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۶** - شکار کو تیر مارا پھر اس شخص نے دوسرا تیر مارا اور مر گیا اس جانور کے حلال یا حرام ہونے میں وہی حکم ہے جو دوسرے شخص کے تیر مارنے کی صورت میں ہے یہاں ضمان کی صورت نہیں ہے کہ دونوں تیر خود اسی نے مارے ہیں۔<sup>(2)</sup> (ہدایہ، عنایہ)

**مسئلہ ۳۷** - پہاڑ کی چوٹی پر شکار مارا اور وہ پورا گھائل ہو گیا ہے<sup>(3)</sup> کہ بھاگ نہیں سکتا اس نے پھر دوسرا تیر مار کر اتارا یعنی دوسرا تیر لگنے سے مر گیا اور گرا تو حلال نہیں۔<sup>(4)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۸** - پرند کورات میں پکڑنا مباح ہے مگر بہتر یہ ہے کہ رات کو نہ پکڑے۔<sup>(5)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۳۹** - باز اور شکرے وغیرہ کو زندہ پرند پر سکھانا ممنوع ہے کہ اُس پرند کو ایذا دینا ہے<sup>(6)</sup> (درمختار) بلکہ ذبح کئے ہوئے جانور پر سکھائے۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۵۰** - معلم باز نے کسی جانور کو پکڑا اور مار ڈالا اور یہ معلوم نہیں کہ کسی نے چھوڑا ہے یا نہیں ایسی حالت میں جانور حلال نہیں کہ شک سے حلت ثابت نہیں ہوتی اور اگر معلوم ہے کہ فلاں نے چھوڑا ہے تو پرایا مال<sup>(8)</sup> ہے بغیر اجازت مالک اس کا لینا حلال نہیں۔<sup>(9)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۵۱** - کسی دوسرے شخص کا معلم سنا یا باز مار ڈالا کسی کی بلی مار ڈالی اُس کی قیمت کا تاوان دینا ہوگا اسی طرح

①..... "الهدایة، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۴۱۰.

②..... "الهدایة، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۴۱۱.

و "العناية" علی "فتح القدير"، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۹، ص ۶۳.

③..... شہید زخمی ہو گیا ہے۔

④..... "الهدایة، کتاب الصيد، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۴۱۱.

⑤..... "الدر المختار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۷۴.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الصيد، الباب السابع فی المتفرقات، ج ۵، ص ۴۳۱.

⑧..... غیر کامل۔

⑨..... "الدر المختار"، کتاب الصيد، ج ۱۰، ص ۷۶.

دوسرے کی ہر وہ چیز جس کی بیع جائز ہے تلف (1) کر دینے سے تاوان دینا ہوگا۔ (2) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: معلم کتے کا بہہ اور وصیت جائز ہے۔ (3) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: بعض جگہ رؤسا اور زمیندار اپنے علاقہ میں دوسرے لوگوں کے لیے شکار کرنے کی ممانعت کر دیتے ہیں

ان کا مقصد ان جنگلوں میں خود شکار کھیلنا ہوتا ہے کہ دوسرے جب نہیں کھیلیں گے تو بافراط (4) شکار ملے گا ایسی جگہ اگر کسی نے شکار کیا تو یہی مالک ہو گیا ان کی ممانعت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں کہ شکار ان کی ملک نہیں کہ منع کرنے سے ممنوع ہو جائے بلکہ جو پکڑے اسی کی ملک ہے۔ (5) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: بہت جگہ زمیندار تالابوں سے مچھلیاں نہیں مارنے دیتے اور جو مارتا ہے چھین لیتے ہیں یہ ان کا فعل ناجائز

و حرام ہے جو مار لے اسی کی ہیں اور چھپ کر مارنا چوری میں داخل نہیں اگرچہ بعض لوگ اسے چوری کہتے ہیں کہ مال مباح میں چوری کیسی۔

مسئلہ ۵۵: بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈکی کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی

پھساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے کہ اس جانور کو ایذا دینا ہے اسی طرح زندہ گھینسا (6) کانٹے میں پرو کر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔

## رہن کا بیان

رہن کا جواز کتاب و سنت سے ثابت اور اس کے جائز ہونے پر اجماع منعقد۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنَ مَقْبُوضَةٌ﴾ (7)

”اور اگر تم سفر میں ہو (اور لکھن دین کرو) اور کاتب نہ پاؤ (کہ وہ دستاویز لکھے) تو گروی رکھنا ہے جس پر قبضہ ہو جائے۔“

①..... ضائع۔

②..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصید، الباب السابع فی المتفرقات، ج ۵، ص ۴۳۱۔

③..... المرجع السابق۔

④..... کثرت سے۔

⑤..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصید، الباب السابع فی المتفرقات، ج ۵، ص ۴۳۱۔

⑥..... پتلا مبارکینی کیڑا۔

⑦..... پ ۳، البقرة: ۲۸۳۔

اس آیت میں سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے مگر حدیثوں سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنی زرہ گرو (۱) رکھی تھی۔

**حدیث ۱** صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ اُدھا خریدا تھا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی تھی۔ (۲)

**حدیث ۲** صحیح بخاری میں انہیں سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے مقابل میں گروی تھی۔ (۳)

**حدیث ۳** صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کے مقابل میں اپنی زرہ گرو رکھ دی تھی۔ (۴)

**حدیث ۴** امام بخاری ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جانور جب مرہون (۵) ہو تو اس پر خرچ کے عوض سوار ہو سکتے ہیں اور دودھ والے جانور کا دودھ بھی نفقہ کے عوض میں پیا جائے گا، اور سوار ہونے اور دودھ پینے کا خرچہ سوار ہونے والے اور پینے والے پر ہے۔“ (۶)

**حدیث ۵** ابن ماجہ ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”رہن بند نہیں کیا جائے گا“ (۷) (یعنی مرتہن اُس کو اپنا کر لے یہ نہیں ہو سکتا)۔

**حدیث ۶** امام شافعی اور حاکم نے مستدرک اور بیہقی نے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”رہن مغلط (یعنی مرتہن اپنا کر لے) نہیں ہوتا، جس نے رہن رکھا ہے اس کے لیے رہن کا فائدہ اور اسی پر اُس کا نقصان ہے۔“ (۸)

①..... رہن، گروی۔

②..... ”صحیح مسلم“، کتاب المساقاہ... إلخ، باب الرهن... إلخ، الحدیث: ۱۲۵- (۱۶۰۳)، ص ۸۶۶۔

③..... ”صحیح البخاری“، کتاب الجهاد والسير، باب ما قبل في درع النبي صلى الله عليه وسلم... إلخ، الحدیث: ۲۹۱۶، ج ۲، ص ۲۸۶۔

④..... ”صحیح البخاری“، کتاب الرهن، باب في الرهن في الحضرة، الحدیث: ۲۵۰۸، ج ۲، ص ۱۴۷۔

⑤..... گروی رکھا ہوا۔

⑥..... ”صحیح البخاری“، کتاب الرهن، باب الرهن مركوب ومحلوب، الحدیث: ۲۵۱۲، ج ۲، ص ۱۴۸۔

⑦..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الرهن، باب لا يغلق الرهن، الحدیث: ۲۴۴۱، ج ۳، ص ۱۶۱۔

⑧..... ”السنن الكبرى“ تلبیہقی، کتاب الرهن... إلخ، باب ماجاء في زيادات الرهن، الحدیث: ۱۱۲۱۰، ۱۱۲۱۱، ج ۶، ص ۶۵۔

## مسائل فقہیہ

لغت میں رہن کے معنی روکنا ہیں اس کا سبب کچھ بھی ہو اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حق کو کھلا یا جزء وصول کرنا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دین (1) ہے اس مدیون (2) نے اپنی کوئی چیز دائن (3) کے پاس اس لئے رکھ دی ہے کہ اُس کو اپنے دین کی وصول پانے کے لئے ذریعہ بنے، رہن کو اردو زبان میں گروی رکھنا بولتے ہیں، کبھی اُس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو رکھی گئی ہے اس کا دوسرا نام مرہون ہے، چیز کے رکھنے والے کو راہن اور جس کے پاس رکھی گئی اُس کو مرہن کہتے ہیں، عقد رہن بالا جماع جائز ہے، قرآن مجید اور حدیث شریف سے اس کا جواز ثابت ہے، رہن میں خوبی یہ ہے کہ دائن و مدیون دونوں کا اس میں بھلا ہے کہ بعض مرتبہ بغیر رہن رکھے کوئی دیتا نہیں مدیون کا بھلا یوں ہو کہ دین مل گیا اور دائن کا بھلا ظاہر ہے کہ اُس کو اطمینان ہوتا ہے کہ اب میرا روپیہ مارا نہ جائے گا۔ (4) (ہدایہ، عنایہ)

**مسئلہ ۱** رہن جس حق کے مقابلہ میں رکھا جاتا ہے وہ دین (یعنی واجب فی الذمہ) ہو عین کے مقابل (5) رہن رکھنا صحیح نہیں، ظاہر و باطناً دونوں طرح واجب ہو جیسے بیع کا ثمن اور قرض یا ظاہر و واجب ہو جیسے غلام کو بیچا اور وہ حقیقت میں آزاد تھا یا سرکہ بیچا اور وہ شراب تھا اور ان کے ثمن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھی، یہ ثمن بظاہر واجب ہے مگر واقع میں نہ بیع ہے نہ ثمن، اگر حقیقت دین نہ ہو حکماً دین ہو تو اس کے مقابل میں بھی رہن صحیح ہے جیسے اعیان مضمونہ بنفسہا یعنی جہاں مثل یا قیمت سے تاوان دینا پڑے جیسے مغصوب شے (6) کہ عاصب (7) پر واجب یہ ہے کہ جو چیز غصب کی ہے بعینہ وہی چیز مالک کو دے اور وہ نہ ہو تو مثل یا قیمت تاوان دے، جہاں ضمان واجب نہ ہو جیسے ودیعت اور امانت کی دوسری صورتیں ان میں رہن درست نہیں اسی طرح اعیان مضمونہ بغیر ہا کے مقابل میں بھی رہن صحیح نہیں جیسے بیع کہ جب تک یہ بائع کے قبضہ میں ہے اگر ہلاک ہو گئی تو اس کے مقابل میں مشتری سے بائع کا ثمن ساقط ہو جائے گا، مشتری کے پاس بائع کوئی چیز رہن رکھے، صحیح نہیں۔ (8) (ردالمحتار)

①.....قرض۔ ②.....مقرض۔ ③.....قرض دینے والا۔

④....."الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۲۔

و "العناية" علی "فتح القدير"، کتاب الرهن، ج ۹، ص ۶۴، ۶۵۔

⑤.....یعنی ثمن و قرض کے علاوہ کسی چیز کے بدلے میں۔

⑥.....غصب کی ہوئی چیز۔ ⑦.....غصب کرنے والا۔

⑧....."الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۰۔

**مسئلہ ۲** عقد رہن ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے مثلاً مدیون نے کہا کہ تمہارا جو کچھ میرے ذمہ ہے اُس کے مقابلہ میں یہ چیز تمہارے پاس رہن رکھی یا یہ کہے اس چیز کو رہن رکھ لو دوسرا کہے میں نے قبول کیا، بغیر ایجاب و قبول کے الفاظ بولنے کے بھی بطور تعاطی رہن ہو سکتا ہے جس طرح بیع تعاطی سے ہو جاتی ہے۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ، ردالمحتار)

**مسئلہ ۳** لفظ رہن بولنا ضروری نہیں بلکہ کوئی دوسرا لفظ جس سے معنی رہن سمجھے جاتے ہوں تو رہن ہو گیا مثلاً ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی اور بائع کو اپنا کپڑا یا کوئی چیز دے دی اور کہہ دیا کہ اسے رکھے رہو جب تک میں دام نہ دے دوں یہ رہن ہو گیا یونہی ایک شخص پر دین ہے اُس نے دائن کو اپنا کپڑا دے کر کہا کہ اسے رکھے رہو جب تک دین ادا نہ کر دوں یہ رہن بھی صحیح ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۴** ایجاب و قبول سے عقد رہن ہو جاتا ہے مگر لازم نہیں ہوتا جب تک مرتہن شے مرہون<sup>(۳)</sup> پر قبضہ نہ کر لے لہذا قبضہ سے پہلے راہن کو اختیار رہتا ہے کہ چیز دے یا نہ دے اور جب مرتہن نے قبضہ کر لیا تو پکا معاملہ ہو گیا اب راہن کو بغیر اُس کا حق ادا کئے چیز واپس لینے کا حق نہیں رہتا۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ) مگر عنایہ میں فرمایا کہ یہ عامہ کتب کے مخالف ہے، امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح یہ ہے کہ بغیر قبضہ رہن جائز ہی نہیں، امام حاکم شہید نے کافی میں اور امام جعفر طحاوی و امام کرخی نے اپنے اپنے مختصر میں اسی کی تصریح کی<sup>(۵)</sup> اور درمختار میں مجتہد سے ہے کہ قبضہ شرط جواز ہے نہ کہ شرط لزوم۔<sup>(۶)</sup>

**مسئلہ ۵** قبضہ کے لئے اجازت راہن ضروری ہے، صراحتاً قبضہ کی اجازت دے یا دلالتاً دونوں صورتوں میں قبضہ ہو جائے گا، اسی مجلس میں قبضہ ہو جس میں ایجاب و قبول ہوا ہے یا بعد میں خود قبضہ کرے یا اُس کا نائب قبضہ کرے سب صحیح ہے۔<sup>(۷)</sup> (ردالمحتار)

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۲.

و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۱.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ... إلخ، الفصل الاول، ج ۵، ص ۴۳۲.

③..... گروی رکھی ہوئی چیز۔

④..... "الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۲.

⑤..... "العنايۃ" علی "فتح القدير"، کتاب الرهن، ج ۹، ص ۶۶.

⑥..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۲.

⑦..... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۱.

**مسئلہ ۶** - مرہون شے پر قبضہ اس طرح ہو کہ وہ اکھٹی ہو متفرق نہ ہو مثلاً درخت پر پھل ہیں یا کھیت میں زراعت ہے

صرف پھلوں یا زراعت کو رہن رکھا درخت اور کھیت کو نہیں رکھا یہ قبضہ صحیح نہیں اور یہ بھی ضرور ہے کہ مرہون شے حق راہن کے ساتھ مشغول نہ ہو مثلاً درخت پر پھل ہیں اور صرف درخت کو رہن رکھا اور یہ بھی ضرور ہے کہ متمیز ہو یعنی مشاع نہ ہو۔<sup>(۱)</sup> (در مختار)

**مسئلہ ۷** - ایسی چیز رہن رکھی جو دوسری چیز کے ساتھ متصل ہے مثلاً درخت میں پھل لگے ہیں صرف پھلوں کو رہن رکھا

اور مرتہن نے جدا کر کے مثلاً پھلوں کو توڑ کر قبضہ کر لیا اگر یہ قبضہ بغیر اجازت راہن ہے تو ناجائز ہے خواہ اسی مجلس میں قبضہ کیا ہو یا بعد میں اور اگر اجازت راہن سے ہے تو جائز ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۸** - مرہون و مرتہن کے درمیان راہن نے تخلیہ کر دیا۔<sup>(۳)</sup> کہ مرتہن اگر قبضہ کرنا چاہے کر سکتا ہے یہ بھی قبضہ ہی

کے حکم میں ہے جس طرح بیع میں بائع نے بیع اور مشتری کے درمیان تخلیہ کر دیا قبضہ ہی کے حکم میں ہے۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۹** - رہن کے شرائط حسب ذیل ہیں:

(۱) راہن و مرتہن عاقل ہوں یعنی ناسمجھ بچہ اور مجنون کا رہن رکھنا صحیح نہیں، بلوغ اس کے لئے شرط نہیں نابالغ بچہ جو عاقل ہو اس کا رہن رکھنا صحیح ہے۔

(۲) رہن کسی شرط پر معلق نہ ہو نہ اس کی اضافت وقت کی طرف ہو۔

(۳) جس چیز کو رہن رکھا وہ قابل بیع ہو یعنی وقت عقد موجود ہو مال مطلق، متقوم،<sup>(۵)</sup> مملوک،<sup>(۶)</sup> معلوم،

مقدور و تسلیم ہو<sup>(۷)</sup> لہذا جو چیز وقت عقد موجود ہی نہ ہو یا اس کے وجود عدم<sup>(۸)</sup> دونوں کا احتمال ہو، اس کا رہن جائز نہیں مثلاً درخت میں جو پھل اس سال آئیں گے یا بکریوں کے اس سال جو بچے پیدا ہوں گے یا اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے ان

سب کا رہن نہیں ہو سکتا مردار اور خون کو رہن نہیں رکھ سکتے کہ یہ مال نہیں حرم و احرام کے شکار بھی مردار ہیں مال نہیں، آزاد کو رہن نہیں رکھ سکتا کہ مال نہیں، مدبر و اُم ولد کا رہن جائز نہیں، دونوں راہن و مرتہن میں اگر کوئی مسلم ہو تو شراب و خنزیر کو رہن

①....."الدر المختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۲.

②....."الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ... إلخ، الفصل الاول، ج ۵، ص ۴۳۳.

③.....یعنی شے مرہون سے اپنا قبضہ ہٹا دیا۔

④....."الہدایہ"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۲.

⑤.....یعنی شرعاً قابل قیمت ہو۔

⑥.....ملکیت میں ہو۔

⑦.....یعنی سپرد کرنے پر قادر ہو۔

⑧.....یعنی چیز کے ہونے یا نہ ہونے۔

نہیں رکھ سکتے، اموالِ مباحہ مثلاً شکار اور جنگل کی لکڑی اور گھاس چونکہ یہ مملوک نہیں ان کا رہن بھی ناجائز ہے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۰** — مرہون چیز مرتہن کے ضمان میں ہوتی ہے یعنی مرہون کی مالیت اُس کے ضمان میں ہوتی ہے اور خود عین بطور امانت ہے اس کا فرق یوں ظاہر ہوگا کہ اگر مرہون کو مرتہن نے راہن سے خرید لیا تو یہ قبضہ جو مرتہن کا ہے۔ قبضہ خریداری کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ کہ یہ قبضہ امانت ہے اور مشتری کے لیے قبضہ ضمان درکار ہے اور خود وہ چیز امانت ہے۔ لہذا مرہون کا نفعہ راہن کے ذمہ ہے مرتہن کے ذمہ نہیں اور غلام مرہون تھا وہ مر گیا تو کفن راہن کے ذمہ ہے۔<sup>(2)</sup> (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۱** — مرتہن کے پاس اگر مرہون ہلاک ہو جائے تو دین اور اس کی قیمت میں جو کم ہے اُس کے مقابلہ میں ہلاک ہوگا مثلاً سو روپے دین ہیں اور مرہون کی قیمت دو سو ہے تو سوا کے مقابلہ میں ہلاک ہو جائے گا یعنی اس کا دین ساقط ہو گیا اور مرتہن راہن کو کچھ نہیں دے گا اور اگر صورتِ مفروضہ<sup>(3)</sup> میں مرہون کی قیمت پچاس روپے ہے تو دین میں سے پچاس ساقط ہو گئے اور پچاس باقی ہیں اور اگر دونوں برابر ہیں تو نہ دینا ہے نہ لینا۔<sup>(4)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۲** — مرہون کی قیمت اس روز کی معتبر ہے جس دن رہن رکھا ہے یعنی جس دن مرتہن کا قبضہ ہوا ہے جس دن ہلاک ہوا اُس دن کی قیمت کا اعتبار نہیں یعنی رہن رکھنے کے بعد چیز کی قیمت گھٹ بڑھ گئی<sup>(5)</sup> اس کا اعتبار نہیں مگر اگر دوسرے شخص نے مرہون کو ہلاک کر دیا تو اس سے تاوان میں وہ قیمت لی جائے گی جو ہلاک کرنے کے دن ہے اور یہ قیمت مرتہن کے پاس اُس مرہون کی جگہ رہن ہے یعنی اب یہ مرہون ہے۔<sup>(6)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۳** — مرتہن نے رہن رکھتے وقت یہ شرط کر لی ہے کہ اگر چیز ہلاک ہو گئی تو میں ضامن نہیں، اس صورت میں وہ ضامن ہے اور یہ شرط باطل ہے۔<sup>(7)</sup> (ردالمحتار)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ... إلخ، الفصل الاول، ج ۵، ص ۴۳۲.

②..... "الہدایہ"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۲.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۳.

③..... مثال کے طور پر بیان کی گئی صورت۔

④..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۳.

⑤..... یعنی کم زیادہ ہوگی۔

⑥..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۴.

⑦..... "ردالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۳.

**مسئلہ ۱۴** دو چیزیں رہن رکھی ہیں ان میں سے ایک ہلاک ہوگئی اور ایک باقی ہے اور جو ہلاک ہوگئی اس تنہا کی قیمت دین سے زائد ہے تو یہ نہیں ہوگا کہ دین ساقط ہو جائے بلکہ دین کو ان دونوں کی قیمتوں پر تقسیم کیا جائے جو حصہ اس ہلاک شدہ کے مقابل آئے وہ ساقط اور جو باقی کے مقابل ہے وہ باقی ہے، یوہیں مکان رہن رکھا اور وہ گر گیا تو دین کو عمارت و زمین کی قیمت پر تقسیم کیا جائے جو حصہ عمارت کے مقابل ہے ساقط اور جو زمین کے مقابل ہے باقی ہے یوہیں اگر دس روپے دین کے ہیں چالیس روپے کی پوسٹین<sup>(۱)</sup> رہن رکھ دی اس کو کیڑوں نے کھا لیا اب اس کی قیمت دس روپے رہ گئی تو ڈھائی روپے دے کر راہن چھوڑا لے گا کہ پوسٹین کی تین چوتھائیاں کم ہو گئیں لہذا دین کی بھی تین چوتھائیاں یعنی ساڑھے سات روپے کم ہو گئے ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ خود چیز میں اگر نقصان ہو جائے تو اس کا دین پر اثر پڑے گا اور نرخ کم ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔<sup>(۲)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۵** مرتہن نے اگر مرہون میں کوئی ایسا فعل کیا جس کی وجہ سے وہ چیز ہلاک ہوگئی یا اس میں نقصان پیدا ہو گیا تو ضامن ہے یعنی اس کا تاوان دینا ہوگا، مثلاً ایک کپڑا بیس روپے کی قیمت کا دس روپے میں رہن رکھا مرتہن نے باجائز راہن ایک مرتبہ اسے پہنا اس کے پہننے سے چھ روپے قیمت گھٹ گئی<sup>(۳)</sup> اب وہ چوڑا روپے کا ہو گیا اس کے بعد اس کو بغیر اجازت استعمال کیا اس استعمال سے چار روپے اور کم ہو گئے اب اس کی قیمت دس روپے ہوگئی اس کے بعد وہ کپڑا ضائع ہو گیا اس صورت میں مرتہن راہن سے صرف ایک روپیہ وصول کر سکتا ہے اور نو روپے ساقط ہو گئے کیونکہ رہن کے دن جب اس کی قیمت بیس روپے تھی اور قرض کے دن ہی روپے تھے تو نصف کا ضمان ہے اور نصف امانت ہے، پھر جب اس کو اجازت سے پہنا ہے تو چھ روپے کی جو کمی ہے اس کا تاوان نہیں کہ یہ کمی باجائز مالک ہے مگر دوبارہ جو پہنا تو اس کی کمی کے چار روپے اس پر تاوان ہوئے گویا دس میں سے چار وصول ہو گئے چھ باقی ہیں پھر جس دن وہ کپڑا ضائع ہوا چونکہ دس کا تھا لہذا نصف قیمت کے پانچ روپے ہیں، امانت ہے اور نصف دوم کہ یہ بھی پانچ ہے اس کا ضمان ہے ہلاک ہونے سے نصف دوم بھی وصول سمجھو لہذا یہ پانچ اور چار پہلے کے کل نو وصول ہو گئے، ایک باقی رہ گیا ہے وہ راہن سے لے سکتا ہے۔<sup>(۴)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۶** ایک شخص کچھ دین لینا چاہتا ہے بات چیت ہوگئی اور یہ بھی ٹھہر گیا کہ اس کے مقابلہ میں فلاں چیز رہن رکھوں گا چنانچہ اس چیز پر مرتہن کا قبضہ ہو گیا اور ابھی دین دیا نہیں ہے اب فرض کرو کہ قرض دینے سے پہلے مرتہن کے پاس وہ چیز ہلاک ہوگئی اس کی دو صورتیں ہیں اگر قرض کی کوئی مقدار نہیں بیان کی گئی ہے فقط اتنی بات ہوئی کہ تم سے کچھ روپے قرض لوں گا

①..... کھال کا کوٹ، چمڑے کا چغہ۔

②..... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۳۔

③..... یعنی کم ہوگئی۔

④..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۵۔



اس صورت میں وہ چیز مرہن کے ضمان میں نہیں ہے ہلاک ہونے سے اُس کو کچھ دینا واجب نہیں، اور اگر قرض کی مقدار بیان کر دی ہے مثلاً تنوٰر پے لوں گا اور یہ لور کھویہ رہن ہوگی اس صورت میں ضمان ہے اس کا وہی حکم ہے کہ سو روپے لے کر رکھ دیتا یعنی دین اور اُس چیز کی قیمت دونوں میں جو کم ہے اس کے مقابل میں اس کو ہلاک ہونا سمجھا جائے گا مثلاً اس کی قیمت تنوٰر پے یا زیادہ ہے تو مرہن راہن کو تنوٰر پے دے اور تنوٰر سے کم ہے تو جو کچھ قیمت ہے وہ دے۔<sup>(1)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۷** قرض دینے کا وعدہ کیا تھا اور قرض مانگنے والے نے قرض لینے سے پہلے کوئی چیز رہن رکھ دی اور مرہن نے کچھ قرض دیا اور کچھ باقی ہے تو باقی کا جبراً اس سے مطالبہ نہیں ہو سکتا یہ حکم اُس وقت ہے کہ مرہون موجود ہو اور ہلاک ہو گیا تو اُس کا حکم وہ ہے جو پہلے بیان ہوا۔<sup>(2)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۸** دائن نے مدیون سے اپنے دین کے مقابل جب کوئی چیز رہن رکھوائی تو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اب وہ دین کا مطالبہ ہی نہیں کر سکتا خاموش بیٹھا رہے بلکہ اب بھی مطالبہ کر سکتا ہے قاضی کے پاس دین کا دعویٰ کر سکتا ہے اور قاضی کو اگر ثابت ہو جائے کہ مدیون<sup>(3)</sup> ادائے دین میں ڈھیل ڈال رہا ہے<sup>(4)</sup> تو اسے قید بھی کر سکتا ہے کہ ایسے کی یہی سزا ہے۔<sup>(5)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۹** رہن فسخ ہونے کے بعد بھی مرہن کو یہ اختیار ہے کہ جب تک اپنا مطالبہ وصول نہ کر لے یا معاف نہ کر دے مرہون شے اپنے قبضہ میں رکھے راہن کو واپس نہ دے یعنی محض زبان سے کہہ دینے سے کہ رہن فسخ کیا راہن فسخ نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے جب تک مرہون کو واپس نہ کر دے جب رہن فسخ نہیں ہوا تو اب بھی چیز کو روک سکتا ہے، ہاں دین یا قبضہ دونوں میں ایک جاتا رہے مثلاً دین وصول پایا، یا معاف کر دیا کہ اب دین باقی نہ رہا یا راہن کے قبضہ میں دے دیا تو اب رہن جاتا رہے گا۔<sup>(6)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۲۰** فسخ رہن کے بعد چیز مرہن کے پاس ہلاک ہوگئی اب بھی وہی احکام ہیں جو فسخ نہ ہونے کی صورت میں تھے کہ دین اور قیمت مرہون میں جو کم ہے اس کے مقابل میں چیز ہلاک ہوگئی۔<sup>(7)</sup> (ہدایہ)

①..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۴.

②..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۴.

③..... مقرض۔ ④..... قرض کی ادائیگی میں تاخیر کر رہا ہے۔

⑤..... "الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۴.

⑥..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۵.

⑦..... "الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۵.

**مسئلہ ۲۱** — مرہن نے اگر راہن کو وہ چیز دے دی مگر بطور فسخ رہن نہیں بلکہ بطور عاریت (۱) تو اب بھی رہن باقی ہے (۲) یعنی اس سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ (عنایہ)

**مسئلہ ۲۲** — مرہون شے جب تک مرہن کے ہاتھ میں ہے راہن اُسے بیع نہیں کر سکتا، مرہن جب تک دین وصول نہ کر لے اُس کو اختیار ہے کہ بیچنے نہ دے اور اگر مدیون نے کچھ دین ادا کیا ہے کچھ باقی ہے اب بھی راہن مرہن سے چیز واپس نہیں لے سکتا جب تک گل دین ادا نہ کر دے اور جب دین پیاق کر دیا (۳) تو مرہن سے کہا جائے گا کہ رہن واپس دو کیونکہ اب اُسے روکنے کا حق باقی نہ رہا۔ (۴) (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۳** — مدیون نے دین ادا کر دیا اور ابھی تک شے مرہون مرہن کے پاس ہے واپسی نہیں ہوئی ہے اور چیز ہلاک ہو گئی تو جو کچھ مدیون نے ادا کیا ہے مرہن سے واپس لے گا، کیونکہ مرہن کا وہ قبضہ اب بھی قبضہ ضمان ہے اور یہ ہلاک دین کے مقابل میں متصور ہوگا لہذا واپس کرنا ہوگا۔ (۵) (ہدایہ) یہ اُس وقت ہے کہ مرہون کی قیمت دین سے زائد یا دین کے برابر ہے اگر دین سے کم ہے تو جتنا مرہون کی قیمت تھی اتنا ہی واپس لے سکتا ہے۔

**مسئلہ ۲۴** — مرہن نے راہن سے دین معاف کر دیا یا ہبہ کر دیا اور ابھی مرہون کو واپس نہیں دیا تھا اسی کے پاس ہلاک ہو گیا اس صورت میں راہن مرہن سے چیز کا تاوان نہیں لے سکتا کہ یہاں مرہن نے دین کے مقابل میں کوئی چیز وصول نہیں کی ہے جس کو واپس دے بلکہ دین کو ساقط کیا ہے۔ (۶) (عنایہ)

**مسئلہ ۲۵** — مرہون چیز سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں ہے مثلاً لونڈی غلام ہو تو اس سے خدمت لینا یا اجارہ پر دینا مکان میں سکونت کرنا یا کرایہ پر اٹھانا یا عاریت پر دینا، کپڑے اور زیور کو پہننا یا اجارہ و عاریت پر دینا الغرض نفع کی سب صورتیں ناجائز ہیں اور جس طرح مرہن کو نفع اٹھانا ناجائز ہے راہن کو بھی ناجائز ہے۔ (۷) (درمختار)

①..... یعنی وقتی طور پر استعمال کے لیے دی۔

②..... "العناية" علی "فتح القدير"، کتاب الرهن، ج ۹، ص ۷۹۔

③..... یعنی قرض کی مکمل ادائیگی کر دی۔

④..... "الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۰۔

⑤..... المرجع السابق۔

⑥..... "العناية" علی "فتح القدير"، کتاب الرهن، ج ۹، ص ۷۸۔

⑦..... "الدر المختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۶، ۸۵۔

**مسئلہ ۲۶** → مرہن کے لیے اگر راہن نے انتفاع کی اجازت دے دی ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ یہ اجازت رہن میں شرط ہے یعنی قرض ہی اس طرح دیا ہے کہ وہ اپنی چیز اس کے پاس رہن رکھے اور یہ اس سے نفع اٹھائے جیسا کہ عموماً اس زمانہ میں مکان یا زمین اسی طور پر رکھتے ہیں یہ ناجائز اور سود ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ شرط نہ ہو یعنی عقد رہن ہو جانے کے بعد راہن نے اجازت دی ہے کہ مرہن نفع اٹھائے یہ صورت جائز ہے۔ اصل حکم یہی ہے جس کا ذکر ہوا مگر آج کل عام حالت یہ ہے کہ روپیہ قرض دے کر اپنے پاس چیز اسی مقصد سے رہن رکھتے ہیں کہ نفع اٹھائیں اور یہ اس درجہ معروف و مشہور ہے کہ مشروط کی حد میں (۱) داخل ہے لہذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔ (۲) (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۲۷** → جس طرح مرہون سے مرہن نفع نہیں اٹھا سکتا راہن کے لیے بھی اس سے انتفاع جائز نہیں مگر اس صورت میں کہ مرہن اُسے اجازت دیدے۔ (۳) (درمختار)

**مسئلہ ۲۸** → راہن نے مرہن کو استعمال کی اجازت دے دی تھی اُس نے استعمال کی تو مرہن پر ضمان نہیں یعنی مکان میں سکونت یا باغ کے پھل کھانے یا جانور کے دودھ استعمال کرنے کے مقابل میں دین کا کچھ حصہ ساقط نہیں ہوگا۔ (۴) (درمختار)

**مسئلہ ۲۹** → مرہن نے بااجازت راہن چیز کو استعمال کیا اور بوقت استعمال چیز ہلاک ہوگئی تو یہاں امانت کا حکم دیا جائے گا یعنی مرہن پر اُس کا تاوان نہ ہوگا دین کا کوئی جز ساقط نہ ہوگا۔ اور اس سے پہلے یا بعد میں ہلاک ہو تو ضمان ہے جس کا حکم پہلے بتایا گیا۔ (۵) (ردالمحتار)

**مسئلہ ۳۰** → مرہن شے مرہون کو نہ اجارہ پر دے سکتا ہے نہ عاریت کے طور پر کہ جب وہ خود نفع نہیں اٹھا سکتا تو دوسرے کو نفع اٹھانے کی کب اجازت دے سکتا ہے۔ (۶) (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۱** → ایک شخص سے روپیہ قرض لیا اور اُس نے اپنا مکان رہنے کو دے دیا کہ جب تک قرض ادا نہ کر دوں تم اس میں رہو یا کھیت اسی طرح دیا مثلاً تنوار پے قرض لے کر کھیت دے دیا کہ قرض دینے والا کھیت جوتے بوئے گا اور نفع اٹھائے گا یہ

①..... یعنی شرط لگانے کی حد میں۔

②..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۶.

③..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۶.

④..... المرجع السابق، ص ۸۷.

⑤..... "ردالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۶.

⑥..... "الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۵.

صورت رہن میں داخل نہیں بلکہ یہ بمنزلہ اجارہ فاسدہ ہے۔ اُس شخص پر اجرت مثل لازم ہے کیونکہ مکان یا کھیت اُسے مفت نہیں دے رہا ہے بلکہ قرض کی وجہ سے دے رہا ہے اور چونکہ قرض سے انتفاع حرام ہے (1) لہذا اجرت مثل دینی ہوگی۔ (2) (ردالمحتار)

**مسئلہ ۳۲** بعض لوگ قرض لے کر مکان یا کھیت رہن رکھ دیتے ہیں کہ مرتہن مکان میں رہے اور کھیت کو جوتے بوئے اور مکان یا کھیت کی کچھ اجرت مقرر کر دیتے ہیں مثلاً مکان کا کرایہ پانچ روپے ماہوار یا کھیت کا پٹہ (3) دس روپے سال ہونا چاہیے اور طے یہ پاتا ہے کہ یہ رقم زر قرض سے مجراہوتی رہے گی (4) جب کل رقم ادا ہو جائے گی اُس وقت مکان یا کھیت واپس ہو جائے گا اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ یا پٹہ واجبی اجرت سے کم طے پایا ہو اور یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے مکان یا کھیت اجرت پر دیا اور زراعت پیشگی لے لیا۔

**مسئلہ ۳۳** بکری رہن رکھی تھی اور راہن نے مرتہن کو دودھ پینے کی اجازت دے دی وہ دودھ پیتا رہا پھر وہ بکری مر گئی اس صورت میں دین کو بکری اور دودھ کی قیمت پر تقسیم کیا جائے جو حصہ دین بکری کے مقابل میں (5) آئے وہ ساقط اور دودھ کی قیمت کے مقابل میں جو حصہ آئے وہ راہن سے وصول کرے کیونکہ حکم یہ ہے کہ رہن سے جو پیداوار ہوگی وہ بھی رہن ہوگی اور چونکہ مرتہن نے باجائز راہن اس کو خرچ کیا تو گویا خود راہن نے خرچ کیا لہذا اس کے مقابل کا دین ساقط نہیں ہوگا۔ (6) (درمختار)

**مسئلہ ۳۴** مرتہن نے اگر بغیر اجازت راہن مرہون سے نفع اٹھایا تو یہ تعدی اور زیادتی ہے یعنی اس صورت میں اگر چیز ہلاک ہوگئی تو پوری چیز کا تاوان دینا ہوگا یہ نہیں کہ دین ساقط ہو جائے اور باقی کا مرتہن سے مطالبہ نہ ہو مگر اس کی وجہ سے رہن باطل نہیں ہوگا یعنی اگر اپنی اس حرکت سے باز آ گیا تو چیز رہن ہے اور رہن کے احکام جاری ہوں گے۔ (7) (درمختار)

**مسئلہ ۳۵** مرتہن نے راہن سے دین طلب کیا تو اس سے کہا جائے گا کہ پہلے مرہون چیز حاضر کرو جب وہ حاضر کر دے تو راہن سے کہا جائے گا کہ دین ادا کرو جب یہ پورا دین ادا کر دے اب مرتہن سے کہا جائے گا اس کی چیز دے دو۔ (8) (ہدایہ)

①..... یعنی قرض دے کر اس کے بدلے میں نفع حاصل کرنا حرام ہے۔

②..... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۷۔

③..... یعنی کھیت کا کرایہ۔

④..... یعنی قرض سے کٹوتی ہوتی رہے گی۔ ⑤..... بدلے میں۔

⑥..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۷۔

⑦..... المرجع السابق۔

⑧..... "الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۴۔

**مسئلہ ۳۶** → مرتہن نے راہن سے دین کا مطالبہ دوسرے شہر میں کیا اگر وہ چیز ایسی ہے کہ وہاں تک لے جانے میں بار برداری صرف کرنی نہیں ہوگی جب بھی وہی حکم ہے کہ وہ مرہون کو پہلے حاضر کرے پھر اس سے ادائے دین کو کہا جائے گا اور بار برداری صرف کرنی پڑے تو وہاں لانے کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ بغیر چیز لائے ہوئے بھی دین ادا کر دے۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۷** → یہ حکم کہ مرتہن کو مرہون کے حاضر لانے کو کہا جائے گا اُس وقت ہے کہ راہن یہ کہتا ہو کہ مرہون مرتہن کے پاس ہلاک ہو چکا ہے، لہذا میں دین کیوں ادا کروں اور مرتہن کہتا ہے کہ مرہون موجود ہے اور اگر راہن بھی مرہون کو موجود ہونا کہتا ہو تو اس کی کیا ضرورت کہ یہاں حاضر لائے جب ہی دین ادا کرنے کو کہا جائے گا کہ اگر وہ چیز ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوگی اس وجہ سے حاضر لانے کو نہیں کہا گیا مگر راہن اس کے تلف<sup>(۲)</sup> ہو جانے کا مدعی<sup>(۳)</sup> ہے تو راہن سے کہا جائے گا کہ اگر مرتہن کی بات کا تمہیں اطمینان نہیں ہے تو اس سے قسم کھلا لو کہ مرہون ہلاک نہیں ہوا۔<sup>(۴)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۳۸** → اگر دین ایسا ہے کہ قسط وار ادا کیا جائے گا قسط ادا کرنے کا وقت آ گیا اس کا بھی وہی حکم ہے کہ اگر راہن مرہون کا ہلاک ہونا بتاتا ہے اور مرتہن اس سے انکاری ہے تو مرتہن سے کہا جائے گا کہ چیز حاضر لائے اور بار برداری والی چیز ہو تو مرتہن سے قسم کھلا سکتا ہے کہ ہلاک نہیں ہوئی۔<sup>(۵)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۳۹** → مرتہن نے دین وصول پالیا اور ابھی چیز واپس نہیں دی اور یہ چیز اس کے پاس ہلاک ہو گئی تو راہن اُس سے دین واپس لے گا۔ کیونکہ مرہون پر اب بھی مرتہن کا قبضہ قبضہ ضمان ہے اور ہلاک ہونا دین وصول ہونے کے قائم مقام ہے لہذا جو لے چکا ہے واپس دے۔<sup>(۶)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۴۰** → راہن نے اگر مرتہن سے کہہ دیا کہ مرہون کو فلاں شخص کے پاس رکھ دو اس نے اُس کے کہنے کی وجہ سے اُس کے پاس رکھ دیا اب اگر مرتہن نے دین کا مطالبہ کیا اور راہن مرہون کے حاضر لانے کو کہتا ہے تو مرتہن کو اُس کی تکلیف نہ دی جائے کیونکہ اس کے پاس ہے ہی نہیں جو حاضر کرے اسی طرح اگر راہن نے مرتہن کو یہ حکم دیا کہ مرہون کو بیچ کر ڈالے اُس نے بیچ ڈالا اور ابھی اُس کے ثمن پر مرتہن نے قبضہ نہیں کیا ہے راہن یہ نہیں کہہ سکتا کہ ثمن مرہون بمنزلہ مرہون ہے<sup>(۷)</sup>

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۴.

②..... ضائع۔ ③..... دعویدار۔

④..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸۸.

⑤..... المرجع السابق، ص ۸۹.

⑥..... "الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۵.

⑦..... یعنی گروی رکھی ہوئی چیز کی طے شدہ قیمت گروی رکھی ہوئی چیز کے قائم مقام ہے۔

لہذا اُسے حاضر لاؤ کیونکہ جب ثمن پر قبضہ ہی نہیں ہوا ہے تو کیونکر حاضر کرے ہاں ثمن پر قبضہ کر لیا تو اب بیشک ثمن کو حاضر کرنا ہوگا کہ یہ ثمن مرہون کے قائم مقام ہے۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۱** → راہن یہ کہتا ہے کہ مرہون چیز مجھے دے دو میں اسے بیچ کر تمہارا دین ادا کروں گا مرہن کو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ مرہون کو دیدے۔ یوں اگر کچھ حصہ دین کا ادا کر دیا ہے کچھ باقی ہے یا مرہن نے کچھ دین معاف کر دیا ہے کچھ باقی ہے راہن یہ کہتا ہے کہ مرہون کا ایک جز مجھے دے دیا جائے کیونکہ میرے ذمہ کل دین باقی نہ رہا اس صورت میں بھی مرہن پر یہ ضرور نہیں کہ مرہون کا جز واپس کرے جب تک پورا دین ادا نہ ہو جائے یا مرہن معاف نہ کر دے واپس کرنے پر مجبور نہیں ہاں اگر دو چیزیں رہن رکھی ہیں اور ہر ایک کے مقابل میں دین کا حصہ مقرر کر دیا ہے مثلاً تنوروپے قرض لئے اور دو چیزیں رہن کیوں کہہ دیا کہ ساٹھ روپے کے مقابل میں یہ ہے اور چالیس کے مقابل میں وہ تو اس صورت میں جس کے مقابل کا دین ادا کیا اُسے چھوڑا سکتا ہے کہ یہاں حقیقہ دو عقد ہیں۔<sup>(۲)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۳۲** → مرہن کے ذمہ مرہون کی حفاظت لازم ہے اور یہاں حفاظت کا وہی حکم ہے جس کا بیان ودیعت میں گزر چکا کہ خود حفاظت کرے یا اپنے اہل و عیال کی حفاظت میں دے دے یہاں عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتے سہتے ہوں جیسے بی بی بچے خادم اور اجیر خاص یعنی نوکر جس کی ماہوار یا ششماہی<sup>(۳)</sup> یا سالانہ<sup>(۴)</sup> تنخواہ دی جاتی ہو۔ مزدور جو روزانہ پر کام کرتا ہو مثلاً ایک دن کی اُسے اتنی اجرت دی جائے گی اس کی حفاظت میں نہیں دے سکتا۔ عورت مرہن ہے تو شوہر کی حفاظت میں دے سکتی ہے۔ بی بی اور اولاد اگر عیال میں نہ ہوں جب بھی اُن کی حفاظت میں دے سکتا ہے جن دو شخصوں کے مابین شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان ہے ان میں ایک کے پاس کوئی چیز رکھی گئی تو شریک کی حفاظت میں دے سکتا ہے۔<sup>(۵)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۳۳** → ان لوگوں کے سوا کسی اور کی حفاظت میں چیز دے دی یا کسی کے پاس ودیعت رکھی یا اجارہ یا عاریت کے طور پر دے دی یا کسی اور طرح اس میں تعدی کی مثلاً کتاب رہن تھی اُس کو پڑھا، یا جانور پر سوار ہوا غرض یہ کہ کسی صورت سے بلا اجازت راہن استعمال میں لائے بہر صورت پوری قیمت کا تاوان اُس کے ذمہ واجب ہے اور مرہن ان سب صورتوں میں غاصب کے حکم میں ہے اسی وجہ سے پوری قیمت کا تاوان واجب ہوتا ہے۔<sup>(۶)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۴، ۴۱۵.

②..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۰، ۹۱.

③..... یعنی چھ ماہ بعد۔ ④..... یعنی بارہ ماہ بعد۔

⑤..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۱.

⑥..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۴** انگٹھی رہن رکھی مرتہن نے چھنگلیا<sup>(۱)</sup> میں پہن لی پوری قیمت کا ضامن ہو گیا کہ یہ مرہون کو بلا اجازت استعمال کرنا ہے دہنے ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنے یا بائیں ہاتھ میں، دونوں کا ایک حکم ہے کہ انگٹھی دونوں طرح عادیٰ پہنی جاتی ہے اور چھنگلیا کے سوا کسی دوسری انگلی میں ڈال لی تو ضامن نہیں کہ عادیٰ اس طرح پہنی نہیں جاتی لہذا اس کو پہننا نہ کہیں گے بلکہ حفاظت کے لئے انگلی میں ڈال لینا ہے۔<sup>(۲)</sup> (ہدایہ) یہ حکم اُس وقت ہے کہ مرتہن مرد ہو اور اگر عورت کے پاس انگٹھی رہن رکھی تو جس کسی انگلی میں ڈالے پہننا ہی کہا جائے گا کہ عورتیں سب میں پہنا کرتی ہیں۔<sup>(۳)</sup> (غنیۃ ذوی الاحکام) گرتے کو کندھے پر ڈال لیا یعنی جو چیز جس طرح استعمال کی جاتی ہے اُس کے سوا دوسرے طریق پر بدن پر ڈال لی اس میں کُل قیمت کا تاوان نہیں۔

**مسئلہ ۳۵** مرتہن خود انگٹھی پہنے ہوئے تھا اس کے پاس انگٹھی رہن رکھی گئی اپنی انگٹھی پر رہن والی انگٹھی کو بھی پہن لیا یا ایک شخص کے پاس دو انگٹھیاں رہن رکھی گئیں اُس نے دونوں ایک ساتھ پہن لیں، یہاں یہ دیکھا جائے گا کہ یہ شخص اگر اُن لوگوں میں ہے جو بقصد زینت دو انگٹھیاں پہنتے ہیں (اگرچہ یہ شرعاً ناجائز ہے) تو پورا تاوان واجب اور اگر دونوں انگٹھیاں پہننے والوں میں نہیں تو اس کو پہننا نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ حفاظت کرنا کہا جائے گا۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۶** دو تلواریں رہن رکھیں مرتہن نے دونوں کو ایک ساتھ باندھ لیا ضامن ہے کہ بہادر دو تلواریں ایک ساتھ لگایا کرتے ہیں اور تین تلواریں رہن رکھیں اور تینوں کو لگایا تو ضامن نہیں کہ تلوار کے استعمال کا یہ طریقہ نہیں۔<sup>(۵)</sup> (ہدایہ) پہلی صورت میں اُس وقت ضامن ہے کہ خود مرتہن بھی دو تلواریں ایک ساتھ لگانے والوں میں ہو۔<sup>(۶)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۳۷** مرتہن نے چیز استعمال کی اور ہلاک ہو گئی اور اُس پر پوری قیمت کا تاوان لازم آیا اگر یہ قیمت اتنی ہی ہے جتنا اس کا دین تھا اور قاضی نے اسی جنس کی قیمت کا فیصلہ کیا جس جنس کا دین ہے۔ مثلاً سو روپے دین ہے اور قیمت بھی سو روپے قرار دی تو فیصلہ کرنے ہی سے ادلا بدلا ہو گیا یعنی نہ لینا نہ دینا اور اگر دین کی مقدار زیادہ ہے تو مرتہن راہن سے بقیہ دین کا مطالبہ کرے گا اور اگر قیمت دین سے زیادہ ہے تو راہن مرتہن سے یہ زیادتی وصول کرے گا اور اگر دین ایک جنس کا ہے اور قاضی نے

① ..... ہاتھ کی چھوٹی انگلی۔

② ..... "الهدایة"، کتاب الرهن، کیفیۃ انعقاد الرهن، ج ۲، ص ۴۱۶.

③ ..... "غنیۃ ذوی الاحکام" ہامش علی "در الاحکام"، کتاب الرهن، الجزء الثانی، ص ۲۵۰.

④ ..... "الهدایة"، کتاب الرهن، کیفیۃ انعقاد الرهن، ج ۲، ص ۴۱۶.

⑤ ..... المرجع السابق.

⑥ ..... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۲.

قیمت دوسری جنس سے لگائی مثلاً دین روپیہ ہے اور مرہون کی قیمت اشرفیوں<sup>(1)</sup> سے لگائی یا اس کا عکس تو یہ قیمت مرہن کے پاس بجائے اُس ہلاک شدہ چیز کے رہن ہے یعنی راہن جب دین ادا کرے گا تب اس قیمت کے وصول کرنے کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح اگر دین میعاد ہو اور ابھی میعاد باقی ہے تو اگرچہ قیمت اسی جنس سے لگائی ہو مرہن کے پاس یہ قیمت رہن ہوگی جب میعاد پوری ہو جائے گی اُس قیمت کو دین میں وصول کرے گا۔<sup>(2)</sup> (درمختار)

## شے مرہون کے مصارف کا بیان

**مسئلہ ۱** مرہون کی<sup>(3)</sup> حفاظت میں جو کچھ صرف ہوگا وہ سب مرہن کے ذمہ ہے کہ حفاظت خود اسی کے ذمہ ہے لہذا جس مکان میں مرہون کو رکھے اُس کا کرایہ اور حفاظت کرنے والے کی تنخواہ مرہن اپنے پاس سے خرچ کرے اور اگر جانور کو رہن رکھا ہے تو اس کے چرانے کی اجرت اور مرہون کا نفقہ مثلاً اُس کا کھانا پینا اور لونڈی غلام کو رہن رکھا ہے تو ان کا لباس بھی اور باغ رہن رکھا ہے تو درختوں کو پانی دینے پھل توڑنے اور دوسرے کاموں کی اجرت راہن کے ذمہ ہے اسی طرح زمین کا عشر یا خراج بھی راہن ہی کے ذمہ ہے خلاصہ یہ کہ مرہون کی بقاء یا اُس کے مصالح میں<sup>(4)</sup> جو خرچہ ہو وہ راہن کے ذمہ ہے۔<sup>(5)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲** جو مصارف مرہن کے ذمہ ہیں اگر یہ شرط کر لی جائے کہ یہ بھی راہن ہی کے ذمہ ہوں گے تو باوجود شرط بھی راہن کے ذمہ نہیں ہوں گے بلکہ مرہن ہی کو دینے ہوں گے بخلاف ودیعت کہ اس میں اگر مودع نے یہ شرط کر لی ہے کہ حفاظت کے مصارف مودع کے ذمہ ہوں گے تو شرط صحیح ہے۔<sup>(6)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۳** مرہون کو مرہن کے پاس واپس لانے میں جو صرفہ ہو مثلاً وہ بھاگ گیا اُس کو پکڑ لانے میں کچھ خرچ کرنا ہوگا یا مرہون کے کسی عضو میں زخم ہو گیا یا اُس کی آنکھ سپید پڑ گئی یا کسی قسم کی بیماری ہے ان کے علاج میں جو کچھ صرفہ<sup>(7)</sup> ہو وہ مضمون و امانت پر تقسیم کیا جائے یعنی اگر مرہون کی قیمت دین سے زائد ہو تو اس صورت میں بتایا جا چکا ہے کہ بقدر دین<sup>(8)</sup> مرہن کے ضمان میں ہے اور جو کچھ دین سے زائد ہے وہ امانت ہے لہذا یہ صرفہ دونوں پر تقسیم ہو جو حصہ مرہن کے ضمان کے

①..... سونے کے سکوں۔

②..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۳۔

③..... جو چیز رہن رکھی گئی ہے اُس کی۔ ④..... یعنی اس کی درستگی میں۔

⑤..... "الهدایہ"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۴۱۶۔

⑥..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۴۔

⑦..... خرچہ۔ ⑧..... یعنی قرض کے برابر۔



مقابل میں آئے وہ مرتہن کے ذمہ ہے اور جو امانت کے مقابل ہو وہ راہن کے ذمہ اور اگر مرہون کی قیمت دین سے زائد نہ ہو تو یہ سارے مصارف مرتہن کے ذمہ ہوں گے۔<sup>(1)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۴** جو مصارف ایک کے ذمہ واجب تھے انہیں دوسرے نے اپنے پاس سے کر دیا اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر اس نے خود ایسا کیا ہے جب تو متمتع ہے وصول نہیں کر سکتا۔ اور اگر قاضی کے حکم سے ایسا کیا ہے اور قاضی نے کہہ دیا ہے کہ جو کچھ خرچ کرو گے دوسرے کے ذمہ دین ہوگا اس صورت میں وصول کر سکتا ہے۔ اور اگر قاضی نے خرچ کرنے کا حکم دے دیا مگر یہ نہیں کہا کہ دوسرے کے ذمہ دین ہوگا تو اس صورت میں بھی وصول نہیں کر سکتا۔<sup>(2)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۵** مرہون پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں قاضی نہیں ہے کہ اس سے اجازت حاصل کرتا یہاں محض مرتہن کا یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ ضرورت کی وجہ سے خرچ کیا ہے بلکہ گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ ضرورت تھی اور اس لئے خرچ کیا تھا کہ وصول کر لے گا۔<sup>(3)</sup> (ردالمحتار)

## کس چیز کو رہن رکھ سکتے ہیں

**مسئلہ ۱** مشاع کو مطلقاً رہن رکھنا ناجائز ہے۔ وہ چیز رہن رکھتے وقت ہی مشاع تھی یا بعد رہن شیوع آیا، وہ چیز قابل قسمت ہو یا ناقابل تقسیم ہو، اجنبی کے پاس رہن رکھے یا شریک کے پاس، سب صورتیں ناجائز ہیں۔ پہلے کی مثال یہ ہے کہ کسی نے اپنا نصف مکان رہن رکھ دیا اس نصف کو ممتاز نہیں کیا<sup>(4)</sup>، بعد میں شیوع پیدا ہو اس کی مثال یہ ہے کہ پوری چیز رہن رکھی پھر دونوں نے نصف میں رہن فسخ کر دیا۔ مثلاً راہن نے کسی کو حکم کر دیا کہ وہ مرہون کو جس طرح چاہے بیع کر دے اس نے نصف کو بیع کر دیا باقی صورتوں کی مثالیں ظاہر ہیں۔<sup>(5)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲** مشاع کو رہن رکھنا فاسد ہے یا باطل۔ صحیح یہ ہے کہ باطل نہیں بلکہ فاسد ہے لہذا مرہون پر مرتہن کا اگر قبضہ ہو گیا تو یہ قبضہ قبضہ رضمان ہے کہ مرہون اگر ہلاک ہو جائے تو وہی حکم ہے جو رہن صحیح کا تھا۔<sup>(6)</sup> (درمختار)

①....."الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۴.

②.....المرجع السابق.

③....."ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۴.

④.....یعنی یہ وضاحت نہیں کی کہ کس نصف حصہ کو گروی رکھتا ہوں۔

⑤....."الهدایة"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۷.

⑥....."الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ ومالا یجوز، ج ۱۰، ص ۹۷، ۹۸.

**فائدہ:** رہن فاسد و باطل میں فرق یہ ہے کہ باطل وہ ہے جس میں رہن کی حقیقت ہی نہ پائی جائے کہ جس چیز کو رہن رکھا وہ مال ہی نہ ہو یا جس کے مقابل میں رکھا وہ مال مضمون نہ ہو اور فاسد وہ ہے کہ رہن کی حقیقت پائی جائے مگر جواز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو<sup>(1)</sup> جس طرح بیع میں فاسد و باطل کا فرق ہے یہاں بھی ہے۔<sup>(2)</sup> (شرعیلابی)

**مسئلہ ۳** ایسی چیز رہن رکھی جو دوسری چیز کے ساتھ متصل ہے یعنی اس کی تابع ہے یہ رہن بھی ناجائز ہے جیسے درخت پر پھل ہیں اور صرف پھلوں کو رہن رکھا یا صرف زراعت یا صرف درخت کو رہن رکھا زمین کو نہیں یا ان کا عکس یعنی درخت کو رہن رکھا پھل کو نہیں یا زمین کو رہن رکھا زراعت اور درخت کو نہیں رکھا۔<sup>(3)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۴** درخت کو صرف اتنی زمین کے ساتھ رہن رکھا جتنی زمین میں درخت ہے۔ باقی آس پاس کی زمین نہیں رکھی یہ جائز ہے اور اس صورت میں درخت کے پھل بھی جبعا رہن میں داخل ہو جائیں گے اسی طرح زمین رہن رکھی یا گاؤں کو رہن رکھا تو جو کچھ درخت ہیں یہ بھی جبعا رہن ہو جائیں گے۔<sup>(4)</sup> (ہدایہ) اس میں اور پہلی صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورتوں میں متصل چیز کے رہن کرنے کی نفی کردی لہذا صحیح نہیں اور یہاں توابع کے متعلق سکوت ہے لہذا یہ جبعا داخل ہیں۔

**مسئلہ ۵** جو چیز کسی برتن یا مکان میں ہے فقط چیز کو رہن رکھا برتن یا مکان کو رہن نہیں رکھا یہ جائز ہے کہ اس صورت میں اتصال نہیں ہے۔<sup>(5)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۶** کاٹھی<sup>(6)</sup> اور لگام رہن رکھی اور گھوڑا کسا کسایا<sup>(7)</sup> مرتہن کو دے دیا یہ رہن ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ ان چیزوں کو گھوڑے سے اتار کر مرتہن کو دے اور گھوڑا رہن رکھا اور کاٹھی لگام سمیت مرتہن کو دے دیا یہ جائز ہے یہ ساز<sup>(8)</sup> بھی جبعا رہن میں داخل ہو جائیں گے۔<sup>(9)</sup> (ہدایہ)

①..... یعنی کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو۔

②..... "غنیۃ ذوی الأحکام" حاشی علی "درر الحکام"، کتاب الرهن، باب ما یصح رهنه... إلخ، الجزء الثانی، ص ۲۵۱۔

③..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۷، ۴۱۸۔

④..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۸۔

⑤..... المرجع السابق۔

⑥..... زین۔ ⑦..... یعنی کاٹھی باندھ کر اور لگام لگا کر گھوڑا تیار کیا ہوا تھا۔

⑧..... یعنی سامان، اسباب۔

⑨..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۸۔

**مسئلہ ۷** آزاد کو رہن نہیں رکھ سکتے کہ یہ مال نہیں اور شراب کو رہن رکھنا بھی جائز نہیں کہ اس کی بیع نہیں ہو سکتی۔ جائیداد موقوفہ<sup>(۱)</sup> کو بھی رہن نہیں رکھا جاسکتا۔<sup>(۲)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۸** تین روپے قرض لیے اور دو بکریاں رہن رکھیں ایک کو دس کے مقابل دوسری کو بیس کے مقابل مگر یہ نہیں بیان کیا کہ کون سی دس کے مقابل ہے اور کون سی بیس کے مقابل یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ اگر ایک ہلاک ہو گئی تو یہ جھگڑا ہوگا کہ یہ کس کے مقابل تھی تاکہ اس کے مقابل کا دین ساقط ہونا قرار پائے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۹** مکان کو رہن رکھا اور راہن و مرتہن دونوں اُس مکان کے اندر ہیں راہن نے کہا میں نے یہ مکان تمہارے قبضہ میں دیا۔ اور مرتہن نے کہا کہ میں نے قبول کیا رہن تمام نہ ہو جب تک راہن مکان سے باہر ہو کر مرتہن کو قبضہ نہ دے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۰** امانتوں کے مقابل میں کوئی چیز رہن نہیں رکھی جاسکتی مثلاً وکیل یا مضارب کو جو مال دیا جاتا ہے وہ امانت ہے یا موذع کے پاس ودیعت امانت ہے ان لوگوں سے مال والا کوئی چیز رہن کے طور پر لے یہ نہیں ہو سکتا اگر لے گا تو یہ رہن نہیں، نہ اس پر رہن کے احکام جاری ہوں گے لہذا اگر کسی نے کتابیں وقف کی ہیں اور یہ شرط کر دی ہے کہ جو شخص کتب خانہ سے کوئی کتاب لے جائے تو اُس کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ جائے یہ شرط باطل ہے کہ مستعیر کے پاس عاریت امانت ہے اس کے تلف ہونے پر ضمان نہیں پھر اس کے مقابل میں رہن رکھنا کیونکر صحیح ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (درمختار، ردالمحتار) وقفی کتابوں کا خاص کر اس لیے ذکر کیا گیا کہ یہاں واقف کی شرط کا بھی اعتبار نہیں ورنہ حکم یہ ہے کہ کوئی چیز عاریت دی جائے اُس کے مقابل میں رہن نہیں ہو سکتا۔

**مسئلہ ۱۱** شرکت کی چیز شریک کے پاس ہے دوسرا شریک اُس سے کوئی چیز رہن رکھوائے صحیح نہیں کہ یہ بھی امانت ہے بیع بائع کے پاس ہے ابھی اُس نے مشتری کو دی نہیں مشتری اس سے رہن نہیں رکھوا سکتا کہ بیع اگرچہ امانت نہیں مگر بائع کے پاس اگر ہلاک ہو جائے تو شمن کے مقابل میں ہلاک ہوگی یعنی بائع مشتری سے شمن نہیں لے سکتا یا لے چکا ہے تو واپس کرے لہذا رہن کا حکم یہاں بھی جاری نہ ہوا۔<sup>(۶)</sup> (ہدایہ)

①.....وقف شدہ جائیداد۔

②....."الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۰۱، ۱۰۳۔

③....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الرهن، الفصل الرابع فیما يجوز رهنه وما لا يجوز، ج ۵، ص ۴۳۶۔

④.....المرجع السابق، ص ۴۳۷۔

⑤....."الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۰۲۔

⑥....."الہدایہ"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۸۔

**مسئلہ ۱۲** درک کے مقابل میں رہن نہیں ہو سکتا یعنی ایک چیز خریدی شمن ادا کر دیا اور بیع پر قبضہ کر لیا مگر مشتری کو ڈر ہے کہ یہ چیز اگر کسی دوسرے کی ہوئی اور اس نے مجھ سے لے لی تو بائع سے شمن کی واپسی کیونکر ہوگی اس اطمینان کی خاطر بائع کی کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھنا چاہتا ہے یہ رہن صحیح نہیں مشتری کے پاس اگر یہ چیز ہلاک ہوگئی تو ضمان نہیں کہ یہ رہن نہیں ہے بلکہ امانت ہے اور مشتری کو اس کا روکنا جائز نہیں یعنی بائع اگر مشتری سے چیز مانگے تو منع نہیں کر سکتا دینا ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (درر، غرر) اور چونکہ یہ چیز مشتری کے پاس امانت ہے اور اس کو روکنے کا حق نہیں ہے لہذا بائع کی طلب کے بعد اگر نہ دے گا اور ہلاک ہوگئی تو اب تاوان دینا ہوگا۔ اب وہ غاصب ہے۔

**مسئلہ ۱۳** کسی چیز کا نرخ چکا کر بائع کے یہاں سے لے گیا اور ابھی خریدی نہیں ہاں خریدنے کا ارادہ ہے اور بائع نے اس سے کوئی چیز رہن رکھوالی یہ جائز ہے اس بارے میں یہ چیز بیع کے حکم میں نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (زیلعی)

**مسئلہ ۱۴** دین موعود کے مقابل میں رہن رکھنا جائز ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا کہ مثلاً کسی سے قرض مانگا اور اس نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے مگر ابھی دیا نہیں قرض لینے والا اس کے پاس کوئی چیز رہن رکھ آیا یہ رہن صحیح ہے۔<sup>(۳)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۵** جس صورت میں قصاص واجب ہے وہاں رہن صحیح نہیں اور خطا کے طور پر جنایت ہوئی کہ اس میں دیت واجب ہوگی یہاں رہن صحیح ہے کہ مرہون سے اپنا حق وصول کر سکتا ہے۔<sup>(۴)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۶** خریدار پر شفیعہ ہو اور شفیع<sup>(۵)</sup> کے حق میں فیصلہ ہوا کہ تسلیم بیع<sup>(۶)</sup> مشتری<sup>(۷)</sup> پر واجب ہوگئی شفیع یہ چاہے کہ مشتری کی کوئی چیز رہن رکھ لوں یہ نہیں ہو سکتا جس طرح بائع سے مشتری بیع کے مقابل میں رہن نہیں لے سکتا مشتری سے شفیع بھی نہیں لے سکتا۔<sup>(۸)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۷** جن صورتوں میں اجارہ باطل ہے ایسے اجارہ میں اجرت کے مقابل کوئی چیز رہن نہیں ہو سکتی کہ شرعاً یہاں اجرت واجب ہی نہیں کہ رہن صحیح ہو مثلاً نوحہ کرنے والی کی اجرت یا گانے والے کی اجرت نہیں دی ہے اس کے مقابل

①..... "درر الحکام" و "غرر الأحکام"، کتاب الرهن، باب ما یصح رهنه والرهن به أولاً، الجز الثانی، ص ۲۵۲.

②..... "تبیین الحقائق"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ... إلخ، ج ۷، ص ۱۵۴.

③..... "الہدایہ"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۹.

④..... "الدر المختار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ ومالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۳.

⑤..... شفیعہ کرنے والا۔ ⑥..... بیچی گئی چیز سپرد کرنا۔ ⑦..... خریدار۔

⑧..... "الدر المختار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ ومالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۳.

میں رہن نہیں ہو سکتا۔<sup>(۱)</sup> (درمختار) جن صورتوں میں رہن صحیح نہ ہو ان میں مرہون امانت ہوتا ہے کہ ہلاک ہونے سے ضمان نہیں اور رہن کے طلب کرنے پر مرہون کو دے دینا ہوگا۔ اگر روکے گا تو غاصب قرار پائے گا اور تاوان واجب ہوگا۔

**مسئلہ ۱۸** غاصب سے مغضوب کے مقابل میں کوئی چیز رہن لی جاسکتی ہے یہ رہن صحیح ہے اسی طرح بدل خلع اور بدل صلح کے مقابل میں رہن ہو سکتا ہے مثلاً عورت نے ہزار روپے پر خلع کرایا اور روپیہ اس وقت نہیں دیا روپے کے مقابل میں شوہر کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ رہن صحیح ہے یا قصاص واجب تھا مگر کسی رقم پر صلح ہو گئی اس کے مقابل میں رہن رکھنا صحیح ہے۔<sup>(۲)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۹** مکان یا کوئی چیز کرایہ پر لی تھی اور کرایہ کے مقابل میں مالک کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ رہن جائز ہے پھر اگر مدت اجارہ پوری ہونے کے بعد وہ چیز ہلاک ہوئی تو گویا مالک نے کرایہ وصول پا لیا اب مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر متاجر<sup>(۳)</sup> کے منفعیت حاصل کرنے سے پہلے چیز ہلاک ہو گئی تو رہن باطل ہے مرتہن پر واجب ہے کہ مرہون<sup>(۴)</sup> کی قیمت راہن کو دے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۰** درزی کو سینے کے لیے کپڑا دیا اور سینے کے مقابل میں اُس سے کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھوائی یہ جائز اور اگر اس کے مقابل میں رہن ہے کہ تم کو خود سینا ہوگا یہ رہن ناجائز ہے۔ یوہیں کوئی چیز عاریت دی اور اس چیز کی واپسی میں بار برداری صرف<sup>(۶)</sup> ہوگی لہذا معیر نے مستعیر سے کوئی چیز واپسی کے مقابل میں رہن رکھوائی یہ جائز ہے اور اگر یوں رہن رکھوائی کہ تم کو خود پہنچانی ہوگی تو ناجائز ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۱** بیع سلم کے راس المال کے مقابل میں رہن صحیح ہے اور مسلم فیہ کے مقابل میں بھی صحیح ہے۔ اسی طرح بیع صرف کے ثمن کے مقابل میں رہن صحیح ہے۔ پہلے کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص سے مثلاً تتر روپے میں سلم کیا اور ان روپوں کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی۔ دوسرے کی یہ صورت ہے کہ دس من گیہوں<sup>(۸)</sup> میں سلم کیا اور روپے دے دیے اور سلم الیہ سے

①..... "الدر المختار"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۳.

②..... المرجع السابق، ص ۱۰۴.

③..... کرایہ دار۔ ④..... گروی رکھی ہوئی چیز۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ... إلخ، الفصل الثالث، ج ۵، ص ۴۳۵.

⑥..... خرچ۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ... إلخ، الفصل الثالث، ج ۵، ص ۴۳۵.

⑧..... گندم۔

کوئی چیز رہن لے لی۔ تیسرے کی یہ صورت ہے کہ روپے سے سونا خریدا اور روپے کی جگہ پر کوئی چیز سونے والے کو دے دی۔ پہلی اور تیسری صورت میں اگر مرہون اسی مجلس میں ہلاک ہو جائے تو عقد مسلم و صرف تمام ہو گئے (1) اور مرہون نے اپنا مال وصول پالیا یعنی بیع مسلم میں اس المال مسلم الیہ کو مل گیا اور بیع صرف میں زرٹمن وصول ہو گیا (2) مگر یہ اس وقت ہے کہ مرہون کی قیمت اس المال اور ٹمن صرف سے (3) کم نہ ہو اور اگر قیمت کم ہے تو بقدر قیمت صحیح ہے ماقی کو (4) اگر اسی مجلس میں نہ دیا تو اُس کے مقابل میں صحیح نہ رہا اور اگر مرہون اُس مجلس میں ہلاک نہ ہو اور عاقدین (5) جدا ہو گئے اور اس المال و ٹمن صرف اُس مجلس میں نہ دیا تو عقد مسلم و صرف باطل ہو گئے کہ ان دونوں عقدوں میں اسی مجلس میں دینا ضروری تھا جو پایا نہ گیا۔ اور اس صورت میں چونکہ عقد باطل ہو گئے لہذا مرہون راہن کو مرہون واپس دے۔ اور فرض کرو مرہون نے ابھی واپس نہیں دیا تھا اور مرہون ہلاک ہو گیا تو اس المال و ٹمن صرف کے مقابل میں ہلاک ہونا مانا جائے گا یعنی وصول پانا قرار دیا جائے گا مگر وہ دونوں عقد اب بھی باطل ہی رہیں گے اب جائز نہیں ہوں گے۔ دوسری صورت یعنی مسلم فیہ کے مقابل میں رب المسلم نے اپنے پاس کوئی چیز رہن رکھی اس میں عقد مسلم مطلقاً صحیح ہے مرہون اسی مجلس میں ہلاک ہو یا نہ ہو دونوں کے جدا ہونے کے بعد ہو یا نہ ہو کہ اس المال پر قبضہ جو مجلس عقد میں ضروری تھا وہ ہو چکا اور مسلم فیہ کے قبضہ کی ضرورت تھی ہی نہیں لہذا اس صورت میں اگر مرہون ہلاک ہو جائے مجلس میں یا بعد مجلس بہر صورت عقد مسلم تمام ہے۔ اور رب المسلم کو گویا مسلم فیہ وصول ہو گیا یعنی مرہون کے ہلاک ہونے کے بعد اب مسلم فیہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہاں اگر مرہون کی قیمت کم ہو تو بقدر قیمت وصول سمجھا جائے باقی باقی ہے۔ (6) (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۲۲** → رب المسلم نے مسلم فیہ کے مقابل میں اپنے پاس چیز رہن رکھ لی تھی اور دونوں نے عقد مسلم کو فسخ کر دیا تو جب تک اس المال وصول نہ ہو جائے یہ چیز اس المال کے مقابل ہے یعنی مسلم الیہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مسلم فسخ ہو گیا لہذا مرہون واپس دو۔ ہاں جب مسلم الیہ اس المال واپس کر دے تو مرہون کو واپس لے سکتا ہے اور فرض کرو کہ اس المال واپس نہیں دیا اور رب المسلم کے پاس وہ چیز ہلاک ہو گئی تو مسلم فیہ کے مقابل میں اس کا ہلاک ہونا سمجھا جائے گا یعنی رب المسلم فیہ کی مثل

1..... یعنی بیع مسلم اور سونے چاندی کی بیع کا عقد مکمل ہو گیا۔

2..... یعنی طے شدہ قیمت وصول ہو گئی۔ 3..... یعنی سونے چاندی کی بیع میں مقررہ رقم سے۔

4..... باقی ماندہ۔ 5..... یعنی راہن اور مرہون۔

6..... ”الہدایۃ“، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۹.

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ و مالایجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷.

مسلم ایہ کو دے اور اپنا راس المال واپس لے یہ نہیں کہ اس کو راس المال کے قائم مقام فرض کر کے راس المال کی وصولی قرار دیں۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۳** → سونا چاندی روپیہ اشرفی اور کیلیم و موزون کو رہن رکھنا جائز ہے پھر ان کو رہن رکھنے کی دو صورتیں ہیں۔ دوسری جنس کے مقابل میں رہن رکھا یا خود اپنی ہی جنس کے مقابل میں رکھا۔ پہلی صورت میں یعنی غیر جنس کے مقابل میں اگر ہو مثلاً کپڑے کے مقابل روپیہ، اشرفی<sup>(۲)</sup> یا جو گیہوں کو رہن رکھا اور یہ مرہون<sup>(۳)</sup> ہلاک ہو جائے تو اس کی قیمت کا اعتبار ہوگا اور اس صورت میں کھرے کھولے کا لحاظ ہوگا یعنی اگر اس کی قیمت دین کی برابر یا زائد ہے تو دین وصول سمجھا جائے گا اور اگر کچھ کمی ہے تو جو کمی ہے اتنی راہن سے لے سکتا ہے۔ اور اگر دوسری صورت ہے یعنی اپنی ہم جنس کے مقابل میں رہن ہے مثلاً چاندی کو روپیہ کے مقابل میں یا سونے کو اشرفی کے مقابل میں یا گیہوں کو گیہوں کے مقابل میں رکھا اور مرہون ہلاک ہو گیا تو وزن و گیل (ناپ) کا اعتبار ہوگا۔ اور اس صورت میں کھرے کھولے کا اعتبار نہیں ہوگا مثلاً سو روپے قرض لئے اور چاندی رہن رکھی اور یہ ضائع ہوگئی اور یہ چاندی سو روپے بھر یا زائد تھی تو دین وصول سمجھا جائے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سو روپے بھر چاندی کی مالیت سو روپے سے کم ہے اور سو روپے بھر سے کچھ کمی ہے تو اتنی کمی وصول کر سکتا ہے۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ، درمختار)

**مسئلہ ۲۴** → سونے چاندی کی کوئی چیز مثلاً برتن یا زیور کو اپنی ہم جنس کے مقابل میں رہن رکھا اور چیز ٹوٹ گئی اگر اس کی قیمت وزن کی بہ نسبت کم ہے تو خلاف جنس سے اس کی قیمت لگا کر اُس قیمت کو رہن قرار دیا جائے اور ٹوٹی ہوئی چیز کا مرتہن مالک ہو گیا اور راہن کو اختیار ہے کہ دین ادا کر کے وہ چیز لے لے اور اگر اس کی قیمت وزن کی بہ نسبت زیادہ ہے تو دوسری جنس سے قیمت لگائی جائے گی اور مرتہن پوری قیمت کا ضامن ہے اور یہ قیمت اُس کے پاس رہن ہوگی اور مرتہن اس ٹوٹی ہوئی چیز کا مالک ہو جائے گا۔ مگر راہن کو یہ اختیار ہوگا کہ پورا دین ادا کر کے فک رہن<sup>(۵)</sup> کرا لے۔<sup>(۶)</sup> (تبیین)

**مسئلہ ۲۵** → ایک شخص سے دس درہم قرض لئے اور انگوٹھی رہن رکھ دی جس میں ایک درہم چاندی ہے اور نو درہم کا

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۹.

②..... سونے کا سکہ۔

③..... گروی رکھی ہوئی چیز۔

④..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۲.

و "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه و ما لا يجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۸.

⑤..... یعنی گروی رکھی ہوئی چیز کو چھڑانا۔

⑥..... "تبیین الحقائق"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه و الارتهان به، ج ۷، ص ۱۶۲، ۱۶۳.

گنیدہ ہے اور مرتہن کے پاس سے انگوٹھی ضائع ہوگئی تو گویا دین وصول ہو گیا اور اگر گنیدہ ٹوٹ گیا تو اس کی وجہ سے انگوٹھی کی قیمت میں جو کچھ کمی ہوئی اتنا دین ساقط اور اگر انگوٹھی ٹوٹ گئی اور اس کی قیمت ایک درہم سے زیادہ ہے تو پوری قیمت کا ضمان ہے مگر یہ ضمان دوسری جنس مثلاً سونے سے لیا جائے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۶** - پیسے رہن رکھے تھے اور ان کا چلن بند ہو گیا یہ بمنزلہ ہلاک ہے اور اگر پیسوں کا نرخ سستا ہو گیا اس کا اعتبار نہیں۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۷** - طشت<sup>(۳)</sup> لوٹا یا کوئی اور برتن رہن رکھا اور وہ ٹوٹ گیا اگر وہ وزن سے بکنے کی چیز نہ ہو تو جو کچھ نقصان ہوا اتنا دین ساقط اور اگر وہ وزن سے بکے تو رہن کو اختیار ہے کہ دین ادا کر کے اپنی چیز واپس لے یا اس کی جو کچھ قیمت ہوا تنے میں مرتہن کے پاس چھوڑ دے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۸** - پرانی چیز بیچ دی اور ثمن کے مقابل میں مشتری سے کوئی چیز رہن رکھوالی مالک نے دونوں باتوں کو جائز کر دیا یہ بیع جائز ہے مگر رہن جائز نہیں۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۹** - کوئی چیز بیچ کی اور مشتری سے یہ شرط کر لی کہ فلاں معین چیز ثمن کے مقابل میں رہن رکھے یہ جائز ہے اور اگر بائع نے یہ شرط کی کہ فلاں شخص ثمن کا کفیل ہو جائے اور وہ شخص وہاں حاضر ہے اس نے قبول کر لیا یہ بھی جائز ہے اور اگر بائع نے کفیل کو معین نہیں کیا ہے یا معین کر دیا ہے مگر وہ وہاں موجود نہیں ہے اور اس کے آنے اور قبول کرنے سے پہلے بائع و مشتری جدا ہو گئے تو بیع فاسد ہوگئی اسی طرح اگر رہن کے لیے کوئی چیز معین نہیں کی ہے تو بیع فاسد ہوگئی مگر جبکہ اسی مجلس میں دونوں نے رہن کو معین کر لیا یا اسی مجلس میں مشتری نے ثمن ادا کر دیا تو بیع صحیح ہوگئی مجلس بدل جانے کے بعد معین رہن یا ادائے ثمن سے بیع کا فساد دفع نہیں ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (ہدایہ، درمختار)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الرهن، الباب العاشر فی رهن الفضة بالفضة... إلخ، ج ۵، ص ۴۷۵.

②..... المرجع السابق، ص ۴۷۶.

③..... تھال، بڑا برتن۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الرهن، الباب العاشر فی رهن الفضة بالفضة... إلخ، ج ۵، ص ۴۷۶.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ... إلخ، الفصل الرابع فیما یجوز رهنہ... إلخ، ج ۵، ص ۴۳۶.

⑥..... "الہدایۃ"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۴.

و "الدر المختار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ و ما لا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۹.



**مسئلہ ۳۰** — بائع نے معین چیز رہن رکھنے کی شرط کی تھی اور مشتری نے یہ شرط منظور بھی کر لی تھی اس صورت میں مشتری مجبور نہیں ہے کہ اس شرط کو پورا ہی کر دے کہ محض ایجاب و قبول سے عقد رہن لازم نہیں ہوتا، مگر مشتری نے اگر وہ چیز رہن نہ رکھی تو بائع کو اختیار ہے کہ بیع کو فسخ کر دے مگر جبکہ مشتری ثمن ادا کر دے یا جو چیز رہن رکھنے کے لئے معین ہوئی تھی اسی قیمت کی دوسری چیز رہن رکھ دے تو اب بیع کو فسخ نہیں کر سکتا۔<sup>(۱)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۳۱** — کوئی چیز خریدی اور مشتری نے بائع کو کوئی چیز دے دی کہ اسے رکھے جب تک میں دام<sup>(۲)</sup> نہ دوں تو یہ چیز رہن ہوگئی اور اگر جو چیز خریدی ہے اسی کے متعلق کہا کہ اسے رکھے رہو جب تک دام نہ دوں تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا تھا پھر بائع کو یہ کہہ کر دے دی کہ اسے رکھے رہو تو یہ رہن بھی صحیح ہے اور اگر مشتری نے قبضہ نہیں کیا تھا اور بیع کے متعلق وہ الفاظ کہے تو رہن صحیح نہیں کہ وہ تو بغیر کہے بھی ثمن کے مقابل میں محبوس<sup>(۳)</sup> ہے بائع بغیر ثمن لئے دینے سے انکار کر سکتا ہے۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ، درمختار)

**مسئلہ ۳۲** — مشتری نے چیز خرید کر بائع کے پاس چھوڑ دی کہ اسے رکھے رہو دام دے کر لے جاؤں گا اور مشتری چیز لینے نہیں آیا اور چیز ایسی ہے کہ خراب ہو جائے گی مثلاً گوشت ہے کہ رکھا رہنے سے سڑ جائے گا یا برف ہے جو گھل جائے گی بائع کو ایسی چیز کا دوسرے کے ہاتھ بیع کر دینا جائز ہے اور جسے معلوم ہے کہ یہ چیز دوسرے کی خریدی ہوئی ہے اس کو خریدنا بھی جائز ہے مگر بائع نے اگر زائد داموں سے بیچا تو جو کچھ پہلے ثمن سے زائد ہے اسے صدقہ کر دے۔<sup>(۵)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۳۳** — دائن<sup>(۶)</sup> نے مدیون<sup>(۷)</sup> کی پگڑی لے لی کہ میرا دین دے دو گے اس وقت پگڑی دوں گا اگر مدیون بھی راضی ہو گیا اور چھوڑ آیا تو رہن ہے ضائع ہوگی تو رہن کے احکام جاری ہوں گے اور اگر راضی نہیں ہے مثلاً یہ کمزور ہے اس سے چھین نہیں سکتا تھا تو رہن نہیں بلکہ غصب ہے۔<sup>(۸)</sup> (درمختار)

①....."الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یحوز ارتھانہ وما لایحوز، ج ۱۰، ص ۱۰۹.

②..... رقم، روپیہ۔

③..... مقید۔

④....."الهدایہ"، کتاب الرهن، باب ما یحوز ارتھانہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۴.

و"الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یحوز ارتھانہ وما لایحوز، ج ۱۰، ص ۱۰۹.

⑤....."الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یحوز ارتھانہ وما لایحوز، ج ۱۰، ص ۱۰۹، ۱۱۰.

⑥..... قرض خواہ۔

⑦..... مقرض۔

⑧....."الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یحوز ارتھانہ وما لایحوز، ج ۱۰، ص ۱۱۴.

## باپ یا وصی کا نابالغ کی چیز کو رہن رکھنا

**مسئلہ ۱** - باپ کے ذمہ دین ہے وہ اپنے نابالغ لڑکے کی چیز دائن کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اسی طرح وصی بھی نابالغ کی چیز کو اپنے دین کے مقابل میں رہن رکھ سکتا ہے پھر اگر یہ چیز مرتہن<sup>(۱)</sup> کے پاس ہلاک ہوگئی تو یہ دونوں بقدر دین نابالغ کو تاوان دیں اور مقدار دین سے مرہون<sup>(۲)</sup> کی قیمت زائد ہو تو زیادتی کا تاوان نہیں کہ یہ امانت تھی جو ہلاک ہوگئی۔<sup>(۳)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲** - باپ یا وصی نے نابالغ کی چیز اپنے دائن کے پاس رکھی تھی پھر اُس دائن کو انہوں نے چیز بیچ ڈالنے کے لیے کہہ دیا اُس نے بیچ کر اپنا دین وصول کر لیا یہ بھی جائز ہے مگر بقدر ثمن نابالغ کو دینا ہوگا اسی طرح اگر ان دونوں نے نابالغ کی چیز اپنے دین کے بدلے میں خود بیچ کر دی یہ بھی جائز ہے اور اس ثمن اور دین میں مقاصد (ادلا بدلا) ہو جائے گا پھر نابالغ کو اپنے پاس سے بقدر ثمن ادا کریں۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳** - خود نابالغ لڑکے کا باپ کے ذمہ دین ہے اس کے مقابل میں باپ نے اُس کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں اُس چیز پر اس کا قبضہ نابالغ کی طرف سے ہوگا اور اس کا عکس بھی جائز ہے یعنی باپ کا بیٹے پر دین تھا اور اس کی چیز اپنے پاس رہن رکھ لی یہ دونوں صورتیں وصی کے حق میں ناجائز ہیں کہ نہ اپنی چیز اُس کے پاس رہن رکھ سکتا ہے نہ اس کی اپنے پاس۔<sup>(۵)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۴** - ایک شخص کے دو نابالغ لڑکے ہیں اور ایک کا دوسرے پر دین ہے ان کا باپ مدیون کی چیز دائن کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اور دو نابالغوں کا وصی یہ نہیں کر سکتا کہ ایک کی چیز کو دوسرے کی طرف سے رہن رکھ لے۔<sup>(۶)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۵** - باپ اور نابالغ لڑکے دونوں پر دین ہے اور باپ نے نابالغ کی چیز دونوں کے مقابل میں رہن رکھ دی یہ جائز ہے اور اس صورت میں اگر مرہون چیز مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی تو باپ کے دین کے مقابل میں مرہون کا جتنا حصہ تھا اتنے کا لڑکے کو تاوان دے وصی اور دادا کا بھی یہی حکم ہے۔<sup>(۷)</sup> (ہدایہ)

①..... جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی۔

②..... گروی رکھی ہوئی چیز۔

③..... "الدر المختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن والحناية عليه... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۳۱.

④..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۱.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۶** باپ پر ذین ہے وہ بالغ لڑکے کی چیز اُس ذین کے مقابل میں رہن نہیں رکھ سکتا کہ بالغ پر اس کی ولایت نہیں اسی طرح نابالغ کے ذین میں بالغ کی چیز گروی نہیں رکھ سکتا، اور اگر بالغ و نابالغ دونوں کی مشترک چیز ہے اس کو بھی رہن نہیں رکھ سکتا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۷** باپ پر ذین ہے اس نے بالغ و نابالغ لڑکوں کی مشترک چیز کو رہن رکھ دیا یہ ناجائز ہے جب تک بالغ سے اجازت حاصل نہ کر لے اور مرہون<sup>(۲)</sup> ہلاک ہو جائے تو بالغ کے حصہ کا ضامن ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۸** باپ نے نابالغ لڑکے کی چیز رہن رکھ دی تھی پھر باپ مر گیا اور وہ بالغ ہو کر یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی چیز مرہن سے لے لوں تو جب تک ذین ادا نہ کر دے چیز نہیں لے سکتا پھر اگر خود باپ پر ذین تھا جس کے مقابل میں<sup>(۴)</sup> گروی رکھی تھی اور لڑکے نے اپنے مال سے ذین ادا کر کے چیز لے لی تو بقدر ذین<sup>(۵)</sup> باپ کے ترکہ سے وصول کر سکتا ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۹** ماں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے نابالغ لڑکے کی چیز رہن رکھ دے ہاں اگر وہ وصیہ ہے یا جو شخص نابالغ کے مال کا ولی ہے اس کی طرف سے اجازت حاصل ہے تو رکھ سکتی ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۰** وصی نے یتیم کے کھانے اور لباس کے لیے ادھار خریدا اور اس کے مقابل میں یتیم کی چیز رہن رکھ دی یہ جائز ہے اسی طرح اگر یتیم کے مال کو تجارت میں لگایا اور اُس کی چیز دوسرے کے پاس رکھ دی یا دوسرے کی چیز اس کے لیے رہن میں لی یہ بھی جائز ہے۔<sup>(۸)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۱** وصی نے بچہ کے لئے کوئی چیز ادھار لی تھی اور اس کی چیز رہن رکھ دی تھی پھر مرہن کے پاس سے بچہ ہی کی ضرورت کے لئے مانگ لایا اور چیز ضائع ہو گئی تو چیز رہن سے نکل گئی اور بچہ ہی کا نقصان ہو اس صورت میں ذین کا کوئی

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ... إلخ، الفصل الخامس فی رهن الاب والوصی، ج ۵، ص ۴۳۸.

②..... گروی رکھی ہوئی چیز۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ... إلخ، الفصل الخامس فی رهن الاب والوصی، ج ۵، ص ۴۳۸.

④..... بدلے میں۔

⑤..... یعنی قرض کے برابر۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ... إلخ، الفصل الخامس فی رهن الاب والوصی، ج ۵، ص ۴۳۸.

⑦..... المرجع السابق.

⑧..... "الہدایہ"، کتاب الرهن، باب ما یحوز ارتھانہ والارتھان... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۱.

جزاس کے مقابل میں ساقط نہیں ہوگا اور اگر اپنے کام کے لئے وصی مرتہن سے مانگ لایا ہے اور چیز ہلاک ہوگئی تو وصی کے ذمہ تاوان ہے کہ یتیم کی چیز کو اپنے لئے استعمال کرنے کا حق نہ تھا۔<sup>(1)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۲** وصی نے یتیم کی چیز رہن رکھ دی پھر مرتہن کے پاس سے غصب کر لایا اور اپنے کام میں استعمال کی اور چیز ہلاک ہوگئی اگر اس چیز کی قیمت بقدر دین ہے تو اپنے پاس سے دین ادا کرے اور یتیم کے مال سے وصول نہیں کر سکتا اور اگر دین سے اس کی قیمت کم ہے تو بقدر قیمت اپنے پاس سے مرتہن کو دے اور باقی یتیم کے مال سے ادا کرے اور اگر قیمت دین سے زیادہ ہے تو دین اپنے پاس سے ادا کرے اور جو کچھ چیز کی قیمت دین سے زائد ہے یہ زیادتی یتیم کو دے کیونکہ اس نے دونوں کے حق میں تعدی زیادتی کی اور اگر غصب کر کے یتیم کے استعمال میں لایا اور ہلاک ہوئی تو مرتہن کے مقابل میں ضامن ہے یتیم کے مقابل میں نہیں یعنی اگر چیز کی قیمت دین سے زائد ہے تو اس زیادتی کا تاوان اس کے ذمہ نہیں ہوگا۔<sup>(2)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۳** وصی نے یتیم کی چیز اپنے نابالغ لڑکے کے پاس رہن رکھ دی یہ ناجائز ہے اور بالغ لڑکے یا اپنے باپ کے پاس رکھ دی یہ جائز ہے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۴** وصی نے ورثہ کے خرچ اور حاجت کے لیے چیز اُدھار لی اور ان کی چیز رہن رکھ دی اگر یہ سب ورثہ بالغ ہیں تو ناجائز ہے اور سب نابالغ ہیں تو جائز ہے اور بعض بالغ بعض نابالغ ہیں تو بالغ کے حق میں ناجائز اور نابالغ کے بارے میں جائز۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۵** میت پر دین ہے وصی نے ترکہ کو ایک دائن کے پاس رہن رکھ دیا یہ ناجائز ہے۔ دوسرے دائن اس رہن کو واپس لے سکتے ہیں اور اگر صرف ایک ہی شخص کا دین ہے تو اس کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اور میت کا دوسرے پر دین ہے تو وصی مدیون کی چیز اپنے پاس رہن رکھ سکتا ہے۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۶** راہن مر گیا تو اس کا وصی رہن کو بیچ کر دین ادا کر سکتا ہے۔ اور راہن کا وصی کوئی نہیں ہے تو قاضی کسی کو اس کا وصی مقرر کرے اور اسے حکم دے گا کہ چیز بیچ کر دین ادا کرے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری)

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه والارتهان... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۱، ۴۲۲.

②..... المرجع السابق، ص ۴۲۲.

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیرہ ورنہ... إلخ، الفصل الخامس فی رهن الاب والوصی، ج ۵، ص ۴۳۹.

④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق.

## رہن یا راہن یا مرہن کنی ہوں اس کا بیان

**مسئلہ ۱** ہزار روپے قرض لئے اور دو چیزیں رہن رکھیں تو دونوں چیزیں پورے دین کے مقابل میں <sup>(۱)</sup> رہن ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک کے حصہ کا دین ادا کر کے فک رہن کرائے <sup>(۲)</sup> جب تک پورا دین ادا نہ کر لے ایک کو بھی نہیں چھوڑا سکتا۔ ہاں اگر رہن رکھتے وقت ہر ایک کے مقابل میں دین کا حصہ نامزد کر دیا ہو مثلاً یہ کہہ دیا ہو کہ چھ سو کے مقابل میں یہ ہے اور چار سو کے مقابل میں یہ ہے اور ادا کرتے وقت کہہ دیا کہ اس کے مقابل کا دین ادا کرتا ہوں تو اس کا فک رہن ہو سکتا ہے کہ یہ ایک رہن نہیں بلکہ دو عقد ہیں۔ <sup>(۳)</sup> (زیلعی، درمختار) اور اگر دو چیزیں رہن رکھیں اور یہ کہہ دیا کہ اتنے دین کے مقابل میں ایک اور اتنے کے مقابل میں دوسری مگر یہ معین نہیں کیا کہ کس کے مقابل میں کون ہے تو رہن صحیح نہیں۔ <sup>(۴)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۲** دو شخصوں کے پاس ایک چیز رہن رکھی اس کی کئی صورتیں ہیں۔ اگر یہ کہہ دیا کہ آدھی اس کے پاس رہن ہے اور آدھی اُس کے پاس یہ ناجائز کہ مشاع کا رہن ناجائز ہے اور اگر اس قسم کی تفصیل نہیں کی ہے اور ایک نے قبول کیا دوسرے نے نامنظور کیا جب بھی صحیح نہیں اور دونوں نے قبول کر لیا تو وہ چیز پوری پوری دونوں کے پاس رہن ہے اس کی ضرورت نہیں کہ دونوں نے اس شخص کو مشترک طور پر دین دیا ہو دونوں میں شرکت ہو یا نہ ہو بہر حال وہ چیز دونوں کے پاس رہن ہے راہن اپنی چیز اسی وقت لے سکتا ہے کہ دونوں کا پورا پورا دین ادا کر دے اور ایک کا پورا دین ادا کر دیا تو پوری چیز اسی کے پاس رہن ہے جس کا دین باقی ہے۔ <sup>(۵)</sup> (ہدایہ، درمختار)

**مسئلہ ۳** دو شخصوں کے پاس ایک چیز رہن رکھی اور وہ چیز قابل تقسیم ہے دونوں تقسیم کر کے آدھی آدھی اپنے قبضہ میں کر لیں اور اس صورت میں اگر پوری چیز ایک ہی کے قبضہ میں دے دی تو جس نے دی وہ ضامن ہے۔ اور اگر

①..... بدلے میں۔

②..... یعنی گروی چیز چھڑا لے۔

③..... "تبیین الحقائق"، کتاب الرهن، باب مایجوز ارتھانہ... إلخ، ج ۷، ص ۱۶۸۔

و "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب مایجوز ارتھانہ وما لایجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۱۔

④..... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب مایجوز ارتھانہ وما لایجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۱۔

⑤..... "الہدایہ"، کتاب الرهن، باب مایجوز ارتھانہ... إلخ، فصل، ج ۲، ص ۴۲۵۔

و "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب مایجوز ارتھانہ وما لایجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۰۔

چیز ناقابل تقسیم ہے تو دونوں باریاں مقرر کر لیں اپنی اپنی باری میں ہر ایک پوری چیز اپنے قبضہ میں رکھے اس صورت میں وہ چیز جس کے پاس اُس کی باری میں ہے تو دوسرے کی طرف سے اُس کا حکم یہ ہے کہ جیسے کسی معتبر آدمی کے پاس شے مرہون ہوتی ہے۔ (جس کا بیان آئے گا)۔<sup>(1)</sup> (زیلعی)

**مسئلہ ۳** دو شخصوں کے پاس چیز رہن رکھی اور وہ ہلاک ہوگئی تو ہر ایک اپنے حصہ کے مطابق ضامن ہے مثلاً ایک شخص کے دس روپے تھے دوسرے کے پانچ تھے اور دونوں کے پاس ایک چیز تیس روپے کی رہن رکھ دی اُس چیز کے دو حصے ضائع ہو گئے ایک حصہ باقی ہے تو یہ حصہ جو باقی رہ گیا ہے دونوں پر تقسیم ہوگا۔ یعنی دو تہائیاں<sup>(2)</sup> دس والے کی اور ایک تہائی<sup>(3)</sup> پانچ والے کی یعنی دس والے کی دو تہائیاں ساقط ہو گئیں ایک تہائی باقی ہے یعنی تین روپے پانچ آنے<sup>(4)</sup> چار پائی<sup>(5)</sup> اور پانچ والے کی دو تہائیاں ساقط ہوئیں ایک تہائی باقی ہے یعنی ایک روپیہ دس آنے آٹھ پائی۔<sup>(6)</sup> (در مختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۵** دو شخصوں پر ایک شخص کا دین ہے دونوں نے ایک چیز دائن کے پاس رہن رکھی یہ رہن صحیح ہے اور پورے دین کے مقابل میں چیز گروی ہے دونوں نے ایک ساتھ اس سے دین لیا ہو یا الگ الگ دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے۔ پھر اگر ایک نے اپنا دین ادا کر دیا تو چیز کو واپس نہیں لے سکتا جب تک دوسرا بھی اپنے ذمہ کا دین ادا نہ کر دے۔<sup>(7)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۶** مدیون<sup>(8)</sup> نے دائن<sup>(9)</sup> کو دو کپڑے دیے اور یہ کہا کہ ان میں سے جس کو چاہو رہن رکھ لو اُس نے دونوں رکھ لئے کوئی بھی رہن نہ ہوا جب تک ایک کو معین نہ کر لے اور وہ ضامن نہیں ہوگا اور ضائع ہونے سے دین ساقط نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بیس روپے باقی تھے دائن نے مانگے مدیون نے اس کے پاس سو روپے ڈال دیے کہ تم ان میں سے اپنے بیس لے لو اور ابھی اس نے لئے نہیں کہ یہ سب روپے ضائع ہو گئے تو مدیون کے گئے، دائن کا دین بحالہ باقی ہے۔<sup>(10)</sup> (در مختار، ردالمحتار)

①..... "تبیین الحقائق"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه... إلخ، ج ۷ ص ۱۷۰.

②..... یعنی تین حصوں میں سے دو حصے۔ ③..... تیسرا حصہ۔

④..... چھ پیسوں کا ایک آنا ہوتا ہے۔ ⑤..... یعنی چار پیسے۔

⑥..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ج ۱۰ ص ۱۱۰.

⑦..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه... إلخ، ج ۲ ص ۴۲۵.

⑧..... مقروض۔ ⑨..... قرض خواہ۔

⑩..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ج ۱۰ ص ۱۱۵.

## متفرقات

**مسئلہ ۱** شے مرہون کو کسی نے غصب کر لیا تو اس کا وہی حکم ہے جو ہلاک ہونے، ضائع ہونے کا ہے کہ قیمت اور دین میں جو کم ہے اُس کا ضامن ہے یعنی اگر دین اُس کی قیمت کے برابر یا کم ہے تو دین ساقط ہو گیا اور قیمت کم ہے تو بقدر قیمت ساقط باقی دین مدیون سے وصول کرے۔ اور اگر خود مرہن ہی نے غصب کیا یعنی بلا اجازت راہن چیز کو استعمال کیا اور ہلاک ہوئی تو پوری قیمت کا ضامن ہے اگرچہ قیمت دین سے زیادہ ہو۔<sup>(۱)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۲** مرہن راہن کی اجازت سے چیز کو استعمال کر رہا تھا اس حالت میں کوئی چھین لے گیا تو یہ غصب ہلاک کے حکم میں نہیں یعنی اس صورت میں دین بالکل ساقط نہیں ہوگا بلکہ اس حالت میں ہلاک ہو جائے جب بھی دین بدستور باقی رہے گا کہ اب وہ رہن نہ رہا بلکہ عاریت و امانت ہے ہاں استعمال سے فارغ ہونے پر پھر رہن ہو جائے گا اور رہن کے احکام جاری ہوں گے۔<sup>(۲)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۳** راہن نے مرہن سے کہا کہ چیز دلال کو دے دو اس نے دیدی اور ضائع ہو گئی تو مرہن اس کا ضامن نہیں۔<sup>(۳)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۴** رہن میں کوئی میعاد نہیں ہو سکتی مثلاً اتنے دنوں کے لیے رہن رکھتا ہوں میعاد مقرر کرنے سے عقد رہن فاسد ہو جائے گا اور اس صورت میں چیز ہلاک ہو جائے تو ضامن ہے اور وہی احکام ہیں جو رہن صحیح کے ہیں۔<sup>(۴)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۵** راہن نے مرہن سے کہا چیز کو بیچ ڈالو اور راہن مر گیا مرہن اس کو بیچ کر سکتا ہے ورنہ کو منع کرنے کا حق نہیں اور ورنہ اس بیع کو توڑ بھی نہیں سکتے۔<sup>(۵)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۶** راہن غائب ہو گیا پتہ نہیں کہ کہاں ہے مرہن اس معاملہ کو قاضی کے پاس پیش کرے قاضی اس کو بیچ کر دین ادا کر سکتا ہے اور راہن موجود ہے اور دین ادا نہیں کرتا اُس کو مجبور کیا جائے گا کہ مرہون کو بیچ کر دین ادا کرے اور نہ مانے تو قاضی یا امین قاضی بیچ کر دین ادا کر دے اور دین کا کچھ جز باقی رہ جائے تو راہن ہی اُس کا ذمہ دار ہے۔<sup>(۶)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

①..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۵.

②..... المرجع السابق.

③..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۵.

④..... المرجع السابق، ص ۱۱۶. ⑤..... المرجع السابق.

⑥..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۶.

**مسئلہ ۷** درخت کو رہن رکھا اس میں پھل آئے مرتہن پھلوں کو بیع نہیں کر سکتا (۱) اگرچہ یہ اندیشہ ہو کہ خراب ہو جائیں گے البتہ اس معاملہ کو قاضی کے پاس پیش کر سکتا ہے اور اگر وہاں قاضی ہی نہ ہو یا اتنا موقع نہیں کہ قاضی کے پاس معاملہ پیش کیا جائے یعنی وہ چیز جلد خراب ہو جائے گی تو خود مرتہن بھی بیع کر سکتا ہے۔ (۲) (درمختار)

## کسی معتبر شخص کے پاس شے مرہون کر رکھنا

**مسئلہ ۱** عقد رہن میں راہن و مرتہن دونوں نے یہ شرط کی کہ مرہون چیز فلاں شخص کے پاس رکھ دی جائے گی یہ صحیح ہے اور اُس کے قبضہ کر لینے سے رہن مکمل ہو گیا یہ شخص مرتہن کے قائم مقام تصور کیا جائے گا اس کے پاس سے چیز ضائع ہو گئی تو وہی احکام ہیں جو مرتہن کے پاس ہلاک ہونے میں ہوتے ہیں ایسے معتبر شخص کو عدل کہتے ہیں کیونکہ راہن و مرتہن نے اُسے عادل و معتبر سمجھ رکھا ہے۔ (۳) (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۲** رہن میں یہ شرط تھی کہ مرتہن کا قبضہ ہوگا پھر دونوں نے باتفاق رائے عادل کے پاس رکھ دیا یہ صورت بھی جائز ہے۔ (۴) (عالمگیری)

**مسئلہ ۳** دین میعاد تھا اور معتبر شخص کو یہ کہہ دیا تھا کہ جب میعاد پوری ہو جائے رہن کو بیع کر ڈالے اور میعاد پوری ہو گئی مگر ابھی تک چیز پر اس کا قبضہ ہی نہیں تو رہن باطل ہو گیا مگر بیع کی وکالت اس کے لیے بدستور باقی ہے اب بھی بیع کر سکتا ہے۔ (۵) (ردالمحتار)

**مسئلہ ۴** جب ایسے شخص کے پاس چیز رکھ دی گئی تو چیز کو نہ راہن لے سکتا ہے نہ مرتہن اور اگر اُس نے اُن میں سے کسی کو دیدی تو اُس سے واپس لے کر اپنے پاس رکھے اور اگر اُس کے پاس تلف (۶) ہو گئی تو وہ خود ضامن ہو گیا یعنی چیز کی قیمت اُس سے تاوان میں لی جائے گی یعنی راہن و مرتہن دونوں مل کر اُس سے تاوان وصول کریں اور اُس کو اسی کے پاس یا کسی دوسرے کے پاس بطور رہن رکھ دیں یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ شخص بطور خود قیمت کو اپنے پاس بطور رہن رکھ لے۔ (۷) (ہدایہ)

۱..... یعنی فروخت نہیں کر سکتا۔

۲..... "الدرالمختار"، باب مایحوز ارتھانہ وما لایحوز، کتاب الرهن، باب مایحوز ارتھانہ وما لایحوز، ج ۱۰، ص ۱۱۶۔

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع علی بدعدل... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۱۷۔

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الرهن، الباب الثانی فی الرهن بشرط ان یوضع علی یدی عدل، ج ۵، ص ۴۴۰۔

۵..... "ردالمختار"، کتاب الرهن، باب الرهن، یوضع علی بدعدل... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۱۷۔

۶..... ضائع۔

۷..... "الہدایہ"، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع علی بدالعدل، ج ۲، ص ۴۲۶۔



اور اگر عقد رہن میں اس کے پاس رکھنے کی شرط نہ تھی اور رکھ دیا گیا اس صورت میں راہن یا مرتہن اُس سے لے اور وہ ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۵** - عادل سے قیمت کا تاوان لے کر پھر اسی کے پاس یا دوسرے کے پاس رہن رکھا گیا اور فرض کرو کہ اس نے مرہون راہن کو دیا تھا اور اس کے پاس ہلاک ہو اس صورت میں راہن جب دین ادا کر دے گا تو وہ تاوان عادل کو واپس مل جائے گا کہ مرتہن کو دین وصول ہو گیا لہذا یہ تاوان لینے کا مستحق نہیں اور راہن کو خود اس کی مرہون شے وصول ہو چکی تھی پھر اس تاوان کو کیونکر لے سکتا ہے۔ اور اگر عادل سے مرتہن نے لیا تھا تو دین ادا کرنے کے بعد یہ تاوان کی رقم راہن کو ملے گی کیونکہ راہن کی چیز کا یہ بدلہ ہے چیز نہیں ملی اور ہلاک ہو گئی تو تاوان جو اُس کے قائم مقام ہے اُسے ملے گا۔ رہی یہ بات کہ عادل نے مرتہن کو دیا تھا اور اس کے پاس ہلاک ہوا تو مرتہن سے اس ضمان کو رجوع کر سکتا ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے اگر مرتہن کو بطور عاریت یا ودیعت دیا ہے تو رجوع نہیں کر سکتا جبکہ مرتہن کے پاس ہلاک ہو گیا ہو اس نے خود ہلاک نہ کیا ہو اور اگر مرتہن نے خود ہلاک کر دیا ہو تو رجوع کر سکتا ہے اور اگر مرتہن کو بطور رہن دیا ہو یہ کہہ دیا ہو کہ تمہارا جو حق ہے اس میں لے جاؤ تو اس صورت میں بہر حال مرتہن سے ضمان واپس لے گا۔<sup>(۲)</sup> (ہدایہ، عنایہ)

**مسئلہ ۶** - راہن نے مرتہن کو یا عادل کو یا کسی اور شخص کو بیع کا وکیل کر دیا تھا کہہ دیا تھا کہ جب دین کی میعاد پوری ہو جائے تو اس کو بیع ڈالنا یا مطلقاً وکیل کر دیا ہے۔ میعاد پوری ہونے کی قید نہیں لگائی ہے یہ توکیل صحیح ہے اس وکیل کا بیچنا جائز ہے۔ بشرطیکہ جس وقت اسے وکیل کیا ہے اس وقت اس میں بیع کی اہلیت ہو اور اگر اہلیت نہ ہو تو یہ توکیل صحیح نہیں مثلاً ایک چھوٹے بچے کو بیع مرہون کا<sup>(۳)</sup> وکیل کیا وہ بچہ اب بالغ ہو گیا اور بیچنا چاہتا ہے بیع نہیں کر سکتا کہ وہ وکیل ہی نہیں ہوا۔<sup>(۴)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۷** - عقد رہن میں بیع مرہون کی وکالت شرط تھی کہ مرتہن یا فلاں شخص اس چیز کو بیع کر دے گا اس وکیل کو راہن اگر معزول کرنا چاہے نہیں کر سکتا یعنی معزول کرے تو بھی معزول نہیں ہوگا اور یہ وکالت ایسی ہے کہ نہ راہن کے مرنے سے ختم

①..... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع علی یدعدل... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۱۷.

②..... "الهدایة"، کتاب الرهن یوضع علی یدالعدل، ج ۲، ص ۴۲۶.

و "العناية" علی "فتح القدیر"، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع علی یدالعدل، ج ۹، ص ۱۰۶.

③..... گروی رکھی ہوئی چیز کے بیچنے کا۔

④..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ وما لا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۸.

ہونہ مرتہن کے مرنے سے اور اس وکیل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ راہن یا مرتہن کی موجودگی ہی میں بیع کرے نہ یہ ضروری کہ وہ مرگئے ہوں تو ان کے ورثہ کی موجودگی میں بیع کرے۔<sup>(1)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۸** - وکیل کے مرجانے سے وکالت باطل ہو جائے گی اُس کا وارث یا وصی اس کا قائم مقام نہیں ہوگا کہ وکالت اسی کے دم<sup>(2)</sup> کے ساتھ وابستہ تھی یہ وکیل دوسرے شخص کو بیع کرنے کا وصی نہیں بنا سکتا مگر جبکہ وکالت میں اس کی شرط ہو تو وصی بنا سکتا ہے۔<sup>(3)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۹** - وکالت مطلق تھی تو نقد اور ادھار دونوں طرح بیچنے کا اُسے اختیار حاصل ہے اس کے بعد اگر ادھار بیچنے سے منع کر دے تو اس کا کچھ اثر نہیں یعنی ممانعت کے بعد بھی ادھار بیچ سکتا ہے۔<sup>(4)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۰** - راہن غائب ہے اور میعاد پوری ہو گئی وکیل بیچنے سے انکار کرتا ہے تو اُس کو بیچنے پر مجبور کیا جائے گا بلکہ عقد رہن میں بیع کی شرط نہ تھی بعد میں راہن نے کسی کو بیع کا وکیل کر دیا یہ بھی بیع سے انکار نہیں کر سکتا اسے بھی بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔<sup>(5)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۱** - رہن میں وکالت بیع<sup>(6)</sup> شرط تھی اور فرض کرو مرہون کے<sup>(7)</sup> بچہ پیدا ہو تو بچہ کو بھی یہ وکیل بیع کر سکتا ہے دوسرے وکیلوں کو اس قسم کا اختیار نہیں۔<sup>(8)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۲** - جس جنس کا دین تھا اس کے خلاف دوسری جنس سے اس وکیل نے بیع کی اور دین روپیہ تھا اور اس نے اشرفی کے بدلے میں بیع کی تو اس زرٹمن کو جنس دین<sup>(9)</sup> سے بیع صرف کر سکتا ہے یعنی اشرفیاں روپے سے بھنا سکتا ہے۔<sup>(10)</sup> دوسرے وکیل کو یہ اختیار حاصل نہیں۔<sup>(11)</sup> (درمختار)

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع علی یدالعدل، ج ۲، ص ۴۲۷.

②..... حیات، زندگی۔

③..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ وما لا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۰.

④..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع علی یدالعدل، ج ۲، ص ۴۲۷.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... یعنی فروخت کرنے کی وکالت۔ ⑦..... یعنی گروی جانور کا۔

⑧..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ وما لا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۰.

⑨..... قرض کی قسم۔ ⑩..... یعنی چینیج کروا سکتا ہے۔

⑪..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ وما لا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۰.

**مسئلہ ۱۳** راہن (۱) نے بیع کا کسی کو وکیل کر دیا ہے تو نہ راہن بیع کر سکتا ہے نہ مرہن (۲) ہاں دوسرے کی رضامندی حاصل کر کے یہ دونوں بیع کر سکتے ہیں یعنی راہن مرہن سے رضامندی حاصل کرے یا مرہن راہن سے۔ (۳) (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۴** اُس عادل نے مرہون (۴) کو بیع کر دیا تو مرہون چیز رہن سے خارج ہوگئی اور یہ ثمن اس کے قائم مقام ہو گیا اگرچہ ابھی ثمن پر قبضہ نہ ہوا ہو، لہذا اگر ثمن ہلاک ہو گیا مثلاً مشتری سے وصول ہی نہ ہوا یا عادل کے پاس سے ضائع ہو گیا تو مرہن کا ہلاک ہوا یعنی دین ساقط ہو گیا اور اس صورت میں مرہون کی واجبی قیمت (۵) کا لحاظ نہیں ہوگا بلکہ خود زر ثمن کو دیکھا جائے گا یعنی جتنا ثمن ہے اتنا دین ساقط اگرچہ واجبی قیمت کم ہو یا زائد۔ (۶) (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۵** عادل نے مرہون کو بیع کر زر ثمن مرہن کو دے دیا اور اس مرہون شے میں استحقاق ہوا یعنی کسی اور شخص نے ثابت کر دیا کہ یہ چیز میری ہے اگر بیع (۷) مشتری (۸) کے پاس موجود ہے تو مستحق اس بیع کو مشتری سے لے لے گا اور مشتری اپنا زر ثمن اس عادل سے وصول کرے گا اور عادل اس راہن سے وصول کرے گا اور اس صورت میں مرہن کا زر ثمن پر قبضہ صحیح ہو گیا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عادل مرہن سے ثمن واپس لے اور مرہن راہن سے اپنا دین وصول کرے اور اگر وہ چیز مشتری کے پاس ہلاک ہو چکی ہے تو مستحق راہن سے مرہون کی قیمت کا تاوان لے کیونکہ راہن غاصب ہے اور اس صورت میں بیع بھی صحیح ہوگی اور مرہن کا زر ثمن پر قبضہ بھی صحیح ہو گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مستحق اُس عادل سے تاوان لے پھر عادل مرہن سے اور اب بھی بیع اور ثمن پر قبضہ صحیح ہو گیا یا مستحق عادل سے تاوان لے اور عادل مرہن سے زر ثمن واپس لے پھر مرہن راہن سے اپنا دین وصول کرے۔ (۹) (درمختار)

**مسئلہ ۱۶** مرہن کے پاس مرہون ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس میں استحقاق ہوا۔ اور مستحق نے راہن سے ضمان لیا تو دین ساقط ہو گیا۔ اور اگر مرہن سے قیمت کا ضمان لیا تو جو کچھ تاوان دیا ہے راہن سے واپس لے گا اور اپنا دین بھی وصول کرے گا۔ (۱۰) (درمختار)

①..... گروی رکھنے والا۔ ②..... جس کے پاس چیز گروی رکھی ہے۔

③..... "الهدایہ"، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع علی ید العدل، ج ۲، ص ۴۲۷۔

④..... گروی رکھی ہوئی چیز۔ ⑤..... رائج قیمت۔

⑥..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ ومالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۱۔

⑦..... بیچی گئی چیز۔ ⑧..... خریدار۔

⑨..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ ومالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۱، ۱۲۲۔

⑩..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتھانہ ومالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۳، ۱۲۴۔

**مسئلہ ۱۷** ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی بائع<sup>(۱)</sup> کہتا ہے کہ جب تک ثمن نہ دو گے بیع پر<sup>(۲)</sup> قبضہ نہیں دوں گا اور مشتری<sup>(۳)</sup> یہ کہتا ہے کہ جب تک بیع نہ دو گے ثمن نہیں دوں گا دونوں میں اس طرح مصالحت ہوئی کہ مشتری تیسرے کے پاس ثمن جمع کر دے اور بیع پر قبضہ کر لے اُس نے ثمن جمع کر دیا مگر تیسرے کے پاس سے ضائع ہو گیا تو مشتری کا ضائع ہوا اور اگر یہ طے پایا کہ تیسرے کے پاس ثمن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دے اُس وقت بیع پر قبضہ دوں گا اس نے رہن رکھ دی اور ضائع ہو گئی تو بائع کی چیز ہلاک ہوئی یعنی ثمن ساقط ہو گیا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری)

## مرہون میں تصرف کا بیان

**مسئلہ ۱** راہن نے مرہون کو بغیر اجازت مرہن بیع کر دیا تو یہ بیع موقوف ہے اگر مرہن نے اجازت دیدی یا راہن نے مرہن کا دین ادا کر دیا تو بیع جائز و نافذ ہوگی اور پہلی صورت میں کہ مرہن نے اجازت دیدی وہ ثمن رہن ہو جائے گا ثمن مشتری سے وصول ہوا ہو یا نہ ہوا دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر مرہن نے اجازت نہیں دی تو اب بھی وہ بیع نہ باطل ہوئی نہ مرہن کے فسخ کرنے سے فسخ ہوگی لہذا مشتری کو اختیار ہے کہ قب رہن کا<sup>(۵)</sup> انتظار کرے جب رہن چھوٹ جائے اپنی چیز لے لے اور اگر انتظار نہ کرنا چاہے تو قاضی کے پاس معاملہ پیش کر دے وہ بیع کو فسخ کر دے گا۔<sup>(۶)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲** مرہن اگر شے مرہون کو بیع کرے تو یہ بیع بھی اجازت راہن پر موقوف ہے وہ چاہے تو جائز کر دے ورنہ جائز نہیں اور راہن اس بیع کو باطل کر سکتا ہے۔ مرہن نے بیع کر دی اور چیز مشتری کے پاس راہن کی اجازت سے پہلے ہی ہلاک ہو گئی تو راہن اب اجازت بھی نہیں دے سکتا اور راہن کو اختیار ہے دونوں میں سے جس سے چاہے اپنی چیز کا ضمان لے۔<sup>(۷)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۳** مرہن نے راہن سے کہا کہ رہن کو فلاں کے ہاتھ بیع کر دو اُس نے دوسرے کے ہاتھ بیچا یہ جائز نہیں اور مستاجر نے ماجر سے کہا کہ فلاں کے ہاتھ یہ مکان بیچ دو اس نے دوسرے کے ہاتھ بیچ دیا یہ بیع جائز ہے۔<sup>(۸)</sup> (ردالمحتار)

①..... بیچنے والا۔ ②..... بیچی گئی چیز پر۔ ③..... خریدار۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الرهن، الباب الثالث فی ہلاک المرہون... إلخ، ج ۵، ص ۴۵۴۔

⑤..... رہن کے چھوٹنے کا۔

⑥..... "الہدایۃ"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۹، ۴۳۰۔

⑦..... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۲۴، ۱۲۵۔

⑧..... المرجع السابق، ص ۱۲۵۔

**مسئلہ ۳** - راہن نے ایک شخص کے ہاتھ بیع کی اور مرہن کی اجازت سے قبل دوسرے کے ہاتھ بیع کر دی یہ دوسری بیع بھی اجازت مرہن پر موقوف ہے مرہن جس ایک کو جائز کر دے گا وہ جائز ہو جائے گی دوسری باطل ہو جائے گی۔<sup>(1)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۵** - راہن نے مرہون کو بیع کیا پھر اس کو اجارہ پر دیا، یا کسی اور کے پاس رہن رکھ دیا، یا کسی اور کو ہبہ کر دیا اور ان دونوں صورتوں میں مرہن ثانی یا موہوب لہ کو قبضہ بھی دیدیا اس کے بعد مرہن اول نے اجارہ یا رہن یا ہبہ کو جائز کر دیا تو وہ پہلی بیع جو موقوف تھی جائز ہو گئی اور یہ تصرفات ناجائز ہو گئے۔<sup>(2)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۶** - راہن نے مرہون کو ایک شخص کے ہاتھ بیع کر دیا اس کے بعد پھر مرہن کے ہاتھ بیچا تو یہ دوسری بیع جائز ہو گئی پہلی باطل ہو گئی۔<sup>(3)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۷** - مرہون کو راہن نے ہلاک کر دیا اور دین غیر میعادی ہے یا میعادی تھا مگر میعاد پوری ہو چکی ہے تو مرہن راہن سے اپنا دین وصول کر لے اور اگر میعاد بھی پوری نہیں ہوئی ہے تو راہن سے اُس کی قیمت کا تاوان لے اور یہ قیمت بجائے مرہون رہن میں رہے جب میعاد پوری ہو جائے تو بقدر دین اپنے حق میں وصول کر لے کچھ بچے تو واپس کر دے اور کم ہو تو بقیہ راہن سے وصول کرے۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ قیمت اسی جنس کی ہو جس جنس کا دین ہے۔<sup>(4)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۸** - کسی اجنبی نے مرہون کو تلف<sup>(5)</sup> کر دیا تو اُس ہلاک کرنے والے سے تاوان لینا مرہن کا کام ہے ہلاک کرنے کے وقت جو اس کی قیمت تھی وہ قیمت تاوان میں لے اور اس میں وہی تفصیل ہے کہ میعاد پوری ہو گئی تو دین میں وصول کرے اور میعاد باقی ہے تو یہ قیمت رہن میں رہے یہاں ایک صورت یہ بھی ہے کہ جس روز چیز رہن رکھی گئی تھی اُس روز قیمت زیادہ تھی اور جس دن ہلاک ہوئی اُس کی قیمت کم ہو گئی تو اجنبی سے اگرچہ آج کی قیمت لے گا مگر مرہن کے حق میں اسی پہلی قیمت کا اعتبار ہوگا مثلاً فرض کرو ایک ہزار روپیہ دین تھا اور چیز رہن رکھی گئی اُس کی قیمت بھی ایک ہزار تھی مگر جس روز اجنبی نے ہلاک کی اس کی قیمت پانسو ہے تو اجنبی سے پانسو تاوان لے گا اور پانسو روپے دین کے ساقط ہو گئے جس طرح آفت سماویہ<sup>(6)</sup> سے ہلاک ہونے میں دین ساقط ہوتا ہے۔<sup>(7)</sup> (ہدایہ)

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۰.

②..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۲۵، ۱۲۶.

③..... المرجع السابق، ص ۱۲۶. ④..... المرجع السابق، ص ۱۲۷.

⑤..... ضائع۔ ⑥..... یعنی قدرتی آفت۔

⑦..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۴۳۲.

**مسئلہ ۹** — خود مرتہن نے مرہون کو ہلاک کر دیا تو اس پر بھی تاوان واجب ہے پھر اگر ذین کی میعاد پوری ہو چکی ہے اور یہ قیمت جنس ذین سے ہے تو ذین وصول کر لے اور کچھ بچے تو راہن کو واپس دے اور یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو یہ قیمت بجائے مرہون رہن میں رہے گی۔ اُس چیز کی قیمت نرخ سستا ہونے کی وجہ سے کم ہو گئی ہے تو جتنی کمی ہوئی اتنا ذین ساقط ہو گیا کہ مرتہن کے حق میں اسی قیمت کا اعتبار ہوگا جو راہن رکھنے کے دن تھی۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۰** — مرتہن نے راہن کو مرہون شے بطور عاریت دے دی مرتہن کے ضمان کے نکل گئی یعنی اگر راہن کے یہاں ہلاک ہو گئی تو مرتہن پر اس کا کچھ اثر نہیں اور دیتے وقت مرتہن نے راہن سے کفیل<sup>(۲)</sup> لیا تھا کہ اسے واپس کر دے گا تو کفیل سے بھی مرتہن کوئی مطالبہ نہیں کر سکتا کہ اُس چیز میں رہن کا حکم باقی ہی نہیں۔<sup>(۳)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۱** — مرتہن نے راہن کو بطور عاریت مرہون دے دیا تھا اُس نے پھر واپس کر دیا تو پھر وہ چیز مرتہن کے ضمان میں آگئی اور رہن کا حکم حسب سابق اس میں جاری ہوگا۔ مرتہن کو راہن سے واپس لینے کا حق باقی رہتا ہے کیونکہ عاریت دینے سے رہن باطل نہیں ہوتا۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۲** — عاریت کی صورت میں مرتہن کے واپس لینے سے قبل اگر راہن مر گیا تو دوسرے قرض خواہوں سے مرتہن زیادہ حقدار ہے یعنی دوسرے اس مرہون سے اپنے ذین وصول نہیں کر سکتے جب تک مرتہن اپنا ذین وصول نہ کر لے اس کے وصول کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو وہ لوگ لے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔<sup>(۵)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۳** — راہن و مرتہن میں سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے مرہون شے کسی اجنبی کو بطور عاریت دے دی یا اجنبی کے پاس ودیعت رکھ دی تو مرہون ضمان سے نکل گیا اور دونوں میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہے کہ اُسے پھر ضمان میں لائے یعنی اُسے رہن بنا دے۔<sup>(۶)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۴** — مرتہن نے راہن سے مرہون کو استعمال کرنے کے لیے عاریت لیا یہ عاریت صحیح ہے مگر استعمال سے پہلے یا استعمال کے بعد مرہون ہلاک ہو تو مرتہن ضامن ہے یعنی وہی حکم ہے جو مرتہن کے پاس مرہون کے ہلاک ہونے میں ہوتا ہے

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۴۳۲.

②..... ضامن۔

③..... "الدرالمختار"، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۲۷، ۱۲۸.

④..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۲.

⑤..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۲۹.

⑥..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۳.

اور اگر حالت استعمال میں ہو تو مرہن کے ذمہ کچھ ضمان نہیں۔ اسی طرح اگر مرہن کو راہن نے استعمال کی اجازت دے دی ہے تو حالت استعمال میں ہلاک ہونے میں ضمان نہیں ہے اور قبل یا بعد میں ہلاک ہو تو ضمان ہے۔ (۱) (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۵** قرآن مجید یا کتاب رہن رکھی ہے تو مرہن کو اس میں پڑھنا ناجائز ہے ہاں اگر راہن سے اجازت لے کر پڑھے تو پڑھ سکتا ہے مگر جتنی دیر تک پڑھے گا اتنی دیر تک عاریت ہے فارغ ہونے کے بعد رہن ہے یعنی پڑھتے وقت ہلاک ہو جائے تو ذمہ ساقط نہیں ہوگا۔ اس کے بعد ہلاک ہو تو ساقط ہو جائے گا۔ (۲) (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۶** راہن و مرہن میں سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے مرہون کو بیع کر دیا (۳) یا اجارہ پردے دیا یا ہبہ کر دیا یا رہن رکھ دیا ان سب صورتوں میں مرہون رہن سے خارج ہو گیا اب وہ رہن میں واپس نہیں لیا جاسکتا جب تک پھر نیا عقد رہن نہ ہو اور ان صورتوں میں اگر راہن نے مرہن کے پاس پھر سے رہن نہ رکھا اور مر گیا تو تب مرہن اس کا مستحق نہیں بلکہ جیسے دوسرے قرض خواہ ہیں ایک یہ بھی ہے اپنا حصہ رسد (۴) یہ بھی لے سکتا ہے۔ (۵) (ہدایہ) بیع و اجارہ وہبہ خود مرہن کے ہاتھ ہو یا اجنبی کے ہاتھ ہو، دونوں کا ایک حکم ہے اور خود راہن کے ہاتھ مرہون کو بیع کیا تو اس سے رہن باطل نہ ہوا۔ (۶) (درمختار)

**مسئلہ ۱۷** مرہن کی اجازت سے اجنبی کو کرایہ پردے دیا تو اجرت راہن کی ہے اور بغیر اجازت دیا تو اجرت مرہن کی ہے مگر اس کو صدقہ کرنا ہوگا اور اس صورت میں رہن واپس لے سکتا ہے۔ (۷) (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۸** مرہن نے بغیر اجازت راہن رہن کو اجارہ پر سال بھر کے لئے دیا اور سال پورا ہونے کے بعد راہن نے اجازت دی یہ اجازت صحیح نہیں لہذا مرہن رہن کو واپس لے سکتا ہے اور چھ ماہ گزرنے کے بعد اجازت دی تو اجازت صحیح ہے۔ پہلی صورت میں پوری اجرت مرہن کی ہے جس کو صدقہ کرے اور دوسری صورت میں نصف اجرت راہن کی ہے اور نصف مرہن کی، مرہن کو جو ملی صدقہ کر دے اور اس دوسری صورت میں چیز کو مرہن رہن میں واپس نہیں لے سکتا۔ (۸) (عالمگیری) اس زمانہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھیت یا مکان رہن رکھ لیتے ہیں پھر مرہن مکان کو کرایہ پر اٹھا دیتا ہے اور کھیت کو لگان اور پٹے

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۳.

②..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الرهن، الباب الثامن فی تصرف الراهن... إلخ، ج ۵، ص ۴۶۶.

③..... بیع دیا۔ ④..... یعنی جتنا اس کے حصے میں آتا ہے۔

⑤..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۳.

⑥..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۲۹.

⑦..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الرهن، الباب الثامن فی تصرف الراهن... إلخ، ج ۵، ص ۴۶۴.

⑧..... المرجع السابق، ص ۴۶۵.

پردے دیا کرتا ہے اور اس کرایہ یا لگان کو خود کھاتا ہے اس کا سود ہونا تو ظاہر ہے کہ قرض کے ذریعہ سے نفع اٹھانا ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بتانا بھی ہے کہ اگر راہن سے اجازت حاصل نہیں کی ہے تو اُس کی ملک میں ایک ناجائز تصرف ہے اور یہ بھی گناہ ہے اور اگر اجازت لے لی ہے تو رہن ہی ختم ہو گیا اس کے بعد مرتہن کا اُس چیز پر قبضہ ناجائز قبضہ اور غاصبانہ قبضہ ہے یہ بھی حرام ہے۔ مرتہن پر لازم ہے کہ ایسے گناہ کے کاموں سے پرہیز کرے یہ نہ دیکھے کہ انگریزی قانون ہمیں اس قسم کی اجازت دے رہا ہے بلکہ مسلمان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ شریعت کا قانون ہمیں اجازت دیتا ہے یا نہیں، قانون شریعت تمہارے لئے دنیا و آخرت دونوں جگہ نافع ہے انگریزی قانون سے اگر تمہیں کچھ نفع پہنچ سکتا ہے تو صرف دنیا ہی میں اور اگر وہ خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے تو سخت ٹوٹا (1) اور نقصان ہے۔

**مسئلہ 19** دوسرے سے کوئی چیز رہن رکھنے کے لئے عاریت مانگی اس نے دے دی اس چیز کو رہن رکھنا جائز ہے پھر اگر مالک نے کوئی قید نہیں لگائی ہے تو مستعیر کو اختیار ہے کہ جس کے پاس چاہے جتنے میں چاہے جس شہر میں چاہے رہن رکھے اس کے ذمہ کوئی پابندی نہیں ہے۔ اور اگر مالک نے معین کر دیا ہے کہ فلاں کے پاس رکھنا یا فلاں شہر میں یا اتنے میں رکھنا تو اس کو پابندی کرنی ضرور ہے خلاف کرنے کی اجازت نہیں اور اگر اُس نے مالک کے کہنے کے خلاف کیا تو مالک کو اختیار ہے کہ اپنی چیز مرتہن سے لے لے اور رہن کو فسخ کر دے اور چیز ہلاک ہو گئی ہے تو اس کی پوری قیمت کا تاوان لے۔ تاوان لینے میں اختیار ہے کہ راہن سے تاوان لے یا مرتہن سے اگر مستعیر سے ضمان لیا رہن صحیح ہو گیا اور مرتہن سے ضمان لیا تو مرتہن اپنا دین اور یہ ضمان دونوں راہن سے وصول کرے گا۔ (2) (ہدایہ، درمختار) مالک نے جو قید لگا دی ہے اس کی مخالفت اس وجہ سے نہیں کی جاسکتی کہ مالک کے نقصان کا اندیشہ ہے کیونکہ مالک کو اگر ضرورت پیش آتی اور یہ چاہتا ہے کہ رہن چھڑالوں (3) اور جس رقم کے مقابل میں اس نے رہن رکھنے کو کہا تھا اس سے زیادہ رقم کے مقابل میں رہن ہے تو بسا اوقات مالک کو اس رقم کے فراہم کرنے میں دشواری ہوگی اسی طرح اگر مالک کی بتائی ہوئی رقم سے کم میں رکھی اور چیز تلف (4) ہوگئی تو قیمتی چیز تھوڑے سے داموں کے مقابل میں ہلاک ہوگئی اس میں بھی مالک کا نقصان ہے۔ اسی طرح مرتہن اور جگہ کی قید لگانے میں فوائد ہیں لہذا یہ قیدیں بیکار نہیں ہیں کہ ان کا لحاظ نہ کیا جائے۔ (5) (ہدایہ)

1..... خسارہ۔

2..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۳۔

و "الدر المختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۳۲۔

3..... یعنی گروی رکھی چیز آزاد کرالوں۔ 4..... ضائع۔

5..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۳۔



**مسئلہ ۲۰** معیر نے جو قید لگائی تھی مستعیر نے اُس کی مخالفت کی مگر یہ مخالفت معیر کے لئے مضر<sup>(۱)</sup> نہیں بلکہ مفید ہے تو اس صورت میں نہ مرتہن پر<sup>(۲)</sup> ضمان ہے نہ راہن پر مثلاً اس نے جتنے پر رہن رکھنے کو کہا تھا اُس سے کم کے مقابل میں<sup>(۳)</sup> رکھ دیا مگر یہ کمی چیز کی واجبی قیمت<sup>(۴)</sup> کے برابر یا واجبی قیمت سے زائد ہے مثلاً اس نے ایک ہزار میں رہن رکھنے کو کہا تھا اور یہ چیز پانسو کی ہی ہے مستعیر نے پانسو یا چھ سو غرض ہزار سے کم میں رہن رکھ دی یہ مخالفت جائز ہے کہ اس میں معیر کا کچھ نقصان نہیں کیونکہ ہلاک ہونے کی صورت میں واجبی قیمت ملے گی یعنی وہی پانسو۔ ہزار تو ملیں گے نہیں پھر کیا نقصان ہوا بلکہ فائدہ یہ ہے کہ اگر اپنی چیز چھوڑانا<sup>(۵)</sup> چاہے گا تو ہزار روپے فراہم کرنے نہیں پڑیں گے جتنے میں رہن ہے اتنے ہی دے کر چھوڑا سکے گا۔<sup>(۶)</sup> (زیلعی)

**مسئلہ ۲۱** معیر نے جو کچھ مستعیر سے کہہ دیا تھا مستعیر نے اُس کے موافق کیا مثلاً جتنے میں رہن رکھنے کو کہا تھا اتنے ہی میں رکھا اور فرض کرو مرتہن کے پاس وہ چیز ہلاک ہوگئی اس کی کئی صورتیں ہیں اُس چیز کی قیمت دین کے برابر ہے یا زیادہ یا دین سے کم ہے۔ پہلی دو صورتوں میں مرتہن کا دین ساقط ہو گیا اور راہن یعنی مستعیر معیر کو یعنی مالک کو بقدر دین ادا کرے۔ اور دوسری صورت میں کہ دین سے زیادہ قیمت ہے اس زیادتی کا کچھ معاوضہ نہیں اور تیسری صورت میں کہ چیز کی قیمت دین سے کم ہے بقدر قیمت دین ساقط ہو گیا اور باقی دین مرتہن راہن سے وصول کرے گا اور راہن معیر کو قیمت ادا کرے گا اور مثلی چیز ہے تو مثل دیدے۔<sup>(۷)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۲** مستعیر نے عاریت کی چیز رہن رکھی اور اس میں مرتہن کے پاس کچھ عیب پیدا ہو گیا اس عیب کی وجہ سے چیز کی قیمت میں کمی ہوئی وہ مرتہن کے ذمہ ہے یعنی اتنی ہی دین میں کمی ہوگئی اور اُس کے برابر مستعیر مالک کو دے۔<sup>(۸)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۳** معیر یہ چاہتا ہے کہ میں دین ادا کر کے اپنی چیز چھوڑا لوں تو مرتہن فک رہن پر<sup>(۹)</sup> مجبور ہے، یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ میں چیز ابھی نہیں دوں گا فک رہن کے بعد معیر مستعیر یعنی راہن سے دین کی رقم وصول کرے گا اس فک رہن کو تہرع نہیں کہا جاسکتا کہ مستعیر سے رقم وصول نہ کرنے پائے اور اگر کوئی اجنبی شخص دین ادا کر کے فک رہن کرائے تو راہن سے وصول

①..... نقصان وہ۔ ②..... یعنی جس کے پاس چیز گروی رکھی ہے اُس پر۔

③..... بدلے میں۔ ④..... راجح قیمت۔ ⑤..... آزاد کرانا۔

⑥..... "تبيين الحقائق"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ۷، ص ۱۸۹، ۱۹۰۔

⑦..... "الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۳۔

⑧..... المرجع السابق۔

⑨..... گروی رکھی ہوئی چیز کو چھوڑنے پر۔

نہیں کر سکتا کہ یہ تبرع ہے۔ یہ حکم کہ معیر راہن سے دین کی رقم وصول کرے گا اُس وقت ہے کہ دین اتنا ہی ہے جتنی اُس چیز کی قیمت ہے اور اگر دین کی مقدار اس چیز سے زائد ہے تو راہن سے صرف قیمت کی برابر وصول کر سکتا ہے قیمت سے زیادہ جو کچھ دیا ہے وہ تبرع ہے اُسے نہیں وصول کر سکتا اور اگر جو چیز کی قیمت دین سے زائد ہے اور معیر دین ادا کر کے چھوڑا جاتا ہے تو مرہن اس صورت میں فک رہن پر مجبور نہیں۔<sup>(۱)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۲۳** → رہن رکھنے کے لئے کوئی چیز عاریت لی تھی مرہن نے ابھی دین کا وعدہ ہی کیا تھا دیا نہیں تھا اور اُس نے وہ چیز رہن رکھ دی اور مرہن کے پاس ہلاک ہو گئی تو مرہن نے جتنے دین کا وعدہ کیا تھا اتنا تاوان دے اور معیر مستعیر یعنی راہن سے اتنا وصول کرے گا۔<sup>(۲)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۵** → رہن رکھنے کے لئے چیز عاریت لی تھی اور رہن رکھنے سے پہلے ہی مستعیر کے یہاں وہ چیز ہلاک ہو گئی یا فک رہن کے بعد ابھی مستعیر کے یہاں تھی واپس نہیں کی تھی اور ہلاک ہو گئی ان دونوں صورتوں میں مستعیر پر تاوان واجب نہیں کہ وہ چیز اس کے پاس امانت تھی اور اگر مستعیر نے قبل رہن یا بعد فک رہن چیز کو استعمال کیا مثلاً گھوڑا تھا اُس پر سوار ہوا، کپڑا یا زیور تھا اُسے پہنا مگر پھر اپنی اس حرکت سے باز آیا اور اس کا استعمال ترک کر دیا اور چیز ہلاک ہو گئی اس صورت میں بھی اس کے ذمہ تاوان نہیں۔<sup>(۳)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۲۶** → معیر و مستعیر میں اختلاف ہے معیر کہتا ہے کہ چیز مرہن کے یہاں ہلاک ہوئی لہذا دین ساقط، مجھے ضمان دو اور مستعیر کہتا ہے میں نے چھوڑا لی تھی میرے یہاں چیز ہلاک ہوئی لہذا مجھ پر تاوان نہیں اس صورت میں راہن کی بات مانی جائے گی یعنی قسم کے ساتھ اور جتنے میں معیر نے رہن رکھنے کو کہا تھا اُس میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے سو روپے میں رہن رکھنے کو کہا تھا دوسرا پچاس روپے بتاتا ہے تو معیر کا قول معتبر ہے یعنی قسم کے ساتھ۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۷** → مستعیر مفلس ہو گیا<sup>(۵)</sup> اور اسی حالتِ افلاس ہی میں مر گیا تو عاریت کی چیز جو مرہن کے پاس رہن ہے وہ بدستور رہن ہے اگر مرہن یہ چاہے کہ اُسے بیچ دیا جائے تو جب تک معیر سے رضامندی حاصل نہ کر لی جائے بیچی نہیں جاسکتی کہ

①..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۳۴.

②..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۴.

③..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۳۵.

④..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۴.

⑤..... دیوالیہ ہو گیا، ناوار ہو گیا۔

وہی مالک ہے اور اگر معیر بیچنا چاہتا ہے تو دو صورتیں ہیں اگر اتنے میں فروخت ہوگی کہ دین کے لئے پورا ہو جائے تو مرہن سے اجازت حاصل کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ورنہ مرہن سے اجازت لینی ہوگی۔<sup>(1)</sup> (درمختار)

## مسئلہ ۲۸

معیر مفلس ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا اور اُس کے ذمہ دوسروں کا دین ہے راہن کو حکم دیا جائے گا کہ اپنا دین ادا کر کے رہن کو چھوڑائے پھر اس رہن سے معیر کا دین ادا کیا جائے اور اگر راہن بھی مفلس ہے کہ اپنا دین نہیں ادا کر سکتا تو یہ چیز بدستور رہن رہے گی۔ ہاں اگر ورثہ معیر یہ چاہیں کہ مرہن کا دین ادا کر کے فک رہن کرائیں تو ان کو اختیار ہے۔ معیر کے قرض خواہ ورثہ معیر سے یہ کہتے ہیں کہ چیز بیع کر دی جائے اگر بیچنے سے مرہن کا دین ادا ہو سکتا ہے تو بیع کی جائے گی ورنہ بغیر اجازت مرہن بیع نہیں ہو سکتی ہے جیسا کہ خود معیر کی زندگی میں بغیر مرہن کی رضامندی کے بیع نہیں ہو سکتی تھی اور اگر بیچنے کی صورت میں مرہن کا دین ادا ہو کر کچھ بچ رہے گا مگر اتنا نہیں بچے گا کہ معیر کے قرض خواہوں کا پورا پورا دین ادا ہو جائے تو اس صورت میں ان قرض خواہوں کی اجازت سے بیع کی جائے بغیر اجازت بیع نہیں ہو سکتی اور ان کا بھی پورا دین ادا ہوتا ہو تو اجازت کی کچھ ضرورت نہیں۔<sup>(2)</sup>

## رہن میں جنایت کا بیان

جنایت کی کئی صورتیں ہیں۔ مرہن مرہون پر جنایت کرے یعنی اُس کو نقصان پہنچائے یا تلف<sup>(3)</sup> کر دے یا راہن مرہون پر جنایت کرے یا شے مرہون راہن پر یا مرہن پر جنایت کرے۔ مرہون جنایت کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ لوٹڈی یا غلام ہے اور وہ راہن یا مرہن کے جان یا مال میں نقصان پہنچائے یا ہلاک کرے اس کو ہم بیان کرنا نہیں چاہتے صرف راہن یا مرہن کی جنایت کو مختصر طور پر بتانا چاہتے ہیں۔

## مسئلہ ۱

راہن نے مرہون پر جنایت کی یعنی اُس کو تلف کر دیا یا اُس میں نقصان پہنچایا اس کا وہی حکم ہے جو اجنبی کی جنایت کا ہے یعنی اس کو تاوان دینا ہوگا یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ وہ تو خود ہی مرہون کا مالک ہے اُس پر تاوان کیسا، کیونکہ مرہون کے ساتھ مرہن کا حق متعلق ہے اور یہ تاوان مرہن کے پاس مرہون رہے گا اور اگر اسی جنس کا ہے جس جنس کا دین ہے اور دین کی میعاد نہ ہو تو اپنا دین اس سے وصول کرے گا۔<sup>(4)</sup> (ہدایہ وغیرہا)

①....."الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۳۶.

②.....المرجع السابق، ص ۱۳۶، ۱۳۷.

③.....ضائع۔

④....."الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۴، وغیرہا.

**مسئلہ ۲** مرتہن نے رہن پر جنایت کی اس کا بھی ضمان ہے اور یہ ضمان اگر جنس دین (۱) سے ہے اور میعاد پوری ہو چکی ہے تو بقدر ضمان (۲) دین ساقط ہو جائے گا اور اس میں سے کچھ بچا تو راہن کو واپس کرے کہ اس کی ملک کا معاوضہ ہے۔ (۳) (ہدایہ)

**مسئلہ ۳** مرہون چیز میں اگر نرخ (۴) کم ہو جانے سے نقصان پیدا ہو تو ہلاک ہونے کی صورت میں اس کمی کا لحاظ نہیں ہوگا اور اس کے اجزا میں کمی ہوئی تو اس کا اعتبار ہوگا لہذا ایک چیز جس کی قیمت متوا روپے تھی متوا روپے میں رہن رکھی اور اب اس کی قیمت پچاس روپے رہ گئی کہ نرخ سستا ہو گیا اور فرض کرو کسی نے اس کو ہلاک کر دیا تو پچاس روپے تاوان لیا جائے گا کہ اس وقت یہی اُس کی قیمت ہے تو مرتہن کو صرف یہی پچاس روپے ملیں گے اور راہن سے بقیہ رقم وصول نہیں کر سکتا اور اگر راہن کے کہنے سے مرتہن اس کو پچاس میں بیچے تو بقیہ پچاس روپے راہن سے وصول کرے گا۔ (۵) (ہدایہ)

**مسئلہ ۴** جانور مرہون ہے اُس نے مرتہن کو یا اس کے مال کو ہلاک کر دیا اس کا کچھ اعتبار نہیں یہ ویسا ہی ہے جیسے آفت سماویہ (۶) سے ہلاک ہو۔ (۷) (درمختار)

**مسئلہ ۵** راہن یا مرتہن کے مرنے سے رہن باطل نہیں ہوتا بلکہ دونوں مرجائیں جب بھی باطل نہیں ہوگا بلکہ ورثہ یا وصی اُس مرے ہوئے کے قائم مقام ہیں۔ (۸) (درمختار)

**مسئلہ ۶** مرتہن اگر چاہے تو خود ہی تنہا فسخ رہن کر سکتا ہے اور راہن فسخ رہن نہیں کر سکتا جب تک مرتہن راضی نہ ہو لہذا مرتہن نے فسخ رہن کر دیا اور راہن راضی نہ ہوا اور اس کے بعد مرہون ہلاک ہو گیا تو دین ساقط نہ ہوا کہ رہن فسخ ہو چکا ہے اور اس کے عکس میں یعنی راہن نے فسخ کر دیا اور مرتہن راضی نہیں اور چیز ہلاک ہو گئی تو دین ساقط کہ رہن فسخ نہیں ہوا۔ (۹) (ردالمحتار)

①..... قرض کی قسم۔ ②..... تاوان کے برابر۔

③..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۴، ۴۳۵.

④..... قیمت، دام۔

⑤..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۵، ۴۳۶.

⑥..... قدرتی آفت مثلاً ڈوب جانا، آگ میں جلنا وغیرہ۔

⑦..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۴۲.

⑧..... المرجع السابق.

⑨..... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۴۲.

پہلی صورت میں دین ساقط نہ ہونا اس وقت ہے کہ مرتہن کے ضمان سے نکل چکی ہو، ورنہ صرف رہن منسوخ ہونے سے ضمان سے خارج نہیں ہوتی جب تک راہن کو واپس نہ دیدے۔

## متفرقات

**مسئلہ ۱** - دس روپے میں بکری رہن رکھی اور یہ بکری بھی دس روپے قیمت کی ہے پھر یہ بکری بلا ذبح کئے مرگئی اور اس کی کھال ایسی چیز سے دباغت کی<sup>(۱)</sup> جس کی کوئی قیمت نہیں اور رہن کے دن کھال کی ایک روپیہ قیمت تھی تو ایک روپیہ میں رہن ہے اور دو روپے تھی تو دو میں رہن ہے اور بیع میں یہ بات نہیں یعنی بکری بیع ہوتی اور قبل قبضہ مرجاتی تو کھال پکا لینے کے بعد بھی اس کی بیع صحیح نہیں رہتی۔<sup>(۲)</sup> (ہدایہ) اور اگر بکری کی قیمت دین سے زیادہ ہے مثلاً بیس روپے قیمت کی ہے تو کھال آٹھ آنے میں رہن ہے اور اگر قیمت کم ہے مثلاً دین دس روپے ہے اور بکری پانچ ہی کی ہے تو کھال چھ روپے میں رہن ہے مگر کھال تلف ہو جائے تو چونکہ وہ ایک روپیہ کی ہے ایک ساقط ہوگا اور پانچ روپے راہن سے وصول کرے گا اور اگر کھال کو ایسی چیز سے پکایا ہے جس کی کوئی قیمت ہے تو مرتہن کو اس کھال کے روکنے کا حق حاصل ہے کہ جو کچھ دباغت سے زیادتی ہوئی ہے اسے جب تک وصول نہ کر لے راہن کو دینے سے انکار کر سکتا ہے۔<sup>(۳)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۲** - مرہون میں جو کچھ زیادتی ہوئی مثلاً جانور رہن تھا اس کے بچہ پیدا ہوا، بھیڑ، ذنبہ کی اُون، درخت کے پھل، جانور کا دودھ یہ سب چیزیں راہن کی ملک ہیں اور یہ چیزیں بھی رہن میں داخل ہیں یعنی جب تک دین ادا نہ کر لے راہن ان چیزوں کو مرتہن سے نہیں لے سکتا پھر یہ چیزیں فک رہن تک<sup>(۴)</sup> باقی رہ جائیں تو دین کو اصل اور اس زیادتی کی قیمت پر تقسیم کیا جائے گا اور یہ چیزیں پہلے ہی ہلاک ہو جائیں تو ان کے مقابل میں دین ساقط نہیں ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۳** - مرہون کے منافع مثلاً مکان مرہون کی اجرت یہ بھی راہن کی ہیں اور یہ رہن میں داخل نہیں اگر ہلاک ہو جائے تو اس کے مقابل میں دین کا کوئی جز ساقط نہیں ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (درمختار)

①..... یعنی صاف کر کے کسی رنگ سے رنگی۔

②..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۳۹.

③..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۴۴.

④..... رہن کے آزاد ہونے تک۔

⑤..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۴۵.

⑥..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۴۵.

**مسئلہ ۴** - مرہون سے جو چیزیں پیدا ہوئیں مثلاً بچہ، دودھ، پھل وغیرہ یہ اگر چہ رہن میں داخل ہیں مگر فک رہن سے قبل ہلاک ہو جائیں تو دین کا (۱) کوئی حصہ اس کے مقابل میں ساقط نہیں ہوگا۔ اور اگر خود رہن ہلاک ہو گیا مگر یہ پیداوار باقی ہے تو اس کے مقابل جتنا حصہ دین پڑے اس کو ادا کر کے رہن اس کو حاصل کر سکتا ہے مفت نہیں لے سکتا یعنی اصل رہن کی جو کچھ قیمت رہن رکھنے کے دن تھی اور اس کی جو قیمت فک رہن کے دن ہے دونوں پر دین کو تقسیم کیا جائے اصل کے مقابل میں جو حصہ آئے وہ ساقط اور اس کے مقابل میں جتنا حصہ ہوا ادا کر کے فک رہن کرا لے مثلاً دس روپے دین ہیں اور مرہون بھی دس روپے کی چیز ہے اور اس کا بچہ پانچ روپے کا ہے اور مرہون ہلاک ہو گیا تو دو تہائی دین ساقط ہو گیا ایک تہائی باقی ہے۔ (۲) (در مختار)

**مسئلہ ۵** - رہن نے مرتہن کو زوائد کے کھالینے کی اجازت دے دی مثلاً کہہ دیا کہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لینا تمہارے لئے حلال ہے یا درخت کے پھل کھا لینا مرتہن نے کھالئے اس صورت میں مرتہن پر ضمان نہیں کہ مالک کی اجازت سے چیز کھائی ہے اور دین بھی اس کے مقابل میں کچھ ساقط نہیں اور اس صورت میں کہ مرتہن نے زوائد کو کھالیا اور رہن نے فک رہن نہیں کرایا اور یہ رہن ہلاک ہو گیا تو دین کو اصل رہن اور ان زوائد پر تقسیم کیا جائے گا جو کچھ اصل کے مقابل ہے وہ ساقط اور جو کچھ زوائد کے مقابل ہے رہن سے وصول کرے کہ اس کے حکم سے اس کا کھانا گویا خود اسی کا کھا لینا ہے لہذا رہن معاوضہ دے۔ (۳) (ہدایہ)

**مسئلہ ۶** - باغ رہن رکھا اور مرتہن نے قبضہ کر لیا پھر رہن کو دے دیا کہ درختوں کو پانی دے اور باغ کی نگہداشت (۴) کرے اس سے رہن باطل نہیں ہوا۔ (۵) (در مختار)

**مسئلہ ۷** - باغ رہن رکھا اور مرتہن کو پھل کھانے کی اجازت دے دی اسکے بعد رہن نے باجائز مرتہن باغ کو بیع کر دیا (۶) اس صورت میں باغ کی جگہ پر اس کا ثمن رہن ہے اور باغ میں پھل اگر بیع کے بعد پیدا ہوئے تو مشتری

①..... قرض کا۔

②..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۴۶، ۱۴۵۔

③..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن والجنایة، ج ۲، ص ۴۳۹، ۴۴۰۔

④..... دیکھ بھال، حفاظت۔

⑤..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن ... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۴۸۔

⑥..... یعنی باغ کو بیچا۔

کے ہیں یعنی جبکہ راہن نے دین ادا کر دیا ہو اور اگر ادا نہ کیا ہو تو جس طرح باغ کا ثمن رہن ہے یہ پھل بھی رہن ہیں یعنی اس صورت میں مرتہن پھل کو نہیں کھا سکتا کہ راہن نے اگرچہ پھل کھانے کی اجازت دے دی تھی مگر باغ کو جب بیع کر ڈالا تو اباحت جاتی رہی۔<sup>(1)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۸** زمین رہن رکھی اور مرتہن کے لئے اُس کے منافع کو مباح کر دے مرتہن نے زمین میں کاشت کی اس صورت میں مرتہن کے ذمہ کاشت کے مقابل میں کچھ دینا نہیں اور بغیر اجازت راہن مرتہن نے کاشت کی ہو تو زمین میں جو کچھ نقصان پیدا ہوا ہو اُس کا ضمان دینا ہوگا۔<sup>(2)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۹** زمین رہن رکھی راہن نے باجوازت مرتہن اُس میں کاشت کی یا درخت لگائے اس سے رہن باطل نہیں ہوا مرتہن جب چاہے واپس لے سکتا ہے اور راہن کے قبضہ میں جب تک چیز ہے مرتہن کے ضمان میں نہیں یعنی ہلاک ہونے سے دین ساقط نہیں ہوگا۔<sup>(3)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۰** مرہون چیز پر استحقاق ہوا یعنی کسی شخص نے اپنی ملک ثابت کر کے چیز لے لی مرتہن راہن کو اس پر مجبور نہیں کر سکتا کہ اُس کی جگہ پر دوسری چیز رہن رکھے اور اگر مرہون کے جز میں استحقاق ہوا<sup>(4)</sup> تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ جز و شائع کا استحقاق ہو مثلاً نصف یا ربع تو استحقاق کے بعد جو حصہ باقی ہے اُس میں بھی رہن باطل ہے اور اتنا ہی حصہ پورے دین کے مقابل میں مرہون رہے مگر یہ چیز ہلاک ہو جائے تو اگرچہ پورے دین کی قیمت کی برابر ہو پورا دین ساقط نہیں ہوگا۔ بلکہ دین کا اتنا ہی جز ساقط ہوگا جو اس کے مقابل میں پڑے۔<sup>(5)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۱** مکان کرایہ پر دیا پھر اسی مکان کو کرایہ دار کے پاس رہن رکھا یہ رہن صحیح ہے اور اجارہ باطل ہو گیا یعنی جبکہ رہن کے لئے مرتہن کا قبضہ جدید ہو کیونکہ پہلا قبضہ اس قبضہ کے قائم مقام نہیں۔<sup>(6)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۲** رہن میں زیادتی جائز ہے یعنی مثلاً کسی نے قرض لیا اور اس کے پاس ایک چیز رہن رکھ دی اس کے بعد

①....."الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۴۸.

②.....المرجع السابق.

③....."الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۴۸.

④.....یعنی گروی رکھی ہوئی چیز میں کسی کا حق ثابت ہوا۔

⑤....."الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۴۹، ۱۴۸.

⑥....."الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۴۹.

راہن نے دوسری چیز بھی اسی قرض کے مقابل میں رہن رکھی یہ دونوں چیزیں رہن ہو گئیں یعنی جب تک قرض ادا نہ کرے دونوں میں سے کسی کو نہیں لے سکتا۔ اور ان میں سے ایک ہلاک ہو گئی تو اگرچہ اس کی قیمت دین کے برابر ہو پورا دین ساقط نہیں ہوگا بلکہ دین کو دونوں پر تقسیم کیا جائے جتنا اس کے مقابل ہو صرف وہی ساقط ہوگا اور یہ دوسری چیز جو بعد میں رہن رکھی قبضہ کے دن جو اس کی قیمت تھی اس کا اعتبار ہوگا جس طرح پہلی کی قیمت میں بھی قبضہ ہی کے دن کا اعتبار تھا یعنی ہلاک ہونے کی صورت میں انہیں قیمتوں پر دین کی تقسیم ہوگی مثلاً ہزار روپے قرض لئے اور ایک چیز رہن رکھی جس کی قیمت ہزار روپے ہے پھر دوسری چیز رہن رکھی جس کی قیمت پانسو روپے ہے اور ایک ہلاک ہو گئی تو دین کے تین حصے کئے جائیں دو حصے پہلی کے مقابل میں اور ایک حصہ دوسری کے مقابل میں۔<sup>(1)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۳** دین کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھی پھر دین کا کچھ حصہ ادا کر دیا کچھ باقی ہے اب رہن میں زیادتی کی یعنی دوسری چیز بھی رہن رکھ دی اس زیادتی کا تعلق پورے دین سے نہیں بلکہ جو باقی ہے اسی سے ہے یعنی ہلاک ہونے کی صورت میں دین کے صرف اتنے ہی حصہ کو دونوں پر تقسیم کریں گے۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۴** دین میں زیادتی ناجائز ہے یعنی دین کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی اس کے بعد راہن یہ چاہے کہ پھر قرض لوں اور اس قرض کے مقابل میں بھی وہی چیز رہن رہے یہ نہیں ہو سکتا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہو گئی تو دوسرے دین پر اس کا اثر نہیں پڑے گا یہ ساقط نہیں ہوگا اور پہلا دین ادا کر دیا دوسرا باقی ہے تو مرتہن اُس چیز کو روک نہیں سکتا کہ دوسرے دین سے رہن کو تعلق نہیں۔<sup>(3)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۵** ہزار روپے میں دو غلام رہن رکھے پھر مرتہن سے کہا کہ مجھے ایک کی ضرورت ہے واپس دے دو اُس نے ایک غلام واپس کر دیا یہ دوسرا جو باقی ہے پانسو کے مقابل میں<sup>(4)</sup> رہن ہے یعنی اگر ہلاک ہو تو صرف پانسو ساقط ہوں گے اگرچہ اس کی قیمت ایک ہزار ہو مگر راہن اُس وقت فک رہن کر سکتا ہے<sup>(5)</sup> جب پورے ہزار ادا کر دے۔<sup>(6)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۶** ہزار روپے کے مقابل میں غلام کو رہن رکھا اس کے بعد راہن نے مرتہن کو ایک دوسرا غلام دیا کہ

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۴۰.

②..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الرهن، الباب السادس فی الزیادۃ فی الرهن... إلخ، ج ۵، ص ۴۵۹.

③..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۴۰.

④..... یعنی پانچ سو کے بدلے میں۔ ⑤..... یعنی رہن واپس لے سکتا ہے۔

⑥..... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۵۰.



اُس کی جگہ پر اسے رہن رکھ لو جب تک مرتہن پہلے غلام کو واپس نہ دے دے وہ رہن سے خارج نہیں ہوگا اور دوسرا غلام مرتہن کے پاس بطور امانت ہے جب پہلا غلام واپس کر دے اب یہ دوسرا غلام رہن ہو جائے گا اور مرتہن کے ضمان میں آجائے گا۔<sup>(1)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۷** مرتہن نے راہن سے دین معاف کر دیا، یا ہبہ کر دیا اور ابھی مرہون کو واپس نہیں کیا ہے اور مرہون ہلاک ہو گیا تو مرتہن سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں ملے گا ہاں اگر راہن نے مرتہن سے معافی یا ہبہ کے بعد مرہون کو مانگا اور اس نے نہیں دیا اس کے بعد ہلاک ہوا تو مرتہن کے ذمہ تاوان ہے کہ روکنے سے غاصب ہو گیا اور اگر مرتہن نے دین وصول پایا راہن نے اُسے دیا ہو یا کسی دوسرے نے بطور تبرع<sup>(2)</sup> دین ادا کر دیا یا مرتہن نے راہن سے دین کے عوض میں کوئی چیز خرید لی یا راہن سے کسی چیز پر مصالحت کی یا راہن نے دین کا کسی دوسرے شخص پر حوالہ کر دیا اور ان صورتوں میں مرہون مرتہن کے پاس ہلاک ہو گیا تو دین کے مقابل میں ہلاک ہوگا یعنی دین ساقط ہو جائے گا اور جو کچھ راہن نے متبرع<sup>(3)</sup> سے وصول پایا ہے اُسے واپس کرے اور حوالہ والی صورت میں حوالہ باطل ہو گیا۔<sup>(4)</sup> (ہدایہ، درمختار)

**مسئلہ ۱۸** یہ سمجھ کر کہ فلاں کا میرے ذمہ دین ہے ایک چیز رہن رکھ دی اس کے بعد راہن و مرتہن نے اس پر اتفاق کیا کہ دین تھا ہی نہیں اور مرہون ہلاک ہو گیا تو دین کے مقابل میں ہلاک ہوا یعنی مرتہن راہن کو اتنی رقم ادا کرے جس کے مقابل ہلاک ہوا یعنی مرتہن راہن کو اتنی رقم ادا کرے جس کے مقابل میں رہن رکھا گیا۔<sup>(5)</sup> (ہدایہ) اور بعض آئمہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ اُس صورت میں ہے کہ مرہون کے ہلاک ہونے کے بعد دونوں نے دین نہ ہونے پر اتفاق کیا ہو اور اگر اتفاق کرنے کے بعد ہلاک ہو تو ضمان نہیں کہ اب وہ چیز مرتہن کے پاس امانت ہے مگر صاحب ہدایہ کے نزدیک دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے۔<sup>(6)</sup>

**مسئلہ ۱۹** عورت کے پاس شوہر نے مہر کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی پھر عورت نے مہر معاف کر دیا، یا شوہر کو

①....."الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۵۰.

②..... بطور احسان۔ ③..... احسان کرنے والے۔

④....."الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۴۱.

و"الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۵۰، ۱۵۱.

⑤....."الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۴۱.

⑥....."ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۵۲.

بہہ کر دیا یا مہر کے مقابل میں شوہر سے خلع کرایا، ان سب کے بعد وہ مرہون چیز عورت کے پاس ہلاک ہوگئی تو اس کے مقابل میں عورت سے کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۲۰** ایک شخص نے دوسرے کا مہر بطور تبرع ادا کر دیا پھر شوہر نے عورت کو قبل دخول طلاق دے دی تو وہ شخص عورت سے نصف مہر واپس لے سکتا ہے کیونکہ دخول سے قبل طلاق ہونے میں عورت آدھے مہر کی مستحق ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے کوئی چیز خریدی دوسرے نے بطور تبرع اُس کا ثمن بائع کو دے دیا پھر مشتری نے عیب کی وجہ سے بیع کو واپس کر دیا تو ثمن اس کو ملے گا جس نے دیا ہے مشتری کو نہیں ملے گا۔<sup>(۲)</sup> (زیلعی)

**مسئلہ ۲۱** رہن فاسد کے وہی احکام ہیں جو رہن صحیح کے ہیں یعنی مثلاً راہن نے عقد رہن کو توڑ دیا اور یہ چاہے کہ مرہون کو واپس لے لے تو جب تک وہ چیز ادا نہ کر دے جس کے مقابل میں رہن رکھا ہے مرہون کو واپس نہیں لے سکتا یا راہن مر گیا اور اس کے ذمہ دوسروں کے بھی دین ہیں وہ لوگ یہ چاہیں کہ مرہون سے ہم بھی بھصہ رسد<sup>(۳)</sup> وصول کریں ایسا نہیں کر سکتے۔<sup>(۴)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲۲** مرہون چیز مال ہو اور جس کے مقابل میں رہن رکھا ہو وہ مضمون ہو یعنی اس کا ضمان واجب ہو مگر جواز رہن کے شرائط میں کوئی شرط معدوم ہو مثلاً مشاع کو رہن رکھا اس صورت میں رہن فاسد ہے اور اگر مرہون مال ہی نہ ہو یا جس کے مقابل میں رکھا ہو اس کا ضمان واجب نہ ہوتا ہو تو یہ رہن باطل ہے رہن باطل میں مرہون ہلاک ہو جائے تو وہ امانت تھی جو ضائع ہوگئی اُس کا کچھ معاوضہ راہن کو نہیں ملے گا۔<sup>(۵)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲۳** غلام خریدا اور اس پر قبضہ بھی کر لیا اور ثمن کے مقابل میں بائع کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی اور یہ چیز مر تہن کے پاس ہلاک ہوگئی اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ غلام نہ تھا بلکہ حر<sup>(۶)</sup> تھا یا بائع کا نہ تھا کسی اور کا تھا جس نے لے لیا تو مر تہن کو ضمان دینا ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری)

①..... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲، ص ۴۴۱.

②..... "تبیین الحقائق"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۷، ص ۲۰۶.

③..... یعنی جتنا حصے میں آئے۔

④..... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۵۲.

⑤..... المرجع السابق، ص ۱۵۳.

⑥..... آزاد۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الرهن، الباب الثالث فی ہلاک المرہون بضمنان... إلخ، ج ۵، ص ۴۵۲.

**مسئلہ ۲۴** بیع مسلم میں مسلم فیہ<sup>(۱)</sup> کے مقابل میں رب المسلم<sup>(۲)</sup> کے پاس کوئی چیز رہن رکھی اس کے بعد دونوں نے بیع مسلم کو فسخ کر دیا تو اب یہ چیز اس المال<sup>(۳)</sup> کے مقابل میں رہن ہے یعنی رب المسلم جب تک اس المال وصول نہ کر لے اس چیز کو روک سکتا ہے مگر یہ مرہون<sup>(۴)</sup> اگر ہلاک ہو جائے تو مسلم فیہ کے مقابل میں اس کا ہلاک ہونا متصور ہوگا کہ حقیقتہً اسی کے مقابل میں رہن ہے۔ یوہیں اگر بیع میں ثمن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی پھر بیع کا اقالہ ہوا تو جب تک بیع<sup>(۵)</sup> بائع<sup>(۶)</sup> کو واپس نہ ملے رہن کو روک سکتا ہے مگر مرہون ہلاک ہو جائے تو ثمن کے مقابل میں ہلاک متصور ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۵** ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ کچھ روپے تھے مدیون<sup>(۸)</sup> نے دائن<sup>(۹)</sup> کے دو کپڑے یہ کہہ کر دیے کہ اپنے روپے کے عوض<sup>(۱۰)</sup> ان میں سے ایک کپڑا لے لو اُس نے دونوں رکھ لئے اور دونوں ضائع ہو گئے تو مدیون کے کپڑے ضائع ہوئے دائن کا دین<sup>(۱۱)</sup> بدستور باقی ہے جب تک وہ ایک کو اپنے روپے کے عوض متعین نہ کر لے یہ ویسا ہی ہے کہ ایک شخص پر دوسرے کے بیس روپے باقی ہیں مدیون نے اُسے سو روپے دیے کہ ان میں سے اپنے بیس لے لو اُس نے کل رکھ لئے ان میں سے اپنے بیس نہیں نکالے اور کل روپے ضائع ہو گئے تو مدیون کے ضائع ہوئے دائن کا دین بدستور باقی ہے اور اگر کپڑے دیتے وقت یہ کہے کہ ان میں سے ایک کو اپنے دین کے مقابل میں رہن رکھ لو اور اُس نے دونوں رکھ لئے پھر دونوں ضائع ہو گئے اور دونوں ایک قیمت کے ہوں تو ہر ایک کی نصف قیمت دین کے مقابل میں ہوگی۔<sup>(۱۲)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۶** جس دین کے مقابل میں<sup>(۱۳)</sup> چیز رہن ہے جب تک وہ پورا وصول نہ ہو جائے مرہون<sup>(۱۴)</sup> کو روک سکتا ہے اور مرہون کے اگر دیگر دیون<sup>(۱۵)</sup> بھی راہن کے ذمہ ہوں رہن سے پہلے ہوں یا بعد کے مگر ان کے مقابل میں یہ چیز رہن نہ ہو تو ان کے وصول کرنے کے لئے رہن کو روک نہیں سکتا۔<sup>(۱۶)</sup> (عالمگیری)

①..... بیع۔ ②..... خریدار۔ ③..... ثمن۔

④..... گروی رکھی ہوئی چیز۔ ⑤..... بچی گئی چیز۔ ⑥..... بیچنے والے۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الرهن، الباب الثالث فی ہلاک المرہون بضممان... إلخ، ج ۵، ص ۴۵۰.

⑧..... مقرض۔ ⑨..... اپنا قرض طلب کرنے والا۔

⑩..... یعنی اپنے روپے کے بدلے میں۔ ⑪..... قرض۔

⑫..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الرهن، الباب الثالث فی ہلاک المرہون بضممان... إلخ، ج ۵، ص ۴۵۰.

⑬..... یعنی قرض کے بدلے میں۔ ⑭..... جس کے پاس چیز گروی رکھی ہے۔ ⑮..... قرضے۔

⑯..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الرهن، الباب الثالث فی ہلاک المرہون بضممان... إلخ، ج ۵، ص ۴۴۸.

## جنايات کا بيان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ ۗ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنثَىٰ بِالْأُنثَىٰ ۗ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعًا بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءً إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۗ ﴿۱۷﴾ وَكُلُّمُ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸﴾ ﴿ (پ ۲، ۶۷)

”اے ایمان والو! قصاص یعنی جو ناحق قتل کئے گئے ان کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ توجس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہو تو بھلائی سے تقاضا کرے اور اچھی طرح سے اس کو ادا کر دے۔ یہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لیے آسانی ہے اور تم پر مہربانی ہے، اب اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے اور تمہارے لیے خون کا بدلہ لینے میں زندگی ہے۔ اے عقل والو! تاکہ تم بچو۔“ اور فرماتا ہے:

﴿ وَكُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۗ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ ۗ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ ۗ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ ۗ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۗ وَالْجُرُوحَ قِصَاصًا ۗ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ۗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۹﴾ ﴿ (۲)

”اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔ پھر جو معاف کر دے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور جو اللہ کے نازل کئے پر حکم نہ کرے (۳) وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔“

امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے فرمایا ﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ ﴾ (الایہ) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، عفو (۴) یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کرے اور اتباع بالمعروف یہ ہے کہ بھلائی سے طلب کرے اور قاتل اچھی طرح ادا کرے۔ (۵)

اور فرماتا ہے:

① ..... پ ۲، البقرة: ۱۷۸، ۱۷۹.

② ..... پ ۶، المائدة: ۴۵.

③ ..... یعنی فیصلہ نہ کرے۔

④ ..... یعنی معاف کرنا۔

⑤ ..... ”صحیح البخاری“، کتاب الدیات، باب من قتل له قتیل... إلخ، الحدیث: ۶۸۸۱، ج ۴، ص ۳۶۲.

﴿ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۗ ﴾ (۱) (پ، ۶، ۹۷)

”اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب انسانوں کو زندہ رکھا۔ اور فرماتا ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَاقُتَلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةً وَوَدِيَّةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهَا إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنَ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُمْ مُؤْمِنُونَ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةً ۚ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَوَدِيَّةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةً ۚ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ ﴾ (۲) (پ، ۵، ۱۰۷)

”اور مسلمان کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر غلطی کے طور پر اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک غلام مسلم کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو دیا جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔ پھر وہ اگر اس قوم سے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خون بہا سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان مملوک کو آزاد کیا جائے۔ پھر جو نہ پائے وہ لگا تار دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ سے اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب فرمایا اور اس پر لعنت کی اور اس پر بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔“

**حدیث ۱** — امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی مسلمان مرد کا جو لا إله إلا الله کی گواہی اور میری رسالت کی شہادت دیتا ہے خون صرف تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہے۔ نفس بدلے میں نفس کے اور شیب زانی (۳) اور اپنے مذہب سے نکل کر جماعت اہل اسلام کو چھوڑ دے“ (مرد ہو جائے یا باغی ہو جائے)۔ (۴)

**حدیث ۲** — امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

① ..... پ، ۶، المائدة: ۳۲۔

② ..... پ، ۵، النساء: ۹۲-۹۳۔

③ ..... یعنی شادی شدہ زانی۔

④ ..... ”صحیح البخاری“، کتاب الديات، باب قول الله تعالى ﴿ إِنَّ النَّفْسَ الْبَاطِنَةَ ﴾، الحدیث: ۶۸۷۸، ج، ۴، ص ۳۶۱۔

نے فرمایا کہ ”مسلمان اپنے دین کی سبب کشادگی میں رہتا ہے جب تک کوئی حرام خون نہ کر لے۔“ (1)

**حدیث ۳** صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ ”قیامت کے دن سب سے پہلے خون ناحق کے بارے میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔“ (2)

**حدیث ۴** امام بخاری اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما (3) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس نے کسی معاہدہ (ذمی) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا اور بے شک جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پہنچتی ہے۔“ (4)

**حدیث ۵ و ۶** امام ترمذی اور نسائی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما (5) سے اور ابن ماجہ براء بن عازب رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”بے شک دنیا کا زوال اللہ (عزوجل) پر آسان ہے۔ ایک مرد مسلم کے قتل سے۔“ (6)

**حدیث ۷ و ۸** امام ترمذی ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اگر آسمان وزمین والے

ایک مرد مومن کے خون میں شریک ہو جائیں تو سب کو اللہ تعالیٰ جہنم میں اوندھا کر کے ڈال دے گا۔ (7)

**حدیث ۹** امام مالک نے سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ

یا سات نفر کو (8) ایک شخص کو دھوکا دے کر قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا اور فرمایا کہ اگر صنعاء (9) کے سب لوگ اس خون میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔ (10) امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی کے مثل ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ (11)

1..... ”صحیح البخاری“، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مِّنْ غَيْرِ...﴾ الخ، الحدیث: ۶۸۶۲، ج ۴، ص ۳۵۶.

2..... المرجع السابق، الحدیث: ۶۸۶۴، ج ۴، ص ۳۵۷.

3..... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ”عبد اللہ بن عمر“ رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ”بخاری شریف“

اور دیگر کتب حدیث میں ”عبد اللہ بن عمرو“ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

4..... ”صحیح البخاری“، کتاب الحزب و الموادع، باب اثم من قتل معاہدا بغیر جرم، الحدیث: ۳۱۶۶، ج ۲، ص ۳۶۵.

5..... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ”عبد اللہ بن عمر“ رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ”جامع ترمذی

اور سنن نسائی“ میں ”عبد اللہ بن عمرو“ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

6..... ”جامع الترمذی“، کتاب الدیات، باب ماجاء فی تشدید قتل المؤمن، الحدیث: ۱۴۰۰، ج ۳، ص ۹۹.

7..... ”جامع الترمذی“، کتاب الدیات، باب الحکم فی الدماء، الحدیث: ۱۴۰۳، ج ۳، ص ۱۰۰.

8..... یعنی آدمیوں کو۔ 9..... یمن کا دار الحکومت۔

10..... ”الموطأ“، للإمام مالک، کتاب العقول، باب ماجاء فی الغیلة والسحر، الحدیث: ۱۶۷۱، ج ۲، ص ۳۷۷.

11..... ”صحیح البخاری“، کتاب الدیات، باب إذا اصاب قوم من رجل... الخ، الحدیث: ۶۸۹۶، ج ۴، ص ۳۶۷.

**حدیث ۱۰** → دارقطنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جب ایک مرد دوسرے کو پکڑ لے اور کوئی اور آ کر قتل کر دے تو قاتل قتل کیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔“ (1)

**حدیث ۱۱** → امام ترمذی اور امام شافعی حضرت ابی شریح کھبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم نے اے قبیلہ خزاعہ (2) ہذیل (3) کے آدمی کو قتل کر دیا اب میں اس کی دیت خود دیتا ہوں، اس کے بعد جو کوئی کسی کو قتل کرے تو مقتول کے گھر والے دو چیزوں میں سے ایک اختیار کریں اگر پسند کریں تو قتل کریں اور اگر وہ چاہیں تو خون بہالیں۔ (4)

**حدیث ۱۲** → صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضرت ربیع نے جو انس بن مالک کی پھوپھی تھیں ایک انصاریہ عورت کے دانت توڑ دیئے تو وہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے قصاص کا حکم فرمایا۔ حضرت انس کے چچا انس بن النضر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)، قسم اللہ کی ان کے دانت نہیں توڑے جائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اے انس! اللہ کا حکم قصاص کا ہے،“ اس کے بعد وہ لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے دیت قبول کر لی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اللہ (عزوجل) کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ (عزوجل) پر قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔“ (5)

**حدیث ۱۳** → امام بخاری اپنی صحیح میں ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (6) سے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو قرآن میں نہیں، تو انہوں نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا فرمایا، ہمارے پاس وہی ہے جو قرآن میں ہے مگر اللہ (عزوجل) نے جو قرآن کی سمجھ کسی کو دے دی اور ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے۔“ میں نے کہا، اس صحیفہ میں کیا ہے؟ تو فرمایا: دیت اور اس کے احکام اور قیدی کو چھڑانا اور یہ کہ کوئی مسلم کسی کافر (حربی) کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔ (7)

**حدیث ۱۴** → ابوداؤد و نسائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ

① ..... ”سنن الدار قطنی“، کتاب الحدود و الدیات ... إلخ، الحدیث: ۳۲۴۳، ج ۳، ص ۱۶۷.

② ..... عرب کا ایک قبیلہ۔

③ ..... کذا فی المشکوٰۃ کتاب القصاص ۱۲.

④ ..... ”جامع الترمذی“، کتاب الدیات، باب ماجاء فی حکم ولی القتل ... إلخ، الحدیث: ۱۴۱۱، ج ۳، ص ۱۰۳.

⑤ ..... ”صحیح البخاری“، کتاب التفسیر، باب قوله (وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ)، الحدیث: ۴۶۱۱، ج ۳، ص ۲۱۵.

⑥ ..... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ”ابو حنیفہ“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ”بخاری شریف“ اور دیگر

کتب حدیث میں ”حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ ہی مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔ ... علمہ

⑦ ..... ”صحیح البخاری“، کتاب الدیات، باب لا یقتل المسلم بالکافر، الحدیث: ۶۹۱۵، ج ۴، ص ۳۷۴.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور ان کے ادنیٰ کے ذمہ کو پورا کیا جائے گا اور جو دور والوں نے غنیمت حاصل کی ہو وہ سب لشکریوں کو ملے گی اور وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک ہیں۔ خبردار کوئی مسلمان کسی کافر (حربی) کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ کوئی ذمی، جب تک وہ ذمہ میں باقی ہے۔“<sup>(1)</sup>

**حدیث ۱۵** — ترمذی اور دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدیں مسجد میں قائم نہ کی جائیں اور اگر باپ نے اپنی اولاد کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔<sup>(2)</sup>

**حدیث ۱۶** — ترمذی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) باپ کے قصاص میں بیٹے کو قتل کرتے اور بیٹے کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کرتے<sup>(3)</sup> یعنی اگر بیٹے نے باپ کو قتل کیا تو بیٹے سے قصاص لیتے اور باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہ لیتے۔

**حدیث ۱۷** — ابوداؤد ونسائی ابورمضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے دریافت کیا، یہ کون ہے؟ میرے والد نے کہا، یہ میرا لڑکا ہے آپ اس کے گواہ رہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا، خبردار نہ یہ تمہارے اوپر جنایت کر سکتا ہے اور نہ تم اس پر جنایت کر سکتے ہو۔<sup>(4)</sup> (بلکہ جو جنایت کرے گا وہی ماخوذ ہوگا)

**حدیث ۱۸** — امام ترمذی ونسائی وابن ماجہ ودارمی ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا جب باغیوں نے محاصرہ کیا تو کھڑکی سے جھانک کر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مرد مسلم کا خون حلال نہیں ہے مگر تین وجہوں سے۔  
① احسان کے بعد<sup>(5)</sup> زنا سے یا ② اسلام کے بعد کفر سے یا ③ کسی نفس کو بغیر کسی نفس کے قتل کر دینے سے، انہیں وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ قسم خدا کی، نہ میں نے زمانہ کفر میں زنا کیا اور نہ زمانہ اسلام میں اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی مرتد نہیں ہوا اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا، قتل نہیں کیا پھر تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو۔<sup>(6)</sup>

①..... "سنن أبي داود"، كتاب الديات، باب إيقاد المسلم بالكافر، الحديث: ٤٥٣٠، ٤٥٣١، ج ٤، ص ٢٣٨، ٢٣٩.

②..... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب ما جاء في الرجل يقتل ابنه... إلخ، الحديث: ١٤٠٦، ج ٣، ص ١٠١.

③..... المرجع السابق، الحديث: ١٤٠٤، ج ٣، ص ١٠٠.

④..... "سنن أبي داود"، كتاب الديات، باب لا يؤخذ أحد بجزيرة أخيه أو أبيه، الحديث: ٤٤٩٥، ج ٤، ص ٢٢٣.

⑤..... یعنی شادی شدہ ہونے کے بعد۔

⑥..... "جامع الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا يحل دم امرئ مسلم... إلخ، الحديث: ٢١٦٥، ج ٤، ص ٦٤.



**حدیث ۱۹** — ابو داؤد حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مومن تیز رو<sup>(۱)</sup> اور صالح رہتا ہے جب تک حرام خون نہ کر لے اور جب حرام خون کر لیتا ہے تو اب وہ تھک جاتا ہے۔“<sup>(۲)</sup>۔<sup>(۳)</sup>

**حدیث ۲۰** — ابو داؤد انہیں سے اور نسائی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”امید ہے کہ گناہ کو اللہ بخش دے گا مگر اس شخص کو نہ بخشے گا جو مشرک ہی مر جائے یا جس نے کسی مرد مومن کو قصداً<sup>(۴)</sup> ناحق قتل کیا۔“<sup>(۵)</sup> (اس کی تاویل آگے آئے گی)

**حدیث ۲۱** — امام ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس نے ناحق جان بوجھ کر قتل کیا وہ اولیائے مقتول کو دے دیا جائے گا پس وہ اگر چاہیں قتل کریں اور اگر چاہیں دیت لیں۔“<sup>(۶)</sup>

**حدیث ۲۲** — دارمی ابن شریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ”جو اس بات کے ساتھ مبتلا ہو کہ اس کے یہاں کوئی قتل ہو گیا یا زخمی ہو گیا تو تین چیز میں سے ایک اختیار کرے۔ اگر چوتھی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو (یعنی روک دو) یہ اختیار ہے کہ قصاص لے یا معاف کرے یا دیت لے پھر ان تینوں باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے بعد اگر کوئی زیادتی کرے تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔“<sup>(۷)</sup>

**حدیث ۲۳** — ابو داؤد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میں اس کو معاف نہیں کروں گا جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا۔“<sup>(۸)</sup>

**حدیث ۲۴** — امام ترمذی وابن ماجہ نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس کے جسم میں کوئی زخم لگ جائے پھر وہ اس کا صدقہ کر دے (معاف کر دے) تو اللہ

①..... یعنی مومن نیکی میں جلدی کرنے والا ہوتا ہے۔

②..... یعنی قتل ناحق کی نحوست سے انسان تو فتن خیر سے محروم رہ جاتا ہے اسی کو تھک جانے سے تعبیر فرمایا۔

③..... ”سنن أبي داود“، كتاب الفتن والملاحم، باب في تعظيم قتل المؤمن، الحديث: ۴۲۷۰، ج ۴، ص ۱۳۹.

④..... یعنی جان بوجھ کر۔

⑤..... ”سنن أبي داود“، كتاب الفتن... إلخ، باب في تعظيم قتل المؤمن، الحديث: ۴۲۷۰، ج ۴، ص ۱۳۹.

⑥..... ”جامع الترمذی“، كتاب الديات، باب ماجاء في الدية كم هي من الإبل، الحديث: ۱۳۹۲، ج ۳، ص ۹۵.

⑦..... ”سنن الدارمی“، كتاب الديات، باب الدية في قتل العمدة، الحديث: ۲۳۵۱، ج ۲، ص ۲۴۷.

⑧..... ”سنن أبي داود“، كتاب الديات، باب من يقتل بعد أخذ الدية، الحديث: ۴۵۰۷، ج ۴، ص ۲۲۹.

(عزوجل) اس کا ایک درجہ بڑھاتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔<sup>(۱)</sup>

**حدیث ۲۵** امام بخاری اپنی صحیح میں عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ! کون سا گناہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک بڑا ہے؟ فرمایا کہ ”اللہ (عزوجل) کا کوئی شریک بتائے، حالانکہ اللہ (عزوجل) ہی نے تم کو پیدا کیا۔“ عرض کی پھر کون سا گناہ؟ فرمایا: ”پھر یہ کہ اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔“ کہا۔ پھر کون؟ ارشاد فرمایا: ”پھر یہ کہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ پس اللہ (عزوجل) نے اس کی تصدیق نازل فرمائی:

﴿ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ۗ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ ﴾<sup>(۲)</sup> (پ ۱۹، ع ۳۴)

”اور وہ جو اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی اور کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جسے اللہ (عزوجل) نے حرام کیا ناحق قتل نہیں کرتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، اس کے لیے چند در چند عذاب کیا جائے گا قیامت کے دن۔“<sup>(۴)</sup> اور وہ اس میں مدتوں ذلت کے ساتھ رہے گا، مگر جو توبہ کر لے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے۔ اللہ (عزوجل) ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ (عزوجل) مغفرت والا رحم والا ہے۔“

**حدیث ۲۶** امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ان نقباً<sup>(۵)</sup> سے ہوں جنہوں نے (لیلۃ العقبہ<sup>(۶)</sup> میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور زنا نہ کریں گے اور چوری نہ کریں گے اور ایسی جان کو قتل نہ کریں گے جس کو اللہ (عزوجل) نے حرام فرمایا اور لوٹ نہ کریں گے اور خدا (تعالیٰ) کی نافرمانی نہ کریں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم کو جنت

①..... "جامع الترمذی"، کتاب الدیات، باب ماجاء فی العفو، الحدیث: ۱۳۹۸، ج ۳، ص ۹۷.

②..... "صحیح البخاری"، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَثَمَتًا... الخ ﴾، الحدیث: ۶۸۶۱، ج ۴، ص ۳۵۶.

③..... پ ۱۹، الفرقان: ۶۸ - ۷۰.

④..... بہار شریعت میں اس مقام پر ﴿يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ کا ترجمہ "قیامت کے دن" موجود نہیں تھا، لہذا متن میں کفر الایمان سے اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمہ

⑤..... قوم کے سرداروں۔

⑥..... عقبہ سے مراد وہ مقام ہے جو منی کے اطراف میں واقع ہے، اس مقام پر رات کے وقت چند انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی جن میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

دی جائے گی اور اگر ان میں سے کوئی کام ہم نے کیا تو اس کا فیصلہ اللہ (عزوجل) کی طرف ہے۔<sup>(1)</sup>

**حدیث ۲۷** امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں۔ حرم میں الحاد کرنے والا اور اسلام میں طریقہ جاہلیت کا طلب کرنے والا اور کسی مسلمان شخص کا ناحق خون طلب کرنے والا تاکہ اسے بہائے۔“<sup>(2)</sup>

**حدیث ۲۸** امام ابو جعفر طحاوی نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”قصاص میں قتل تلوار ہی سے ہوگا۔“<sup>(3)</sup>

## مسائل فقہیہ

یہاں جنایت سے مراد وہ فعل ہے جس سے جان یا اعضاء کو نقصان پہنچایا جائے اس کے احکام کا تعلق حکومت سے ہے کہ وہی ان کا نفاذ کرتی ہے یہاں نہ اسلامی حکومت ہے نہ شریعت کے مطابق احکام جاری ہیں لہذا اس کے مسائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہ تھی مگر پھر بھی مسلمانوں کو شرعی احکام معلوم کرنا بے سود نہیں ہے اس لحاظ سے کچھ مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

**مسئلہ ۱** قتل ناحق کی پانچ صورتیں ہیں۔ (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطا (۴) قائم مقام خطا (۵) قتل بالسبب۔ قتل عمد یہ ہے کہ کسی دھاردار آلے سے قصداً قتل کرے۔ آگ سے جلا دینا بھی قتل عمد ہی ہے۔ دھاردار آلہ مثلاً تلوار، چھری یا لکڑی اور بانس کی گھپے چھی<sup>(4)</sup> میں دھاردار قتل کیا یا دھاردار پتھر سے قتل کیا، لوہے اور تانبا، پیتل وغیرہ کی کسی چیز سے قتل کرے گا، اگر اس سے جرح یعنی زخم ہو تو قتل عمد ہے، مثلاً چھری، خنجر، تیر، نیزہ، بلم<sup>(5)</sup> وغیرہ کہ یہ سب آلہ جارحہ ہیں۔<sup>(6)</sup> گولی اور چھرے سے قتل ہوا، یہ بھی اسی میں داخل ہے۔<sup>(7)</sup> (ہدایہ، درمختار)

**مسئلہ ۲** قتل عمد کا حکم یہ ہے کہ ایسا شخص نہایت سخت گنہگار ہے۔ کفر کے بعد تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

- ① ..... ”صحیح البخاری“، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَمَنْ أَحْيَا قَا﴾، الحدیث: ۶۸۷۳، ج ۴، ص ۳۵۹.
  - ② ..... ”صحیح البخاری“، کتاب الدیات، باب من طلب دم امرئ بغیر حق، الحدیث: ۶۸۸۲، ج ۴، ص ۳۶۲.
  - ③ ..... ”شرح معانی الآثار“، کتاب الجنایات، باب الرجل یقتل رجلاً کیف یقتل؟، الحدیث: ۴۹۱۷، ج ۳، ص ۸۱.
  - ④ ..... بانس کا چرا ہوا لکڑا۔ ⑤ ..... لمبی لاشی جس کے سرے پر نوک دار بھال ہوتی ہے، بھالا، برچھا۔
  - ⑥ ..... یعنی زخمی کرنے والے آلے ہیں۔
  - ⑦ ..... ”الہدایۃ“ کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۴۴۲.
- و ”الدر المختار“، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۵۵-۱۵۷.

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَّتَعِدًا فِجْرًا أَذُوهُ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا﴾<sup>(1)</sup> (پ، ۵، ع، ۱۰)

”جو کسی مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم میں مدتوں<sup>(2)</sup> رہنا ہے۔“

ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اس کے متعلق صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) میں اختلاف ہے جیسا کہ کتب حدیث میں یہ بات مذکور ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسے قاتل کی بھی مغفرت ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے۔ اگر وہ چاہے توبہ بخش دے<sup>(3)</sup> جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾<sup>(4)</sup> (پ، ۵، ع، ۴)

”بے شک اللہ (عزوجل) شرک یعنی کفر کو تو نہیں بخشنے گا۔ اس سے نیچے جتنے گناہ ہیں جس کے لئے چاہے گا مغفرت فرما دے گا۔“ اور پہلی آیت کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ مومن کو جو بحیثیت مومن قتل کرے گا یا اس کے قتل کو حلال سمجھے گا وہ بے شک ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا خلود سے مراد بہت دنوں تک رہنا ہے۔

**مسئلہ ۳** قتل عمد کی سزا دنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی متعین ہے۔ ہاں اگر اولیائے مقتول معاف کر دیں یا قاتل سے مال لے کر مصالحت کر لیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے مگر بغیر مرضی قاتل اگر مال لینا چاہیں تو نہیں ہو سکتا۔ یعنی قاتل اگر قصاص کو کہے تو اولیائے مقتول اس سے مال نہیں لے سکتے۔ مال پر مصالحت کی صورت میں دیت کی برابری کم یا زیادہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔ یعنی مال لینے کی صورت میں یہ ضرور نہیں کہ دیت سے زیادہ نہ ہو اور جس مال پر صلح ہوئی وہ دیت کی قسم سے ہو یا دوسری جنس سے ہو دونوں صورتوں میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔<sup>(6)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۴** قتل عمد میں قاتل کے ذمے کفارہ واجب نہیں۔<sup>(7)</sup> (متون)

**مسئلہ ۵** اولیائے مقتول نے اگر نصف قصاص معاف کر دیا تو کل ہی معاف ہو گیا یعنی اس میں تجزی نہیں ہو سکتی، اب اگر یہ چاہیں کہ باقی نصف کے مقابل میں مال لیں، یہ نہیں ہو سکتا۔<sup>(8)</sup> (شلمی)

① ..... پ، ۵، النساء: ۹۳۔

② ..... بہار شریعت میں اس مقام پر ﴿خَالِدًا﴾ کا ترجمہ ”مدتوں“ موجود نہیں تھا، لہذا متن میں کنز الایمان سے اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمیہ

③ ..... ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۵۸۔

④ ..... پ، ۵، النساء: ۴۸۔

⑤ ..... بہار شریعت میں اس مقام پر ﴿إِنَّ اللَّهَ﴾ کا ترجمہ ”بے شک اللہ (عزوجل)“ موجود نہیں تھا، لہذا متن میں کنز الایمان سے اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمیہ

⑥ ..... ”الدر المختار“، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۵۸۔

⑦ ..... ”کنز الدقائق“، کتاب الجنایات، ص ۴۴۸۔

⑧ ..... ”حاشیة الشلمی علی ”تبیین الحقائق“، کتاب الجنایات، ج ۷، ص ۲۱۲۔

**مسئلہ ۶** قتل کی دوسری قسم شبہ عمد ہے۔ وہ یہ کہ قصد اُقتل کرے مگر اسلحہ سے یا جو چیزیں اسلحہ کے قائم مقام ہوں ان سے قتل نہ کرے مثلاً کسی کو لٹھی یا پتھر سے مار ڈالا یہ شبہ عمد ہے اس صورت میں بھی قاتل گنہگار ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے اور قاتل کے عصبہ پر دیت مغلظہ واجب جو تین سال میں ادا کریں گے۔ دیت کی مقدار کیا ہوگی اس کو آئندہ ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔<sup>(1)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۷** شبہ عمد مار ڈالنے ہی کی صورت میں ہے۔ اور اگر وہ جان سے نہیں مارا گیا بلکہ اس کا کوئی عضو تلف ہو گیا مثلاً لٹھی سے مارا اور اس کا ہاتھ یا انگلی ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی تو اس کو شبہ عمد نہیں کہیں گے بلکہ یہ عمد ہے اور اس صورت میں قصاص ہے۔<sup>(2)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۸** تیسری قسم قتل خطا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے گمان میں غلطی ہوئی، مثلاً اس کو شکار سمجھ کر قتل کیا اور شکار نہ تھا بلکہ انسان ہے یا حربی یا مرتد سمجھ کر قتل کیا حالانکہ کہ وہ مسلم تھا دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں غلطی ہوئی مثلاً شکار پر یا چاند ماری<sup>(3)</sup> پر گولی چلائی اور لگ گئی آدمی کو کہ یہاں انسان کو شکار نہیں سمجھا بلکہ شکار ہی کو شکار سمجھا اور شکار ہی پر گولی چلائی مگر ہاتھ بہک گیا۔<sup>(4)</sup> گولی شکار کو نہیں لگی آدمی کو لگی۔ اسی کی یہ صورتیں بھی ہیں۔ نشانہ پر گولی لگ کر لوٹ آئی اور کسی آدمی کو لگی یا نشانہ سے پار ہو کر کسی آدمی کو لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا دوسرے کو لگی یا ایک شخص کے ہاتھ میں مارنا چاہتا تھا دوسرے کی گردن میں لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا مگر گولی دیوار پر لگی پھر شاپا کھا کر لوٹی اور اس شخص کو لگی یا اس کے ہاتھ سے لکڑی یا اینٹ چھوٹ کر کسی آدمی پر گری اور مر گیا یہ سب صورتیں قتل خطا کی ہیں۔<sup>(5)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۹** قتل خطا کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت واجب جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔ قتل خطا کی دونوں صورتوں میں اس کے ذمہ قتل کا گناہ نہیں۔ یہ تو ضرور گناہ ہے کہ ایسے آلہ کے استعمال میں اس نے بے احتیاطی برتی، شریعت کا حکم ہے کہ ایسے موقعوں پر احتیاط سے کام لینا چاہئے۔<sup>(6)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۰** مقتول کے جسم کے جس حصہ پر وار کرنا چاہتا تھا وہاں نہیں لگا۔ دوسری جگہ لگا یہ خطا نہیں ہے بلکہ عمد ہے اور اس میں قصاص واجب ہے۔<sup>(7)</sup> (ہدایہ)

①..... "الهدایة"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۴۴۳.

②..... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۱.

③..... نشانہ، وہ جگہ جس پر نشانہ بازی کرتے ہیں۔ یعنی ادھر ادھر مڑ گیا۔

④..... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۱، ۱۶۲.

⑤..... "الهدایة"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۴۴۳.

⑥..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۱** قتل کی ان تینوں قسموں میں قاتل میراث سے محروم ہوتا ہے یعنی اگر کسی نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس کا ترکہ اس کو نہیں ملے گا (ہدایہ) <sup>(۱)</sup> بشرطیکہ جس سے قتل ہوا وہ مکلف <sup>(۲)</sup> ہو اور اگر مجنون یا بچہ ہے تو میراث سے محروم نہیں۔ <sup>(۳)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۲** چوتھی قسم قائم مقام خطا جیسے کوئی شخص سوتے میں کسی پر گر پڑا اور یہ مر گیا اسی طرح چھت سے کسی انسان پر گرا اور مر گیا قتل کی اس صورت میں بھی وہی احکام ہیں جو خطا میں ہیں یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت اور قاتل میراث سے محروم ہوگا اور اس میں بھی قتل کرنے کا گناہ نہیں، مگر یہ گناہ ہے کہ ایسی بے احتیاطی کی جس سے ایک انسان کی جان ضائع ہوئی۔ <sup>(۴)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۳** پانچویں قسم قتل بالسبب، جیسے کسی شخص نے دوسری کی ملک میں کو آں کھودا یا پتھر رکھ دیا یا راستہ میں لکڑی رکھ دی اور کوئی شخص کوئیں میں گر کر یا پتھر اور لکڑی سے ٹھوکر کھا کر مر گیا۔ اس قتل کا سبب وہ شخص ہے جس نے کو آں کھودا تھا اور پتھر وغیرہ رکھ دیا تھا۔ اس صورت میں اس کے عصبہ کے ذمے دیت ہے۔ قاتل پر نہ کفارہ ہے نہ قتل کا گناہ، اس کا گناہ ضرور ہے کہ پرانی ملک میں کو آں کھودا، یا وہاں پتھر رکھ دیا۔ <sup>(۵)</sup> (درمختار)

## کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں

**مسئلہ ۱** قتل عمد میں قصاص واجب ہوتا ہے کہ ایسے کو قتل کیا جس کے خون کی محافظت ہمیشہ کے لیے ہو۔ جیسے مسلم یا ذمی کہ اسلام نے ان کی محافظت کا حکم دیا ہے۔ بشرطیکہ قاتل مکلف ہو، یعنی عاقل بالغ ہو۔ مجنون یا نابالغ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ اگر قتل کے وقت عاقل تھا اور بعد میں مجنون ہو گیا۔ اگر قتل کے لیے ابھی تک حوالہ نہیں کیا گیا ہے۔ قصاص ساقط ہو جائے گا اور اگر قصاص کا حکم ہو چکا اور قتل کرنے کے لیے دیا جا چکا ہے اس کے بعد مجنون ہو تو قصاص ساقط نہیں ہوگا اور ان صورتوں میں بجائے قصاص اس پر دیت واجب ہوگی۔ <sup>(۶)</sup> (درمختار)

①..... "الهدایة"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۴۴۳.

②..... یعنی عاقل، بالغ ہو۔

③..... "رد المحتار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۴.

④..... "الدرالمختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۳.

⑤..... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۳.

⑥..... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۶۴.

**مسئلہ ۲** جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی ہوش میں آ جاتا ہے۔ اس نے اگر حالتِ افاقہ میں کسی کو قتل کیا ہے تو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ ہاں اگر قتل کے بعد اسے جنونِ مطبق ہو گیا تو قصاص ساقط ہو گیا اور جنونِ مطبق نہیں ہے تو قتل کیا جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۳** قصاص کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ قاتل و مقتول کے مابین شبہ نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً باپ بیٹا، آقا و غلام کہ یہاں قصاص نہیں اور اگر مقتول نے قاتل کو کہہ دیا کہ مجھے قتل کر ڈال، اس نے قتل کر دیا اس میں بھی قصاص واجب نہیں۔<sup>(۲)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۴** آزاد کو آزاد کے بدلے میں اور غلام کے بدلے میں بھی قتل کیا جائے گا اور غلام کو غلام کے بدلے میں اور آزاد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ مرد کو عورت کے بدلے میں اور عورت کو مرد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ مسلم کو ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ حربی یا مستامن کے بدلے میں نہ مسلم سے قصاص لیا جائے گا نہ ذمی سے، اسی طرح مستامن سے مستامن کے مقابل میں قصاص نہیں۔ ذمی نے ذمی کو قتل کیا، قصاص لیا جائے گا اور قتل کے بعد قاتل مسلمان ہو گیا جب بھی قصاص ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۵** مسلم نے مرتد یا مرتدہ کو قتل کیا اس صورت میں قصاص نہیں۔ دو مسلمان دارالہرب میں امان لے کر گئے اور ایک نے دوسرے کو وہیں قتل کر دیا قصاص نہیں۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۶** عاقل سے مجنون کے بدلے میں اور بالغ سے نابالغ کے بدلے میں اور انھیاریے سے اندھے کے بدلے میں اور ہاتھ پاؤں والے سے لٹھے<sup>(۵)</sup> یا جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں اس کے بدلے میں، تندرست سے بیمار کے بدلے میں اور مرد سے عورت کے بدلے میں قصاص لیا جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (درمختار، عالمگیری)

**مسئلہ ۷** اصول نے فروع کو قتل کیا مثلاً باپ ماں، دادا دادی، نانا نانی نے بیٹے یا پوتے یا نواسہ کو قتل کیا اس

① ..... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۶۵.

② ..... المرجع السابق.

③ ..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... الخ، ج ۶، ص ۳.

④ ..... المرجع السابق.

⑤ ..... لنگڑا، ہاتھ پاؤں سے معذور۔

⑥ ..... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۶۸.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... الخ، ج ۶، ص ۳.

میں قصاص نہیں بلکہ خود اس قاتل سے دیت دلوائی جائے گی بلکہ باپ کے ساتھ اگر بیٹے کے قتل میں کوئی اجنبی بھی شریک تھا تو اس اجنبی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس سے بھی دیت ہی لی جائے گی۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دو شخصوں نے مل کر اگر کسی کو قتل کیا اور ان میں ایک وہ ہے کہ اگر وہ تنہا کرتا تو قصاص واجب ہوتا اور دوسرا وہ ہے کہ تنہا قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب نہیں ہوتا تو اس پہلے سے بھی قصاص نہیں، مثلاً اجنبی اور باپ دونوں نے قتل کیا یا ایک نے قصداً قتل کیا اور دوسرے نے خطا کے طور پر۔ ایک نے تلوار سے قتل کیا، دوسرے نے لاٹھی سے، ان سب صورتوں میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت واجب ہے۔<sup>(1)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۸** - مولے نے اپنے غلام کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں۔ اسی طرح اپنے مدبر یا مکاتب یا اپنی اولاد کے غلام کو قتل کیا یا اس غلام کو قتل کیا جس کے کسی حصہ کا قاتل مالک ہے۔<sup>(2)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۹** - قتل سے قصاص واجب تھا مگر اس کا وارث ایسا شخص ہوا کہ وہ قصاص نہیں لے سکتا تو قصاص ساقط ہو گیا مثلاً وہ قاتل اس وارث کے اصول میں سے ہے تو اب قصاص نہیں ہو سکتا۔ جیسے ایک شخص نے اپنے خسر کو قتل کیا اور اس کی وارث صرف اس کی لڑکی ہے یعنی قاتل کی بیوی۔ پھر یہ عورت مرگئی اور اس کا لڑکا وارث ہوا جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کی صورت میں بیٹے کا باپ سے قصاص لینا لازم آتا ہے، لہذا قصاص ساقط۔<sup>(3)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۰** - مسلم نے اگر مسلم کو مشرک سمجھ کر قتل کیا، مثلاً جہاد میں ایک مسلم کو کافر سمجھا اور مار ڈالا، اس صورت میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت و کفارہ ہے کہ یہ قتل عمد نہیں بلکہ قتل خطا ہے اور اگر مسلم صف کفار میں تھا اور کسی مسلم نے قتل کر ڈالا تو دیت و کفارہ بھی نہیں۔<sup>(4)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۱** - جن اگر ایسی شکل میں آیا جس کا قتل جائز ہے۔ مثلاً سانپ کی شکل میں آیا تو اس کے قتل میں کوئی مواخذہ نہیں۔<sup>(5)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۲** - قصاص میں جس کو قتل کیا جائے تو یہ ضرور ہے کہ تلوار ہی سے قتل کیا جائے اگرچہ قاتل نے اسے تلوار سے قتل نہ کیا ہو بلکہ کسی اور طرح سے مار ڈالا ہو جس سے قصاص واجب ہوتا ہو۔ خنجر یا نیزہ سے یا کسی دوسرے اسلحہ سے قتل کرنا بھی تلوار ہی

①..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۶۸، ۱۶۹.

②..... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۶۹.

③..... المرجع السابق، ص ۱۷۱. ④..... المرجع السابق، ص ۱۷۲.

⑤..... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۷۳.



کے حکم میں ہے۔ لہذا اگر اسلحہ کے سوا کسی اور طرح سے قصاص میں قتل کیا، مثلاً کوسیں میں گرا کر مار ڈالا یا پتھر سے قتل کیا تو ایسا کرنے سے تعزیر کا مستحق ہے۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ، درمختار)

**مسئلہ ۱۳** کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور وہ مر گیا تو قاتل کی گردن تلوار سے اڑادی جائے یہ نہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیں۔ اسی طرح اگر اس کا سر توڑ ڈالا اور مر گیا تو قاتل کی گردن تلوار سے کاٹ دی جائے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۱۴** بعض اولیائے مقتول نے قصاص لے لیا تو باقی اولیا اس سے ضمان نہیں لے سکتے۔<sup>(۳)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۵** دو شخص ولی مقتول تھے، ان میں سے ایک نے معاف کر دیا اور دوسرے نے قاتل کو قتل کر ڈالا، اگر اسے یہ معلوم تھا کہ بعض ولی کے معاف کر دینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اگر نہیں معلوم تھا تو اس سے دیت لی جائے گی۔<sup>(۴)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۶** مقتول کے بعض اولیا بالغ ہیں اور بعض نابالغ تو قصاص میں یہ انتظار نہیں کیا جائے گا کہ وہ نابالغ بالغ ہو جائیں بلکہ جو ورثہ بالغ ہیں وہ ابھی قصاص لے سکتے ہیں۔<sup>(۵)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۱۷** قاتل کو کسی اجنبی شخص نے (یعنی اس نے جو مقتول کا ولی نہیں ہے) قتل کر ڈالا، اگر اس نے عداً قتل کیا ہے تو اس قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ اور خطا کے طور پر قتل کیا ہے تو اس قاتل کے عصبہ سے دیت لی جائے گی، کیونکہ اس اجنبی کے لئے اس کا قتل حلال نہ تھا، اب اگر مقتول اول کا ولی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس اجنبی سے قتل کرنے کو کہا تھا لہذا اس سے قصاص نہ لیا جائے تو جب تک گواہ نہ ہوں۔ اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اس اجنبی سے قصاص لیا جائے اور بہر صورت جبکہ قاتل کو اجنبی نے قتل کر ڈالا تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو گیا یعنی قصاص تو ہو ہی نہیں سکتا کہ قاتل رہا ہی نہیں اور دیت بھی نہیں لی جاسکتی کہ اس کے لیے رضامندی درکار ہے اور وہ پائی نہیں گئی۔ جس طرح قاتل مر جائے تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں۔<sup>(۶)</sup> (درمختار)

①..... "الهدایة"، کتاب الجنایات، باب ما یوجب القصاص و ما لا یوجبہ، ج ۲، ص ۴۴۵.

و "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۷۳.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... الخ، ج ۶، ص ۴.

③..... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۷۸.

④..... المرجع السابق.

⑤..... "الهدایة"، کتاب الجنایات، باب ما یوجب القصاص و ما لا یوجبہ، ج ۲، ص ۴۴۶.

⑥..... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۷۷.

**مسئلہ ۱۸** اولیائے مقتول نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ زید نے اسے زخمی کیا اور قتل کیا ہے اور زید نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ خود مقتول نے یہ کہا ہے کہ زید نے نہ مجھے زخمی کیا نہ قتل کیا تو انہیں گواہوں کو ترجیح دی جائے گی۔<sup>(۱)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۱۹** مجروح<sup>(۲)</sup> نے یہ کہا کہ فلاں نے مجھے زخمی نہیں کیا ہے، یہ کہہ کر مر گیا تو اس کے ورثہ اس شخص پر قتل کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ مجروح نے یہ کہا کہ فلاں شخص نے مجھے قتل کیا۔ یہ کہہ کر مر گیا اب اس کے ورثہ دوسرے شخص پر دعویٰ کرتے ہیں کہ اس نے قتل کیا ہے۔ یہ دعویٰ مسوع<sup>(۳)</sup> نہیں ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲۰** جس کو زخمی کیا گیا۔ اس نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یا اس کے اولیاء نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یہ معافی جائز ہے۔ یعنی اب قصاص نہیں لیا جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲۱** کسی کو زہر دے دیا۔ اسے معلوم نہیں اور لاعلمی میں کھاپی گیا تو اس صورت میں نہ قصاص ہے نہ دیت، مگر زہر دینے والے کو قید کیا جائے گا اور اس پر تعزیر ہوگی اور اگر خود اس نے اس کے منہ میں زہر دستی ڈال دیا یا اس کے ہاتھ میں دیا اور پینے پر مجبور کیا تو دیت واجب ہے۔<sup>(۶)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲۲** یہ کہا کہ میں نے اپنی بددعا سے فلاں کو ہلاک کر دیا یا باطنی تیروں سے ہلاک کیا یا سورہ انفال پڑھ کر ہلاک کیا تو اقرار کرنے والے پر قصاص وغیرہ لازم نہیں۔ اسی طرح اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اسمائے قہر یہ پڑھ کر اسے ہلاک کر دیا، اس کہنے سے بھی کچھ لازم نہیں۔ نظر بد سے ہلاک کرنے کا اقرار کرے اس کے متعلق بھی کچھ منقول نہیں۔<sup>(۷)</sup> (ردالمحتار)

**مسئلہ ۲۳** کسی نے اس کا سر توڑ ڈالا اور خود اس نے بھی اپنا سر توڑا اور شیر نے اسے زخمی کیا اور سانپ نے بھی کاٹ کھایا اور یہ مر گیا تو اس شخص پر جس نے سر توڑا ہے تہائی دیت<sup>(۸)</sup> واجب ہوگی۔<sup>(۹)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۴** ایک شخص نے کئی شخصوں کو قتل کیا اور ان تمام مقتولین کے اولیاء نے قصاص کا مطالبہ کیا تو سب کے بدلے

① ..... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۷۹.

② ..... زخمی۔  
③ ..... یعنی قابل سماعت۔

④ ..... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۷۹.

⑤ ..... المرجع السابق۔  
⑥ ..... المرجع السابق، ص ۱۸۰.

⑦ ..... "ردالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۱.

⑧ ..... یعنی دیت کا تیسرا حصہ۔

⑨ ..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی، فیمن یقتل قصاصاً... الخ، ج ۶، ص ۴.

میں اس قاتل کو قتل کیا جائے گا اور فقط ایک کے ولی نے مطالبہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو باقیوں کا حق ساقط ہو گیا۔ یعنی اب ان کے مطالبہ پر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکتی۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۵** → ایک شخص کو چند شخصوں نے مل کر قتل کیا تو اس کے بدلے میں یہ سب قتل کئے جائیں گے۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۲۶** → ایک سے زیادہ مرتبہ جس نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا اس کو بطور سیاست قتل کیا جائے اور گرفتاری کے بعد اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول نہیں اور اس کا وہی حکم ہے جو جادو گر کا ہے۔<sup>(3)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲۷** → کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر شیر یا درندے کے سامنے ڈال دیا اس نے مار ڈالا، ایسے شخص کو سزا دی جائے اور مارا جائے اور قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہیں قید خانہ ہی میں مرجائے اسی طرح اگر ایسے مکان میں کسی کو بند کر دیا جس میں شیر ہے جس نے مار ڈالا یا اس میں سانپ ہے جس نے کاٹ لیا۔<sup>(4)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲۸** → بچہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ یا برف پر ڈال دیا اور وہ مر گیا تو اس کے عصبہ سے دیت وصول کی جائے کسی کے ہاتھ، پاؤں باندھ کر دریا میں ڈال دیا اور ڈالتے ہی تہہ نشین ہو گیا تو اس کے عصبہ سے دیت وصول کی جائے اور اگر کچھ دیر تک تیرتا رہا پھر ڈوب کر مر گیا تو دیت نہیں۔<sup>(5)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲۹** → گرم تنور میں کسی آدمی کو ڈال دیا اور وہ مر گیا یا آگ میں کسی کو ڈال دیا جس سے نکل نہیں سکتا اور وہ مر گیا تو ان دونوں صورتوں میں قصاص ہے اور اگر آگ میں ڈال کر نکال لیا اور تھوڑی سی زندگی باقی ہے مگر کچھ دنوں بعد مر گیا تو قصاص ہے اور اگر چلنے پھرنے لگا پھر مر گیا تو قصاص نہیں۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۳۰** → ایک شخص نے دوسرے کا پیٹ پھاڑ دیا کہ آنتیں نکل پڑیں۔ پھر کسی اور نے دوسرے کی گردن اڑا دی تو قاتل یہی ہے جس نے گردن ماری۔ اگر اس نے عمداً کیا ہے تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت واجب ہے اور جس نے پیٹ پھاڑا اس پر تہائی دیت واجب ہے اور اگر پیٹ اس طرح پھاڑا کہ پیٹ کی جانب زخم نفوذ کر گیا تو دیت کی دو تہائیاں۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ پیٹ پھاڑنے کے بعد وہ شخص ایک دن یا کچھ کم زندہ رہ سکتا ہو، اور اگر زندہ نہ رہ سکتا ہو اور مقتول کی طرح تڑپ رہا ہو تو قاتل

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... الخ، ج ۶، ص ۴.

②..... المرجع السابق، ص ۵.

③....."الدر المختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۸۳.

④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق، ص ۱۸۴.

⑥....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... الخ، ج ۶، ص ۵.

وہ ہے جس نے پیٹ پھاڑا، اس نے عمداً کیا ہو تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت ہے اور جس نے گردن ماری اس پر تعزیر ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے ایسا زخمی کیا کہ امید زیت<sup>(1)</sup> نہ رہی۔ پھر دوسرے نے اسے زخمی کیا تو قاتل وہی پہلا شخص ہے۔ اگر دونوں نے ایک ساتھ زخمی کیا تو دونوں قاتل ہیں۔ اگرچہ ایک نے دس وار کیے اور دوسرے نے ایک ہی وار کیا ہو۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۳۱** کسی شخص کا گلا کاٹ دیا۔ صرف حلقوم<sup>(3)</sup> کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اور ابھی جان باقی ہے دوسرے نے اسے قتل کر ڈالا تو قاتل پہلا شخص ہے دوسرے پر قصاص نہیں کیونکہ اس کا میت میں شمار ہے لہذا اگر مقتول اس حالت میں تھا اور مقتول کا بیٹا مر گیا تو بیٹا وارث ہوگا یہ مقتول اپنے بیٹے کا وارث نہیں ہوگا۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری)

**مسئلہ ۳۲** جو شخص حالت نزع میں تھا اسے قتل کر ڈالا اس میں بھی قصاص ہے۔ اگرچہ قاتل کو یہ معلوم ہو کہ اب زندہ نہیں رہے گا۔<sup>(5)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۳۳** کسی کو عمداً زخمی کیا گیا کہ وہ صاحب فراس ہو گیا<sup>(6)</sup> اور اسی میں مر گیا تو قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی ایسی چیز پائی گئی جس کی وجہ سے یہ کہا گیا ہو کہ اسی زخم سے نہیں مرا ہے تو قصاص نہیں۔ مثلاً کسی دوسرے نے اسے مجروح کی گردن کاٹ دی تو اب مرنے کو اس کی طرف نسبت کیا جائے گا وہ شخص اچھا ہو کر مر گیا تو اب یہ نہیں کہا جائے گا کہ اسی زخم سے مرا۔<sup>(7)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۳۴** جس نے مسلمانوں پر تلوار کھینچی ایسے کو اس حالت میں قتل کر دینا واجب ہے یعنی اس کے شر کو دفع کرنا واجب ہے، اگرچہ اس کے لیے قتل ہی کرنا پڑے اسی طرح اگر ایک شخص پر تلوار کھینچی تو اسے بھی قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہی شخص قتل کرے جس پر تلوار اٹھائی یا دوسرا شخص۔ اسی طرح اگر رات کے وقت شہر میں لائچی سے حملہ کیا یا شہر سے باہر دن یا رات

①..... یعنی زندگی کی امید۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج ۶، ص ۶۔

③..... گلے میں سانس آنے جانے والی رگ۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج ۶، ص ۶۔

⑤..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۴۔

⑥..... یعنی چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا۔

⑦..... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۸۵۔

کسی وقت میں حملہ کیا اور اس کو کسی نے مار ڈالا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۵** مجنون نے کسی پر تلوار کھینچی اور اس نے مجنون کو قتل کر دیا تو قاتل پر دیت واجب ہے جو خود اپنے مال سے ادا کرے۔ یہی حکم بچہ کا ہے کہ اس کی بھی دیت دینی ہوگی اور اگر جانور نے حملہ کیا اور جانور کو مار ڈالا تو اس کی قیمت کا تاوان دینا ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (ہدایہ، درمختار)

**مسئلہ ۳۶** جو شخص تلوار مار کر بھاگ گیا کہ اب دوبارہ مارنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ پھر اسے کسی نے مار ڈالا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ یعنی اسی وقت اس کو قتل کرنا جائز ہے جب وہ حملہ کر رہا ہے یا حملہ کرنا چاہتا ہے بعد میں جائز نہیں۔<sup>(۳)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۷** گھر میں چور گھسا اور مال چور کر لے جانے لگا صاحب خانہ نے پیچھا کیا اور چور کو مار ڈالا۔ تو قاتل کے ذمہ کچھ نہیں مگر یہ اس وقت ہے کہ معلوم نہ ہو کہ شور کرنے اور چلانے سے مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا اور اگر معلوم ہے کہ شور کرے گا تو مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا تو قاتل کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اس وقت قتل کرنے سے قصاص واجب ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ)

**مسئلہ ۳۸** مکان میں چور گھسا اور ابھی مال لے کر نکلا نہیں اس نے شور و غل کیا مگر وہ بھاگا نہیں یا اس کے مکان میں یا دوسرے کے مکان میں نقب لگا رہا ہے<sup>(۵)</sup> اور شور کرنے سے بھاگتا نہیں، اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ چور ہونا اس کا معروف و مشہور ہو۔<sup>(۶)</sup> (درمختار و ردالمختار)

**مسئلہ ۳۹** ولی مقتول نے قاتل کو یا کسی دوسرے کو قصاص ہبہ کر دیا۔ یہ ناجائز ہے۔ یعنی قصاص ایسی چیز نہیں جس کا مالک دوسرے کو بنایا جاسکے اور اس کو ہبہ کرنے سے قصاص ساقط نہیں ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (درمختار، ردالمختار)

①..... "الهدایة"، کتاب الجنایات، باب مایوجب القصاص و مالایوجبہ، فصل، ج ۲، ص ۴۴۸.

②..... المرجع السابق.

و "الدر المختار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۸۸.

③..... "الهدایة"، کتاب الجنایات، باب مایوجب القصاص و مالایوجبہ، فصل، ج ۲، ص ۴۴۸، ۴۴۹.

④..... المرجع السابق، ص ۴۴۹.

⑤..... یعنی چوری کے لیے دیوار میں سوراخ کر رہا ہے۔

⑥..... "الدر المختار" و "ردالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۹.

⑦..... المرجع السابق، ص ۱۹۲.

**مسئلہ ۳۰** → ولی مقتول نے معاف کر دیا یہ صلح سے افضل ہے اور صلح قصاص سے افضل ہے اور معاف کرنے کی صورت میں قاتل سے دنیا میں مطالبہ نہیں ہو سکتا ہے نہ اب قصاص لیا جاسکتا ہے نہ دیت لی جاسکتی ہے۔<sup>(۱)</sup> (درمختار، ردالمحتار) رہا مواخذہ اخروی،<sup>(۲)</sup> اُس سے بری نہیں ہوا، کیوں کہ قاتل ناحق میں تین حق اس کے ساتھ متعلق ہیں۔ ایک حق اللہ، دوسرا حق مقتول، تیسرا حق ولی مقتول، ولی کو اپنا حق معاف کرنے کا اختیار تھا سو اس نے معاف کر دیا مگر حق اللہ اور حق مقتول بدستور باقی ہیں۔ ولی کے معاف کرنے سے وہ معاف نہیں ہوئے۔<sup>(۳)</sup>

**مسئلہ ۳۱** → مجروح<sup>(۴)</sup> کا معاف کرنا صحیح ہے یعنی معاف کرنے کے بعد مر گیا تو اب ولی کو قصاص لینے کا اختیار نہیں رہا۔<sup>(۵)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۳۲** → قاتل کی توبہ صحیح نہیں جب تک وہ اپنے کو قصاص کے لیے پیش نہ کر دے۔ یعنی اولیائے مقتول کو جس طرح ہو سکے راضی کرے۔ خواہ وہ قصاص لے کر راضی ہوں یا کچھ لے کر مصالحت کریں<sup>(۶)</sup> یا بغیر کچھ لیے معاف کر دیں۔ اب وہ دنیا میں بری ہو گیا اور معصیت<sup>(۷)</sup> پر اقدام کرنے کا جرم و ظلم یہ توبہ سے معاف ہو جائے گا۔<sup>(۸)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

## اطراف میں قصاص کا بیان

**مسئلہ ۱** → اعضا میں قصاص وہیں ہوگا جہاں مماثلت کی رعایت کی جاسکے۔ یعنی جتنا اس نے کیا ہے اتنا ہی کیا جائے۔ یہ احتمال نہ ہو کہ اس سے زیادتی ہو جائے گی۔<sup>(۹)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۲** → ہاتھ کو جوڑ پر سے کاٹ لیا ہے، اس کا قصاص لیا جائے گا، جس جوڑ پر سے کاٹا ہے اسی جوڑ سے اس کا بھی ہاتھ کاٹ لیا جائے۔ اس میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کا ہاتھ چھوٹا تھا اور اس کا بڑا ہے کہ ہاتھ ہاتھ دونوں یکساں

①..... "الدرالمختار" و "ردالمختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

②..... یعنی آخرت کی پکڑ۔

③..... "ردالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

④..... زخمی۔

⑤..... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۷۹.

⑥..... صلح کریں۔ ⑦..... گناہ۔

⑧..... "الدرالمختار" و "ردالمختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

⑨..... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

قرار پائیں گے۔<sup>(1)</sup> (درمختار)

**مسئلہ ۳** — کلائی یا پنڈلی درمیان میں سے کاٹ دی یعنی جوڑ پر سے نہیں کاٹی بلکہ آدھی یا کم و بیش کاٹ دی اس میں قصاص نہیں کہ یہاں مماثلت<sup>(2)</sup> ممکن نہیں اس طرح ناک کی ہڈی کل یا اس میں سے کچھ کاٹ دی یہاں بھی قصاص نہیں۔<sup>(3)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۴** — پاؤں کاٹنا یا ناک کا نرم حصہ کاٹنا یا کان کاٹ دیا۔ ان میں قصاص ہے اور اگر ناک کے نرم حصہ میں سے کچھ کاٹا ہے تو قصاص واجب نہیں اور ناک کی نوک کاٹی ہے تو اس میں حکومت عدل ہے۔ کاٹنے والی کی ناک اس کی ناک سے چھوٹی ہے۔ تو جس کی ناک کاٹی ہے اسے اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت اور اگر کاٹنے والے کی ناک میں کوئی خرابی ہے مثلاً وہ اخشم ہے جسے بومحسوس نہیں ہوتی یا اس کی ناک کچھ کٹی ہوئی ہے یا اور کسی قسم کا نقصان ہے تو اس کو اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت۔<sup>(4)</sup> (درمختار، ردالمحتار)

**مسئلہ ۵** — کان کاٹنے میں قصاص اس وقت ہے کہ پورا کاٹ لیا ہو۔ یا اتنا کاٹا ہو جس کی کوئی حد ہو، تاکہ اتنا ہی اس کا کان بھی کاٹا جائے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو قصاص نہیں کہ مماثلت ممکن نہیں۔ کاٹنے والے کا کان چھوٹا ہے اور اس کا بڑا تھا۔ یا کاٹنے والے کے کان میں چھید ہے یا یہ پھٹا ہوا ہے اور اس کا کان سالم تھا، تو اسے اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت۔<sup>(5)</sup> (ردالمحتار)

هذا ما تيسر لي الى الان وما توفيقى الا بالله وهو حسبي و نعم الوكيل نعم المولى و نعم النصير  
والله المستول ان يوفقني لعمل اهل السعادة و يرزقني حسن الخاتمة على الكتاب و السنة و انا الفقير  
الحقير ابو العلا محمد امجد على الاعظمى غفر له و لوالديه و اساتذته و لمحبيه.

☆☆☆☆☆

①....."الدرالمختار"، كتاب الجنایات، باب القود فيما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

②.....یعنی برابری۔

③....."الدرالمختار" و "ردالمختار"، كتاب الجنایات، باب القود فيما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

④....."الدرالمختار" و "ردالمختار"، كتاب الجنایات، باب القود فيما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵، ۱۹۶.

⑤....."ردالمختار"، كتاب الجنایات، باب القود فيما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۶.

## عرض حال

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا لِوَالِدَيْهِ وَ مُصَلِّيًا وَ مُسَلِّمًا عَلٰی حَبِیْبِهِ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ صَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ

امنا بعد فقیر پر تقصیر ابوالعلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ متوطن گھوسی محلہ کریم الدین پور ضلع اعظم گڑھ عرض پرداز ہے کہ ضرورتِ زمانہ نے اس طرف توجہ دلائی کہ مسائل فقہیہ، صحیحہ و راجحہ کا ایک مجموعہ اردو زبان میں بردارانِ اسلام کی خدمت میں پیش کیا جائے، اس طرح پر کہ ہمارے عوام بھائی اردو خواں بھی منتفع ہو سکیں، اور اپنی ضروریات میں اس سے کام لیں سکیں۔ اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی تھی جو صحیح مسائل پر مشتمل ہو اور ضروریات کے لیے کافی و وافی ہو، فقیر بوجہ کثرتِ مشاغل دینیہ اتنی فرصت نہیں پاتا تھا کہ اس کام کو پورے طور پر انجام دے سکے، مگر حالتِ زمانہ نے مجبور کیا اور اس کے لیے تھوڑی فرصت نکالنی پڑی، جب کبھی فرصت ہاتھ آ جاتی اس کام کو قدرے انجام دے لیتا۔ تدریس کی مشغولیت اور افتاء وغیرہ چند دینی کام ایسے انجام دینے پڑتے جن کی وجہ سے تصنیف کتاب کے لیے فرصت نہ ملتی، مگر اللہ پر توکل کر کے جب یہ کام شروع کر دیا گیا تو بزرگانِ کرام اور مشائخِ عظام و اساتذہٴ اعلام کی دعاؤں کی برکت سے ایک حد تک اس میں کامیابی حاصل ہوئی، اس کتاب کا نام ”بہارِ شریعت“ رکھا جس کے بفضلہٴ تعالیٰ سترہ حصے مکمل ہو چکے، اور بجز تعالیٰ یہ کتاب مسلمانوں میں حد درجہ مقبول ہوئی، عوام تو عوام اہل علم کے لیے بھی نہایت کارآمد ثابت ہوئی۔ اس کتاب کی تصنیف میں عموماً یہی ہوا ہے کہ ماہِ رمضان مبارک کی تعطیلات میں جو کچھ دوسرے کاموں سے وقت بچتا اس میں کچھ لکھ لیا جاتا، یہاں تک کہ جب ۱۹۳۹ء کی جنگ شروع ہوئی اور کاغذ کا ملنا نہایت مشکل ہو گیا اور اس کی طبع میں دشواریاں پیش آ گئیں تو اس کی تصنیف کا سلسلہ بھی جو کچھ تھا وہ بھی جاتا رہا، اور یہ کتاب اُس حد تک پوری نہ ہو سکی جس کا فقیر نے ارادہ کیا تھا، بلکہ اپنا ارادہ تو یہ تھا کہ اس کتاب کی تکمیل کے بعد اسی سنج پر ایک دوسری کتاب اور بھی لکھی جائے گی جو تصوف اور سلوک کے مسائل پر مشتمل ہوگی جس کا اظہار اس سے پیشتر نہیں کیا گیا تھا۔ ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے، چند سال کے اندر متعدد حوادثِ پیہم ایسے درپیش ہوئے جنہوں نے اس قابل بھی مجھے باقی نہ رکھا کہ بہارِ شریعت کی تصنیف کو حد تکمیل تک پہنچاتا۔

۷ شعبان ۱۳۵۸ھ کو میری ایک جوان لڑکی کا انتقال ہوا اور ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ کو میرا منجھلا لڑکا مولوی محمد محلی کا انتقال ہوا۔ شبِ دہم، رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو بڑے لڑکے مولوی حکیم شمس الہدیٰ نے رحلت کی ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ کو میرا چوتھا لڑکا عطاء المصطفیٰ کا دادوں ضلع علی گڑھ میں انتقال ہوا اور اسی دوران میں مولوی شمس الہدیٰ مرحوم کی تین جوان لڑکیوں کا



اور ان کی اہلیہ کا اور مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے ایک لڑکے کا اور مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کی اہلیہ اور بچی کا انتقال ہوا، ان پیہم حوادث نے قلب و دماغ پر کافی اثر ڈالا۔ یہاں تک کہ مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کے سوم کے روز جب کہ فقیر تلاوت قرآن مجید کر رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا معلوم ہونے لگا اور اس میں برابر ترقی ہوتی رہی اور نظر کی کمزوری اب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں، ایسی حالت میں بہارِ شریعت کی تکمیل میرے لیے بالکل دشوار ہو گئی اور میں نے اپنی اس تصنیف کو اس حد پر ختم کر دیا گویا اب اس کتاب کو کامل و اکمل بھی کہا جاسکتا ہے، مگر ابھی اس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا۔ اگر توفیق الہی سعادت کرتی اور بقیہ مضامین بھی تحریر میں آجاتے توفیق کے جمیع ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہوتی۔ اور کتاب مکمل ہو جاتی، اور اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علمائے اہل سنت میں سے کوئی صاحب اس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمائیں تو میری عین خوشی ہے۔ محرم ۱۳۶۲ھ میں فقیر نے چند طلباء خصوصاً عزیز مولوی مبین الدین صاحب امر و ہوی و عزیز مولوی سید ظہیر احمد صاحب گینوی و حبیبی مولوی حافظ قاری محبوب رضا خان صاحب بریلوی و عزیز مولوی محمد خلیل مارہروی کے اصرار پر شرح معانی الآثار معروف بطحاوی شریف کا تحشیہ شروع کیا تھا کہ یہ کتاب نہایت معرکہ الآراء حدیث و فقہ کی جامع حواشی سے خالی تھی۔ استاذنا المعظم حضرت مولینا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب پر کہیں کہیں کچھ تعلیقات تحریر فرمائے ہیں جو بالکل طلبہ کے لیے ناکافی ہیں، مکمل اور مفصل حاشیہ کی اشد ضرورت تھی، اس تحشیہ کا کام سنہ مذکورہ میں تقریباً سات ماہ تک کیا مگر مولوی عطاء المصطفیٰ کی علالت شدیدہ، پھر ان کے انتقال نے اس کام کا سلسلہ بند کرنے پر مجبور کیا، جلد اول کا نصف بفضلہ تعالیٰ محطی ہو چکا ہے جس کے صفحات کی تعداد بار یک قلم سے ۴۵۰ ہیں اور ہر صفحہ ۳۵ یا ۳۶ سطر پر مشتمل ہے، اگر کوئی صاحب اس کام کو بھی آخر تک پہنچائیں تو میری عین خوشی ہے، خصوصاً اگر میرے تلامذہ میں سے کسی کو ایسی توفیق نصیب ہو اور اس کتاب کے تحشیہ کی خدمت انجام دیں تو ان کی عین سعادت اور میری قلبی مسرت کا باعث ہوگی۔

سب سے آخر میں ان تمام حضرات سے جو اس کتاب سے فائدہ حاصل کریں، فقیر کی التجا ہے کہ وہ صمیم قلب سے اس فقیر کے لیے خیر خاتمہ اور مغفرت ذنوب کی دعا کریں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان کو اور اس فقیر کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اتباع نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَقَاسِمِ رِزْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ  
وَالِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَاخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

فقیر امجد علی عنی منہ

قادری منزل بڑا گاؤں، گھوسی اعظم گڑھ یوپی

## پیش لفظ

یہ بہارِ شریعت کی کتاب الجنایات کا وہ حصہ ہے جو حضرت استادنا المکرم فقیہ العصر صدر الشریعہ علامہ مولانا مفتی ابوالعلا محمد امجد علی صاحب رضوی اعظمی قدس سرہ العزیز مکمل نہ کر سکے تھے اور جس کے متعلق مصنف علیہ الرحمۃ نے ”عرضِ حال“ میں تفصیل بیان کی ہے اور بایں الفاظ وصیت فرمائی ہے کہ ”اس کا آخری حصہ تھوڑا سا باقی رہ گیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا، اگر توفیق الہی سعادت کرتی اور یہ بقیہ مضامین بھی تحریر میں آجاتے توفیقہ کے جمیع ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہوتی، اور کتاب مکمل ہو جاتی اور اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علماء اہل سنت میں سے کوئی صاحب اس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمادیں تو میری عین خوشی ہے۔“

الحمد للہ (عزوجل) کہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کے مطابق ہم نے یہ سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے، اور اس میں یہ اہتمام بالالتزام کیا ہے کہ مسائل کی مآخذ کتب کے صفحات کے نمبر اور جلد نمبر بھی لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ اہل علم کو ماخذ تلاش کرنے میں آسانی ہو، اکثر کتب فقہ کے حوالہ جات نقل کر دیئے ہیں، جن پر آج کل فتویٰ کا مدار ہے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے طرزِ تحریر کو حتی الامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، فقہی موٹو گائیڈوں اور فقہاء کے قیل و قال کو چھوڑ کر صرف مفتی بہ اقوال کو سادہ اور عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے تاکہ کم تعلیم یافتہ سنی بھائیوں کو بھی اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ صحیح کتابت میں حتی المقدور دیدہ ریزی سے کام لیا گیا ہے، پھر بھی اگر کہیں اغلاط رہ گئی ہوں تو اس کے لیے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں، آخر میں محبت مکرم حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ وممبر قومی اسمبلی پاکستان وعزیز مکرم مولانا حافظ قاری رضاء المصطفیٰ صاحب اعظمی سلمہ، خطیب نیومین مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی کے شکر گزار ہیں کہ ان حضرات نے اپنے والد ماجد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کی تکمیل کے لیے ہمارا انتخاب فرمایا، ہم اپنی اس حقیر خدمت کو حضرت صدر الشریعہ بدرالطریقہ استاذنا العلام ابوالعلیٰ محمد امجد علی صاحب رضوی قدس سرہ العزیز، مصنف ”بہارِ شریعت“ کی بارگاہ میں بطور نذرانہ عقیدہ پیش کرتے ہیں اور اس کا ثواب واجران کی رُوح پر فتوح کو ایصال کرتے ہیں اور بارگاہ ایزد متعال میں دست بہ دُعا ہیں کہ اس کتاب کے بقیہ دو حصوں کی تکمیل وتصنیف کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد وقار الدین قادری رضوی بریلوی غفرلہ، نائب شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی نمبر ۵،

فقیر محبوب رضا غفرلہ مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی یکم جنوری ۱۹۷۷ء

## عرض حال

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا لِّوَالِدَيْهِ وَ مُصَلِّيًا وَ مُسَلِّمًا عَلٰی حَبِیْبِهِ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ صَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ

امنا بعد فقیر پر تقصیر ابوالعلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ متوطن گھوسی محلہ کریم الدین پور ضلع اعظم گڑھ عرض پرداز ہے کہ ضرورتِ زمانہ نے اس طرف توجہ دلائی کہ مسائل فقہیہ، صحیحہ و راجحہ کا ایک مجموعہ اردو زبان میں بردارانِ اسلام کی خدمت میں پیش کیا جائے، اس طرح پر کہ ہمارے عوام بھائی اردو خواں بھی منتفع ہو سکیں، اور اپنی ضروریات میں اس سے کام لیں سکیں۔ اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی تھی جو صحیح مسائل پر مشتمل ہو اور ضروریات کے لیے کافی و دافی ہو، فقیر بوجہ کثرتِ مشاغل دینیہ اتنی فرصت نہیں پاتا تھا کہ اس کام کو پورے طور پر انجام دے سکے، مگر حالتِ زمانہ نے مجبور کیا اور اس کے لیے تھوڑی فرصت نکالنی پڑی، جب کبھی فرصت ہاتھ آ جاتی اس کام کو قدرے انجام دے لیتا۔ تدریس کی مشغولیت اور افتاء وغیرہ چند دینی کام ایسے انجام دینے پڑتے جن کی وجہ سے تصنیف کتاب کے لیے فرصت نہ ملتی، مگر اللہ پر توکل کر کے جب یہ کام شروع کر دیا گیا تو بزرگانِ کرام اور مشائخِ عظام و اساتذہٴ اعلام کی دعاؤں کی برکت سے ایک حد تک اس میں کامیابی حاصل ہوئی، اس کتاب کا نام ”بہارِ شریعت“ رکھا جس کے بفضلہٴ تعالیٰ سترہ حصے مکمل ہو چکے، اور بجز تعالیٰ یہ کتاب مسلمانوں میں حد درجہ مقبول ہوئی، عوام تو عوام اہل علم کے لیے بھی نہایت کارآمد ثابت ہوئی۔ اس کتاب کی تصنیف میں عموماً یہی ہوا ہے کہ ماہِ رمضان مبارک کی تعطیلات میں جو کچھ دوسرے کاموں سے وقت بچتا اس میں کچھ لکھ لیا جاتا، یہاں تک کہ جب ۱۹۳۹ء کی جنگ شروع ہوئی اور کاغذ کا ملنا نہایت مشکل ہو گیا اور اس کی طبع میں دشواریاں پیش آ گئیں تو اس کی تصنیف کا سلسلہ بھی جو کچھ تھا وہ بھی جاتا رہا، اور یہ کتاب اس حد تک پوری نہ ہو سکی جس کا فقیر نے ارادہ کیا تھا، بلکہ اپنا ارادہ تو یہ تھا کہ اس کتاب کی تکمیل کے بعد اسی سنج پر ایک دوسری کتاب اور بھی لکھی جائے گی جو تصوف اور سلوک کے مسائل پر مشتمل ہوگی جس کا اظہار اس سے پیشتر نہیں کیا گیا تھا۔ ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے، چند سال کے اندر متعدد حوادثِ پیہم ایسے درپیش ہوئے جنہوں نے اس قابل بھی مجھے باقی نہ رکھا کہ بہارِ شریعت کی تصنیف کو حد تکمیل تک پہنچاتا۔

۷ شعبان ۱۳۵۸ھ کو میری ایک جوان لڑکی کا انتقال ہوا اور ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ کو میرا منجھلا لڑکا مولوی محمد علیؒ کا انتقال ہوا۔ شبِ دہم، رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو بڑے لڑکے مولوی حکیم شمس الہدیٰ نے رحلت کی ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ کو میرا چوتھا لڑکا عطاء مصطفیٰ کا دادوں ضلع علی گڑھ میں انتقال ہوا اور اسی دوران میں مولوی شمس الہدیٰ مرحوم کی تین جوان لڑکیوں کا

اور ان کی اہلیہ کا اور مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے ایک لڑکے کا اور مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کی اہلیہ اور بچی کا انتقال ہوا، ان پیہم حوادث نے قلب و دماغ پر کافی اثر ڈالا۔ یہاں تک کہ مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کے سوم کے روز جب کہ فقیر تلاوت قرآن مجید کر رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا معلوم ہونے لگا اور اس میں برابر ترقی ہوتی رہی اور نظر کی کمزوری اب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں، ایسی حالت میں بہارِ شریعت کی تکمیل میرے لیے بالکل دشوار ہو گئی اور میں نے اپنی اس تصنیف کو اس حد پر ختم کر دیا گویا اب اس کتاب کو کامل و اکمل بھی کہا جاسکتا ہے، مگر ابھی اس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا۔ اگر توفیق الہی سعادت کرتی اور بقیہ مضامین بھی تحریر میں آجاتے تو فقہ کے جمیع ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہوتی۔ اور کتاب مکمل ہو جاتی، اور اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علمائے اہل سنت میں سے کوئی صاحب اس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمائیں تو میری عین خوشی ہے۔ محرم ۱۳۶۲ھ میں فقیر نے چند طلباء خصوصاً عزیز مولوی بسین الدین صاحب امر و ہوی و عزیز مولوی سید ظہیر احمد صاحب گینوی و جیبی مولوی حافظ قاری محبوب رضا خان صاحب بریلوی و عزیز مولوی محمد خلیل مارہروی کے اصرار پر شرح معانی الآثار معروف بطحاوی شریف کا تحشیہ شروع کیا تھا کہ یہ کتاب نہایت معرکہ الآراء حدیث و فقہ کی جامع حواشی سے خالی تھی۔ استاذنا المعظم حضرت مولینا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب پر کہیں کہیں کچھ تعلیقات تحریر فرمائے ہیں جو بالکل طلبہ کے لیے ناکافی ہیں، مکمل اور مفصل حاشیہ کی اشد ضرورت تھی، اس تحشیہ کا کام سنہ مذکورہ میں تقریباً سات ماہ تک کیا مگر مولوی عطاء المصطفیٰ کی علالت شدیدہ، پھر ان کے انتقال نے اس کام کا سلسلہ بند کرنے پر مجبور کیا، جلد اول کا نصف بفضلہ تعالیٰ محشی ہو چکا ہے جس کے صفحات کی تعداد باریک قلم سے ۴۵۰ ہیں اور ہر صفحہ ۳۵ یا ۳۶ سطر پر مشتمل ہے، اگر کوئی صاحب اس کام کو بھی آخر تک پہنچائیں تو میری عین خوشی ہے، خصوصاً اگر میرے تلامذہ میں سے کسی کو ایسی توفیق نصیب ہو اور اس کتاب کے تحشیہ کی خدمت انجام دیں تو ان کی عین سعادت اور میری قلبی مسرت کا باعث ہوگی۔

سب سے آخر میں ان تمام حضرات سے جو اس کتاب سے فائدہ حاصل کریں، فقیر کی التجا ہے کہ وہ صمیم قلب سے اس فقیر کے لیے خُسنِ خاتمہ اور مغفرتِ ذنوب کی دُعا کریں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان کو اور اس فقیر کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اتباعِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والحمد لله رب العالمین و صلی الله تعالیٰ علی خیر خلقہ و قاسم رزقہ سیدنا و مولانا محمد  
والہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

فقیر امجد علی عنی عنہ

قادری منزل بڑا گاؤں، گھوسی اعظم گڑھ یوپی۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ط

## جنايات کا بيان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ ط الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى ط فَمَنْ عَفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبِعْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدِّ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ط ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ط فَمَنْ اِعْتَدَى بِغَدَاةٍ فَلَهُ قَدَابٌ أَلِيمٌ ط وَلكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَاۤوْلِيَ الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١﴾ (ب ۶۴، ۲)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! قصاص یعنی جو ناحق قتل کئے گئے ان کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہو تو بھلائی سے تقاضا کرے اور اچھی طرح سے اس کو ادا کر دے۔ یہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لیے آسانی ہے اور تم پر مہربانی ہے، اب اس کے بعد جو زیادتی کرے اُس کے لیے دردناک عذاب ہے اور تمہارے لیے خون کا بدلہ لینے میں زندگی ہے۔ اے عقل والو! تم بچو۔“ اور فرماتا ہے:

﴿ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ط فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ط وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِهَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢﴾ (2)

ترجمہ: ”اور ہم نے توریت میں اُن پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔ پھر جو معاف کر دے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور جو اللہ کے نازل کئے پر حکم نہ کرے (3) وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔“

**حدیث:-** امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل

میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت (4) نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے فرمایا ﴿ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ ط ﴾ (الایة) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، عفو (5) یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کرے اور اتباع بالمعروف یہ ہے کہ

② پ ۶، المائدة: ۴۵.

① پ ۲، البقرة: ۱۷۸، ۱۷۹.

⑤ ..... یعنی معاف کرنا۔

④ ..... خون بہا۔

③ ..... یعنی فیصلہ نہ کرے۔

بھلائی سے طلب کرے اور قاتل اچھی طرح ادا کرے۔<sup>(1)</sup>

اور فرماتا ہے:

﴿ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ

جَمِيعًا ۖ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۗ ﴿ (پ، ۶، ۹۷)

”اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے

تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب انسانوں کو زندہ رکھا۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٌ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ

أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يُصَدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنَ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُمْ مُؤْمِنُونَ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٌ وَإِنْ كَانَ مِنَ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

مِيثَاقٌ قَدِيمَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٌ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۖ تَوْبَةٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَ

كَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَنْ يَقتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ

وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝ ﴿ (پ، ۵، ۱۰۷)

ترجمہ:- ”اور مسلمان کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر غلطی کے طور پر اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر

ایک غلام مسلم کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو دیا جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔ پھر وہ اگر اس قوم سے ہے جو

تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں اور ان میں

معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خون بہا سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان مملوک کو آزاد کیا جائے۔ پھر جو نہ پائے وہ لگا تار دو مہینے کے

روزے رکھے۔ یہ اللہ سے اس کی توبہ ہے اللہ (عزوجل) جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا

بدلہ جہنم ہے کہ اس میں مدتوں رہے اور اللہ (عزوجل) نے اس پر غضب فرمایا اور اس پر لعنت کی اور اس پر بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔“

**حدیث ۱** امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”کسی مسلمان مرد کا جولو اللہ إلا اللہ کی گواہی اور میری رسالت کی شہادت دیتا ہے۔ خون صرف

①..... ”صحیح البخاری“، کتاب الدیات، باب من قتل له قتيل... إلخ، الحدیث: ۶۸۸۱، ج ۴، ص ۳۶۲.

②..... پ ۶، المائدة: ۳۲.

③..... پ ۵، النساء: ۹۲، ۹۳.

تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہے۔ نفس کے بدلے میں نفس، شیب زانی<sup>(۱)</sup> اور اپنے مذہب سے نکل کر جماعت اہل اسلام کو چھوڑ دے (مرتد ہو جائے یا باغی ہو جائے)۔“ (2)

**حدیث ۲** → امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مسلمان اپنے دین کے سبب کشادگی میں رہتا ہے جب تک کوئی حرام خون نہ کر لے۔“ (3)

**حدیث ۳** → صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”قیامت کے دن سب سے پہلے خون ناحق کے بارے میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔“ (4)

**حدیث ۴** → امام بخاری اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما (5) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس نے کسی معاہدہ (ذمی) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا اور بے شک جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پہنچتی ہے۔“ (6)

**حدیث ۵ و ۶** → امام ترمذی اور نسائی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما (7) سے اور ابن ماجہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”بے شک دنیا کا زوال اللہ پر آسان ہے۔ ایک مرد مسلم کے قتل سے۔“ (8)

**حدیث ۷ و ۸** → امام ترمذی ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اگر آسمان وزمین والے ایک مرد مومن کے خون میں شریک ہو جائیں تو سب کو اللہ تعالیٰ جہنم میں اوندھا کر کے ڈال دے گا۔ (9)

①..... شادی شدہ زانی۔

②..... ”صحیح البخاری“، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ...﴾ الخ، الحدیث: ۶۸۷۸، ج ۴، ص ۳۶۱۔

③..... المرجع السابق، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَمَنْ يَغْتُلْ مَثْوًى فَمَثْوًى...﴾ الخ، الحدیث: ۶۸۶۲، ج ۴، ص ۳۵۶۔

④..... المرجع السابق، الحدیث: ۶۸۶۴، ج ۴، ص ۳۵۷۔

⑤..... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ”عبد اللہ بن عمر“ رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ”بخاری شریف“ اور دیگر کتب حدیث میں ”عبد اللہ بن عمرو“ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

⑥..... ”صحیح البخاری“، کتاب الجزیة و المودعة، باب اثم من قتل معاہدا بغیر جرم، الحدیث: ۳۱۶۶، ج ۲، ص ۳۶۵۔

⑦..... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ”عبد اللہ بن عمر“ رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ”جامع الترمذی اور سنن نسائی“ اور دیگر کتب حدیث میں ”عبد اللہ بن عمرو“ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

⑧..... ”جامع الترمذی“، کتاب الدیات، باب ماجاء فی تشدید قتل المؤمن، الحدیث: ۱۴۰۰، ج ۳، ص ۹۹۔

⑨..... المرجع السابق، باب الحکم فی الدماء، الحدیث: ۱۴۰۳، ج ۳، ص ۱۰۰۔

**حدیث ۹** امام مالک نے سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ یا سات نفر کو (۱) ایک شخص کو دھوکا دے کر قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا اور فرمایا کہ اگر صنعا (۲) کے سب لوگ اس خون میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی کے مثل ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ (۳)

**حدیث ۱۰** دارقطنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جب ایک مرد دوسرے کو پکڑ لے اور کوئی اور آ کر قتل کر دے تو قاتل قتل کر دیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔“ (۴)

**حدیث ۱۱** امام ترمذی اور امام شافعی حضرت ابی شریح کھبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پھر تم نے اے قبیلہ خزاعہ (۵) ہذیل کے آدمی کو قتل کر دیا اب میں اس کی دیت خود دیتا ہوں، اس کے بعد جو کوئی کسی کو قتل کرے تو مقتول کے گھر والے دو چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کریں اگر پسند کریں تو قتل کریں اور اگر وہ چاہیں تو خون بہالیں۔“ (۶)

**حدیث ۱۲** صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضرت ربیع نے جو انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پھوپھی تھیں ایک انصاریہ عورت کے دانت توڑ دیئے تو وہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے قصاص کا حکم فرمایا۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے چچا انس بن النضر نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قسم اللہ (عزوجل) کی ان کے دانت نہیں توڑے جائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس! اللہ (عزوجل) کا حکم قصاص کا ہے، اس کے بعد وہ لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے دیت قبول کر لی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اللہ (عزوجل) کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ (عزوجل) پر قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔“ (۷)

**حدیث ۱۳** امام بخاری اپنی صحیح میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ

①..... یعنی آدمیوں کو۔

②..... یمن کا دار الحکومت۔

③..... ”الموطأ“، للإمام مالک، کتاب العقول، باب ماجاء في الغيلة والسحر، الحديث: ۱۶۷۱، ج ۲، ص ۳۷۷۔

④..... ”سنن الدار قطنی“، کتاب الحدود والديات... إلخ، الحديث: ۳۲۴۳، ج ۳، ص ۱۶۷۔

⑤..... عرب کا ایک قبیلہ۔

⑥..... ”جامع الترمذی“، کتاب الدیات، باب ماجاء في حکم ولی القتل... إلخ، الحديث: ۱۴۱۰، ج ۳، ص ۱۰۴۔

⑦..... ”صحیح البخاری“، کتاب التفسیر، باب قوله (وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ)، الحديث: ۴۶۱۱، ج ۳، ص ۱۲۵۔



سے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو قرآن میں نہیں، تو انہوں نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا فرمایا، ہمارے پاس وہی ہے جو قرآن میں ہے مگر اللہ نے جو قرآن کی سمجھ کسی کو دے دی اور ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے۔“ میں نے کہا، اس صحیفہ میں کیا ہے؟ تو فرمایا: دیت اور اس کے احکام اور قیدی کو چھڑانا اور یہ کہ کوئی مسلم کسی کافر (حرابی) کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔<sup>(1)</sup>

**حدیث ۱۳** ابو داؤد و نسائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور ان کے ادنیٰ کے ذمہ کو پورا کیا جائے گا اور جو دور والوں نے غنیمت حاصل کی ہو وہ سب لشکریوں کو ملے گی اور وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک ہیں۔ خبردار کوئی مسلمان کسی کافر (حرابی) کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ کوئی ذمی، جب تک وہ ذمہ میں باقی ہے۔“<sup>(2)</sup>

**حدیث ۱۵** ترمذی اور دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدیں مسجد میں قائم نہ کی جائیں اور اگر باپ نے اپنی اولاد کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔<sup>(3)</sup>

**حدیث ۱۶** ترمذی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) باپ کے قصاص میں بیٹے کو قتل کرتے اور بیٹے کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کرتے یعنی اگر بیٹے نے باپ کو قتل کیا تو بیٹے سے قصاص لیتے اور باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہ لیتے۔<sup>(4)</sup>

**حدیث ۱۷** ابو داؤد و نسائی ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے دریافت کیا، یہ کون ہے؟ میرے والد نے کہا، یہ میرا لڑکا ہے آپ اس کے گواہ رہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ”خبردار نہ یہ تمہارے اوپر جنایت کر سکتا ہے اور نہ تم اس پر جنایت کر سکتے ہو۔“<sup>(5)</sup> (بلکہ جو جنایت کرے گا وہی ماخوذ ہوگا)

**حدیث ۱۸** امام ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا جب باغیوں نے محاصرہ کیا تو کھڑکی سے جھانک کر فرمایا کہ میں تم کو خدا (تعالیٰ) کی قسم

①..... ”صحیح البخاری“، کتاب الدیات، باب لا یقتل المسلم بالکافر، الحدیث: ۶۹۱۵، ج ۴، ص ۳۷۴.

②..... ”سنن أبی داؤد“، کتاب الدیات، باب إیقاد المسلم بالکافر، الحدیث: ۴۵۳۰، ۴۵۳۱، ج ۴، ص ۲۳۸، ۲۳۹.

③..... ”جامع الترمذی“، کتاب الدیات، باب ماجاء فی الرجل یقتل ابنه... إلخ، الحدیث: ۱۴۰۶، ج ۳، ص ۱۰۱.

④..... المرجع السابق، الحدیث: ۱۴۰۴، ج ۳، ص ۱۰۰.

⑤..... ”سنن أبی داؤد“، کتاب الدیات، باب لا یؤخذ أحد بحریرة أخیه أو أبیه، الحدیث: ۴۴۹۵، ج ۴، ص ۲۲۳.

دلاتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”کسی مرد مسلم کا خون حلال نہیں ہے۔ مگر تین وجہوں سے، احسان کے بعد<sup>(1)</sup> زنا سے یا اسلام کے بعد کفر سے یا کسی نفس کو بغیر کسی نفس کے قتل کر دینے سے“ انہیں وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ قسم خدا کی، نہ میں نے زمانہ کفر میں زنا کیا اور نہ زمانہ اسلام میں اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی مرتد نہیں ہوا اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا، قتل نہیں کیا پھر تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو۔<sup>(2)</sup>

**حدیث ۱۹** ابو داؤد حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن تیز رو<sup>(3)</sup> اور صالح رہتا ہے جب تک حرام خون نہ کر لے اور جب حرام خون کر لیتا ہے تو اب وہ تھک جاتا ہے<sup>(4)</sup>۔<sup>(5)</sup>

**حدیث ۲۰** ابو داؤد انہیں سے اور نسائی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”امید ہے کہ گناہ کو اللہ (عزوجل) بخش دے گا مگر اس شخص کو نہ بخشے گا جو مشرک ہی مر جائے یا جس نے کسی مرد مومن کو قصد ناحق قتل کیا۔<sup>(6)</sup> (اس کی تاویل آگے آئے گی)

**حدیث ۲۱** امام ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اس نے ناحق جان بوجھ کر قتل کیا وہ اولیائے مقتول کو دے دیا جائے گا۔ پس وہ اگر چاہیں قتل کریں اور اگر چاہیں دیت لیں۔<sup>(7)</sup>

**حدیث ۲۲** دارمی نے ابن شریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ”جو اس بات کے ساتھ مبتلا ہو کہ اس کے یہاں کوئی قتل ہو گیا یا زخمی ہو گیا تو تین چیزوں میں سے ایک اختیار کرے۔ اگر چوتھی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو (یعنی روک دو) یہ اختیار ہے کہ قصاص لے یا معاف کرے یا دیت لے پھر ان تینوں باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے بعد اگر کوئی زیادتی کرے تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔“<sup>(8)</sup>

①..... یعنی شادی شدہ ہونے کے بعد۔

②..... ”جامع الترمذی“، کتاب الفتن، باب ما جاء لایحل دم امرئ مسلم... إلخ، الحدیث: ۲۱۶۵، ج ۴، ص ۶۴۔

③..... یعنی مومن نیکی میں جلدی کرنے والا ہوتا ہے۔

④..... یعنی قتل ناحق کی نحوست سے انسان توفیق خیر سے محروم رہ جاتا ہے اسی کو تھک جانے سے تعبیر فرمایا۔

⑤..... ”سنن أبی داؤد“، کتاب الفتن والملاحم، باب فی تعظیم قتل المؤمن، الحدیث: ۴۲۷۰، ج ۴، ص ۱۳۹۔

⑥..... المرجع السابق۔

⑦..... ”جامع الترمذی“، کتاب الدیات، باب ما جاء فی الدیة کم ہی من الإبل، الحدیث: ۱۳۹۲، ج ۳، ص ۹۵۔

⑧..... ”سنن الدارمی“، کتاب الدیات، باب الدیة فی قتل العمد، الحدیث: ۲۳۵۱، ج ۲، ص ۲۴۷۔

**حدیث ۲۳** ابو داؤد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”کہ میں اس کو معاف نہیں کروں گا جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا۔“ (1)

**حدیث ۲۴** امام ترمذی وابن ماجہ نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ”جس کے جسم میں کوئی زخم لگ جائے پھر وہ اس کا صدقہ کر دے (معاف کر دے) تو اللہ (عزوجل) اس کا ایک درجہ بڑھاتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔“ (2)

**حدیث ۲۵** امام بخاری اپنی صحیح میں عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کون سا گناہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک بڑا ہے؟ فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کا کوئی شریک بتائے، حالانکہ اللہ (عزوجل) ہی نے تم کو پیدا کیا۔ عرض کی پھر کون سا گناہ؟ فرمایا پھر یہ کہ اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔ کہا۔ پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا، پھر یہ کہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ پس اللہ (عزوجل) نے اس کی تصدیق نازل فرمائی:

﴿ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ۗ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ ﴾ (3)

”اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جسے اللہ نے حرام کیا ناحق قتل نہیں کرتے، اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، اس کے لیے چند در چند (5) عذاب کیا جائے گا قیامت کے دن۔“ (6) اور وہ اس میں مدتوں ذلت کے ساتھ رہے گا، مگر جو توبہ کر لے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے۔ اللہ ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ مغفرت والا رحم والا ہے۔“

**حدیث ۲۶** امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ان نقبا سے ہوں جنہوں نے (لیلۃ العقبہ (7) میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی

①..... ”سنن أبي داود“، كتاب الديات، باب من يقتل بعد أخذ الدية، الحديث: ٤٥٠٧، ج ٤، ص ٢٢٩.

②..... ”جامع الترمذي“، كتاب الديات، باب ماجاء في العفو، الحديث: ١٣٩٨، ج ٣، ص ٩٧.

③..... ”صحيح البخاري“، كتاب الديات، باب قول الله تعالى ﴿ وَمَنْ يُقْتَلْ مُؤْمِنًا فَمَتَّوِدًا... ﴾ الخ، الحديث: ٦٨٦١، ج ٤، ص ٣٥٦.

④..... پ ١٩، الفرقان: ٦٨-٧٠. ⑤..... بہت زیادہ۔

⑥..... بہار شریعت میں اس مقام پر ﴿يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ کا ترجمہ ”قیامت کے دن“ موجود نہیں تھا، لہذا متن میں کنز الایمان سے اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمہ

⑦..... عقبہ سے مراد جمرۃ العقبہ ہے جو منیٰ میں واقع ہے، اس مقام پر رات کے وقت چند انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی جن میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

تھی کہ اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور زنا نہ کریں گے اور چوری نہ کریں گے اور ایسی جان کو قتل نہ کریں گے جس کو اللہ (عزوجل) نے حرام فرمایا اور لوٹ نہ کریں گے اور خدا (تعالیٰ) کی نافرمانی نہ کریں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم کو جنت دی جائے گی اور اگر ان میں سے کوئی کام ہم نے کیا تو اس کا فیصلہ اللہ (عزوجل) کی طرف ہے۔<sup>(1)</sup>

**حدیث ۲۷** امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں۔ حرم میں الحاد کرنے والا اور اسلام میں طریقہ جاہلیت کا طلب کرنے والا اور کسی مسلمان شخص کا ناحق خون طلب کرنے والا تاکہ اسے بہائے۔“<sup>(2)</sup>

**حدیث ۲۸** امام ابو جعفر طحاوی نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”قصاص میں قتل تلوار ہی سے ہوگا۔“<sup>(3)</sup>

## مسائل فقہیہ

**مسئلہ ۱** قتل ناحق کی پانچ صورتیں ہیں۔ (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطا (۴) قائم مقام خطا (۵) قتل بالسبب۔ قتل عمد یہ ہے کہ کسی دھاردار آلے سے قصداً قتل کرے۔ آگ سے جلا دینا بھی قتل عمد ہی ہے۔ دھاردار آلہ مثلاً تلوار، چھری یا لکڑی اور بانس کی گھپہچی<sup>(4)</sup> میں دھار نکال کر قتل کیا یا دھاردار پتھر سے قتل کیا، لوہا، تانبا اور پیتل وغیرہ کی کسی چیز سے قتل کرے گا، اگر اس سے جرح یعنی زخم ہوا تو قتل عمد ہے، مثلاً چھری، خنجر، تیر، نیزہ، بلم<sup>(5)</sup> وغیرہ کہ یہ سب آلہ جارحہ<sup>(6)</sup> ہیں۔ گولی اور چھرے سے قتل ہوا، یہ بھی اسی میں داخل ہے۔<sup>(7)</sup> (ہدایہ ص ۵۵۹ جلد ۴، درمختار و شامی ص ۳۶۶ جلد ۵، بحر الرائق ص ۲۸۷، جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۹۷ ج ۶، طحطاوی ص ۲۵۷ جلد ۴)

① ..... ”صحیح البخاری“، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾، الحدیث: ۶۸۷۳، ج ۴، ص ۳۵۹.

② ..... المرجع السابق، باب من طلب دم امرئ بغیر حق، الحدیث: ۶۸۸۲، ج ۴، ص ۳۶۲.

③ ..... ”شرح معانی الآثار“، کتاب الجنایات، باب الرجل یقتل رجلاً کیف یقتل؟، الحدیث: ۴۹۱۷، ج ۳، ص ۸۱.

④ ..... بانس کا چراہوا لکڑا۔

⑤ ..... لمسی لاشی جس کے سرے پر نوک دار بھال ہوتی ہے، بھالا، برچھا۔

⑥ ..... یعنی زخمی کرنے والے آلے ہیں۔

⑦ ..... ”الہدایہ“ کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۴۴۲.

و ”الدر المختار“، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۰۵-۱۰۷.

**مسئلہ ۲** قتل عمد کا حکم یہ ہے کہ ایسا شخص نہایت سخت گناہ گار ہے۔<sup>(۱)</sup> (درمختار و شامی ص ۳۶۷ ج ۵، تبیین ص ۹۸ جلد ۶،

بحر الرائق ص ۲۸۸ جلد ۸، طحاوی ص ۲۵۸ جلد ۴، درر غرر ص ۸۹ جلد ۲، عالمگیری ص ۲ جلد ۶)

کفر کے بعد تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ قتل ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَّتَعِدًا فَجْرًا آوًا جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا﴾<sup>(۲)</sup> (پ ۵، ع ۱۰۶)

”جو کسی مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم میں مدتوں<sup>(۳)</sup> رہنا ہے۔“

ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اس کے متعلق صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں اختلاف ہے جیسا کہ کتب

حدیث میں یہ بات مذکور ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسے قاتل کی بھی مغفرت ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو بخش دے<sup>(۴)</sup> جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾<sup>(۵)</sup> (پ ۵، ع ۴۶)

”بے شک اللہ (عزوجل) شرک یعنی کفر کو تو نہیں بخشنے گا۔ اس سے نیچے جتنے گناہ ہیں جس کے لیے چاہے گا مغفرت فرمادے گا۔“

اور پہلی آیت کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ مومن کو جو بحیثیت مومن قتل کرے گا یا اس کے قتل کو حلال سمجھے گا وہ بے

شک ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا خلود سے مراد بہت دنوں تک رہنا ہے۔

**مسئلہ ۳** قتل عمد کی سزا دنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی متعین ہے۔ ہاں اگر اولیائے مقتول معاف کر دیں یا قاتل

سے مال لے کر مصالحت کر لیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے مگر بغیر مرضی قاتل اگر مال لینا چاہیں تو نہیں ہو سکتا۔ یعنی قاتل اگر قصاص کو کہے

تو اولیائے مقتول اس سے مال نہیں لے سکتے۔ مال پر مصالحت کی صورت میں دیت کے برابر یا کم یا زیادہ تینوں ہی صورتیں جائز

ہیں۔ یعنی مال لینے کی صورت میں یہ ضروری نہیں کہ دیت سے زیادہ نہ ہو اور جس مال پر صلح ہوئی وہ دیت کی قسم سے ہو یا دوسری

جنس سے ہو دونوں صورتوں میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۳ جلد ۶، طحاوی ص ۲۵۸ جلد ۴، تبیین ص ۹۸ جلد ۶،

بحر الرائق ص ۲۹۰ جلد ۸، درمختار و شامی ص ۳۶۷ ج ۵)

۱..... ”الدر المختار“، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۵۸.

۲..... پ ۵، النساء: ۹۳.

۳..... بہار شریعت میں اس مقام پر ﴿خَالِدًا﴾ کا ترجمہ ”مدتوں“ موجود نہیں تھا، لہذا متن میں کنز الایمان سے اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمیہ

۴..... ”الدر المختار“ و ”رد المختار“، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۵۸.

۵..... پ ۵، النساء: ۴۸.

۶..... بہار شریعت میں اس مقام پر ﴿إِنَّ اللَّهَ﴾ کا ترجمہ ”بے شک اللہ (عزوجل)“ موجود نہیں تھا، لہذا متن میں کنز الایمان سے اس کا اضافہ

کر دیا گیا ہے۔... علمیہ

۷..... ”الدر المختار“ و ”رد المختار“، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۵۸.

**مسئلہ ۳** - قتل عمد میں قاتل کے ذمے کفارہ واجب نہیں۔<sup>(۱)</sup> (طحطاوی ص ۲۵۸ ج ۴، بحر الرائق ص ۲۹۱ ج ۸، تبیین ص ۹۹ ج ۶، درمختار و شامی ص ۳۶۷ ج ۵، درر غرر ص ۸۹ ج ۲، عامہ متون)

**مسئلہ ۵** - اگر اولیاء میں سے کسی ایک نے معاف کر دیا تو بھی باقی کے حق میں قصاص ساقط ہو جائے گا لیکن دیت واجب ہو جائے گی۔<sup>(۲)</sup> (تبیین الحقائق ص ۹۹ ج ۶)

**مسئلہ ۶** - اولیائے مقتول نے اگر نصف قصاص معاف کر دیا تو کل ہی معاف ہو گیا، یعنی اس میں تجزی نہیں ہو سکتی، اب اگر یہ چاہیں کہ باقی نصف کے مقابل میں مال لیں، یہ نہیں ہو سکتا۔<sup>(۳)</sup> (شلبی بر تبیین ص ۹۹ ج ۶)

**مسئلہ ۷** - قتل کی دوسری قسم شبہ عمد ہے۔ وہ یہ کہ قصداً قتل کرے مگر اسلحہ سے یا جو چیزیں اسلحہ کے قائم مقام ہوں ان سے قتل نہ کرے مثلاً کسی کو لاشی یا پتھر سے مار ڈالے شبہ عمد ہے اس صورت میں بھی قاتل گنہگار ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے اور قاتل کے عصبہ پر دیت مغلظہ واجب جو تین سال میں ادا کریں گے۔ دیت کی مقدار کیا ہوگی اس کو آئندہ ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔<sup>(۴)</sup> (طحطاوی ص ۲۵۸ جلد ۲، بحر الرائق ص ۲۹۱ ج ۸، تبیین ص ۱۰۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۳۶۸ ج ۵، درر غرر ص ۹۰ ج ۲)

**مسئلہ ۸** - شبہ عمد مار ڈالنے ہی کی صورت میں ہے۔ اور اگر وہ جان سے نہیں مارا گیا بلکہ اس کا کوئی عضو تلف ہو گیا مثلاً لاشی سے مارا اور اس کا ہاتھ یا انگلی ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی تو اس کو شبہ عمد نہیں کہیں گے بلکہ یہ عمد ہے اور اس صورت میں قصاص ہے۔<sup>(۵)</sup> (درر غرر ص ۹۰ جلد ۲، بحر الرائق ص ۲۸۷ ج ۸، درمختار و شامی ص ۳۶۸ ج ۵، طحطاوی ص ۲۵۹ جلد ۴، عالمگیری ص ۳ جلد ۶)

**مسئلہ ۹** - تیسری قسم قتل خطا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے گمان میں غلطی ہوئی، مثلاً اس کو شکار سمجھ کر قتل کیا اور یہ شکار نہ تھا بلکہ انسان تھا یا حربی یا مرتد سمجھ کر قتل کیا حالانکہ وہ مسلم تھا دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں غلطی ہوئی مثلاً شکار پر یا چاند ماری پر گولی چلائی اور لگ گئی آدمی کو کہ یہاں انسان کو شکار نہیں سمجھا بلکہ شکار ہی کو شکار سمجھا اور شکار ہی پر گولی چلائی مگر ہاتھ بہک گیا۔ گولی شکار کو نہیں لگی بلکہ آدمی کو لگی، اسی کی یہ دو صورتیں بھی ہیں۔ نشانہ پر گولی لگ کر لوٹ آئی اور کسی آدمی کو لگی یا نشانہ سے پار ہو کر کسی آدمی کو لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا دوسرے کو لگی یا ایک شخص کے ہاتھ میں مارنا

①..... "کنز الدقائق"، کتاب الجنایات، ص ۴۴۸.

②..... "تبیین الحقائق"، کتاب الجنایات، ج ۷، ص ۲۱۲.

③..... "حاشیۃ الشلبی" علی "تبیین الحقائق"، کتاب الجنایات، ج ۷، ص ۲۱۲.

④..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۱.

⑤..... "درر الحکام" شرح "غرر الأحکام"، کتاب الجنایات، الجزء الثانی، ص ۹۰.

چاہتا تھا دوسرے کی گردن میں لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا مگر گولی دیوار پر لگی پھر ٹپا کھا کر لوٹی اور اس شخص کو لگی یا اس کے ہاتھ سے لکڑی یا اینٹ چھوٹ کر کسی آدمی پر گری اور وہ مر گیا یہ سب صورتیں قتلِ خطا کی ہیں۔<sup>(۱)</sup> (درمختار و شامی ص ۳۶۹ جلد ۵، طحاوی ص ۲۵۹ جلد ۴، تبیین ص ۱۰۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۲۹۲ جلد ۸)

**مسئلہ ۱۰** قتلِ خطا کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت واجب ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔ قتلِ خطا کی دو صورتیں ہیں اور ان میں اس کے ذمے قتل کا گناہ نہیں۔ یہ تو ضرور گناہ ہے کہ ایسے آلہ کے استعمال میں اس نے بے احتیاطی برتی، شریعت کا حکم ہے کہ ایسے موقعوں پر احتیاط سے کام لینا چاہیے۔<sup>(۲)</sup> (دررغرر ص ۹۰، ج ۲، طحاوی ص ۲۶۰ ج ۴، بحر الرائق ص ۲۹۲ ج ۸، تبیین ص ۱۰۱ ج ۶، درمختار و شامی ص ۳۶۹ ج ۵)

**مسئلہ ۱۱** مقتول کے جسم کے جس حصہ پر وار کرنا چاہتا تھا وہاں نہیں لگا۔ دوسری جگہ لگا یہ خطا نہیں ہے بلکہ عمد ہے اور اس میں قصاص واجب ہے۔<sup>(۳)</sup> (بحر الرائق ص ۲۹۱ ج ۸، تبیین ص ۱۰۱ ج ۶، درمختار ص ۳۶۹ ج ۵، عالمگیری ص ۶ ج ۳ و ہدایہ)

**مسئلہ ۱۲** قتل کی ان تینوں قسموں میں قاتل میراث سے محروم ہوتا ہے یعنی اگر کسی نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس کا ترکہ اس کو نہیں ملے گا بشرطیکہ جس سے قتل ہوا وہ مکلف<sup>(۴)</sup> ہو اور اگر مجنون یا بچہ ہے تو میراث سے محروم نہیں ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۶ ج ۳، بحر الرائق ص ۲۹۳ ج ۸، تبیین ص ۱۰۲ ج ۶، درمختار و شامی ص ۳۷۰ ج ۵، شلمی بر تبیین ص ۹۸ ج ۶، طحاوی ص ۲۶۰ جلد ۴)

**مسئلہ ۱۳** چوتھی قسم قائم مقام خطا جیسے کوئی شخص سوتے میں کسی پر گر پڑا اور یہ مر گیا اسی طرح چھت سے کسی انسان پر گرا اور مر گیا قتل کی اس صورت میں بھی وہی احکام ہیں جو خطا میں ہیں یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت اور قاتل میراث سے محروم ہوگا اور اس میں بھی قتل کرنے کا گناہ نہیں، مگر یہ گناہ ہے کہ ایسی بے احتیاطی کی جس سے ایک انسان کی جان ضائع کی۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۳ جلد ۶، بحر الرائق ص ۲۹۲ ج ۸، درمختار و شامی ص ۳۶۹ جلد ۵، تبیین ص ۱۰۱ جلد ۶، دررغرر ص ۹۱ جلد ۲)

**مسئلہ ۱۴** پانچویں قسم قتلِ باسبب، جیسے کسی شخص نے دوسرے کی ملک میں کھدوایا، یا پتھر رکھ دیا، یا راستہ میں لکڑی رکھ

①..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۱، ۱۶۲.

②..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۰، ۱۶۱.

③..... المرجع السابق، ص ۱۶۲.

④..... یعنی عاقل، بالغ ہو۔

⑤..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۴.

⑥..... المرجع السابق.

دی اور کوئی شخص کنویں میں گر کر یا پتھر وغیرہ یا لکڑی سے ٹھوکر کھا کر مر گیا۔ اس قتل کا سبب وہ شخص ہے جس نے کنواں کھودا تھا اور پتھر وغیرہ رکھ دیا تھا۔ اس صورت میں اس کے عصبہ کے ذمے دیت ہے۔ قاتل پر نہ کفارہ ہے نہ قتل کا گناہ، اس کا گناہ ضرور ہے کہ پرانی ملک میں کنواں کھدوایا وہاں پتھر رکھ دیا۔<sup>(1)</sup> (درمختار ص ۳۶۹ جلد ۵، تبیین ص ۱۰۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۲۹۳ ج ۸، عالمگیری ص ۳ جلد ۶)

## کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں

**مسئلہ ۱** قتل عمد میں قصاص واجب ہوتا ہے کہ ایسے کو قتل کیا جس کے خون کی محافظت ہمیشہ کے لیے ہو۔ جیسے مسلم یا ذمی کہ اسلام نے ان کی محافظت کا حکم دیا ہے۔ بشرطیکہ قاتل مکلف ہو، یعنی عاقل بالغ ہو۔ مجنون یا نابالغ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ اگر قتل کے وقت عاقل تھا اور بعد میں مجنون ہو گیا۔ اگر قتل کے لیے ابھی تک حوالے نہیں کیا گیا ہے۔ قصاص ساقط ہو جائے گا اور اگر قصاص کا حکم ہو چکا اور قتل کرنے کے لیے دیا جا چکا ہے اس کے بعد مجنون ہو گیا تو قصاص ساقط نہیں ہوگا اور ان صورتوں میں بجائے قصاص اس پر دیت واجب ہوگی۔<sup>(2)</sup> (بحر الرائق ص ۲۹۳ جلد ۸، شامی ص ۴۷۰ جلد ۵)

**مسئلہ ۲** جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی ہوش میں آ جاتا ہے۔ اس نے اگر حالتِ افاقہ میں کسی کو قتل کیا ہے تو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ ہاں اگر قتل کے بعد اسے جنون مطبق ہو گیا تو قصاص ساقط ہو گیا اور جنون مطبق نہیں ہے تو قتل کیا جائے گا۔<sup>(3)</sup> (بزاز یہ برہندیہ ص ۳۸۱ ج ۶، درمختار شامی ج ۵ ص ۴۷۰، قاضی خان برہندیہ ص ۳۸۱ ج ۳)

**مسئلہ ۳** قصاص کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ قاتل و مقتول کے مابین شبہ نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً باپ بیٹا اور آقا و غلام کہ یہاں قصاص نہیں اور اگر مقتول نے قاتل کو کہہ دیا کہ مجھے قتل کر ڈال، اس نے قتل کر دیا اس میں بھی قصاص واجب نہیں۔<sup>(4)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۷۰ جلد ۵)

**مسئلہ ۴** آزاد کو آزاد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا اور غلام کے بدلے میں بھی قتل کیا جائے گا اور غلام کو<sup>(5)</sup> غلام کے بدلے میں اور آزاد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ مرد کو عورت کے بدلے میں اور عورت کو مرد کے بدلے میں قتل کیا جائے

①....."الدرالمختار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۳.

②....."رد المحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۶۴.

③....."الدرالمختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۶۴.

④..... المرجع السابق.

⑤..... جبکہ غلام کا مالک نہ ہو جیسا کہ مسئلہ نمبر ۳، اور مسئلہ نمبر ۸ میں مذکور ہے۔



گا۔ مسلم کو ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ حربی اور مستامن کے بدلے میں نہ مسلم سے قصاص لیا جائے گا نہ ذمی سے، اسی طرح مستامن سے مستامن کے مقابل میں قصاص نہیں۔ ذمی نے ذمی کو قتل کیا، قصاص لیا جائے گا اور قتل کے بعد قاتل مسلمان ہو گیا جب بھی قصاص ہے۔<sup>(1)</sup> (شامی و در مختار ص ۴۷۱ جلد ۵، بحر الرائق ص ۲۹۶ جلد ۸، عالمگیری ص ۳ جلد ۶)

**مسئلہ ۵** مسلم نے مرتد یا مرتدہ کو قتل کیا اس صورت میں قصاص نہیں۔ دو مسلمان دارالہرب میں امان لے کر گئے اور ایک نے دوسرے کو وہیں قتل کر دیا قصاص نہیں۔<sup>(2)</sup> (قاضی خان بر عالمگیری ص ۴۳۱ جلد ۳، بحر الرائق ص ۲۹۶ جلد ۸، عالمگیری ص ۳ ج ۶)

**مسئلہ ۶** عاقل سے مجنون کے بدلے میں اور بالغ سے نابالغ کے بدلے میں اور انھیاریے سے اندھے کے بدلے میں اور ہاتھ پاؤں والے سے لہجے<sup>(3)</sup> یا جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں اس کے بدلے میں تندرست سے بیمار کے بدلے میں اور مرد سے عورت کے بدلے میں قصاص لیا جائے گا۔<sup>(4)</sup> (در مختار و شامی، ص ۴۷۲ جلد ۵، بحر الرائق ص ۲۹۶ جلد ۸، عالمگیری ص ۳ جلد ۶، قاضی خان بر عالمگیری، ص ۴۳۶، جلد ۳)

**مسئلہ ۷** اصول نے فروع کو قتل کیا مثلاً باپ ماں، دادا دادی، نانا نانی نے بیٹے یا پوتے یا نواسے کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں بلکہ خود اس قاتل سے دیت دلوائی جائے گی بلکہ باپ کے ساتھ اگر بیٹے کے قتل میں کوئی اجنبی بھی شریک تھا تو اس اجنبی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس سے بھی دیت ہی لی جائے گی۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دو شخصوں نے مل کر اگر کسی کو قتل کیا اور ان میں ایک وہ ہے کہ اگر وہ تنہا کرتا تو قصاص واجب ہوتا اور دوسرا وہ ہے کہ تنہا قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب نہیں ہوتا تو اس پہلے سے بھی قصاص واجب نہیں، مثلاً اجنبی اور باپ دونوں نے قتل کیا یا ایک نے قصداً قتل کیا اور دوسرے نے خطا کے طور پر، ایک نے تلوار سے قتل کیا دوسرے نے لٹھی سے، ان سب صورتوں میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت واجب ہے۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۴، بحر الرائق ج ۸، ص ۲۹۷، قاضی خان بر ہندیہ ج ۳، ص ۴۳۱، شامی ج ۵، ص ۴۷۲)

**مسئلہ ۸** مولیٰ نے اپنے غلام کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں۔ اسی طرح اپنے مدبر یا مکاتب یا اپنی اولاد کے غلام کو قتل

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج ۶، ص ۳.

②..... المرجع السابق.

③..... یعنی ہاتھ پاؤں سے معذور۔

④..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۶۸.

⑤..... المرجع السابق، ص ۱۶۸، ۱۶۹.

کیا یا اس غلام کو قتل کیا جس کے کسی حصہ کا قاتل مالک ہے۔<sup>(۱)</sup> (درمختار ص ۴۷۲، ج ۵، عالمگیری ص ۴، ج ۶، بحر الرائق ص ۲۹۷ ج ۸، تبیین ص ۱۰۵، ج ۶)

**مسئلہ ۹** - قتل سے قصاص واجب تھا مگر اس کا وارث ایسا شخص ہو کہ وہ قصاص نہیں لے سکتا تو قصاص ساقط ہو گیا مثلاً وہ قاتل اس وارث کے اصول میں سے ہے تو اب قصاص نہیں ہو سکتا۔ جیسے ایک شخص نے اپنے خسر کو قتل کیا اور اس کی وارث صرف اس کی لڑکی ہے یعنی قاتل کی بیوی۔ پھر یہ عورت مرگئی اور اس کا لڑکا وارث ہو جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کی صورت میں بیٹے کا باپ سے قصاص لینا لازم آتا ہے، لہذا قصاص ساقط۔<sup>(۲)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۷۳، ج ۵، تبیین ص ۱۰۶ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۰** - مسلم نے اگر مسلم کو مشرک سمجھ کر قتل کیا، مثلاً جہاد میں ایک مسلم کو کافر سمجھا اور مار ڈالا، اس صورت میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت و کفارہ ہے کہ یہ قتل عمد نہیں بلکہ قتل خطا ہے اور اگر مسلم صاف کفار میں تھا اور کسی مسلم نے قتل کر ڈالا تو دیت و کفارہ بھی نہیں۔<sup>(۳)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۷۴ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۱** - جن اگر ایسی شکل میں آیا جس کا قتل جائز ہے۔ مثلاً سانپ کی شکل میں آیا تو اس کے قتل میں کوئی مواخذہ نہیں۔<sup>(۴)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۷۴، جلد ۵)

**مسئلہ ۱۲** - قصاص میں جس کو قتل کیا جائے تو یہ ضرور ہے کہ تلوار ہی سے قتل کیا جائے اگرچہ قاتل نے اسے تلوار سے قتل نہ کیا ہو بلکہ کسی اور طرح سے مار ڈالا ہو جس سے قصاص واجب ہوتا ہو۔ خنجر یا نیزہ سے یا دوسرے اسلحہ سے قتل کرنا بھی تلوار ہی کے حکم میں ہے۔ لہذا اگر اسلحہ کے سوا کسی اور طرح سے قصاص میں قتل کیا، مثلاً کنویں میں گرا کر مار ڈالا یا پتھر وغیرہ سے قتل کیا تو ایسا کرنے سے تعزیر کا مستحق ہے۔<sup>(۵)</sup> (ہدایہ ص ۵۶۳، جلد ۴، درمختار و شامی ص ۴۷۴ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۳** - کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور وہ مر گیا تو قاتل کی گردن تلوار سے اڑادی جائے یہ نہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیں۔ اسی طرح اگر اس کا سر توڑ ڈالا اور مر گیا تو قاتل کی گردن تلوار سے کاٹ دی جائے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۴ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۴۷۷ جلد ۵)

①..... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۶۹.

②..... "الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۷۱.

③..... المرجع السابق، ص ۱۷۲. ④..... المرجع السابق، ص ۱۷۳.

⑤..... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۷۳.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج ۶، ص ۴.

**مسئلہ ۱۳** بعض اولیائے مقتول نے قصاص لے لیا تو باقی اولیاء اس سے ضمان نہیں لے سکتے۔<sup>(۱)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۷۷ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۵** دو شخص ولی مقتول تھے، ان میں سے ایک نے معاف کر دیا اور دوسرے نے قاتل کو قتل کر ڈالا، اگر اسے یہ معلوم تھا کہ بعض اولیاء کے معاف کر دینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اگر نہیں معلوم تھا تو اس سے دیت لی جائے گی۔<sup>(۲)</sup> (قاضی خان برہندیہ ص ۴۴۱ جلد ۳، درمختار و شامی ص ۴۷۷ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۶** مقتول کے بعض اولیاء بالغ ہیں اور بعض نابالغ تو قصاص میں یہ انتظار نہیں کیا جائے گا کہ وہ نابالغ بالغ ہو جائیں بلکہ جو ورثا بالغ ہیں وہ ابھی قصاص لے سکتے ہیں۔<sup>(۳)</sup> (ہدایہ ص ۵۶۵ جلد ۴، درمختار و شامی ص ۴۷۶ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۰۰ جلد ۸، عالمگیری ص ۸ جلد ۶، قاضی خان برہندیہ ص ۴۴۲ جلد ۳)

**مسئلہ ۱۷** قاتل کو کسی اجنبی شخص نے (یعنی اس نے جو مقتول کا ولی<sup>(۴)</sup> نہیں ہے) قتل کر ڈالا، اگر اس نے عمدتاً قتل کیا ہے تو اس قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ اور خطا کے طور پر قتل کیا ہے تو اس قاتل کے عصبہ سے دیت لی جائے گی، کیونکہ اس اجنبی کے لیے اس کا قتل حلال نہ تھا، اب اگر مقتول اول کا ولی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس اجنبی سے قتل کرنے کو کہا تھا لہذا اس سے قصاص نہ لیا جائے تو جب تک گواہ نہ ہوں۔ اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اس اجنبی سے قصاص لیا جائے اور بہر صورت جب کہ قاتل کو اجنبی نے قتل کر ڈالا تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو گیا یعنی قصاص تو ہو ہی نہیں سکتا کہ قاتل رہا ہی نہیں اور دیت بھی نہیں لی جاسکتی کہ اس کے لیے رضامندی درکار ہے اور وہ پائی نہیں گئی۔ جس طرح قاتل مر جائے تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں۔<sup>(۵)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۷۶ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۸** اولیائے مقتول نے گواہی سے یہ ثابت کیا کہ زید نے اسے زخمی کیا اور قتل کیا ہے اور زید نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ خود مقتول نے یہ کہا ہے کہ زید نے نہ مجھے زخمی کیا نہ قتل کیا تو انھیں گواہوں کو ترجیح دی جائے گی۔<sup>(۶)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۷۷ جلد ۵)

①..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۷۸.

②..... المرجع السابق.

③..... "الهدایة"، کتاب الجنایات، باب ما یوجب القصاص و ما لا یوجبہ، ج ۲، ص ۴۴۶.

④..... یعنی وارث۔

⑤..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۷۷.

⑥..... المرجع السابق، ص ۱۷۹.

**مسئلہ ۱۹** - مجروح نے یہ کہا کہ فلاں نے مجھے زخمی نہیں کیا ہے، یہ کہہ کر مر گیا تو اس کے ورثہ اس شخص پر قتل کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ مجروح نے یہ کہا کہ فلاں شخص نے مجھے قتل کیا۔ یہ کہہ کر مر گیا اب اس کے ورثہ دوسرے شخص پر دعویٰ کرتے ہیں کہ اس نے قتل کیا ہے۔ یہ دعویٰ مسوع<sup>(۱)</sup> نہیں ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۷۸ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۰** - جس کو زخمی کیا گیا۔ اس نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یا اس کے اولیاء نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یہ معافی جائز ہے۔ یعنی اب قصاص نہیں لیا جائے گا۔<sup>(۳)</sup> (درمختار ص ۴۷۸ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۱** - کسی کو زہر دے دیا۔ اسے معلوم نہیں اور لاعلمی میں کھاپی گیا تو اس صورت میں نہ قصاص ہے نہ دیت، مگر زہر دینے والے کو قید کیا جائے گا اور اس پر تعزیر ہوگی اور اگر خود اس نے اس کے منہ میں زہر دستی ڈال دیا یا اس کے ہاتھ میں دیا اور پینے پر مجبور کیا تو دیت واجب ہوگی۔<sup>(۴)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۷۸ ج ۵، بزازیہ برہندیہ ص ۳۸۵ جلد ۶، بحر الرائق ص ۲۹۴ جلد ۸)

**مسئلہ ۲۲** - یہ کہا کہ میں نے اپنی بددعا سے فلاں کو ہلاک کر دیا یا باطنی تیروں سے ہلاک کیا یا سورہ انفال پڑھ کر ہلاک کیا تو یہ اقرار کرنے والے پر قصاص وغیرہ لازم نہیں۔ اسی طرح اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اسمائے قہر یہ پڑھ کر اس کو ہلاک کر دیا، اس کہنے سے بھی کچھ لازم نہیں۔ نظر بد سے ہلاک کرنے کا اقرار کرے اس کے متعلق کچھ منقول نہیں۔<sup>(۵)</sup> (شامی ص ۴۷۸ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۳** - کسی نے اس کا سر توڑ ڈالا اور خود اس نے بھی اپنا سر توڑا اور شیر نے اسے زخمی کیا اور سانپ نے بھی کاٹ کھایا اور یہ مر گیا تو اس شخص پر جس نے سر توڑا ہے تہائی دیت واجب ہوگی۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۴، جلد ۶)

**مسئلہ ۲۴** - ایک شخص نے کئی شخصوں کو قتل کیا اور ان تمام مقتولین کے اولیاء نے قصاص کا مطالبہ کیا تو سب کے بدلے میں اس قاتل کو قتل کیا جائے گا اور فقط ایک کے ولی نے مطالبہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو باقیوں کا حق ساقط ہو جائے گا۔ یعنی اب ان کے مطالبہ پر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکتی۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۴، جلد ۶)

①..... یعنی قابل سماعت۔

②..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۷۹۔

③..... المرجع السابق۔ ④..... المرجع السابق، ص ۱۸۰۔

⑤..... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۱۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج ۶، ص ۴۔

⑦..... المرجع السابق۔

**مسئلہ ۲۵** → ایک شخص کو چند شخصوں نے مل کر قتل کیا تو اس کے بدلے میں یہ سب قتل کئے جائیں گے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری

ص ۵ جلد ۶، بزاز یہ برہندیہ ص ۳۸۲ جلد ۶، قاضی خان برہندیہ ص ۴۴۰ جلد ۳)

**مسئلہ ۲۶** → ایک سے زیادہ مرتبہ جس نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا اس کو بطور سیاست قتل کیا جائے اور گرفتاری کے بعد اگر

توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول نہیں اور اس کا وہی حکم ہے جو جادو گر کا ہے۔<sup>(۲)</sup> (در مختار و شامی ص ۴۸۱ ج ۵، بحر الرائق ص ۲۹۴ ج ۸)

**مسئلہ ۲۷** → کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر شیر یا درندے کے سامنے ڈال دیا اس نے مار ڈالا، ایسے شخص کو سزا دی

جائے اور مارا جائے<sup>(۳)</sup> اور قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہیں قید خانہ ہی میں مرجائے اسی طرح اگر ایسے مکان میں کسی کو بند کر

دیا جس میں شیر ہے جس نے مار ڈالا یا اس میں سانپ ہے جس نے کاٹ لیا۔<sup>(۴)</sup> (در مختار و شامی ص ۴۸۰ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۸** → بچہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ یا برف پر ڈال دیا اور وہ مر گیا تو ان دونوں صورتوں میں دیت ہے

اور اگر آگ میں ڈال کر نکال لیا اور تھوڑی سی زندگی باقی ہے مگر کچھ دنوں بعد مر گیا تو قصاص ہے اور اگر چلنے پھرنے لگا پھر مر گیا

تو قصاص نہیں ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۲۹۴ ج ۸)

**مسئلہ ۲۹** → ایک شخص نے دوسرے کا پیٹ پھاڑ دیا کہ آنتیں نکل پڑیں۔ پھر کسی اور نے اس کی گردن اڑادی تو

قاتل یہی ہے جس نے گردن ماری۔ اگر اس نے عمداً کیا ہے تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت واجب ہے اور جس نے

پیٹ پھاڑا اس پر تہائی دیت واجب ہے اور اگر پیٹ اس طرح پھاڑا کہ پیٹھ کی جانب زخم نفوذ کر گیا تو دیت کی دو تہائیاں۔ یہ حکم

اس وقت ہے کہ پیٹ پھاڑنے کے بعد وہ شخص ایک دن یا کچھ کم زندہ رہ سکتا ہو، اور اگر زندہ نہ رہ سکتا ہو اور مقتول کی طرح

تڑپ رہا ہو تو قاتل وہ ہے جس نے پیٹ پھاڑا، اس نے عمداً کیا ہو تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت ہے اور جس نے

گردن ماری اس پر تعزیر ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے ایسا زخمی کیا کہ امید زیت<sup>(۶)</sup> نہ رہی۔ پھر دوسرے نے اسے زخمی کیا

تو قاتل وہی پہلا شخص ہے۔ اگر دونوں نے ایک ساتھ زخمی کیا تو دونوں قاتل ہیں۔ اگرچہ ایک نے دس وار کئے اور دوسرے نے

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی، فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج ۶، ص ۵.

②..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۳.

③..... یعنی پٹائی کی جائے۔

④..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۳.

⑤..... المرجع السابق، ص ۱۸۴.

⑥..... یعنی زندگی کی امید۔

ایک ہی وار کیا ہو۔<sup>(1)</sup> (بزازیہ برہندیہ ص ۳۸۱ جلد ۶، عالمگیری ص ۶، جلد ۶، شامی ص ۳۸۰ جلد ۵، بحر الرائق ص ۲۹۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۰** کسی شخص کا گلا کاٹ دیا۔ صرف حلقوم<sup>(2)</sup> کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اور ابھی جان باقی ہے دوسرے نے

اسے قتل کر ڈالا تو قاتل پہلا شخص ہے دوسرے پر قصاص نہیں کیوں کہ اس کا میت میں شمار ہے لہذا اگر مقتول اس حالت میں تھا اور

مقتول کا بیٹا مر گیا تو بیٹا وارث ہوگا یہ مقتول اپنے بیٹے کا وارث نہیں ہوگا۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ص ۶ جلد ۶، بحر الرائق ص ۲۹۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۱** جو شخص حالت نزع میں تھا اسے قتل کر ڈالا اس میں بھی قصاص ہے۔ اگرچہ قاتل کو یہ معلوم ہو کہ اب زندہ

نہیں رہے گا۔<sup>(4)</sup> (درمختار و شامی ص ۲۸۰ جلد ۵)

**مسئلہ ۳۲** کسی کو عمداً زخمی کیا گیا کہ وہ صاحب فراش ہو گیا<sup>(5)</sup> اور اسی میں مر گیا تو قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر

کوئی ایسی چیز پائی گئی جس کی وجہ سے یہ کہا گیا ہو کہ اسی زخم سے نہیں مرا ہے تو قصاص نہیں۔ مثلاً کسی دوسرے نے اس مجروح کی

گردن کاٹ دی تو اب مرنے کو اس کی طرف نسبت کیا جائے گا یا وہ شخص اچھا ہو کر مر گیا تو اب یہ نہیں کہا جائے گا کہ اسی زخم سے

مرا۔<sup>(6)</sup> (درمختار و شامی ص ۲۸۰ ج ۵، تبیین ص ۱۰۹ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۳** جس نے مسلمانوں پر تلوار کھینچی ایسے کو اس حالت میں قتل کر دینا واجب ہے یعنی اس کے شر کو دفع کرنا

واجب ہے، اگرچہ اس کے لیے قتل ہی کرنا پڑے اسی طرح اگر ایک شخص پر تلوار کھینچی تو اسے بھی قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ

وہی شخص قتل کرے جس پر تلوار اٹھائی یا دوسرا شخص۔ اسی طرح اگر رات کے وقت شہر میں لائچی سے حملہ کیا یا شہر سے باہر دن یا رات

میں کسی وقت بھی حملہ کیا اور اس کو کسی نے مار ڈالا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں۔<sup>(7)</sup> (ہدایہ ص ۵۶۷ ج ۴، درمختار و شامی ص ۳۸۱ جلد

۵، عالمگیری ص ۷ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۲ جلد ۸، تبیین ص ۱۱۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۴** مجنوں نے کسی پر تلوار کھینچی اور اس نے مجنون کو قتل کر دیا تو قاتل پر دیت واجب ہے جو خود اپنے مال سے

ادا کرے۔ یہی حکم بچہ کا ہے کہ اس کی بھی دیت دینی ہوگی اور اگر جانور نے حملہ کیا اور جانور کو مار ڈالا تو اس کی قیمت کا تاوان دینا

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج ۶، ص ۶.

②.....گلے میں سانس آنے جانے والی رگ۔

③....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج ۶، ص ۶.

④....."الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۴.

⑤.....یعنی ایسا زخمی کر دیا کہ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا اور صرف بستر پر لیٹا رہا۔

⑥....."الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۵.

⑦....."الہدایہ"، کتاب الجنایات، باب ما یوجب القصاص و ما لا یوجبہ، فصل، ج ۲، ص ۴۴۸.

ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ ص ۵۶۸ ج ۴، درمختار و شامی ص ۲۸۲ ج ۵، عالمگیری ص ۷ جلد ۶، بحر الرائق ص ۲۰۳ جلد ۸، تبیین ص ۱۱۰ جلد ۶)  
**مسئلہ ۳۵** → جو شخص تلوار مار کر بھاگ گیا کہ اب دوبارہ مارنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ پھر اسے کسی نے مار ڈالا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ یعنی اسی وقت اس کو قتل کرنا جائز ہے جب وہ حملہ کر رہا ہو یا حملہ کرنا چاہتا ہے بعد میں جائز نہیں۔  
 (۲) (تبیین ص ۱۱۰ جلد ۶، عالمگیری ص ۷ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۲ جلد ۸، ہدایہ ص ۵۶۸ ج ۴)

**مسئلہ ۳۶** → گھر میں چور گھسا اور مال چرا کر لے جانے لگا صاحب خانہ نے پیچھا کیا اور چور کو مار ڈالا۔ تو قاتل کے ذمہ کچھ نہیں مگر یہ اس وقت ہے کہ معلوم ہے کہ شور کرے گا اور چلائے گا تو مال چھوڑ کر نہیں بھاگے گا اور اگر معلوم ہے کہ شور کرے گا تو مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا تو قتل کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اس وقت قتل کرنے سے قصاص واجب ہوگا۔  
 (۳) (عالمگیری ص ۷ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۲ جلد ۸، تبیین ص ۱۱۱ جلد ۶، ہدایہ ص ۵۶۸ ج ۴)

**مسئلہ ۳۷** → مکان میں چور گھسا اور ابھی مال لے کر نکلا نہیں اس نے شور و غل کیا مگر وہ بھاگا نہیں یا اس کے مکان میں یا دوسرے کے مکان میں نقب لگا رہا ہے<sup>(۴)</sup> اور شور کرنے سے بھاگتا نہیں، اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ چور ہونا اس کا مشہور و معروف ہو۔<sup>(۵)</sup> (درمختار و شامی ص ۲۸۲ جلد ۵)

**مسئلہ ۳۸** → ولی مقتول نے قاتل کو یا کسی دوسرے کو قصاص ہبہ کر دیا۔ یہ ناجائز ہے۔ یعنی قصاص ایسی چیز نہیں جس کا مالک دوسرے کو بنا یا جاسکے اور اس کو ہبہ کرنے سے قصاص ساقط نہیں ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (درمختار و شامی ص ۲۸۳ جلد ۵)

**مسئلہ ۳۹** → ولی مقتول نے معاف کر دیا یہ صلح سے افضل ہے اور صلح قصاص سے افضل ہے اور معاف کرنے کی صورت میں قاتل سے دنیا میں مطالبہ نہیں ہو سکتا ہے نہ اب قصاص لیا جاسکتا ہے نہ دیت لی جاسکتی ہے۔<sup>(۷)</sup> (درمختار و شامی ص ۲۸۳ ج ۵) رہا مواخذہ اخروی<sup>(۸)</sup>، اس سے بری نہیں ہوا، کیوں کہ قتل ناحق میں تین حق اس کے ساتھ متعلق ہیں۔

- ①..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۸.
- ②..... "الهدایة"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۴۴۸، ۴۴۹.
- ③..... المرجع السابق، ص ۴۴۹.
- ④..... یعنی چوری کے ارادے سے دیوار میں سوراخ کر رہا ہے۔
- ⑤..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۹.
- ⑥..... المرجع السابق، ص ۱۹۲.
- ⑦..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.
- ⑧..... یعنی آخرت کی پکڑ۔

ایک حق اللہ، دوسرا حق مقتول، تیسرا حق ولی مقتول، ولی کو اپنا حق معاف کرنے کا اختیار تھا سو اس نے معاف کر دیا مگر حق اللہ اور حق مقتول بدستور باقی ہیں۔ ولی کے معاف کرنے سے وہ معاف نہیں ہوئے۔<sup>(۱)</sup> (درمختار و شامی ص ۲۸۴ ج ۵)

**مسئلہ ۳۰** → مجروح کا معاف کرنا صحیح ہے یعنی معاف کرنے کے بعد مر گیا تو اب ولی کو قصاص لینے کا اختیار نہیں رہا۔<sup>(۲)</sup> (درمختار ص ۲۸۴ جلد ۵)

**مسئلہ ۳۱** → قاتل کی توبہ صحیح نہیں جب تک وہ اپنے کو قصاص کے لیے پیش نہ کر دے۔ یعنی اولیائے مقتول کو جس طرح ہو سکے راضی کرے۔ خواہ وہ قصاص لے کر راضی ہوں یا کچھ لے کر مصالحت<sup>(۳)</sup> کریں یا بغیر کچھ لیے معاف کر دیں۔ اب وہ دنیا میں بری ہو گیا اور معصیت<sup>(۴)</sup> پر اقدام کرنے کا جرم و ظلم یہ توبہ سے معاف ہو جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (درمختار و شامی ص ۲۸۴ جلد ۵)

## اطراف میں قصاص کا بیان

**مسئلہ ۱** → اعضا میں قصاص وہیں ہوگا جہاں مماثلت<sup>(۶)</sup> کی رعایت کی جاسکے۔ یعنی جتنا اس نے کیا ہے اتنا ہی کیا جائے۔ یہ احتمال نہ ہو کہ اس سے زیادتی ہو جائے گی۔<sup>(۷)</sup> (درمختار ص ۲۸۵ ج ۵)

**مسئلہ ۲** → ہاتھ کو جوڑ پر سے کاٹ لیا ہے، اس کا قصاص لیا جائے گا، جس جوڑ پر سے کاٹا ہے اسی جوڑ پر سے اس کا بھی ہاتھ کاٹ لیا جائے۔ اس میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کا ہاتھ چھوٹا تھا اور اس کا بڑا ہے کہ ہاتھ ہاتھ دونوں یکساں قرار پائیں گے۔<sup>(۸)</sup> (درمختار و شامی ص ۲۸۵ جلد ۵)

**مسئلہ ۳** → کلائی یا پنڈلی درمیان میں سے کاٹ دی یعنی جوڑ پر سے نہیں کاٹی بلکہ آدھی یا کم و بیش کاٹ

①..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

②..... المرجع السابق، ص ۱۷۹.

③..... یعنی صلح۔

④..... گناہ۔

⑤..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

⑥..... برابری، مساوات۔

⑦..... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

⑧..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.



دی اس میں قصاص نہیں کہ یہاں مماثلت ممکن نہیں اس طرح ناک کی ہڈی کل یا اس میں سے کچھ کاٹ دی یہاں بھی قصاص نہیں۔<sup>(1)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۸۵ جلد ۵)

**مسئلہ ۴** پاؤں کا ٹایا ناک کا نرم حصہ کا ٹایا کان کاٹ دیا۔ ان میں قصاص ہے اور اگر ناک کے نرم حصہ میں سے کچھ کاٹا ہے تو قصاص واجب نہیں اور ناک کی نوک کاٹی ہے تو اس میں حکومت عدل ہے۔ کاٹنے والے کی ناک اس کی ناک سے چھوٹی ہے۔ تو جس کی ناک کاٹی ہے اس کو اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت اور اگر کاٹنے والے کی ناک میں کوئی خرابی ہے مثلاً وہ اختم ہے جسے بوجسوس نہیں ہوتی یا اس کی ناک کچھ کٹی ہوئی ہے یا اور کسی قسم کا نقصان ہے تو اس کو اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت۔<sup>(2)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۸۵ ج ۵)

**مسئلہ ۵** کان کاٹنے میں قصاص اس وقت ہے کہ پورا کاٹ لیا ہو۔ یا اتنا کاٹا ہو جس کی کوئی حد ہوتا کہ اتنا ہی اس کا کان بھی کاٹا جائے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو قصاص نہیں کہ مماثلت ممکن نہیں۔ کاٹنے والے کا کان چھوٹا ہے اور اس کا بڑا تھا۔ یا کاٹنے والے کے کان میں چھید<sup>(3)</sup> ہے یا یہ پھٹا ہوا ہے اور اس کا کان سالم تھا<sup>(4)</sup>، تو اسے اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت۔<sup>(5)</sup> (شامی ص ۳۶۵ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۴۵ جلد ۸)

هَذَا مَا تَسْرَلِي إِلَى الْأَنْ وَمَا تُوْفِيْقِي إِلَّا بِاللَّهِ وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ وَاللَّهُ الْمَسْئُولُ أَنْ يُوْفِقَنِي لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَيَرْزُقَنِي حُسْنَ الْخَاتِمَةِ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَأَنَا الْفَقِيرُ الْحَقِيرُ أَبُو الْعَلَاءِ مُحَمَّدٌ أَمَّجَدٌ عَلَى الْأَعْظَمِيِّ غَفِرَ لَهُ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمُجِبِّهِ وَلَا سَاتِدَ لَهُ.

☆☆☆☆☆

①....."الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحنایات، باب القود فيمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

②....."الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحنایات، باب القود فيمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵، ۱۹۶.

③.....یعنی سوراخ۔

④.....یعنی پورا تھا کتا ہوا نہ تھا۔

⑤....."ردالمحتار"، كتاب الحنایات، باب القود فيمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۶.

## یہاں سے جدید تصنیف کا آغاز ہوتا ہے

**مسئلہ ۱** - زخموں کا قصاصِ صحت کے بعد لیا جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (شامی، ص ۲۸۵، جلد ۵، تبیین الحقائق، ص ۱۲۸، جلد ۶، بحر الرائق، ص ۳۴۰، جلد ۸، بدائع صنائع، ص ۳۱۰، جلد ۷، طحاوی، ص ۲۶۸، جلد ۴)

**مسئلہ ۲** - داہنے ہاتھ کی جگہ بائیں ہاتھ اور تندرست کی جگہ ایسا شل ہاتھ جو ناقابلِ انتفاع ہو اور عورت کے ہاتھ کے بدلے مرد کا ہاتھ اور مرد کے ہاتھ کے بدلے میں عورت کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری، ص ۹، جلد ۶، درمختار و شامی، ص ۲۸۸، ج ۵، قاضی خاں علی الہندیہ، ص ۴۳۳، ج ۳، بحر الرائق، ص ۳۰۳، ج ۸، تبیین الحقائق، ص ۱۱۲، ج ۶، مبسوط، ص ۱۳۶، ج ۲۶، بدائع صنائع، ص ۲۹۷، ج ۷)

**مسئلہ ۳** - آزاد کا ہاتھ غلام کے ہاتھ کے بدلے میں اور غلام کا ہاتھ آزاد کے ہاتھ کے بدلے میں نہیں کاٹا جائے گا اور غلام کے ہاتھ کے بدلے میں غلام کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری، ص ۹، جلد ۶، درمختار و شامی، ص ۲۸۸، جلد ۵، تبیین الحقائق، ص ۱۱۲، جلد ۶، بحر الرائق، ص ۳۰۶، جلد ۸، فتح القدر، ص ۲۷۱، جلد ۸، مبسوط، ص ۱۳۶، جلد ۲۶، بدائع صنائع، ص ۳۰۸، جلد ۷، مجمع الانہر، ص ۶۲۵، جلد ۲، قاضی خاں علی الہندیہ، ص ۴۳۳، جلد ۳)

**مسئلہ ۴** - مسلمان اور ذمی ایک دوسرے کے اعضاء کاٹ دیں تو ان میں قصاص لیا جائے گا اور یہی حکم ہے دو آزاد عورتوں اور مسلمہ و کتابیہ اور دونوں کتابیہ عورتوں کا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری، ص ۹، جلد ۶، شامی، ص ۲۸۸، جلد ۵، تبیین الحقائق، ص ۱۱۲، ج ۶، مجمع الانہر، ص ۶۲۶، جلد ۲)

**مسئلہ ۵** - بالوں، سر اور بدن کی کھال اور رخساروں اور ٹھنڈی، پیٹ اور پیٹھ کے گوشت میں قصاص نہیں ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری، ص ۹، جلد ۶، طحاوی، ص ۲۶۷، جلد ۴، بدائع صنائع، ص ۲۹۹، جلد ۷)

**مسئلہ ۶** - تھپڑ مارا یا گھونسہ مارا یا دبوچا تو ان کا قصاص نہیں ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری، ص ۹، جلد ۶)

①..... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۹.

③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... "حاشیۃ الطحاوی" علی "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۴، ص ۲۶۷.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۹.

**مسئلہ ۷** دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۳۸۶ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۰۶ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۱ ج ۶، عنایہ و فتح القدر ص ۲۷۰ جلد ۸، مبسوط ص ۱۳۵ جلد ۲۶، درر غرغریہ ص ۹۶ جلد ۲)

## آنکھ کا بیان

**مسئلہ ۸** کسی نے کسی کی آنکھ پر ایسی ضرب لگائی کہ جس سے صرف روشنی جاتی رہی اور بظاہر آنکھ میں اور کوئی عیب نہیں ہے تو اس طرح قصاص لیا جائے گا کہ مارنے والے کی آنکھ کی روشنی زائل ہو جائے اور کوئی دوسرا عیب پیدا نہ ہو۔<sup>(۲)</sup> (بزاز علی الہندیہ ص ۳۹۰ جلد ۶، عالمگیری ص ۹ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۳۸۶ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۱۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۳ جلد ۸، فتح القدر ص ۲۷۰ جلد ۸ و ہدایہ، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۸۳ جلد ۳، مجمع الانہر ص ۲۲۵ جلد ۲، طحاوی علی الدر ص ۲۶۸ جلد ۲، مبسوط ص ۱۵۲ جلد ۲۶، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷، درر غرغریہ ص ۶۵ جلد ۲)

**مسئلہ ۹** اگر آنکھ نکال لی یا اس طرح مارا کہ اندر دھنس گئی تو قصاص نہیں ہے، کیوں کہ مماثلت<sup>(۳)</sup> نہیں ہو سکتی۔<sup>(۴)</sup> (درمختار ص ۳۸۶ جلد ۵، عالمگیری ص ۹ جلد ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۳۸ جلد ۳، بحر الرائق ص ۳۰۳ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۱ جلد ۶، ہدایہ، فتح القدر ص ۲۷۰ جلد ۸، مبسوط ص ۱۵۲ جلد ۲۶)

**مسئلہ ۱۰** اعضاء میں جہاں قصاص واجب ہوتا ہے وہاں ہتھیار سے مارنا اور غیر ہتھیار سے مارنا برابر ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۳۶۸ جلد ۵، بدائع صنائع ص ۳۱۰ جلد ۷، بحر الرائق ص ۲۸۷ جلد ۸، عنایہ ص ۲۵۳ جلد ۸، علی الہدایہ و فتح القدر، بزاز علی الہندیہ ص ۳۹۰ ج ۶)

**مسئلہ ۱۱** اگر ضرب لگا کر آنکھ کا ڈھیلا<sup>(۶)</sup> نکال دیا اور جس کا ڈھیلا نکالا گیا وہ کہتا ہے کہ میں اس پر تیار ہوں کہ جانی کی<sup>(۷)</sup> آنکھ پھوڑ دی جائے اور ڈھیلا نہ نکالا جائے تو بھی ایسا نہیں کیا جائے گا۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۹.

②..... المرجع السابق.

③..... برابری۔

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۹.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... آنکھ کی پتلی۔

⑦..... یعنی ضرب لگانے والے کی۔

⑧..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۹.

**مسئلہ ۱۲** — اگر کسی نے کسی کی داہنی آنکھ ضائع کر دی اور جانی کی <sup>(۱)</sup> بائیں آنکھ نہیں ہے تو بھی اس کی داہنی آنکھ پھوڑ کر اس کو اندھا کر دیا جائے گا۔ <sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، درمختار ص ۴۸۶ جلد ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۳۸ جلد ۳، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۳** — بھینگے کی ایسی آنکھ جس میں پوری روشنی تھی، قصداً پھوڑ دی تو اس کا قصاص لیا جائے گا اور اگر اتنا بھیجے گا ہے کہ کم دیکھتا ہے تو اس صورت میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ <sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۳۹ جلد ۳، درمختار و شامی ص ۴۸۶ ج ۵، طحاوی علی الدر ص ۲۶۸ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۴** — کم نظر بھینگے نے کسی کی اچھی آنکھ پھوڑ دی تو اس شخص کو اختیار ہے چاہے تو قصاص لے اور نقصان پر راضی ہو جائے اور چاہے تو جانی کے مال سے آدھی دیت لے لے۔ <sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۳۹ جلد ۳، طحاوی علی الدر ص ۲۶۹ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۵** — جس شخص کی داہنی آنکھ میں جالا ہے اور وہ اس سے کچھ دیکھتا ہے اس نے کسی شخص کی داہنی آنکھ ضائع کر دی تو جس کی آنکھ ضائع کی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ اس کی ناقص آنکھ ضائع کر دے یا آنکھ کی دیت لے لے اور اگر وہ جالے والی آنکھ سے کچھ نہیں دیکھتا تو قصاص نہیں ہے۔ اور اگر اس شخص نے جس کی آنکھ ضائع ہوئی تھی ابھی کچھ اختیار نہیں کیا تھا کہ کسی اور شخص نے اس آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو پہلے والے کا حق اس کی آنکھ میں باطل ہو گیا اور اگر پہلے جس کی آنکھ پھوڑی گئی تھی۔ اس نے دیت اختیار کر لی تھی، پھر کسی شخص نے جانی کی آنکھ پھوڑ دی تو اگر اس کا اختیار صحیح تھا تو اس کا حق آنکھ سے دیت کی طرف منتقل ہو جائے گا اور آنکھ کے ضائع ہونے سے اس کا حق باطل نہیں ہوگا اور اگر اس کا اختیار صحیح نہیں تھا تو اس کا حق باطل ہو جائے گا۔ اختیار صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جنایت کرنے والے نے اختیار دیا ہو اور اگر اس نے خود ہی دیت کو اختیار کر لیا ہے تو اختیار صحیح نہیں ہے اور اس صورت میں جس میں اختیار صحیح نہیں ہے اگر جانی کی جالے والی آنکھ میں روشنی آگئی تو پھر قصاص لے سکتا ہے اور اس صورت میں جس میں اختیار صحیح ہے قصاص کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ <sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۱۰ ج ۶)

①..... آنکھ ضائع کرنے والے کی۔

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۹.

③..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۶.

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۹.

⑤..... المرجع السابق، ص ۹، ۱۰.

**مسئلہ ۱۶** کسی کی جالے والی ایسی آنکھ کو نقصان پہنچایا جس میں روشنی ہے اور جانی کی آنکھ بھی ایسی ہے تو قصاص نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (شامی ص ۲۸۶ ج ۵، عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، طحاوی علی الدرر محیط ص ۲۶۸ ج ۴)

**مسئلہ ۱۷** اگر کسی کی آنکھ پر اس طرح ضرب لگائی کہ کچھ پتلی پر جالا<sup>(۲)</sup> آگیا یا آنکھ کو زخمی کر دیا یا اس میں چھالایا جالا آگیا یا آنکھ میں کوئی ایسا عیب پیدا کر دیا کہ اس سے روشنی کم ہوگئی تب بھی انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔<sup>(۳)</sup> (شامی عن تاتارخانیہ ص ۲۸۶ ج ۵، عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، درمختار و شامی از خانہ ص ۲۸۶ ج ۵، مجمع الانہر ص ۶۲۵ ج ۲، طحاوی علی الدرر ص ۲۶۸ ج ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۸ ج ۷)

**مسئلہ ۱۸** اگر کسی کی بائیں آنکھ پھوڑ دی تو جانی کی<sup>(۴)</sup> داہنی آنکھ سے اور اگر داہنی آنکھ پھوڑ دی تو بائیں آنکھ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (شامی ص ۲۸۶ ج ۵، عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، بزاز علی الہندیہ ص ۳۶۰ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۲۵ ج ۲، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۳ ج ۲، بحر الرائق ص ۳۰۳ ج ۸)

**مسئلہ ۱۹** کسی کی آنکھ پر مارا کہ جالا آگیا پھر جالا جاتا رہا اور وہ دیکھنے لگا تو مارنے والے پر کچھ نہیں ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب پوری نظر واپس آجائے لیکن اگر بینائی میں نقصان رہا تو انصاف سے تاوان لیا جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۲۵ ج ۲، طحاوی علی الدرر ص ۲۶۸ ج ۴، شامی ص ۲۸۶ ج ۵)

**مسئلہ ۲۰** اگر کسی بچے کی آنکھ پیدائش کے فوراً بعد یا چند روز بعد پھوڑ دی اور جانی کہتا ہے کہ بچہ آنکھ سے نہیں دیکھتا تھا یا کہتا ہے کہ مجھے اس کے دیکھنے یا نہ دیکھنے کا علم نہیں تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اسے تاوان دینا ہوگا جس کا فیصلہ انصاف سے کیا جائے گا اور اگر یہ علم ہو جائے کہ بچے نے اس آنکھ سے دیکھا ہے۔ اس طرح کہ دو گواہ بچے کی آنکھ کی سلامتی کی گواہی

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۰.

②..... آنکھ کی سیاہ پتلی پر چھانے جانے والی سفید چھلی جو روشنی کو کم یا زائل کر دیتی ہے۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۰.

④..... یعنی آنکھ پھوڑنے والے کی۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۰.

و "ردالمحتار"، کتاب الحنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۶.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۰.

و "ردالمحتار"، کتاب الحنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۹۷.

دیں تو غلطی سے پھوڑنے کی صورت میں نصف دیت اور قصداً پھوڑنے کی صورت میں قصاص ہے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، قاضی خان ص ۳۳۹ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۳۷ ج ۸، قاضی خان علی الہندی ص ۳۳۹ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۳۵ ج ۶)

**مسئلہ ۲۱** → جس کی آنکھ پھوڑی گئی اس کی آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ سے چھوٹی ہو یا بڑی بہر صورت قصاص لیا جائے گا۔<sup>(2)</sup> (شامی ص ۲۸۶ ج ۵، عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۲۵ ج ۲، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ ج ۴، بحر الرائق ص ۳۰۳ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۱ ج ۶، بزازیہ ص ۳۹۰ ج ۶)

**مسئلہ ۲۲** → کسی کی آنکھ میں چوٹ لگ گئی یا زخم آ گیا ڈاکٹر نے اس شرط پر علاج کیا کہ اگر روشنی چلی گئی تو میں ضامن ہوں پھر اگر روشنی چلی گئی تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(3)</sup> (بزازیہ علی الہندی ص ۳۹۱ ج ۶)

## کان

**مسئلہ ۲۳** → جب کسی کا پورا کان قصداً کاٹ دیا جائے تو قصاص ہے اور اگر کان کا بعض حصہ کاٹ دیا جائے اور اس میں برابری کی جاسکتی ہو تو بھی قصاص ہے ورنہ نہیں۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، شامی ص ۲۸۶ ج ۵، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ ج ۴، بحر الرائق ص ۳۰۲ ج ۸، بدائع صنائع ص ۳۰۸ ج ۷، غنیہ ص ۹۵ ج ۲، بزازیہ علی الہندی ص ۳۹۸ ج ۶)

**مسئلہ ۲۴** → کسی نے کسی کا کان قصداً کاٹا اور کاٹنے والے کا کان چھوٹا یا پھٹا ہو یا چراہ ہوا ہے اور جس کا کان کاٹا گیا اس کا کان بڑا یا سالم ہے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے وہ قصاص لے اور چاہے تو نصف دیت لے اور اگر جس کا کان کاٹا گیا ہے اس کا کان ناقص تھا تو انصاف کے ساتھ تاوان ہے۔<sup>(5)</sup> (شامی ص ۲۸۶ ج ۵، عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۰۳ ج ۸، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ ج ۴)

**مسئلہ ۲۵** → اگر کسی شخص نے کان کھینچا اور کان کی ٹو جدا کر لی تو اس میں قصاص نہیں۔ اس پر اپنے مال میں دیت ہے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۰۳ ج ۸، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ ج ۴)

- ①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۰.
- ②..... المرجع السابق.
- ③..... "البزازیہ" علی "الہندیہ"، کتاب الجنایات، (الفصل الثالث فی الأطراف، ج ۶، ص ۳۹۱.
- ④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۰.
- ⑤..... المرجع السابق.
- ⑥..... المرجع السابق.

## ناک

- مسئلہ ۲۶** → اگر ناک کا نرم حصہ پورا قصداً کاٹ دیا تو اس میں قصاص ہے اور اگر بعض حصہ کاٹا تو اس میں قصاص نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (شامی ص ۲۸۵ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، طحطاوی علی الدرر ص ۲۶۸ ج ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷)
- مسئلہ ۲۷** → اگر ناک کے بانے یعنی ہڈی کا کچھ حصہ عمداً کاٹ دیا تو قصاص نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (شامی ص ۲۸۵ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷، قاضی خان علی البندی ص ۳۳۵ جلد ۳، طحطاوی علی الدرر ص ۲۶۸ جلد ۴)
- مسئلہ ۲۸** → اگر ناک کی پھنک یعنی نرم حصہ کا بعض کاٹ دیا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، شامی ص ۲۸۵ جلد ۵، قاضی خان علی البندی ص ۳۳۵ جلد ۳، طحطاوی علی الدرر ص ۲۶۸ ج ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷)
- مسئلہ ۲۹** → اگر ناک کاٹنے والے کی ناک چھوٹی ہے تو مقطوع الانف کو<sup>(۴)</sup> اختیار ہے کہ چاہے قصاص اور چاہے آرش<sup>(۵)</sup> لے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، شامی ص ۲۸۵ جلد ۵، طحطاوی علی الدرر ص ۲۶۸ جلد ۴)
- مسئلہ ۳۰** → اگر ناک کاٹنے والے کی ناک میں سونگھنے کی طاقت نہیں یا اس کی ناک کٹی ہوئی ہے یا اس کی ناک میں اور کوئی نقص ہے تو جس کی ناک کاٹی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کی ناک کاٹ لے اور چاہے تو دیت لے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، شامی ص ۲۸۵ جلد ۵، طحطاوی علی الدرر ص ۲۶۸ جلد ۴)

## ہونٹ

- مسئلہ ۳۱** → اگر کسی نے کسی کا پورا ہونٹ قصداً کاٹ دیا تو قصاص ہے، اوپر کے ہونٹ میں اوپر کے ہونٹ سے، اور نیچے کے ہونٹ میں نیچے کے ہونٹ سے قصاص لیا جائے گا اور اگر بعض ہونٹ کاٹ دیا تو قصاص نہیں ہے۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ص ۱۱ ج ۶، ہدایہ ص ۵۵۵ جلد ۴، بحر الرائق ص ۳۰۳ جلد ۸، تمییز الحقائق ص ۱۱۲ ج ۴، طحطاوی علی الدرر ص ۲۷۰ جلد ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۸ ج ۷)
- ①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶ ص ۱۰.
- ②..... المرجع السابق.
- ③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶ ص ۱۰.
- و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰ ص ۱۹۶.
- ④..... یعنی جس کی ناک کاٹی اس کو۔ ⑤..... یعنی وہ مال لے لے جو مادون النفس (قتل کے علاوہ) میں لازم ہوتا ہے۔
- ⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶ ص ۱۰.
- ⑦..... المرجع السابق.
- ⑧..... المرجع السابق، ص ۱۱.

## زبان

**مسئلہ ۳۲** → زبان پوری کاٹی جائے یا بعض اس میں قصاص نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۶ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ جلد ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۳۷ جلد ۳، درمختار و شامی ص ۴۸۹ جلد ۵، مجمع الانہر ص ۶۲۶ جلد ۳، طحاوی علی الدر ص ۲۷۰ جلد ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷)

## دانت

**مسئلہ ۳۳** → دانت میں مماثلت<sup>(۲)</sup> کے ساتھ قصاص ہے یعنی داہنے کے بدلے میں بائیں اور بائیں کے بدلے میں دایاں اور والے کے بدلے میں نیچے والا اور نیچے والے کے بدلے میں اوپر والا نہیں توڑا جائے گا۔ سامنے والے کے بدلے میں سامنے والا، کیلے<sup>(۳)</sup> کے بدلے میں کیلا اور ڈاڑھ کے بدلے میں ڈاڑھ توڑی جائے گی۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۴۸۸ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد ۸، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۱ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۴** → دانت میں چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار نہیں ہے۔ چھوٹے کے بدلے میں بڑا اور بڑے کے بدلے میں چھوٹا توڑا جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۴۸۶ جلد ۵، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۳۸ جلد ۳، بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد ۸، مجمع الانہر ص ۶۲۵ جلد ۲، طحاوی علی الدر ص ۲۶۹ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۵** → سن زائد (فالتو دانت) میں قصاص نہیں ہے۔ اس میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، شامی ص ۴۸۶ جلد ۵، طحاوی علی الدر ص ۲۶۹ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۶** → اگر کسی نے دانت کا بعض حصہ قصداً توڑ دیا تو اگر مماثلت کے ساتھ قصاص ممکن ہو تو قصاص لیا جائے گا ورنہ دیت لازم ہوگی۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، شامی ص ۴۸۷ جلد ۵، طحاوی ص ۲۶۹ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد ۸)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۱.

②..... برابری۔ ③..... یعنی نوکیلے دانت۔

④..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۷-۱۹۹.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۱.

⑥..... المرجع السابق. ⑦..... المرجع السابق.



**مسئلہ ۳۷** → اگر کسی کے دانت کا بعض حصہ توڑ دیا اور بعد میں بقیہ بعض خود گر گیا تو اس صورت میں قصاص نہیں ہے۔

(۱) (شامی ص ۲۸۷ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶، عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۸** → کسی شخص کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت ہل گیا مگر اکھڑا نہیں۔ پھر دوسرے شخص نے اس کو اکھڑ دیا تو اس

صورت میں ہر ایک پر انصاف کے ساتھ تاوان ہے۔ (۲) (شامی ص ۲۸۷ جلد ۵، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۹** → دانت کا بعض حصہ توڑ دیا۔ پھر باقی حصہ کالایا سرخ یا سبز ہو گیا یا اس میں کوئی عیب اس کے توڑنے کی وجہ

سے پیدا ہو گیا تو قصاص نہیں ہے دیت ہے۔ (۳) (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، طحاوی ص ۲۶۹ جلد ۴، درمختار و شامی ص ۲۸۷ جلد ۵،

مجمع الانہر ص ۶۳۷ جلد ۲، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶)

**مسئلہ ۴۰** → دو شخص اکھاڑے میں (۴) اس لیے اترے تھے کہ کسی کے بازی کریں گے پس ایک نے دوسرے کو اس طرح

مارا کہ اس کا دانت اکھڑ گیا تو مارنے والے پر قصاص ہے اور اگر ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مار مار اور ایک نے دوسرے کو مکہ مار

کر دوسرے کا دانت توڑ دیا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (۵) (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶)

**مسئلہ ۴۱** → اگر کسی نے قصداً کسی کے دانت اکھڑ دیئے اور اکھڑنے والے سے قصاص لے لیا گیا۔ پھر

جس سے قصاص لیا گیا تھا اس کے دانت دوبارہ نکل آئے تو اس کے دانت دوبارہ نہیں اکھڑے جائیں گے۔ (۶) (عالمگیری

ص ۱۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۴۲** → زید نے بکر کا دانت اکھڑ دیا اور بکر نے قصاص میں زید کا دانت اکھڑ دیا اس کے بعد بکر کا دانت اُگ گیا تو

زید کو بکر دانت کی دیت دے گا۔ اور اگر دانت ٹیڑھا اُگا تو بکر انصاف کے ساتھ زید کو تاوان دے گا اور اگر آدھا اُگا تو نصف

دیت دے گا۔ (۷) (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، قاضی خان بر حاشیہ عالمگیری ص ۴۳۷ جلد ۳، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸، بزازیہ علی

الہندیہ ص ۳۹۵ جلد ۶، فتح القدر، ہدایہ عنایہ ص ۳۲۰ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶)

①..... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۸.

②..... المرجع السابق.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۱.

④..... کشتی کے میدان میں۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۱.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۳** کسی کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت کالا ہو گیا اور مارنے والے کے دانت کالے یا پیلے یا سرخ یا سبز ہیں تو جس پر جنایت کی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے لے اور چاہے تو دیت لے لے۔<sup>(۱)</sup> (شامی ص ۲۸۶ جلد ۵، قاضی خان بر حاشیہ عالمگیری ص ۳۳۸ جلد ۳، عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۴** کسی کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت کالا ہو گیا پھر دوسرے شخص نے یہ دانت اکھیڑ دیا تو پہلے والے پر پوری دیت لازم ہے اور دوسرے پر انصاف کے ساتھ تاوان ہے۔<sup>(۲)</sup> (شامی ص ۲۸۷ جلد ۵، قاضی خان بر حاشیہ عالمگیری ص ۳۳۸ جلد ۳، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۵** کسی شخص کا عیب وارد دانت توڑا تو اس میں انصاف کے ساتھ تاوان ہے۔<sup>(۳)</sup> (شامی ص ۲۸۶ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۶** اگر کسی کے دانت پر مارا اور دانت گر گیا تو قصاص لینے میں زخم کے مندمل ہونے کا<sup>(۴)</sup> انتظار کیا جائے گا، لیکن ایک سال تک انتظار نہیں ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۱۱ ج ۶، شامی ص ۲۸۷ ج ۵، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ ج ۶، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۹ ج ۴، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ ج ۶، فتح القدر ص ۳۲۰ ج ۸)

**مسئلہ ۳۷** اگر کسی نے بچے کے دانت اکھیڑ دیئے تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا اور چاہیے کہ جنایت کرنے والے سے ضامن لے لیں پھر اگر اکھڑے دانت کی جگہ سے دوسرا دانت آگے تو کچھ نہیں اور اگر دانت نہیں آگا تھا اور ایک سال پورا ہونے سے پہلے بچہ مر گیا تو بھی کچھ نہیں ہے۔<sup>(۶)</sup> (شامی ص ۲۸۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۹ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶، فتح القدر ص ۳۲۱ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۸** کسی نے کسی کے دانت پر ایسا مارا کہ دانت ہل گیا تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا۔ عام ازیں کہ جس کو مارا ہے وہ بالغ ہو یا نابالغ، ایک سال تک اگر دانت نہ گرا تو مارنے والے پر کچھ نہیں اور اگر سال کے اندر گر گیا اور قصداً مارا تھا تو قصاص واجب ہے اور اگر غلطاً مارا ہے تو دیت واجب ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۹ جلد ۴)

①..... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۷.

و "البحر الرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج ۹، ص ۳۷.

②..... المرجع السابق، ص ۱۹۸. ③..... المرجع السابق، ص ۱۹۷.

④..... یعنی زخم کے ٹھیک ہونے کا۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۱.

⑥..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۸، ۱۹۹.

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۱.

**مسئلہ ۴۹** دانت ہلنے کی صورت میں قاضی نے ایک سال کی مہلت دی تھی اور سال پورا ہونے سے پہلے مضروب (۱) کہتا ہے کہ اسی ضرب کی وجہ سے میرا دانت گر گیا۔ مگر ضارب (۲) کہتا ہے کہ کسی دوسرے کے مارنے سے اس کا دانت گرا ہے تو مضروب کا قول معتبر ہے اور اگر سال پورا ہونے کے بعد مضروب نے یہ دعویٰ کیا تو ضارب کا قول معتبر ہوگا۔ (۳) (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد ۸، بدائع صنائع ص ۳۱۶ ج ۷، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶)

**مسئلہ ۵۰** کسی کے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹا، اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس کے دانت اکھڑ گئے تو دانتوں کا تاوان نہیں ہے۔ (۴) (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۷ جلد ۳، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۵۱** کسی شخص کے کپڑے کو دانتوں سے پکڑ لیا اور اس نے اپنا کپڑا کھینچا اور کپڑا پھٹ گیا تو دانتوں سے پکڑنے والا کپڑے کا نصف تاوان دے گا اور اگر کپڑا دانتوں سے پکڑ کر کھینچا کہ پھٹ گیا تو کپڑے کا کل تاوان دے گا۔ (۵) (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۷ جلد ۳)

**مسئلہ ۵۲** کسی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا اس کے بعد نصف دانت آگ آیا تو قصاص نہیں ہے بلکہ نصف دیت ہے اور اگر پیلا اگا یا میڑھا اگا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ (۶) (درمختار و شامی ص ۵۱۵ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸، طحاوی ص ۲۸۴ جلد ۴، مجمع الانہر و ملتقى الابحار ص ۶۴۷ ج ۲)

**مسئلہ ۵۳** اگر کسی نے کسی کے بتیسوں دانت توڑ دیئے تو اس پر ۱۰ ادیت لازم ہوگی۔ (۷) (بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد ۸، درمختار و شامی ص ۵۰۹ جلد ۵، طحاوی علی الدر ص ۲۸۱ جلد ۴، مجمع الانہر و ملتقى الابحار ص ۶۴۲ جلد ۲، عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶، بزازیہ ص ۳۹۱ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۱۵ جلد ۷، تبیین الحقائق ص ۱۳۱ جلد ۶)

**مسئلہ ۵۴** اگر کسی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا اس کے بعد اس کا پورا دانت صحیح حالت میں دوبارہ نکل آیا تو جانی پر قصاص و ادیت نہیں ہے مگر علاج معالجہ کا خرچہ اس سے وصول کیا جائے گا۔ (۸) (بحر الرائق ص ۳۰۵ ج ۸، طحاوی علی الدر ص ۲۶۹ ج ۴، درمختار و شامی ص ۵۱۵ جلد ۵، بزازیہ ص ۳۹۱ ج ۶، مبسوط ص ۲۶ جلد ۱، ہدایہ و عنایہ علی الفتح ص ۳۲۰ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ ج ۶)

①..... جسے مارا تھا۔ ②..... مارنے والا۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۲۔

④..... "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۸۷۔

⑤..... المرجع السابق۔

⑥..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الشجاج، ج ۱۰، ص ۲۵۵۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۵۔

⑧..... "البحر الرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج ۹، ص ۳۶۔

**مسئلہ ۵۵** → اگر کسی نے کسی کا کوئی دانت اکھیڑ دیا اور اس وقت اکھیڑنے والے کا وہ دانت نہیں تھا مگر جنایت کے بعد نکل آیا تو قصاص نہیں ہے، دیت ہے، خواہ جنایت کے وقت جانی کا<sup>(۱)</sup> یہ دانت نکلا ہی نہ ہو، یا نکلا ہو مگر اکھیڑ گیا ہو۔<sup>(۲)</sup> (بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۵۶** → مریض نے ڈاکٹر سے دانت اکھیڑنے کو کہا، اس نے ایک دانت اکھیڑ دیا، مگر مریض کہتا ہے کہ میں نے دوسرے دانت کو اکھیڑنے کے لیے کہا تھا تو مریض کا قول یقین کے ساتھ مان لیا جائے گا اور مریض کے قسم کھانے کے بعد ڈاکٹر پر دانت کی دیت واجب ہوگی۔<sup>(۳)</sup> (بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۵۷** → کسی نے کسی کا دانت قصداً اکھیڑ دیا اور جانی کے دانت کا لے یا پیلے یا سرخ یا سبز ہیں تو جس کا دانت اکھیڑا گیا ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے اور چاہے دیت لے۔<sup>(۴)</sup> (بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸، عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۵۸** → کسی بچے نے بچے کا دانت اکھیڑ دیا تو جس کا دانت اکھیڑا گیا ہے اس کے بالغ ہونے تک انتظار کیا جائے گا، بلوغ کے بعد اگر صحیح دانت نکل آیا تو کچھ نہیں اور اگر نہیں نکلا یا عیب دار نکلا تو دیت لازم ہے۔<sup>(۵)</sup> (در مختار و شامی ص ۵۱۲ جلد ۵، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۵۹ (الف):** کسی نے کسی کے دانت پر ایسی ضرب لگائی کہ دانت کالا یا سرخ یا سبز ہو گیا یا بعض حصہ ٹوٹ گیا اور بقیہ کالا یا سرخ یا سبز ہو گیا تو قصاص نہیں ہے، دانت کی پوری دیت واجب ہے۔<sup>(۶)</sup> (تبيين الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶، طحاوی ص ۳۶۹ جلد ۴، بدائع صنائع ص ۳۱۵ جلد ۷، بحر الرائق ص ۳۰۴ ج ۸)

## انگلیاں

**مسئلہ ۵۹ (ب):** انگلیاں اگر جوڑ پر سے کاٹی جائیں تو ان میں قصاص لیا جائے گا اور اگر جوڑ پر سے نہ کاٹی جائیں تو قصاص نہیں ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۳۸ جلد ۳، بحر الرائق ص ۳۰۷ جلد ۸)

- ①..... اکھیڑنے والے کا۔
- ②..... "البحر الرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج ۹، ص ۳۶۔
- ③..... المرجع السابق، ص ۳۷۔
- ④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۲۔
- ⑤..... "البزازیہ" علی "الہندیہ"، کتاب الجنایات، (الفصل) الثالث فی الأطراف، ج ۶، ص ۳۹۲۔  
و "الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب الجنایات، فصل فی الشجاج، ج ۱۰، ص ۲۵۵۔
- ⑥..... "البحر الرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج ۹، ص ۳۵۔
- ⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۲۔

**مسئلہ ۶۰** - ہاتھ کی انگلی کے بدلے میں پیر کی انگلی اور پیر کی انگلی کے بدلے میں ہاتھ کی انگلی نہیں کاٹی جائے گی۔ (۱) (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۶۱** - داہنے ہاتھ کی انگلی کے بدلے میں بائیں ہاتھ کی اور بائیں ہاتھ کی انگلی کے بدلے میں دائیں ہاتھ کی انگلی نہیں کاٹی جائے گی۔ (۲) (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، بزازی علی الہندی ص ۳۹۳ جلد ۶، طحاوی علی الدر ص ۲۶۸ جلد ۴، بدائع صنائع ص ۲۹۷ جلد ۷)

**مسئلہ ۶۲** - ناقص انگلیوں والے ہاتھ کے بدلے میں صحیح ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (۳) (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۶۳** - کسی نے چھٹی انگلی کو کاٹ دیا اور کاٹنے والے کے ہاتھ میں بھی چھٹی انگلی ہے تو بھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (۴) (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۳ جلد ۷، بحر الرائق ص ۳۰۶ جلد ۸)

**مسئلہ ۶۴** - اگر ایسی ہتھیلی کاٹ دی جس کی گرفت میں حارج (۵) زائد انگلی تھی تو قصاص نہیں ہے۔ اور اگر گرفت میں انگلی حارج نہیں تھی تو قصاص لیا جائے گا۔ (۶) (عالمگیری عن المحيط ص ۱۲ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۳ جلد ۷)

**مسئلہ ۶۵** - اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ کی انگلی کاٹ لے جس سے اس کی ہتھیلی شل ہو جائے یا جوڑے سے انگلی کا ایک پورا کاٹ لے جس سے بقیہ انگلی یا ہتھیلی شل ہو جائے تو انگلی کا قصاص نہیں ہے۔ ہاتھ یا شل انگلی کی دیت ہے۔ (۷) (بدائع صنائع ص ۳۰۶ ج ۷)

## ہاتھ کے مسائل

**مسئلہ ۶۶** - اگر کسی کا ایسا زخمی ہاتھ کاٹا گیا جس کا زخم گرفت میں حارج نہ تھا تو قصاص لیا جائے گا اور اگر زخم گرفت میں حارج تھا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ (۸) (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، شامی ص ۴۹۰ جلد ۵)

**مسئلہ ۶۷** - اگر کالے ناخن والا ہاتھ کاٹا تو اس کا قصاص لیا جائے گا۔ (۹) (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۲، شامی ص ۴۹۰ جلد ۵)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۲.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق.

④..... "البحر الرائق"، کتاب الحنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج ۹، ص ۳۹.

⑤..... حائل، رکاوٹ۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۲.

⑦..... "بدائع الصنائع"، کتاب الحنایات، ج ۶، ص ۴۰۲.

⑧..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۲.

⑨..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۶۸** → اگر کسی کا صحیح ہاتھ کاٹ دیا اور کاٹنے والے کا ہاتھ شل<sup>(۱)</sup> یا ناقص ہے تو مقطوع الید کو<sup>(۲)</sup> اختیار ہے، چاہے تو ناقص ہاتھ کاٹ دے یا چاہے تو پوری دیت لے لے یہ اختیار اس صورت میں ہے کہ ناقص ہاتھ کارآمد ہو<sup>(۳)</sup> ورنہ دیت پراکتفا کیا جائے گا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۴۸۹ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۶۹** → زید نے بکر کا ہاتھ کاٹا اور زید کا ہاتھ شل یا ناقص تھا اور بکر نے ابھی اختیار سے کام نہیں لیا تھا کہ کسی شخص نے زید کا ناقص ہاتھ ظلماً کاٹ دیا یا کسی آفت سے ضائع ہو گیا تو بکر کا حق باطل ہو جائے گا۔ اور اگر زید کا ناقص ہاتھ قصاص یا چوری کے جرم میں کاٹ دیا گیا تو بکر دیت کا حق دار ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۷۰** → اگر کسی نے کسی کی انگلی یا ہاتھ کا کچھ حصہ کاٹ دیا پھر دوسرے شخص نے باقی ہاتھ کاٹ دیا اور زخمی مر گیا تو جان کا قصاص دوسرے شخص پر ہے، پہلے پر نہیں، پہلے کی انگلی یا ہاتھ کاٹا جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۷۱** → کسی کا ہاتھ قصداً کاٹا پھر کاٹنے والے کا ہاتھ آکلہ<sup>(۷)</sup> کی وجہ سے یا ظلماً کاٹ دیا گیا تو قصاص اور دیت دونوں باطل ہو جائیں گے اور اگر کاٹنے والے کا ہاتھ کسی دوسرے قصاص یا چوری کی سزا میں کاٹا گیا تو پہلے مقطوع الید کو دیت دے گا۔<sup>(۸)</sup> (قاضی خاں علی الہندی ص ۴۳ جلد ۳)

**مسئلہ ۷۲** → کسی شخص کی دو انگلیاں کاٹ دیں اور کاٹنے والے کی صرف ایک انگلی ہے تو یہ ایک انگلی کاٹ دی جائے گی اور دوسری انگلی کی دیت واجب ہوگی۔<sup>(۹)</sup> (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶)

**مسئلہ ۷۳** → کسی شخص کا ہاتھ پینچے سے<sup>(۱۰)</sup> کاٹ دیا اور قاطع سے<sup>(۱۱)</sup> اس کا قصاص لے لیا گیا اور زخم بھی اچھا ہو گیا پھر ان میں سے کسی نے دوسرے کا پینچے سے کٹا ہوا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔<sup>(۱۲)</sup> (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶)

①..... یعنی بے حس و بے حرکت۔ ②..... یعنی جس کا ہاتھ کٹا ہے اس کو۔ ③..... یعنی اس سے کام وغیرہ کر سکتا ہو۔

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۲۔

⑤..... المرجع السابق، ص ۱۲۔ ⑥..... المرجع السابق، ص ۱۵۔

⑦..... ایک قسم کی بیماری جو متاثرہ عضو کو کھاتی اور گاتی ہے۔

⑧..... "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۸۶۔

⑨..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص، ج ۶، ص ۱۳۔

⑩..... کھائی سے۔ ⑪..... ہاتھ کاٹنے والے سے۔

⑫..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۳۔

**مسئلہ ۷۴** کسی شخص نے کسی کے داہنے ہاتھ کی انگلی جوڑ سے کاٹی پھر اسی قاطع نے کسی دوسرے شخص کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا، یا پہلے کسی کا داہنا ہاتھ کاٹا، پھر دوسرے کے داہنے ہاتھ کی انگلی کاٹ دی اس کے بعد دونوں مقطوع آئے اور انہوں نے دعویٰ کیا تو قاضی پہلے قاطع کی انگلی کاٹنے کا اس کے بعد مقطوع الید کو اختیار ہے کہ چاہے تو ماقبی ہاتھ کو کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے لے اور اگر مقطوع الید پہلے آیا اور اس کی وجہ سے قاطع کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر انگلی کٹا آیا تو اس کے لیے دیت ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶، مبسوط ص ۱۴۳ جلد ۲۶، بدائع صنائع ص ۳۰۰ جلد ۷)

**مسئلہ ۷۵** اگر کسی نے کسی کی انگلی کا ناخن والا پورا کاٹ دیا، پھر دوسرے شخص کی اسی انگلی کو جوڑ سے کاٹ دیا اور پھر تیسرے شخص کی اسی انگلی کو جوڑ سے کاٹ دیا اور تینوں انگلیوں کے لیے قاضی کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا حق طلب کیا تو قاضی پہلے پورے والے کے حق میں قاطع کا پہلا پورا یعنی ناخن والا کاٹ دے گا پھر درمیان والے کو اختیار دے گا کہ چاہے تو درمیان سے قاطع کی انگلی کاٹ دے اور پہلے پورے کی دیت نہ لے اور چاہے تو انگلی کی دیت میں سے دو تہائی لے لے۔ پھر جب درمیان والے نے انگلی کاٹ دی تو تیسرے کو یعنی جس کی انگلی جوڑ سے کاٹی گئی تھی اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو قاطع کی انگلی جوڑ سے کاٹ دے اور دیت کچھ نہ لے اور چاہے تو پوری انگلی کی دیت قاطع کے مال سے لے لے اور اگر تین میں سے قاضی کے پاس ایک آیا اور دو غائب اور جو آ یا وہ پہلے پورے والا ہے تو اس کے حق میں قاطع کی انگلی کا پہلا پورا کاٹا جائے گا۔ پورا کاٹنے کے بعد اگر دونوں غائب بھی آگئے تو ان کو مذکورہ بالا اختیار ہوگا۔ اور اگر پہلے وہ آیا جس کی پوری انگلی کاٹی تھی دوسرے دونوں نہیں آئے اور قاضی نے قاطع کی پوری انگلی کاٹ دی پھر دوسرے دونوں آگئے تو ان کے لیے دیت ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶)

**مسئلہ ۷۶** اگر کسی کا پہنچا کاٹ دیا پھر اسی قاطع نے دوسرے شخص کا وہی ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا پھر دونوں مقطوع قاضی کے پاس آئے تو قاضی پہنچے والے کے حق میں قاطع کا پہنچا کاٹ دے گا۔ پھر کہنی والے کو اختیار دے گا کہ چاہے تو باقی ہاتھ کہنی سے کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے لے اور اگر دونوں مقطوعوں میں سے ایک حاضر ہو اور دوسرا غائب تو حاضر کے حق میں قصاص کا حکم دے گا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶، مبسوط ص ۱۴۵ جلد ۲۶، بدائع صنائع ص ۳۰۱ جلد ۷)

**مسئلہ ۷۷** کسی نے کسی کے ہاتھ کی انگلی کاٹ دی، پھر انگلی کٹنے کے قاطع کا ہاتھ جوڑ سے کاٹ دیا تو مقطوع الید کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کا ناقص ہاتھ ہی کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے لے اور انگلی کا حق باطل ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۳.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۷۸ (الف):** کسی شخص نے دو آدمیوں کے داہنے ہاتھ قصداً کاٹ دیئے پھر ایک نے بحکم قاضی قصاص لے لیا تو دوسرے کو دیت ملے گی اور اگر دونوں ایک ساتھ قاضی کے پاس آئے تو دونوں کے لیے قصاص میں قاطع کا داہنا ہاتھ کاٹ دے گا اور ہر ایک کو ہاتھ کی نصف دیت بھی ملے گی۔<sup>(۱)</sup> (قاضی خان ص ۳۳۶ جلد ۳، درمختار رد المحتار ص ۴۹۱ جلد ۵، بدائع صنائع ص ۲۹۹ جلد ۷، درر غرر ص ۹۷ ج ۲)

**مسئلہ ۷۸ (ب):** کسی شخص نے دو افراد کے سیدھے ہاتھ قصداً کاٹ دیئے اور قاضی نے دونوں کے قصاص میں قاطع کا ہاتھ کاٹنے اور پانچ ہزار درہم ہاتھ کی دیت دینے کا حکم دیا۔ دونوں نے پانچ ہزار درہم پر قبضہ کر لیا پھر ایک نے معاف کر دیا تو جس نے معاف نہیں کیا ہے اس کو نصف دیت یعنی ڈھائی ہزار درہم ملیں گے۔<sup>(۲)</sup> (قاضی خان بر عالمگیری ص ۳۳۶ جلد ۳، شامی ص ۴۹۱ ج ۵)

**مسئلہ ۷۹:** کسی نے دو آدمیوں کے داہنے ہاتھ قصداً کاٹ دیئے۔ قاضی نے دونوں کے حق میں قصاص اور دیت کا حکم دیا۔ دیت پر قبضہ سے پہلے ایک نے معاف کر دیا تو دوسرے کو صرف قصاص کا حق ہے۔ دیت معاف ہو جائے گی۔<sup>(۳)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۱ ج ۵، عالمگیری ج ۶ ص ۱۴)

**مسئلہ ۸۰:** کسی کا ناخن والا پورا قصداً کاٹ دیا وہ اچھا ہو گیا اور قصاص نہیں لیا گیا تھا کہ اسی انگلی کا اور ایک پورا کاٹ دیا تو قصاص میں ناخن والا پورا کاٹ دیا جائے گا اور دوسرے پورے کی دیت ملے گی اور اگر پہلا زخم اچھا نہیں ہوا تھا کہ دوسرا پورا کاٹ دیا تو دونوں پورے ایک ساتھ کاٹ کر قصاص لیا جائے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۱۴ ج ۶)

**مسئلہ ۸۱:** کسی کا ناخن والا پورا قصداً کاٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا اور اس کا قصاص بھی لے لیا گیا پھر اسی قاطع نے اسی انگلی کا دوسرا پورا کاٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا تو اس کا قصاص بھی لیا جائے گا۔ یعنی قاطع کا دوسرا پورا پورا کاٹ دیا جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۱۴ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۳ ج ۷)

**مسئلہ ۸۲:** کسی شخص کا نصف پورا قصداً نکلے کر کے کاٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا پھر بقیہ پورا جوڑ سے کاٹ دیا تو اس صورت میں قصاص نہیں ہے اور اگر درمیان میں زخم اچھا نہیں ہوا تھا تو جوڑ سے پورا کاٹ کر قصاص لیا جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۱۴ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۲ جلد ۷)

①..... "الفتاویٰ الحنایۃ"، کتاب الحنایات، ج ۲، ص ۳۸۶.

②..... المرجع السابق.

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۴.

④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق.



**مسئلہ ۸۳** - قصداً کسی کی انگلیاں کاٹ دیں پھر زخم اچھا ہونے سے پہلے جوڑ سے پہنچا کاٹ دیا تو قاطع کا پہنچا جوڑ سے کاٹ کر قصاص لیا جائے گا انگلیاں نہیں کاٹی جائیں گی اور اگر درمیان میں زخم اچھا ہو گیا تھا تو انگلیوں میں قصاص لیا جائے گا اور پہنچے کا انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ (۱) (عالمگیری ص ۱۴ جلد ۶)

**مسئلہ ۸۴** - کسی شخص کی انگلی کا ناخن والا پورا قصداً کاٹ دیا، پھر زخم اچھا ہونے سے پہلے دوسرے پورے کا نصف کاٹ دیا تو قصاص واجب نہیں ہے اور اگر درمیان میں زخم اچھا ہو گیا تھا تو پہلے پورے کا قصاص لیا جائے گا اور باقی کی دیت لی جائے گی۔ (۲) (عالمگیری ص ۱۴ جلد ۶)

**مسئلہ ۸۵** - اگر کسی کی انگلی قصداً کاٹ دی اور اس کی وجہ سے اس کی ہتھیلی شل ہو گئی تو انگلی کا قصاص نہیں ہے ہاتھ کی دیت لی جائے گی۔ (۳) (عالمگیری ص ۱۴ جلد ۶)

**مسئلہ ۸۶** - کسی کی انگلی قصداً کاٹی اور چھری نے پھسل کر دوسری انگلی کو بھی کاٹ دیا تو پہلی کا قصاص لیا جائے گا اور دوسری کی دیت لی جائے گی۔ (۴) (عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۶ جلد ۷)

**مسئلہ ۸۷** - چند آدمیوں نے ایک ہی چھری کو پکڑ کر کسی شخص کا کوئی عضو قصداً کاٹ دیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (۵) (درمختار و شامی ص ۴۹۱ جلد ۵، طحطاوی علی الدر ص ۲۷۱ جلد ۴، دررغرر شربلا ص ۹۷ جلد ۲)

**مسئلہ ۸۸** - عورت اور مرد اگر ایک دوسرے کے اعضا کاٹ دیں تو ان میں قصاص نہیں ہے اسی طرح اگر غلام اور آزاد ایک دوسرے کا عضو کاٹ دیں یا دو غلام ایک دوسرے کا کوئی عضو کاٹیں تو قصاص نہیں ہے۔ چونکہ ان کے اعضا میں مماثلت (۶) نہیں ہے۔ (۷) (درمختار و شامی ص ۴۸۸ جلد ۵، بدائع صنائع ص ۳۰۲ ج ۷)

## مسائل متفرقہ

**مسئلہ ۸۹** - ذکر (۸) کو اگر جڑ سے کاٹ دیا یا صرف پوری سپاری کو کاٹ دیا تو قصاص لیا جائے گا یعنی قاطع (۹) کا

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۴.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق، ص ۱۵. ④.....المرجع السابق.

⑤....."دررالحکام" شرح "غرر الأحکام"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، الجزء الثانی، ص ۹۷.

⑥.....برابری۔

⑦....."الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۹.

⑧.....یعنی مرد کے پیشاب کا عضو۔ ⑨.....کانٹے والا۔

ڈکڑے سے کاٹ دیا جائے گا اور سپاری کی صورت میں سپاری کاٹی جائے گی اور درمیان سے کاٹے جانے کی صورت میں قصاص نہیں ہے۔ چونکہ اس صورت میں مماثلت ممکن نہیں ہے۔<sup>(1)</sup> (شامی و درمختار ص ۲۸۹ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۶ جلد ۸، قاضی خان علی البندی ص ۳۳۳ جلد ۳، طحاوی علی الدر ص ۲۷۰ جلد ۴، مجمع الانہر ص ۶۲۶ ج ۲)

**مسئلہ ۹۰** - خصی<sup>(۲)</sup> یا عنین<sup>(۳)</sup> کا ڈکڑے کاٹ دیا تو اس میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔<sup>(۴)</sup> (شامی و درمختار ص ۲۸۹ جلد ۵)

**مسئلہ ۹۱** - بچے کا ڈکڑے کاٹ دیا گیا۔ اگر انتشار ہوتا تھا تو قصداً کاٹنے میں قصاص اور خطا کاٹنے میں دیت واجب ہوگی اور اگر انتشار نہیں ہوتا تھا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (شامی و درمختار ص ۲۸۹ جلد ۵)

**مسئلہ ۹۲** - اگر عورت نے کسی کا ڈکڑے کاٹ دیا تو اس میں قصاص نہیں ہے۔<sup>(۶)</sup> (شامی ص ۲۸۹ جلد ۵)

**مسئلہ ۹۳** - اگر کسی نے کسی کا خضیہ پکڑ کر مسل دیا جس سے وہ نامرد ہو گیا تو دیت لازم ہوگی۔<sup>(۷)</sup> (بزاز علی البندی ص ۳۹۳ جلد ۶)

## فصل فی الفعلین

### شخص واحد میں قتل اور قطع عضو کا اجتماع

**مسئلہ ۹۴** - کسی شخص کو عضو کاٹ کر قتل کر دیا جائے تو اس میں عقلی وجوہ سولہ نکلیں گی مثلاً دونوں فعل یعنی قتل اور قطع عدا<sup>(۸)</sup> ہوں گے یا خطا یا قتل خطا ہوگا اور قطع عدا یا قتل عدا ہوگا اور قطع خطا تو یہ چار صورتیں ہوں گی۔ پھر ہر ایک صورت میں دونوں فعلوں کے درمیان میں صحت واقع ہوئی یا نہیں تو یہ آٹھ صورتیں ہوگیں۔ پھر یہ دونوں فعل ایک شخص سے صادر ہوں گے یا

①....."الفتاویٰ الحناییہ"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۸۵، ۳۸۶.

② و"الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۰۲.

③.....جس کے خضیہ نکال دیے ہوں یا بیکار کر دیے ہوں۔

④....."الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۰۱.

⑤.....المرجع السابق.

⑥....."ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۰۲.

⑦....."البزازیہ" علی "الہندیہ"، کتاب الجنایات، فصل الثالث فی الأطراف، ج ۶، ص ۳۹۴.

⑧.....یعنی جان بوجھ کر کاٹنا۔

دو اشخاص سے اس طرح کل سولہ صورتیں بنیں۔ ان سولہ صورتوں میں سے آٹھ صورتیں وہ ہیں جن میں قاطع (1) اور قاتل دو مختلف اشخاص ہوں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اس کے فعل کے بموجب قصاص یا دیت لی جائے گی۔ (2) (درمختار و شامی، ص ۴۹۴ ج ۵)

**مسئلہ ۹۵**۔ بقیہ آٹھ صورتیں جن میں فاعل ایک شخص ہو ان کا حکم یہ ہے کہ نمبراً قطع اور قتل جب دونوں قصداً ہوں اور درمیان میں صحت واقع ہوگئی ہو تو دونوں کا قصاص لیا جائے گا۔ (3) (شامی، ص ۴۹۴ ج ۵)

**مسئلہ ۹۶**۔ قتل قطع جب دونوں قصداً ہوں اور درمیان میں صحت واقع نہ ہوئی ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ چاہے تو پہلے عضو کاٹے پھر قتل کرے اور چاہے تو قتل پر اکتفا کرے۔ (4) (عناہ و فتح القدر، ص ۲۸۴ جلد ۸)

**مسئلہ ۹۷**۔ قطع اور قتل اگر دونوں خطا ہوں اور درمیان میں صحت ہوگئی ہو تو دونوں کی دیت لی جائے گی۔ (5) (تمیین الحقائق، ص ۱۱۷ جلد ۶)

**مسئلہ ۹۸**۔ قطع اور قتل اگر دونوں خطا ہوں اور درمیان میں صحت واقع نہ ہوئی ہو تو صرف دیت نفس واجب ہوگی۔ (6) (تمیین، ص ۱۱۷ جلد ۶)

**مسئلہ ۹۹**۔ اگر قطع قصداً ہو اور قتل خطا ہو اور درمیان میں صحت واقع ہوگئی ہو تو قطع کا قصاص اور قتل کی دیت لی جائے گی۔ (7) (تمیین الحقائق، ص ۱۱۷ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۰۰**۔ اگر قطع عداً اور قتل خطا ہو اور درمیان میں صحت واقع نہ ہوئی ہو تو قطع میں قصاص اور قتل میں دیت لی جائے گی۔ (8) (تمیین، ص ۱۱۷ ج ۶)

**مسئلہ ۱۰۱**۔ اگر قطع خطا اور قتل عداً ہو اور درمیان میں صحت واقع ہوگئی ہو تو قطع کی دیت اور قتل کا قصاص لیا جائے گا۔ (9) (تمیین، ص ۱۱۷ جلد ۶)

①..... یعنی کاٹنے والا۔

②..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، ج ۱۰، ص ۲۱۱۔

③..... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، ج ۱۰، ص ۲۱۱۔

④..... "العناہ" و "فتح القدر"، کتاب الجنایات، فصل فی حکم الفعلین، ج ۹، ص ۱۸۴۔

⑤..... "تبیین الحقائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، فصل، ج ۷، ص ۲۴۸، ۲۴۹۔

⑥..... المرجع السابق۔ ⑦..... المرجع السابق، ص ۲۴۸۔

⑧..... المرجع السابق۔ ⑨..... المرجع السابق۔

**مسئلہ ۱۰۲** → اگر قطع خطا اور قتل عمداً ہو اور درمیان میں صحت واقع نہ ہوئی ہو تو قطع کی دیت اور قتل کا قصاص واجب ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (تبیین، ص ۷۱ ج ۶)

**مسئلہ ۱۰۳** → اگر کسی شخص کو نوے کوڑے ایک جگہ مارے وہ جگہ اچھی ہوگی ہو اور ضربات کے<sup>(۲)</sup> نشانات بھی باقی نہ رہے پھر دس کوڑے دوسری جگہ مارے اس سے وہ مر گیا تو اس صورت میں صرف دیت نفس واجب ہے۔<sup>(۳)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۳ ج ۵، فتح القدیر ص ۲۸۴ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۸ ج ۶، عنایہ ص ۲۸۴ ج ۸)

**مسئلہ ۱۰۴** → اگر کسی شخص کو نوے کوڑے مارے اور اس کے زخم اچھے ہو گئے مگر نشانات باقی رہ گئے پھر دس کوڑے مارے جن سے وہ مر گیا تو دیت نفس اور انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔<sup>(۴)</sup> (تبیین الحقائق ص ۱۱۸ ج ۷)

**مسئلہ ۱۰۵** → اگر کسی نے کسی کا عضو کاٹا یا اس کو زخمی کر دیا اور زخمی نے جنایت کرنے والے کو معاف کر دیا اور اس کے بعد وہ زخمی اس زخم یا قطع عضو کی وجہ سے مر گیا تو اس میں چار صورتیں بنیں گی۔

(۱) یہ جنایت اگر قصداً تھی اور معاف کرنے والے نے کہا کہ میں نے قطع عضو اور جنایت اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کو معاف کر دیا تو عام معافی ہو جائے گی اور جانی کے ذمے کچھ واجب نہ ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (طحطاوی ص ۲۷۳ ج ۴، مجمع الانہر ص ۶۳۰ ج ۲، درر غرر ص ۹۸ ج ۲)

(۲) اور اگر معاف کرنے والے نے کہا کہ میں نے قطع عضو اور جنایت کو معاف کر دیا اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کا کچھ ذکر نہیں کیا تو استحساناً دیت واجب ہوگی۔<sup>(۶)</sup> (طحطاوی علی الدرر ص ۲۷۳ ج ۴، بحر الرائق ص ۳۱۶ ج ۸)

(۳) اور اگر قطع عضو یا زخم خطا تھا اور مرنے والے نے یہ کہا کہ میں نے قطع عضو سے معاف کر دیا اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کا ذکر نہیں کیا تو سرایت کی معافی نہیں ہوگی اور دیت نفس واجب ہوگی۔

(۴) اور اگر قطع عضو یا زخم خطا تھا اور مرنے والے نے کہا کہ میں نے قطع عضو اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات

①..... "تبیین الحقائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج ۷، ص ۲۴۹.

②..... یعنی مارنے کے۔

③..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، ج ۱۰، ص ۲۱۲.

④..... "تبیین الحقائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج ۷، ص ۲۵۰.

⑤..... "درر الحکام" شرح "غرر الأحکام"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، الجزء الثانی، ص ۹۸.

⑥..... "البحر الرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج ۹، ص ۵۶.

کو بھی معاف کر دیا تو بالکل معافی ہو جائے گی اور جانی پر کچھ واجب نہ ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، فتح القدر و عنایہ ص ۲۸۵ جلد ۸، درمختار و شامی ص ۳۹۵ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۱۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۱۶ ج ۸)

**مسئلہ ۱۰۶** اگر ماں نے اپنے بچے کو تادیب کے لیے مارا اور بچہ مر گیا تو ماں ضامن ہے۔<sup>(۲)</sup> (شامی ص ۳۹۹ جلد ۵، طحاوی ص ۲۷۵ جلد ۳)

## متفرقات

**مسئلہ ۱۰۷** کسی نے کسی شخص کے عہد تیر مارا اور وہ تیر اس شخص کے جسم کے پار ہو کر کسی دوسرے شخص کو لگ گیا اور دونوں مر گئے تو پہلے کا قصاص لیا جائے گا اور دوسرے کی دیت قاتل کے عاقلہ پر واجب ہوگی۔<sup>(۳)</sup> (درمختار و شامی ص ۳۹۲ جلد ۵، طحاوی ص ۲۷۲ جلد ۳، بدائع صنائع ص ۳۰۶ جلد ۷، درر غرر ص ۹۷ جلد ۲، مجمع الانہر و درالہمتی ص ۶۲۹ جلد ۲)

**مسئلہ ۱۰۸** کسی شخص پر سانپ گرا اس نے اس کو پھینک دیا اور وہ دوسرے شخص پر جا کر اسی طرح اس نے بھی پھینکا اور وہ تیسرے شخص پر جا کر اور اس کو کاٹ لیا اور وہ مر گیا تو اگر سانپ نے گرتے ہی کاٹ لیا تھا تو اس آخری پھینکنے والے کے عاقلہ پر دیت ہے اور اگر گرنے کے کچھ دیر بعد کاٹا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔<sup>(۴)</sup> (درمختار و شامی ص ۳۹۲ جلد ۵، طحاوی ص ۲۷۲ ج ۳)

**مسئلہ ۱۰۹** کسی شخص نے راستہ میں سانپ یا بچھو ڈال دیا اور ڈالنے کے فوراً بعد اس نے کسی کو کاٹ لیا اور وہ مر گیا تو ڈالنے والے کے عاقلہ پر دیت ہے اور اگر کچھ دیر کے بعد یا اپنی جگہ سے ہٹ کر کاٹا تو کسی پر کچھ نہیں۔<sup>(۵)</sup> (درمختار و شامی ص ۳۹۲ جلد ۵، طحاوی علی الدر ص ۲۷۲ جلد ۳)

**مسئلہ ۱۱۰** کسی شخص نے راستے میں تلوار رکھ دی اور کوئی اس پر گر پڑا اور مر گیا اور تلوار بھی ٹوٹ گئی تو مرنے والے کی دیت تلوار رکھنے والے پر ہے اور تلوار کی قیمت مرنے والے کے مال سے ادا کی جائے گی۔<sup>(۶)</sup> (درمختار و شامی ص ۳۹۳ جلد ۵، طحاوی ص ۲۷۲ جلد ۳)

①..... "البحر الرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج ۹، ص ۵۶.

②..... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، مطلب: الصحيح ان الوجوب علی القاتل... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۰.

③..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۰۸.

④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق، ص ۲۰۹.

⑥..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۱۱** — عمداً قتل کرنے والے نے ایسے شخص کے ساتھ مل کر قتل کیا جس پر قصاص نہیں ہوتا۔ مثلاً اجنبی نے باپ کے ساتھ مل کر بیٹے کو قتل کیا یا عاقل نے مجنون کے ساتھ مل کر یا بالغ نے نابالغ کے ساتھ مل کر قتل کیا تو کسی پر قصاص نہیں ہے۔  
(۱) (درمختار و شامی ص ۳۹۳ جلد ۵، طحطاوی، ص ۲۷۲ جلد ۴)

**مسئلہ ۱۱۲** — اگر کسی نے اپنی بیوی یا باندی کے ساتھ کسی کو ناجائز حالت میں دیکھا اور لٹکانے کے باوجود نہیں بھاگا تو اس نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص بھی نہیں اور کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔ (۲) (درمختار ص ۳۹۳ جلد ۵، طحطاوی علی الدر، ص ۲۷۲ جلد ۴)

**مسئلہ ۱۱۳** — کسی شخص نے کسی بچے کو اپنا گھوڑا دیا کہ اس کو باندھ دے اور گھوڑے نے لات مار دی جس سے بچہ مر گیا تو گھوڑا دینے والے کے عاقلہ پر دیت ہے۔ اسی طرح بچہ کو لٹھی یا کوئی اسلحہ دیا اور کہا کہ اس کو پکڑے رہو بچہ تھک گیا اور وہ اسلحہ اس کے جسم کے کسی حصہ پر گر پڑا جس کے صدمے سے بچہ مر گیا اسلحہ والے کے عاقلہ پر بچہ کی دیت ہے۔ (۳) (درمختار و شامی ص ۳۹۳ جلد ۵، طحطاوی، ص ۲۷۲ جلد ۴)

**مسئلہ ۱۱۴** — اگر کسی نے کسی کا پورا حشفہ (سپاری) قصداً کاٹ دیا تو اس میں قصاص ہے اور اگر بعض کاٹا تو قصاص نہیں ہے۔ (۴) (عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۶ ج ۸، درمختار و شامی ص ۲۸۹ ج ۵، مجمع الانہر ص ۶۲۶ جلد ۲، ہدایہ ص ۵۵۵ جلد ۴، بدائع صنائع، ص ۳۰۸ جلد ۷)

**مسئلہ ۱۱۵** — کوئی بچہ دیوار پر چڑھا ہوا تھا کہ کوئی شخص نیچے سے اچانک چیخا جس سے بچہ گر کر مر گیا تو اس چیخنے والے پر دیت ہے۔ اور اسی طرح اگر اچانک کسی شخص نے چیخ ماری جس سے کوئی شخص مر گیا تو اس پر اس کی دیت واجب ہے۔ (۵) (درمختار و شامی، ص ۳۹۳ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۱۶** — کسی نے صورت تبدیل کر کے بچہ کو ڈرایا جس سے بچہ ڈر کر پاگل ہو گیا تو ڈرانے والا دیت دے گا۔ (۶) (درمختار و شامی، ص ۳۹۳ جلد ۵)

①....."الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۱۰.

②....."الدر المختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۱۰.

و "حاشیة الطحطاوی" علی "الدر المختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۴، ص ۲۷۲.

③....."الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۱۰.

④.....المرجع السابق، ص ۲۰۲. ⑤.....المرجع السابق، ص ۲۱۱. ⑥.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۱۷** کسی نے کسی سے کہا پانی یا آگ میں کود جا اور وہ کود گیا اور مر گیا تو یہ دیت دے گا۔<sup>(۱)</sup> (شامی ص ۳۹۳ جلد ۵، طحاوی، ص ۲۷۲ جلد ۴)

**مسئلہ ۱۱۸** کسی نے کسی کو زخمی کر دیا اور وہ کمائی کرنے کے قابل نہ رہا تو زخمی کرنے والے پر اس کا نفقہ علاج معالجہ کے مصارف واجب الادا ہوں گے۔<sup>(۲)</sup> (در مختار ص ۴۹۳ ج ۵)

**مسئلہ ۱۱۹** کسی ظالم حاکم نے پولیس سے کسی کو اتنا پٹوایا کہ وہ کمائی سے عاجز ہو گیا تو اس کا نفقہ اور علاج کے مصارف اس حاکم پر لازم ہیں۔<sup>(۳)</sup> (در مختار و شامی، ص ۴۹۳ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۲۰** کسی کے تلوار مارنا چاہتا تھا اور کسی نے تلوار کو پکڑ لیا تو تلوار والے نے تلوار کھینچی جس سے پکڑنے والے کی انگلیاں کٹ گئیں۔ اگر جوڑے کٹی ہیں تو قصاص ہے ورنہ دیت لازم ہے۔<sup>(۴)</sup> (بزازیہ علی الہندیہ، ص ۳۹۳ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۲۱** زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹا اور اس کے قصاص میں زید کا ہاتھ کاٹا گیا پھر عمرو ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے مر گیا تو زید کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (طحاوی ص ۲۷۲ جلد ۴، در مختار و شامی ص ۴۹۷ جلد ۵، تبیین ص ۱۲۰ جلد ۶، عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶، فتح القدر و عنایہ ص ۲۹۰ جلد ۸، مجمع الانہر ص ۶۳۲ جلد ۲)

**مسئلہ ۱۲۲** زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹا اور اس کے قصاص میں زید کا ہاتھ کاٹا گیا اور اس ہاتھ کے کاٹنے کی وجہ سے زید مر گیا تو اگر زید کا ہاتھ بلا حکم حاکم کاٹا گیا ہے تو عمرو کے عاقلہ پر زید کی دیت واجب ہوگی اور اگر حاکم کے حکم سے ہاتھ کاٹا گیا ہے تو کچھ لازم نہیں ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (در مختار و شامی ص ۴۹۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۰ جلد ۶، طحاوی ص ۲۷۵ ج ۴، مجمع الانہر ص ۶۳۲ ج ۲)

**مسئلہ ۱۲۳** کسی شخص نے کسی کو قتل کر دیا۔ مقتول کے ولی نے قاتل کا ہاتھ کاٹ لیا اس کے بعد قاتل کو معاف کر دیا تو اس ولی پر ہاتھ کاٹنے کی دیت لازم ہوگی۔<sup>(۷)</sup> (بحر الرائق ص ۳۱۹ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۲۱ جلد ۶، شامی و در مختار ص ۴۹۸ جلد ۵)

①..... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۱۱.

②..... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، ج ۱۰، ص ۲۱۳.

③..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، ج ۱۰، ص ۲۱۳.

④..... "البزازیة" علی "الہندیة"، کتاب الجنایات، (الفصل) الثالث فی الأطراف، ج ۶، ص ۳۹۳.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۵.

⑥..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح ان الوجوب... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۱۸، ۲۱۹.

⑦..... المرجع السابق، ص ۲۲۰.

**مسئلہ ۱۲۳** — اسی طرح اگر معلم نے بچہ کو باپ کی اجازت کے بغیر مارا اور بچہ مر گیا تو معلم پر ضمان ہے اور اگر باپ کی اجازت سے مارا اور بچہ مر گیا تو ضمان نہیں ہے اور اسی طرح شوہر نے اپنی بیوی کو تادیب کے لیے مارا اور وہ مر گئی تو شوہر پر ضمان ہے۔<sup>(۱)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۸ جلد ۵، طحاوی ص ۲۷۵ جلد ۴، مجمع الانہر ص ۶۳۲ ج ۲)

**مسئلہ ۱۲۵** — اگر قاضی نے چور کا ہاتھ کاٹا اور چور مر گیا تو قاضی پر کچھ نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۷ جلد ۵، طحاوی ص ۲۷۵ جلد ۴، مجمع الانہر ص ۶۳۲ جلد ۲)

**مسئلہ ۱۲۶** — کسی اجنبی عورت کو اس طرح مارا کہ اس کے مخرج بول و حیض<sup>(۳)</sup> ایک ہو گئے۔ یا مخرج حیض و مقعد<sup>(۴)</sup> ایک ہو گئے تو اگر وہ پیشاب کو روک سکتی ہے تو جانی پر<sup>(۵)</sup> تہائی دیت واجب ہوگی اور اگر پیشاب کو نہیں روک سکتی ہے تو جانی پر کل دیت واجب ہوگی۔<sup>(۶)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۹ جلد ۵، طحاوی ص ۲۷۵ جلد ۴)

**مسئلہ ۱۲۷** — اگر کسی شخص نے باکرہ<sup>(۷)</sup> سے زنا کیا جس سے اس کے مخرجین<sup>(۸)</sup> ایک ہو گئے اگر یہ فعل عورت کی رضامندی سے تھا تو دونوں کو حد لگائی جائے گی اور تاوان نہیں ہوگا اور اگر بالجبر تھا تو مرد پر حد اور دیت دونوں واجب ہیں۔<sup>(۹)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۹ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۲۸** — اگر اپنی زوجہ بالغہ سے وطی کی جو اس کی استطاعت رکھتی تھی اور اس کی وجہ سے مخرجین کی درمیانی جگہ پھٹ کر ایک ہو گئی تو شوہر پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر زوجہ نابالغہ سے یا ایسی زوجہ سے جو اس کی استطاعت نہیں رکھتی تھی یا کسی عورت سے جبراً وطی کی اور مخرجین ایک ہو گئے یا موت واقع ہو گئی تو عاقلہ پر دیت لازم ہوگی۔<sup>(۱۰)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۹ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۲۹** — جراح<sup>(۱۱)</sup> نے آنکھ کا آپریشن کیا اور آنکھ پھوٹ گئی اور جراح اس فن کا ماہر نہ تھا تو اس پر نصف دیت لازم ہے۔<sup>(۱۲)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۹ جلد ۵)

①..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح ان الوجوب... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۰، ۲۲۱.

②..... المرجع السابق، ص ۲۱۹.

③..... پیشاب اور حیض کا مقام۔ ④..... آگے اور پیچھے کا مقام۔ ⑤..... مارنے والے پر۔

⑥..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح ان الوجوب... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۲.

⑦..... کنواری۔ ⑧..... آگے اور پیچھے کا مقام۔

⑨..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح ان الوجوب... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۳.

⑩..... المرجع السابق، ص ۲۲۲.

⑪..... سرجن، آپریشن کرنے والا۔

⑫..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح ان الوجوب... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۳.



**مسئلہ ۱۳۰** بچہ چھت سے گر پڑا اور اس کا سر پھٹ گیا اکثر جراحوں نے یہ رائے دی کہ اگر اس کا آپریشن کیا گیا تو مر جائے گا اور ایک نے کہا کہ اگر آپریشن نہیں کیا گیا تو مر جائے گا لہذا میں آپریشن کرتا ہوں اور اس نے آپریشن کر دیا اور دو ایک دن بعد بچہ مر گیا تو اگر آپریشن صحیح طریقے پر ہوا اور ولی کی اجازت سے ہو تو جراح ضامن نہیں ہے۔ اور اگر ولی کی اجازت کے بغیر تھا یا غلط طریقے سے ہوا تھا تو ظاہر یہ ہے کہ قصاص لیا جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (در مختار و شامی ص ۴۹۹ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۳۱** کسی کا ناخن اکھیڑ دیا اگر پہلے جیسا دوبارہ آگ آیا تو کچھ نہیں ہے اور اگر نہ آگیا عیب دارا کا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا لیکن عیب دارا گنے کا تاوان نہ گنے کے تاوان سے کم ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (بزاز یہ علی الہندیہ ص ۳۹۳ جلد ۶)

## باب الشهادة على القتل

### (قتل پر گواہی کا بیان)

**مسئلہ ۱۳۲** مستور الحال دو آدمیوں نے کسی کے خلاف قتل کی گواہی دی تو اس کو قید کر لیا جائے یہاں تک کہ گواہوں کے متعلق معلومات کی جائیں۔ اسی طرح اگر ایک عادل آدمی نے کسی کے خلاف قتل کی شہادت دی تو اس کو چند دن قید میں رکھا جائے گا۔ اگر مدعی دوسرا گواہ پیش کرے تو مقدمہ چلے گا ورنہ رہا کر دیا جائے گا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶، شامی ص ۵۰۰ جلد ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۱ جلد ۳)

**مسئلہ ۱۳۳** کسی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو خطا قتل کر دیا ہے اور کہتا ہے کہ گواہ شہر میں ہیں اور قاضی سے مطالبہ کرتا ہے کہ مدعی علیہ سے ضمانت لے لی جائے تو قاضی مدعی علیہ سے تین دن کے لیے ضمانت طلب کرے گا اور اگر مدعی کہتا ہے کہ میرے گواہ غائب ہیں اور گواہوں کے حاضر ہونے کے وقت تک کے لیے ضمانت کا مطالبہ کرتا ہے تو قاضی مدعی کی بات نہیں مانے گا اور اگر دعویٰ کرتا ہے کہ میرے باپ کو عمداً قتل کیا گیا ہے اور ضمانت کا مطالبہ کرتا ہے تو قاضی ضمانت نہیں لے گا۔<sup>(۴)</sup> (مبسوط ص ۱۰۶ جلد ۲۶، قاضی خان ص ۳۹۶ جلد ۴، عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۳۴** مقتول کے ایک بیٹے نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ کو عمداً قتل کر دیا اور اس پر گواہ بھی پیش کر دیئے مگر مقتول کا دوسرا بیٹا غائب ہے تو قاضی شہادت کو قبول کر لے گا اور قاتل کو قید کر دے گا لیکن ابھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ جب

①..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحنايات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحيح ان الوجوب... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۳.

②..... "البزازية" علی "الهندية"، کتاب الحنايات، (الفصل) الثالث فی الأطراف، ج ۶، ص ۳۹۳.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنايات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار بہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۵.

④..... المرجع السابق.

دوسرا بیٹا حاضر ہو کر دوبارہ شہادت پیش کرے گا تو قصاص لیا جائے گا۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۰ جلد ۵، فتح القدر و عنایہ ص ۲۹۲ جلد ۸، تبیین ص ۱۲۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۲۰ جلد ۸)

**مسئلہ ۱۳۵** — اور اگر مقتول کے ایک بیٹے نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ کو زید نے خطا قتل کر دیا اور گواہ بھی پیش کر دیئے اور دوسرا بیٹا غائب ہے تو قاضی زید کو قید کر دے گا اور جب دوسرا بیٹا حاضر ہوگا تو اس کو دوبارہ شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی حاضری پر مقدمہ کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۰ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۲۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۲۰ جلد ۸)

**مسئلہ ۱۳۶** — ورثانے دو اشخاص پر اپنے باپ کے قتل کے عہد کا الزام لگایا اور گواہ پیش کئے مگر ایک قاتل غائب ہے تو حاضر کے مقابلہ میں یہ گواہی قبول کر لی جائے گی اور اس کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔ پھر جب دوسرا آئے اور قتل کا انکار کرے تو ورثاء کو دوبارہ گواہی پیش کرنا ہوگی۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۳۷** — دو گواہوں نے کسی کے خلاف گواہی دی کہ اس نے فلاں شخص کو تلوار سے زخمی کر دیا تھا اور وہ زخمی صاحب فراش رہ کر مر گیا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا اور قاضی کو گواہوں سے یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ ان زخموں کی وجہ سے مر یا کسی اور وجہ سے۔ اور اگر گواہوں نے صرف یہ کہا کہ اس نے تلوار سے زخمی کیا یہاں تک کہ مجروح مر گیا۔ یہ بھی عہد قتل مانا جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ قاضی گواہوں سے سوال کرے کہ اس نے قصداً ایسا کیا ہے یا نہیں؟<sup>(4)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶، شامی ص ۵۰۱ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۲۳ جلد ۸، مبسوط ص ۱۶۷ جلد ۲۶، قاضی خان ص ۳۹۸ جلد ۴)

**مسئلہ ۱۳۸** — دو آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے فلاں شخص کو تلوار سے خطا قتل کر دیا تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی اور عاقلہ پر دیت واجب ہوگی اور اگر گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ قصداً قتل کیا ہے یا خطا، تب بھی یہ گواہی مقبول ہوگی اور قاتل کے مال میں سے دیت دلائی جائے گی۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۳۹** — ایک گواہ نے کسی کے خلاف گواہی دی کہ اس نے خطا قتل کیا ہے اور دوسرے گواہ نے کہا کہ قاتل نے اس کا اقرار کیا ہے کہ اس سے یہ فعل خطا سرزد ہوا ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۵ جلد ۴، تبیین ص ۱۲۳ جلد ۶، مبسوط ص ۱۰۴ جلد ۲۶، مجمع الانہر ص ۶۳۵ جلد ۲)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحناہیات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والاقرار بہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۶.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۳۰** اگر دونوں گواہ زمان و مکان میں اختلاف کرتے ہیں تو گواہی باطل ہے مگر جب دونوں جگہیں قریب قریب ہیں۔ مثلاً ایک گواہ کسی چھوٹے مکان کے ایک حصہ میں وقوع قتل کی گواہی دیتا ہے اور دوسرا اسی مکان کے دوسرے حصے میں تو یہ گواہی مقبول ہوگی۔<sup>(۱)</sup> (بحر الرائق ص ۳۲۳ جلد ۸، عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶، فتح القدر و عنایہ ص ۲۹۵ جلد ۸، درمختار و شامی ص ۵۰۱ جلد ۵)

**مسئلہ ۱۳۱** اگر دو گواہوں میں موضع زخم میں<sup>(۲)</sup> اختلاف ہے تب بھی گواہی باطل ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۳۲** اگر دو گواہوں میں آلہ قتل میں اختلاف ہو، ایک کہے کہ تلوار سے قتل کیا دوسرا کہے کہ پتھر سے قتل کیا۔ یا ایک کہے کہ تلوار سے قتل کیا اور دوسرا کہے کہ چھری سے قتل کیا یا ایک کہے کہ پتھر سے قتل کیا اور دوسرا کہے کہ لاشی سے قتل کیا تو یہ گواہی باطل ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۱ جلد ۵، تبیین ص ۱۲۳ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۲۳ جلد ۸، مبسوط ص ۱۶۸ جلد ۲۶، قاضی خان ص ۳۹۵ ج ۴، مجمع الانہر ص ۶۳۳ جلد ۲)

**مسئلہ ۱۳۳** ایک گواہ نے گواہی دی کہ قاتل نے تلوار سے قتل کرنے کا اقرار کیا تھا اور دوسرے گواہ نے کہا کہ قاتل نے چھری سے قتل کرنے کا اقرار کیا تھا اور مدعی کہتا ہے کہ قاتل نے دونوں باتوں کا اقرار کیا تھا لیکن اس نے قتل کیا ہے نیزہ مار کر تو یہ گواہی قبول کی جائے گی اور قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۳۴** ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس نے تلوار یا لاشی سے قتل کیا ہے اور دوسرے گواہ نے کہا کہ اس نے قتل کیا ہے مگر میں یہ نہیں جانتا کہ کس چیز سے قتل کیا ہے۔ تو یہ گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۵ جلد ۴، درمختار و شامی ص ۵۰۱ جلد ۵، تبیین ص ۱۲۳ جلد ۶، فتح القدر و عنایہ ص ۲۹۵ جلد ۸، مجمع الانہر ص ۶۳۳ ج ۲)

**مسئلہ ۱۳۵** دو شخصوں نے گواہی دی کہ زید نے عمر کو قتل کیا ہے اور ہم یہ نہیں جانتے کہ کس چیز سے قتل کیا ہے تو یہ گواہی قبول کر لی جائے گی اور قاتل کے مال سے دیت دلائی جائے گی قصاص نہیں لیا جائے گا۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ ج ۶، قاضی خان ص ۳۹۵ ج ۴، درمختار و شامی ص ۵۰۲ ج ۵، فتح القدر ص ۱۳۷، عنایہ ص ۲۹۵ ج ۸، تبیین ص ۱۲۳ ج ۶، بحر الرائق ص ۲۲۳ ج ۸، طحاوی ص ۲۷۸ ج ۴، مجمع الانہر ص ۶۳۵ ج ۲، ملتقى الابحار ص ۶۳۵ ج ۲)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنايات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقربہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۶.

②..... یعنی زخم کی جگہ میں۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنايات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقربہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۶.

④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق. ⑦..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۳۶** اگر دو آدمی دو اشخاص کے متعلق گواہی دیں کہ انہوں نے زید کے ایک ہی ہاتھ کی ایک انگلی کاٹی ہے اور یہ نہ بتائیں کہ کس نے کونسی انگلی کاٹی ہے تو یہ شہادت باطل ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ ج ۶، مبسوط ص ۱۷ ج ۲۶)

**مسئلہ ۱۳۷** دو آدمی دو اشخاص کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ ان دونوں نے ایک شخص کو قتل کیا ہے۔ ایک نے تلوار سے اور ایک نے لٹھی سے اور گواہ یہ نہیں بتاتے کہ کس نے لٹھی سے اور کس نے تلوار سے قتل کیا ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ ج ۶)

**مسئلہ ۱۳۸** دو آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے عمرو کو ہاتھ پنچے سے<sup>(۳)</sup> قصداً کاٹا ہے اور ایک تیسرے گواہ نے کہا کہ زید نے عمرو کا پاؤں ٹخنے سے کاٹا ہے۔ پھر تینوں نے یہ گواہی دی کہ مجروح صاحب فراش رہ کر مر گیا<sup>(۴)</sup> اور مقتول کا ولی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دونوں فعل عمداً ہوئے ہیں تو قاتل کے مال سے نصف دیت دلائی جائے گی۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۱۶ ج ۶، مبسوط ص ۱۶۸ ج ۲۶)

**مسئلہ ۱۳۹** دو آدمیوں نے کسی کے خلاف گواہی دی کہ اس نے فلاں شخص کا ہاتھ پنچے سے قصداً کاٹا پھر اس کو قصداً قتل کر دیا تو مقتول کے ورثاء کو یہ حق ہے کہ پہلے ہاتھ کاٹ کر قصاص لیں اور پھر قتل کریں۔ ہاں قاضی کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ ان سے کہے کہ صرف قتل پر اکتفاء کرو ہاتھ کا قصاص مت لو۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۱۷ ج ۶)

**مسئلہ ۱۵۰** دو آدمیوں نے زید کے خلاف گواہی دی کہ اس نے عمرو کو خطااً قتل کیا ہے اور قاضی نے اس پر دیت کا فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد عمرو جس کے قتل کی گواہی دی گئی تھی زندہ آ گیا تو جن لوگوں نے دیت ادا کی تھی ان کو اختیار ہے کہ چاہیں تو عمرو کے ولی کو ضامن قرار دیں یا گواہوں کو، اگر گواہوں کو ضامن بنائیں اور وہ تاوان دے دیں تو پھر وہ گواہ ولی سے دیت واپس لے لیں۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۱۷ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۰۲ ج ۵، مجمع الانہر ص ۶۳۵ ج ۲)

**مسئلہ ۱۵۱** دو آدمیوں نے زید کے خلاف گواہی دی کہ اس نے عمرو کو قصداً قتل کیا ہے اور زید کو قصاص میں قتل کر دیا گیا اس کے بعد عمرو زندہ واپس آ گیا تو زید کے ورثاء کو اختیار ہے کہ عمرو کے ولی سے دیت لیں یا

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والإقرار بہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۶.

②.....المرجع السابق.

③.....یعنی کلائی سے۔ ④.....یعنی زخمی ہونے کے بعد، ستر پر پڑے پڑے مر گیا۔

⑤....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والإقرار بہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۶.

⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق، ص ۱۷.

گواہوں سے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ص ۷۱ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۳ ج ۵، مجمع الانہر، ص ۶۳۵ جلد ۲)

**مسئلہ ۱۵۲** → دو آدمیوں نے ایک شخص کے خلاف گواہی دی کہ اس نے قتل خطایاً عمدہ کا اقرار کیا ہے اور اس پر فیصلہ کر دیا گیا اس کے بعد وہ شخص زندہ پایا گیا تو گواہوں پر کوئی تاوان نہیں۔ البتہ دونوں صورتوں میں ولی مقتول پر تاوان ڈالا جائے گا۔<sup>(2)</sup> (ہندیہ، ص ۷۱ ج ۶، درمختار و شامی، ص ۵۰۳ ج ۵، مجمع الانہر، ص ۶۳۶ جلد ۲)

**مسئلہ ۱۵۳** → دو آدمیوں نے گواہی دی کہ فلاں دو اشخاص نے ہم کو گواہ بنایا ہے کہ زید نے عمر کو خطااً قتل کر دیا ہے ان کی گواہی پر دیت کا حکم دے دیا گیا اس کے بعد عمر زندہ پایا گیا تو ولی پر دیت واپس کرنا واجب ہے اور ان شاہدین فرع<sup>(3)</sup> پر کچھ تاوان نہیں ہے۔ اگر چہ اصل گواہ آ کر ان کو گواہ بنانے سے انکار کریں اور اگر اصل گواہ آ کر یہ اقرار کریں کہ ہم نے جان بوجھ کر غلط بات پر ان کو گواہ بنایا تھا تب بھی ان شاہدین فرع پر کچھ تاوان نہیں ہے۔<sup>(4)</sup> (ہندیہ، ص ۷۱ ج ۶، درمختار و شامی، ص ۵۰۳ ج ۵)

**مسئلہ ۱۵۴** → کسی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرے ولی کا سر پھاڑ دیا اور اسی سے اس کی موت واقع ہو گئی اور دو گواہوں نے زخم کی گواہی دی اور یہ کہا کہ وہ مرنے سے پہلے اچھا ہو گیا تھا۔ تو زخم کے بارے میں ان کی شہادت مان لی جائے گی۔ اور صرف زخم کے قصاص کا حکم دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک گواہ نے کہا کہ وہی زخم موت کا سبب بنا تھا اور دوسرے نے کہا کہ وہ مرنے سے پہلے اچھا ہو گیا تھا تب بھی صرف زخم کے قصاص کا حکم دیا جائے گا۔<sup>(5)</sup> (ہندیہ، ص ۷۱ ج ۶)

**مسئلہ ۱۵۵** → کسی مقتول نے دو بیٹے چھوڑے ان میں سے ایک نے کسی شخص کے خلاف گواہی پیش کئے کہ اس نے میرے باپ کو عمدہ قتل کیا ہے اور دوسرے بیٹے نے گواہی پیش کئے کہ اس نے اور دوسرے شخص نے مل کر میرے باپ کو قصداً قتل کیا ہے تو اس صورت میں قصاص نہیں ہے۔<sup>(6)</sup> (ہندیہ، ص ۷۱ ج ۶)

**مسئلہ ۱۵۶** → کسی مقتول کے دو بیٹے ہیں ان میں سے ایک نے گواہی پیش کئے کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو عمدہ قتل کیا ہے اور دوسرے بیٹے نے گواہی پیش کئے کہ اس کے غیر فلاں شخص نے میرے باپ کو خطااً قتل کیا ہے تو کسی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ پہلے بیٹے کے لیے اس کے مدعی علیہ کے مال سے ۳ سال میں نصف دیت لی جائے گی اور دوسرے بیٹے کے لیے مدعی علیہ کے عاقلہ سے بقیہ نصف دیت ۳ سال میں لی جائے گی۔<sup>(7)</sup> (ہندیہ از زیادات، ص ۷۱ ج ۶)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والإقرار بہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۷.

②..... المرجع السابق.

③..... یعنی وہ گواہ جنہیں دو گواہوں نے گواہ بنایا تھا۔

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والإقرار بہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۷.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۵۷** کسی مقتول نے دو بیٹے اور ایک موصلی لہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) چھوڑے۔ پھر ایک بیٹے نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو عمداً قتل کیا ہے اور اس پر گواہ پیش کئے اور دوسرے بیٹے نے اسی قاتل یا دوسرے شخص پر خطا قتل کا الزام لگا کر گواہ پیش کئے اور موصلی لہ قتل خطا کے مدعی کی تصدیق کرتا ہے تو اس بیٹے اور موصلی لہ کے لیے قاتل کے عاقلہ پر ۳ سال میں ۳ دیت ہے اور قتل عمد کے مدعی بیٹے کے لیے قاتل کے مال میں ۳ سال میں ۳ دیت ہے اور اگر موصلی لہ نے قتل عمد کے مدعی کی تصدیق کی تو قتل خطا کے مدعی کے لیے ایک تہائی دیت قاتل کے عاقلہ پر ۳ برس میں ہے۔ اور نصف دیت کا تہائی موصلی لہ کے لیے اور نصف دیت کا دو تہائی قتل عمد کے مدعی کے لیے قاتل کے مال میں ہے اور اگر موصلی لہ نے دونوں کی تصدیق یا تکذیب کی (۱) تو موصلی لہ کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر موصلی لہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ معلوم نہیں کہ قتل خطا ہوا ہے یا عمد تو اس کا حق ابھی باطل نہیں ہوگا۔ جس وقت بھی موصلی لہ کسی ایک بیٹے کی تصدیق کر دے گا تو مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق موصلی لہ کو حق مل جائے گا اور اگر بجائے موصلی لہ کے مقتول کا تیسرا بیٹا ہو اور تصدیق و تکذیب میں مذکورہ بالا صورتیں اختیار کرے، تو ایک صورت کے سوا باقی تمام صورتوں میں وہی حکم ہے اور وہ ایک صورت یہ ہے کہ اگر تیسرے بیٹے نے مدعی قتل عمد کی تصدیق کی تو اس کو اور مدعی قتل عمد کو ایک تہائی دیت ملے گی۔ (۲) (ہندیہ ص ۷۱ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۵۸** مقتول کے دو بیٹوں میں سے بڑے نے چھوٹے کے خلاف گواہ پیش کئے کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور چھوٹے نے گواہ پیش کئے کہ فلاں اجنبی نے قتل کیا ہے تو بڑے کو چھوٹے سے نصف دیت دلائی جائے گی اور چھوٹے کو اس اجنبی سے نصف دیت دلائی جائے گی۔ (۳) (ہندیہ ص ۱۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۳ جلد ۸)

**مسئلہ ۱۵۹** مقتول کے تین بیٹوں میں سے بڑے نے منخلے کے خلاف گواہ پیش کئے کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور منخلے نے چھوٹے کے خلاف گواہ پیش کئے کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور چھوٹے نے بڑے کے خلاف قتل کے گواہ پیش کئے تو سب شہادتیں قبول کر لی جائیں گی، لیکن قصاص کسی سے بھی نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ ہر مدعی اپنے مدعی علیہ سے ایک تہائی دیت لے گا۔ (۴) (ہندیہ ص ۱۸ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۶۰** مقتول نے زید، عمرو اور بکر تین بیٹے چھوڑے، زید نے گواہ پیش کئے کہ عمرو و بکر نے باپ کو قتل کیا ہے اور عمرو و بکر نے زید کے قاتل ہونے پر گواہ پیش کئے تو قول امام پر (۵) زید دونوں بھائیوں سے ان کے مال میں سے نصف دیت

①..... یعنی جھٹلایا۔

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والإقرار بہ... الخ، ج ۶، ص ۱۷، ۱۸.

③..... المرجع السابق، ص ۱۸. ④..... المرجع السابق.

⑤..... یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق۔

لے گا اگر قتل عمد کا دعویٰ تھا، اور ان کے عاقلہ سے نصف دیت لے گا اگر قتل خطا کا دعویٰ تھا، اور عمر و بکر زید کے مال سے نصف دیت لیں گے اگر قتل عمد کا دعویٰ تھا اور اگر قتل خطا کا دعویٰ تھا تو زید کے عاقلہ سے نصف دیت لیں گے۔<sup>(1)</sup> (ہندیہ ص ۱۸ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۶۱** → مقتول نے ایک بیٹا اور ایک بھائی چھوڑا ان میں سے ہر ایک دوسرے پر قتل کا دعویٰ کر کے اس کے خلاف گواہ پیش کرتا ہے تو بھائی کے گواہ لغو قرار پائیں گے<sup>(2)</sup> اور بیٹے کے گواہوں کی گواہی پر بھائی کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے گا۔<sup>(3)</sup> (ہندیہ ص ۱۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۳ جلد ۸)

## اقرار قتل کا بیان

**مسئلہ ۱۶۲** → دو آدمیوں میں سے ہر ایک نے زید کے قتل کا اقرار کیا اور ولی زید کہتا ہے کہ تم دونوں نے قتل کیا ہے۔ تو قصاص میں دونوں کو قتل کر دیا جائے گا۔<sup>(4)</sup> (ہندیہ ص ۱۸ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۲۵ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۲۳ جلد ۶، مجمع الانہر ص ۶۳۵ ج ۲، ملتقی الا بحر ص ۶۳۵ جلد ۲)

**مسئلہ ۱۶۳** → اگر چند گواہوں نے گواہی دی کہ زید کو فلاں شخص نے قتل کیا ہے اور دوسرے چند گواہوں نے گواہی دی کہ زید کا قاتل دوسرا شخص ہے اور ولی نے کہا کہ دونوں نے قتل کیا ہے تو یہ دونوں شہادتیں باطل ہیں۔<sup>(5)</sup> (ہندیہ ص ۱۹ جلد ۶، فتح القدر ص ۲۹ جلد ۸ و عنایہ، تبیین الحقائق ص ۱۲۳ جلد ۶، مجمع الانہر ص ۲۳۶ جلد ۲)

**مسئلہ ۱۶۴** → کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کو قصداً قتل کیا ہے اور مقتول کے ولی نے اس کی تصدیق کر کے قصاص میں اس کو قتل کر دیا، پھر ایک دوسرے شخص نے آکر اقرار کیا کہ میں نے اس کو قصداً قتل کیا ہے تو ولی اس کو بھی قتل کر سکتا ہے اور اگر پہلے قاتل کے اقرار کے وقت ولی نے اس سے یہ کہا تھا کہ تو نے تنہا عمداً قتل کیا تھا اور اس کو قصاص میں قتل کر دیا پھر دوسرے نے آکر یہ اقرار کیا کہ میں نے تنہا عمداً قتل کیا ہے اور ولی نے اس کی تصدیق بھی کر دی تو ولی پر پہلے قاتل کے قتل کی دیت واجب ہوگی اور دوسرے قاتل پر ولی کے لیے دیت لازم ہوگی۔<sup>(6)</sup> (ہندیہ از محیط ص ۱۹ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۲۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۱۶۵** → کسی نے کسی کے قتل خطا کا اقرار کیا اور ولی مقتول قتل عمد کا دعویٰ کرتا ہے تو قاتل کے مال سے ولی کو دیت دلوائی جائے گی۔<sup>(7)</sup> (ہندیہ ص ۱۹ جلد ۶، مبسوط ص ۱۰۵ جلد ۲۶)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والإقرار بہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۸.

②.....یعنی قابل قبول نہیں ہوں گے۔

③....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والإقرار بہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۸.

④.....المرجع السابق، ص ۱۹. ⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۶۶** اگر قاتل قتلِ عمد کا اقرار کرے اور ولی مقتول قتلِ خطا کا مدعی ہو تو مقتول کے ورثاء کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر ولی نے بعد میں قاتل کے قول کی تصدیق کر دی اور کہہ دیا کہ تو نے قصداً قتل کیا ہے تو قاتل پر دیت لازم ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از محیط وقاضی خان ص ۱۹ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۶۷** کسی شخص نے دو آدمیوں پر دعویٰ کیا کہ انھوں نے میرے باپ کو عمداً آلہ دھاردار سے قتل کر دیا ہے ان میں سے ایک شخص نے تنہا عمداً قتل کا اقرار کیا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ دوسرے مدعی علیہ نے تنہا قصداً قتل کیا ہے تو یہ شہادت قبول نہیں کی جائے گی اور اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر خطا قتل کا دعویٰ ہو تو اقرار کرنے والے سے نصف دیت لی جائے گی اور دوسرے مدعی علیہ پر کچھ لازم نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۱۹ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۶۸** اگر دو مدعی علیہ میں سے ایک نے تنہا عمداً قتل کرنے کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار۔ اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر دونوں میں سے ایک نے خطا قتل کا اور دوسرے نے عمداً قتل کا اقرار کیا تو دونوں پر دیت لازم ہوگی۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۱۹ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۶۹** کسی نے دو آدمیوں پر دعویٰ کیا کہ انھوں نے میرے ولی کو دھاردار آلے سے قتل کیا ہے ان میں سے ایک نے مدعی کی تصدیق کی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خطا لاشی سے مارا تھا تو ان دونوں کے مال میں سے ولی کو تین سال میں دیت دلائی جائے گی۔ اور اگر ولی کا دعویٰ قتلِ خطا کا تھا اور ان دونوں نے قتلِ عمد کا اقرار کیا تو مدعی علیہ بری کر دیئے جائیں گے اور اگر دعویٰ قتلِ خطا کا تھا اور مدعی علیہ نے مدعی کی تصدیق کی تو دیت واجب ہوگی اور اگر دعویٰ قتلِ خطا کا تھا اور ایک قاتل نے عمداً قتل کا اقرار کیا اور دوسرے نے قتلِ خطا کا، تب بھی دونوں پر دیت لازم ہوگی۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۱۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۵ ج ۸)

**مسئلہ ۱۷۰** کسی نے دو اشخاص پر دعویٰ کیا کہ انھوں نے میرے ولی کو عمداً قتل کیا ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم نے عمداً قتل کیا ہے اور دوسرے نے قتل ہی کا انکار کر دیا تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر دعویٰ قتلِ خطا کا ہو اور ایک مدعی علیہ کہے کہ ہم نے عمداً قتل کیا ہے اور دوسرا قتل ہی کا انکار کرے تو ملزم بری کر دیئے جائیں گے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۱۹ ج ۶)

**مسئلہ ۱۷۱** کسی نے زید سے کہا کہ میں نے اور فلاں شخص نے تیرے ولی کو عمداً قتل کیا ہے اور اس کے ساتھی نے کہا کہ ہم نے خطا قتل کیا ہے اور زید نے اقرار کرنے والے سے کہا کہ تنہا تو نے عمداً قتل کیا ہے تو زید قتلِ عمد کا اقرار کرنے والے سے قصاص لے گا اور اگر زید نے قتلِ خطا کا دعویٰ کیا تو دونوں بری کر دیئے جائیں گے۔<sup>(۶)</sup> (ہندیہ ص ۱۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۵ ج ۸)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والإقرار بہ... إلخ، ج ۶، ص ۱۹.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق، ص ۲۰، ۱۹.

⑥.....المرجع السابق، ص ۲۰، ۱۹.



**مسئلہ ۱۴۲** کسی نے زید سے کہا کہ میں نے تیرے ولی کا ہاتھ قصداً کاٹا تھا اور فلاں شخص نے اس کا پیر قصداً کاٹا تھا اور اسی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی تھی اور زید یہ کہتا ہے کہ تو نے تمہارا اس کے ہاتھ پیر عمداً کاٹے ہیں اور دوسرا شخص اس جرم میں شرکت کا انکار کرتا ہے۔ تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر زید نے کہا کہ تو نے عمداً اس کا ہاتھ کاٹا تھا اور پیر کاٹنے والے کا مجھ کو علم نہیں تو ابھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ ہاں اگر کسی وقت زید اس ابہام کو دور کر دے اور یہ کہے کہ مجھے یاد آ گیا کہ تیرے ساتھی نے قصداً پیر کاٹا تھا تو اقرار کرنے والا قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ لیکن اگر قاضی اس کے ابہام کو دور کرنے سے پہلے بطلانِ حق کا فیصلہ کر چکا ہے تو اس کا ابہام دور کرنے سے حق واپس نہیں ملے گا۔<sup>(۱)</sup> (ہندیہ ص ۲۰ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۲۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۱۴۳** کوئی شخص مقتول پایا گیا کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے تھے اور ولی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے اس کا داہنا ہاتھ قصداً کاٹا تھا اور فلاں شخص نے اس کا بائیں ہاتھ قصداً کاٹا تھا اور ان دونوں ہاتھوں کے کاٹنے سے اس کی موت واقع ہوئی تھی۔ بائیں ہاتھ کاٹنے والے نے قصداً ہاتھ کاٹنے اور صرف اسی سبب سے موت واقع ہونے کا اقرار کیا اور دایاں ہاتھ کاٹنے والے نے قطعید کا انکار کیا تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اگر ولی نے کہا کہ فلاں شخص نے بائیں ہاتھ قصداً کاٹا تھا اور داہنا ہاتھ بھی قصداً کاٹا گیا ہے مگر اس کے کاٹنے والے کا مجھے علم نہیں ہے اور موت دونوں ہاتھوں کے کٹنے سے واقع ہوئی ہے بائیں ہاتھ کاٹنے والا اقرار کرتا ہے کہ میں نے عمداً بائیں ہاتھ کاٹا ہے اور صرف اسی وجہ سے موت واقع ہوئی ہے، تو اقرار کرنے والا بھی بری ہو جائے گا۔ اور اگر ولی نے کہا کہ فلاں نے داہنا ہاتھ قصداً کاٹا اور فلاں نے بائیں ہاتھ قصداً کاٹا اور بائیں ہاتھ کاٹنے والا کہتا ہے کہ میں نے بائیں ہاتھ قصداً کاٹا ہے اور داہنا ہاتھ کاٹنے والے کا مجھے علم نہیں ہے لیکن یہ جانتا ہوں کہ داہنا ہاتھ قصداً کاٹا گیا اور موت اسی سے واقع ہوئی ہے، تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اقرار کرنے والے پر نصف دیت لازم ہوگی۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۲۰ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۲۵ جلد ۸)

**مسئلہ ۱۴۴** کسی مقتول کے دو بیٹوں میں سے ایک حاضر اور دوسرا غائب ہے۔ حاضر نے کسی شخص پر اپنے باپ کے قتلِ عمد کا دعویٰ کیا اور گواہ پیش کر دیئے لیکن قاتل نے اس بات کے گواہ پیش کئے کہ غائب بیٹے نے مجھے معاف کر دیا ہے تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور مدعی کو نصف دیت دلائی جائے گی۔<sup>(۳)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۰۰ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۲۰ جلد ۸، تبیین ص ۱۲۲ جلد ۶، فتح القدر و عنایہ ص ۲۹۳ جلد ۸)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والإقرار بہ... إلخ، ج ۶، ص ۲۰.

②.....المرجع السابق.

③....."الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب الجنایات، باب الشهادة فی القتل وإعتبار حالته، ج ۱۰، ص ۲۲۵، ۲۲۶.

**مسئلہ ۱۴۵** قتل خطا اور ہر ایسے قتل میں جس میں قصاص واجب نہ ہو ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول کر لی جائے گی۔<sup>(۱)</sup> (خانہ ص ۳۹۵ جلد ۴، طحاوی علی الدرص ۲۷۶ جلد ۴)

**مسئلہ ۱۴۶** کسی بچے نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اپنے باپ کو عمدتاً قتل کر دیا ہے تو اس پر قصاص واجب نہیں ہوگا اور مقتول کی دیت بچہ کے عاقلہ پر واجب ہوگی اور بچہ وارث بھی ہوگا۔ مجنون کا حکم بھی یہی ہے۔<sup>(۲)</sup> (خانہ ص ۳۹۵ جلد ۴)

**مسئلہ ۱۴۷** اگر نابالغ بچے کے کسی ایسے قریبی رشتے دار کو قتل کر دیا گیا یا اعضاء کاٹ دیئے گئے جس کے قصاص کا حق بچے کو تھا، تو اس بچے کے باپ کو قصاص لینے اور دیت کے مساوی یا اس سے زیادہ مال پر صلح کرنے کا حق ہے اور اگر مقدار دیت سے کم پر صلح کر لے گا تب بھی صلح صحیح ہو جائے گی لیکن پوری دیت لازم ہوگی مگر معاف کرنے کا حق نہیں ہے اور وصی کو نفس کے قصاص و عفو کا<sup>(۳)</sup> حق نہیں ہے۔ صرف دیت کے مساوی یا اس سے زیادہ مال پر صلح کا حق ہے اور مادون النفس میں<sup>(۴)</sup> قصاص و صلح کا حق ہے، عفو کا حق نہیں ہے۔<sup>(۵)</sup> (شامی ص ۴۷۵ جلد ۵، قاضی خان ص ۴۴۲ ج ۳، درر غرر ص ۹۴ ج ۲، طحاوی ص ۲۶۳ ج ۴)

**مسئلہ ۱۴۸** قاتل اور اولیائے مقتول اگر مال پر صلح کر لیں تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور جس مال پر صلح کی ہے وہ لازم ہوگا اور اگر نقد و ادھار کا ذکر نہیں کیا تو فوراً ادا کرنا واجب ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۲۰ ج ۶، فتح القدر و عنایہ ص ۲۷۵ ج ۸)

**مسئلہ ۱۴۹** اگر قتل خطا تھا اور مال معین پر صلح کی اور اس کا کوئی وقت معین نہیں کیا تو اگر قاضی کی قضا اور دیت کی کسی خاص قسم پر فریقین کی رضامندی سے پہلے یہ صلح ہے تو یہ مال موجب ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (ہندیہ ص ۲۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۸۰** اگر ایک حر<sup>(۸)</sup> اور ایک غلام نے مل کر کسی کو قتل کیا پھر حر نے اور غلام کے مالک نے کسی شخص کو مصالحت کے لیے وکیل بنایا۔ اس نے جس رقم پر مصالحت کی وہ حر اور غلام کے مالک پر نصف نصف واجب ہوگی۔<sup>(۹)</sup> (عالمگیری ص ۲۰ ج ۶، ہدایہ ص ۵۷۱ ج ۴)

①..... "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الجنایات، باب الشهادة علی الجنایة ج ۲، ص ۳۹۵.

②..... المرجع السابق، ص ۳۹۶.

③..... یعنی معاف کرنے کا۔ ④..... یعنی قتل سے کم جسمانی نقصان میں مثلاً ہاتھ پاؤں توڑنا وغیرہ۔

⑤..... "رد المحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود و مالاً یوجبہ، ج ۱۰، ص ۱۷۴، ۱۷۵.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح و العفو... إلخ، ج ۶، ص ۲۰.

⑦..... المرجع السابق.

⑧..... آزاد یعنی جو غلام نہ ہو۔

⑨..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح و العفو... إلخ، ج ۶، ص ۲۰.

**مسئلہ ۱۸۱** → قتل خطا میں دیت کی کسی خاص قسم پر قضائے قاضی ہو چکی یا فریقین راضی ہو چکے تو اس کے بعد اسی نوع کی زیادہ مقدار پر صلح کرنا جائز نہیں ہے اور کم پر جائز ہے صلح نقد اور ادھار دونوں طرح جائز ہے اور اگر کسی دوسری قسم کے مال پر صلح کرنا چاہیں تو زیادہ پر بھی صلح جائز ہے لیکن اگر قاضی نے دراہم پر فیصلہ کیا اور انھوں نے اس سے زیادہ قیمت کے دانیر (۱) پر صلح کی تو نقد جائز ہے اور ادھار ناجائز ہے اور اگر کسی غیر معین جانور پر صلح کی تو ناجائز ہے اور معین پر جائز ہے۔ اگرچہ مجلس میں قبضہ نہ کیا جائے۔ اور اگر ان دراہم سے کم مالیت کے دانیر پر صلح کی تو ادھار ناجائز ہے اور نقد جائز ہے۔ اسی طرح اگر قاضی کا فیصلہ دراہم پر تھا اور انھوں نے غیر معین سامان پر صلح کی تو ناجائز ہے اور معین پر جائز ہے، مجلس میں قبضہ کریں یا نہ کریں۔ (۲) (عالمگیری ص ۶۲۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۱۸ ج ۸)

**مسئلہ ۱۸۲** → قضاء قاضی اور فریقین کی دیت معین پر رضامندی سے پہلے اگر فریقین ان اموال پر صلح کرنا چاہیں جو دیت میں لازم ہوتے ہیں تو دیت کی مقدار سے زائد پر صلح ناجائز ہے اگرچہ نقد پر ہو اور کم پر نقد و ادھار دونوں طرح جائز ہے اور اگر دیت کے مقررہ اموال کے علاوہ کسی دوسری چیز پر صلح کرنا چاہیں تو ادھار ناجائز ہے اور نقد جائز ہے۔ (۳) (عالمگیری از محیط ص ۶۲۰ ج ۶)

**مسئلہ ۱۸۳** → کسی شخص نے عداقت کیا اور مقتول کے دو ولی ہیں۔ ایک ولی نے کل خون کے بدلے میں پچاس ہزار پر صلح کر لی تو اس کو پچیس ہزار بیس گے اور دوسرے کو نصف دیت ملے گی۔ (۴) (عالمگیری ص ۲۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۸۴** → مقتول کے ورثاء میں سے مرد، عورت، ماں، دادی وغیرہ کسی ایک نے قصاص معاف کر دیا یا بیوی کا قصاص شوہر نے معاف کر دیا تو قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (۵) (عالمگیری ص ۲۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۸۵** → اگر ورثاء میں سے کسی نے قصاص کے اپنے حق کے بدلے میں مال پر صلح کر لی یا معاف کر دیا تو باقی ورثاء کے قصاص کا حق ساقط ہو جائے گا اور دیت سے اپنا حصہ پائیں گے اور معاف کرنے والے کو کچھ نہیں ملے گا۔ (۶) (عالمگیری ص ۲۱ ج ۶)

**مسئلہ ۱۸۶** → قصاص کے دو مستحق اشخاص میں سے ایک نے معاف کر دیا تو دوسرے کو نصف دیت تین سال میں قاتل کے مال سے ملے گی۔ (۷) (عالمگیری از کافی ص ۲۱ ج ۶)

①..... سونے کے سکے۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحناہیات، الباب السادس فی الصلح والعفو... إلخ، ج ۶، ص ۲۰۔

③..... المرجع السابق۔ ④..... المرجع السابق۔ ⑤..... المرجع السابق، ص ۲۰، ۲۱۔

⑥..... المرجع السابق، ص ۲۱۔ ⑦..... المرجع السابق۔

**مسئلہ ۱۸۷** دو اولیاء میں سے ایک نے قصاص معاف کر دیا دوسرے نے یہ جانتے ہوئے کہ اب قاتل کو قتل کرنا حرام ہے، قتل کر دیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اس کو اصل قاتل کے مال سے نصف دیت ملے گی اور اگر حرمت قتل کا علم نہ تھا تو اس پر اپنے مال میں اصل قاتل کے لئے دیت ہے۔ دوسرے ولی کے معاف کرنے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔<sup>(۱)</sup> (ہندیہ از محیط ص ۲۱ ج ۶)

**مسئلہ ۱۸۸** کسی نے دو اشخاص کو قتل کر دیا اور ان دونوں کا ولی ایک شخص ہے اس نے ایک مقتول کا قصاص معاف کر دیا تو اسے دوسرے مقتول کے قصاص میں قتل کرنے کا حق نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۲۱ جلد ۶ از جوہرہ نیرہ)

**مسئلہ ۱۸۹** دو قاتلوں میں سے ولی نے ایک کو معاف کر دیا تو دوسرے سے قصاص لیا جائے گا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۲۱ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۰ جلد ۴)

**مسئلہ ۱۹۰** کسی نے دو اشخاص کو قتل کر دیا ایک مقتول کے ولی نے قاتل کو معاف کر دیا تو دوسرے مقتول کا ولی اس کو قصاص میں قتل کر سکتا ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از سراج الوہاج ص ۲۱ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۰ ج ۴)

**مسئلہ ۱۹۱** مجروح کی موت سے قبل ولی نے معاف کر دیا تو استحساناً جائز ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۲۱ جلد ۶ از محیط)

**مسئلہ ۱۹۲** کسی نے کسی کو قصداً قتل کر دیا اور ولی مقتول کے لئے قاضی نے قصاص کا فیصلہ کر دیا اور ولی نے کسی شخص کو اس کے قتل کا حکم دیا۔ پھر کسی شخص نے ولی سے معافی کی درخواست کی اور ولی نے قاتل کو معاف کر دیا یا امور کو اس معافی کا علم نہیں ہوا اور اس نے قتل کر دیا تو امور پر دیت لازم ہے اور وہ ولی سے یہ دیت وصول کر لے گا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری از نظہیر یہ ص ۲۱ ج ۶)

**مسئلہ ۱۹۳** ولی یا وصی کو نابالغ مقتول کے خون کو معاف کرنے کا حق نہیں۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۲۱ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۰ ج ۴)

**مسئلہ ۱۹۴** کسی نے کسی کے بھائی کو عمدتاً قتل کر دیا اور مقتول کے بھائی نے گواہ پیش کئے کہ اس کے سوا مقتول کا کوئی اور وارث نہیں ہے اور قاتل نے گواہ پیش کئے کہ مقتول کا بیٹا زندہ ہے تو ابھی فیصلہ ملتوی رہے گا۔ اگر قاتل نے گواہ پیش کئے کہ مقتول کے بیٹے نے دیت پر صلح کر کے قبضہ بھی کر لیا ہے یا اس نے معاف کر دیا ہے تو قاتل کے گواہوں کی شہادت قبول ہوگی۔ اس کے بعد بیٹا اگر اس کا انکار کرے تو قاتل کو بیٹے کے مقابلے میں دوبارہ گواہ پیش کرنے ہوں گے اور بھائی کے مقابلے میں جو شہادت پیش کی تھی کافی نہیں ہوگی۔<sup>(۸)</sup> (قاضی خان ص ۳۹۷ جلد ۴، عالمگیری ص ۲۱ جلد ۶)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو... إلخ، ج ۶، ص ۲۱.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق. ⑤.....المرجع السابق.

⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق. ⑧.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۹۵** مقتول کے دو بھائی ہیں اور قاتل نے گواہ پیش کئے کہ ایک غائب بھائی نے مال پر مجھ سے صلح کر لی ہے تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی پھر اگر اس غائب بھائی نے آ کر صلح کا انکار کیا تو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس صورت میں حاضر بھائی کو نصف دیت مل جائے گی اور غائب کو کچھ نہیں ملے گا۔<sup>(۱)</sup> (قاضی خان ص ۳۹۸ جلد ۴، ہندیہ ص ۲۱ جلد ۶)

**مسئلہ ۱۹۶** مقتول کے دو اولیاء میں سے ایک غائب ہے اور قاتل نے گواہ پیش کئے کہ غائب نے معاف کر دیا ہے تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی اور غائب کے حق میں معافی مان لی جائے گی اور اس عفو کے فیصلے کے بعد غائب کے آنے پر دوبارہ شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر قاتل غائب کی معافی کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں ہیں لیکن چاہتا ہے کہ حاضر کو قسم دی جائے تو یہ فیصلہ غائب کے آنے تک ملتوی رکھا جائے گا۔ پھر اگر غائب نے آ کر معافی کا انکار کیا اور قسم کھائی تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۲۱ جلد ۶، مبسوط ص ۱۶۲ جلد ۲۶)

**مسئلہ ۱۹۷** قاتل کہتا ہے کہ ولی غائب کے معاف کرنے کے گواہ میرے پاس ہیں تو قاضی گواہوں کو پیش کرنے کے لیے اپنی صوابدید کے مطابق مہلت دے دے اور ابھی فیصلہ نہ کرے۔ مقررہ مدت گزرنے کے بعد یا ابتداء مقدمہ ہی میں قاتل نے گواہوں کے غائب ہونے کی بات کہی تو استحساناً اب بھی فیصلہ ملتوی رکھے۔ ہاں اگر قاضی کا گمان غالب یہ ہو کہ قاتل جھوٹا ہے اس کے پاس گواہ نہیں ہیں تو قصاص کا حکم دے سکتا ہے۔<sup>(۳)</sup> (ہندیہ ص ۲۱ جلد ۶، مبسوط ص ۱۶۲ جلد ۲۶)

**مسئلہ ۱۹۸** دو اولیاء میں سے ایک نے دوسرے کے عفو کی شہادت پیش کی تو اس کی پانچ صورتیں ہوں گی۔

۱۔ قاتل اور دوسرا ولی اس کی تصدیق کریں۔

۲۔ دونوں اس کی تکذیب کریں۔<sup>(۴)</sup>

۳۔ ولی تکذیب کرے اور قاتل تصدیق کرے۔

۴۔ ولی تصدیق کرے اور قاتل تکذیب کرے۔

۵۔ دونوں سکوت اختیار کریں۔<sup>(۵)</sup>

تو قصاص ہر صورت میں معاف ہو جائے گا۔ لیکن دیت میں سے عفو کی گواہی دینے والے کو نصف دیت ملے گی۔ اگر عفو پر تینوں متفق تھے اور اگر قاتل اور ولی آخر نے اس کی تکذیب کی تھی تو اس کو کچھ نہیں ملے گا اور سکوت کرنے کی صورت میں ولی

①....."الفناوی الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو... إلخ، ج ۶، ص ۲۱.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

④.....یعنی اس کو جھٹلائیں۔

⑤.....یعنی خاموش رہیں۔

آخر کو نصف دیت ملے گی اور اگر ولی آخر نے اس کی تکذیب کی تھی اور قاتل نے تصدیق کی تھی تو ہر ایک ولی کو نصف نصف دیت ملے گی۔ اور اگر قاتل نے شہادت دینے والے ولی کی تکذیب کی اور ولی آخر نے تصدیق کی تو ولی اول کو نصف دیت ملے گی اور ولی آخر کو کچھ نہیں ملے گا۔<sup>(۱)</sup> (مبسوط ص ۱۵۵ جلد ۲۶، عالمگیری ص ۲۱ ج ۶)

**مسئلہ ۱۹۹** → اگر دو اولیاء میں سے ہر ایک دوسرے کے معاف کرنے کی گواہی دیتا ہے تو دونوں کی گواہی بیک وقت ہے یا اوقات مختلفہ میں۔ اگر دونوں نے بیک وقت گواہی دی تو دونوں کا حق باطل ہو جائے گا۔ قاتل ان کی تکذیب کرے یا بیک وقت تصدیق کرے۔ اور اگر قاتل نے مختلف اوقات میں دونوں کی تصدیق کی تو دونوں کو نصف نصف دیت ملے گی۔ اور اگر قاتل نے ایک کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب کی تو جس کی تصدیق ہے اس کو نصف دیت ملے گی۔ اور اگر دونوں نے مختلف اوقات میں شہادت دی تھی اور قاتل نے دونوں کی تکذیب کی تو بعد کے شہادت دینے والے کے لیے نصف دیت ہے اور پہلے شہادت دینے والے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر قاتل نے دونوں کی بیک وقت تصدیق کی تب بھی پہلے گواہی دینے والے کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور بعد میں گواہی دینے والے کو نصف دیت ملے گی۔ اور اگر قاتل نے مختلف اوقات میں دونوں کی تصدیق کی تو دونوں کو نصف نصف دیت ملے گی اور اگر قاتل نے پہلے گواہی دینے والے کی تصدیق کی اور دوسرے کی تکذیب، جب بھی دونوں کے لیے پوری دیت کا ضامن ہوگا، اور اگر بعد کے شہادت دینے والے کی تصدیق کی اور پہلے والے کی تکذیب تو بعد والے کو نصف دیت ملے گی اور پہلے کو کچھ نہیں ملے گا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۲۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۰۰** → مقتول کے تین ولی ہیں۔ ان میں سے دو نے گواہی دی کہ تیسرے نے معاف کر دیا ہے تو اس کی چار صورتیں ہیں۔

- (۱) قاتل اور تیسرا ولی ان دونوں کی تصدیق کریں تو تیسرے کا حق باطل ہو جائے گا اور دونوں گواہی دینے والوں کا حق قصاص سے مال کی طرف منتقل ہو جائے گا۔
- (۲) اور اگر قاتل اور تیسرا وہ دونوں گواہی دینے والوں کی تکذیب کریں تو گواہی دینے والوں کا حق باطل ہو جائے گا اور تیسرے کا حق قصاص سے مال کی طرف منتقل ہو جائے گا۔
- (۳) اور اگر صرف تیسرے ولی نے دونوں گواہی دینے والوں کی تصدیق کی تو قاتل دونوں گواہی دینے والوں کے لیے ایک تہائی دیت کا ضامن ہوگا۔

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو... إلخ، ج ۶، ص ۲۱.

②.....المرجع السابق، ص ۲۱، ۲۲.

(۴) اور اگر صرف قاتل نے دونوں گواہی دینے والوں کی تصدیق کی تو تینوں اولیاء کو ایک ایک تہائی دیت ملے

گی۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۲۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۱ ج ۸)

**مسئلہ ۲۰۱** - مقتول خطا کے وارثوں میں سے دو نے گواہی دی کہ بعض وارثوں نے اپنا حصہ دیت معاف کر دیا ہے اگر

یہ گواہی دینے سے پہلے اپنے حصہ پر انھوں نے قبضہ نہیں کیا ہے تو یہ گواہی قبول کر لی جائے گی۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۲۲ ج ۶)

**مسئلہ ۲۰۲** - بہت سے لوگ جمع ہو کر ایک باؤ لے<sup>(۳)</sup> کتے کو تیر مار رہے تھے کہ ایک تیر غلطی سے کسی بچے کو لگ گیا

اور وہ مر گیا، لوگوں نے گواہی دی کہ یہ تیر فلاں شخص کا ہے لیکن یہ گواہی نہیں دیتے کہ فلاں شخص نے یہ تیر مارا ہے بچہ کے باپ نے

اس تیر والے سے صلح کر لی تو اگر یہ جانتے ہوئے صلح کی ہے کہ اسی کا پھینکا ہوا تیر بچے کو لگ کر اس کی موت کا سبب بنا ہے تو یہ صلح

جائز ہے اور اگر تیر کی شناخت کے سوا اور کوئی دلیل نہ ہو تو صلح باطل ہے اگر تیر انداز کا علم تو ہے مگر تیر لگنے کے بعد باپ نے بڑھ کر

بچہ کو طمانچہ مارا اور بچہ گر کر مر گیا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ موت کا سبب تیر ہو یا طمانچہ، تو اس صورت میں اگر دوسرے ورثا مقتول کی

اجازت سے باپ نے صلح کی تو یہ صلح جائز ہے اور صلح کا مال سب ورثاء میں تقسیم ہوگا اور باپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر ورثاء کی

اجازت کے بغیر صلح کی ہے تو یہ صلح باطل ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۲۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۲۱۸ ج ۸)

**مسئلہ ۲۰۳** - کسی نے کسی کے سر پر خطا دو گہرے زخم لگائے۔ زخمی نے ایک زخم اور اس سے پیدا ہونے والے

اثرات کو معاف کر دیا اس کے بعد زخمی مر گیا تو اگر جرم کا ثبوت اقرار مجرم سے ہوا تھا تو یہ عفو باطل ہے اور مجرم کے مال میں دیت

لازم ہوگی۔ اور اگر جرم کا ثبوت گواہی سے ہوا تھا تو یہ عفو عاقلہ کے حق میں وصیت مانا جائے گا اور نصف دیت عاقلہ پر معاف

ہو جائے گی اگر مقتول کے کل ترکہ کے تہائی سے زیادہ نہ ہو اور اگر یہ دونوں زخم قصد الگائے ہوں اور صورت یہی ہو تو مجرم پر کچھ

لازم نہیں ہوگا نہ قصاص نہ دیت۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶)

**مسئلہ ۲۰۴** - اگر کسی نے کسی کا سر قصداً پھاڑ دیا۔ مجروح نے<sup>(۶)</sup> مجرم کو زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات سے

معاف کر دیا۔ اس کے بعد مجرم نے عمداً<sup>(۷)</sup> ایک اور زخم لگا دیا۔ زخمی نے اس کو معاف نہیں کیا اور مر گیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو... إلخ، ج ۶، ص ۲۲.

②..... المرجع السابق.

③..... پاگل۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو... إلخ، ج ۶، ص ۲۲.

⑤..... المرجع السابق، ص ۲۳.

⑥..... یعنی زخمی نے۔

⑦..... یعنی جان بوجھ کر، ارادہ۔

لیکن پوری دیت ۳ سال میں لی جائے گی۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶)

**مسئلہ ۲۰۵** کسی نے کسی کو قصداً گہرا زخم لگایا۔ پھر مجروح سے زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات سے معین مال پر صلح کر لی اور مجروح نے مال پر قبضہ بھی کر لیا اس کے بعد کسی دوسرے شخص نے اس مجروح کو گہرا زخم قصداً لگایا۔ مجروح دونوں زخموں کی وجہ سے مر گیا تو دوسرے جارح<sup>(۲)</sup> سے قصاص لیا جائے گا اور پہلے پر کچھ لازم نہیں ہے اور اگر مجروح نے دونوں زخم کھانے کے بعد مجرم اول سے صلح کی تب بھی یہی حکم ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶)

**مسئلہ ۲۰۶** کسی نے کسی کو قصداً گہرا زخم لگایا پھر زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کے بدلہ میں دس ہزار درہم پر صلح کر کے مجروح کو ادا بھی کر دیے۔ پھر کسی دوسرے شخص نے اسی مجروح کو خطا زخمی کر دیا اور مجروح دونوں زخموں سے مر گیا تو دوسرے جارح کے عاقلہ پر نصف دیت لازم ہوگی۔ اور پہلا جارح مقتول کے مال میں سے پانچ ہزار درہم واپس لے گا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶)

**مسئلہ ۲۰۷** کسی نے بچے کا دانت اکھیڑ دیا یا کسی عورت کا سر مونڈ دیا اس کے بعد مجرم نے بچہ کے باپ سے یا اس عورت سے مال پر صلح کر لی۔ اس کے بعد عورت کے سر پر بال نکل آئے یا بچہ کا دانت نکل آیا تو اس مال کا واپس کر دینا لازمی ہے اور یہی صورت اس صورت میں بھی ہے جب کسی کا ہاتھ توڑ دیا ہو اور اس سے مال پر صلح کر لی ہو اور اس کے بعد پلاسٹر کر دیا گیا ہو اور ہڈی جڑ گئی ہو۔ پھر اگر ہاتھ ٹوٹنے والا یہ کہے کہ میرا ہاتھ پہلے سے کمزور ہو گیا ہے اور جیسا تھا ویسا نہیں ہوا تو کسی ماہر فن سے تحقیقات کرائی جائے گی۔<sup>(۵)</sup> (بحر الرائق ص ۳۱۸ ج ۸)

**مسئلہ ۲۰۸** قصاص کا حق ہر اس وارث کو ہے جس کا حصہ میراث قرآن میں معین کر دیا گیا ہے۔ اور دیت کا بھی یہی حکم ہے۔<sup>(۶)</sup> (قاضی خان ص ۳۹۰ ج ۳)

**مسئلہ ۲۰۹** اگر سب ورثاء بالغ ہوں تو سب کی موجودگی میں قصاص لیا جائے گا۔ صرف بعض کو قصاص لینے کا حق

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو... إلخ، ج ۶، ص ۲۳.

②..... زخمی کرنے والا۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو... إلخ، ج ۶، ص ۲۳.

④..... المرجع السابق.

⑤..... تکملة "البحر الرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج ۹، ص ۶۰.

⑥..... "الفتاویٰ الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فیمن یتوفی فی القصاص، ج ۲، ص ۳۹۰.



نہیں ہے۔ اور اگر بعض ورثاء بالغ ہیں اور بعض نابالغ ہیں تو بالغ ورثاء ابھی قصاص لے لیں گے اور نابالغوں کے بلوغ کا انتظار نہیں کریں گے۔<sup>(1)</sup> (قاضی خان ص ۳۹۰ جلد ۴)

**مسئلہ ۲۱۰** - مقتول فی العمد کے بعض ورثاء نے قاتل کو معاف کر دیا پھر باقی ورثاء نے یہ جانتے ہوئے قاتل کو قتل کر دیا کہ بعض کے معاف کر دینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے تو ان سے قصاص لیا جائے گا اور اگر یہ حکم ان کو معلوم نہیں اور قاتل کو قتل کر دیا اگرچہ بعض کے معاف کر دینے کو جانتے ہوں تو ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔<sup>(2)</sup> (قاضی خان ص ۳۸۹ جلد ۴)

## باب اعتبار حالۃ القتل

**مسئلہ ۲۱۱** - قتل میں آلہ قتل کے استعمال کرنے کے وقت کی حالت معتبر ہے۔<sup>(3)</sup> (بحر الرائق ص ۳۲۶ ج ۸، تبیین ص ۱۳۳ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۰۳ ج ۵)

**مسئلہ ۲۱۲** - کسی شخص نے مسلمان کو تیر مارا قبل اس کے کہ تیرا سے لگے معاذ اللہ وہ مرتد ہو گیا اس کے بعد تیر لگا اور وہ مر گیا تو مقتول کے ورثاء کے لیے تیر مارنے والے پر دیت واجب ہے اور اگر مرتد کو تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا اور پھر تیر لگنے سے مر گیا تو تیر مارنے والے پر کچھ تاوان نہیں ہے۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۴ جلد ۶، در مختار و شامی ص ۵۰۳ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۲۶ ج ۸، فتح القدر و عنایہ ص ۲۹۲ ج ۸)

**مسئلہ ۲۱۳** - کسی شخص نے غلام کو تیر مارا تیر لگنے سے قبل اس کے مولانے اسے آزاد کر دیا تو تیر مارنے والے پر غلام کی قیمت لازم ہوگی۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۴ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۰۳ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۲۶ ج ۸، فتح القدر و عنایہ ص ۲۹۲ ج ۸)

**مسئلہ ۲۱۴** - اگر کسی نے کسی قاتل کو قصاص معاف کر دینے کے بعد قتل کر دیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔<sup>(6)</sup> (بدائع صنائع ص ۲۴۷ ج ۷)

①..... "الفتاویٰ الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فیمن یستوفی فی القصاص، ج ۲، ص ۳۹۰.

②..... "الفتاویٰ الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فی المستوفی فی القصاص، ج ۲، ص ۳۸۹.

③..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب الشهادة فی القتل و اعتبار حالته، ج ۱۰، ص ۲۲۴.

④..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الجنایات، الباب السابع فی اعتبار حالۃ القتل، ج ۶، ص ۲۳.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... "بدائع الصنائع"، کتاب الجنایات، فصل و أما بیان ما یسقط القصاص... إلخ، ج ۶، ص ۲۹۳.

**مسئلہ ۲۱۵** کسی کافر نے شکار کو تیر مارا اور شکار کو تیر لگنے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا تو وہ گوشت حرام ہے اور اگر مسلمان نے مارا اور معاذ اللہ لگنے سے پہلے وہ مرتد ہو گیا تو وہ گوشت حلال ہے۔<sup>(۱)</sup> (بحر الرائق ص ۳۲۶ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۲۵ جلد ۶، فتح القدیر ص ۳۰۰ جلد ۸، عالمگیری ص ۲۳ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۳ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۱۶** حکومت عدل یعنی انصاف کے ساتھ تاوان لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اس شخص کو غلام فرض کر کے یہ اندازہ کیا جائے کہ جنایت کے اثر کی وجہ سے اس کی قیمت میں کس قدر کمی آگئی۔ یہ کمی حکومت عدل کہلائے گی۔ مثلاً غلام کی قیمت کا دسواں حصہ کم ہو گیا تو وہاں دیت کا دسواں حصہ لازم ہوگا۔ یا قیمت نصف رہ گئی تو نصف دیت لازم ہوگی۔<sup>(۲)</sup> (قاضی خان ص ۳۸۵ جلد ۴، شامی ص ۳۹۴ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۱۷** یا ان زخموں میں سے جن میں شارع نے ارش معین کیا ہے کسی قریب ترین جگہ کے زخم کے ساتھ اس زخم کا مقابلہ دو ماہر عادل جراحوں<sup>(۳)</sup> سے کرا کے یہ معلوم کیا جائے گا کہ اس زخم کو اس زخم سے کیا نسبت ہے؟ اور قاضی ان کے قول کے مطابق اس زخم سے اس زخم کو جو نسبت ہو اسی نسبت سے ارش کا حصہ متعین کر دے۔ مثلاً یہ زخم اس زخم کا نصف ہے تو نصف اور ربع ہے تو ربع ارش۔<sup>(۴)</sup> (بدائع صنائع ص ۳۲۳ ج ۷)

**مسئلہ ۲۱۸** حکومت عدل جنایات مادون النفس میں سے جن میں قصاص نہیں اور شارع نے کوئی ارش بھی معین نہیں کیا ہے ان میں جو تاوان لازم آتا ہے اس کو حکومت عدل کہتے ہیں۔<sup>(۵)</sup> (بدائع صنائع ص ۳۲۳ جلد ۷، شامی ص ۵۱۱ جلد ۵)

## کتاب الذیات

**مسئلہ ۲۱۹** دیت اس مال کو کہتے ہیں جو نفس کے بدلے میں لازم ہوتا ہے۔ اور ارش اس مال کو کہتے ہیں جو مادون النفس میں<sup>(۶)</sup> لازم ہوتا ہے۔ اور کبھی ارش اور دیت کو بطور مترادف بھی بولتے ہیں۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۲۳ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۴ ج ۵)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السابع فی إعتبار حالۃ القتل، ج ۶، ص ۲۳.

②..... "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۸۵.

③..... طیبیوں، سرجنوں، ڈاکٹروں۔

④..... "بدائع الصنائع"، کتاب الجنایات، فصل وأما الذی یجب فیہ ارش... إلخ، ج ۶، ص ۴۱۳.

⑤..... المرجع السابق، ص ۴۱۲.

⑥..... یعنی قتل سے کم جسمانی نقصان میں مثلاً ہاتھ پاؤں وغیرہ توڑنا۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج ۶، ص ۲۴.

**مسئلہ ۲۲۰** قطع و قتل کی چار صورتوں میں دیت واجب ہوتی ہے۔ ① قتل خطا ② شبہ عمد ③ قتل بالسبب ④ قائم مقام خطا۔ ان سب صورتوں میں دیت عصابات پر واجب ہوتی ہے۔ سوائے اس صورت میں کہ باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اس کو اپنے مال میں دیت واجب ہوگی اور ہر اس قتل و قطع عمد میں جس میں کسی شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے مجرم کے اپنے مال میں دیت واجب ہوگی اور جنایت عمد کی صلح کا مال بھی مجرم کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ (۱)

(ہندیہ ص ۲۳ ج ۶، قاضی خان ص ۳۹۲ ج ۴)

**مسئلہ ۲۲۱** دیت صرف تین قسم کے مالوں سے ادا کی جائے گی۔ ① اونٹ ایک سو ② دینار ایک ہزار ③ دراہم دس ہزار۔ قاتل کو اختیار ہے کہ ان تینوں میں سے جو چاہے ادا کرے۔ (۲) (عالمگیری از محیط ص ۲۳ ج ۶)

**مسئلہ ۲۲۲** اونٹ سب ایک عمر کے واجب نہیں ہوں گے بلکہ مختلف العمر لازم آئیں گے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ خطا قتل کی صورت میں پانچ قسم کے اونٹ دیئے جائیں گے۔ بیس بنت مخاض یعنی اونٹ کا وہ مادہ بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور بیس ابن مخاض یعنی اونٹ کے وہ نرنچے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں (۳) اور بیس بنت لبون یعنی اونٹ کا وہ مادہ بچہ جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور بیس حقے یعنی اونٹ کے وہ نرنچے جو عمر کے چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور بیس جذعہ یعنی وہ اونٹنی جو پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہے اور شبہ عمد میں، کچیس بنت مخاض اور کچیس بنت لبون اور کچیس حقے اور کچیس جذعہ صرف یہ چار قسمیں دی جائیں گی۔ (۴) (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۰۴ ج ۵)

**مسئلہ ۲۲۳** مسلم، ذمی، مستامن سب کی دیت ایک برابر ہے اور ”عورت کی دیت نفس، مادون النفس میں مرد کی دیت کی نصف دی جائے گی“ اور وہ جنایات جن میں کوئی دیت معین نہیں ہے بلکہ انصاف کے ساتھ تاوان دلایا جاتا ہے ان میں مرد و عورت کا تاوان برابر ہوگا۔ (۵) (شامی ص ۵۰۵ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۳ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۲۴** خنثی کا ہاتھ عمداً کاٹنے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اگرچہ قاتل عورت ہو اور خنثی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا اور اگر اس کو کسی نے خطا قتل کر دیا، یا ہاتھ پیر کاٹ دیئے تو عورت کی دیت یعنی مرد کی نصف دیت دے دی

①..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۴۔

②..... المرجع السابق۔

③..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”بیس ابن لبون یعنی اونٹ کے وہ نرنچے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتب میں عبارت اس طرح ہے بیس ابن مخاض یعنی اونٹ کے وہ نرنچے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

④..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۴۔

و ”ردالمحتار“، کتاب الدیات، ج ۱۰، ص ۲۳۶۔

⑤..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۴۔

جائے گی، جب آثارِ جویت ظاہر ہوں گے (1) تو بقیہ نصف بھی اس کو دے دی جائے گی۔ (2) (شامی از الاشباہ والنظائر ص ۵۰۵ جلد ۵) **مسئلہ ۲۲۵** - مقتول کی دیت کے مستحقین میں ایک نابالغ بچہ اور ایک بالغ شخص ہے جو آپس میں باپ بیٹے ہیں تو باپ کل دیت پر قبضہ کر لے گا اور اگر وہ آپس میں بھائی بھائی یا چچا بھتیجے ہیں اور بالغ نابالغ کا ولی نہیں ہے تو بالغ صرف اپنے حصے پر قبضہ کرے گا، نابالغ کے حصے پر نہیں۔ (3) (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶)

**مسئلہ ۲۲۶** - اگر کوئی کسی کا سر بالجبر موٹا دے تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا، اگر ایک سال میں سر پر بال اُگ آئیں تو حالق پر (4) کچھ تاوان نہیں ہے۔ ورنہ پوری دیت واجب ہوگی۔ اس میں مرد، عورت، صغیر و کبیر سب کا حکم یکساں ہے اور اگر جس کا سر موٹا گیا تھا، وہ سال گزرنے سے پہلے مر گیا اور اس وقت تک اس کے سر پر بال نہیں اُگے تھے تو حالق کے ذمے کچھ نہیں ہے۔ (5) (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۱ ج ۸، عنایہ و ہدایہ ص ۳۰۹ ج ۸)

**مسئلہ ۲۲۷** - اگر کسی نے کسی کی دونوں بھنوؤں کو اس طرح اکھیڑا یا موٹا کر کے آئندہ بال اُگنے کی امید نہ رہی تو پوری دیت لازم ہوگی اور ایک میں نصف دیت۔ (6) (ہدایہ و عنایہ ص ۳۰۹ جلد ۸، درمختار و شامی ص ۵۰۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۳ جلد ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۹ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۲۸** - چاروں پوٹوں سے پلک اس طرح اکھیڑ دیئے جائیں کہ آئندہ بال نہ جمیں تو پوری دیت واجب ہے۔ دو پلکوں میں نصف دیت اور ایک پلک میں ربع دیت واجب ہے۔ (7) (درمختار و شامی ص ۵۰۸ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۳۱ ج ۸، عالمگیری ص ۲۳ جلد ۶، ہدایہ و عنایہ ص ۳۱۰ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۲۹ ج ۶)

**مسئلہ ۲۲۹** - اگر کسی مرد کی پوری داڑھی اس طرح موٹا دی کہ ایک سال تک بال نہ اُگے تو پوری دیت واجب ہے اور نصف میں نصف دیت اور نصف سے کم میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا اور سال سے پہلے مر گیا تو کچھ تاوان نہیں لیا جائے گا۔ سر اور داڑھی کے موٹانے میں عمد و خطا میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (8) (درمختار و شامی ص ۵۰۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۳ جلد ۶)

①..... یعنی جب خنثی کا مرد ہونا ظاہر ہو جائے گا۔

②..... "ردالمحتار"، کتاب الدیات، ج ۱۰، ص ۲۳۷.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۴.

④..... یعنی سر موٹانے والے پر۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۴.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۴.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدیات، ج ۱۰، ص ۲۴۰.

⑧..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۴.

**مسئلہ ۲۳۰** کوچ، یعنی جس کی داڑھی نہ اُگے، اگر اس کی ٹھڈی پر چند بال تھے اور وہ کسی نے مونڈ دیئے تو کچھ لازم نہیں ہے۔ اور اگر ٹھڈی اور رخساروں پر چند متفرق بال ہیں تو ان کے مونڈنے والے پر انصاف کے ساتھ تاوان ہے اور اگر ٹھڈی اور رخساروں پر چھدرے بال ہیں<sup>(۱)</sup> تو پوری دیت ہے۔ کیونکہ یہ کوچ ہی نہیں ہے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مونڈنے کے بعد ایک سال تک بال نہ اُگیں، لیکن اگر سال کے اندر حسب سابق بال اُگ آئیں تو کچھ تاوان نہیں ہے، لیکن تنبیہ کے طور پر سزا دی جائے گی اور اگر سال تمام ہونے سے پہلے مر گیا اور اس وقت تک بال نہ اُگے تو کچھ نہیں اور اگر دوبارہ سفید بال اُگے تو اگر سفیدی کی عمر ہے تو کچھ نہیں اور اگر اس عمر سے پہلے سفید نکلے تو آزاد اور غلام دونوں میں انصاف کے ساتھ تاوان واجب ہوگا سر اور داڑھی وغیرہ ہر جگہ کے بالوں میں صرف اس صورت میں تاوان لازم ہوتا ہے کہ ایک سال تک بال نہ اُگیں ورنہ نہیں، اور سال تمام ہونے سے پہلے مرجانے کی صورت میں کوئی تاوان لازم نہیں آتا ہے۔<sup>(۲)</sup> (تیسین الحقائق ص ۱۲۹ ج ۶، فتح القدر و ہدایہ و عنایہ، ص ۳۰۹ جلد ۸، شامی و در مختار ص ۵۰۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۳۱** کسی کی داڑھی بالچر مونڈ دی پھر چھدری اُگی، یعنی کہیں بال اُگے اور کہیں نہیں اُگے تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔<sup>(۳)</sup> (قاضی خان ص ۳۸۵ جلد ۴، عالمگیری ص ۲۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۳۲** اگر مونچھیں اور داڑھی دونوں مونڈ دیں تو صرف ایک دیت واجب ہوگی۔ اور اگر صرف مونچھیں مونڈیں تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔<sup>(۴)</sup> (شامی ص ۵۰۷ جلد ۵، تیسین الحقائق ص ۱۳۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۳۳** اگر عورت کی داڑھی مونڈ دی تو کچھ نہیں ہے۔<sup>(۵)</sup> (شامی از جوہرہ نیرہ ص ۵۰۷ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۳۴** اگر سر مونڈنے والا کہتا ہے کہ جس کا سر میں نے مونڈا ہے وہ چند لاکھا تھا۔<sup>(۶)</sup> اس لیے چند لی جگہوں پر بال نہیں اُگے ہیں تو جتنی جگہ پر بال ہونے کا اقرار کرتا ہے اس کے بقدر حصہ دیت دے گا اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ داڑھی مونڈنے کے بعد کہے کہ کوچ تھا اور اس کے رخساروں پر بال نہ تھے یا بھنویں اور پلکیں مونڈنے کے بعد کہے کہ بال نہ تھے۔ ان سب صورتوں میں مونڈنے والے کا قول قسم کے ساتھ مان لیا جائے گا اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں

①..... یعنی کہیں کہیں بال ہیں۔

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنايات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۴.

و"الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الدیات، ج ۱۰، ص ۲۴۰.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنايات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۴.

و"الفتاویٰ الحنانیة"، کتاب الحنايات، فصل فی یتوفی فی القصاص، ج ۲، ص ۳۸۵.

④..... "رد المحتار"، کتاب الدیات، ج ۱۰، ص ۲۴۰.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... یعنی کہیں کہیں پیدائشی بال نہ تھے، گنجا تھا۔

اور اگر گواہ ہیں تو اس کی بات مانی جائے گی۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۳۵** - اعضاء کی دیت میں قاعدہ یہ ہے کہ اعضاء پانچ قسم کے ہیں۔ ① ایک ایک جیسے ناک، زبان، ذکر ② دو دو جیسے آنکھیں، کان، بھنوس، ہونٹ، ہاتھ، پیر، عورت کے پستان، خصیتین ③ چار ہوں جیسے پوٹے ④ دس ہوں جیسے ہاتھوں کی انگلیاں، پیروں کی انگلیاں ⑤ دس سے زائد ہوں جیسے دانت۔ اگر جنایت کی وجہ سے حسن صورت یا منفعت عضوی بالکل فوت ہو جائے تو پوری دیت نفس لازم ہوگی۔<sup>(2)</sup> (تبیین ص ۱۲۹ ج ۶، شامی ص ۵۰۵ ج ۵) اور اگر حسن صورتی یا منفعت عضوی پہلے ہی ناقص تھی۔ اس کو ضائع کر دیا جیسے گونگے کی زبان یا خصی یا عنین کا ذکر یا کسی کا شل ہاتھ یا لنگڑے کا پیر یا کسی کی اندھی آنکھ یا کسی کا لادانت اکھیڑ دیا تو ان اعضاء میں قصداً جنایت کی صورت میں بھی قصاص نہیں ہے اور خطا میں دیت بھی نہیں بلکہ حکومت عدل ہے۔<sup>(3)</sup> (عناہ ہدایہ ص ۳۰۷ ج ۸، شامی ص ۵۰۶ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۳۶** - اگر قسم اول کا عضو کا ٹاٹا تو اس میں پوری دیت ہے اور اگر قسم ثانی کے دونوں عضو کو کاٹا تو پوری دیت ہے اور ایک میں نصف دیت اور اگر تیسری قسم کے چاروں اعضاء کو ضائع کیا تو پوری دیت ہے۔ دو میں نصف دیت اور ایک میں چوتھائی دیت ہے اور اگر چوتھی قسم کے دسوں انگلیوں کو کاٹا تو پوری دیت ہے۔ اور ایک میں دسواں حصہ ہے اور اگر پانچویں قسم یعنی سب دانت توڑ دیئے تو پوری دیت ہے اور ایک میں بیسواں حصہ۔<sup>(4)</sup> (تبیین الحقائق ص ۱۳۰ ج ۶، شامی ص ۵۰۵ ج ۵، بیسوط ص ۶۸ ج ۲۶)

**مسئلہ ۲۳۷** - اگر دونوں کان خطا کاٹ دیئے تو پوری دیت لازم ہوگی۔ ایک میں نصف دیت ہے۔ اور اگر بوجہ بنا دیا<sup>(5)</sup> تو حکومت عدل ہے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۳۸** - اگر کان پر ایسی ضرب لگائی کہ بہرا ہو گیا تو پوری دیت واجب ہوگی۔<sup>(7)</sup> (تبیین ص ۱۳۱ جلد ۶، عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۳۹** - خطا دونوں آنکھیں پھوڑ دینے کی صورت میں پوری دیت اور ایک میں نصف دیت ہے اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ آنکھیں نہ پھوٹیں مگر بینائی جاتی رہے۔<sup>(8)</sup> (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۵.

②..... "ردالمحتار"، کتاب الدیات، ج ۱۰، ص ۲۳۸.

و "تبیین الحقائق"، کتاب الدیات، فصل فی النفس والمارن... إلخ، ج ۷، ص ۲۷۲.

③..... "ردالمحتار"، کتاب الدیات، ج ۱۰، ص ۲۳۹.

④..... المرجع السابق، ص ۲۳۸.

⑤..... کن کتابنا دیا یعنی پورا کان نہیں کاٹا بلکہ تھوڑا کاٹا۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۵.

⑦..... المرجع السابق. ⑧..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۲۳۰** کانے کی اچھی آنکھ پھوڑ دینے سے نصف دیت لازم ہوگی۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶)

**مسئلہ ۲۳۱** اگر پوٹوں کو مع پلکوں کے کاٹ دیا تب بھی ایک ہی دیت ہے۔<sup>(۲)</sup> (تبیین ص ۱۳۱ ج ۶، ہدایہ فتح القدر

وعنایہ ص ۳۱۰ جلد ۸، عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۸ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۳۲** اگر ایسے پوٹے کو کاٹا جس پر بال نہ تھے تو حکومت عدل ہے اور اگر ایک نے پلک کاٹے اور پوٹے دوسرے

نے، تو پوٹے کاٹنے والے پر پوری دیت ہے اور پلک کاٹنے والے پر حکومت عدل ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۲۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۳۳** اگر کسی نے کسی کی پوری ناک کاٹ دی یا ناک کا نرم حصہ کاٹ دیا یا نرم حصے میں سے کچھ کاٹ دیا تو

پوری دیت واجب ہے۔<sup>(۴)</sup> (بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷، بحر الرائق ص ۳۲۹ جلد ۸، قاضی خان ص ۳۸۵ جلد ۴، درمختار و شامی

ص ۵۰۶ ج ۵، عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۳۴** اگر ناک کی نوک کاٹ دی تو اس میں حکومت عدل ہے۔<sup>(۵)</sup> (درمختار ص ۵۰۶ ج ۵)

**مسئلہ ۲۳۵** کسی نے کسی کی ناک توڑ دی یا اس پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ ناک سے سانس لینے کے قابل نہیں رہا۔

صرف مونہ سے سانس لے سکتا ہے تو اس میں حکومت عدل ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۹ ج ۸)

**مسئلہ ۲۳۶** کسی کی ناک پر ایسی ضرب لگائی کہ سونگھنے کی قوت ضائع ہوگئی تو پوری دیت واجب ہوگی۔<sup>(۷)</sup>

(قدوری ہدایہ ص ۵۸۷ جلد ۴، عالمگیری ص ۲۵ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۹ ج ۸، قاضی خان ص ۳۸۵ ج ۴)

**مسئلہ ۲۳۷** کسی نے پہلے ناک کا نرم حصہ کاٹا پھر اچھا ہونے کے بعد پوری ناک کاٹ دی تو نرم حصے کی پوری

دیت اور باقی میں حکومت عدل ہے۔ اور اگر اچھے ہونے سے پہلے پوری ناک کاٹ دی تو ایک ہی دیت ہے۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری

ص ۲۵ جلد ۶، بحر الرائق ص ۲۲۹ جلد ۸)

**مسئلہ ۲۳۸** اگر دونوں ہونٹ کاٹ دیئے تو پوری دیت واجب ہوگی اور ایک میں نصف دیت اور اوپر نیچے کے

ہونٹوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔<sup>(۹)</sup> (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶، درمختار ص ۵۰۷ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۲۹ ج ۶، بدائع صنائع ص ۳۱۴ ج ۷)

**مسئلہ ۲۳۹** بچہ کے کان اور ناک میں بھی پوری دیت ہے۔<sup>(۱۰)</sup> (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶)

**مسئلہ ۲۵۰** ہر دانت کے ضائع کرنے پر دیت کا بیسواں حصہ ہے۔ سامنے کے دانتوں، کیلوں اور ڈاڑھوں میں

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۵.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤....."الدر المختار"، کتاب الدیات، ج ۱۰، ص ۲۳۸.

⑥....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۵.

⑦.....المرجع السابق. ⑧.....المرجع السابق. ⑨.....المرجع السابق. ⑩.....المرجع السابق.

کوئی فرق نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۱ ج ۶، مبسوط ص ۷۱ ج ۲۶)

**مسئلہ ۲۵۱** کسی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا اس کے بعد دوسرا اس جیسا دانت اُگ آیا تو دیت ساقط ہو جائے گی اور

اگر دوسرا دانت کالا اُگا تو دیت ساقط نہیں ہوگی۔<sup>(۲)</sup> (تبیین الحقائق ص ۱۳۷ ج ۶، عالمگیری ص ۲۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۰ ج ۸)

**مسئلہ ۲۵۲** کسی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا جس کا دانت اکھڑا تھا اس نے اکھڑا ہوا دانت اپنی جگہ پر لگا دیا اور وہ جم

گیا تو اگر حسنِ صوری اور منفعت میں کوئی فرق نہیں آیا تو دیت نہیں ہے ورنہ دانت کی پوری دیت واجب ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری

ص ۲۶ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۱۵ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ ج ۶، مجمع الانہر ملتقى الا بحر، ص ۶۲۷ ج ۶، طحاوی ص ۲۸۴ ج ۴)

**مسئلہ ۲۵۳** کسی نے کسی کے دانت پر ایسی ضرب لگائی کہ دانت ہل گیا تو ایک سال کی مہلت دی جائے۔ اگر اس

مدت میں دانت سرخ، سبز یا سیاہ پڑ گیا اور چبانے کے قابل نہیں رہا تو دانت کی پوری دیت واجب ہوگی اور اگر چبانے کے قابل

ہے لیکن رنگ بدل گیا تو سامنے کے دانتوں میں حسنِ صوری فوت ہو جانے کی وجہ سے دانت کی پوری دیت واجب ہوگی اور

ڈاڑھوں اور کیلوں میں نہیں ہے۔ اور اگر چبانے کے قابل ہے لیکن رنگ پیلا پڑ گیا تو دیت واجب نہیں ہوگی۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری

ص ۲۶ ج ۶، قاضی خان ص ۲۸۷ ج ۴، تبیین ص ۱۳۷ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۰ ج ۸)

**مسئلہ ۲۵۴** اگر ضارب<sup>(۵)</sup> کہتا ہے کہ میری ضرب سے رنگ نہیں بدلا بلکہ میری ضرب کے بعد کسی دوسری ضرب

سے رنگ بدلا ہے اور مضروب<sup>(۶)</sup> اس کی تکذیب کرتا ہے تو اگر ضارب اپنے قول پر گواہ پیش کر دے تو اس کی بات مان لی جائے

گی ورنہ قسم کے ساتھ مضروب کا قول معتبر ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ ج ۶)

## زبان کی دیت

**مسئلہ ۲۵۵** کسی نے کسی کی پوری زبان کاٹ دی یا اس قدر کاٹ دی کہ کلام پر قادر نہ رہا تو پوری دیت نفس واجب

ہے اور اگر بعض حروف کے ادا کرنے پر قادر ہے اور بعض پر نہیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ کتنے حروف ادا کر سکتا ہے۔ جتنے حروف ادا

کر سکتا ہے اس کے بقدر دیت ساقط ہو جائے گی مثلاً اگر آدھے حروف ہجا ادا کر سکتا ہے تو آدھی دیت ساقط ہو جائے گی۔ اور اگر

چوتھائی حروف ادا کر سکتا ہے تو چوتھائی دیت ساقط ہو جائے گی۔ علیٰ ہذا القیاس۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ ج ۶، شامی و در مختار

ص ۵۰۶ ج ۵، فتح ص ۳۰۸ ج ۸، بحر الرائق ص ۳۳۰ ج ۸)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحناہیات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۵.

②.....المرجع السابق، ص ۲۵، ۲۶. ③.....المرجع السابق، ص ۲۶. ④.....المرجع السابق، ص ۲۶.

⑤.....مارنے والا۔ ⑥.....جس کو مارا۔

⑦....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحناہیات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۶.

⑧.....المرجع السابق.



**مسئلہ ۲۵۶** اگر زبان کاٹنے والے اور اس شخص میں جس کی زبان کاٹی گئی، یہ اختلاف ہے کہ کلام پر قدرت ہے یا نہیں تو خفیہ طریقے سے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ کلام کر سکتا ہے یا نہیں۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۲۶، ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۰ جلد ۸)

**مسئلہ ۲۵۷** گوگے کی زبان کو کاٹنے کی صورت میں حکومت عدل ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۳۰ جلد ۸)

**مسئلہ ۲۵۸** ایسے بچے کی زبان کاٹ دی جس نے ابھی بولنا نہیں شروع کیا، صرف روتا ہے تو حکومت عدل ہے اور اگر بولنے لگا ہے تو دیت ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۲۲۶ جلد ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۳، جلد ۶)

**مسئلہ ۲۵۹** دونوں ہاتھ خطا کاٹنے کی صورت پوری دیت نفس واجب ہے اور ایک میں نصف۔ اور اس میں داہنے بائیں ہاتھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، فتح القدری و ہدایہ ص ۳۱۰ جلد ۸، تبیین ص ۱۳۱ ج ۶)

**مسئلہ ۲۶۰** خنثی کا ہاتھ کاٹنے والے پر عورت کے ہاتھ کی دیت واجب ہوگی۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۶۱** ہر انگلی میں دیت نفس کا دسواں حصہ ہے۔ اور جن انگلیوں میں تین جوڑ ہیں۔ ایک جوڑ پر انگلی کی دیت کا تہائی حصہ ہے اور جن میں دو جوڑ ہیں ان میں ایک جوڑ پر انگلی کی دیت کا نصف حصہ ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۱ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۸ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۳۲ ج ۸، بمسوط ص ۷۵، جلد ۲۶، قاضی خان ص ۳۸۵ ج ۳)

**مسئلہ ۲۶۲** زائد انگلی کاٹنے پر حکومت عدل ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۱۳ جلد ۵، ہدایہ فتح القدری ص ۳۱۶ جلد ۸، بحر الرائق ص ۳۳۷ جلد ۸)

**مسئلہ ۲۶۳** شل ہاتھ یا لنگڑا پیر کاٹنے پر حکومت عدل ہے۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۸۶ جلد ۴)

**مسئلہ ۲۶۴** کسی نے کسی کی ایسی ہتھیلی کو کاٹ دیا جس میں پانچوں انگلیاں یا چار یا تین یا دو یا ایک انگلی یا کسی انگلی کا صرف ایک پورا لگا ہوا تھا تو انگلیوں یا پورے کی دیت ہوگی اور ہتھیلی کی کچھ دیت نہیں ہوگی۔<sup>(۹)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۳۶ ج ۸، بمسوط ص ۸۲، ج ۲۶، شامی و درمختار ص ۵۱۲ جلد ۵، ہدایہ فتح القدری ص ۳۱۶ ج ۸، بدائع صنائع ص ۳۱۸ ج ۷)

**مسئلہ ۲۶۵** اور اگر ایسی ہتھیلی کو کاٹا جس میں نہ کوئی انگلی تھی اور نہ کسی انگلی کا جوڑ تھا تو ایسی ہتھیلی میں حکومت عدل

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج ۶، ص ۲۶.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق. ⑦..... المرجع السابق.

⑧..... المرجع السابق، ص ۲۶-۲۷. ⑨..... المرجع السابق، ص ۲۶.

ہے اور یہ تاوان ایک انگلی کی دیت سے کم ہوگا۔<sup>(1)</sup> (بحر الرائق ص ۳۳۷ جلد ۸، شامی ص ۵۱۲ جلد ۵، مبسوط، ص ۸۲، جلد ۲۶)

**مسئلہ ۲۶۶** کسی کے ہاتھ پر ایسا مارا کہ ہاتھ شل ہو گیا، تو ہاتھ کی پوری دیت واجب ہوگی جو دیت نفس کی نصف

ہوگی۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، درمختار و شامی، ص ۵۰۹ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۶۷** اگر کلائی یا بازو توڑ دیا تو حکومت عدل ہے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، مبسوط ص ۸۰، جلد ۲۶،

قاضی خان ص ۳۸۶ جلد ۴)

**مسئلہ ۲۶۸** کسی کی انگلی کا ایک پورا کاٹ دیا جس کی وجہ سے باقی انگلی یا پورا ہاتھ ایسا شل ہو گیا کہ قابل انتفاع

نہیں رہا تو پوری انگلی کی یا پورے ہاتھ کی دیت ہوگی اور اگر قابل انتفاع ہے تو پورے کی دیت اور شل حصہ میں حکومت عدل

ہوگی۔<sup>(4)</sup> (شامی ص ۵۱۳ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، فتح القدر، ہدایہ عنایہ ص ۳۱۸ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۶، جلد ۶،

بحر الرائق، ص ۳۳۹ ج ۸)

**مسئلہ ۲۶۹** انگلی کے پورے کا بعض حصہ کاٹنے میں حکومت عدل ہے اگر ناخن جدا کر دیا اور پھر دوسرا ناخن شل پہلے

کے اگ گیا تو ناخن میں کچھ نہیں اور اگر نہ اگا تو حکومت عدل ہے۔ اور اگر خراب اگا تو بھی حکومت عدل ہے۔ مگر نہ اگنے کی

صورت سے کم ہوگی۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ص ۲۷ جلد ۶، بدائع صنائع، ص ۳۲۳ جلد ۷)

**مسئلہ ۲۷۰** ایسے کمزور چھوٹے بچے کا ہاتھ یا پیر یا ذکر کاٹ دیا جس نے ابھی ہاتھ پیر ہلائے تک نہ تھے اور ذکر میں

حرکت نہ تھی تو حکومت عدل ہے اور اگر ہاتھ پیر ہلاتا تھا اور ذکر میں حرکت تھی تو پوری دیت ہے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری از سر اج الوہاج

ص ۶۲۷ ج ۶، بدائع صنائع ص ۳۲۳ ج ۷، قاضی خان، ص ۳۸۲ ج ۴)

**مسئلہ ۲۷۱** مرد کے دونوں پستان کاٹنے میں حکومت عدل ہے اور اگر صرف گھنڈیاں<sup>(7)</sup> کاٹی ہیں تو اس سے کم

①..... "ردالمحتار"، کتاب الدیات، فصل فی الشجاج، ج ۱۰، ص ۲۵۱.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۶.

③..... المرجع السابق.

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۶.

و "ردالمحتار"، کتاب الدیات، فصل فی الشجاج، ج ۱۰، ص ۲۵۱-۱۵۲.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۷.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... یعنی پستان کے سر۔

حکومت عدل ہے اور اگر ایک پستان کا ٹاٹو اس کا نصف ہے اور ایک گھنڈی کا ٹاٹو اس کا نصف ہے۔ (1) (عالمگیری ص ۲۷ ج ۶، شامی ص ۵۰۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۱ ج ۶)

**مسئلہ ۲۴۲** ہنسی یا پسلی کی ہڈی توڑ دینے میں حکومت عدل ہے۔ (2) (عالمگیری از ذخیرہ ص ۲۷ ج ۶، قاضی خان ص ۲۸۶ ج ۴)

**مسئلہ ۲۴۳** عورت کے دونوں پستان یا دونوں گھنڈیاں کاٹ دیں تو پوری دیت نفس ہے اور ایک میں نصف دیت نفس ہے اور اس حکم میں صغیرہ و کبیرہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (3) (عالمگیری ص ۲۷ ج ۶، قاضی خان ص ۳۸۵ ج ۴، بدائع صنائع ص ۳۱۴ ج ۷، تبیین الحقائق ص ۱۲۹ ج ۶)

**مسئلہ ۲۴۴** کسی کی پیٹھ پر ایسی ضرب لگائی کہ قوت جماع جاتی رہی یا رطوبت نخاعیہ (4) خشک ہوگئی یا کبڑا ہو گیا تو پوری دیت ہے۔ (5) (تبیین الحقائق ص ۱۳۲ ج ۶، عالمگیری ص ۲۷ ج ۶)

**مسئلہ ۲۴۵** اور اگر کبڑا نہ ہو اور منفعت جماع بھی فوت نہ ہوئی مگر نشان زخم باقی رہا تو حکومت عدل ہے اور اگر نشان بھی باقی نہ رہا تو اجرت طیب (6) ہے۔ (7) (عالمگیری ص ۲۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۹ ج ۵)

**مسئلہ ۲۴۶** اگر کبڑا تھا مگر ضرب کے بعد سیدھا ہو گیا تو کچھ نہیں۔ (8) (تبیین الحقائق ص ۱۳۲ ج ۶)

**مسئلہ ۲۴۷** عورت کے سینے کی ہڈی توڑ دی جس سے پانی خشک ہو گیا تو دیت نفس ہے۔ (9) (عالمگیری ص ۲۷ ج ۶)

**مسئلہ ۲۴۸** ذکر (10) کاٹنے کی صورت میں پوری دیت ہے اور خصی کا ذکر کاٹنے کی صورت میں حکومت عدل ہے۔ خواہ اس میں حرکت ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو۔ اور جماع پر قادر ہو یا نہ ہو۔ اور عنین اور ایسا شیخ کبیر جو جماع پر قادر نہ ہو، ان کا

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۷.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... وہ رطوبت جو مادہ منویہ کا سبب بنتی ہے۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۷.

و "تبیین الحقائق"، کتاب الدیات، فصل فی النفس... إلخ، ج ۷، ص ۲۷۷.

⑥..... یعنی علاج کا خرچہ۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۷.

⑧..... "تبیین الحقائق"، کتاب الدیات، فصل فی النفس... إلخ، ج ۷، ص ۲۷۸.

⑨..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۷.

⑩..... آکہ تناسل، مرد کا عضو مخصوص۔

بھی یہی حکم ہے۔ (۱) (عالمگیری ص ۲۷ جلد ۶، قاضی خان، ص ۳۸۶ جلد ۴)

**مسئلہ ۲۷۹** - حشفہ (۲) کاٹنے کی صورت میں پوری دیت نفس ہے اور اگر پہلے حشفہ کاٹا اس کے بعد ماہی عضو (۳) بھی کاٹ دیا تو اگر درمیان میں صحت نہیں ہوئی تھی تو ایک ہی دیت ہے اور اگر درمیان میں صحت ہوگئی تھی تو حشفہ میں پوری دیت نفس اور باقی میں حکومت عدل ہے۔ (۴) (عالمگیری ص ۲۸ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۹ ج ۶، بدائع صنائع ص ۳۱۱ جلد ۷)

**مسئلہ ۲۸۰** - خصیتین کاٹنے کی صورت میں پوری دیت نفس ہے۔ (۵) (بدائع صنائع ص ۳۱۲ ج ۷، عالمگیری ص ۲۸ ج ۶)

**مسئلہ ۲۸۱** - تندرست آدمی کے خصیتین و ذکر خطاء کاٹنے کی صورت میں اگر پہلے ذکر کاٹا اور بعد میں خصیتین تو دو دیتیں لازم ہوں گی اور اگر پہلے خصیتین کاٹے اور پھر ذکر تو خصیتین میں پوری دیت نفس اور ذکر میں حکومت عدل ہے۔ اور اگر رانوں کی جانب سے اس طرح کاٹا کہ سب ایک ساتھ کٹ گئے تب بھی دو دیتیں لازم ہوں گی۔ (۶) (عالمگیری ص ۲۸ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۲۲ جلد ۷)

**مسئلہ ۲۸۲** - اگر خصیتین میں سے ایک کاٹا کہ پانی منقطع ہو گیا تو پوری دیت ہے اور اگر پانی منقطع نہیں ہوا تو نصف دیت ہے۔ (۷) (عالمگیری ص ۲۸ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۸۳** - اگر دونوں چوڑے (۸) خطاء اس طرح کاٹے کہ کو لھے کی ہڈی پر گوشت نہ رہا تو پوری دیت نفس ہے اور اگر گوشت باقی رہ گیا تو حکومت عدل ہے۔ (۹) (قاضی خان ص ۳۸۵ ج ۴)

**مسئلہ ۲۸۴** - پیٹ پر ایسا نیزہ مارا کہ اساک غذا (۱۰) ناممکن ہو گیا یا مقعد پر (۱۱) ایسا نیزہ مارا کہ پیٹ میں غذا نہیں ٹھہر سکتی یا پیشاب روکنے پر قادر نہ رہا اور سلس البول (۱۲) میں مبتلا ہو گیا یا عورت کے دونوں مخرج (۱۳) پھٹ کر ایک ہو گئے، اور پیشاب روکنے کی قدرت نہ رہی تو ان سب صورتوں میں پوری دیت نفس ہے۔ (۱۴) (عالمگیری ص ۲۸ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۸۵ جلد ۴)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج ۶، ص ۲۷.

②..... آکہ تاسل کاسر۔

③..... یعنی باقی آکہ تاسل۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج ۶، ص ۲۷، ۲۸.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... المرجع السابق.

⑧..... سُرین کے دونوں اطراف۔

⑨..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، ج ۲، ص ۳۸۵.

⑩..... یعنی پیٹ میں غذا کارکنا۔

⑪..... یعنی پیچھے کے مقام پر، سُرین پر۔

⑫..... ایک بیماری جس میں وقفے وقفے سے پیشاب کے قطرے گرتے رہتے ہیں۔

⑬..... عورت کے آگے اور پیچھے کے مقام۔

⑭..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج ۶، ص ۲۸.

**مسئلہ ۲۸۵** عورت کی شرم گاہ کو خطا ایسا کاٹ دیا کہ اس میں پیشاب روکنے کی قدرت نہ رہی یا وہ جماع کے قابل نہ رہی تو پوری دیت نفس ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری، ص ۲۸ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۸۶** عورت کو ایسا مارا کہ وہ مستحاضہ ہو گئی تو ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر اس دوران اچھی ہو گئی تو کچھ نہیں ورنہ پوری دیت ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری، ص ۲۸ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۸۷** ایسی صغیرہ سے جماع کیا جو اس قابل نہ تھی اور وہ مرگئی تو اجنبیہ<sup>(۳)</sup> ہونے کی صورت میں عاقلہ پر دیت ہے اور منکوحہ ہونے کی صورت میں عاقلہ پر دیت ہے اور شوہر پر مہر۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری، ص ۲۸ ج ۶)

**مسئلہ ۲۸۸** ازالہ عقل، سمع، بصر، شہم، کلام، ذوق<sup>(۵)</sup>، انزال، گمبھ<sup>(۶)</sup> پیدا کرنے، سر اور داڑھی کے بال موٹنے، دونوں کان، دونوں بھنوں، دونوں آنکھوں کے پوٹوں، دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں کی انگلیوں یا عورت کے پستانوں کی دونوں گھنڈیوں کے کاٹنے میں، عورت کے مخزین کا اس طرح ایک کر دینا کہ پیشاب یا پاخانے کے امساک کی قدرت نہ رہے۔ حشفہ، ناک کے نرم حصے، دونوں ہونٹوں، دونوں جڑوں، دونوں چوڑوں، زبان کے کاٹنے، چہرے کے ٹیڑھا کر دینے۔ عورت کی شرم گاہ کو اس طرح کاٹ دینے میں کہ جماع کے قابل نہ رہے اور پیٹ پر ایسی ضرب لگانے میں کہ پانی منقطع ہو جائے، پوری دیت نفس ہے۔ بشرطیکہ یہ جرائم خطا صادر ہوں۔<sup>(۷)</sup> (قاضی خان، ص ۳۸۶ جلد ۴)

**مسئلہ ۲۸۹** کسی باکرہ لڑکی کو دھکا دیا کہ وہ گر پڑی اور اس کی بکارت زائل ہو گئی<sup>(۸)</sup> تو دھکا دینے والے پر مہر مثل لازم ہے۔<sup>(۹)</sup> (قاضی خان، ص ۳۸۶ جلد ۴، عالمگیری، ص ۲۸ جلد ۶)

**مسئلہ ۲۹۰** کسی رسی پر دو آدمیوں نے جھگڑا کیا اور ہر آدمی ایک ایک سرا پکڑ کر کھینچ رہا تھا، تیسرے نے آ کر درمیان سے رسی کاٹ دی اور وہ دونوں شخص گریز اور مر گئے، رسی کاٹنے والے پر نہ قصاص ہے نہ دیت۔<sup>(۱۰)</sup> (قاضی خان، ص ۳۸۷ جلد ۴)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج ۶، ص ۲۸.

②..... المرجع السابق.

③..... یعنی غیر منکوحہ۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج ۶، ص ۲۸.

⑤..... عقل، سننے کی قوت، دیکھنے کی صلاحیت، سونگھنے کی صلاحیت، بولنے کی صلاحیت، چکھنے کی صلاحیت کو ختم کر دینا۔

⑥..... یعنی پیٹھ میں ٹیڑھا پن۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، ج ۲، ص ۳۸۵، ۳۸۶.

⑧..... کنوارہ پن ختم ہو گیا۔

⑨..... المرجع السابق، ص ۳۸۶. ⑩..... المرجع السابق، ص ۳۸۷.

## فصل فی الشجاج

## چہرے اور سر کے زخموں کا بیان

(چہرے اور سر کے زخموں کو شجاج کہتے ہیں)

**مسئلہ ۲۹۱** اس کی دس قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ① حارصہ ② دامعہ ③ دامیہ ④ باضعہ ⑤ متلاحمہ ⑥ سحاق ⑦ موضحہ ⑧ ہاشمہ ⑨ منقلہ آمنہ۔

① حارصہ: جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں جلد پر خراش پڑ جائے مگر خون نہ چھٹکے۔

② دامعہ: سر کی جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں خون چھٹک آئے مگر بہے نہیں۔

③ دامیہ: سر کی جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں خون بہہ جائے۔

④ باضعہ: جس میں سر کی جلد کٹ جائے۔

⑤ متلاحمہ: جس میں سر کا گوشت بھی پھٹ جائے۔

⑥ سحاق: جس میں سر کی ہڈی کے اوپر کی جھلی (۱) تک زخم پہنچ جائے۔

⑦ موضحہ: جس میں سر کی ہڈی نظر آ جائے۔

⑧ ہاشمہ: جس میں سر کی ہڈی ٹوٹ جائے۔

⑨ منقلہ: جس میں سر کی ہڈی ٹوٹ کر ہٹ جائے۔

⑩ آمنہ: وہ زخم جو ام الدماغ، یعنی دماغ کی جھلی تک پہنچ جائے۔

ان کے علاوہ زخموں کی ایک قسم جانفہ بھی کی گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ زخم جوف تک پہنچے اور یہ زخم پیٹھ، پیٹ اور

سینے میں ہوتا ہے۔ اور اگر گلے کا زخم غذائی نالی تک پہنچ جائے تو وہ بھی جانفہ ہے۔ (۲) (عالمگیری ص ۲۸ ج ۶، شامی ص ۵۱۰

جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۳۳ جلد ۸)

**مسئلہ ۲۹۲** موضحہ اور اس سے کم زخم اگر قصد الگائے گئے ہوں تو ان میں قصاص ہے اور اگر خطاء ہوں تو موضحہ سے کم زخموں میں حکومت عدل ہے اور موضحہ میں دیت نفس کا بیسواں حصہ ہے اور ہاشمہ میں دیت نفس کا دسواں حصہ ہے اور منقلہ میں دیت نفس کا پندرہ فیصد حصہ اور آمنہ اور جانفہ میں دیت کا تہائی حصہ ہے۔ ہاں اگر جانفہ آ رہا ہو گیا تو دو تہائی

①..... یعنی باریک کھال، باریک پردہ۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الذبایات، فصل فی الشجاج، ج ۶، ص ۲۸۔

دیت ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۲۹ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۳۴، جلد ۸، ہدایہ و فتح القدر ص ۳۱۲، جلد ۸، بدائع صنائع ص ۳۱۶، جلد ۷)

**مسئلہ ۲۹۳** ہاشمہ، منقلہ، آمنہ اگر قصداً بھی لگائے تو قصاص نہیں ہے چوں کہ مساوات ممکن نہیں ہے اس لیے ان میں

خطا اور عمد دونوں صورتوں میں دیت ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۲۹ ج ۶، ہاشمی ص ۵۱۰ ج ۵، بسوط ص ۷۴ ج ۲۶، بحر الرائق ص ۳۳۵ ج ۸)

**مسئلہ ۲۹۴** اگر کسی نے کسی کے چہرے یا سر کے کسی حصہ پر ایسا زخم لگایا کہ اچھا ہونے کے بعد اس کا اثر بھی زائل

ہو گیا تو اس پر کچھ نہیں۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۲۹ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۸، جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۱۶، جلد ۷، بحر الرائق

ص ۳۳۰، جلد ۸)

**مسئلہ ۲۹۵** چہرے اور سر کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ پر جو زخم لگایا جائے اس کو جراحت<sup>(۴)</sup> کہتے ہیں اور اس میں

حکومت عدل ہے۔<sup>(۵)</sup> (شامی و در مختار ص ۵۱۰ جلد ۵، فتح القدر و ہدایہ ص ۳۱۲ جلد ۸)

**مسئلہ ۲۹۶** سر اور چہرے کے علاوہ جسم کے دوسرے زخموں میں حکومت عدل اسی وقت ہے جب زخم اچھے ہونے

کے بعد اس کے نشانات باقی رہ جائیں ورنہ کچھ نہیں ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۲۹ جلد ۶، در مختار و شامی ص ۵۱۱ جلد ۵)

**مسئلہ ۲۹۷** شجاج کی جن صورتوں میں قصاص واجب ہے ان میں زخم کی لمبائی چوڑائی میں مساوات کے ساتھ

قصاص لیا جائے گا اور سر کے مقدم یا موخر حصہ یا وسط میں جس جگہ بھی زخم ہوگا زخمی کرنے والے کے اسی حصے میں مساوات کے

ساتھ قصاص لیا جائے گا۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۲۹ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۹ جلد ۷، قاضی خان ص ۳۸۶ جلد ۴)

**مسئلہ ۲۹۸** اگر قرنین<sup>(۸)</sup> کے مابین پیشانی پر ایسا موضع<sup>(۹)</sup> لگایا کہ قرنین سے مل گیا اور زخم لگانے والے کی پیشانی

بڑی ہونے کی وجہ سے اتنا لمبا زخم لگانے سے اس کے قرنین تک نہیں پہنچتا ہے تو زخمی کو اختیار دیا جائے گا کہ چاہے تو قصاص لے

لے اور جس قرن سے چاہے شروع کر کے اتنا لمبا زخم اس کی پیشانی پر لگا دے اور اگر چاہے تو آرش لے لے۔ اور اگر زخمی کرنے

والے کی پیشانی چھوٹی ہے کہ مساوات سے قصاص لینے کی صورت میں زخم قرنین سے تجاوز کر جاتا ہے، تب زخمی کو اختیار ہے کہ

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، فصل فی الشجاج، ج ۶، ص ۲۹.

②..... المرجع السابق.

③..... یعنی زخمی کرنا۔

④..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الدیات، فصل فی الشجاج، ج ۱۰، ص ۲۴۵.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، فصل فی الشجاج، ج ۶، ص ۲۹.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... یعنی پیشانی کے دونوں اطراف۔

⑧..... ایسا زخم جس سے سر کی ہڈی نظر آئے۔

چاہے ارش لے لے اور چاہے تو صرف قرنین کے درمیان زخم لگا کر قصاص لے لے۔ قرنین سے زخم متجاوز نہیں ہونا چاہیے۔  
(۱) (بدائع صنائع، ص ۳۰۹ جلد ۷، عالمگیری ص ۲۹ جلد ۶، مبسوط ص ۱۳۵، جلد ۲۶)

**مسئلہ ۲۹۹** اگر اتنا لمبا زخم لگایا کہ پیشانی سے گدی تک پہنچ گیا تو زخمی کو حق ہے کہ اسی جگہ پر اتنا ہی بڑا زخم لگا کر قصاص لے یا ارش لے، اگر زخمی کرنے والے کا سر بڑا ہے لہذا اتنا بڑا زخم لگانے سے اس کی قفا یعنی گدی تک نہیں پہنچتا ہے۔ تو بھی زخمی کو اختیار ہے کہ چاہے ارش لے لے اور چاہے اتنا لمبا زخم لگا کر قصاص لے لے۔ خواہ پیشانی کی طرف سے شروع کرے خواہ گدی کی طرف سے۔ (۲) (عالمگیری از محیط و ذخیرہ ص ۲۹ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۱۰ جلد ۷، مبسوط ص ۱۳۶ جلد ۲۶)

**مسئلہ ۳۰۰** اگر بین موضع زخم لگائے اور درمیان میں صحت نہ ہوئی تو پوری دیت تین سال میں ادا کی جائے گی اور اگر درمیان میں صحت واقع ہوگی تو ایک سال میں پوری دیت ادا کرنا ہوگی۔ (۳) (عالمگیری از کافی ص ۲۹ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۰۱** کسی کے سر پر ایسا موضع لگایا کہ اس کی عقل جاتی رہی۔ یا پورے سر کے بال ایسے اڑے کہ پھر نہ اُگے تو صرف دیت نفس واجب ہوگی اور اگر سر کے بال مختلف جگہوں سے اڑ گئے تو بالوں کی حکومت عدل اور موضع کی ارش میں سے جو زیادہ ہوگا وہ لازم آئے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ بال پھر نہ اُگیں، لیکن اگر دوبارہ پہلے کی طرح بال اُگ آئیں تو کچھ لازم نہیں ہے۔ (۴) (شامی و در مختار ص ۵۱۳ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۹ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۰۲** کسی کی بھنوں پر خطا ایسا موضع لگایا کہ بھنوں کے بال گر گئے اور پھر نہ اُگے تو صرف نصف دیت لازم ہوگی۔ (۵) (عالمگیری ص ۳۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۰۳** کسی کے سر پر ایسا موضع لگایا کہ اس سے سننے یا دیکھنے یا بولنے کے قابل نہ رہا۔ تو اس پر نفس کی دیت کے ساتھ موضع کا ارش بھی واجب ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس زخم سے موت نہ ہوئی ہو، اور اگر موت واقع ہوگی تو ارش ساقط ہو جائے گا۔ اور عمد کی صورت میں جنایت کرنے والے کے مال سے تین سال میں دیت ادا کی جائے گی اور بصورت خطا عاقلہ پر تین سال میں دیت ہے۔ (۶) (شامی و در مختار ص ۵۱۳، جلد ۵)

**مسئلہ ۳۰۴** کسی نے کسی کے سر پر ایسا موضع عمد لگایا کہ اس کی بینائی جاتی رہی تو ذہاب بصر (۷) اور موضع دونوں

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاج، ج ۶، ص ۲۹.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق. ⑤.....المرجع السابق، ص ۳۰.

⑥....."الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذیات، فصل فی الشجاج، ج ۱۰، ص ۲۵۳.

⑦.....یعنی نظر کے ختم ہو جانے۔



کی دیتیں واجب ہوں گی۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ص ۳۰ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۱۳، جلد ۵، تبیین ص ۱۳۶، جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۳۹ ج ۸)

**مسئلہ ۳۰۵** کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے چندلا ہو گیا تھا۔ اس کے سر پر کسی نے عمداً موضع لگایا تو قصاص نہیں لیا

جائے گا دیت لازم ہوگی اور اگر زخم لگانے والا بھی چندلا ہے تو قصاص لیا جائے گا۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ص ۳۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۰۶** ہر وہ جنایت جو بالقصد ہو لیکن شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو گیا ہو اور دیت واجب ہوگئی ہو تو جنایت

کرنے والے کے مال سے دیت ادا کی جائے گی اور عاقلہ سے مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ اور یہی حکم ہر اس مال کا ہے جس پر بالقصد

جنایت کی صورت میں صلح کی گئی ہو۔<sup>(3)</sup> (تبیین ص ۱۳۸ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۳۶۸ جلد ۵، فتح القدر ص ۳۲۲ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۰۷** حکومت عدل سے جو مال لازم آتا ہے وہ جنایت کرنے والے کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ عاقلہ

سے اس کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔<sup>(4)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۱۶ ج ۵)

## فصل فی الجنین (حمل کا بیان)

**مسئلہ ۳۰۸** کسی نے کسی حاملہ عورت کو ایسا مارا، یا ڈرایا، یا دھمکایا، یا کوئی ایسا فعل کیا جس کی وجہ سے ایسا مرنے والا بچہ

ساقط ہوا جو آزاد تھا۔ اگرچہ اس کے اعضاء کی خلقت<sup>(5)</sup> مکمل نہیں ہوئی تھی بلکہ صرف بعض اعضاء ظاہر ہوئے تھے تو مارنے

والے کے عاقلہ پر مرد کی دیت کا بیسواں حصہ یعنی پانچ سو درہم ایک سال میں واجب الادا ہوں گے۔ ساقط شدہ بچہ مذکور ہو یا

مؤنث اور ماں مسلمہ ہو یا کتابیہ یا مجوسیہ، سب کا ایک ہی حکم ہے۔<sup>(6)</sup> (شامی و درمختار ص ۵۱۶ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۹ ج ۶،

عالمگیری ص ۳۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۳۱ جلد ۸، فتح القدر ص ۳۲۳ جلد ۸، مبسوط ص ۸۷ جلد ۲۶)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاج، ج ۶، ص ۳۰.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاج، ج ۶، ص ۳۰.

③..... "تبیین الحقائق"، کتاب الذیات، فصل فی الشجاج، ج ۷، ص ۲۸۹.

④..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذیات، فصل فی الشجاج، ج ۱۰، ص ۲۵۷.

⑤..... بناوٹ۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۴.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۵۷، ۲۵۸.

و "الہدایۃ"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۲، ص ۴۷۱، ۴۷۲.

**مسئلہ ۳۰۹** اگر مذکورہ الصدر اسباب کے تحت (۱) زندہ بچہ ساقط ہوا، پھر مر گیا تو پوری دیت نفس عاقلہ پر واجب ہوگی اور کفارہ ضارب پر واجب ہے اور اگر مردہ ساقط ہوا اور اس کے بعد ماں بھی مر گئی تو ماں کی پوری دیت اور بچہ کی دیت غرہ یعنی پانچ سو درہم عاقلہ پر واجب ہوں گے۔ (۲) (در مختار و شامی ص ۵۱۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۳۳۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۲ جلد ۸، فتح القدیر ص ۳۲۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۰ جلد ۶، مبسوط ص ۸۹ جلد ۲۶)

**مسئلہ ۳۱۰** اگر مذکورہ اسباب کے تحت حاملہ مر گئی پھر مر اہوا بچہ خارج ہوا تو صرف عورت کی دیت نفس عاقلہ پر واجب ہے۔ (۳) (در مختار و شامی ص ۵۱۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، تبیین، ص ۱۴۰ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۳۲ جلد ۸، فتح القدیر ص ۳۲۷ جلد ۸، مبسوط ص ۸۹ جلد ۲۶)

**مسئلہ ۳۱۱** اگر مذکورہ اسباب کی بناء پر دو مردہ بچے ساقط ہوئے تو دو غرے یعنی ایک ہزار درہم عاقلہ پر واجب ہوں گے۔ اور اگر ایک زندہ پیدا ہو کر مر گیا اور دوسرا مردہ پیدا ہوا تو زندہ پیدا ہونے والے کی دیت نفس اور مردہ پیدا ہونے والے کا غرہ یعنی پانچ سو درہم عاقلہ پر ہیں اور اگر ماں مر گئی پھر دو مردہ بچے پیدا ہوئے تو صرف ماں کی دیت نفس عاقلہ پر واجب ہوگی اور اگر ماں کے مرنے کے بعد دو بچے زندہ پیدا ہو کر مر گئے تو عاقلہ پر تین دیتیں واجب ہوں گی اور اگر ایک مردہ بچہ ماں کی موت سے پہلے خارج ہوا اور دوسرا مردہ بچہ ماں کی موت کے بعد تو پہلے پیدا ہونے والے کا غرہ اور ماں کی دیت نفس عاقلہ پر ہے اور بعد میں پیدا ہونے والے کا کچھ نہیں۔ (۴) (شامی ص ۵۱۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، مبسوط ص ۹۰ جلد ۲۶)

**مسئلہ ۳۱۲** اگر ماں کی موت کے بعد زندہ بچہ ساقط ہو کر مر گیا تو ماں اور بچہ دونوں کی دو دیتیں عاقلہ پر واجب ہیں۔ (۵) (در مختار و شامی ص ۵۱۸ جلد ۵، مبسوط ص ۹۰ جلد ۲۶، عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۳ جلد ۴)

**مسئلہ ۳۱۳** اسقاط کی ان سب صورتوں میں جن میں جنین کا غرہ یا دیت لازم ہوگی وہ جنین کے ورثاء میں تقسیم کی جائے گی۔ اور اس کی ماں بھی اس کی وارث ہوگی، ساقط کرنے والا (۶) وارث نہیں ہوگا۔ (۷) (در مختار و شامی ص ۵۱۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۱ ج ۶، عالمگیری ص ۳۳۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۲ جلد ۸، فتح القدیر ص ۳۲۸ ج ۸، بدائع صنائع ص ۳۲۶ ج ۷، مبسوط ص ۹۰ ج ۲۶)

①..... یعنی پیچھے ذکر کئے گئے اسباب کے تحت۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۴، ۳۵۔

③..... المرجع السابق، ص ۳۵۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵۔

و"ردالمحتار"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۵۹۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵۔

⑥..... یعنی حمل گرانے والا۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۴۔

**مسئلہ ۳۱۴** کسی نے حاملہ کے پیٹ پر تلوار ماری کہ رحم کو کاٹ کر دو جنینوں کو مجروح کر گئی اور ایک مجروح زندہ ساقط ہوا اور دوسرا مجروح مردہ ساقط ہوا اور عورت بھی مر گئی تو عورت کا قصاص لیا جائے گا اور زندہ ساقط ہونے والے بچے کی دیت اور مردہ پیدا ہونے والے بچہ کا غرہ عاقلہ پر واجب ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (در مختار ص ۵۴۰ جلد ۵)

**مسئلہ ۳۱۵** کسی نے حاملہ کے پیٹ پر چھری ماری جس کی وجہ سے رحم میں بچہ کا ہاتھ کٹ گیا اور وہ زندہ پیدا ہوا اور ماں بھی زندہ رہی تو بچے کے ہاتھ کی وجہ سے نصف دیت نفس عاقلہ پر واجب ہوگی۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۳۶ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۱۶** شوہر نے اپنی حاملہ بیوی کو ایسا ڈرایا، دھمکایا، یا مارا کہ مردہ بچہ ساقط ہو گیا تو شوہر کے عاقلہ پر غرہ لازم ہے اور یہ اس بچہ کا وارث نہیں ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (در مختار و شامی ص ۵۱۸ جلد ۵، بدائع صنائع ص ۳۲۶ جلد ۷، تبیین الحقائق ص ۱۲۶، جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۲۲ جلد ۸، فتح القدر ص ۳۲۸ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۱۷** کسی نے اپنی حاملہ بیوی کو ڈرایا، دھمکایا، یا ایسا مارا کہ ایک بچہ زندہ ساقط ہو کر مر گیا۔ پھر دوسرا مردہ ساقط ہوا پھر وہ عورت بھی مر گئی تو اس شخص کے عاقلہ پر بیوی اور زندہ پیدا ہونے والے بچے کی دودیتیں اور مردہ ساقط ہونے والے بچے کا غرہ واجب ہوگا اور اس شخص پر دو کفارے واجب ہوں گے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۱۸** بچہ کا سر ظاہر ہوا اور وہ چیخا کہ ایک شخص نے اس کو ذبح کر دیا تو اس پر غرہ ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری از خزائنہ المفتین ص ۳۵ ج ۶)

**مسئلہ ۳۱۹** اگر حاملہ باندی کو ڈرایا، دھمکایا، یا ایسا مارا کہ اس کا ایسا حمل ساقط ہو گیا جو زندہ پیدا ہوتا تو غلام ہوتا تو اس کے زندہ رہنے کی صورت میں اس کی جو قیمت ہوتی مذکر میں اس کی قیمت کا بیسواں اور مؤنث میں قیمت کا دسواں مارنے والے کے مال میں نقد لازم آئے گا۔<sup>(۶)</sup> (در مختار و شامی ص ۵۱۸ ج ۵، عالمگیری ص ۳۵ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۰ جلد ۶، فتح القدر ص ۳۲۸ ج ۸)

**مسئلہ ۳۲۰** اگر مذکورہ بالا صورت میں مذکر و مؤنث ہونے کا پتہ نہ چلے تو جس کی قیمت کم ہوگی وہ لازم ہوگی اور اگر

①....."الدرالمختار"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۴.

②....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۶.

③....."الدرالمختار"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۰.

④....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵.

⑤.....المرجع السابق.

⑥.....المرجع السابق.

باندی کے مالک اور ضارب (1) میں ساقط شدہ حمل کی قیمت کی تعیین میں اختلاف ہو تو ضارب کی بات مانی جائے گی۔

(2) (شامی ص ۵۱۸ جلد ۵، عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، عنایہ ص ۳۲۸ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۲۱** اگر مذکورہ بالا صورت میں زندہ بچہ پیدا ہوا جس سے باندی میں کوئی نقص پیدا ہو کر اس کی قیمت گھٹ گئی

تو ضارب پر جنین کی قیمت لازم ہوگی اور یہ قیمت اگر باندی کی قیمت میں جو کمی واقع ہوئی اس سے کم ہو تو اس کمی کو جنین کی قیمت میں اضافہ کر کے پورا کر دیا جائے گا۔ (3) (درمختار و شامی ص ۵۱۸، جلد ۵)

**مسئلہ ۳۲۲** مذکورہ بالا صورت میں باندی کے مردہ حمل گرا پھر باندی بھی مر گئی تو ضارب پر باندی کی قیمت تین سال

میں واجب الادا ہوگی۔ (4) (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۲۳** مذکورہ بالا صورت میں ضرب کے بعد مولیٰ نے حمل کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد زندہ بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو

اس بچے کے زندہ ہونے کی صورت میں جو قیمت ہوتی وہ ضارب پر لازم ہوگی۔ (5) (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۱۸ جلد ۵، تبیین ص ۱۳۱ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۳ ج ۸، فتح القدر ص ۳۲۹ ج ۸)

**مسئلہ ۳۲۴** کسی نے غیر کی باندی سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہو گئی پھر زانی اور اس کی بیوی نے کوئی تدبیر کر کے

حمل گرا دیا اس سے باندی مر گئی تو باندی کی قیمت، اور اگر حمل مردہ ساقط ہوا تھا تو غرہ اور اگر ساقط ہو کر مر تو اس کی پوری قیمت واجب ہوگی اور اگر مضغہ تھا تو کچھ نہیں۔ (6) (بحر الرائق ص ۳۲۲ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۲۵** ضرب واقع ہونے کے بعد باندی کے مالک نے باندی کو بیچ دیا اس کے بعد اسقاط ہوا تو غرہ بیچنے

والے کو ملے گا اور اگر بچہ کا باپ ضرب کے وقت غلام تھا پھر آزاد ہو گیا اس کے بعد حمل ساقط ہوا تو باپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ (7) (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶)

①..... یعنی مارنے والے۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵۔

و "فتح القدر"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۹، ص ۲۳۷۔

③..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۰۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵۔

⑤..... المرجع السابق۔

⑥..... تکملة "البحر الرائق"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۹، ص ۱۰۳۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵۔

**مسئلہ ۳۲۶** مولیٰ نے باندی کے حمل کو آزاد کر دیا اس کے بعد کسی شخص نے باندی کے پیٹ پر ضرب لگائی کہ مردہ حمل ساقط ہوا اور اس بچے کا باپ آزاد تھا تو ضارب پر غرہ لازم ہے اور غرہ باپ کو ملے گا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۲۷** حمل کے والدین میں سے جو ضرب سے پہلے آزاد ہو چکا ہوگا وہ حمل کے معاوضہ کا حق دار ہوگا، مولیٰ نہیں ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۳۵، جلد ۶)

**مسئلہ ۳۲۸** کسی نے حاملہ باندی خریدی اور قبضہ نہیں کیا تھا کہ اس کے حمل کو آزاد کر دیا۔ پھر کسی نے اس کے پیٹ پر ضرب لگائی جس سے مردہ بچہ پیدا ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ باندی کو پوری قیمت میں لے لے اور ضارب سے آزاد بچہ کا ارش وصول کرے اور اگر چاہے تو باندی کی بیع کو فسخ کر دے اور بچے کے حصہ کی قیمت اس پر لازم ہوگی۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۳۶ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۳۲ ج ۶)

**مسئلہ ۳۲۹** کسی نے اپنی باندی سے کہا جو کسی اور سے حاملہ تھی، کہ تیرے پیٹ میں جو دو بچے ہیں ان میں سے ایک آزاد ہے اور یہ کہہ کر مولیٰ مر گیا۔ پھر کسی نے اس حاملہ کو ایسی ضرب لگائی جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی مردہ پیدا ہوئے تو ضرب لگانے والے پر لڑکے کا نصف غرہ اور اس کو غلام مان کر اس کی قیمت کا چالیسواں حصہ اور لڑکی کا نصف غرہ اور اس کو باندی مان کر جو قیمت ہوگی اس کا بیسواں حصہ لازم ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۳۰** کسی حاملہ عورت نے اپنے پیٹ پر ضرب لگا کر یا دوا پی کر، یا کوئی اور تدبیر کر کے عہد اپنے حمل کو ساقط کر دیا تو اگر بغیر اجازت شوہر ایسا کیا تو اس عورت کے عاقلہ پر غرہ لازم ہوگا اور اگر عاقلہ نہ ہوں تو اس کے مال سے غرہ ایک سال میں ادا کیا جائے گا۔ اور اگر شوہر کی اجازت سے ایسا کیا ہے تو کچھ لازم نہیں ہے۔ اسی طرح اس نے اگر کوئی دوا پی جس سے اسقاط مقصود نہ تھا مگر اسقاط ہو گیا تو بھی کچھ لازم نہ ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، شامی ص ۵۱۹ جلد ۵، تبیین ص ۱۳۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۳ جلد ۸، قاضی خان ص ۳۹۲ جلد ۴)

**مسئلہ ۳۳۱** اگر شوہر نے بیوی کو اسقاط کی اجازت دی اور بیوی نے کسی دوسری عورت سے اسقاط کر لیا تو یہ دوسری عورت بھی ضامن نہیں ہوگی۔<sup>(۶)</sup> (شامی و در مختار ص ۵۲۰ ج ۵)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق، ص ۳۶. ④..... المرجع السابق، ص ۳۵.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵.

و "تبیین الحقائق"، کتاب الذبای، فصل فی الجنین، ج ۷، ص ۲۹۷.

⑥..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الذبای، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۲، ۲۶۳.

**مسئلہ ۳۳۲** - اُم ولد نے خود اپنا حمل ساقط کر لیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۲۰ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۳۳ ج ۸)

**مسئلہ ۳۳۳** - کسی حاملہ نے عمداً اسقاط کی دوا پی اس سے زندہ بچہ پیدا ہو کر مر گیا، تو اس کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور اس پر کفارہ لازم ہے اور وہ وارث نہیں ہوگی اور اگر مردہ بچہ ساقط ہوا تو اس کے عاقلہ پر غرہ ہے اور اس پر کفارہ ہے اور یہ محروم الارث ہے<sup>(۲)</sup>۔ اور اگر مضغہ ساقط ہوا تو استغفار و توبہ کرے۔<sup>(۳)</sup> (بحر الرائق ص ۳۳۳ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۳۴** - خلع کرنے والی حاملہ نے عدت ختم کرنے کے لیے اسقاط حمل کر لیا تو اس پر شوہر کے لیے غرہ واجب ہے۔<sup>(۴)</sup> (بحر الرائق ص ۳۳۳ ج ۸، عالمگیری ص ۳۶ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۳۵** - اگر کسی نے کسی کے جانور کا حمل گرا دیا تو اگر مردہ بچہ پیدا ہوا ہے اور اس سے ماں کی قیمت میں نقصان آ گیا تو یہ شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا۔ اگر قیمت میں نقصان نہیں آیا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر زندہ بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو مارنے والے کے مال میں سے بچے کی قیمت نقد ادا کی جائے گی۔<sup>(۵)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۲۰ جلد ۵، مبسوط ص ۸۷ جلد ۲۶)

**مسئلہ ۳۳۶** - جنین کے اتلاف میں کفارہ نہیں ہے اور جس حمل میں بعض اعضاء بن چکے ہوں اس کا حکم تام الخلق کی طرح ہے۔<sup>(۶)</sup> (بحر الرائق ص ۳۳۳ جلد ۸، فتح القدر ص ۳۲۹ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۱ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۳۷** - اگر ایسے مضغہ کا اسقاط کیا جس میں اعضاء نہیں بنے تھے اور معتبر دائیوں نے یہ شہادت دی کہ یہ مضغہ بچہ بننے کے قابل ہے اگر باقی رہتا تو انسانی صورت اختیار کر لیتا تو اس میں حکومت عدل ہے۔<sup>(۷)</sup> (شامی ص ۵۱۹ جلد ۵)

## بچوں سے متعلق جنایات کے احکام

**مسئلہ ۳۳۸** - کسی شخص نے کسی آزاد بچے کو اغوا کر لیا اور بچہ اس کے پاس سے غائب ہو گیا تو اس اغوا کرنے والے

①..... "الدرالمختار"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۳،

②..... یعنی وراثت سے محروم ہے۔

③..... تکملة "البحر الرائق"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۹، ص ۱۰۵،

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵، ۳۶،

⑤..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۴،

⑥..... تکملة "البحر الرائق"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۹، ص ۱۰۴، ۱۰۵،

⑦..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۲،

کو قید کیا جائے گا تا وقتیکہ بچہ واپس آجائے یا اس کی موت کا علم ہو جائے۔<sup>(1)</sup> (قاضی خان ص ۳۹۳ ج ۴، درمختار ص ۵۴۷ ج ۵، طحطاوی علی الدر ص ۳۰۳ جلد ۴)

**مسئلہ ۳۳۹** کسی نے کسی آزاد بچہ کو اغوا کیا اور وہ بچہ اس کے پاس اچانک یا کسی بیماری سے مر گیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔ اور اگر کسی سبب سے مثلاً سخت سردی یا بجلی گرنے، پانی میں ڈوبنے، چھت سے گرنے یا سانپ کے کاٹنے سے مر گیا تو اغوا کرنے والے کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی<sup>(2)</sup>۔ (شامی و درمختار ص ۵۴۷ ج ۵، فتح القدر ص ۳۸۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۶۷ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۹۰ جلد ۸، مبسوط ص ۱۸۶ جلد ۲۶، عالمگیری ص ۳۳ جلد ۶) اور اگر بچہ نے غاصب کے پاس خودکشی کر لی یا کسی کو قتل کر دیا تو غاصب پر ضمان نہیں ہے۔<sup>(3)</sup> (مبسوط ص ۱۸۶ جلد ۲۶، عالمگیری ص ۳۳ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۴۰** اسی طرح اگر آزاد کو اغوا کر کے پابہ زنجیر کر دیا<sup>(4)</sup> اور وہ مذکورہ بالا اسباب میں سے کسی سبب سے مر گیا تو بھی اغوا کرنے والے کے عاقلہ پر دیت ہے اور اگر اس کو پابہ زنجیر نہیں کیا تھا اور وہ ان اسباب مذکورہ سے خود کو بچا سکتا تھا مگر اس نے بچنے کی کوشش نہیں کی اور مر گیا تو اغوا کرنے والے پر نفس کا ضمان نہیں ہے۔<sup>(5)</sup> (عناویہ ص ۳۸۲ جلد ۸، درمختار و شامی ص ۵۴۷ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۹۰ جلد ۸)

**مسئلہ ۳۴۱** ختنہ کرنے والے سے کہا کہ بچے کی ختنہ کر دے۔ غلطی سے بچہ کا حشفہ کٹ گیا اور بچہ مر گیا تو ختنہ کرنے والے کے عاقلہ پر نصف دیت ہوگی اور اگر زندہ رہا تو پوری دیت لازم ہوگی۔<sup>(6)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۴۸ جلد ۵، عالمگیری ص ۳۳ جلد ۶، طحطاوی علی الدر ص ۳۰۳ جلد ۴، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۷ جلد ۳)

**مسئلہ ۳۴۲** کسی نے بچے کو جانور پر سوار کر کے کہا کہ اس کو روکے رہنا اور بچہ نے جانور کو چلایا نہیں لیکن گر کر مر گیا تو اس سوار کرنے والے کے عاقلہ پر بچہ کی دیت لازم ہوگی۔<sup>(7)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۴۸ ج ۵، طحطاوی علی الدر ص ۳۰۴ جلد ۴، عالمگیری ص ۳۳ جلد ۶، مبسوط ص ۱۸۶ جلد ۲۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۷ جلد ۳)

①..... "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الجنایات، فصل فی إتلاف الجنین... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۳.

②..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذیات، فصل فی غضب القن، ج ۱۰، ص ۳۱۴.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... إلخ، ج ۶، ص ۳۴.

④..... یعنی پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔

⑤..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذیات، فصل فی غضب القن وغیرہ، ج ۱۰، ص ۳۱۴.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... إلخ، ج ۶، ص ۳۴.

⑦..... المرجع السابق، ص ۳۳.

**مسئلہ ۳۳۳** کسی نے بچہ کو جانور پر سوار کر کے کہا کہ اس کو میرے لیے روکے رہو۔ اس بچہ نے جانور کو چلایا اور اس جانور نے کسی شخص کو کچل کر ہلاک کر دیا تو بچہ کے عاقلہ پر اس مرنے والے کی دیت لازم ہوگی اور سوار کرنے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر بچہ اتنا خوردسال (۱) ہے کہ جانور پر سواری نہیں کر سکتا ہے تو اس صورت میں مرنے والے کی دیت کسی پر لازم نہیں ہوگی۔ (۲)

(در مختار و شامی ص ۵۴۸ ج ۵، عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، طحطاوی علی الدر ص ۳۰۴ ج ۴، مبسوط ص ۱۸۶ ج ۲۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ ج ۳)

**مسئلہ ۳۳۴** کسی نے بچہ کو جانور پر سوار کر دیا اور اس سے کہا کہ اس کو روکے رہو۔ بچہ نے جانور کو چلا دیا اور گر کر مر گیا تو سوار کرنے والے کے عاقلہ پر بچہ کی دیت نہیں ہے۔ (۳) (شامی ص ۵۴۸ ج ۵، طحطاوی علی الدر ص ۳۰۴ ج ۴، عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، مبسوط ص ۱۸۷ ج ۲۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ ج ۳)

**مسئلہ ۳۳۵** بچہ کسی دیوار یا پیڑ پر چڑھا ہوا تھا، نیچے سے کسی نے چیخ کر کہا گرمت جانا جس سے بچہ گر کر مر گیا تو چیخنے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے کہا کہ کود جا اور بچہ کودا اور مر گیا تو اس کہنے والے پر بچہ کی دیت ہے۔ (۴) (عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۴ ج ۳)

**مسئلہ ۳۳۶** اگر کسی نے اتنے چھوٹے بچے کو جانور پر اپنے ساتھ سوار کر لیا جو تنہا جانور پر سوار نہیں ہو سکتا اور چلا بھی نہیں سکتا، اس جانور نے کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو مرنے والے کی دیت صرف اس سوار کے عاقلہ پر ہوگی اور سوار پر کفارہ بھی ہے۔ بچہ کے عاقلہ پر کچھ نہیں ہے اور اگر بچہ سواری کو چلا سکتا ہے تو دونوں کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی۔ (۵) (خانہ علی الہندیہ ص ۴۴۷ ج ۳، عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، مبسوط ص ۱۸۷ ج ۲۶)

**مسئلہ ۳۳۷** باپ اپنے بچہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا اس بچہ کو کسی شخص نے کھینچا اور باپ اس بچہ کا ہاتھ پکڑے رہا اور اس شخص کے کھینچنے کی وجہ سے بچہ مر گیا تو اس بچہ کی دیت کھینچنے والے پر ہے اور باپ بچہ کا وارث ہوگا اور اگر دونوں نے کھینچا اور بچہ مر گیا تو دونوں پر دیت لازم ہوگی اور باپ وارث نہیں ہوگا۔ (۶) (عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، خانہ علی الہندیہ ص ۴۴۵ ج ۳)

①..... یعنی اتنا کم سن۔

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... إلخ، ج ۶، ص ۳۳.

و "رد المحتار"، کتاب الذیات، فصل فی غضب القن، ج ۱۰، ص ۳۱۶.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... إلخ، ج ۶، ص ۳۳.

④..... المرجع السابق.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... إلخ، ج ۶، ص ۳۳.

⑥..... المرجع السابق، ص ۳۳.



**مسئلہ ۳۳۸** اتنا چھوٹا بچہ جو اپنے نفس کی حفاظت کر سکتا ہے اگر پانی میں ڈوب کر یا چھت سے گر کر مر جائے تو ماں باپ پر کچھ نہیں ہے اور اگر اپنے نفس کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا تو جس کی نگرانی میں تھا اس پر توبہ و استغفار لازم ہے اور اگر اس کی گود سے گر کر مر گیا تو کفارہ بھی لازم ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴ ج ۳، شامی ص ۵۲۹ ج ۵)

**مسئلہ ۳۳۹** ماں شیر خوار بچہ کو باپ کے پاس چھوڑ کر چلی گئی اور بچہ دوسری عورتوں کا دودھ پی لیتا تھا۔ لیکن باپ نے کسی دودھ پلانے والی کا انتظام نہ کیا اور بچہ بھوک سے مر گیا تو باپ پر کفارہ اور توبہ لازم ہے اور اگر بچہ دوسری عورت کا دودھ قبول نہیں کرتا تھا اور ماں یہ بات جانتی تھی تو گناہ ماں پر ہے ماں توبہ کرے اور کفارہ بھی دے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۳۳ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۴ ج ۳)

**مسئلہ ۳۵۰** چھ سال کی بچی کو بخار تھا اور آگ کے پاس بیٹھی تاپ رہی تھی۔ باپ گھر میں نہ تھا ماں اسی حالت میں بچی کو چھوڑ کر کہیں چلی گئی اور بچی جل کر مر گئی تو ماں پر دیت نہیں ہے لیکن توبہ و استغفار کرے اور مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی دے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری از ظہیر ص ۳۳ ج ۶)

**مسئلہ ۳۵۱** کسی نے کسی بچہ سے کہا کہ درخت پر چڑھ کر میرے پھل توڑ دے بچہ درخت سے گر کر مر گیا تو چڑھانے والے کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اسی طرح کوئی چیز اٹھانے کو کہا یا لکڑی توڑنے کو کہا اور بچہ اس چیز کو اٹھانے سے یا پیڑ سے گر کر مر گیا تو اس حکم دینے والے کے عاقلہ پر بچہ کی دیت لازم ہوگی۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۳۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴ ج ۳)

**مسئلہ ۳۵۲** کسی نے بچہ کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کر دے بچہ نے قتل کر دیا تو بچہ کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی پھر وہ عاقلہ اس دیت کو حکم دینے والے کے عاقلہ سے وصول کریں گے۔<sup>(۵)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴ ج ۳، عالمگیری از خزائنہ المفتین ص ۳۰ ج ۶، مبسوط ص ۱۸۵ ج ۲۶)

**مسئلہ ۳۵۳** کسی بچہ نے دوسرے بچہ کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کر دے اور اس نے قتل کر دیا تو قتل کرنے والے کے عاقلہ پر دیت لازم ہے اور یہ دیت حکم دینے والے کے عاقلہ سے وصول نہیں کریں گے۔<sup>(۶)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴ ج ۳، عالمگیری ص ۳۰ ج ۶، مبسوط ص ۱۸۵ ج ۲۶)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... إلخ، ج ۶، ص ۳۳.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق، ص ۳۲، ۳۳.

⑤.....المرجع السابق، ص ۳۰. ⑥.....المرجع السابق، ص ۳۰.

**مسئلہ ۳۵۳** بچے نے کسی بالغ کو حکم دیا کہ فلاں کو قتل کر دے اور اس نے قتل کر دیا، تو حکم دینے والا بچہ ضامن نہیں ہوگا۔ (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۵ ج ۳) اسی طرح بالغ نے اگر کسی دوسرے بالغ کو حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا تو قاتل پر ضمان ہے حکم دینے والے پر نہیں۔<sup>(۱)</sup> (خانہ علی الہندیہ ص ۴۴۵ جلد ۳، عالمگیری ص ۳۰ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۵۵** کسی شخص نے بچہ کو حکم دیا کہ فلاں شخص کا کھانا کھالے یا مال جلا دے یا اس کے جانور کو ہلاک کر دے تو اس مال کا ضمان اس بچے کے مال میں لازم ہے اور بچے کے اولیاء اس ضمان کو ادا کرنے کے بعد حکم دینے والے سے وصول کریں۔<sup>(۲)</sup> (خانہ علی الہندیہ ص ۴۴۵ ج ۳، عالمگیری ص ۳۰ ج ۶) اور اگر بچے نے بالغ کو ان کاموں کا حکم دیا اور اس نے عمل کر لیا تو بچے پر ضمان نہیں ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۳۰ ج ۶)

**مسئلہ ۳۵۶** اگر کسی نابالغ نے نابالغہ سے زنا کیا اور اس کی بکارت زائل کر دی تو اس پر مہر مثل لازم آئے گا اور اگر بالغہ کی بکارت زبردستی زنا کر کے نابالغ نے زائل کر دی تو بھی اس پر مہر مثل لازم آئے گا اور اگر بالغہ سے نابالغ نے برضا زنا کیا تھا تو مہر لازم نہیں ہے۔<sup>(۴)</sup> (خانہ علی الہندیہ ص ۴۴۶ ج ۳)

**مسئلہ ۳۵۷** بچے تیر اندازی کا کھیل کھیل رہے تھے کسی نو برس تک کے بچے کا تیر کسی شخص کی آنکھ میں لگ گیا جس سے وہ شخص کانٹا ہو گیا تو اس کی آنکھ کا تادان بچے کے مال سے ادا کیا جائے گا اس کے باپ پر کچھ نہیں ہے اور اگر بچے کے پاس مال نہیں ہے تو جب مال ملے گا اس وقت تادان ادا کر دے گا مگر شرط یہ ہے کہ یہ بات شہادت سے ثابت ہو کہ اسی بچے کا تیر اس شخص کی آنکھ میں لگا ہے صرف بچے کا اقرار یا اس کے تیر کا پایا جانا تادان کے لیے کافی نہیں ہے۔<sup>(۵)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ ج ۳)

**مسئلہ ۳۵۸** کسی نے اپنے کسی کام کے لیے کسی کے بچے کو ولی کی اجازت کے بغیر کہیں بھیجا۔ راستے میں بچہ دوسرے بچوں کے ساتھ چھت پر چڑھ گیا اور چھت پر سے گر کر مر گیا تو بھیجنے والے پر ضمان لازم ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ ج ۳)

**مسئلہ ۳۵۹** کسی نے بچے کو اغواء کر کے قتل کر دیا یا اس کے پاس درندہ نے پھاڑ کھایا یا دیوار سے گر کر مر گیا تو غاصب ضامن ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ ج ۳، عالمگیری ص ۳۴ ج ۶، مبسوط ص ۱۸۶ ج ۲۶)

①....."الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فی القتل الذی یوجب الذیة، ج ۲، ص ۳۹۲.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤....."الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فی إتلاف الجنین، ج ۲، ص ۳۹۳.

⑥.....المرجع السابق، ص ۳۹۳. ⑦.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۶۰** کسی غلام نے آزاد بچے کو سواری پر سوار کر دیا بچہ سواری سے گر کر مر گیا تو اس بچہ کی دیت غلام پر ہے۔ مولیٰ غلام ہی کو اس کی دیت میں دے دے یا فدیہ دے دے اور اگر سواری پر غلام بھی سوار ہوا اور سواری کو چلایا، سواری نے کسی کو کچل دیا اور وہ مر گیا تو نصف دیت بچے کے عاقلہ پر ہے اور نصف غلام پر۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۸ ج ۳، مبسوط ص ۱۸۷ ج ۲۶)

**مسئلہ ۳۶۱** کسی آزاد شخص نے ایسے نابالغ غلام بچے کو سواری پر سوار کر دیا جو سواری پر ٹھہر سکتا ہے اور اس کو چلا بھی سکتا ہے پھر اس کو حکم دیا کہ وہ جانور کو چلائے اس نے کسی آدمی کو کچل کر مار دیا تو اس کا تاوان غلام بچہ پر ہے اس کی دیت میں مولیٰ یا تو غلام کو دے دے یا اس کا فدیہ دے دے پھر وہ مولیٰ حکم دینے والے سے یہ رقم وصول کرے۔<sup>(۲)</sup> (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۴۸ جلد ۳، مبسوط ص ۱۸۸ ج ۲۶)

**مسئلہ ۳۶۲** کسی عبد ماذون نے کسی بچے کو حکم دیا کہ فلاں کے کپڑے پھاڑ دے یا بچہ کو اپنے کام کے لیے بھیجا اور بچہ ہلاک ہو گیا تو حکم دینے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۳۱ ج ۶)

**مسئلہ ۳۶۳** کسی بچے کے پاس غلام کو ودیعت رکھا اور اس بچے نے غلام کو قتل کر دیا تو بچے کے عاقلہ پر غلام کی قیمت ہے۔<sup>(۴)</sup> (تمیین الحقائق ص ۱۶۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۰ ج ۸، عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، شامی ص ۵۴۸ ج ۵) اور اگر مادون النفس میں جنایت کی ہے تو اس کا ارش بچہ کے مال سے ادا کیا جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (شامی و در مختار ص ۵۴۸ ج ۵)

**مسئلہ ۳۶۴** اگر کسی بچہ کے پاس کھانا بلا اجازت ولی امانت رکھا گیا اور بچہ نے اس کو کھالیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔<sup>(۶)</sup> (تمیین الحقائق ص ۱۶۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۰ ج ۸، عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، شامی و در مختار ص ۵۶۸ ج ۵) اور اگر ولی کی اجازت سے رکھا تھا تو ضامن ہوگا جب کہ بچہ عاقل ہو ورنہ نہیں ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (ہدایہ و عنایہ ص ۳۸۳ ج ۸)

۱..... "الفتاویٰ الحنابلة"، کتاب الجنایات، فصل فی إتلاف الجنین، ج ۲، ص ۳۹۳، ۳۹۴.

۲..... المرجع السابق، ص ۳۹۴.

۳..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالحنایة... إلخ، ج ۶، ص ۳۱، ۳۰.

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الديات، فصل فی غضب القن وغیره، ج ۱۰، ص ۳۱۶.

۵..... المرجع السابق.

۶..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالحنایة... إلخ، ج ۶، ص ۳۴.

۷..... "العناية" و "فتح القدير"، کتاب الديات، باب غضب العبد... إلخ، ج ۹، ص ۳۰۲.

**مسئلہ ۳۶۵** ماں یا باپ یا وصی نے بچے کو تعلیم قرآن کے لیے معقود طریقے سے مارا جس سے بچہ مر گیا تو ان پر ضمان نہیں ہے اور یہی حکم معلم کا بھی ہے جب کہ اس نے ان کی اجازت سے مارا ہو اور اگر انھوں نے غیر معقود طریقے سے مارا اور بچہ مر گیا تو یہ لوگ ضامن ہوں گے۔<sup>(۱)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۸ ج ۵)

**مسئلہ ۳۶۶** باپ یا وصی نے بچہ کو تادیباً مارا اور بچہ مر گیا تو ان پر ضمان نہیں ہے جب کہ معقود طریقے سے مارا ہو<sup>(۲)</sup> اور اگر غیر معقود طریقے سے مارا تو ضمان ہے۔<sup>(۳)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۸ ج ۵)

**مسئلہ ۳۶۷** ماں نے اگر اپنے بچہ کو تادیباً<sup>(۴)</sup> مارا اور بچہ مر گیا تو بہر حال ماں ضامن ہوگی۔<sup>(۵)</sup> (درمختار و شامی ص ۴۹۸ ج ۵)

**مسئلہ ۳۶۸** کسی نے بچے کو ہتھیار دیئے، بچہ اس کو اٹھانے سے تھک گیا اور ہتھیار اس کے ہاتھ سے اس پر گر اور بچہ مر گیا تو اسلحہ دینے والے کے عاقلہ پر دیت واجب ہوگی اور اگر بچہ نے اس اسلحہ سے خودکشی کر لی یا کسی دوسرے کو قتل کر دیا تو دینے والے پر ضمان نہیں ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۳۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۳ ج ۳، مبسوط ص ۸۵ ج ۲۶)

**مسئلہ ۳۶۹** کسی آزاد بچے کو ایسے غلام بچے نے جو مجبور تھا حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کر دے اور اس نے قتل کر دیا تو قاتل بچہ ضامن ہوگا اور حکم دینے والے غلام بچے سے اس کا تاوان اس کے آزاد ہونے کے بعد بھی واپس نہیں لے سکے گا۔<sup>(۷)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۵ ج ۳)

**مسئلہ ۳۷۰** اور اگر بالغہ باندی نے نابالغ کو دعوت زنا دی اور اس نے زنا کر کے اس کی بکارت زائل کر دی تو بچہ پر اس کا مہر لازم ہے۔<sup>(۸)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۶ ج ۳)

①..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود... إلخ، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۰.

②..... یعنی جیسا کہ عام طور پر مارا جاتا ہے۔

③..... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، باب القود... إلخ، فصل فی الفعلین، ج ۱۰، ص ۲۲۰.

④..... یعنی ادب سکھانے کے لیے۔

⑤..... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود... إلخ، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۰.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... إلخ، ج ۶، ص ۳۲.

⑦..... "الفتاویٰ الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فی القتل الذی یوجب الدیة، ج ۲، ص ۳۹۲.

⑧..... المرجع السابق.

## دیوار وغیرہ گرنے سے حادثات کا بیان

**مسئلہ ۳۴۱** یہ جاننا ضروری ہے کہ ایسی دیوار جو سلامی میں ہو یعنی ٹیڑھی ہو، اگر بناتے وقت اس کے بنانے والے نے ٹیڑھی بنائی پھر وہ کسی انسان پر گر گئی اور وہ مر گیا یا کسی کے مال پر گر پڑی اور وہ مال تلف ہو گیا تو دیوار کے مالک کو ضمان دینا ہوگا خواہ اس دیوار کو گرانے کا مطالبہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو، اور اگر اس دیوار کو سیدھا بنایا تھا مگر بعد میں ٹیڑھی ہو گئی مرور زمانہ کی وجہ سے (۱) پھر کسی انسان پر گر پڑی یا مال پر گر پڑی اور اس کو تلف کر گئی تو کیا دیوار کے مالک پر ضمان ہے؟ ہمارے علمائے ثلاثہ کے نزدیک اگر مطالبہ نقض سے پہلے (۲) گری ہے تو اس کا ضمان نہیں ہے، اور مطالبہ نقض سے اتنے بعد گری ہے جس میں اس کا گرانا ممکن تھا، مگر اس نے اس کو نہیں گرایا تو قیاس چاہتا ہے کہ ضمان نہ ہو۔ مگر استحساناً ضامن ہوگا۔ ہکذا فی الذخیرۃ۔

پھر جو جان تلف ہوئی اس کی دیت صاحب دیوار کے عاقلہ پر ہے۔ اور جو مال تلف ہوا اس کا ضمان دیوار کے مالک پر ہے۔ (۳) (عالمگیری ص ۳۶ ج ۶، مبسوط ص ۹ ج ۲۷، تبیین الحقائق ص ۱۴۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۶ ج ۵، مجمع الانہر ص ۶۵۷ ج ۲، فتح القدر و عنایہ ص ۳۴۱ ج ۸، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

**مسئلہ ۳۴۲** تقدم کی تفسیر یہ ہے کہ صاحب حق دیوار کے مالک سے کہے کہ تیری دیوار خطرناک ہے یا کہے کہ سلامی میں ہے یعنی ٹیڑھی ہے، تو اس کو گرا دے تاکہ کسی پر گر نہ پڑے اور اس کو تلف نہ کر دے اور اگر یہ کہا کہ تجھ کو چاہیے کہ تو اس کو گرا دے، تو یہ مشورہ ہوگا مطالبہ نہ ہوگا۔ بحوالہ قاضی خان۔ تقدم میں مطالبہ شرط ہے اشہاد شرط نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کے گرانے کا مطالبہ کیا بغیر اشہاد کے اور مالک دیوار نے امکان کے باوجود دیوار نہیں گرائی یہاں تک کہ وہ خود گر گئی اور اس سے کوئی چیز تلف ہو گئی اور وہ تلف کا اقرار کرتا ہے تو ضمان دے گا۔ گواہ بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ اگر مالک دیوار انکار طلب کرے تو گواہوں کے ذریعے سے طلب کو ثابت کیا جاسکے۔ (۴) (عالمگیری از کافی ص ۳۶ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۵۶ ج ۲، بحر الرائق ص ۳۸۴ ج ۸، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۵۴ ج ۳، مبسوط ص ۹ ج ۲۷، شامی ص ۵۲۶ ج ۵، تبیین ص ۱۴۷ ج ۶)

**مسئلہ ۳۴۳** دیوار کے متعلق دیوار گرانے کا مطالبہ کرنا دیوار کے مالک سے یہی ملبہ ہٹانے کا مطالبہ ہے یہاں تک کہ اگر تقدم کے بعد دیوار گر پڑے اور اس کے ملبے سے ٹکرا کر کوئی مر جائے تو دیوار کے مالک پر اس کی دیت لازم ہوگی۔ (۵) (عالمگیری از ذخیرہ ص ۳۶ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۴۷ ج ۶، عنایہ فتح القدر ص ۳۴۱ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۸ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۶۴ ج ۳)

①..... یعنی طویل وقت گزرنے کی وجہ سے۔

②..... یعنی گرانے کا مطالبہ کرنے سے پہلے۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۶۔

④..... المرجع السابق۔

⑤..... المرجع السابق۔

**مسئلہ ۳۴۴** مکان کی زیریں منزل (۱) ایک شخص کی ہے اور بالائی دوسرے کی اور پورا مکان گراؤ ہے اور دونوں سے گرانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پھر بالائی حصہ گرا اور اس سے کوئی آدمی ہلاک ہو گیا تو اس کا ضمان بالائی حصہ کے مالک پر ہے۔ (۲) (قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۶۷ ج ۳)

**مسئلہ ۳۴۵** مالک دیوار سے گراؤ دیوار (۳) کے انہدام کا مطالبہ (۴) کیا گیا اس نے نہیں گرائی اور مکان بچ دیا تو مشتری ضامن نہیں ہوگا۔ ہاں اگر خریدنے کے بعد اس سے مطالبہ نقض کر لیا گیا تھا اور اس پر گواہ بنا لیے گئے تھے تو یہ ضامن ہوگا۔ (۵) (عالمگیری ص ۳۷۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۵ ج ۸، ہدایہ فتح القدر ص ۳۴۲ ج ۸)

**مسئلہ ۳۴۶** لقیط (لا وارث، ملا ہوا بچہ) کی گراؤ دیوار کے انہدام کا مطالبہ کیا گیا تھا اور اس نے نہیں گرائی تھی پھر وہ دیوار گری جس سے کوئی آدمی مر گیا تو اس کی دیت بیت المال دے گا۔ اسی طرح وہ کافر جو مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے کسی سے عقد مولاۃ نہیں کیا تھا۔ اس کی دیوار کے گرنے سے ہلاک ہونے والے کی دیت بھی بیت المال ہی دے گا۔ (۶) (قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۶۶ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

**مسئلہ ۳۴۷** کسی کی گراؤ دیوار مطالبہ انہدام سے پہلے گر پڑی پھر اس سے راستہ پر سے ملبہ ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا اور اس نے نہ اٹھایا یہاں تک کہ اس سے ٹکرا کر کوئی آدمی یا جانور ہلاک ہو گیا تو یہ ضامن ہوگا۔ (۷) (قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۶۷ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

**مسئلہ ۳۴۸** مطالبہ نقض کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ یہ اس سے کیا جائے جس کو گرانے کا حق حاصل ہے یہاں تک اگر کرایہ دار یا عاریت کے طور پر اس میں رہنے والے سے مطالبہ کیا اور اس نے دیوار کو نہیں گرایا، حتیٰ کہ وہ دیوار کسی انسان پر گر پڑی تو اس صورت میں کسی پر ضمان نہیں ہے۔ (۸) (ہندیہ از ذخیرہ ص ۳۷۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۳ ج ۸، در مختار ص ۵۲۷ ج ۵، خانیہ علی الہندیہ ص ۳۶۴ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، فتح القدر ص ۳۴۲ ج ۸)

①..... چٹلی منزل۔

②..... "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الحنایات، فصل فی جنایۃ الحائط، ج ۲، ص ۴۰۶۔

③..... جھکی ہوئی دیوار، گرنے والی دیوار۔ ④..... گرانے کا مطالبہ۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۷۔

⑥..... "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الحنایات، فصل فی جنایۃ الحائط، ج ۲، ص ۴۰۵۔

⑦..... المرجع السابق، ص ۴۰۶۔

⑧..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۷۔

و "تبیین الحقائق" کتاب الدیات، باب ما یحدثہ الرجل فی الطریق، ج ۷، ص ۳۰۸۔

**مسئلہ ۳۷۹** دیوار کرنے کے وقت تک اس شخص کا مالک رہنا بھی شرط ہے جس پر مطالبہ کے وقت گواہ بنائے گئے تھے۔ یہاں تک کہ اگر اس کی ملک سے وہ دیوار بیچ کے ذریعہ خارج ہوگئی اور دوسرے کی ملک میں آنے کے بعد گر پڑی تو اس پر کچھ نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (تبیین الحقائق ص ۱۳۸ ج ۶، عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۳ ج ۸، درمختار ص ۵۲۷ ج ۵، فتح القدیر ص ۳۳۲ ج ۸)

**مسئلہ ۳۸۰** دیوار کے گراؤ ہونے سے قبل اشہاد صحیح نہیں ہے، چونکہ تعدی معدوم ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از خزائن المفتین ص ۳۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۹ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۸ ج ۶)

**مسئلہ ۳۸۱** اگر گراؤ دیوار کے مالک سے اس کے گرانے کا مطالبہ کیا گیا۔ درآں حالیہ وہ عاقل بالغ مسلمان تھا اور اس مطالبہ نقض پر گواہ بھی بنا لیے گئے۔ پھر اس مالک دیوار کو طویل المیعاد شدید قسم کا جنون ہو گیا۔ یا معاذ اللہ وہ مرتد ہو گیا اور دارالہرب میں چلا گیا اور قاضی نے اس کے دارالہرب میں چلے جانے کی تصدیق کر دی اور پھر وہ مسلمان ہو کر واپس آ گیا اور وہ گھر جس کی دیوار گراؤ تھی اس کو واپس مل گیا اس کے بعد وہ گراؤ دیوار کسی انسان پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو اس کا خون ہر ہے یعنی اس کا ضمان کسی پر نہیں ہے۔ اسی طرح جنون سے صحت کے بعد کی صورت کا حکم ہے۔ ہاں اگر مرتد کے مسلمان ہونے یا مجنون کے افاقہ کے بعد ان پر اشہاد کر لیا ہے تو یہ ضامن ہوں گے۔<sup>(۳)</sup> (خانہ علی الہندیہ ص ۳۶۳ ج ۳، عالمگیری ص ۶۳۷ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۳ ج ۸)

**مسئلہ ۳۸۲** اسی طرح اگر گھر کو بیچ دیا، بعد اس کے کہ اس سے گراؤ دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا جا چکا تھا اور اس پر گواہ بھی قائم کر لیے گئے تھے۔ پھر وہ مکان کسی عیب کی وجہ سے قضائے قاضی یا بلاقضائے قاضی سے اس کی ملک میں لوٹ آیا یا خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے جو مشتری<sup>(۴)</sup> کو تھا پھر وہ دیوار گر پڑی اور کوئی چیز تلف ہوگئی<sup>(۵)</sup> تو مالک دیوار پر ضمان نہیں ہے۔ ہاں اگر رد کے بعد دوبارہ اس سے دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا گیا اور اس پر گواہ بھی پیش کئے گئے تو ضامن ہوگا۔ یا بائع کو اختیار تھا اور اس نے بیع کو فسخ کر دیا اور اس کے بعد دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی چیز تلف ہوگئی تو بائع ضامن ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری از ظہیر یہ ص ۳۷ ج ۶، خانہ علی الہندیہ ص ۳۶۳ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۳ ج ۸، شامی ص ۵۲۸ ج ۵)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۷.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... خریدار.

⑤..... ضائع ہوگئی.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۷.

**مسئلہ ۳۸۳** اگر بائع نے اپنا اختیار ساقط کر دیا اور بیع کو واجب کر دیا تو اشہاد باطل ہو جائے گا۔ چونکہ اس نے دیوار کو اپنی ملک سے نکال دیا۔<sup>(۱)</sup> (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۶۳ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۵ ج ۸، عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۷ ج ۵)

**مسئلہ ۳۸۴** کسی دیوار کا بعض حصہ گراؤ اور بعض صحیح تھا۔ صحیح حصہ گر پڑا جس سے کوئی مر گیا اور گراؤ حصہ نہیں گرا خواہ اس پر اشہاد کر لیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔ یہ خون رائیگاں جائے گا۔<sup>(۲)</sup> (بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

**مسئلہ ۳۸۵** مطالبہ نقض کے بعد اگر کسی شخص پر دیوار گر پڑے اور وہ مر جائے یا دیوار کرنے کے بعد اس کے بلے سے ٹکرا کر کوئی گر پڑے اور مر جائے تو اس کی دیت مالک دیوار کے عاقلہ پر ہے اور اگر اس میت سے ٹکرا کر کوئی گرے اور مر جائے تو اس کی دیت نہ مالک دیوار پر ہے نہ اس کے عاقلہ پر ہے۔ اگر کسی نے راستے کی طرف چھجے<sup>(۳)</sup> نکالا اور وہ راستے میں گر پڑا۔ اس کے گرنے سے کوئی مر گیا یا اس کے ملبے سے ٹکرا کر مر گیا یا اس مردے کی لاش سے ٹکرا کر کوئی گر پڑا اور مر گیا تو ہر صورت میں چھجے کے مالک پر دیت واجب ہوگی۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۳۶ ج ۶، عنایہ علی الہدایہ و فتح القدیر ص ۳۳۳ ج ۸، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

**مسئلہ ۳۸۶** مطالبہ ثابت کرنے کے لیے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی چاہیے۔ اگر ایسے گواہ بنائے گئے جن میں شہادت کی اہلیت نہیں، مثلاً دو غلام یا دو کافر یا دو بچے۔ اس کے بعد یہ دیوار گر گئی اور کوئی آدمی دب کر مر گیا اور جب شہادت کا وقت آیا تو یہ کافر مسلمان، یا غلام آزاد، یا بچے بالغ ہو چکے ہیں۔ ان کی شہادت قبول ہوگی اور دیوار کا مالک ضامن ہوگا۔ خواہ ان کی گواہی کی اہلیت دیوار کرنے سے پہلے پائی گئی ہو یا دیوار کرنے کے بعد۔<sup>(۵)</sup> (خانہ علی الہندیہ ص ۳۶۳ ج ۳، عالمگیری ص ۳۶ ج ۶، مبسوط ص ۱۲ ج ۲۷، درمختار و شامی ص ۵۲۹ ج ۵)

**مسئلہ ۳۸۷** اور اگر اس گھر کے مشتری سے جس کی دیوار گراؤ تھی، دیوار گرانے کا مطالبہ کیا اور اس کو تین دن کا اختیار تھا پھر اس نے اس گھر کو اختیار کی وجہ سے بائع کو لوٹا دیا تو اشہاد باطل ہو گیا اور اگر اس نے بیع کو واجب کر لیا تو اشہاد صحیح ہے باطل

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۷.

②..... تکملة "البحر الرائق"، کتاب الذیات، باب ما یحدث الرجل فی الطریق، ج ۹، ص ۱۲۳.

③..... چھت سے آگے بڑھایا ہوا وہ حصہ جو بارش سے حفاظت یا دھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتا ہے۔

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۶.

⑤..... المرجع السابق، ص ۳۶، ۳۷.



نہیں ہوا، اور اگر اس حالت میں بائع پر اہتمام کیا تو بائع ضامن نہیں ہوگا اور اگر بائع کو اختیار تھا اور اس سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا اور اس نے بیع کو فسخ کر دیا تو اہتمام صحیح ہے۔ اور اگر بیع کو لازم کر دیا تو اہتمام باطل ہے اور اگر اس حالت میں مشتری سے مطالبہ کیا گیا تو مطالبہ صحیح نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از مبسوط ص ۳۷، ج ۶)

**مسئلہ ۳۸۸** ضمان کے لیے یہ شرط ہے کہ مالکِ دیوار کو اہتمام کے بعد اتنا وقت مل جائے کہ وہ اسکو گرا سکے۔ ورنہ اگر مطالبہ انہدام کے فوراً بعد دیوار گر پڑے اور مالک کو اتنا وقت نہ ملے جس میں گرانہ ممکن تھا اور اس سے کوئی چیز تلف ہو جائے تو ضمان واجب نہیں ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۷ ج ۵، فتح القدیر ص ۳۴۱ ج ۸، مبسوط ص ۹ ج ۲۷)

**مسئلہ ۳۸۹** تقدّم اور طلب کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ یہ صاحب حق کی طرف سے ہو اور عام راستہ میں عوام کا حق ہے۔ لہذا کسی ایک کا تقدّم اور مطالبہ صحیح ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری از ذخیرہ ص ۳۷ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۳۶۶ ج ۳)

**مسئلہ ۳۹۰** گراؤ دیوار کے گرانے کا مطالبہ کرنے میں مسلمان اور ذمی دونوں برابر ہیں۔ اگر دیوار عام راستے کی طرف جھک گئی ہو تو ہر گزرنے والے کو تقدّم کا حق ہے۔ مسلمان ہو یا ذمی۔ بشرطیکہ آزاد، عاقل، بالغ ہو۔ یا اگر بچہ ہو تو اس کے ولی نے اس کو اس مطالبے کی اجازت دی ہو۔ اسی طرح اگر غلام ہو تو اس کے مولیٰ نے اس کو مطالبے کی اجازت دی ہو۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از کفایہ ص ۳۷ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۷ ج ۵، مبسوط ص ۹ ج ۲۷، عنایہ علی الہدایہ ص ۳۴۲ ج ۸)

**مسئلہ ۳۹۱** خاص گلی میں اس گلی والوں کو مطالبہ کا حق ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا مطالبہ کرنا بھی کافی ہے اور جس گھر کی طرف دیوار گراؤ ہے تو اس گھر کے مالک کا یا اس میں رہنے والے کا مطالبہ کرنا شرط ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری از ذخیرہ ص ۳۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۵ ج ۸، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸)

**مسئلہ ۳۹۲** کسی کے گھر کی طرف کسی شخص کی دیوار جھک گئی اس گھر والے نے اس سے دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا اس نے قاضی سے دو تین دن یا اس کے مثل مہلت مانگی۔ قاضی نے مہلت دے دی پھر وہ دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی چیز

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۷.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق.

تلف ہوگئی تو دیوار کے مالک پر ضمان واجب ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۳۷ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

**مسئلہ ۳۹۳** اور اگر گھر کے مالک نے دیوار والے کو مہلت دے دی تھی یا مطالبہ سے اس کو بری کر دیا تھا یا یہ مہلت و برأت گھر کے رہنے والوں کی طرف سے تھی اور دیوار گر پڑی جس سے کوئی چیز تلف ہوگئی تو دیوار کے مالک پر ضمان نہیں۔  
(۲) (عالمگیری از کافی ص ۳۷ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸، در مختار و شامی ص ۵۲۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸)

**مسئلہ ۳۹۴** اور اگر مہلت کی مدت گزرنے کے بعد دیوار گری تو اس سے جو نقصان ہو اس کا ضمان دیوار والے پر واجب ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۳۷ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

**مسئلہ ۳۹۵** اگر راستے کی طرف دیوار گراؤ تھی اور اس سے انہدام کا مطالبہ ہو چکا تھا مگر قاضی نے اس کو مہلت دے دی تو یہ باطل ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از خزائن المفتین ص ۳۷ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۲۸ ج ۵، مجمع الانہر ص ۶۵۹ ج ۲، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸)

**مسئلہ ۳۹۶** اور اگر قاضی نے تو اس کو مہلت نہیں دی، مگر مطالبہ کرنے والے نے مہلت دے دی تو یہ صحیح نہیں ہے۔ نہ اس کے اپنے حق میں نہ کسی دوسرے کے حق میں۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۳۷ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸، در مختار ص ۵۲۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۵۹ ج ۲)

**مسئلہ ۳۹۷** اگر دیوار رہن تھی اور گرانے کا مطالبہ مرتہن سے کیا گیا تو نہ راہن ضامن ہوگا نہ مرتہن۔ اور اگر مطالبہ راہن سے کیا گیا ہے تو راہن ضامن ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری از شرح مبسوط ص ۳۷ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۶۴ جلد ۳، مبسوط ص ۱۰ ج ۲۷، در مختار و شامی ص ۵۲۶ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸)

**مسئلہ ۳۹۸** اور اگر گھر کسی نابالغ کا ہو تو اس کے ماں باپ یا وصی سے گرانے کا مطالبہ کرنا اور اس پر گواہ بنانا صحیح ہے۔ اگر مطالبہ کے بعد دیوار گر پڑی جس سے کسی کی کوئی چیز تلف ہوگئی تو ضمان نابالغ پر واجب ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (خانہ علی الہندیہ ص ۴۶۴ ج ۳، عالمگیری ص ۳۷ ج ۸، عنایہ علی الہدیہ ص ۳۴۳ ج ۸، در مختار و شامی ص ۵۲۶ ج ۵، مبسوط ص ۱۰ ج ۲۷، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۷ ج ۶)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۷.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۹۹** - اگر اشہاد کے بعد نابالغ بچہ کے قبل بلوغ باپ یا وصی مر جائے تو اشہاد باطل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر ان کی موت کے بعد دیوار گر پڑے جس سے کوئی چیز تلف ہو جائے تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ چوں کہ موت نے ان کی ولایت کو منقطع کر دیا۔<sup>(۱)</sup> (خانیہ علی الہندیہ ص ۳۶۵ ج ۳، عالمگیری ص ۶۳۷ ج ۶، شامی ص ۵۲۶ ج ۵)

**مسئلہ ۴۰۰** - اور اگر نابالغ کے بالغ ہونے تک دیوار نہیں گری اس کے بالغ ہونے کے بعد گری جس سے کوئی آدمی مر گیا تو اس کا خون رائیگاں گیا۔ (عالمگیری از محیط ص ۳۸ ج ۶، شامی ص ۵۲۶ ج ۵) اور اگر نابالغ کے بلوغ کے بعد اس سے نئے سرے سے دیوار گرنے کا مطالبہ کیا گیا اس کے بعد دیوار گر پڑی جس سے کوئی آدمی مر گیا تو اس کی دیت مالک دیوار کے عاقلہ پر ہوگی۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۳۸ جلد ۶)

**مسئلہ ۴۰۱** - مسجد کی دیوار اگر گراؤ ہو جائے تو اس کے انہدام کا مطالبہ اس کے بنانے والے سے کرنا چاہیے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری از خزائنہ المفتین ص ۳۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۹ ج ۵)

**مسئلہ ۴۰۲** - کسی نے مساکین پر گھر وقف کیا جس کی دیوار گراؤ تھی اور اس کا قبضہ ایک شخص کو دے دیا۔ جو اس کی آمدنی مساکین پر خرچ کرتا تھا اس وکیل سے دیوار گرنے کا مطالبہ کیا گیا اور اس پر اشہاد کیا گیا اور وہ دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو اس کی دیت واقف کے عاقلہ پر ہے اور اگر مساکین سے دیوار گرنے کا مطالبہ کیا تو کسی پر کچھ نہیں۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از محیط بحوالہ منتقی ص ۳۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۹ ج ۵)

**مسئلہ ۴۰۳** - گراؤ دیوار کا مالک تاجر غلام تھا اس سے دیوار گرنے کا مطالبہ کیا گیا وہ دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو اس کی دیت غلام تاجر کے مولا کے عاقلہ پر واجب ہوگی۔ غلام مقروض ہو یا نہ ہو، اور اگر دیوار گرنے سے کسی کا مال تلف ہو گیا تو اس مال کا ضمان غلام پر واجب ہے اس میں اس کو بیچا جائے گا اور اگر اس کے مولا سے دیوار گرنے کا مطالبہ کیا گیا تب بھی صحیح ہے۔<sup>(۵)</sup> (خانیہ علی الہندیہ ص ۳۶۶ ج ۳، عالمگیری ص ۳۸ ج ۶، درمختار ص ۵۲۹ ج ۵، مبسوط ص ۱۰ ج ۲۷، تبیین ص ۱۲۷ ج ۶، فتح القدر ص ۳۳۳ ج ۸)

**مسئلہ ۴۰۴** - اگر کسی مکان کی گراؤ دیوار کے گرنے کا مطالبہ اس شخص سے کیا جس کے قبضہ میں وہ گھر ہے جس کی دیوار گراؤ تھی اور اس نے مطالبے کے باوجود دیوار نہیں گرائی یہاں تک کہ وہ خود کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا اور اس کے عاقلہ

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۸.

②..... المرجع السابق، ص ۳۷، ۳۸.

③..... المرجع السابق، ص ۳۸.

④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق.

کہتے ہیں کہ، یہ گھر جس کی دیوار گری ہے اس کا ہے ہی نہیں۔ یا عاقلہ کہتے ہیں کہ ہم کو نہیں معلوم کہ یہ گھر اس کا ہے یا کسی اور کا ہے تو مرنے والے کی دیت اس کے عاقلہ پر نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اس پر گواہ پیش کر دیئے جائیں کہ یہ گھر اسی کا ہے تو اس کے عاقلہ پر دیت واجب ہوگی۔ اس لیے کہ اگرچہ مکان پر قابض ہونا بظاہر مالک ہونے کی دلیل ہے مگر یہ عاقلہ پر وجوب مال کے لیے حجت نہیں ہو سکتی۔ عاقلہ پر مال واجب ہونے کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اول اس بات کا ثبوت کہ یہ گھر اسی کا ہے۔ دوم یہ کہ دیوار گرانے کا مطالبہ کرنے کے وقت اس پر گواہ بھی بنا لے۔ تیسرے یہ کہ مقتول پر یہ دیوار گری تھی جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔<sup>(1)</sup> (خانہ علی الہندیہ ص ۳۶۵ ج ۳، مبسوط ص ۱۱ ج ۲۷)

**مسئلہ ۳۰۵** اگر قبضہ کرنے والا اقرار کرے کہ یہ گھر اسی کا ہے تو عاقلہ پر دیت کے لزوم کے لئے اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور ان پر ضمان نہیں ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص اس مکان میں جس میں وہ رہتا ہے۔ چھج (2) نکالے اور وہ چھج کسی آدمی پر گر پڑے جس سے وہ آدمی مر جائے اور اس کے عاقلہ کہیں کہ یہ اس گھر کا مالک نہیں ہے۔ اس نے چھج گھر کے مالک کے کہنے سے نکالا تھا اور قبضہ والا اس بات کا اقرار کرے کہ وہ اس گھر کا مالک ہے تو یہ اپنے مال سے دیت دے گا۔ اسی طرح یہاں بھی اس پر دیت واجب ہوگی۔<sup>(3)</sup> (خانہ علی الہندیہ ص ۳۶۵ جلد ۳، عالمگیری ص ۳۹ ج ۶، مبسوط ص ۱۱ ج ۲۷)

**مسئلہ ۳۰۶** کسی کی دیوار گراؤ تھی، اس سے انہدام کا مطالبہ کیا گیا مگر اس نے دیوار نہیں گرائی پھر وہ دیوار خود بخود پڑوس کی دیوار پر گر پڑی جس سے پڑوس کی دیوار بھی گر پڑی تو اس پر پڑوس کی دیوار کا ضمان واجب ہے اور پڑوس کو اختیار ہے کہ چاہے تو وہ اپنی دیوار کی قیمت اس سے بطور ضمان وصول کرے اور ملبہ ضامن کو دے دے اور چاہے تو ملبہ اپنے پاس رکھے اور نقصان پڑوس سے وصول کرے اور اگر وہ ضامن سے یہ مطالبہ کرے کہ اس کی دیوار جیسی تھی ویسی ہی نئی بنا کر دے، تو یہ اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ اور اگر پہلی گری ہوئی دیوار سے ٹکرا کر کوئی شخص گر پڑا تو اس کا ضمان پہلی دیوار کے مالک کے عاقلہ پر ہے۔ اور اگر دوسری دیوار کے ملبہ سے ٹکرا کر کوئی شخص گر پڑا تو اس کا ضمان کسی پر نہیں ہے۔ اگر دوسری دیوار کا مالک بھی وہی ہے جو پہلی دیوار کا مالک ہے تو دوسری دیوار سے مرنے والے کا ضامن بھی وہی ہوگا۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۳۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۵ جلد ۸)

①..... "الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الجنایات، فصل فی جنایۃ الحائط، ج ۲، ص ۴۰۵.

②..... چھت سے آگے بڑھایا ہوا وہ حصہ جو بارش سے حفاظت یا دھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتا ہے۔

③..... "الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الجنایات، فصل فی جنایۃ الحائط، ج ۲، ص ۴۰۵.

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۹.

**مسئلہ ۳۰۷** اگر پہلی دیوار کے مالک نے چھبہ نکالا اور وہ دوسری دیوار پر گرا جس سے دوسری دیوار گر گئی اور اس سے ٹکرا کر کوئی شخص گرا اور کچلا گیا تو اس کا ضمان پہلی دیوار کے مالک پر ہے اور اگر دوسری دیوار بھی اس کی ملک ہے تب بھی اس پر ضمان واجب ہے۔<sup>(۱)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۶۷ ج ۳، عالمگیری ص ۳۹ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۹ ج ۵)

**مسئلہ ۳۰۸** اگر دیوار گرانے کا مطالبہ بعض ورثا سے کیا تو حکم یہ ہے کہ جس وارث سے مطالبہ ہوا ہے۔ وہ بقدر اپنے حصہ کے ضامن ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (مبسوط ص ۱۰ ج ۲، عالمگیری ص ۳۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۷ ج ۵، عنایہ ص ۳۳۳ ج ۸)

**مسئلہ ۳۰۹** کسی گراؤ دیوار کے پانچ مالک تھے۔ ان میں سے کسی ایک سے دیوار گرانے کا مطالبہ ہوا تھا اور وہ دیوار کسی آدمی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو جس سے مطالبہ ہوا تھا وہ دیت کے پانچویں حصے کا ضامن ہوگا۔ اور یہ پانچواں حصہ بھی اس کے عاقلہ سے لیا جائے گا اسی طرح کسی گھر میں اگر تین آدمی شریک ہیں ان میں سے ایک نے اس گھر میں اپنے دوسرے دونوں شریکوں کی اجازت کے بغیر کنواں کھودا، یا دیوار بنائی اور اس سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو اس کے عاقلہ پر دو تہائی دیت واجب ہوگی۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۳۸ ج ۶، فتح القدر و عنایہ ص ۳۳۳ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۸ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۵ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۳۳۸ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۵۹ ج ۶)

**مسئلہ ۳۱۰** اور اگر کنواں یا دیوار اپنے شریکوں کے مشورے سے بنائی گئی تھی تو یہ جنایت متصور نہیں ہوگی۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از سراج الوہاب ص ۳۸ ج ۶)

**مسئلہ ۳۱۱** کسی شخص نے صرف ایک بیٹا اور ایک مکان چھوڑا اور اس پر اتنا قرض تھا جو مکان کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ تھا اور اس مکان کی دیوار راستہ کی طرف گراؤ تھی۔ اس کے انہدام کا مطالبہ اس کے بیٹے سے کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ اس کا مالک نہیں ہے، اور اگر اس کی طرف تقدم کے بعد<sup>(۵)</sup> دیوار گر پڑے تو باپ کے عاقلہ پر دیت ہوگی۔ بیٹے کے عاقلہ پر دیت واجب نہیں ہوگی۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۳۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۶ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۷ ج ۵)

**مسئلہ ۳۱۲** غلام مکاتب گراؤ دیوار کا مالک تھا، اس سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا اور اس پر گواہ بھی بنا لیے گئے تو اگر غلام کے لیے دیوار کے انہدام<sup>(۷)</sup> کے امکان سے پہلے ہی دیوار گر پڑی تو غلام ضامن نہیں ہوگا۔ اور اگر ممکن کے بعد<sup>(۸)</sup>

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۹.

②..... المرجع السابق، ص ۳۸. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... گرانے کا مطالبہ کرنے کے بعد۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۸.

⑦..... گرنے۔ ⑧..... یعنی دیوار گرانا، ممکن تھا اس کے بعد۔

گری ہے تو ضامن ہوگا۔ اور یہ استھاناً ہے اور قتل (۱) کے ولی کے لیے اپنی قیمت اور قتل کی دیت سے کم کا ضامن ہوگا۔ اور اگر دیوار اس کے آزاد ہونے کے بعد گری ہے تو اس کے عاقلہ پر دیت واجب ہوگی۔ اور اگر وہ غلام مکاتب زر کتابت ادا نہ کر سکا اور پھر غلامی میں لوٹ آیا، پھر دیوار گری تو دیت نہ اس پر واجب ہے نہ اس کے مولا پر۔ اور اسی طرح اگر دیوار بیچ دی پھر گر پڑی تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر بیچی نہ تھی کہ گر پڑی اور اس سے نکل کر کوئی آدمی گر پڑا اور مر گیا تو یہ غلام ضامن ہوگا۔ اور اگر زر کتابت ادا کرنے سے عاجز رہا اور غلامی میں لوٹ آیا تو مولا کو اختیار ہے چاہے غلام اس کو دے دے چاہے فدیہ دے دے۔ اور اگر کوئی آدمی اس قتل سے نکل کر گر پڑا اور مر گیا تو صاحب دیوار پر ضمان نہیں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری از شرح زیادات للعتابی ص ۳۸ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۲۶ جلد ۵)

**مسئلہ ۳۱۳** اور اگر غلام مکاتب نے راستے کی طرف کوئی بیت الخلاء وغیرہ نکالا اور پھر اس کے مولانا اس کو بیچ دیا یا آزاد ہو گیا۔ پھر وہ دیوار گر پڑی تو اپنی قیمت اور آرش سے کم کا ضامن ہوگا۔ اور اگر زر کتابت ادا کرنے سے عاجز رہا اور غلامی میں لوٹ آیا تو مولا کو اختیار ہے چاہے غلام کو دے دے اور چاہے اس کا فدیہ دے دے اور اگر کوئی آدمی بیت الخلاء کے ملبہ سے نکل کر ہلاک ہو گیا ہو تو بیت الخلاء کا نکلنے والا غلام ضامن ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اس قتل سے نکل کر کوئی دوسرا آدمی گر اور مر گیا تو بھی یہی ضامن ہوگا۔ (عالمگیری از کافی ص ۳۸ ج ۶)

**مسئلہ ۳۱۴** اگر کسی ایسے شخص کی دیوار گراؤ تھی جس کی ماں کسی کی مولانا عتاقہ (آزاد کردہ باندی) تھی اور اس کا باپ غلام۔ اس سے کسی نے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا اور اس نے نہیں گرائی۔ یہاں تک کہ اس کا باپ آزاد ہو گیا پھر وہ دیوار گر پڑی جس سے کوئی آدمی مر گیا تو اس کی دیت باپ کے عاقلہ پر ہے اور اگر باپ کے آزاد ہونے سے قبل دیوار گر پڑی تو ماں کے عاقلہ پر دیت واجب ہے۔ اسی طرح اگر راستے کی طرف بیت الخلاء نکالا پھر اس کا باپ آزاد ہو گیا پھر بیت الخلاء کسی پر گر پڑا اور وہ مر گیا تو اس کی دیت ماں کے عاقلہ پر ہے چونکہ راستے کی طرف بیت الخلاء نکالنا ہی جنایت ہے اور اس وقت عاقلہ موالی ام تھے۔ (عالمگیری از محیط ص ۳۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

**مسئلہ ۳۱۵** کوئی شخص اپنی دیوار پر چڑھا ہوا تھا۔ قطع نظر اس سے کہ دیوار گراؤ تھی یا نہ تھی پھر یہ دیوار گر پڑی جس سے ایک آدمی مر گیا۔ اور دیوار گرانے میں دیوار کے مالک کا کوئی عمل نہ تھا، تو اگر وہ دیوار گراؤ تھی اور اس کے گرانے کا مطالبہ بھی اس سے کیا جا چکا تھا تو وہ ضامن ہوگا۔ اور اس کے سوا کسی صورت میں ضامن نہیں ہوگا اور اگر وہ خود دیوار پر سے کسی آدمی پر گر پڑا

۱.....مقتول۔

۲....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائظ... الخ، ج ۶، ص ۳۸۔

۳.....المرجع السابق۔

۴.....المرجع السابق۔

اور دیوار نہیں گری اور وہ آدمی مر گیا تو بھی ضامن ہوگا۔ اور اگر دیوار سے گرنے والا مر گیا تو نیچے والے کو دیکھیں گے، اگر وہ چل رہا تھا تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸) اور اگر وہ ٹھہرا ہوا تھا راستے میں، یا بیٹھا ہوا تھا یا کھڑا ہوا تھا یا سویا ہوا تھا تو یہ گرنے والے کی دیت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر نیچے والا اپنی ملک میں تھا تو یہ ضامن نہیں ہوگا اور ان حالات میں اوپر سے گرنے والے پر نیچے والے کا ضمان واجب ہوگا۔ اگر نیچے والا مر جائے۔ اور اسی طرح اگر وہ غافل تھا کہ گر پڑا یا سو گیا تھا اور کروٹ بدلی اور گر پڑا تو یہ نیچے والے کے نقصان کا ضامن ہوگا اور اس صورت میں اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا۔ اور اسی طرح اگر پہاڑ پر سے پھسل پڑا کسی شخص پر جس سے وہ شخص ہلاک ہو گیا تو اس کا ضمان پھسلنے والے پر ہوگا اور اس صورت میں مرنے والے کا اپنی ملک میں ہونا نہ ہونا برابر ہے اور اسی طرح اگر کنویں میں جو اپنی ملک میں کھودا تھا گر پڑا، اس میں کوئی آدمی تھا، یہ اس پر گر پڑا اور وہ مر گیا تو اس کی دیت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر کنواں راستے میں تھا تو کنویں کا مالک دیت کا ضامن ہوگا۔ ساقط<sup>(۲)</sup> اور مسقوط علیہ<sup>(۳)</sup> دونوں کا نقصان اس پر واجب ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (مبسوط ص ۱۲ ج ۲، عالمگیری ص ۳۸ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۶۵ ج ۳)

**مسئلہ ۳۱۶** کسی نے دیوار پر مٹکا رکھا، وہ کسی شخص پر گر پڑا جس سے وہ مر گیا تو اس پر اس کا ضمان نہیں ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری از فصول عمادیہ ص ۳۹ ج ۶، عنایہ علی الفتح ص ۳۴۴ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۹ ج ۶)

**مسئلہ ۳۱۷** اگر کسی شخص نے دیوار کے اوپر کوئی چیز اس کے طول میں رکھی اور وہ کسی آدمی پر گر پڑی تو اس پر اس کا ضمان نہیں ہے۔ اور اگر عرض میں رکھی کہ اس کا ایک سرا راستے کی طرف نکلا ہوا تھا اور وہ کسی چیز پر نکلی ہوئی طرف سے گری تو رکھنے والا ضامن ہوگا۔ اور اگر دوسری طرف سے کسی چیز پر گری تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر دیوار گراؤ تھی اور اس پر کسی نے شہتیر رکھا، لمبائی میں اس طرح کہ اس کا کوئی حصہ راستے کی طرف نکلا ہوا نہیں تھا، پھر وہ شہتیر کسی پر گر پڑا اور اس کو قتل کر دیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۳۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۶ ج ۸)

**مسئلہ ۳۱۸** گراؤ دیوار جس کے گرانے کا مطالبہ اس کے مالک سے کیا جا چکا تھا اس پر دیوار کے مالک یا کسی اور نے مٹکا رکھا اور دیوار گر پڑی اور مٹکا کسی آدمی کے لگا جس سے وہ مر گیا تو دیوار کے مالک پر ضمان ہے اور اگر مٹکے سے ٹکرا کر کوئی شخص گر پڑا یا اس کے بلے سے ٹکرا کر گر پڑا تو اگر مٹکا کسی اور کا تھا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔<sup>(۷)</sup> (بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

①..... تکملة "البحر الرائق"، كتاب الديات، باب ما يحدث الرجل في الطريق، ج ۹، ص ۱۲۳، ۱۲۴.

②..... یعنی گرنے والا۔

③..... یعنی جس پر گرا۔

④..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۸.

⑤..... المرجع السابق، ص ۳۹.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... تکملة "البحر الرائق"، كتاب الديات، باب ما يحدث الرجل في الطريق، ج ۹، ص ۱۲۵.

اور اگر مذکورہ دیوار کے مالک کا تھا تو وہ ضامن ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از کافی ص ۳۹ ج ۶)

**مسئلہ ۳۱۹** - گراؤ دیوار جس کے گرانے کا مطالبہ کیا جا چکا تھا مگر دیوار کے مالک نے اس کو نہیں گرایا۔ پھر ہوا سے گر

پڑی تو دیوار کا مالک نقصان کا ضامن ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۳۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۵ ج ۸)

**مسئلہ ۳۲۰** - دو گراؤ دیواریں تھیں جن کے گرانے کا مطالبہ کیا جا چکا تھا ان میں سے ایک دوسری پر گر پڑی جس سے وہ

بھی ڈھے گئی<sup>(۳)</sup> تو پہلی یا دوسری دیوار کے گرانے سے جو اتلاف ہوا<sup>(۴)</sup> یا پہلی کے بلے سے جو اتلاف ہوا اس کا ضامن پہلی دیوار کا

مالک ہوگا اور دوسری کے گرانے سے اور اس کے بلے سے جو اتلاف ہوا اس کا ضامن کسی پر نہیں ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری از کافی ص ۳۹ ج ۶)

**مسئلہ ۳۲۱** - ایسا چھپرہ جو کسی شخص نے نکالا تھا وہ چھپرہ کسی ایسی گراؤ دیوار پر گر پڑا جس کے گرانے کا مطالبہ اس کے

مالک سے کیا جا چکا تھا اور وہ دیوار کسی شخص پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا یا اس دیوار کے زمین پر گرنے کے بعد کوئی شخص اس سے ٹکرا

کر گر پڑا تو ان سب صورتوں میں چھپرہ نکالنے والے پر ضمان واجب ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۳۹ ج ۶)

**مسئلہ ۳۲۲** - کسی کی دیوار کا کچھ حصہ راستے کی طرف اور کچھ حصہ لوگوں کے مکان کی طرف جھکا ہوا تھا اور دیوار کے

مالک سے دیوار گرانے کا مطالبہ گھر والوں نے کر دیا تھا، مگر دیوار راستے کی طرف گر پڑی، یا مطالبہ راستہ والوں نے کیا تھا، مگر دیوار

گھر والوں پر گر پڑی تو دیوار کا مالک ضامن ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (مبسوط ص ۱۳، ج ۲۷، ہندیہ ص ۳۹، ج ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۶۶

ج ۳، در مختار و شامی ص ۵۲۸، ج ۵)

**مسئلہ ۳۲۳** - کسی شخص کی لانی دیوار تھی جس کا بعض حصہ گراؤ تھا اور بعض گراؤ نہیں تھا اور اس سے مطالبہ نقص<sup>(۸)</sup> کیا گیا

تھا۔ پھر پوری دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو دیوار کا مالک گراؤ حصے کے نقصان کا ضامن ہوگا۔ اور جو حصہ دیوار کا گراؤ نہیں تھا

اس کے حصے کے نقصان کا ضامن نہیں ہوگا۔ اور اگر دیوار چھوٹی تھی تو پوری دیوار کے نقصان کا ضامن ہوگا۔<sup>(۹)</sup> (عالمگیری از ظہیریہ

ص ۳۹، ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۳، ج ۸، مبسوط ص ۱۳، ج ۲۷، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۶۶، ج ۳، شامی و در مختار ص ۵۲۹، ج ۵)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۹.

②..... المرجع السابق.

③..... یعنی گر گئی۔

④..... یعنی جو کچھ نقصان ہوا۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۹.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... المرجع السابق.

⑧..... یعنی گرانے کا مطالبہ۔

⑨..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۹.



**مسئلہ ۳۲۳** کسی شخص کی دیوار گراؤ تھی، قاضی نے اس کو گرانے کے مطالبے میں پکڑا کسی دوسرے نے اس کی ضمانت دی کہ اس کے حکم سے یہ دیوار گرا دے گا تو یہ ضمانت جائز ہے۔ اور جس نے یہ ضمانت دی ہے اس کو حق ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر گرا دے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری، بحوالہ منقحی از محیط، ص ۳۹ ج ۶، مبسوط ص ۱۳ ج ۲۷)

**مسئلہ ۳۲۵** کسی کی گراؤ دیوار پر دو گواہ بنائے کہ اس کی دیوار گراؤ ہے پھر وہ دیوار کسی ایک گواہ پر یا اس کے باپ یا اس کے غلام یا اس کے مکاتب پر گر پڑی اور دیوار کے مالک کے خلاف ان دو گواہوں کے سوا اور کوئی گواہ نہیں ہے تو اس صورت میں اس ایک کی گواہی معتبر نہیں ہے جو اس گواہی سے خود یا اس کا متعلق فائدہ اٹھائے۔<sup>(۲)</sup> (مبسوط ص ۱۲ ج ۲۷، عالمگیری ص ۳۹ ج ۶)

**مسئلہ ۳۲۶** لقیط کی دیوار جھکی ہوئی تھی اور اس سے دیوار گرانے کا مطالبہ بھی کیا گیا تھا۔ وہ دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو قتل کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ اسی طرح اگر کوئی کافر مسلمان ہو اور اس نے کسی سے مولاۃ نہیں کی ہے تو وہ بھی لقیط کے حکم میں ہے۔<sup>(۳)</sup> (قاضی خاں علی الہندی ص ۲۶۶ ج ۳، عالمگیری ص ۴۰ ج ۶، مبسوط ص ۱۲ ج ۲۷، بحر الرائق ص ۳۵۳ ج ۸)

**مسئلہ ۳۲۷** ایک گراؤ دیوار کے دو مالک تھے ایک اوپری حصے کا، دوسرا نیچے کے حصے کا ان میں سے کسی ایک سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا پھر پوری دیوار گر پڑی تو جس سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ وہ نصف دیت کا ضامن ہوگا اور اگر اوپر والی دیوار گری اور اسی کے مالک سے مطالبہ بھی کیا گیا تھا تو یہ ضامن ہوگا، نیچے والی کا مالک ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از محیط سرحدی، ص ۴۰ جلد ۶، مبسوط ص ۱۳ ج ۲۷، بحر الرائق ص ۳۵۳ ج ۸، خانہ علی الہندی ص ۲۶۶ جلد ۳)

**مسئلہ ۳۲۸** کسی شخص نے دیوار گرانے کے لیے کچھ مزدور مقرر کئے ان کے دیوار گرانے سے ایک شخص ان ہی میں سے مر گیا یا کوئی غیر شخص مر گیا تو کفارہ و ضمان ان ہی پر ہوگا دیوار کے مالک پر کچھ نہیں۔<sup>(۵)</sup> (مبسوط ص ۱۲ ج ۲۷، عالمگیری ص ۴۰ ج ۶)

**مسئلہ ۳۲۹** کسی کی دیوار اِشہاد سے پہلے<sup>(۶)</sup> گر پڑی پھر اس سے مطالبہ کیا گیا کہ اس کا ملبہ راستے سے اٹھائے مگر اس نے نہیں اٹھایا۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی یا جانور اس کے ساتھ ٹکرا کر گر پڑا اور ہلاک ہو گیا تو دیوار کا مالک ضامن ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (قاضی خاں علی الہندی ص ۲۶۷ ج ۳، عالمگیری ص ۴۱ ج ۶)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط، ج ۶، ص ۳۹.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق، ص ۴۰.

④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... یعنی دیوار گرانے کا مطالبہ کرنے سے پہلے۔

⑦..... "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الجنایات، فصل فی جنایۃ الحائط، ج ۲، ص ۴۰۶.

**مسئلہ ۳۳۰** کسی نے اپنی دیوار سے باہر کی طرف بیت الخلاء وغیرہ بنایا اگر وہ بڑا تھا اور اس سے کسی کو نقصان پہنچا تو ضامن ہوگا اور اگر چھوٹا تھا تو ضامن نہیں ہوا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۴۰ ج ۶)

**مسئلہ ۳۳۱** کسی کی دو دیواریں تھیں ایک گراؤ ایک صحیح، گراؤ کے انہدام کا مطالبہ کیا گیا تھا وہ نہ گری لیکن صحیح گری جس سے کوئی چیز تلف ہوگئی تو اس کا ضامن کسی پر نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (در مختار ص ۵۲۹ ج ۵، خانیہ علی الہندیہ ص ۳۶۶ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۳ ج ۸)

**مسئلہ ۳۳۲** کسی شخص کی ایسی جھکی ہوئی دیوار گرانے کا اس سے مطالبہ کیا گیا جس میں راستہ کی طرف چھجہ نکلا ہوا تھا اور اس کو اس نے نکالا تھا جس نے یہ گھر بیچا تھا پھر وہ دیوار اور چھجہ گر پڑے اور صورت یہ ہوئی کہ دیوار کے گرنے کی وجہ سے چھجہ گرا تو دیوار کے مالک پر نقصان کا ضامن ہے اور اگر فقط چھجہ گرا ہے تو بیچنے والا نقصان کا ضامن ہوگا جس نے راستہ کی طرف اس کو نکالا تھا۔<sup>(۳)</sup> (مبسوط ص ۱۴ ج ۲، ہندیہ ص ۴۰ ج ۶)

**مسئلہ ۳۳۳** ایک شخص ایک مکان کے زیریں حصہ کا<sup>(۴)</sup> مالک تھا اور اس کے بالائی حصہ کا<sup>(۵)</sup> دوسرا شخص مالک تھا اور دونوں حصے گراؤ تھے اور دونوں کے مالکوں سے ان کے گرانے کا مطالبہ بھی کیا جا چکا تھا مگر انہوں نے نہیں گرایا۔ اس کے بعد زیریں حصہ گر پڑا اور اس کے گرنے سے اوپر کا حصہ بھی کسی پر گر پڑا جس سے وہ مر گیا تو اس مقتول کی دیت زیریں حصے کے مالک کے عاقلہ پر ہے اور جو شخص نیچے کے بلبے سے ٹکرا کر گرے اس کا ضامن بھی اور اگر بالائی حصے کے گرے ہوئے بلبے سے ٹکرا کر کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۴۰ ج ۶)

**مسئلہ ۳۳۴** ایک مکان کا بالائی حصہ ایک شخص کا ہے اور زیریں حصہ دوسرے کا اور کل مکان کمزور ہے۔ بالائی حصہ کسی پر گر پڑا اور وہ مر گیا اور اس مکان کے گرانے کا مطالبہ دونوں سے کیا جا چکا تھا تو بالائی حصہ کا مالک ضامن ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۶۷ ج ۳، عالمگیری ص ۴۰ ج ۶)

**مسئلہ ۳۳۵** کسی شخص سے اس کی ایسی گراؤ دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا گیا جس کا راستہ کی طرف گرنے کا خطرہ

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۰.

②..... "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الجنایات، فصل فی جنایة الحائط، ج ۲، ص ۴۰۶.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۰.

④..... یعنی پچی منزل کا۔

⑤..... یعنی اوپر والی منزل کا۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۰.

⑦..... المرجع السابق.

نہیں تھا۔ لیکن یہ اندیشہ تھا کہ یہ دیوار اسی شخص کی ایسی صحیح دیوار پر گر سکتی ہے، جس کے گرنے کا اندیشہ نہیں ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ اگر گراؤ دیوار صحیح دیوار پر گر پڑی تو صحیح دیوار بھی راستے میں گر پڑے گی۔ لیکن وہ گراؤ دیوار جس کے گرانے کا مطالبہ کیا گیا تھا نہ گری اور صحیح دیوار خود بخود راستے میں گر پڑی جس سے کوئی انسان ہلاک ہو گیا یا اس کے بلبے سے ٹکرا کر کوئی آدمی مر گیا تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۴۰ ج ۶)

## فصل فی الطریق

### راستے میں نقصان پہنچنے کا بیان

**مسئلہ ۳۳۶** عام راستے کی طرف بیت الخلاء یا پرنا لہ یا برج یا شہتیر<sup>(۲)</sup> یا دکان وغیرہ نکالنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے عوام کو کوئی ضرر نہ ہو اور گزرنے والوں میں سے کوئی مانع نہ ہو اور اگر کسی کو کوئی تکلیف ہو یا کوئی معترض ہو تو ناجائز ہے۔<sup>(۳)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۲۱ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۳۷ ج ۸، تبیین الحقائق، ص ۱۳۲، ج ۶، ہدایہ ص ۵۸۵ ج ۳، عالمگیری ص ۴۰ ج ۶)

**مسئلہ ۳۳۷** اگر کوئی شخص عام راستے پر مذکورہ بالا تعمیرات اپنے لئے امام کی اجازت کے بغیر کرے تو شروع کرتے وقت ہر عاقل بالغ مسلمان مرد و عورت اور ذمی کو اس کے روکنے کا حق ہے۔ غلام اور بچوں کو اس کا حق نہیں ہے اور بن جانے کے بعد اس کے انہدام کے مطالبے کا بھی حق ہے۔ بشرطیکہ اس مطالبہ کرنے والے نے عام راستے پر اس قسم کی کوئی تعمیر نہ کر رکھی ہو۔ خواہ اس تعمیر سے کسی کو ضرر ہو یا نہ ہو۔<sup>(۴)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۲۱ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۳۷ ج ۸، ہدایہ ص ۵۸۵ ج ۳، تبیین الحقائق، ص ۱۳۲، ج ۶، عالمگیری ص ۴۰ ج ۶، فتح القدیر ص ۳۳۰ ج ۸)

**مسئلہ ۳۳۸** عام راستے پر خرید و فروخت کے لیے بیٹھنا جائز ہے جبکہ کسی کے لیے تکلیف دہ نہ ہو اور اگر کسی کو تکلیف دے تو وہ ناجائز ہے۔<sup>(۵)</sup> (بحر الرائق ص ۳۳۷ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۱ ج ۵، تبیین الحقائق، ص ۱۳۲، ج ۶)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۹.

②..... بڑی کڑی۔

③....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۰.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الذیات، باب ما یحدثہ الرجل... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۶۵.

④....."الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الذیات، باب ما یحدثہ الرجل... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۶۵.

وتکملة"البحر الرائق"، کتاب الذیات، باب ما یحدث الرجل فی الطریق، ج ۹، ص ۱۱۰.

⑤....."الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الذیات، باب ما یحدثہ الرجل... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۶۷.

**مسئلہ ۳۳۹** اور اگر یہ تعمیرات امام کی اجازت سے کی گئی ہیں تو کسی کو ان پر اعتراض کا حق نہیں ہے۔ لیکن امام کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ان تصرفات کی اجازت دے جبکہ لوگوں کو ان سے تکلیف ہو اور اگر اس نے کسی مصلحت کی بناء پر اجازت دے دی تو جائز ہے۔<sup>(۱)</sup> (شامی ص ۵۳۱ ج ۵، عالمگیری ص ۴۱ ج ۶)

**مسئلہ ۳۴۰** عام راستے پر اگر یہ تعمیرات پرانی ہیں تو ان کے ہٹوانے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ اور اگر ان کا حال معلوم نہ ہو تو نئی فرض کر کے امام ان کو ہٹوادے گا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۴۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۷ ج ۸، شامی ص ۵۲۲ ج ۵)

**مسئلہ ۳۴۱** اگر عام راستے پر مسلمانوں کے فائدے کے لیے مسجد وغیرہ کوئی عمارت بنا دی جائے اور اس سے کسی کو کوئی ضرر بھی نہ ہو تو نہیں توڑی جائے گی۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۴۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۶ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۶ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۲۱ ج ۵)

**مسئلہ ۳۴۲** ایسے خاص راستے پر جو آگے سے بند ہو کسی کو کچھ بنانا جائز نہیں ہے خواہ اس میں لوگوں کا ضرر ہو یا نہ ہو مگر یہ کہ اس گلی کے رہنے والے اجازت دے دیں اور یہ تعمیرات اگر جدید ہیں تو امام کو حق ہے کہ ان کو ڈھادے اور قدیم ہیں تو یہ حق نہیں ہے اور اگر ان کا حال معلوم نہ ہو تو قدیم مان کر باقی رکھی جائیں گی۔<sup>(۴)</sup> (در مختار و شامی ص ۵۲۲ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۳۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۳ ج ۶، عالمگیری ص ۴۰ ج ۶)

**مسئلہ ۳۴۳** اگر کسی نے راستے میں کوڑا ڈالا اور اس سے کوئی پھسل کر گر اور مر گیا اس پر ضمان نہیں ہے مگر جبکہ کوڑا جمع کر کے اکٹھا کر دیا جس سے ٹکرا کر کوئی گر اور مر گیا تو کوڑا ڈالنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری از ذخیرہ ص ۴۱ ج ۶، قاضی خاں علی الہندیہ، ص ۲۵۸ ج ۳)

**مسئلہ ۳۴۴** کسی شخص نے شارع عام پر<sup>(۶)</sup> کوئی بڑا پتھر رکھا یا اس میں کوئی عمارت بنا دی یا اپنی دیوار سے شہتیر یا پتھر وغیرہ باہر راستے کی طرف نکال دیا یا بیت الخلاء یا چھجہ یا پر نالہ یا سائبان نکالا یا راستہ میں شہتیر رکھا اس سے اگر کسی چیز کو کوئی نقصان پہنچے یا وہ تلف ہو جائے<sup>(۷)</sup> تو یہ اس کا تاوان ادا کرے گا اور اگر اس سے کوئی آدمی مر جائے تو اس کی دیت اس کے عاقلہ

①..... "ردالمحتار"، کتاب الذیات، باب ما یحدثہ الرجل... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۶۶.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۱.

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۰.

③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق، ص ۴۱.

⑥..... عام راستے پر۔ ⑦..... ضائع ہو جائے۔

پر ہوگی۔ اور اگر کوئی انسان زخمی ہو مگر مر نہیں تو اگر اس زخم کا آرش موضعہ<sup>(1)</sup> کے ارش کے برابر ہو تو یہ ارش اس کے عاقلہ پر ہوگا اور اگر اس سے کم ہو تو بنانے والے کے مال سے دیا جائے گا۔ اور اس سبب سے اگر کوئی مر گیا تو اس پر کفارہ نہیں ہے اور اگر مرنے والا اس کا مورث تھا تو یہ اس کا وارث بھی ہوگا جانور اور مال کے نقصان کا ضامن یہ خود ہوگا۔ ان سب صورتوں میں ضمان اس پر اس وقت واجب ہوگا جب اس نے امام کی اجازت کے بغیر یہ تصرفات کئے ہوں۔ ورنہ یہ ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ص ۴۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۲ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۳۷ ج ۸، فتح القدر ص ۳۳۱ ج ۸، مبسوط ص ۶، ج ۲۷، تبیین الحقائق ص ۱۳۳ ج ۶)

**مسئلہ ۳۳۵** سر بندگلی<sup>(3)</sup> میں جن رہنے والوں کے دروازے کھلتے ہیں ان کو اس راستے میں کسی قسم کی تعمیر کی اجازت نہیں مگر اس گلی کے سب رہنے والوں کی اجازت سے تعمیر کی جاسکتی ہے۔ ہاں اس گلی کے رہنے والے اس قسم کے تصرفات کر سکتے ہیں۔ مثلاً جانور باندھنا، لکڑی رکھنا، وضو کرنا، گارا بنانا یا کوئی چیز عارضی طور پر رکھنا وغیرہ، بشرطیکہ گلی والوں کے لیے راستہ چھوڑ دیا گیا ہو اور جو کام نہیں کر سکتے وہ یہ ہیں: مثلاً پر نالہ نکالنا، دوکان بنانا، چھچھ نکالنا، برج بنانا<sup>(4)</sup>، بیت الخلاء بنانا وغیرہ مگر جب سب گلی والے اجازت دے دیں تو یہ چیزیں بھی بنائی جاسکتی ہیں۔<sup>(5)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۲۲ ج ۵، عالمگیری ص ۴۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۳ ج ۶)

**مسئلہ ۳۳۶** سر بندگلی میں جو کام جائز تھے، اس کی وجہ سے کسی نقصان کا ضامن نہیں ہوگا اور جو کام ناجائز ہیں اور بغیر اجازت مکان<sup>(6)</sup> کے تو ان سے جو نقصان ہوگا وہ سب رہنے والوں پر تقسیم ہوگا اور تصرف کرنے والا اپنے حصہ کے سوا دوسروں کے حصوں کا تاوان ادا کرے گا۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ص ۴۱ ج ۶، شامی ص ۵۲۲ ج ۵، قاضی خاں علی الہندی ص ۴۵۸ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۳۵ ج ۶، مبسوط ص ۸ ج ۲۷)

**مسئلہ ۳۳۷** راہن<sup>(8)</sup> نے دائرہ ہونہ میں<sup>(9)</sup> مرتہن کی<sup>(10)</sup> اجازت کے بغیر کچھ تعمیر کی یا کنواں کھودا، یا جانور

①..... سر کا وہ زخم جس میں سر کی ہڈی دکھائی دے۔

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۰۔

③..... یعنی وہ گلی جو ایک طرف سے بند ہو۔ ④..... یعنی گنبد نما عمارت بنوانا۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۰، ۴۲۔

و "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذبای، باب ما یحدثہ الرجل... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۶۷۔

⑥..... یعنی رہنے والوں کی اجازت کے بغیر۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۱۔

⑧..... گروی رکھنے والا۔ ⑨..... یعنی گروی رکھے ہوئے گھر میں۔ ⑩..... جس کے پاس رہن رکھا اس کی۔

باندھے، تو اس سے جو نقصان ہوگا راہن اس کا ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ص ۴۱ ج ۶)

**مسئلہ ۳۴۸** کسی نے مزدوروں کو ساہبان یا چھجہ<sup>(2)</sup> بنانے کے لیے مقرر کیا اگر اثنائے تعمیر میں عمارت کے گرنے سے کوئی ہلاک ہو گیا تو اس کا ضمان مزدوروں پر ہوگا اور ان سے دیت کفارہ اور وراثت سے محرومی لازم ہوگی اور اگر تعمیر سے فراغت کے بعد یہ صورت ہو تو مالک پر ضمان ہوگا۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری از جوہرہ نیرہ ص ۴۱ ج ۶، مبسوط ص ۸ ج ۲۷، سراج الوہاب و بحر الرائق ص ۳۳۸ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۳ ج ۶)

**مسئلہ ۳۴۹** ان مزدوروں میں سے کسی کے ہاتھ سے اینٹ، پتھر یا لکڑی گر پڑی جس سے کوئی آدمی مر گیا تو جس کے ہاتھ سے گری ہے اس پر کفارہ اور اس کے عاقلہ پر دیت واجب ہے۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ص ۴۱ ج ۶)

**مسئلہ ۳۵۰** کسی نے دیوار میں راستے کی طرف پر نالہ لگایا وہ کسی پر گرا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اگر یہ معلوم ہے کہ دیوار میں گڑا ہوا حصہ لگ کر ہلاک ہوا تو ضمان نہیں ہے اور اگر بیرونی حصہ لگ کر ہلاک ہوا تو ضمان ہے اور اگر دونوں حصے لگ کر ہلاک ہوا تو نصف ضمان ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکے تب بھی نصف ضمان ہے۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۴۱ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۳ ج ۶، مبسوط ص ۶ ج ۲۷، بحر الرائق ص ۳۳۷ ج ۸، قاضی خاں علی الہندی ص ۳۵۸ ج ۳، در مختار و شامی ص ۵۲۲ ج ۵)

**مسئلہ ۳۵۱** کسی نے راستے کی طرف چھجہ نکالا تھا پھر وہ مکان بچ دیا اس کے بعد چھجہ گرا اور کوئی آدمی ہلاک ہو گیا یا کسی نے راستے میں لکڑی رکھی پھر اس کو بچ کر مشتری<sup>(6)</sup> کو قبضہ دے دیا مشتری نے وہیں رہنے دی اور اس سے کوئی آدمی ہلاک ہو گیا تو دونوں صورتوں میں بیچنے والے پر ضمان ہے مشتری پر کچھ نہیں۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ص ۴۱ ج ۶، مبسوط ص ۸ ج ۲۷، قاضی خان علی الہندی ص ۳۰۸ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۳۷ ج ۸، تبیین ص ۱۳۳ ج ۶، شامی و در مختار ص ۵۲۲ ج ۵)

**مسئلہ ۳۵۲** کسی نے راستے میں لکڑی رکھ دی جس سے کوئی ٹکرا گیا تو رکھنے والا ضامن ہے۔ اگر گزرنے والا اس لکڑی پر چڑھا اور گر کر مر گیا تو بھی رکھنے والا ضامن ہوگا بشرطیکہ چڑھنے والے نے اس پر سے پھسلنے کا ارادہ نہ کیا ہو اور

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۱.

②..... چھت کے اوپر سے آگے بڑھایا ہوا حصہ جو بارش سے حفاظت یا دھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتا ہے۔

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۱.

④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... خریدار۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۱.

لکڑی بڑی ہو لیکن اگر لکڑی اتنی چھوٹی ہے کہ اس پر چڑھا ہی نہیں جاسکتا تو رکھنے والے پر کوئی ضمان نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۶۴۱ ج ۶، شامی و در مختار ص ۵۲۵ ج ۵، مبسوط ص ۸ ج ۲۷)

**مسئلہ ۳۵۳** کسی نے شارع عام پر اتنا پانی چھڑکا کہ اس سے پھسلن ہو گئی جس سے پھسل کر کوئی آدمی گرا اور مر گیا تو پانی چھڑکنے والے کے عاقلہ پر دیت واجب ہے۔ اور اگر کوئی جانور پھسل کر گرا اور مر گیا یا کسی کا کوئی مالی نقصان ہو گیا تو اس کا تاوان چھڑکنے والے کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ پورے راستہ میں پانی چھڑکا ہو اور گزرنے کے لیے جگہ نہ رہے۔ لیکن اگر بعض حصہ میں چھڑکا ہے اور بعض قابل گزر چھوڑ دیا ہے تو اگر پانی والے حصے سے گزرنے والا اندھا ہے اور اسے پانی کا علم نہ تھا یا گزرنے والا جانور ہے تب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر علم کے باوجود بینا یا نابینا پانی والے حصے سے بالقصد گزرا اور پھسل کر ہلاک ہو گیا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۶۴۱ ج ۶، مبسوط ص ۷ جلد ۲، بحر الرائق ص ۳۵۰ ج ۸، شامی ص ۵۳۲ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۵ ج ۶، ہدایہ ص ۵۸۶ ج ۳، فتح القدیر ص ۳۳۳ جلد ۸، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۵۸ ج ۳)

**مسئلہ ۳۵۴** شربت بیچنے والے یا کسی ریڑھی والے نے اتنا پانی اپنی دکان کے سامنے بہا دیا کہ پھسلن ہو گئی تو پانی چھڑکنے والے کے عاقلہ پر دیت واجب ہے اگر کوئی شخص اس سے پھسل کر ہلاک ہو جائے۔ بشرطیکہ وہ زمین اس کی ملک نہ ہو۔<sup>(۳)</sup> (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۵۸ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۴۵ ج ۶، عالمگیری ص ۶۴۱ ج ۶، ہدایہ ص ۵۸۷ ج ۴، بحر الرائق ص ۳۵۰ ج ۸، در مختار و شامی ص ۵۲۶ ج ۵)

**مسئلہ ۳۵۵** کسی نے شارع عام پر اتنا پانی چھڑکا کہ پھسلن ہو گئی۔ اس پر سے کوئی شخص دو گدھے لے کر گزرا ایک کی ڈوری اس کے ہاتھ میں تھی اور دوسرا اس کے ساتھ جا رہا تھا۔ ساتھ جانے والا گدھا پھسل کر گرا جس سے اس کا پیر ٹوٹ گیا۔ گدھے والا اگر دونوں کو پیچھے سے ہانک رہا تھا تو کسی پر کچھ نہیں اور اگر پیچھے سے نہیں ہانک رہا تھا تو پانی چھڑکنے والے پر تاوان ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۶۴۲ ج ۶)

**مسئلہ ۳۵۶** کسی نے شارع عام پر اتنا پانی بہا یا کہ جمع ہو کر برف بن گیا۔ یا برف راستے میں ڈال دی۔ اس سے پھسل کر کوئی آدمی ہلاک ہو گیا یا راستے میں کچھڑ سے بچنے کے لیے پتھر رکھ دیئے تھے اس پر سے پھسل کر گر پڑا اور ہلاک ہو گیا تو

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۱.

②....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۱.

و"ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب ما یحدثہ الرجل... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۶۸.

③....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۱.

④.....المرجع السابق، ص ۴۲.

اگر امام کی اجازت سے یہ کام کیا تھا تو ضامن نہیں ہوگا اور اگر بلا اجازت امام کیا تھا تو ضامن ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۴۲ جلد ۶)

**مسئلہ ۳۵۷** کسی شارع عام پر دو پتھر رکھے ہوئے تھے۔ گزرنے والا ایک سے ٹکرا کر دوسرے پر گرا اور مر گیا پہلا

پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا اور اگر پہلے کا واضح معلوم نہ ہو تو دوسرا پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۲)</sup>

**مسئلہ ۳۵۸** کسی نے شارع عام پر بلا اجازت امام یا شارع خاص پر اس گلی کے رہنے والوں کی اجازت کے بغیر

کوئی جدید تعمیر کی جس سے ٹکرا کر کوئی کسی دوسرے آدمی پر گرا اور جس پر گرا وہ مر گیا تو تعمیر کرنے والا ضامن ہوگا۔ گرنے والا

ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۴۲ ج ۶، مبسوط ص ۷ ج ۲، قاضی خاں علی الہندیہ، ص ۴۵۸ ج ۳)

**مسئلہ ۳۵۹** کسی نے راستے میں کوئی چیز رکھی۔ دوسرے نے اس کو ہٹا کر دوسری طرف رکھ دیا اور اس سے ٹکرا کر

کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو ہٹانے والا ضامن ہوگا۔ رکھنے والا ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۴۲ ج ۶، مبسوط ص ۷ ج ۲،

قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۸ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۴۵ ج ۶، ہدایہ ص ۵۸۷ ج ۴، درمختار و شامی ص ۵۲۳ ج ۵)

**مسئلہ ۳۶۰** کسی نے شارع عام پر بلا اجازت امام یا شارع خاص پر اس گلی کے رہنے والوں کی اجازت کے بغیر

کچھ جدید تعمیر کی جس سے ٹکرا کر کوئی آدمی دوسرے آدمی پر گرا اور دونوں مر گئے تو تعمیر کرنے والے کے عاقلہ پر دونوں کی دیت

واجب ہے۔<sup>(۵)</sup> (بحر الرائق ص ۳۴۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۵ ج ۶)

**مسئلہ ۳۶۱** کسی نے راستے میں انگارہ رکھ دیا اس سے کوئی چیز جل گئی تو رکھنے والا اس کا ضامن ہوگا۔ اور اگر ہوا

سے اڑ کر وہ آگ دوسری جگہ چلی گئی اور کسی چیز کو جلا دیا تو اگر رکھتے وقت ہوا چل رہی تھی تو رکھنے والا ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔

<sup>(۶)</sup> (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۵۸ ج ۳، مبسوط ص ۸ ج ۲، عالمگیری ص ۴۲ ج ۶، ہدایہ ص ۵۸۶ ج ۴، تبیین الحقائق ص ۱۴۴ ج ۶)

**مسئلہ ۳۶۲** لوہار نے اپنی دکان میں بھٹی سے لوہا نکال کر ایرن (نہائی<sup>(۷)</sup>) پر رکھ کر کوٹا جس سے چنگاری نکل کر

شارع عام پر چلنے والے کسی آدمی پر گری جس سے وہ جل کر مر گیا یا اس کی آنکھ پھوٹ گئی تو اس کی دیت لوہار کے عاقلہ پر ہے

اور اگر کسی کا کپڑا جلا دیا یا کوئی مالی نقصان کر دیا تو اس کا تاوان لوہار کے مال سے دیا جائے گا اور اگر اس کے کوٹنے سے چنگاری

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۲.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... تکملة "البحر الرائق"، کتاب الدیات، باب ما یحدث الرجل فی الطریق، ج ۹، ص ۱۱۲.

و "التبیین الحقائق"، کتاب الدیات، باب ما یحدث الرجل فی الطریق، ج ۷، ص ۲۹۹.

⑥..... "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الدیات، فصل فی ما یحدث فی الطریق... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۰، ۴۰۱.

⑦..... سندان، وہ چیز جس پر لوہار لوہار رکھ کر کوٹتے ہیں۔



نہیں اڑی بلکہ ہوا سے اڑ کر کسی پرگری تو لوہار پر کچھ نہیں ہے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ص ۳۲ ج ۶، خانہ علی الہندیہ ص ۳۵۹ ج ۳)

**مسئلہ ۳۶۳** لوہار نے اپنی دکان میں راستے کی جانب یہ جانتے ہوئے کہ راستے کی ہوا سے آگ بھڑکے گی، بھٹی

جلائی اور اس سے راستے میں کوئی چیز جل گئی تو وہ ضامن ہوگا۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ص ۳۲ ج ۶ از ذخیرہ)

**مسئلہ ۳۶۴** کوئی شخص آگ لے کر ایسی جگہ سے گزرا جہاں سے گزرنے کا اس کو حق تھا۔ اس سے کوئی چنگاری خود

گرگئی یا ہوا سے گرگئی اور اس سے کوئی چیز جل گئی تو وہ ضامن نہیں ہے۔ اور اگر ایسی جگہ سے گزرا جہاں سے گزرنے کا اس کو حق نہ

تھا تو اگر ہوا سے چنگاری اڑ کر گری تو ضامن نہیں ہوگا، اور اگر خود گری اور اس سے کوئی چیز جل گئی تو وہ ضامن ہوگا۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری

از خزائن المفتین، ص ۳۳ ج ۶)

**مسئلہ ۳۶۵** کوئی شخص شارع عام پر (فٹ پاتھ) پر بیٹھ کر حکومت کی اجازت کے بغیر خرید و فروخت کرتا ہے اس

کے سامان میں پھنس کر کوئی شخص گر پڑا اور اس کا کچھ نقصان ہو گیا تو بیٹھنے والا ضامن ہوگا اور حکومت کی اجازت سے بیٹھا ہے تو یہ

ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ص ۳۳ ج ۶)

**مسئلہ ۳۶۶** شارع عام کے کنارے بیٹھ کر خرید و فروخت اگر کسی چیز کو ضرر نہ دے اور حکومت کی اجازت سے ہو تو

جائز ہے اور اگر مضر ہو تو ناجائز ہے۔<sup>(5)</sup> (در مختار و شامی ص ۵۲۱ ج ۵)

**مسئلہ ۳۶۷** کوئی آدمی سونے والے کے پاس سے گزرا اور اس کی ٹھوک سے سونے والے کی پنڈلی ٹوٹ گئی پھر

اس پر گر پڑا جس سے اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ اس کے بعد خود مر گیا تو سونے والے پر مرنے والے کی دیت ہے اور مرنے

والے پر سونے والے کا ارش واجب ہوگا اور اگر دونوں ہی مر گئے تو سونے والے پر گرنے والے کی دیت ہے اور گرنے والے پر

سونے والے کی نصف دیت ہے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ص ۳۳ ج ۶)

**مسئلہ ۳۶۸** کوئی آدمی راستے سے گزر رہا تھا کہ اچانک گر کر مر گیا اور اس سے ٹکرا کر دوسرا شخص مر گیا تو کسی پر کچھ

نہیں۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری از ذخیرہ ص ۳۳ ج ۶)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۲.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق، ص ۴۳. ④..... المرجع السابق.

⑤..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب ما یحدثه الرجل... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۶۷.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۳.

⑦..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۶۹** کوئی راہ چلتا ہے ہوش ہو کر یا ضعف کی وجہ سے (۱) کسی پر گر پڑا جس سے وہ مر گیا یا راہ چلتا گر کر مر گیا اور اس سے نکل کر کوئی دوسرا شخص مر گیا تو راہ گیر کے عاقلہ پر مرنے والے کی دیت واجب ہے۔ دوسرے کی موت اگر گرنے والے سے دب کر ہوئی ہے تو گرنے والے پر کفارہ بھی ہے جو اس کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ اور وراثت سے محروم ہوگا اور اگر راہ گیر زمین پر گرا اور دوسرا اس سے نکل کر مر گیا تو کفارہ اور حرمان میراث (۲) نہیں ہے۔ (۳) (عالمگیری از محیط ص ۴۳ ج ۶)

**مسئلہ ۳۷۰** کوئی شخص بوجھ اٹھائے راستہ سے گزر رہا تھا کہ اس کا بوجھ کسی شخص پر گرا جس سے وہ شخص مر گیا یا بوجھ زمین پر گرا اور اس سے نکل کر کوئی شخص مر گیا تو بوجھ اٹھانے والا ضامن ہوگا۔ (۴) (عالمگیری ص ۴۳ ج ۶، خانہ علی الہندیہ ص ۴۵۸ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۴۶ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۲۳ جلد ۵)

**مسئلہ ۳۷۱** کوئی شخص راستہ میں کوئی ایسی چیز پہن کر گزرا جو عام طور پر پہنی جاتی ہے۔ اس چیز سے الجھ کر کوئی شخص مر گیا یا کسی شخص پر وہ چیز گر پڑی جس سے وہ مر گیا یا راستے میں گر پڑی جس سے نکل کر کوئی مر گیا تو ان سب صورتوں میں گزرنے والے پر ضمان نہیں ہے۔ اور اگر اس قسم کی چیز ہے جو پہنی نہیں جاتی ہے تو اس کا حکم بوجھ اٹھانے والے کا سا ہے اور اس سے جو نقصان ہوگا یہ ضامن ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص جانور کو ہانک رہا تھا یا اس کو کھینچ رہا تھا یا اس پر سوار تھا اور اس کے سامان میں سے کوئی چیز مثلاً زین لگام وغیرہ گر پڑی جس سے کوئی آدمی مر گیا یا جانور یا اس کے سامان میں سے کوئی چیز راستے پر گری اور اس سے نکل کر کوئی آدمی مر گیا تو بہر صورت جانور والا ضامن ہوگا۔ (۵) (عالمگیری از محیط ص ۴۳ ج ۶)

**مسئلہ ۳۷۲** دو آدمیوں نے اپنے منکے راستہ پر رکھ دیئے تھے ایک لڑھک کر دوسرے سے نکل آیا تو اگر لڑھکنے والا ٹوٹا تو دوسرے کا مالک اس منکے کا ضمان دے گا اور اگر دوسرا ٹوٹا تو لڑھکنے والے کا مالک ضمان نہیں دے گا اور اگر دونوں لڑھکے تو کسی پر کچھ نہیں۔ (۶) (عالمگیری ص ۴۳ ج ۶، خانہ علی الہندیہ ص ۴۵۹ ج ۳)

**مسئلہ ۳۷۳** دو آدمیوں نے اپنے جانور راستے پر کھڑے کر دیئے تھے۔ ایک بھاگا جس سے دوسرا گرا اور مر گیا تو کسی پر کچھ نہیں ہے اور اگر بھاگنے والا اس سے نکل کر مر گیا تو دوسرے کا مالک ضمان دے گا۔ (۷) (عالمگیری ص ۴۳ ج ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۹ ج ۳)

**مسئلہ ۳۷۴** کسی نے راستہ میں کوئی چیز رکھ دی جس کو دیکھ کر ادھر سے گزرنے والا جانور بدک کر بھاگا اس نے کسی

①..... یعنی کمزوری کی وجہ سے۔ ②..... یعنی وراثت سے محرومی۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۳.

④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق. ⑦..... المرجع السابق.

آدمی کو مار دیا تو اس شے کے رکھنے والے پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ اسی طرح ایسی ہی گراؤ دیوار<sup>(1)</sup> جس کے گرانے کا مطالبہ کیا جا چکا تھا زمین پر گری اس سے کوئی جانور بھڑک کر بھاگا، جس سے کچل کر کوئی شخص مر گیا تو دیوار والا ضامن نہیں ہوگا۔ دیوار کا مالک اور راستے میں چیز رکھنے والا صرف اس صورت میں ضامن ہوں گے کہ دیوار یا اس چیز سے لگ کر ہلاکت واقع ہو۔  
(2) (عالمگیری ص ۴۴ ج ۶)

**مسئلہ ۴۷۵** اہل مسجد نے بارش کا پانی جمع کرنے کے لیے مسجد میں کنواں کھدوایا، یا بڑا سا مٹکا رکھایا یا چٹائی بچھائی یا دروازہ لگایا یا چھت میں قندیل<sup>(3)</sup> لٹکائی یا سائبان ڈالا اور ان سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو اہل مسجد پر ضمان نہیں۔ اور اگر اہل محلہ کے علاوہ دوسرے لوگوں نے یہ سب کام اہل محلہ کی اجازت سے کئے تھے اور ان سے کوئی ہلاک ہو گیا تب بھی کسی پر کچھ نہیں۔ اور بغیر اجازت یہ کام کئے اور ان سے کوئی ہلاک ہو گیا تو کنواں اور سائبان کی صورت میں ضامن ہوں گے اور بقیہ صورتوں میں ضامن نہیں ہوں گے۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ص ۴۴ ج ۶، مبسوط ص ۲۳، ج ۲۷، شامی ص ۵۲۳ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۲ ج ۸، خانیہ علی الہندیہ، ص ۴۶۳ ج ۳)

**مسئلہ ۴۷۶** کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا یا نماز کے انتظار میں بیٹھا تھا یا قراءت قرآن میں مشغول تھا یا فقہ و حدیث کا درس دے رہا تھا یا اعتکاف میں تھا یا کسی عبادت میں مشغول تھا کہ اس سے نکل کر کوئی شخص گر پڑا اور مر گیا تو فتویٰ یہ ہے کہ اس پر ضمان نہیں۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ص ۴۴ ج ۶، شامی ص ۵۲۳ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۶ ج ۶، مبسوط ص ۲۵ ج ۲۷، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۳ ج ۳، ہدایہ ص ۵۸۹ ج ۴)

**مسئلہ ۴۷۷** مسجد میں کوئی شخص ٹہل رہا تھا کہ کسی کو کچل دیا یا مسجد میں سو رہا تھا اور کروٹ لی اور کسی پر گر پڑا جس سے وہ مر گیا تو وہ ضامن ہوگا۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ص ۴۴ ج ۶)

**مسئلہ ۴۷۸** کسی نے امام<sup>(7)</sup> کی اجازت سے راستہ میں چہ بچہ<sup>(8)</sup> کھودا، یا اپنی ملک میں کھودا، یا راستے میں کوئی

- ①..... وہ دیوار جو گرنے کے قریب ہے، جھکی ہوئی دیوار۔
- ②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۴.
- ③..... ایک قسم کا فانوس۔
- ④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۴.
- ⑤..... "رد المحتار"، کتاب الدیات، باب ما یحدثہ الرجل... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۷۰.
- ⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۴.
- ⑦..... یعنی حاکم وقت یا قاضی۔
- ⑧..... چھوٹا حوض جو بارش وغیرہ کا پانی جمع کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔

لکڑی رکھ دی یا بلا اجازت امام پل بنوایا۔ اس پر سے کوئی شخص قصداً گزرا اور گر کر ہلاک ہو گیا تو فاعل ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (بحر الرائق ص ۳۵۰ ج ۸، عالمگیری از محیط ص ۴۴ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۵ ج ۶، شامی و در مختار ص ۵۲۲ ج ۵، مبسوط ص ۲۲ ج ۲۷، فتح القدیر ص ۲۳۶ ج ۸)

**مسئلہ ۳۷۹** کسی نے راستے میں کنواں کھودا اس میں کسی نے گر کر خودکشی کر لی تو کنواں کھودنے والا ضامن نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۳۵ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۳۶۱ ج ۳، مبسوط ص ۱۶ ج ۲۷، بحر الرائق ص ۳۳۸ ج ۸)

**مسئلہ ۳۸۰** کسی نے مسلمانوں کے راستے میں اپنے گھر کے گردا گرد سے ہٹ کر کنواں کھودا جس میں گر کر کوئی شخص مر گیا تو اس کے عاقلہ پر مرنے والے کی دیت واجب ہوگی اور اس پر کفارہ نہیں ہے اور وہ میراث سے بھی محروم نہیں ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۳۵ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۸ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۲ ج ۶، شامی و در مختار ص ۵۲۲ ج ۵، مبسوط ص ۱۴ ج ۲۷)

**مسئلہ ۳۸۱** اگر کسی دوسرے کے مکان کے گردا گرد کنواں کھودا، یا ایسی جگہ کھودا جو مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہے۔ یا ایسے راستے پر کھودا جو آگے جا کر بند ہو جاتا ہے اور اس کنویں میں کوئی گر کر مر گیا تو یہ ضامن ہوگا اور اپنے گھر کے گردا گرد اپنی مملوکہ زمین پر کھودا، یا ایسی زمین پر کھودا، یا ایسی جگہ کھودا جہاں اس کو پہلے سے کنواں کھودنے کا حق حاصل تھا اور اس میں گر کر کوئی مر گیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۳۵ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۵ ج ۶)

**مسئلہ ۳۸۲** کسی نے راستے میں کنواں کھودا اور اس میں کوئی شخص گر پڑا اور بھوک پیاس یا وہاں کے تعفن کی وجہ سے<sup>(۵)</sup> دم گھٹ گیا اور مر گیا تو کنواں کھودنے والا ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۳۵ ج ۶، شامی و در مختار ص ۵۲۲ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۵ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۸ ج ۸، مبسوط ص ۱۵ ج ۲۷، خانیہ علی الہندیہ ص ۳۶۱ ج ۳)

**مسئلہ ۳۸۳** کسی نے ایسے میدان میں بغیر اجازت امام کنواں کھودا جہاں لوگوں کی گزرگاہ نہیں ہے اور راستہ بھی نہیں ہے اور کوئی اس میں گر گیا تو کنواں کھودنے والا ضامن نہیں ہے۔ اسی طرح اس میدان میں کوئی شخص بیٹھا ہوا تھا یا کسی نے خیمہ لگا لیا تھا۔ اس شخص سے یا خیمہ سے کوئی شخص ٹکرا گیا تو بیٹھنے والا اور خیمہ لگانے والا ضامن نہیں ہے اور اگر یہ صورتیں راستے میں

①..... تکملة "البحر الرائق"، كتاب الديات، باب ما يحدث الرجل في الطريق، ج ۹، ص ۱۱۷.

②..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الحنايات، الباب الحادى عشر فى حناية الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۵.

③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... یعنی بدبو وغیرہ کی وجہ۔

⑥..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الحنايات، الباب الحادى عشر فى حناية الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۵.

واقع ہوں تو ضامن ہوگا۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ص ۳۹ ج ۶، خانہ علی الہندیہ، ص ۳۶۰ ج ۳)

**مسئلہ ۳۸۳** ایک شخص نے راستہ پر نصف کنواں کھودا پھر دوسرے نے بقیہ حصہ کھود کر اسے تہہ تک پہنچایا اس میں کوئی شخص گر گیا تو پہلا کھودنے والا ضامن ہے۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۹ ج ۸، خانہ علی الہندیہ ص ۳۶۳ ج ۳، مبسوط ص ۱۷ ج ۲۷)

**مسئلہ ۳۸۵** کسی نے راستے میں کنواں کھودا پھر دوسرے نے اس کا منہ چوڑا کر دیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے چوڑائی میں کتنا اضافہ کیا ہے اگر اتنا زیادہ اضافہ ہے کہ گرنے والے کا قدم چوڑا کرنے والے کے حصہ پر پڑے گا تو یہ ضامن ہوگا اور اگر اتنا کم اضافہ کیا ہے کہ گرنے والے کا قدم اس کے اضافہ پر نہیں پڑے گا تو پہلا کھودنے والا ضامن ہوگا اور اگر اضافہ اتنا ہے کہ دونوں حصوں پر قدم پڑنے کا احتمال ہو اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ قدم کس حصے پر پڑا تھا تو دونوں نصف نصف کے ضامن ہوں گے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، مبسوط ص ۱۷ ج ۲۷)

**مسئلہ ۳۸۶** کسی نے راستہ میں کنواں کھودا پھر اس کو مٹی چونا یا جنس ارض<sup>(4)</sup> میں سے کسی چیز سے پاٹ دیا<sup>(5)</sup>۔ پھر دوسرے نے آ کر یہ چیزیں نکال کر اس کو خالی کر دیا پھر اس میں کوئی شخص گر کر مر گیا تو خالی کرنے والا ضامن ہوگا اور اگر پہلے نے کھانے وغیرہ سے یا کسی ایسی چیز سے پانا جو جنس ارض سے نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اس کو نکال کر خالی کر دیا پھر اس میں گر کر کوئی آدمی ہلاک ہو گیا، یا کنویں کو پانا نہیں تھا، اس کا منہ کسی چیز سے ڈھک دیا تھا<sup>(6)</sup>۔ پھر دوسرے نے اس کا منہ کھول دیا پھر اس میں گر کر کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو پہلے والا ضامن ہوگا۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، خانہ علی الہندیہ ص ۳۶۰ ج ۳، مبسوط ص ۱۷ ج ۲۷)

**مسئلہ ۳۸۷** کسی نے کنویں کے قریب راستے پر پتھر رکھ دیا اور کوئی شخص اس میں پھنس کر کنوئیں میں گر پڑا تو پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا اور اگر کسی نے پتھر نہیں رکھا تھا بلکہ سیلاب وغیرہ سے بہہ کر پتھر وہاں آ گیا تھا تو کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(8)</sup> (مبسوط ص ۱۷ ج ۲۷، عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، خانہ علی الہندیہ ص ۳۶۲ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۳۹ ج ۸)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۵.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... یعنی زمینی اشیاء جیسے مٹی، پتھر وغیرہ۔

⑤..... یعنی بھر دیا۔

⑥..... یعنی اس کے منہ پر کوئی چیز رکھ کر بند کر دیا تھا۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۵.

⑧..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۸۸** کسی شخص نے کنویں میں پتھریا لوہا ڈال دیا۔ پھر اس میں کوئی گر پڑا اور پتھریا لوہے سے ٹکرا کر مر گیا تو کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (مبسوط ص ۱۸، ج ۲۷، عالمگیری ص ۳۵، ج ۶، بحر الرائق، ص ۳۳۹، ج ۸)

**مسئلہ ۳۸۹** راستے میں کسی نے کنواں کھودا۔ اس کے قریب کسی نے پانی چھڑک دیا جس سے پھسل کر کوئی شخص کنویں میں گر پڑا تو پانی چھڑکنے والا ضامن ہوگا۔ اور اگر پانی چھڑکنے والا کوئی نہیں تھا بلکہ بارش سے پھسلن ہوئی تھی تو کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۳۵، ج ۶)

**مسئلہ ۳۹۰** کسی شخص نے کسی کو کنویں میں ڈھکیل دیا تو دھکیلنے والا ضامن ہوگا کنواں اس کی ملک ہو یا نہ ہو۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۳۵، ج ۶، مبسوط ص ۱۹، ج ۲۷، بحر الرائق، ص ۳۳۸، ج ۸)

**مسئلہ ۳۹۱** کسی نے راستے میں کنواں کھودا۔ اس میں گر کر کوئی ہلاک ہو گیا۔ کنواں کھودنے والا کہتا ہے کہ اس نے خودکشی کی ہے اس لیے کچھ ضمان نہیں ہے اور مقتول کے ورثا کہتے ہیں کہ اس نے خودکشی نہیں کی ہے بلکہ اتفاقاً کنویں میں گر پڑا ہے۔ تو کنواں کھودنے والے کا قول معتبر ہے اور اس پر کوئی ضمان نہیں ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۳۵، ج ۶، مبسوط ص ۲۰، ج ۲۷، خانیہ علی الہندیہ ص ۳۶۲، ج ۳، بحر الرائق، ص ۳۳۸، ج ۸)

**مسئلہ ۳۹۲** کسی نے راستے میں کنواں کھودا اس میں کوئی آدمی گر گیا مگر چوٹ نہیں آئی پھر کنویں سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کچھ اوپر کو چڑھنے کے بعد گر کر مر گیا تو کنواں کھودنے والے پر کوئی ضمان نہیں۔ اور اگر کنویں کی تہ میں چلا گیا پھر اور کسی پتھر سے ٹکرا کر ہلاک ہو گیا تو اگر وہ پتھر زمین میں خلقہ گڑا ہوا ہے<sup>(۵)</sup> تو کنواں کھودنے والا ضامن نہیں ہے اور اگر کنواں کھودنے والے نے یہ پتھر کنویں میں رکھا تھا یا اصل جگہ سے اکیڑ کر دوسری جگہ پر رکھ دیا تھا تو کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۳۶، ج ۶)

**مسئلہ ۳۹۳** کسی نے دوسرے شخص کے مکان سے ملحق جگہ پر<sup>(۷)</sup> کنواں کھودنے کے لیے کسی کو مزدور رکھا اور مزدور خود یہ جانتا تھا کہ یہ جگہ مستاجر کی<sup>(۸)</sup> نہیں ہے یا مستاجر نے مزدور کو بتا دیا تھا تو مزدور ضامن ہوگا اگر اس کنویں میں کوئی گر کر

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۵.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... المرجع السابق.

⑤..... یعنی قدرتی طور پر زمین میں موجود ہے۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۵.

⑦..... یعنی مکان سے ملحق ہوئی جگہ پر۔

⑧..... یعنی کنواں کھودوانے والے کی۔

مر گیا اور اگر مزدور کو نہیں بتایا گیا اور وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ جگہ مستاجر کی نہیں ہے تو مستاجر ضامن ہو گیا۔ اور اگر مستاجر نے اپنے احاطہ سے ملحقہ اپنی زمین میں کنواں کھودنے پر مزدور رکھا اور اس کو یہ بتایا کہ اس جگہ کنواں کھودنے کا مجھے حق حاصل ہے۔ پھر اس کنویں میں کوئی شخص گر کر ہلاک ہو گیا تو مستاجر ضامن ہوگا۔ اور اگر مستاجر نے یہ کہا تھا کہ یہ جگہ میری ہے مگر مجھے کنواں کھودنے کا حق نہیں ہے تو بھی مستاجر ہی ضامن ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۳۶ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۳ ج ۵)

**مسئلہ ۳۹۳** چار آدمیوں کو کسی نے کنواں کھودنے کے لیے مزدوری پر رکھا وہ کنواں کھود رہے تھے کہ ان پر کچھ حصہ گر پڑا جس سے ایک مزدور ہلاک ہو گیا تو باقی تین مزدور چوتھائی چوتھائی دیت کے ضامن ہوں گے۔ اور ایک چوتھائی حصہ ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر ایک ہی مزدور کنواں کھود رہا تھا اس پر کنواں گر پڑا اور وہ مزدور مر گیا تو اس کا کوئی ضمان نہیں۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۳۶ ج ۶، مبسوط ص ۱۶ ج ۲، درمختار و شامی ص ۵۲۵ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۶۲ ج ۳)

**مسئلہ ۳۹۵** کسی شخص نے اپنی زمین میں نہر کھودی جس میں گر کر کوئی انسان یا جانور ہلاک ہو گیا تو یہ شخص ضامن نہیں ہوگا اور اگر پرانی زمین میں نہر کھودی تھی تو یہ ضامن ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، مبسوط ص ۲۲ ج ۲، قاضی خان ص ۳۶۰ ج ۳)

**مسئلہ ۳۹۶** کسی نے اپنی زمین میں نہر یا کنواں کھودا جس سے پڑوسی کی زمین سیم زدہ ہو گئی<sup>(۴)</sup>۔ تو یہ دیکھا جائے گا کنواں کھودنے والے کی اپنی زمین عادتاً جتنا پانی برداشت کر سکتی تھی اتنا پانی اس نے دیا ہے یا اس سے زیادہ اگر زیادہ دیا ہے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر عادتاً اتنا پانی برداشت کر سکتی تھی تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔ اور اس کو کنویں کی جگہ تبدیل کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، خانہ علی الہندیہ ص ۳۶۱ ج ۳)

**مسئلہ ۳۹۷** اگر کسی نے اپنی زمین میں پانی دیا اور وہ اس کی زمین سے بہہ کر دوسرے کی زمین میں پہنچ گیا اور اس کی کسی چیز کو نقصان پہنچایا اور وہ پانی دیتے وقت یہ جانتا تھا کہ یہ پانی بہہ کر دوسرے کی زمین میں چلا جائے گا تو یہ ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔<sup>(۶)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۶۱ ج ۳، عالمگیری ص ۳۷ ج ۶)

**مسئلہ ۳۹۸** راستے پر کنواں بنا ہوا تھا۔ اس میں کوئی آدمی گر کر مر گیا۔ ایک شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے یہ کنواں

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۶.

②..... المرجع السابق، ص ۴۶، ۴۷.

③..... المرجع السابق، ص ۴۷.

④..... یعنی ناقابل کاشت ہو گئی۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۷.

⑥..... المرجع السابق.

کھودا ہے تو اس کے اس اقرار کی وجہ سے اس کے مال میں سے تین سال میں دیت دی جائے گی اس کے عاقلہ پر نہیں ہوگی۔  
(1) (عالمگیری ص ۳۶ ج ۶)

**مسئلہ ۴۹۹** کسی نے دوسرے کی زمین میں کنواں کھودا۔ اس میں گر کر کوئی شخص ہلاک ہو گیا۔ زمین کا مالک کہتا ہے کہ میں نے اس کو کنواں کھودنے کا حکم دیا تھا مگر مقتول کے ورثاء کہتے ہیں کہ اس نے حکم نہیں دیا تھا تو زمین کے مالک کی بات مان لی جائے گی اور کسی پر ضمان لازم نہیں ہوا۔ (2) (مبسوط ص ۲۲، ج ۲۷، عالمگیری ص ۳۶ ج ۶)

**مسئلہ ۵۰۰** کسی نے اپنی ملک میں کنواں کھودا۔ اس میں کوئی آدمی یا جانور گرا اس کے بعد دوسرا شخص گرا۔ اس کے گرنے سے وہ آدمی یا جانور ہلاک ہو گیا۔ تو اوپر گرنے والا ہلاکت کا ضامن ہوگا اور اگر کنواں راستے میں امام کی اجازت کے بغیر کھودا گیا تھا تو کنواں کھودنے والا دونوں کے نقصان کا ضامن ہوگا۔ (3) (عالمگیری ص ۳۶ جلد ۶، خانہ علی البندیہ ص ۳۶ ج ۳)

**مسئلہ ۵۰۱** کسی نے دوسرے کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر گڑھا کھودا۔ اس میں کسی کا گدھا گر کر مر گیا تو کھودنے والا ضامن ہوگا۔ (4) (عالمگیری از محیط سرحی ص ۳۶ ج ۶)

**مسئلہ ۵۰۲** کسی نے راستے میں کنواں کھودا اس میں کوئی شخص گر گیا اور اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ پھر کنویں سے نکلا تو دو شخصوں نے اس کا سر پھاڑ دیا جس سے وہ بیمار ہو کر پڑا رہا پھر مر گیا تو اس کی دیت تینوں پر تقسیم ہو جائے گی۔ (5) (مبسوط ص ۱۸ جلد ۲۷، عالمگیری ص ۳۶ جلد ۶)

**مسئلہ ۵۰۳** کسی نے کنواں کھودنے کے لیے کسی کو مزدور رکھا۔ مزدور نے کنواں کھودا۔ اس کے بعد کوئی آدمی اس میں گر کر ہلاک ہو گیا۔ یہ کنواں اگر مسلمانوں کے ایسے عام راستے پر کھودا گیا تھا جس کو ہر شخص عام راستہ خیال کرتا تھا تو مزدور ضامن ہوگا۔ متاثر کرنے اس کو یہ بتایا ہو کہ یہ عام راستہ ہے یا نہ بتایا ہو اسی طرح غیر معروف راستے پر اگر کنواں کھودا گیا اور متاثر نے مزدور کو یہ بتا دیا تھا کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے تو بھی مزدور ضامن ہوگا۔ اور اگر مزدور کو یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ عام راستہ مسلمانوں کا ہے تو متاثر ضامن ہوگا۔ (6) (عالمگیری ص ۳۶ ج ۶)

**مسئلہ ۵۰۴** کسی نے اپنی زمین میں پانی دیا۔ وہ پڑوسی کی زمین میں پہنچ گیا تو اگر پانی دیا ہی اس طرح پر ہے کہ پانی اس کی زمین میں ٹھہرنے کے بجائے پڑوسی کی زمین میں جمع ہو جائے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر اس کی اپنی زمین میں ٹھہرنے

1..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۶.

2..... المرجع السابق. 3..... المرجع السابق. 4..... المرجع السابق.

5..... المرجع السابق. 6..... المرجع السابق.



کے بعد فالٹو پانی پڑوسی کی زمین میں چلا گیا اور پڑوسی نے پانی دینے سے پہلے اس سے یہ کہا تھا کہ تم اپنا بند مضبوط بناؤ اور اس نے اس کے کہنے پر عمل نہیں کیا تو ضامن ہوگا اور اگر پڑوسی نے یہ مطالبہ نہیں کیا تھا تو ضامن نہیں ہوگا۔ ہاں اگر اس کی زمین بلند تھی اور پڑوسی کی زمین نیچی اور یہ جانتا تھا کہ اپنی زمین میں پانی دینے سے پڑوسی کی زمین میں پانی چلا جائے گا تو ضامن ہوگا اور اس کو یہ حکم دیا جائے گا کہ مینڈھیں باندھ کر پانی دے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ص ۶۲۷ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۶۱ ج ۳)

**مسئلہ ۵۰۵** کسی نے اپنی زمین میں پانی دیا اور اس کی اپنی زمین میں چوہوں وغیرہ کے بل تھے اور یہ ان کو جانتا تھا اور ان کو بند نہیں کیا تھا۔ ان سوراخوں کی وجہ سے پانی پڑوسی کی زمین میں چلا گیا اور اس کا کچھ نقصان ہوا تو یہ ضامن ہوگا اور اگر اس کو سوراخوں کا علم نہ تھا تو ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ص ۶۲۷ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۶۱ ج ۳)

**مسئلہ ۵۰۶** کسی نے عام نہر سے اپنی زمین کو سیراب کیا اور اس نہر سے چھوٹی چھوٹی نالیاں نکل کر دوسروں کی زمینوں پر جا رہی تھیں۔ ان نالیوں کے دہانے کھلے ہوئے تھے۔ اس کے پانی دینے کی وجہ سے ان نالیوں میں پانی چلا گیا تو دوسروں کی زمین کے نقصان کا یہ ضامن ہوگا۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ص ۶۲۷ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۶۱ ج ۳)

## جنایات بہائم کا بیان

### جانوروں سے نقصان کا بیان

**مسئلہ ۵۰۷** بہائم کی جنایتوں کی تین صورتیں ہیں:

- (۱) جس جگہ پر جنایت واقع ہوئی وہ جگہ جانور کے مالک کی ملکیت ہے۔
- (۲) کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے۔

(۳) وہ جگہ شاہراہ عام ہے۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۰ ج ۶، عنایہ علی الفتح، ص ۳۴۵ ج ۸)

پہلی صورت میں اگر جانور کا مالک جانور کے ساتھ نہ ہو تو وہ کسی نقصان کا ضامن نہیں ہوگا خواہ جانور کھڑا ہو یا چل رہا ہو اور ہاتھ پیر سے کسی کو کچل دے یا دم یا پیر سے کسی کو نقصان پہنچائے یا کاٹ لے اور اگر جانور کا مالک اس کی رسی پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا یا پیچھے سے ہانک رہا تھا جب بھی مذکورہ بالا صورت میں ضامن نہیں ہے۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، عنایہ علی الفتح ص ۳۴۵ ج ۸، مبسوط ص ۵ ج ۲۷)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۷.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق.

④....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایة البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۴۹.

⑤.....المرجع السابق، ص ۵۰.

**مسئلہ ۵۰۸** اگر جانور کا مالک اپنی ملک میں سوار ہو کر چلا رہا تھا اور جانور نے کسی کو کچل کر ہلاک کر ڈالا تو مالک کے عاقلہ پر دیت ہے اور مالک پر کفارہ ہے اور وراثت سے بھی مالک محروم ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۲۵۷ ج ۸، عنایہ علی الفتح القدری ص ۳۳۵ ج ۸، مبسوط ص ۲۷ ج ۵)

**مسئلہ ۵۰۹** اگر مالک اپنی ملک میں سوار ہو کر جانور کو چلا رہا تھا اور جانور نے کسی کو کاٹ لیا یا لات ماری یا دم ماری تو مالک پر ضمان نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، عنایہ علی الفتح القدری ص ۳۳۵ ج ۸)

**مسئلہ ۵۱۰** دوسری صورت یعنی اگر جنایت کسی دوسرے شخص کی زمین میں ہوئی اور یہ جانور مالک کے داخل کئے بغیر سیڑھا کر اس کی زمین میں داخل ہو گیا تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔ اور اگر مالک نے خود غیر کی زمین میں جانور کو داخل کیا تھا تو ہر صورت میں مالک ضامن ہوگا۔ خواہ جانور کھڑا ہو یا چل رہا ہو۔ مالک اس پر سوار ہو یا سوار نہ ہو۔ رسی پکڑ کر چلا رہا ہو یا پیچھے سے ہانک رہا ہو یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مالک زمین کی اجازت کے بغیر جانور کے مالک نے اس زمین میں جانور کو داخل کیا ہو اور اگر صاحب زمین کی اجازت سے جانور کو داخل کیا تھا تو اس کا حکم وہی ہے جو اپنی زمین کا ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۹ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، عنایہ علی الفتح القدری ص ۳۳۵ ج ۸)

**مسئلہ ۵۱۱** جانور کے مالک نے شارع عام پر جانور کو کھڑا کر دیا تھا اور اس نے اسی جگہ کوئی نقصان کر دیا تو سب صورتوں میں نقصان کا ضامن ہوگا مگر پیشاب یا لید کرنے کے لیے کھڑا کیا تھا تو ضمان نہیں۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۹ ج ۶، مبسوط ص ۲۷ ج ۵، بحر الرائق ص ۲۵۷ ج ۸، قاضی خان علی الہندیہ ص ۲۵۵ ج ۳، ہدایہ ص ۶۱۰ ج ۴، فتح القدری، حاشیہ چلپی ص ۳۵ جلد ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

**مسئلہ ۵۱۲** مالک نے جانور کو راستہ پر چھوڑ دیا اور مالک اس کے ساتھ نہیں ہے تو جب تک وہ جانور سیدھا چلتا رہا اور کسی طرف مڑا نہیں تو مالک نقصان کا ضامن ہوگا اور اگر داہنے بائیں مڑ گیا اور راستہ بھی صرف اسی جانب تھا تب بھی مالک ضامن ہوگا اور اگر دورا ہے سے کسی طرف مڑا اور اس کے بعد جنایت واقع ہوئی تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۶۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۲ ج ۶، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۵۰.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۵۱۳** مالک نے جانور کو شارع عام<sup>(۱)</sup> پر چھوڑ دیا۔ جانور آگے جا کر کچھ دیر کا اور پھر چل پڑا تو ٹھہرنے کے بعد جب چلا اور اس سے کوئی جنایت سرزد ہوئی تو مالک نقصان کا ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۶۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۲ ج ۶)

**مسئلہ ۵۱۴** مالک نے راستے پر جانور چھوڑ دیا اور کسی شخص نے اس جانور کو لوٹانے کی کوشش کی مگر جانور نہ لوٹا اور اسی طرف چلتا رہا جس طرف مالک نے چلا کر چھوڑ دیا تھا پھر اس سے جنایت سرزد ہوئی تو اس نقصان کا ضامن جانور کا مالک ہوگا اور اگر روکنے والے کے روکنے سے جانور کچھ دیر ٹھہر کر پھر چلا اور اس سے کوئی نقصان ہوا تو کوئی ضامن نہیں ہوگا اور اگر روکنے والے کے روکنے سے پلٹا مگر ٹھہرا نہیں تو نقصان کا ضامن لوٹانے والا ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶)

**مسئلہ ۵۱۵** جانور خود رسی تڑا کر شارع عام پر دوڑنے لگا تو اس کے کسی نقصان کا ضامن مالک نہیں ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۵۰ ج ۸، بحر الرائق ص ۳۶۲ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

**مسئلہ ۵۱۶** شارع عام پر چلنے والا سوار اپنی سواری سے ہونے والے نقصان کا ضامن ہوگا۔ سوائے اس نقصان کے جو لات مارنے یا دم مارنے سے ہو۔ رسی پکڑ کر آگے چلنے والے کا بھی یہی حکم ہے۔ ہاں کچل دینے کی صورت میں راکب پر کفارہ اور حرمان میراث<sup>(۵)</sup> بھی ہے لیکن قائد<sup>(۶)</sup> پر نہیں ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ جلد ۵، ہدایہ ص ۶۱۰ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۹ ج ۶، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

**مسئلہ ۵۱۷** کسی جانور پر دو آدمی سوار ہیں ایک رسی پکڑ کر آگے سے کھینچ رہا ہے اور ایک پیچھے سے ہانک رہا ہے اور اس جانور نے کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو چاروں پر دیت برابر تقسیم ہوگی اور دونوں سواروں پر کفارہ بھی ہے۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری بحوالہ محیط ص ۵۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۹ ج ۸)

①..... لوگوں کے آنے جانے کا عام راستہ۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۵۰.

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۵۰.

④..... المرجع السابق.

⑤..... یعنی وراثت سے محرومی۔ ⑥..... آگے سے جانور کو چلانے والا، گیل پکڑ کر چلانے والا۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۵۰.

⑧..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۵۱۸** جانور نے شارع عام پر چلتے ہوئے گوبر یا پیشاب کر دیا اس سے پھسل کر کوئی آدمی ہلاک ہو گیا تو کوئی ضمان نہیں ہے۔ کھڑے ہوئے اگر گوبر یا پیشاب کیا تب بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ جانور پیشاب یا لید کے لیے کھڑا کیا تھا۔ اور اگر کسی دوسرے کام سے کھڑا کیا تھا اور اس نے پیشاب یا لید کر دی تو اس کے نقصان کا ضامن ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۸ ج ۸)

**مسئلہ ۵۱۹** جانور کے چلنے سے کوئی کنکری یا گھٹلی یا گردوغبار اڑ کر کسی کی آنکھ میں لگا، یا کچھڑ وغیرہ نے کسی کے کپڑے خراب کر دیئے تو اس کا ضمان نہیں ہے اور اگر بڑا پتھر اچھل کر کسی کے لگا تو نقصان کا ضامن ہوگا۔ یہ حکم سوار اور قائد و سائق (یعنی ہانکنے والا) سب کے لیے ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۰ ج ۶، قاضی خان علی الہندی ص ۳۵۵ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۰ ج ۶)

**مسئلہ ۵۲۰** کسی شخص نے راستہ میں پتھر وغیرہ کوئی چیز رکھ دی تھی یا پانی چھڑک دیا تھا کوئی سوار ادھر سے گزرا۔ اس کے جانور نے ٹھوکر کھائی یا پھسل گیا اور کسی آدمی پر گر پڑا جس سے وہ شخص مر گیا تو اگر سوار نے دیدہ و دانستہ<sup>(۳)</sup> وہاں سے اپنے جانور کو گزرا تو سوار ضامن ہوگا اور اگر سوار کو ان باتوں کا علم نہ تھا تو پانی چھڑکنے والا یا پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۹ ج ۸، مبسوط ص ۴ ج ۲، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

**مسئلہ ۵۲۱** اگر کسی شخص نے مسجد کے دروازے پر اپنا جانور کھڑا کر دیا تھا۔ اس نے کسی کولات مار دی تو کھڑا کرنے والا ضامن ہے اور اگر مسجد کے دروازے کے قریب جانور کے باندھنے کی کوئی جگہ مقرر ہے اس جگہ کسی نے اپنا جانور باندھ دیا یا کھڑا کر دیا تھا تو اس کے کسی نقصان کا ضمان نہیں ہے لیکن اگر اس جگہ کوئی شخص اپنے جانور کو، سوار ہو کر یا ہانک کر یا آگے سے کھینچ کر چلا رہا تھا تو چلانے والا نقصان کا ضامن ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

**مسئلہ ۵۲۲** نخاسہ<sup>(۶)</sup> میں کسی نے اپنے جانور کو کھڑا کیا اس نے کسی کو کوئی نقصان پہنچایا تو مالک ضامن

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۵۰.

②..... المرجع السابق.

③..... یعنی جان بوجھ کر۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۵۰.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... یعنی مویشی منڈی۔

نہیں ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

**مسئلہ ۵۲۳** — کسی نے میدان میں اپنا جانور کھڑا کیا تو اس کے نقصان کا ضامن کھڑا کرنے والا نہیں ہوگا لیکن میدان میں لوگوں کے چلنے سے جو راستہ بن جاتا ہے اس پر اگر کھڑا کیا تو ضامن ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۶ ج ۳، شامی ص ۵۳۰ ج ۵، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

**مسئلہ ۵۲۴** — شارع عام پر اگر کسی نے اپنا جانور بغیر باندھے کھڑا کر دیا جانور نے وہاں سے ہٹ کر کوئی نقصان کر دیا تو ضمان نہیں ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶)

**مسئلہ ۵۲۵** — کسی نے عام راستے میں جانور باندھ دیا اگر اس نے رسی تڑا کر اپنی جگہ سے ہٹ کر کوئی نقصان پہنچایا تو ضمان نہیں ہے اور اگر رسی نہیں تڑائی اور کوئی نقصان کیا تو ضمان ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶)

**مسئلہ ۵۲۶** — جانور نے سوار سے سرکشی کی اور سوار نے اسے مارا یا لگام کھینچی اور جانور نے پیر یا دم سے کسی کو مارا تو سوار پر ضمان نہیں ہے۔ اسی طرح اگر سوار گر پڑا اور جانور بھاگ گیا اور راستے میں کسی کو مار ڈالا تب بھی سوار پر کچھ نہیں ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶)

**مسئلہ ۵۲۷** — کسی نے کرائے پر گدھالیا اور اس کو اہل مجلس کے قریب راستہ پر کھڑا کر دیا اور اہل مجلس سے سلام کلام کیا پھر اس کو چلانے کے لیے مارا یا کوئی چیز اس کے چھو دی یا اس کو ہانکا اور اس گدھے نے کسی کو لات ماری تو سوار ضامن ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶)

**مسئلہ ۵۲۸** — سوار اپنی سواری پر جا رہا تھا کسی نے سواری کو کوئی چیز چھو دی اس نے سوار کو گرا دیا تو اگر یہ چھوٹا سوار کی اجازت سے تھا تو چھونے والا کسی نقصان کا ضامن نہیں ہے اور اگر بغیر اجازت سوار کوئی چیز چھو دی تو چھونے والا ضامن ہوگا۔ اور اگر سواری نے چھونے والے کو ہلاک کر دیا تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۶ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۳۲ ج ۵، فتح القدر و عنایہ ص ۳۱۰ ج ۸، ہدایہ ص ۶۱۵ ج ۴، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، مبسوط ص ۲ ج ۲۷)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایة البہائم... الخ، ج ۶، ص ۵۱.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۵۲۹** سواری کو سواری کی اجازت کے بغیر کسی نے مارا یا کوئی چیز چھو دی جس کی وجہ سے سواری نے ہاتھ یا پیر یا جسم کے کسی حصے سے کسی شخص کو فوراً کچل کر ہلاک کر دیا تو چھو نے اور مارنے والا ضامن ہوگا سواری ضامن نہیں ہوگا اور اگر سواری کی اجازت سے ایسا کیا اور سواری نے فوراً کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو سواری اور چھو نے والے دونوں کے عاقلہ پر دیت لازم ہے اور اگر سواری نے کسی کو لات یا دم ماردی تو اس کا ضامن نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۶ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۳۳، ج ۵، عالمگیری ص ۵۱ ج ۶، فتح القدیر و عنایہ ص ۳۵۴ ج ۸، ہدایہ ص ۶۱۵ ج ۴، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، مبسوط ص ۲ ج ۲۷)

**مسئلہ ۵۳۰** سواری کسی غیر کی ملک میں اپنی سواری کو روکے کھڑا تھا اس نے کسی شخص کو حکم دیا کہ اس کو کوئی چیز چھو دو۔ اس نے چھو دی اور اس کی وجہ سے سواری نے کسی کو لات ماردی تو دونوں ضامن ہوں گے اور اگر بغیر اجازت سواری ایسا کیا تھا تو چھو نے والا ضامن ہوگا مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۵۱ ج ۶، شامی ص ۵۳۵ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸)

**مسئلہ ۵۳۱** کوئی شخص جانور کو رسی پکڑ کر کھینچ رہا تھا یا پیچھے سے ہانک رہا تھا کہ کسی نے جانور کے کوئی چیز چھو دی اور اس کی وجہ سے جانور نے بدک کر چلانے والے کے ہاتھ سے رسی چھڑالی اور بھاگ پڑا اور فوراً کسی کا کچھ نقصان کر دیا تو چھو نے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶، شامی ص ۵۳۵ ج ۵، ہدایہ ص ۶۱۷ ج ۴، مبسوط ص ۲ ج ۲۷، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۶ ج ۳)

**مسئلہ ۵۳۲** کسی جانور کو ایک آدمی آگے سے کھینچ رہا تھا اور دوسرا پیچھے سے چلا رہا تھا۔ ان دونوں کی اجازت کے بغیر کسی اور شخص نے جانور کو کوئی چیز چھو دی جس کی وجہ سے جانور نے کسی آدمی کے لات ماردی تو چھو نے والا ضامن ہوگا۔ اور اگر کسی ایک کی اجازت سے ایسا کیا تھا تو کسی پر ضامن نہیں ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۶ ج ۳، مبسوط ص ۲ ج ۲۷)

**مسئلہ ۵۳۳** راستے میں کسی شخص نے کوئی چیز نصب کر دی تھی کسی کا جانور وہاں سے گزرا اور اس چیز کے چھبنے کی وجہ سے کسی کو لات مار کر ہلاک کر دیا تو نصب کرنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، شامی ص ۵۳۵ ج ۵، ہدایہ ص ۶۱۷ ج ۴، مبسوط ص ۳ ج ۲۷)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الثانی، عشر فی حنایۃ البہائم ... إلخ، ج ۶، ص ۵۱.

و"الفتاویٰ الحنایۃ"، کتاب الحنایات، باب حنایۃ البہائم... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۹.

②....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنایات، الباب الثانی عشر فی حنایۃ البہائم ... إلخ، ج ۶، ص ۵۱.

③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق. ⑤.....المرجع السابق، ص ۵۲.

**مسئلہ ۵۳۳** کسی سوار نے اپنی سواری کو راستہ میں روک رکھا تھا پھر اس کے حکم سے کسی نے سواری کو کوئی چیز چھوئی جس کی وجہ سے سواری نے اسی جگہ کسی کو ہلاک کر دیا تو دونوں ضامن ہوں گے۔ اور اگر سوار کو گرا کر ہلاک کر دیا تو اس کا خون رائیگاں جائے گا اور اگر اس چھونے کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہٹ کر کسی کو ہلاک کر دیا تو صرف چھونے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، شامی ص ۵۳۵ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۸ ج ۸)

**مسئلہ ۵۳۵** کوئی سوار اپنی سواری کو راستہ پر روکے کھڑا تھا پھر اس کے حکم سے کسی نے اس کو کوئی چیز چھو دی جس کی وجہ سے سواری نے اسی جگہ پر چھونے والے کو اور ایک دوسرے شخص کو ہلاک کر دیا تو اجنبی کی دیت سوار اور چھونے والے دونوں پر واجب الادا ہوگی اور چھونے والے کی آدھی دیت سوار پر ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، شامی ص ۵۳۵ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۸ ج ۸)

**مسئلہ ۵۳۶** کسی سوار کی سواری رک کر راستہ میں کھڑی ہوگئی، سوار نے یا کسی دوسرے شخص نے اس کو چلانے کے لیے کوئی چیز چھوئی اور اس کی وجہ سے سواری نے کسی کے لات مار دی تو کوئی ضامن نہیں ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، شامی ص ۵۳۵ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۸ ج ۸)

**مسئلہ ۵۳۷** کسی سوار نے اپنی سواری کو راستہ پر روک رکھا تھا، ایک دوسرا شخص بھی اس پر سوار ہو گیا، اس کی وجہ سے کسی کو جانور نے لات مار دی اور ہلاک کر دیا تو دونوں نصف نصف دیت کے ضامن ہوں گے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶)

**مسئلہ ۵۳۸** کسی نے دوسرے کے جانور کو راستے پر باندھ دیا اور خود غائب ہو گیا، جانور کے مالک نے کسی کو حکم دیا کہ اس کو کوئی چیز چھو دے اور اس نے چھو دی جس کی وجہ سے جانور نے حکم دینے والے کو یا اور کسی اجنبی کو لات مار کر ہلاک کر دیا تو اس کی دیت چھونے والے پر ہے اور اگر جانور کو کھڑا کرنے والے ہی نے چھونے کا حکم دیا تھا اور جانور نے کسی کو مار دیا تو چھونے والے اور حکم دینے والے دونوں پر نصف نصف دیت ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۸ ج ۸)

**مسئلہ ۵۳۹** کسی شخص نے راستہ پر پتھر رکھ دیا تھا اس سے بدک کر جانور جو نقصان کرے گا اس کے احکام وہی ہیں جو چھونے والے کے ہیں، یعنی پتھر رکھنے والا چھونے والے کے حکم میں ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، مبسوط ص ۳ ج ۲)

**مسئلہ ۵۴۰** کسی نے اپنا گدھا چھوڑ دیا، اس نے کسی کی کھیتی کو نقصان پہنچایا تو اگر مالک نے اس کو خود کھیت میں

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۵۲.

②.....المرجع السابق .

③.....المرجع السابق .

④.....المرجع السابق .

⑤.....المرجع السابق .

⑥.....المرجع السابق .

لے جا کر چھوڑا ہے تو مالک ضامن ہوگا اور اگر مالک ساتھ نہیں گیا لیکن گدھا کھولنے کے فوراً بعد سیدھا چلا گیا۔ دانے بائیں مڑا نہیں یا مڑا تو صرف اس وجہ سے کہ راستہ صرف اسی طرف مڑتا تھا تب بھی مالک ضامن ہوگا۔ اور اگر کھولنے کے بعد کچھ دیر کھڑا رہا پھر کھیت میں گیا۔ یا اپنی مرضی سے کسی طرف مڑ کر کھیت میں چلا گیا تو مالک نقصان کا ضامن نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۵ ج ۳، شامی و در مختار ص ۵۳۷ ج ۵، ہدایہ ص ۶۱۳ ج ۴، عنایہ ص ۳۵۰ ج ۸)

**مسئلہ ۵۳۱** اگر کسی نے جانور کو آبادی سے باہر کر کے اپنے کھیت کی طرف ہانک دیا۔ راستہ میں اس جانور نے کسی دوسرے کی زراعت کو نقصان پہنچایا تو اگر راستہ صرف یہی تھا تو ضامن ہوگا اور اگر چند راستے تھے تو ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶)

**مسئلہ ۵۳۲** باڑہ سے نکل کر جانور خود باہر چلا گیا یا مالک نے چراگاہ میں چھوڑا تھا مگر وہ کسی اور کے کھیت میں گھس گیا اور کوئی نقصان کر دیا تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶)

**مسئلہ ۵۳۳** پالتو بلی اور کتا اگر کسی کے مال کا نقصان کر دے تو مالک ضامن نہیں ہے۔ شکاری پرندہ کا بھی حکم یہی ہے اگرچہ چھوڑنے کے فوراً بعد کوئی نقصان کر دے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از سراج الوہاب ص ۵۲ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۳۳ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۵۹ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

**مسئلہ ۵۳۴ (الف):** اگر کسی شخص نے اپنا کتا کسی کی بکری پر چھوڑ دیا مگر کتا کچھ دیر ٹھہر کر اس پر حملہ آور ہوا اور بکری کو ہلاک کر دیا تو ضمان نہیں ہے۔ اگر چھوڑنے کے فوراً بعد حملہ کیا تو ضامن ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۵ ج ۳)

**مسئلہ ۵۳۵ (ب):** اگر کسی آدمی پرکتے کو چھوڑ دیا اور اس نے فوراً اس کو قتل کر دیا یا اس کے کپڑے پھاڑ دیئے یا کاٹ کھایا تو چھوڑنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۵ ج ۳)

**مسئلہ ۵۳۶** کسی کا کٹکھنا کتا ہے<sup>(۷)</sup> اور گزرنے والوں کو ایذا دیتا ہے تو اہل محلہ کو حق ہے کہ اس کو مار دیں

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۵۲.

و"الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الجنایات، باب جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۸.

②....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۵۲.

③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق. ⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق.

⑦.....یعنی کاٹنے والا کتا ہے۔



اور اگر مالک کو تنبیہ کرنے کے بعد اس کتے نے کسی کا کچھ نقصان کیا تو مالک ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۶۳ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۲ ج ۶)

**مسئلہ ۵۳۷** کسی نے کتا جانور پر<sup>(۲)</sup> چھوڑا اور مالک ساتھ نہ گیا۔ کتے نے کسی انسان کو ہلاک کر دیا تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۵ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۶۲ ج ۸)

**مسئلہ ۵۳۸** کسی نے اپنے مست اونٹ کو دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت داخل کر دیا اور اس گھر میں دوسرا اونٹ بھی تھا جس کو مست اونٹ نے مار ڈالا تو ضامن ہوگا اور اگر صاحب خانہ کی اجازت سے داخل کیا تھا تو ضامن نہیں ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، شامی ص ۵۳۷ ج ۵)

**مسئلہ ۵۳۹** اونٹوں کی قطار کو آگے سے چلانے والا پوری قطار کے نقصان کا ضامن ہوگا۔ خواہ کتنی ہی بڑی قطار ہو جب کہ پیچھے سے کوئی ہانکنے والا نہ ہو اور اگر پیچھے سے ہانکنے والا بھی ہو تو دونوں ضامن ہوں گے اور اگر قطار کے درمیان میں تیسرا ہانکنے والا بھی ہے جو قطار کے برابر برابر چل کر ہانک رہا ہے اور کسی کی ٹکیل کو پکڑے ہوئے نہیں ہے تو تینوں ضامن ہوں گے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۶ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۳۳ ج ۵، ہدایہ ص ۶۱۳ ج ۴، بحر الرائق ص ۳۵۹ ج ۸، مبسوط ص ۳ ج ۲۷، تبیین الحقائق ص ۱۵۱ ج ۶)

**مسئلہ ۵۵۰** اگر ایک آدمی ٹکیل پکڑ کر قطار کے آگے چل رہا ہے اور دوسرا قطار کے درمیان میں کسی اونٹ کی ٹکیل پکڑ کر چل رہا ہے تو درمیان والے سے پیچھے کے اونٹوں کے نقصان کا ضمان صرف درمیان والے پر ہے اور درمیان والے سے آگے کے اونٹوں کے نقصان کا ضمان دونوں پر ہے اور اگر یہ دونوں جگہ بدلتے رہتے ہیں یعنی کبھی درمیان والا آگے اور آگے والا درمیان میں آجاتے ہیں تو ہر صورت میں نقصان کا ضمان دونوں پر ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۳ ج ۵، مبسوط ص ۳ ج ۲۷)

**مسئلہ ۵۵۱** ایک شخص قطار کے آگے آگے ٹکیل پکڑ کر چل رہا ہے اور دوسرا قطار کے درمیان میں ٹکیل پکڑ کر اپنے پیچھے والے اونٹوں کو چلا رہا ہے مگر اپنے آگے والوں کو ہانک نہیں رہا ہے تو درمیان والا پچھلے اونٹوں کے نقصان کا ضامن ہے اور اس سے آگے کے اونٹوں کے نقصان کا ضمان اگلے ٹکیل پکڑنے والے پر ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۹ ج ۸)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم ... إلخ، ج ۶، ص ۵۲.

②.....یعنی شکار پر۔

③....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم ... إلخ، ج ۶، ص ۵۲.

④.....المرجع السابق، ۵۲، ۵۳. ⑤.....المرجع السابق ص ۵۳. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۵۵۲** قطار کے درمیان میں کسی اونٹ پر کوئی شخص سوار تھا لیکن کسی کو ہانک نہیں رہا تھا تو اپنے سے اگلے اونٹوں کے ضمان میں وہ شریک نہیں ہوگا۔ لیکن اپنی سواری اور اپنے سے پچھلے اونٹوں کے نقصان میں شریک ہوگا جب کہ پچھلے اونٹ کی تکمیل اس کے ہاتھ میں ہو۔ اور اگر یہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا تھا یا صرف بیٹھا ہوا تھا اور نہ کسی اونٹ کو ہانک رہا تھا نہ کھینچ رہا تھا تو اپنے سے پچھلے اونٹوں کے نقصان کا بھی ضامن نہیں ہوگا۔ صرف اپنی سواری کے اونٹ سے ہونے والے نقصان کے ضمان میں شریک ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۹ ج ۸، مبسوط ص ۴ ج ۲)

**مسئلہ ۵۵۳** ایک شخص قطار کے آگے تکمیل پکڑ کر چل رہا ہے اور دوسرا پیچھے سے ہانک رہا ہے اور تیسرا آدمی درمیان میں کسی اونٹ پر سوار ہے اور سوار کے اونٹ نے کسی انسان کو ہلاک کر دیا تو تینوں ضامن ہوں گے اور اسی طرح راکب سے پیچھے کے اونٹ نے اگر کسی کو ہلاک کر دیا تو بھی تینوں ضامن ہوں گے اور اگر سوار سے آگے کے کسی اونٹ نے کسی کو ہلاک کر دیا تو صرف ہانکنے والے اور آگے سے چلانے والے پر ضمان ہے سوار پر نہیں۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۵۳ ج ۶)

**مسئلہ ۵۵۴** ایک شخص اونٹوں کی قطار کو آگے سے چلا رہا تھا یا روکے کھڑا تھا کہ کسی نے اپنے اونٹ کی تکمیل کو اس قطار میں اس کی اطلاع کے بغیر باندھ دیا اور اس اونٹ نے کسی شخص کو ہلاک کر دیا تو اس کی دیت آگے سے چلانے والے کے عاقلہ پر ہوگی۔ اور اس کے عاقلہ باندھنے والے کے عاقلہ سے واپس لیں گے اور اگر آگے والے کو باندھنے کا علم تھا تو باندھنے والے کے عاقلہ سے دیت واپس نہیں لیں گے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۵۶ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۳۳ ج ۵، ہدایہ ص ۶۱۲ ج ۴، عنایہ ص ۳۵۰ ج ۸، مبسوط ص ۴ ج ۲، بحر الرائق ص ۳۶۱ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۲ ج ۶)

**مسئلہ ۵۵۵** کسی کا جانور دن یا رات میں رسی تزا کر بھاگا اور کسی مال یا جان کا نقصان کر دیا تو جانور کا مالک ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از ہدایہ ص ۵۳ ج ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۵۷ ج ۳، ہدایہ ص ۶۱۵ ج ۴، فتح القدر و عنایہ ص ۳۵۱ ج ۸)

**مسئلہ ۵۵۶** کسی نے رات کے وقت اپنے کھیت میں دو بیل پائے اور یہ گمان کیا کہ اپنے گاؤں والوں کے ہیں اور وہ ان کو پکڑ کر اپنے مویشی خانے میں لے جانے لگا کہ ان میں سے ایک بھاگ گیا اور دوسرے کو اس نے باندھ دیا۔ اس کے بعد بھاگنے والے کو تلاش کیا مگر نہ ملا اور درحقیقت یہ دونوں بیل کسی دوسرے گاؤں والے کے تھے چنانچہ بیلوں کے مالک نے

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنايات، الباب الثانی عشر فی جنایة البہائم ... إلخ، ج ۶، ص ۵۳.

②.....المرجع السابق.

③....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنايات، الباب الثانی عشر فی جنایة البہائم ... إلخ، ج ۶، ص ۵۳.

④.....المرجع السابق.

آ کر اپنے گم شدہ بیل کا ضمان طلب کیا تو اگر بیل پکڑنے والے کی نیت پکڑتے وقت لوٹانے کی نہ تھی تو ضامن ہوگا اور اگر نیت یہ تھی کہ مالک جب آئے گا تو واپس کر دوں گا لیکن اپنے اس ارادے پر اس کو گواہ بنانے کا موقع نہیں ملا تو ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از قاضی خان ص ۶۵۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۷ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۳ ج ۸)

**مسئلہ ۵۵۷** اور اگر وہ بیل اسی گاؤں والوں کے تھے اور اس نے صرف اپنی کھیتی سے ان کو نکال دیا اور کچھ نہ کیا تو بیل کے گم ہو جانے کی صورت میں یہ ضامن نہیں ہوگا اور اگر اس نے کھیت سے نکال کر کسی طرف کو ہانک دیا تھا تو یہ ضامن ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۷ ج ۳)

**مسئلہ ۵۵۸** کسی نے اپنی کھیتی میں کسی کا جانور پایا اور اس کو اپنے کھیت سے نکال دیا اور کسی طرف کو ہانکا نہیں۔ اس جانور کو کسی درندے نے پھاڑ کھایا تو کھیت والا ضامن نہیں ہے اور اگر کھیت سے نکال کر کسی طرف کو ہانک دیا تھا تو ضامن ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۷ ج ۳، شامی ص ۵۳۸ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۶۰ ج ۸)

**مسئلہ ۵۵۹** کسی نے اپنے کھیت میں کسی کا جانور پایا اس کو ہانکتا ہوا لے چلا تا کہ مالک کے سپرد کر دے۔ راستہ میں جانور ہلاک ہو گیا یا اس کا پیر ٹوٹ گیا تو یہ ضامن ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۷ ج ۳)

**مسئلہ ۵۶۰** کسی نے اپنی چراگاہ میں دوسرے کے جانور کو دیکھا اور اس کو اتنی دور تک ہانکا کہ وہ اس کی چراگاہ سے باہر نکل جائے اس اثناء میں اگر جانور ہلاک ہو جائے یا اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۷ ج ۳)

**مسئلہ ۵۶۱** کوئی کاشت کار اپنے کھیت میں رہتا تھا۔ اس نے کسی چرواہے سے بکری مانگ لی تاکہ رات میں اس کے پاس رہے اور اس کا دودھ دوھ لیا کرے۔ کاشت کار ایک رات سو رہا تھا کہ اس کی بکری نے پڑوسی کے کھیت میں جا کر نقصان کر دیا تو کوئی ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۳ ج ۶)

**مسئلہ ۵۶۲** کسی کے جانور نے کھیت یا باغ میں گھس کر کسی کا کچھ نقصان کر دیا کھیت والے نے پکڑ کر جانور کو باندھ دیا اور جانور ہلاک ہو گیا تو یہ جانور کی قیمت کا ضامن ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۶۵۳ ج ۶)

**مسئلہ ۵۶۳** کسی نے اپنا جانور کسی دوسرے کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر گھسیڑ دیا اور گھر والا اس کو باہر

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایة البہائم ... إلخ، ج ۶، ص ۵۳.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق، ص ۵۳، ۵۴. ④.....المرجع السابق، ص ۵۴.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

نکال رہا تھا کہ جانور ہلاک ہو گیا تو ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶)

**مسئلہ ۵۶۳** کسی نے دوسرے کے مکان میں اس کی اجازت کے بغیر کپڑا رکھ دیا تھا۔ مالک مکان نے کپڑے والے

کی عدم موجودگی میں کپڑا نکال کر باہر پھینک دیا اور کپڑا ضائع ہو گیا تو یہ کپڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶)

**مسئلہ ۵۶۵** کوئی شخص اپنے گدھے پر لکڑی لادے جا رہا تھا اور بچو بچو کہہ رہا تھا اس کے آگے ایک شخص چل رہا

تھا اس نے اس کی آواز کو نہیں سنایا سنا مگر اس کو اتنا موقع نہ ملا کہ کسی طرف کو بچ جائے تو گدھے پر لادی ہوئی لکڑی سے اگر

اس کا کپڑا پھٹ جائے تو گدھے والا ضامن ہے اور اگر وہ بچ سکتا تھا اور سننے کے باوجود نہ بچا تو گدھے والا ضامن

نہیں ہے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۷ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸)

**مسئلہ ۵۶۶** کسی نے دوسرے کے حلال یا حرام جانور کا ہاتھ یا پیر کاٹ دیا تو کاٹنے والا جانور کی قیمت کا ضامن

ہے اور مالک کو یہ حق نہیں ہے کہ جانور کو اپنے پاس رکھے اور نقصان کا ضمان لے لے۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶)

**مسئلہ ۵۶۷** کسی نے راستہ پر سانپ ڈال دیا جس جگہ ڈالا تھا اسی جگہ پر سانپ نے کسی کو ڈس لیا تو سانپ ڈالنے

والا ضامن ہوگا اور اگر اس جگہ سے ہٹ کر ڈسا تو ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(5)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۵ ج ۳، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

**مسئلہ ۵۶۸** راستے پر چلتے ہوئے جانور نے گوبر یا پیشاب کیا یا منہ سے لعاب گرایا یا اس کا پسینہ بہا اور کسی کو لگ گیا یا

کسی کی کوئی چیز گندی کر دی تو جانور کا سوار ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(6)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۵ ج ۳، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

**مسئلہ ۵۶۹** کسی نے شارع عام پر لکڑی پتھر یا لوہا وغیرہ کوئی چیز رکھ دی۔ وہاں سے کوئی شخص اپنا جانور ہانکتے

ہوئے گزر اور ان چیزوں سے ٹھوکر کھا کر جانور ہلاک ہو گیا تو رکھنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(7)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۷ ج ۳)

**مسئلہ ۵۷۰** کوئی شخص اپنا جانور ہانک رہا تھا اور جانور کی پیٹھ پر لدا ہوا سامان یا چار جامہ یا زین یا لگام کسی شخص پر گر

پڑی جس سے وہ ہلاک ہو گیا تو ہانکنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(8)</sup> (شامی و در مختار ص ۵۳۳ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۶ ج ۳،

ہدایہ ص ۶۱۳ ج ۴، عنایہ ص ۳۲۹ ج ۸، بحر الرائق ص ۳۵۹ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۱ ج ۶، مبسوط ص ۴ ج ۲)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۶، ص ۵۴.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤....."الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الجنایات، باب جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۸.

⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق، ص ۴۰۰.

⑧....."الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الجنایات، باب جنایۃ البہائم... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۹.

**مسئلہ ۵۴۱** — اندھے کو ہاتھ پکڑ کر کوئی شخص چلا رہا تھا اور اس اندھے نے کسی کو پکچل کر ہلاک کر دیا تو اندھا ضامن ہوگا۔ چلانے والا ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (شامی ص ۵۳۵ ج ۵)

**مسئلہ ۵۴۲** — کوئی شخص اپنے گدھے پر لکڑیاں لاد کر لے جا رہا تھا اور ہٹو بچو نہیں کہہ رہا تھا۔ یہ گدھا راہ گیروں کے پاس سے گزرا اور کسی کا کپڑا وغیرہ پھاڑ دیا تو گدھے والا ضامن ہوگا۔ اور اگر راہ گیروں نے گدھے کو آتے دیکھا تھا اور بچنے کا موقع بھی ملا تھا مگر نہ بچے تو گدھے والا ضامن نہ ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (شامی ص ۵۳۸ ج ۵)

**مسئلہ ۵۴۳** — ایک شخص نے اپنا گدھا کسی ستون سے باندھ دیا تھا پھر دوسرے آدمی نے بھی اپنا گدھا وہیں باندھ دیا پہلے والے گدھے کو دوسرے گدھے نے کاٹ کھایا تو ان دونوں کو اگر اس جگہ باندھنے کا حق حاصل تھا تو ضمان نہیں ہے۔ ورنہ دوسرے گدھے والا ضامن ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (شامی ص ۵۳۸ ج ۵)

## متفرقات

**مسئلہ ۱** — دو آدمی رسہ کشی کر رہے تھے کہ درمیان سے رسی ٹوٹ گئی اور دونوں گدی کے بل گر کر مر گئے تو دونوں کا خون رائیگاں جائے گا اور اگر منہ کے بل گر کر مرے تو ہر ایک کی دیت دوسرے کے عاقلہ پر ہے۔ اور اگر ایک مونہ کے بل گر کر مر اور دوسرا گدی کے بل گر کر مر تو گدی کے بل گرنے والے کا خون رائیگاں جائے گا اور منہ کے بل گرنے والے کی دیت گدی کے بل گرنے والے کے عاقلہ پر ہے۔<sup>(۴)</sup> (در مختار و شامی ص ۵۳۲ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۶۰ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۱ ج ۶، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

**مسئلہ ۲** — دو آدمی رسہ کشی کر رہے تھے کہ کسی شخص نے درمیان سے رسی کاٹ دی اور دونوں رسہ کش گدی کے بل گر کر مر گئے تو دونوں کی دیت رسی کاٹنے والے کے عاقلہ پر ہے۔<sup>(۵)</sup> (در مختار و شامی ص ۵۳۲ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۶۰ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۱ ج ۶، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

**مسئلہ ۳** — کسی شخص نے کسی کے پرندے یا بکری یا بلی، یا کتے کی ایک آنکھ پھوڑ دی تو آنکھ کی وجہ سے قیمت کے نقصان کا ضامن آنکھ پھوڑنے والا ہوگا۔ اور اگر دونوں آنکھیں پھوڑ دیں تو جانور کے مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو نقصان

①..... "ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب جنایۃ البہیمۃ والحنایۃ علیہا، ج ۱۰ ص ۲۸۸.

②..... المرجع السابق، ص ۲۹۶. ③..... المرجع السابق، ص ۲۹۷.

④..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحنایات، باب جنایۃ البہیمۃ والحنایۃ علیہا، ج ۱۰ ص ۲۸۷.

⑤..... المرجع السابق.

وصول کر لے اور چاہے تو آنکھ پھوڑنے والے کو جانور دے کر پوری قیمت وصول کر لے۔<sup>(1)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۳۵، ج ۵)

**مسئلہ ۳** کسی کے اونٹ، گائے، گدھا، گھوڑا، خچر، بھینس یعنی بار برداری، سواری، اور کاشت کاری کے جانور نر یا مادہ کی ایک آنکھ پھوڑنے کی صورت میں چوتھائی قیمت کا ضامن آنکھ پھوڑنے والا ہوگا۔ اور دونوں آنکھوں کو پھوڑنے کی صورت میں مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو جانور آنکھ پھوڑنے والے کو دے کر پوری قیمت وصول کرے اور چاہے تو دونوں آنکھوں کے ضائع ہونے کی وجہ سے قیمت میں جو نقصان آیا ہے وہ وصول کر لے اور جانور اپنے پاس رکھے۔<sup>(2)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۳۶، ج ۵، ہدایہ، فتح القدیر و عنایہ ص ۳۵۲، ج ۸، بحر الرائق ص ۳۶۳، ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۳، ج ۶)

**مسئلہ ۵** دوسوار یا پیدل چلنے والے آپس میں ٹکرا کر مر گئے اگر یہ حادثہ خطا ہوا تھا تو ہر ایک کے عاقلہ پر دوسرے کی دیت ہے۔<sup>(3)</sup> (ہدایہ، فتح القدیر ص ۳۲۸، ج ۸، بحر الرائق ص ۳۵۹، ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۰، ج ۶، بدائع صنائع ص ۲۷۳، ج ۷، عالمگیری ص ۸۷، ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۴، ج ۳)

**مسئلہ ۶** کسی شخص نے اپنی ملک میں شہد کی مکھوں کا چھتہ لگایا۔ ان مکھوں نے دوسرے لوگوں کے انگور یا دوسرے پھل کھا لیے تو چھتہ والا اس کا ضامن نہیں ہوگا اور چھتہ والے کو اس پر مجبور بھی نہیں کیا جائے گا کہ وہ چھتہ کو وہاں سے ہٹا دے۔<sup>(4)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۳۷، ج ۸)

**مسئلہ ۷** کسی شخص نے دوسرے کی ملک میں لمبی رسی سے اپنے جانور کو باندھ دیا تھا جانور نے بندھے بندھے کود پھاند کر کسی کا کچھ نقصان کر دیا تو باندھنے والا ضامن ہوگا۔<sup>(5)</sup> (بحر الرائق ص ۳۵۷، ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۳، ج ۷)

**مسئلہ ۸** جنایت بہائم میں یہ قاعدہ ہے کہ جب جانور اپنی جگہ اور اسی حالت پر رہا جس پر کھڑا کرنے والے نے کھڑا کیا تھا تو مالک اس کے ہر نقصان کا ضامن ہوگا۔ اور اگر جانور نے وہ جگہ اور حالت بدل لی تو مالک اس کے کسی نقصان کا ضامن نہیں ہے۔<sup>(6)</sup> (بحر الرائق ص ۳۵۷، ج ۸)

**مسئلہ ۹** کسی شخص نے کسی کو درندے کے آگے پھینک دیا اور درندے نے اس کو پھاڑ کھایا تو پھینکنے والے پر دیت نہیں

①..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذیات، باب جنایة البہیمة... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۹۳، ۲۹۴.

②..... المرجع السابق، ص ۲۹۳.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفرقات، ج ۶، ص ۸۷، ۸۸.

④..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذیات، باب جنایة البہیمة... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۹۵.

⑤..... "البحر الرائق"، کتاب الذیات، باب جنایة البہیمة... إلخ، ج ۹، ص ۱۲۹.

⑥..... المرجع السابق، ص ۱۳۰.

لیکن اس کو تعزیری کی جائے گی اور توبہ کرنے تک قید میں رکھا جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (بحر الرائق ص ۳۶۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۳ ج ۶)

**مسئلہ ۱۰** - اگر کوئی شخص کسی آدمی پر سانپ وغیرہ ڈال دے اور وہ اس کو کاٹ لے تو یہ ضامن ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (مبسوط ص ۵ ج ۲)

**مسئلہ ۱۱** - کوئی شخص کسی کے گھر میں گیا۔ اجازت سے گیا ہو یا بلا اجازت اور صاحب خانہ کے کتے نے اس کو کاٹ

کھایا تو صاحب خانہ ضامن نہیں ہے۔<sup>(۳)</sup> (بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷، مبسوط ص ۵ ج ۲)

## باب القسامة

**مسئلہ ۱** - قسامت کا مطلب یہ ہے کہ کسی جگہ مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ ہو اور اولیائے مقتول اہل محلہ پر قتل عمد

یا قتل خطا کا دعویٰ کریں اور اہل محلہ انکار کریں تو اس محلے کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہم قاتل کو

جانتے ہیں اور یہ قسم کھانے والے عاقل بالغ آزاد مرد ہوں۔<sup>(۴)</sup> (ہندیہ ص ۷۷ ج ۶، شامی ص ۵۳۹ ج ۵)

### قسامت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:

(۱) مقتول کے جسم پر زخم یا ضرب کے نشانات یا گلا گھونٹنے کی علامات پائی جائیں یا ایسی جگہ سے خون بہے جہاں سے

عادتا نہیں نکلتا۔ مثلاً آنکھ، کان۔<sup>(۵)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۲ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۷۱ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۲ ج ۸)

(۲) قاتل کا پتہ نہ ہو۔ (فتح القدیر ص ۳۹۰ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۳ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۸۷ ج ۷)

(۳) مقتول انسان ہو۔ (بدائع صنائع ص ۲۸۸ ج ۷)

(۴) مقتول کے اولیاء دعویٰ کریں۔<sup>(۶)</sup> (بدائع صنائع ص ۲۸۹ ج ۷)

(۵) اہل محلہ قتل کرنے کا انکار کریں۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ص ۷۷ ج ۶، شامی ص ۵۳۹ ج ۵)

①..... "البحر الرائق"، کتاب الدیات، باب جنایة البھیمة... إلخ، ج ۹، ص ۱۳۹.

②..... "المبسوط"، کتاب الدیات، باب الناحس، ج ۲۷، ص ۶.

③..... "بدائع الصنائع"، کتاب الجنایات، کیفیة وجوب الغذاء، ج ۶، ص ۳۳۳.

④..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج ۶، ص ۷۷.

و "ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب القسامة، ج ۱۰، ص ۳۱۸.

⑤..... "تبیین الحقائق"، کتاب الدیات، باب القسامة، ج ۷، ص ۳۵۳.

⑥..... "بدائع الصنائع"، کتاب الجنایات، فصل فی شرائط وجوب القسامة والدیة، ج ۶، ص ۳۵۷.

⑦..... "ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب القسامة، ج ۱۰، ص ۳۱۸.

(۶) مدعی قسامت کا مطالبہ کرے۔<sup>(۱)</sup> (بدائع صنائع ص ۲۸۹، ج ۷)

(۷) جس جگہ مقتول پایا گیا وہ کسی شخص کی ملکیت ہو یا کسی کے قبضے میں ہو یا محلہ میں پایا جائے یا آبادی کے اتنا

قریب پایا جائے کہ وہاں کی آواز بستی میں سنی جاسکے۔<sup>(۲)</sup> (شامی ص ۵۵۳، ج ۵، عالمگیری ص ۷۷، ج ۶)

(۸) مقتول زمین کے مالک یا قابض کا مملوک نہ ہو۔<sup>(۳)</sup> (ہندیہ ص ۷۷، ج ۶، شامی ص ۵۳۹، ج ۵، بدائع

صنائع ص ۲۸۷، ج ۷، مبسوط ص ۱۰۶، ج ۲۲، فتح القدری و عنایہ ص ۳۸۴، ج ۸، بحر الرائق ص ۳۹۱، ج ۸)

**مسئلہ ۲** اگر کسی جگہ ایسا مردہ پایا جائے کہ اس پر ضرب کا کوئی نشان نہ ہو، یا اس کے منہ یا ناک یا پیشاب و پاخانہ کے

مقام سے خون بہہ رہا ہو یا اس کے گلے میں سانپ لپٹا ہوا ہو تو وہاں کے لوگوں پر قسامت و دیت کچھ نہیں ہے۔<sup>(۴)</sup> (درمختار و

شامی ص ۵۵۱، ج ۵)

**مسئلہ ۳** قسامت کا حکم یہ کہ اگر مقتول کے اولیاء نے قتل عمد کا دعویٰ کیا ہے اور اہل محلہ نے قسم کھائی کہ نہ انھوں نے

قتل کیا ہے نہ ان کو قاتل کا علم ہے تو اہل محلہ پر دیت لازم ہوگی اور اگر اولیاء نے مقتول نے قتل خطا کا دعویٰ کیا ہے اور اہل محلہ نے

قسم کھالی تو اہل محلہ کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی جس کو وہ لوگ تین سال میں ادا کریں گے اور انکار کی صورت میں ان کو قید کیا

جائے گا۔ حتیٰ کہ قسم کھائیں۔<sup>(۵)</sup> (درمختار و شامی ص ۵۵۰، ج ۵، ملتقی الابحار ص ۶۶۸، ج ۲، فتح القدری ص ۳۸۸، ج ۸)

**مسئلہ ۴** کسی محلہ میں مقتول پایا جائے اور اس کے اولیاء تمام یا بعض اہل محلہ پر دعویٰ کریں کہ انھوں نے اس کو عمداً

یا خطا قتل کیا ہے اور اہل محلہ انکار کریں تو ان میں سے پچاس آدمیوں سے اس طرح قسم لی جائے گی کہ ہر آدمی اللہ (عزوجل) کی قسم

کھا کر یہ کہے کہ نہ میں نے اس کو قتل کیا ہے نہ میں قاتل کو جانتا ہوں۔ اگر وہاں کی آبادی میں پچاس سے زیادہ مرد ہیں تو ان میں

سے پچاس کے انتخاب کا حق مقتول کے اولیاء کو ہے۔ اگر پچاس سے کم مرد ہیں تو ان سے قسم کی تکرار کر پچاس کے عدد کو پورا کیا

جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۱، ج ۳، عالمگیری ص ۷۷، ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۰، ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۲، ج

۸، فتح القدری و عنایہ ص ۳۸۴، ج ۸)

①..... "بدائع الصنائع"، کتاب الجنایات، فصل فی شرائط وجوب القسامة والدية، ج ۶، ص ۳۵۷.

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج ۶، ص ۷۷.

③..... "ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب القسامة، ج ۱۰، ص ۳۱۸.

④..... "الدرالمحتار" و "ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب القسامة، ج ۱۰، ص ۳۲۳.

⑤..... المرجع السابق، ص ۳۲۱.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج ۶، ص ۷۷.



**مسئلہ ۵** مدعی (۱) سے اس بات کی قسم نہیں لی جائے گی کہ اہل محلہ نے قتل کیا ہے۔ خواہ ظاہری حالات مدعی کی تائید میں ہوں مثلاً مقتول اور اہل محلہ کے درمیان کھلی دشمنی تھی یا ظاہری حالات مدعی کی تائید میں نہ ہوں۔ مثلاً مقتول اور اہل محلہ کے درمیان کھلی عداوت (۲) کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ (۳) (عالمگیری ص ۷۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۰ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۲ ج ۸)

**مسئلہ ۶** اگر اولیائے مقتول یہ دعویٰ کریں کہ اہل محلہ میں سے فلاں فلاں اشخاص نے قتل کیا ہے۔ یا بغیر معین کئے یوں کہیں کہ اہل محلہ میں سے بعض لوگوں نے قتل کیا ہے، جب بھی قسامت و دیت کا وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ (۴) (عالمگیری ص ۷۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۰ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۲ ج ۸)

**مسئلہ ۷** اگر ولی مقتول نے یہ دعویٰ کیا کہ اہل محلہ کے غیر کسی شخص نے قتل کیا ہے تو اہل محلہ پر قسامت و دیت کچھ نہیں ہے بلکہ مدعی سے گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اگر گواہ پیش کر دیئے تو اس کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا اور اگر گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ سے ایک مرتبہ قسم لی جائے گی۔ (۵) (عالمگیری ص ۷۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۲ ج ۸، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۳ ج ۳، مبسوط ص ۱۱۵ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۵ ج ۷)

**مسئلہ ۸** اولیائے مقتول کو یہ اختیار ہے کہ جس خاندان کے درمیان مقتول پایا جائے اس خاندان کے یا جس محلہ میں پایا جائے تو اس محلے کے صالحین کو قسم کھانے کے لیے منتخب کریں، اگر صالحین کی تعداد پچاس سے کم ہو تو وہ باقی لوگوں میں سے منتخب کر کے پچاس پورے کر لیں۔ ولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ ان میں سے جوانوں کو یا فساق کو قسم کھانے کے لیے منتخب کر لیں۔ یہ اختیار صرف ولی کو ہے امام کو نہیں ہے۔ (۶) (عالمگیری ص ۷۸ ج ۶، شامی ص ۵۵۰ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۳۵۱ ج ۳، مبسوط ص ۱۱۰ ج ۲۶)

**مسئلہ ۹** قسامت میں بچہ اور پاگل اور عورت اور غلام داخل نہیں ہیں لیکن اندھا اور محدودنی القذف اور کافر قسامت میں داخل ہیں۔ (۷) (عالمگیری ص ۷۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۱ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۲ ج ۸)

**مسئلہ ۱۰** جس جگہ مقتول کا پورا جسم یا جسم کا اکثر حصہ یا نصف حصہ بشرطیکہ اس کے ساتھ سر بھی پایا جائے تو اس جگہ کے لوگوں پر قسامت و دیت ہے۔ اور اگر لمبائی میں سے چراہو نصف پایا جائے یا بدن کا نصف سے کم حصہ پایا جائے۔

①..... دعویٰ کرنے والا۔

②..... یعنی دشمنی۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۷۷۔

④..... المرجع السابق۔

⑤..... المرجع السابق، ص ۷۸، ۷۷۔

⑥..... المرجع السابق، ص ۷۸۔

⑦..... المرجع السابق۔

اگر چہ عرضاً ہو اور اس کے ساتھ سر بھی ہو یا صرف ہاتھ یا پیر یا سر پایا جائے تو قسامت و دیت کچھ نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup> (در مختار و شامی ص ۵۴۹ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۷۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۲ ج ۸، فتح القدر ص ۳۹۰ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۶ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۸۸ ج ۷)

**مسئلہ ۱۱** - اگر کسی محلے میں کوئی مردہ بچہ تام الخلقیت<sup>(۲)</sup> یا ناقص الخلقیت<sup>(۳)</sup> پایا جائے اور اس پر ضرب کے کچھ نشانات نہ ہوں تو اہل محلہ پر کچھ نہیں ہے اور اگر ضرب کے نشانات ہوں اور بچہ تام الخلقیت ہو تو قسامت و دیت واجب ہے اور اگر ناقص الخلقیت ہو تو کچھ نہیں ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۸۷۸ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۵۲ ج ۵، قاضی خان ص ۴۵۳ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۷۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۲ ج ۸، فتح القدر ص ۳۹۱ ج ۸)

**مسئلہ ۱۲** - اگر کسی کے مکان میں مقتول پایا جائے اور صاحب خانہ کے عاقلہ بھی وہاں موجود ہوں تو قسامت میں سب شریک ہوں گے اور اگر اس کے عاقلہ وہاں موجود نہ ہوں تو گھر والا ہی پچاس مرتبہ قسم کھائے گا اور دیت دونوں صورتوں میں عاقلہ پر ہوگی۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۸۷۸ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۵۵ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۳ ج ۸)

**مسئلہ ۱۳** - اگر کسی محلہ میں مقتول پایا جائے اور اہل محلہ دعویٰ کریں کہ محلہ کے باہر کے فلاں شخص نے اس کو قتل کیا ہے اور اس محلے کے باہر کے دو گواہ بھی اس پر شہادت دیں تو اہل محلہ قسامت و دیت سے بری ہو جائیں گے۔ ولی مقتول نے یہ دعویٰ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ص ۸۷۸ ج ۶)

**مسئلہ ۱۴** - اگر ولی مقتول دعویٰ کرے کہ جس محلے میں مقتول پایا گیا ہے اور اس محلے کے باہر رہنے والے فلاں شخص نے اس کے آدمی کو قتل کیا ہے تو ولی کو اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا۔ ورنہ مدعی علیہ سے ایک مرتبہ قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھالے تو بری الذمہ ہو جائے گا اور اگر قسم سے انکار کرے اور دعویٰ قتل خطا کا ہو تو دیت لازم ہوگی اور اگر دعویٰ قتل عمد کا تھا تو قید کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ قتل کا اقرار کرے یا قسم کھائے یا بھوکا مر جائے۔<sup>(۷)</sup> (در مختار ص ۵۲۲ ج ۵)

**مسئلہ ۱۵** - کسی محلہ یا قبیلے میں کوئی شخص زخمی کیا گیا۔ وہاں سے وہ زخمی حالت میں دوسرے محلے میں منتقل کیا گیا اور

①..... "الفتاویٰ الحنایۃ"، کتاب الحنایات، باب الشہادۃ علی الحنایۃ، ج ۲، ص ۳۹۷.

②..... یعنی اس کے اعضاء کمل بن چکے ہیں۔ ③..... یعنی اس کے اعضاء کمل نہیں بنے ہیں۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۷۸.

⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق.

⑦..... "الدر المختار"، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج ۱۰، ص ۳۲۳.

اسی وجہ صاحب فراش رہ کر مر گیا (1) تو قسامت اور دیت پہلے محلے والوں پر ہے۔ (2) (عالمگیری ص ۷۹ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۷۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۴ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۸ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۸۸ ج ۷)

**مسئلہ ۱۶** اگر تین مختلف قبائل کے لوگوں کو کوئی خطہ زمین الاٹ کیا گیا وہاں انھوں نے مکانات یا مسجد بنائی اور اس آبادی یا مسجد میں کوئی مقتول پایا گیا تو دیت تین قبیلوں پر لازم ہوگی۔ ہر قبیلے پر ایک تہائی اگرچہ ان کے افراد کی تعداد کم و بیش ہو۔ یہاں تک کہ اگر کسی قبیلے کا صرف ایک ہی شخص ہو تو اس پر بھی ایک تہائی دیت لازم ہوگی اور یہ دیت ان سب کے عاقلہ ادا کریں گے۔ (3) (عالمگیری ص ۷۹ ج ۶)

**مسئلہ ۱۷** اگر کسی بازار یا مسجد میں کوئی مقتول پایا جائے اور وہ مسجد یا بازار کسی خاص قبیلے کی ملکیت ہو تو قسامت و دیت ان پر لازم ہوگی۔ اور اگر وہ مسجد و بازار حکومت کی ملک میں ہیں تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ (4) (عالمگیری ص ۷۹ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۲۵۲ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۷۳ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۶ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۶ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۸ ج ۲۶، بدائع الصنائع ص ۲۹۰ ج ۷)

**مسئلہ ۱۸** اگر شارع عام پر یا پل پر مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ (5) (عالمگیری ص ۸۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۶ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۹۰ ج ۷)

**مسئلہ ۱۹** مسجد حرام یا میدان عرفات میں اژدہام (6) کے بغیر کوئی مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بھی قسامت کے بغیر بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ (7) (عالمگیری ص ۸۰ ج ۶)

**مسئلہ ۲۰** اگر کسی ایسی زمین یا مکان میں مقتول پایا جائے جس کو معین لوگوں پر وقف کیا گیا تھا تو قسامت و دیت انہی لوگوں پر ہے جن پر وقف کیا گیا ہے اور اگر مسجد پر وقف کیا گیا تھا تو اس کا حکم مقتول فی المسجد کا ہے۔ (8) (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۸۰ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۷۶ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۶۰ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸)

①..... یعنی بستر پر پڑے پڑے مر گیا۔

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۷۹.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۷۹.

④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق، ص ۸۰.

⑥..... بھیڑ، ہجوم۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۸۰.

⑧..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۲۱** → اگر کسی ایسے گاؤں میں مقتول پایا جائے جو ذمی کفار اور مسلمانوں کی ملکیت ہے تو قسامت اور دیت دونوں فریقوں پر ہے۔ مسلمانوں پر دیت کا جتنا حصہ لازم ہوگا وہ ان کے عاقلہ ادا کریں گے اور کفار پر جتنا حصہ لازم ہوگا، اگر ان کے عاقلہ ہوں تو ان کے عاقلہ ادا کریں گے۔ ورنہ ان کے مال سے وصول کیا جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از مبسوط ص ۸۰ ج ۶)

**مسئلہ ۲۲** → اگر دو مخلوق یا دو گاؤں کے درمیان مقتول پایا جائے اور یہاں سے دونوں جگہ آواز پہنچتی ہو تو جس آبادی کا فاصلہ کم ہوگا اس آبادی کے لوگوں پر قسامت و دیت ہے اور اگر کسی جگہ آواز نہیں پہنچتی ہے تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ص ۸۰ ج ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۱ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۹۳ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۱ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۸۹ ج ۷)

**مسئلہ ۲۳** → اگر دو بستیوں کے درمیان مقتول پایا جائے اور دونوں جگہوں کا فاصلہ وہاں سے برابر ہو اور دونوں جگہ آواز پہنچتی ہو تو دونوں بستیوں والوں پر دیت نصف نصف ہوگی، اگر چنانچہ ان کے افراد کی تعداد مختلف ہو۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۸۰ ج ۶)

**مسئلہ ۲۴** → اگر کسی شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے تو اس کے عاقلہ اس وقت دیت ادا کریں گے جب گواہوں سے یہ ثابت کر دیا جائے کہ یہ گھر اس کی ملکیت ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۸۰ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۲ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۵۵ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۶ ج ۸)

**مسئلہ ۲۵** → اگر کسی شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے اور اس گھر میں مالک کے غلام یا آزاد ملازم رہتے ہوں تو قسامت و دیت گھر کے مالک پر ہوگی۔ ملازمین یا غلاموں پر نہیں۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۸۰ ج ۶)

**مسئلہ ۲۶** → ملکہ مشترک میں اگر قتل<sup>(۶)</sup> پایا جائے تو سب مالکوں پر دیت برابر برابر لازم ہوگی جس کو ان کے عواقل<sup>(۷)</sup> ادا کریں گے اگرچہ ملک میں ان کے حصے کم و بیش ہوں۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ص ۸۰ ج ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۲ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۷۳ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۵۵ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۵ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۳ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۳ ج ۷)

**مسئلہ ۲۷** → اگر کسی ایسے شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے جس کی شہادت مقتول کے حق میں مقبول نہیں ہوتی ہے یا عورت اپنے شوہر کے گھر میں مقتول پائی جائے تو ان صورتوں میں بھی قسامت و دیت لازم ہوگی اور مالک مکان میراث سے

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۸۰.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... مقتول۔

⑦..... قاتل کے وہ متعلقین جو دیت ادا کرتے ہیں۔

⑧..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۸۰.

محروم نہیں ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۸۱ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۴ ج ۸، در مختار و شامی ص ۵۶۱ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳، مبسوط ص ۱۱۶ ج ۲۶)

**مسئلہ ۲۸** → اگر کسی ایسی عورت کے گھر میں مقتول پایا جائے جو ایسے شہر میں رہتی ہے کہ وہاں اس کا کوئی رشتہ دار نہیں رہتا، تو اس عورت سے پچاس مرتبہ قسم لی جائے گی اس کے بعد اس کے قریب ترین رشتہ داروں پر دیت لازم ہوگی۔ اگر اس کے رشتہ دار بھی اس شہر میں رہتے ہیں تو وہ بھی عورت کے ساتھ قسامت میں شریک ہوں گے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از کفایہ ص ۸۱ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۵۹ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۲ ج ۳، مبسوط ص ۱۲۰ ج ۲۶)

**مسئلہ ۲۹** → اگر کسی بچے یا پاگل کے گھر میں مقتول پایا جائے تو بچے اور پاگل سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ ان کے عاقلہ سے قسم بھی لی جائے گی اور دیت بھی لی جائے گی۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری از ذخیرہ ص ۸۱ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۶۱ ج ۵)

**مسئلہ ۳۰** → اگر یتیموں کے گھر میں مقتول پایا جائے یا ان کے محلہ میں پایا جائے تو ان یتیموں میں جو بالغ ہے اس سے قسم لی جائے گی اور دیت سب کے عاقلہ پر ہوگی۔ اور اگر ان میں سے کوئی بالغ نہیں ہے تو قسامت و دیت دونوں سب کے عاقلہ پر واجب ہیں۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۸۱ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۶۱ ج ۵، مبسوط ص ۱۲۱ ج ۲۶)

**مسئلہ ۳۱** → اگر کسی ذمی کے گھر میں مقتول پایا جائے تو اس سے پچاس مرتبہ قسم لی جائے گی۔ اس کے بعد اگر ان ذمیوں میں یہ رواج ہے کہ دیت ان کے عاقلہ ادا کرتے ہیں تو ان کے عاقلہ سے دیت وصول کی جائے گی ورنہ اس کے مال سے ادا کی جائے گی۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری از ذخیرہ ص ۸۱ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۶۱ ج ۵)

**مسئلہ ۳۲ (الف)**: اگر کسی قوم کی مملوکہ چھوٹی نہر میں مقتول پایا جائے تو اس نہر کے مالکوں پر قسامت اور ان کے عاقلہ پر دیت واجب ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری از ذخیرہ ص ۸۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳، تمییز الحقائق ص ۱۷۴ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۵۷ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۸ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۰ ج ۷)

**مسئلہ ۳۲ (ب)**: اگر کسی بڑی بہتی ہوئی نہر میں مقتول بہتا ہوا پایا جائے اور وہ نہر دارالاسلام سے نکلی ہے تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی اور اگر وہ نہر دارالحرب سے نکلی ہے تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔ اور اگر لاش نہر کے کنارے پراٹکی ہوئی ہے اور اس کنارے کے اتنے قریب کوئی آبادی ہے جہاں تک اس جگہ کی آواز پہنچ سکتی ہے تو اس آبادی والوں پر

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۸۱.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق.

⑥.....المرجع السابق ص ۸۲.

دیت واجب ہوگی اور اگر وہاں تک آواز نہیں پہنچ سکتی تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری از ذخیرہ ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۷۴ ج ۶، در مختار و شامی ص ۵۵۷ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۸ ج ۲۶)

**مسئلہ ۳۳** → اگر کسی کشتی میں مقتول پایا جائے تو اس کشتی کے سواروں پر قسامت و دیت ہے جس میں ملاح مسافر اور اگر اس میں مالک بھی ہو تو وہ بھی داخل ہے اور چھکڑے<sup>(2)</sup> کا حکم بھی یہی ہے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ص ۸۲ ج ۶، ہدایہ ص ۶۲۲ ج ۴، در مختار و رد المحتار ص ۵۵۶ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۷۴ ج ۶، بحر الرائق ص ۲۹۶ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۷ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۱ ج ۷)

**مسئلہ ۳۴** → اگر کسی جانور کی پیٹھ پر مقتول پایا جائے اور اس جانور کا کوئی سائق<sup>(4)</sup> یا قائد<sup>(5)</sup> یا اس پر کوئی سوار ہے تو دیت اسی پر ہے، اور اگر سائق و قائد و راکب تینوں ہیں تو تینوں پر برابر برابر دیت واجب ہوگی۔ اور اگر جانور اکیلا ہے تو قسامت و دیت اس محلہ کے لوگوں پر ہے جہاں اس جانور پر مقتول پایا گیا ہے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۷۴ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۳ ج ۸، در مختار و شامی ص ۵۵۳ ج ۵، ہدایہ ص ۶۲۲ ج ۴، مبسوط ص ۱۱۷ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۲ ج ۷)

**مسئلہ ۳۵** → اگر دو آبادیوں کے درمیان کسی جانور پر مقتول پایا جائے اور جانور اکیلا ہو تو جس بستی تک آواز پہنچ سکتی ہو اس کے رہنے والوں پر اور اگر دونوں جگہ آواز پہنچتی ہو تو دونوں بستیوں میں قریب والی کے باشندوں پر قسامت و دیت واجب ہوگی۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۷۴ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۳ ج ۸، در مختار و شامی ص ۵۵۳ ج ۵)

**مسئلہ ۳۶** → اگر کسی کی افتادہ زمین میں مقتول پایا جائے تو زمین کے مالک اور اس کے قبیلے والوں پر قسامت و دیت ہے اور اگر وہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہے اور اس کے اتنے قریب کوئی آبادی ہے جس میں وہاں کی آواز سنی جاسکتی ہے تو اس آبادی والوں پر قسامت و دیت واجب ہوگی اور اگر اس کے قریب کوئی آبادی نہیں ہے یا آبادی اس قدر دور ہے کہ وہاں کی آواز اس آبادی تک نہیں پہنچتی ہے تو اگر اس زمین سے مسلمان کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں مثلاً وہاں سے لکڑی یا گھاس کاٹتے ہیں۔ یا وہاں

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۸۲.

②..... دو پیہوں کی لمبی گاڑی جس میں تیل جوتے جاتے ہیں جو بار برداری کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۸۲.

④..... ہانکنے والا۔ ⑤..... آگے سے جانور چلانے والا، کھیل پکڑ کر لے جانے والا۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۸۲.

⑦..... المرجع السابق.

جانور چراتے ہیں تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی۔ اور اگر وہ زمین انتفاع کے قابل ہی نہیں ہے تو مقتول کا خون رائیگاں جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۸۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۳ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۵۴ ج ۵)

**مسئلہ ۳۷** — اگر کسی پل پر مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی اور اگر شہر کے اردگرد کی خندق میں مقتول پایا جائے تو اس کا حکم شارع عام پر پائے جانے والے مقتول کا سا ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۸۲ ج ۶)

**مسئلہ ۳۸** — مسلمان لشکر کسی مباح زمین میں جو کسی شخص کی ملکیت نہ تھی پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ ان میں سے کسی لشکری کے خیمے میں مقتول پایا جائے تو اس خیمے والوں پر دیت و قسامت ہے اور اگر خیمے کے باہر پایا جائے اور لشکریوں کے قبائل الگ الگ ٹھہرے ہوں تو جس قبیلے میں پایا جائے گا اس قبیلے پر دیت و قسامت ہے اور اگر دو قبیلوں کے درمیان پایا جائے تو قریب والے قبیلے پر قسامت و دیت ہے اور اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہو تو دونوں پر قسامت و دیت ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۴ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۶۰ ج ۵، مبسوط ص ۱۱۹ ج ۲۶)

**مسئلہ ۳۹** — اگر لشکریوں کے قبیلے ملے جلے ٹھہرے ہوں اور مقتول کسی کے خیمے میں پایا گیا تو صرف اس خیمے والوں پر ہی قسامت و دیت واجب ہوگی اور اگر خیمے سے باہر پایا جائے تو سب لشکر پر قسامت و دیت واجب ہوگی۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۴ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۶۱ ج ۵)

**مسئلہ ۴۰** — مسلمانوں کا لشکر کسی کی مملوکہ زمین<sup>(۵)</sup> میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا تو ہر صورت میں زمین کے مالک پر قسامت و دیت واجب ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۴ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۹۲ ج ۷، درمختار و شامی ص ۵۶۱ ج ۵)

**مسئلہ ۴۱** — اگر مسلمان لشکر کا کافروں سے مقابلہ ہوا پھر وہاں کوئی مسلمان مقتول پایا گیا تو کسی پر قسامت و دیت نہیں اور اگر دو مسلمان گروہوں میں مقابلہ ہوا اور ان میں سے ایک گروہ باغی اور دوسرا حق پر تھا اور جو مقتول پایا گیا وہ اہل حق کی جماعت کا تھا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۸۲ ج ۶)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۸۲.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤.....یعنی وہ زمین جو کسی کی ملکیت میں ہے۔

⑥....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۸۲.

⑦.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۲** اگر کسی مقفل مکان میں (۱) مقتول پایا جائے تو گھر کے مالک کے عاقلہ پر (۲) قسامت ودیت ہے۔

(۳) عالمگیری از محیط ص ۸۳ ج ۶، شامی ص ۵۵۵ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۵ ج ۸

**مسئلہ ۳۳** اگر کوئی شخص اپنے باپ یا ماں کے گھر میں مقتول پایا جائے یا بیوی شوہر کے گھر میں مقتول پائی جائے تو اس

میں قسامت ہے اور دیت عاقلہ پر ہے۔ مگر مالک مکان میراث سے محروم نہیں ہوگا۔ (۴) قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳

**مسئلہ ۳۴** اگر کسی ایسے ویران محلے میں جس میں کوئی شخص نہیں رہتا ہے مقتول پایا جائے تو اس کے اتنے قریب کی

آبادی پر قسامت ودیت واجب ہے۔ جہاں تک وہاں کی آواز پہنچتی ہے۔ (۵) بحر الرائق ص ۳۹۴ ج ۸

**مسئلہ ۳۵** اگر کسی جگہ دو گروہوں میں عصبیت (۶) کی وجہ سے تلوار چلی پھر ان لوگوں کے متفرق ہو جانے کے بعد وہاں

کوئی مقتول پایا گیا تو اہل محلہ پر قسامت ودیت ہے۔ مگر جب ولی مقتول ان متحاربین پر (۷) یا ان میں سے کسی معین شخص پر قتل کا دعویٰ

کرے تو اہل محلہ بری ہو جائیں گے اور متحاربین کے خلاف غیر اہل محلہ میں سے دو گواہ اگر اس بات کی گواہی دیں کہ مدعی علیہم نے قتل

کیا ہے تو قصاص یا دیت واجب ہوگی ورنہ وہ بھی بری ہو جائیں گے۔ (۸) در مختار و شامی ص ۵۵۸ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸

**مسئلہ ۳۶** اگر کسی کا جانور کسی جگہ مردہ پایا جائے تو اس میں کچھ نہیں ہے۔ (۹) قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳

۳، در مختار ص ۵۶۱ ج ۵، فتح القدیر ص ۳۸۲ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۶ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۸۸ ج ۷

**مسئلہ ۳۷** اگر جیل خانے میں کوئی مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ (۱۰) (ہدایہ

ص ۶۲۵ ج ۴، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۲ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۷۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۴ ج ۲۶،

بدائع صنائع ص ۲۹۰ ج ۷)

①..... یعنی تالاگے ہوئے مکان میں۔

②..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”گھر کے مالک پر قسامت ودیت ہے“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی فطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتب میں

عبارت اس طرح ہے ”گھر کے مالک کے عاقلہ پر قسامت ودیت ہے“، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمیہ

③..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج ۶، ص ۸۳۔

④..... ”الفتاویٰ الخانیہ“، کتاب الجنایات، باب الشهادة علی الجنایۃ، ج ۲، ص ۳۹۷۔

⑤..... ”البحر الرائق“، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج ۹، ص ۱۹۵۔

⑥..... یعنی دشمنی۔ ⑦..... یعنی لڑنے والوں پر۔

⑧..... ”البحر الرائق“، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج ۹، ص ۲۰۰۔

⑨..... ”الفتاویٰ الخانیہ“، کتاب الجنایات، باب الشهادة علی الجنایۃ، ج ۲، ص ۳۹۷۔

⑩..... المرجع السابق، ص ۳۹۶۔



## متفرقات

**مسئلہ ۱** - اگر کسی شخص کو عمداً زخمی کیا گیا۔ اس نے دو آدمیوں کو گواہ بنا کر یہ کہا کہ فلاں شخص نے مجھے زخمی نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد وہ مر گیا تو اس میں اگر قاضی اور عام لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ اسی شخص نے زخمی کیا ہے تو ان گواہوں کی شہادت مقبول نہیں ہے اور اگر کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس شخص نے زخمی کیا ہے تو یہ شہادت صحیح ہے اور اس کے بعد اگر اولیائے مقتول گواہوں سے اسی شخص کے زخمی کرنے کا ثبوت فراہم کر دیں تو یہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری، ص ۸۷، ج ۶)

**مسئلہ ۲** - اگر کسی زخمی نے یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص نے مجھے زخمی کیا ہے پھر وہ مر گیا اور اولیاء نے گواہوں سے کسی دوسرے کو زخمی کرنے والا ثابت کیا تو یہ گواہی مقبول نہیں ہوگی۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری، ص ۸۷، ج ۶)

**مسئلہ ۳** - اگر کسی زخمی نے یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص نے مجھے زخمی کیا ہے پھر مر گیا پھر مقتول کے ایک لڑکے نے اس بات پر گواہ پیش کئے کہ مقتول کے دوسرے لڑکے نے اس کو خطا زخمی کیا تھا تو یہ شہادت مقبول ہوگی۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری، ص ۸۷، ج ۶)

**مسئلہ ۴** - اگر کوئی سوار کسی راہ گیر سے پیچھے کی طرف آ کر ٹکرایا اور سوار مر گیا تو راہ گیر پر اس کا ضمان نہیں ہے اور راہ گیر مر گیا تو سوار پر اس کا ضمان ہے کشتیوں کی ٹکر کی صورت میں بھی یہی حکم ہے۔<sup>(۴)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۴۴، ج ۳، عالمگیری ص ۸۸، ج ۶)

**مسئلہ ۵** - اگر دو جانور آپس میں ٹکرائے اور ایک مر گیا اور دونوں کے ساتھ ان کے سائق تھے تو دوسرے پر ضمان واجب ہے۔<sup>(۵)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۴۴، ج ۳)

**مسئلہ ۶** - اگر دو ایسے سوار آپس میں ٹکرائے کہ ایک ٹھیرا ہوا تھا اور دوسرا چل رہا تھا اور اسی طرح دو آدمی آپس میں ٹکرائے گئے کہ ایک چل رہا تھا اور دوسرا کھڑا ہوا تھا اور ٹھیرے ہوئے کو کچھ صدمہ پہنچا تو اس کا تاوان چلنے والے پر واجب ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۴۴، ج ۳، عالمگیری ص ۸۸، ج ۶)

**مسئلہ ۷** - کوئی شخص راستے میں سو رہا تھا کہ ایک راہ گیر نے اس کو کچل دیا اور دونوں کی ایک انگلی ٹوٹ گئی تو چلنے

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنايات، الباب السابع عشر فی المتفرقات، ج ۶، ص ۸۷.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق، ص ۸۸.

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنايات، فصل فی القتل الذی یوجب الدیة، ج ۲، ص ۳۹۱.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الحنايات، الباب السابع عشر فی المتفرقات، ج ۶، ص ۸۸.

والے پرتاوان ہے سونے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر ان میں سے کوئی مر جائے درآں حالیکہ ایک دوسرے کے وارث ہوں تو سونے والا چلنے والے کا ترکہ پائے مگر چلنے والا سونے والے کا ترکہ نہیں پائے گا۔<sup>(1)</sup> (قاضی خاں علی الہندیہ، ص ۴۳۳، ج ۳)

**مسئلہ ۸** - دو شخص کسی درخت کو کھینچ رہے تھے کہ وہ ان پر گر پڑا جس سے وہ دونوں مر گئے ہر ایک کے عاقلہ پر دوسرے کی نصف دیت ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک مر گیا تو دوسرے کے عاقلہ پر نصف دیت ہے۔<sup>(2)</sup> (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۳۳، ج ۳، عالمگیری، ص ۹۰، ج ۶)

**مسئلہ ۹** - اگر کسی نے کسی کا ہاتھ پکڑا اور اس نے اپنا ہاتھ کھینچا اور ہاتھ کھینچنے والا گر کر مر گیا تو اگر پکڑنے والے نے مصافحہ کرنے کے لیے پکڑا تھا تو کوئی ضمان نہیں ہے اور اگر اس کے موڑنے اور ایذا دینے کے لیے پکڑا تھا تو پکڑنے والا اس کی دیت کا ضامن ہے اور اگر پکڑنے والے کا ہاتھ ٹوٹ گیا تو ہاتھ کھینچنے والا ضامن نہیں ہے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری، ص ۸۸، ج ۶)

**مسئلہ ۱۰** - ایک شخص نے دوسرے کو پکڑا اور تیسرے شخص نے پکڑے ہوئے آدمی کو قتل کر دیا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کی سزا دی جائے گی۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ص ۸۸، ج ۶)

**مسئلہ ۱۱** - کسی نے دوسرے کو پکڑا اور تیسرے نے آ کر پکڑے ہوئے کا مال چھین لیا تو چھیننے والا ضامن ہے پکڑنے والا ضامن نہیں ہے۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری، ص ۸۸، ج ۶)

**مسئلہ ۱۲** - کوئی شخص کسی کے کپڑے پر بیٹھ گیا کپڑے والے کو علم نہ تھا وہ کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے کپڑا پھٹ گیا تو بیٹھنے والا کپڑے کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ص ۸۸، ج ۶)

**مسئلہ ۱۳** - اگر کسی نے اپنے گھر میں لوگوں کو دعوت دی اور ان لوگوں کے چلنے یا بیٹھنے سے فرش یا تکیہ پھٹ گیا تو یہ ضامن نہیں ہیں۔ اور اگر کسی برتن کو ان میں سے کسی نے کچل دیا یا ایسے کپڑے کو جو بچھا یا نہیں جاتا ہے کچل کر خراب کر دیا تو ضامن ہوں گے اور اگر ان کے ہاتھ سے گر کر کوئی برتن ٹوٹ گیا تو ضامن نہیں ہیں اور اگر ان مہمانوں میں سے کسی کی تلوار لنگی ہوئی تھی اور اس سے فرش پھٹ گیا تو ضامن نہیں ہے۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری از محیط، ص ۸۸، ج ۶)

**مسئلہ ۱۴** - اگر صاحب خانہ نے مہمانوں کو بستر پر بیٹھنے کی اجازت دی اور وہ بیٹھ گئے بستر کے نیچے صاحب خانہ کا

①....."الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الحناہیات، فصل فی القتل الذی یوجب المدیۃ، ج ۲، ص ۳۹۱.

②....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الحناہیات، الباب السابع عشر فی المتفرقات، ج ۶، ص ۹۰.

③.....المرجع السابق، ص ۸۸. ④.....المرجع السابق. ⑤.....المرجع السابق.

⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

چھوٹا بچہ لیٹا ہوا تھا ان کے بیٹھنے سے وہ کچل کر مر گیا تو مہمان اس کی دیت کا ضامن ہے۔ اسی طرح اگر بستر کے نیچے کسی اور کے شیشے وغیرہ کے برتن تھے وہ ٹوٹ گئے تو مہمان کو تاوان دینا ہوگا۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری از ذخیرہ ص ۸۸ ج ۶)

**مسئلہ ۱۵** - اگر کسی نے کسی سوئے ہوئے آدمی کی فصد کھول دی جس سے اتنا خون بہا کہ سونے والا مر گیا تو فصد کھولنے والے پر قصاص واجب ہے۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری از قنویہ ص ۸۸ ج ۶)

**مسئلہ ۱۶** - اگر کسی نے یہ کہا کہ میں نے فلاں شخص کو قتل کیا ہے لیکن عمداً یا خطااً کچھ نہیں کہا تو اس کے اپنے مال سے دیت ادا کی جائے گی۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری از منشی و ذخیرہ ص ۸۸ ج ۶)

**مسئلہ ۱۷** - اگر کسی نے کسی کو ہاتھ یا پیر سے مارا اور وہ مر گیا تو یہ شبہ عمدہ کہلائے گا اور اگر تنبیہ کے لیے کسی ایسی چیز سے مارا تھا جس سے مرنے کا اندیشہ نہیں تھا مگر مر گیا تو قتل خطا کہلائے گا اور اگر مارنے میں مبالغہ کیا تھا تو یہ بھی شبہ عمدہ کہلائے گا۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری از محیط، ص ۸۸ ج ۶)

**مسئلہ ۱۸** - اگر کسی نے کسی کو تلوار مارنے کا ارادہ کیا جس کو مارنا چاہتا تھا اس نے تلوار ہاتھ سے پکڑ لی۔ تلوار والے نے تلوار کھینچی جس سے پکڑنے والے کی انگلیاں کٹ گئیں تو اگر جوڑ سے کٹ گئی ہیں تو قصاص لیا جائے گا۔ اگر جوڑ کے علاوہ کسی جگہ سے کٹی ہیں تو دیت لازم ہوگی۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری از ذخیرہ ص ۸۹ ج ۶)

**مسئلہ ۱۹** - اگر کسی کے دانت میں درد ہو اور وہ دانت معین کر کے ڈاکٹر سے کہے کہ اس دانت کو اکھیڑ دو اور ڈاکٹر دوسرا دانت اکھیڑ دے پھر دونوں میں اختلاف ہو جائے تو مریض کا قول حلف کے ساتھ معتبر ہوگا اور ڈاکٹر کے مال میں دیت لازم ہوگی۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری از قنویہ ص ۸۹ ج ۶)

**مسئلہ ۲۰** - اگر دو آدمی کسی تیسرے کا دانت خطااً توڑ دیں تو دونوں کے مال سے دیت ادا کی جائے گی۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری از قنویہ ص ۸۹ ج ۶)

**مسئلہ ۲۱** - اگر کسی نے حسب معمول اپنے گھر میں آگ جلائی۔ اتفاقاً اس سے اس کا اور اس کے پڑوسی کا گھر جل گیا تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(8)</sup> (عالمگیری از فصول عمادیہ ص ۸۹ ج ۶)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفرقات، ج ۶، ص ۸۸.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق، ص ۸۸، ۸۹.

⑤..... المرجع السابق، ص ۸۹. ⑥..... المرجع السابق. ⑦..... المرجع السابق.

⑧..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۲۲**۔ اگر کسی نے اپنے گھر کے تنور میں گنجائش سے زیادہ لکڑیاں جلائیں جس سے اس کا اور اس کے پڑوسی کا گھر جل گیا تو یہ ضامن ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری از محیط ص ۸۹ ج ۶)

**مسئلہ ۲۳**۔ اگر کسی نے اپنے لڑکے کو اپنی زمین میں آگ جلانے کا حکم دیا، لڑکے نے آگ جلائی جس سے چنگاریاں اڑ کر پڑوسی کی زمین میں گئیں جن سے اس کا کوئی نقصان ہو گیا تو باپ ضامن ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری از قذیہ ص ۸۹ ج ۶)

**مسئلہ ۲۴**۔ اگر کسی سمجھ دار بچے نے کسی کی بکری پر کتا دوڑایا جس سے بکری بھاگ گئی اور غائب ہو گئی تو یہ بچہ ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری از قذیہ ص ۹۰ ج ۶)

**مسئلہ ۲۵**۔ کسی نے اپنے جانور کو دیکھا کہ دوسرے کا غلہ کھا رہا تھا اور اس کو غلہ کھانے سے نہیں روکا تو نقصان کا ضامن ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ص ۹۰ ج ۶)

**مسئلہ ۲۶**۔ کسی کا جانور دوسرے کے کھیت میں گھس کر نقصان کر رہا ہو تو اگر جانور کے مالک کے کھیت میں جانور کو نکالنے کے لیے گھسنے سے بھی نقصان ہوتا ہے مگر جانور کو نہ نکالا جائے تو زیادہ نقصان کا خطرہ ہے تو گھس کر جانور کو نکالنا واجب ہے اور اس کے کھیت میں گھسنے سے جو نقصان ہوگا اس کا ضامن بھی یہی ہوگا اور اگر جانور کسی دوسرے کا ہو تو اس کا نکالنا واجب نہیں ہے۔ پھر بھی اگر نکال رہا تھا کہ جانور ہلاک ہو گیا تو جانور کی قیمت کا یہ ضامن نہیں ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ص ۹۰ ج ۶)

**مسئلہ ۲۷**۔ اگر کسی کے خصیتین پر کسی نے چوٹ ماری جس سے ایک یا دونوں خصیتین زخمی ہو گئے تو حکومت عدل ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری از قذیہ ص ۹۰ ج ۶)

**مسئلہ ۲۸**۔ اگر کسی نے کسی کا مویشی خانہ غصب کر کے اس میں اپنے جانور باندھے پھر اس کے مالک نے جانوروں کو نکال دیا تو اگر کوئی جانور گم ہو گیا تو مویشی خانے کا مالک ضامن ہوگا۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری از جامع اصغر ص ۹۰ ج ۶)

**مسئلہ ۲۹**۔ اگر کسی نے جانور کا ہاتھ یا پیر کاٹ کر اسے ہلاک کر دیا یا زنج کر دیا تو مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو یہ ہلاک شدہ جانور ہلاک کرنے والے کو دے دے اور اس سے قیمت وصول کر لے یا اس جانور کو اپنے پاس رکھ لے اور ضمان وصول نہ کرے۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ص ۹۰ ج ۶)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفرقات، ج ۶، ص ۸۹.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق، ص ۹۰. ④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

⑧.....بہار شریعت میں اس مقام پر "ضمان وصول کرنے" لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتاب میں عبارت اس طرح ہے "ضمان وصول نہ کرنے"، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔...علمیہ

⑨....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفرقات، ج ۶، ص ۹۰.

## عاقلہ کا بیان

**مسئلہ ۱** عاقلہ وہ لوگ کہلاتے ہیں جو قتل خطا یا شبہ عمد میں ایسے قاتل کی طرف سے دیت ادا کرتے ہیں جو ان کے متعلقین میں سے ہے اور یہ دیت اصالتہ واجب ہوئی ہو اور اگر وہ دیت اصالتہ واجب نہ ہوئی ہو مثلاً قتل عمد میں قاتل نے اولیائے مقتول سے مال پر صلح کر لی ہو تو قاتل کے مال سے ادا کی جائے گی اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کو عمداً قتل کر دیا ہو تو گو اصالتہ قصاص واجب ہونا چاہیے تھا مگر شبہ کی وجہ سے قصاص کے بجائے دیت واجب ہوگی جو باپ کے مال سے ادا کی جائے گی۔ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں عاقلہ پر دیت واجب نہ ہوگی۔<sup>(۱)</sup> (در مختار و شامی، ص ۵۶۱، ج ۵، عالمگیری، ص ۸۳، ج ۶، بحر الرائق، ص ۳۹۹، ج ۸، فتح القدر، ص ۴۰۲، ج ۸، تبیین الحقائق، ص ۱۷۶، ج ۶، بدائع صنائع، ص ۲۵۶، ج ۷، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۲۸، ج ۳)

**مسئلہ ۲** حکومت کے مختلف محکموں کے ملازمین اور ایسی جماعتیں جن کو حکومت بیت المال سے سالانہ یا ماہانہ وظیفہ دیتی ہے یا ہم پیشہ جماعتیں ایک شہر یا ایک قصبہ یا ایک گاؤں یا ایک محلے کے لوگ یا ایک بازار کے تاجر جن میں یہ معاہدہ یا رواج ہو کہ اگر ان کے کسی فرد پر کوئی افتاد پڑے تو سب مل کر اس کی اعانت و مدد کرتے ہیں تو وہی فریق اس قاتل کا عاقلہ ہوگا جس کا یہ فرد ہے اور اگر ان میں اس قسم کا رواج نہیں ہے تو قاتل کے آبائی رشتہ دار اس کے عاقلہ کہلائیں گے جن میں الاقرب فالاقرب کا اصول جاری ہوگا اور دیت کی ادائیگی میں قاتل بھی عاقلہ کے ساتھ شریک ہوگا لیکن اس زمانہ میں چونکہ اس قسم کا رواج نہیں ہے اور بیت المال کا نظام بھی نہیں ہے لہذا آج کل عاقلہ صرف قاتل کے آبائی رشتہ دار ہوں گے اور اگر کسی شخص کے آبائی رشتہ دار بھی نہ ہوں تو قاتل کے مال سے تین سال میں دیت ادا کی جائے گی۔<sup>(۲)</sup> (در مختار و شامی، ص ۵۶۶، ج ۵، عالمگیری، ص ۸۳، ج ۶، بحر الرائق، ص ۴۰۰، ج ۸، فتح القدر، ص ۴۰۵، ج ۸، تبیین الحقائق، ص ۱۷۸، ج ۶، بدائع صنائع، ص ۲۵۶، ج ۷، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۲۸، ج ۳)

**فائدہ:** آج کل کارخانوں اور مختلف اداروں میں ملازمین اور مزدوروں کی یونینیں<sup>(۳)</sup> بنی ہوئی ہیں جن کے مقاصد میں بھی یہ شامل ہے کہ کسی ممبر پر کوئی افتاد پڑے تو یونین اس کی مدد کرتی ہے لہذا کسی یونین کے ممبر کے عاقلہ کے قائم مقام اسی یونین کو مانا جائے گا جس کا یہ ممبر ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى الْإِنْتِهَاءِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْفَضْلِ أَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَوْلِيَانِهِ  
وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السادس عشر فی المعاقل، ج ۶، ص ۸۳.

و "الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب المعاقل، ج ۱۰، ص ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۶.

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الجنایات، الباب السادس عشر فی المعاقل، ج ۶، ص ۸۳.

و "الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب المعاقل، ج ۱۰، ص ۳۵۰.

③..... یونین کی جمع، ادارہ، انجمن وغیرہ۔

## تذکرہ

”استاذی و ملاذی حضرت صدر الشریعہ الحاج مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ و الرضوان کے فیضانِ علمی سے اس ناچیز نے آپ کی مصنفہ کتاب ”بہار شریعت“ کے بقایا ابوابِ فقہ میں سے انیسواں حصہ کتاب الوصایا کے نام سے مرتب و مولف کیا۔ اس نسبت کی سعادت نے قلب میں تحریک پیدا کی کہ اظہارِ تشکر و امتنان کے جذبہ کے ماتحت حضرت کے صاحبزادگان میں جن سے اس حقیر کو گہری وابستگی اور خصوصی ربط و تعلق رہا ان کا ذکر بھی مختصر انداز میں بطور زیب تالیف کر دیا جائے۔

قارئین کرام حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی پاکستان مرحوم و مغفور و مولانا الحاج قاری رضاء المصطفیٰ خطیب نیومین مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی پاکستان زادِ غمُرہ و شرفہ سے تعارف حاصل کریں اور اس ناچیز کے حق میں دعائے خیر و استغفار فرمائیں۔

الفقیر ظہیر احمد زیدی القادری غفرلہ

اللہ تبارک و تعالیٰ جل و علا نے قرآن پاک میں یہ فرما کر ﴿وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ اس امر کی طرف راہنمائی فرمائی کہ علم ہو، دولت ہو یا حکومت، عظمت ہو یا اقتدار دنیا میں یہ کسی ایک فرد یا ایک خاندان یا ایک ہی گروہ یا ایک ہی بستی اور علاقہ کے ساتھ مخصوص نہیں کی گئی ہے۔ ان کے مراکز بدلتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس کو اپنے فضل سے نوازتا ہے، تاریخ بتلاتی ہے کہ ماضی میں علم کے مراکز بھی مختلف علاقے اور مختلف خاندان رہے ہیں، سمرقند، بخارا، شیراز و عراق سے جب علمی مراکز ہندوستان منتقل ہوئے تو مرکز کبھی پنجاب رہا، کبھی سندھ، کبھی دہلی اور کبھی یوپی وغیرہ، صوبہ یوپی میں لکھنؤ، جوینور، خیرآباد، الہ آباد، بدایوں، بریلی وغیرہ اپنے اپنے وقت میں مرکز علم رہے، ایسا ہی ایک مرکز علم قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ بنا جہاں کی خاک سے صدر الشریعہ ابو العلی حضرت مولانا الحاج امجد علی علیہ الرحمۃ ایسے فقیہ العصر، علامۃ الدھر فاضل اجل مُتَبَحَّرِ عالم پیدا ہوئے۔ ان کے علم کی تابانیوں نے ہندوستان و پاکستان کے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا، بالخصوص ان کی فقہی ضیاء پاشیوں نے علماء ہی کو نہیں عامۃ المسلمین کو بھی نور علم سے فیضیاب فرمایا۔ آپ نے فقہ حنفی اردو زبان میں منتقل فرمایا، ہندو پاک کے مسلمانوں پر آپ کا یہ وہ احسان ہے جو رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اپنے فضل و کرم سے اس کا اجر عظیم عطا فرمائے، اور آپ کی قبر پر اپنی ہزار ہزار بلکہ بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور اعلیٰ علیین میں آپ کو مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت صدر الشریعہ کے علمی فیوض و برکات نے سرزمین گھوسی کو مرکز علم و فن بنا دیا۔ اس خطے سے ایسے ایسے علماء و فضلا پیدا ہوئے جنہوں نے بین الاقوامی دنیا میں عظیم شہرت و نیک نامی پیدا کی ان میں مدرسین بھی ہیں، فقہاء بھی اور صاحبِ فہم و بصیرت مفتی بھی، اب اس چھوٹے سے خطے ارض میں کئی دارالعلوم ہیں جو ہر سال علماء کی ایک معتد بہ تعداد کو علم و فضل سے شرف

بخشتے ہیں، حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کو علم دین سے کتنا شغف تھا اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی اولاد امجاد میں سات صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کو علم دین کی تعلیم دی اور علوم دینیہ کے حصول میں لگایا ان میں سے اس وقت میں آپ کے دو صاحبزادوں کا ذکر کروں گا، جنہوں نے آپ کی وراثتِ علم کی نہ صرف حفاظت کی بلکہ اس علم کی ترویج و ترقی میں حصہ لیا اور دین کی قابل قدر خدمات انجام دیں۔

## (۱) الحاج عبدالمصطفیٰ ازہری

آپ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے بڑے دو بھائیوں کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کی ولادت چودھویں صدی ہجری کی چوتھی دہائی میں ہوئی، قرآن پاک کی تعلیم دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی میں حاصل کی، پھر اپنے والد محترم کے ساتھ اجمیر شریف جامعہ معینیہ عثمانیہ چلے گئے اور وہاں درسِ نظامی عربی کی تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث بریلی شریف میں کیا، آپ کے اساتذہ میں حضرت صدر الشریعہ، مولانا عبد الحمید و مولانا مفتی اقیاز احمد علیہم الرحمۃ ہیں۔ احادیث کی سند اجازت آپ کو حضرت صدر الشریعہ ابوالعلیٰ مولانا امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت و حجۃ الاسلام سیدی مولانا شاہ حامد رضا خاں مفتی اعظم ہند، حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی علیہم الرحمۃ وارضوان سے حاصل ہے۔ درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد آپ مزید تعلیم کے لیے مصر تشریف لے گئے وہاں جامعہ ازہر میں آپ نے تین سال تعلیم حاصل کی۔ اوائل ۱۹۳۷ء میں آپ واپس تشریف لائے اور تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا، سب سے پہلے آپ نے دادوں ضلع علی گڑھ کے مشہور و معروف دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ میں درس دیا۔ اس وقت آپ کے والد محترم حضرت صدر الشریعہ وہاں صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے، اس کے بعد آپ بریلی تشریف لے گئے اور دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی محلہ بہاری پور بریلی میں پھر جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں درس دیا۔ آزادی کے بعد ۱۹۴۸ء میں آپ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ پنجاب پاکستان میں بحیثیت شیخ الحدیث تشریف لائے۔

۱۹۵۲ء میں آپ حکومت پنجاب کے محکمہ اسلامیات میں مقرر ہوئے۔ اس محکمہ میں آپ کے ذوقِ علمی کی تسکین کا کوئی ماحول اور سامان نہ تھا۔ تو آپ اس محکمہ کو چھوڑ کر جامعہ رضویہ مظہر اسلام بھاول نگر پنجاب میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے، یہاں آپ کی آمد سے مدرسہ کو بڑی ترقی ہوئی۔ اب اس عمارت میں رضویہ کالج ہے اور مدرسہ کی عمارت دوسری جگہ بنادی گئی ہے۔ ۱۹۵۸ء میں آپ دارالعلوم امجدیہ آرام باغ میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لائے اور تادم تحریر ہذا اسی دارالعلوم کو فیض بخش رہے ہیں۔<sup>(۱)</sup> جس وقت آپ کراچی میں تشریف لائے دارالعلوم امجدیہ کا آغاز ہی ہوا تھا اس کی نہ کوئی خاص عمارت تھی نہ اس کے پاس کوئی زمین، دو کشادہ دکانیں کرائے پر حاصل کر کے اس میں مدرسہ قائم کر دیا گیا۔ اور تعلیم شروع کر دی گئی، آج بجمہ تعالیٰ اس کی عظیم الشان عمارت ہے، تدریسی اور غیر تدریسی عملہ کی بڑی تعداد ہے، اور تقریباً

..... جس وقت یہ مضمون لکھا گیا مرحوم حیات تھے اور بوقت اشاعت و طباعت اس دنیا سے سفر آخرت فرما چکے ہیں۔

پانچ سو کی تعداد میں اقامتی اور غیر اقامتی طلبہ میں تین ساڑھے تین سو طلبہ کے لیے مع ناشتہ دونوں وقت کھانے کا انتظام ہے اور ہر طالب علم کو لباس کی صفائی اور دیگر اخراجات کے لیے نقد وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ یہ دارالعلوم کراچی کے ان علمی مراکز میں ہے جن پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے جو دینی تعلیم کو مروج کرنے میں عظیم کردار ادا کر رہے ہیں، اس دارالعلوم کے قیام اور ترقی میں بڑا حصہ مفتی ظفر علی نعمانی<sup>(1)</sup> کا ہے۔ جن کی پر خلوص اور شب و روز کی محنت اور لگن نے اس ادارہ کو یہ عظمت بخشی اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر دے آمین۔ لیکن علامہ ازہری صاحب کا ایثار، اُن کا خلوص اور اُن کا خونِ جگر بھی اس میں شامل ہے کسی ادارہ کا قائم کر دینا کوئی بڑا مشکل کام نہیں اس کی بقاء و ترقی جوئے شیر لانے سے کم نہیں، اس کے لیے سخت جدوجہد اور بڑی قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ عزم و استقلال حوصلہ اور صبر و قناعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلاشبہ علامہ ازہری ان مقامات سے بڑی سلامتی اور جوانمردی کے ساتھ گزرے اور اپنے صدق و صفا کا ثبوت فراہم کیا اگر علامہ ازہری تشریف نہ لاتے تو دارالعلوم اتنی جلدی ترقی کی منازل طے نہ کرتا ممکن تھا کہ اس کا وجود بھی غیر یقینی کی حالت میں آ جاتا۔

علامہ ازہری دو مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر بھی رہے اگرچہ وہ قطعاً سیاسی آدمی نہیں ہیں، اور ایک بوریا نشیں قانع اور دین و دینی تعلیم سے شغف رکھنے والے کو یہ فرصت بھی کہاں کہ وہ پارلیمنٹری سیاست میں حصہ لے، لیکن اپنی بے لوث خدمات، اپنے خلوص، اپنے تقویٰ اور اپنی ایمانداری کی وجہ سے انہیں عوام میں اتنی مقبولیت حاصل ہے کہ پبلک نے ان کا الیکشن خود ہی لڑا اور کامیاب کر دیا اس خصوصیت میں بھی وہ اپنے معاصرین میں ممتاز ہیں۔

علامہ ازہری اپنے علم و فضل اور تدریس و تعلیم میں بھی ایک اعلیٰ اور امتیازی مقام رکھتے ہیں، علم حدیث میں آپ کو کافی عبور حاصل ہے، طلبہ آپ پر جاں نثار کرتے ہیں آپ کا طریقہ تعلیم طلبہ میں نہایت مقبول ہے۔ آپ دورہ حدیث میں طلبہ کو کتب احادیث کی تلاوت و قراءت ہی نہیں کراتے بلکہ ایک ایک حدیث کی اس کے مفہوم و مطلب کے ساتھ وضاحت و تشریح بیان فرماتے ہیں اور جہاں جہاں مناسب اور ضروری خیال فرماتے ہیں رجال حدیث سے بھی متعارف کراتے ہیں، کس راوی کا فری

①..... مفتی ظفر علی نعمانی حضرت صدر الشریعہ کے بڑے صاحبزادہ مولوی حکیم شمس الہدیٰ مرحوم کے داماد ہیں، مرحوم کی لڑکی شریف النساء ان کی زوجیت میں ہیں، یہ ایک صاحب فکر و نظر اور عملی شخصیت کے مالک ہیں دینی خدمت کا جذبہ ان میں زبردست ہے۔ دارالعلوم امجدیہ کراچی کا قیام اور اس کو ترقی کی اس منزل پر لانا انہیں کی محنت اور جدوجہد کا نتیجہ ہے، آپ ہی کی کوشش سے علامہ ازہری اس دارالعلوم میں تشریف لائے اور کراچی میں قیام پذیر ہوئے، آپ پاکستان کی متعدد مذہبی سماجی و سیاسی اور معاشی انجمنوں کے ممبر ہیں ایوانِ بالا سینٹ کے ممبر رہے ہیں اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی ہیں، آپ نے پاکستان میں سب سے پہلے قرآن پاک کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان کے شائع کیا۔ آپ دارالعلوم امجدیہ کے مہتمم بھی ہیں اور اس وقت مجلس اتحاد بین العلماء کے صدر بھی ہیں منکسر المزاج، امانت دار اور بڑے وضعدار ہیں۔ معاملات کو سمجھتے ہیں اور بہتر فیصلہ لیتے ہیں۔



حدیث میں کیا درجہ اور کیا مقام ہے، طلبہ کو اس سے بھی آگاہی بخشتے ہیں آپ کے درس میں طلباء نہ کبھی تھکتے ہیں نہ کبھی بے کیف ہوتے ہیں، ازاول تا آخر یکساں دلچسپی یکساں لذتِ علم محسوس کرتے ہیں یہی خصوصیات آپ کو طلبہ میں مقبول و ہر دل عزیز بنائے ہوئے ہیں ایک اور خصوصیت جو آپ کو اپنے معاصرین میں امتیاز بخشتی ہے وہ آپ کا توکل اور غناءِ نفس ہے، آپ نے اپنے تمام معاملات دینی و دنیوی میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کیا آپ دین کی خدمت میں یکسوئی کے ساتھ مشغول رہے اور جو کچھ وظیفہ ملتا رہا اسی پر قناعت کی، رزق کے حصول میں آپ نے کبھی بے صبری نہیں کی، نہ اہل ثروت سے اپنی غرض کے لیے کوئی ربط قائم کیا، نہ دولت کے حصول کے لیے ادھر ادھر نگاہ ڈالی بڑے صبر و سکون سے اللہ کے دین کی خدمت میں لگے رہے اور جو کچھ بارگاہِ الہی سے ملتا رہا برضا و رغبت اسی پر قناعت کی، اللہ تعالیٰ آپ کی ہر ضرورت کا کفیل ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل سے یہ حصہ عطا فرمایا ہے کہ آپ کو نہ سرمایہ دار اور دولت مند بننے کی تمنا ہوئی اور نہ آپ نے ایسے ذرائع اختیار کیے جو شرعی قباحتوں کے ساتھ آپ کو مال و دولت سے ہم آغوش کریں، آپ دوبار قومی اسمبلی کے ممبر رہے، اس درمیان میں بڑے بڑے صنعتکاروں، تاجروں اور سرمایہ داروں سے آپ کا ربط و ضبط رہا، کافی تعداد میں ایسے لوگ آپ کے پاس آتے جاتے تھے لیکن یہ آپ کا تہذیبی تقویٰ اور قناعت اور ایثارِ نفس تھا کہ آپ نے ان سب سے خود کو محفوظ رکھا اور مالدار بننے کی کوئی خواہش اپنے اندر نہ پیدا ہونے دی، آپ جس مکان میں رہتے تھے اسی میں رہتے رہے۔

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ

آپ نے اس قول کا عملی نمونہ پیش فرمایا ہے۔

درمیانِ قعر دریا تختہ بندم کردہ (۱) بازی گوئی کہ دامن ترکن ہشیار باش (۱)

بلاشبہ آپ دریائے مال و منفعت اور دولت و ثروت کے سمندر میں قناعت کے ایک تختہ پر تیرتے رہے، مگر اپنے اس تقویٰ پر خواہشاتِ نفس کے چھینٹے بھی نہ آنے دیئے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو غناءِ نفس، قناعتِ صبر و توکل کا ایک مقام عطا فرمایا ہے جو ہر ایک کا نصیب نہیں، آپ نہایت متواضع، خلیق، مہمان نواز، خوش مزاج اور خندہ جبین ہیں، عالمانہ کمال و جلال کے ساتھ فقر و درویشی آپ کی خصوصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی جن نعمتوں سے سرفراز فرمایا ان میں سے ایک عظیم نعمت یہ ہے کہ آپ کی ذات میں ریاء و نفاق نہیں ہے جو آپ کا ظاہر ہے وہی باطن ہے، عبادت میں، ریاضت اور اوراد و وظائف میں، تعلیم و تعلم میں، آپ کی رفتار و گفتار میں، نشست و برخاست میں، خلوت ہو یا جلوت، ہر حالت میں آپ کے عمل میں یکسانیت ملے گی، ظاہر و باطن کا کوئی تضاد آپ کی زندگی میں نہیں ہے۔ سلسلہ روحانی میں آپ کی بیعت و ارادت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے ہے، آپ کی عمر مبارک اُس وقت پانچ سال کی ہوگی، آپ کا سلسلہ قادریہ رضویہ ہے، آپ کا نام بھی اعلیٰ حضرت نے ہی ”عبدالمصطفیٰ“ رکھا جب کہ حضرت صدر الشریعہ نے آپ کا نام

①..... ترجمہ: دریا میں ایک تختہ پر باندھ کر پھر تو مجھ سے کہتا ہے کہ دامن بھی تر نہ ہو ہوشیار رہوں۔

”ماجد علی“ رکھا تھا۔ سن شعور کو پہنچ کر جب آپ درسِ نظامی سے فارغ ہوئے اور شعر گوئی کا ذوق پیدا ہوا آپ نے اپنا تخلص ”ماجد“ رکھا۔ یہ وہی نام ہے جو آپ کے والدِ محترم حضرت صدر الشریعہ نے ابتداءً آپ کا رکھا تھا۔ شعر گوئی میں آپ نے اصنافِ سخن میں ”صنفِ نعت“ کو اختیار فرمایا۔ آپ کی مشقِ سخن کا میدان نعت گوئی ہے، آپ نے اپنا کوئی دیوان مرتب فرمایا یا نہیں اس کا مجھے علم نہیں البتہ یہ ضرور معلوم ہے کہ آپ نے بہت سی نعتیں کہی ہیں۔ تدریسی مشغلہ جاری رہنے کی وجہ سے آپ تصانیف کتب کے لئے تو وقت نہیں نکال سکے، جمعیت علماء پاکستان کے صدر بھی رہے، ان مصروفیات نے تصنیف و تالیف کا موقعہ نہیں دیا۔ صرف تفسیر قرآن کریم کی طرف توجہ فرمائی جس میں آپ نے پانچ پاروں کی تفسیر مکمل فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ آپ سے یہ خدمت لے لے اور یہ تفسیر مکمل ہو جائے، آمین۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو نورانی صورت عطا فرمائی ہے، بڑی بڑی غزالی آنکھیں، گول چہرہ تقریباً بلالی رنگ، قدمیانہ، جسم موزوں، لباس شریعت کے مطابق سادہ اور دیدہ زیب، مزاج میں خوش خلقی، آپ کی مجلس باغ و بہار، آپ کی مجلس میں کوئی رنجیدہ دل اور ملول نہیں ہوتا بلکہ محزون و مغموم اپنا غم بھلا دیتے ہیں، دینی اور دنیاوی لحاظ سے آپ کی مجلس و صحبت کے لیے بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے۔

بہت لگتا ہے جی صحبت میں ان کی وہ اپنی ذات میں اک انجمن ہیں

یہ ہیں علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی مقبول عوام و خواص

۱۳ جنوری ۱۹۸۶ء

## (۲) الْحَاجُّ قَارِي رِضَاءُ الْمِصْطَفَى

آنکھیں روشن اور پُر نور، اونچی ناک و گفام لب، بیضاوی چہرہ، کشادہ پیشانی، ہلکا پھلکا چاق و چوبند جسم اور میانہ قد، خندہ رو، خندہ جبین، سانولا رنگ، شگفتہ مزاج اور صاحبِ صدق و صفاء، یہ ہیں الحاج قاری مولانا رضاء المصطفیٰ۔ آپ صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب بہارِ شریعت علیہ الرحمہ کے پانچویں صاحبزادے اور علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی کے برادر خورد، آبائی وطن قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ (انڈیا) اپنا وطن شہر کراچی (پاکستان) ۱۹۲۵ء میں اپنے آبائی وطن میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں دارالعلوم عربیہ حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ (انڈیا) میں حفظ قرآن کیا، آپ کے استاد مولوی حافظ صوفی عبدالرحیم مرحوم ہی تھے، جو نہایت نیک متقی اور پاک باز تھے، بڑی محنت اور خلوص کے ساتھ طلبہ کو قرآن حفظ کراتے اور صحت تلفظ کا خیال رکھتے تھے۔ درسِ نظامیہ کی تعلیم کا آغاز دادوں ہی میں ہو گیا تھا۔ اس وقت حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ دادوں کے مدرسہ میں ہی صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے، آخر ۱۹۴۳ء میں حضرت صدر الشریعہ نے دادوں چھوڑ دیا، اس کے بعد قاری صاحب نے بریلی، مبارک پور، الہ آباد اور میرٹھ میں علم کی تکمیل کی، الہ آباد مدرسہ سبحانیہ میں تجوید و قرأت حاصل کی، آپ کے

مشہور اساتذہ میں حضرت صدر الشریعہ و حافظ ملت مولانا عبدالعزیز، مولانا عبدالرؤف، مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی، مولانا سید غلام جیلانی صاحب، بشیر القاری میرٹھی علیہم الرحمۃ والرضوان اور علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ہیں۔

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے برآدم ہے ضمیر گن فکاں ہے زندگی قاری صاحب کی زندگی کا اگر مطالعہ کیا جائے تو وہ جہد مسلسل اور عمل پیہم اور اپنی دنیا آپ بنانے کی بہترین تفسیر ہے۔ آپ ابتدا ہی سے سخت جفاکش رہے اور بڑے ہی صبر آزمایا حالات سے دوچار رہے لیکن کسی بھی دشواری اور پریشانی نے آپ کا حوصلہ پست نہ کیا۔ آپ کی والدہ محترمہ مرحومہ کا انتقال ابتدائی عمر میں ہی ہو گیا تھا، آپ نے ہوش سنبھالا تو ماں کی شفقت و رحمت کا کوئی حصہ آپ کو نہ ملا، تعلیم کا آغاز حفظ قرآن سے ہوا جو بڑی ہی محنت طلب ہے اور سخت جدوجہد کی طالب ہے۔ دن و رات کی محنت سے مجتہدِ تعالیٰ آپ بہت جلد اس کوشش میں کامیاب ہو گئے اور صرف دس گیارہ سال کی عمر میں آپ کو حفظ قرآن کریم کی عظیم نعمت حاصل ہو گئی۔ پھر آپ درسِ نظامی کے حصول و تکمیل کی طرف متوجہ ہو گئے اور علم کی طلب اور اس کے حصول میں آپ کو جن دشواریوں اور پریشانیوں سے گزرنا پڑا ان سے آپ مایوس ہوئے اور نہ حوصلہ ہارا، جدوجہد جاری رہی منزل کی طرف قدم بڑھتے رہے اور عزم و ارادوں کا کارواں برابر چلتا رہا، آخر کار منزل سے ہمکنار ہوئے اور درسِ نظامی سے سند فراغت حاصل کی، اس درمیان میں والد محترم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کا سایہ عاطفت بھی اٹھ گیا۔ علامہ ازہری پہلے ہی پاکستان تشریف لے جا چکے تھے، قاری صاحب نے درسِ نظامیہ سے فراغت کے بعد دارالعلوم سے باہر قدم نکالا تو آپ نے معرکہ وجود اور کارگاہِ ہستی میں خود کو تنہا پایا بجز جبہ و دستار اور سند الفرائغ کے اور کوئی آپ کا رفیق اور مونس و دمساز نہ تھا لیکن آپ کی ہمت بلند اور عزم جواں تھا۔ علم و عرفان کی شمع ہاتھ میں لئے آپ سب سے پہلے ظلمت و جہالت سے تاریک و سیاہ سرزمین پہنچھڑوا ضلع دیوریا میں تشریف لے گئے اور وہاں علم کی روشنی پھیلانے کے لئے ایک چھوٹا سا دینی مدرسہ قائم کیا، اور اسے اپنی محنت و جانفشانی سے بہت جلد ترقی کے راستے پر ڈال دیا، آج وہ ایک بڑا مدرسہ بن گیا ہے جو آلہ آباد بورڈ یوپی سے منظور شدہ ہے۔ تقریباً ایک لاکھ روپیہ سالانہ گورنمنٹ سے امداد مل رہی ہے آپ نے پہنچھڑوا کے لوگوں کا شعور بیدار کیا ان میں علمی ذوق پیدا کیا اور علم حاصل کرنے کی طرف مائل ہوئے اور پہنچھڑوا علم کی روشنی سے جگمگانے لگا۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے وہاں کے لوگوں کی معاشی اور سماجی خدمات کیں، آج بھی وہاں کے لوگ دینی و دنیاوی دونوں معاملوں میں آپ کے احسان مند ہیں اور آپ کے گیت گاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک ہی شکل و صورت، ایک ہی رنگ و روپ، ایک ہی عقل و فہم، ایک ہی اہلیت و صلاحیت اور ایک ہی عادت و خلق پر پیدا نہیں فرمایا۔ وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انسان کی معاشی و معاشرتی اور سیاسی و ذاتی، مقامی و آفاقی، اصلاحی و عرفانی اور روحانی ضرورتیں الگ الگ ہیں یہ وہ ضرورتیں ہیں جن پر انسانی زندگی کی بقا و نشوونما اور ترقی کا دار و مدار ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان کو

جداگانہ شاکلہ عطا فرمایا۔ جس کے مطابق وہ عمل کرتا ہے قرآن کریم میں فرمایا: ﴿قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ﴾ ہر ایک اپنی اہلیت، صلاحیت اپنی استعداد اور قابلیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جس سے جو کام لینا چاہتا ہے اسی اعتبار سے اس کا شاکلہ پیدا فرماتا ہے، اور اس میں اسی مناسبت سے قابلیت اور اہلیت عطا فرماتا ہے، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں یا اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ یا علماء و دانشوران ہوں یا اصحاب صنعت و حرفت، اہل سیاست ہوں یا سلاطین و اصحاب حکومت، ”ہر کے راہبر کارے ساختہ“<sup>(1)</sup> کا اصول ہر طبقہ اور ہر فرد میں نظر آئے گا، قاری رضاء المصطفیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک شاکلہ عطا فرمایا ہے اسی کے مطابق آپ کا عمل جاری ہے۔ آپ نہایت متحرک، فعال، سیماب پا، جھانکس، طباع اور ذہین ہیں۔ دینی و ملی خدمات کا جذبہ رکھتے ہیں اور قومی مسائل سے بھی ایک گونہ دلچسپی ہے۔ قرآن پاک سے آپ کو بے حد شغف ہے اور وقت کے قدر شناس۔ یہ ہے وہ شاکلہ اور صلاحیتیں جو قدرت نے آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ اس شاکلہ کے ساتھ جب آپ امامت اور خطابت کے منصب پر فائز ہوئے تو آپ نے اس کی ذمہ داریوں کو بوجہ احسن ادا کیا، آپ کے مقتدی آپ سے مطمئن اور سرور اور آپ ان میں مقبول و ہر دلعزیز ۱۹۵۸ء سے آپ نیو یمن مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی میں یہ خدمت انجام دے رہے ہیں اور آپ کی مقبولیت روز افزوں ہے۔ حکام، افسران، تجار اور جملہ خواص و عوام آپ کا احترام کرتے ہیں یہ آپ کے اخلاص عمل کی دلیل ہے۔

آپ نے دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ۱۹۵۸ء سے ۱۹۸۳ء تک تدریسی خدمات انجام دیں اسی درمیان میں آپ نے ایک نئے ادارہ کی بنیاد قائم کی جو دارالعلوم نوریہ رضویہ کے نام سے معروف ہے، کہکشاں میں آپ نے اس کی شاندار عمارت تعمیر کرائی نہایت خوبصورت اور جدید رہائشی تقاضوں کو پورا کرنے والی یہ عمارت فی الحال دو منزلہ ہے، تاکہ علم دین حاصل کرنے والے طلبہ زندگی کے جدید تقاضوں سے نا آشنا نہ رہیں اور اپنی زندگی میں احساس کمتری کا نشانہ نہ بنیں، اسی کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد بھی زیر تعمیر ہے جو ہر مسلمان کی ایک لازمی و بنیادی ضرورت ہے، یہ درس گاہ ۱۹۸۱ء میں تعمیر ہوئی، قاری صاحب اس کے مینجنگ ٹرٹی بھی ہیں اور اس میں اپنے مخصوص انداز میں تعلیم بھی دیتے ہیں، عربی زبان آپ ڈائریکٹ میٹھڈ سے پڑھاتے ہیں، جس سے محنتی طلبا بہت جلد باصلاحیت ہو جاتے ہیں، قاعدہ خواں بچوں کا تلفظ صحیح کرانے میں آپ کو کمال حاصل ہے، چند ہی دنوں میں آپ قرآن پڑھنے والے بچوں میں اتنا شعور پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ باسانی بہت جلد قرآن پاک ختم کر لیتے ہیں اور صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن پڑھنے لگتے ہیں۔

## قرآن پاک سے آپ کا شغف

آپ حافظ قرآن مجید بھی ہیں، آپ کا شمار جدید حفاظ و قراء میں ہے۔ قرآن پاک کا ورد کرنے میں بھی آپ نے اپنا ایک مخصوص طریقہ اپنایا ہے، آپ روزانہ ہی ورد کرتے ہیں، آپ کے ورد کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ قرآن پاک کو برائے تلاوت جو شخص جس کے قابل تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ویسی ہی صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا۔

تین حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں اور ہر ٹکٹ سے ترتیب وار روزانہ ایک ایک پارہ تلاوت کرتے ہیں۔ قرآن شریف پڑھانے کا بھی آپ کو بہت زیادہ شوق ہے اس طرح آپ اس فضیلت کے حامل ہیں جس کے متعلق حدیث میں فرمایا: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" تم میں سے سب سے بہتر قرآن سیکھنے اور سکھانے والا ہے۔

۱۹۵۷ء میں اشاعت و طباعت قرآن پاک کے لئے ایک مکتبہ قائم ہوا جو مکتبہ رضویہ آرام باغ کے نام سے متعارف ہے۔ اس مکتبہ کا جملہ انتظام و انصرام آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس مکتبہ سے آپ نے بہت بڑی تعداد میں قرآن پاک کی طباعت کرائی اب تک تیس ہزار کی تعداد میں قرآن پاک آپ نے رفاہ عام کے لیے بلا قیمت تقسیم کرا چکے ہیں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اسی مکتبہ سے آپ نے قرآن پاک مع ترجمہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کنز الایمان و تفسیر نعیمی موسوم بہ خزائن العرفان ہزاروں کی تعداد میں طبع کر کے شائع کیا۔ جس سے امت مسلمہ کو عظیم دینی فائدہ حاصل ہوا، اس کی طباعت میں آپ ہر بار نئے نئے افادات کا اضافہ کرتے ہیں، مثلاً تلاوت قرآن کے قواعد، فضائل قرآن، مسائل تلاوت قرآن، تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ وغیرہا، اس قسم کے افادات مقدمہ اشاعت و طباعت میں بیان کرتے ہیں تاکہ امت مسلمہ کی رغبت مزید ہو۔ اس مکتبہ کو آپ نے دینی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے اور اس سے ایسی کتابیں شائع کرتے ہیں جس سے ملت بیضاء کے عوام و خواص کو زیادہ سے زیادہ دینی فائدے پہنچیں۔ اسی مکتبہ سے آپ بہارِ شریعت مکمل شائع کر رہے ہیں، اور اسی مکتبہ سے امام الفقہ مجدد دین و ملت، فقیہ الزماں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی معرکہ الاراء و بے مثال تصنیف "فتاویٰ رضویہ" شائع کی اور اس کی اشاعت برابر جاری ہے، تزکیہ نفس اور روحانی سکون حاصل کرنے والوں کے لئے نیز اپنے دینی و دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے آپ نے مجموعہ وظائف بھی شائع کیا ہے جو بہت بڑی تعداد میں بلا قیمت تقسیم کرتے ہیں۔

آپ وقت کے بہت بڑے قدر شناس ہیں۔ اپنا زیادہ تر وقت تو دین کی خدمت میں صرف کرتے ہیں اور بقیہ اپنی ذاتی، خانگی، خاندانی اور معاشرتی جائز ضرورتوں میں، آپ کا نظام الاوقات کچھ اس طرح ہے، علی الصبح اٹھنا ضروریات سے فارغ ہو کر نماز فجر پڑھانا، کچھ تلاوت کرنا، بعدہ ناشتہ سے فارغ ہو کر فوراً دارالعلوم نوریہ رضویہ کلفٹن جانا وہاں تعلیم دینا اور اس کا انتظام دیکھنا، ساڑھے بارہ بجے وہاں سے روانہ ہو کر ایک بجے تک نیو میمن مسجد پہنچ کر امامت کا فرض انجام دینا، نماز سے فراغت کے معاً بعد مکتبہ رضویہ آرام باغ چلا جانا اور وہاں قرآن پاک اور دینی کتب کی اشاعت و طباعت سے متعلق کام دیکھنا، وہاں سے آ کر نماز عصر پڑھانا، عصر و مغرب کے درمیان اپنے کمرہ میں قیام رکھتے ہیں، اور منصب قاضی نکاح سے متعلق امور کی انجام دہی کرتے ہیں اور بعد نماز مغرب مابین مغرب و عشاء بھی فرائض انجام دیتے ہیں، عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور رات کا ایک حصہ خانگی امور اور اعزہ سے ملاقات میں صرف کرتے ہیں، آپ اپنے وقت کی کتنی قدر کرتے ہیں اور اسے کس طرح کارآمد بناتے ہیں اس کا اندازہ آپ اس طرح سے لگا سکتے ہیں کہ گھر سے دارالعلوم نوریہ جانے تک راستہ میں

اور وہاں سے واپسی میں، پھر مکتبہ رضویہ جانے اور آنے میں راستہ میں جو وقت ملتا ہے اس میں آپ طبع کی جانے والی کتابوں کی تصحیح کرتے ہیں اس طرح یہ وقت بھی بے کار امور میں ضائع نہیں ہونے دیتے۔ ان عظیم مشاغل اور مصروفیتوں کے باوجود آپ جماعت قراء پاکستان کے صدر بھی ہیں یہ ذمہ داری ۱۹۸۰ء سے آپ کے پاس ہے اور آپ پوری توجہ اور للہیت کے ساتھ قراءت کے ملکی اور بین الاقوامی مقابلوں میں شریک ہوتے ہیں اور ان اجتماعات کی صدارت کے فرائض انجام دیتے ہیں، قومی و ملکی مسائل سے دلچسپی اور وطن کی خدمت کے جذبہ نے آپ کو آمادہ کیا کہ آپ ”جماعت اہل سنت پاکستان“ کے نائب صدر ہونے کا منصب قبول کر لیں۔ بین الاقوامی جماعت ”ورلڈ اسلامک مشن“ کراچی شاخ کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد ہیں۔ اس کا دفتر بھی آرام باغ میں مکتبہ رضویہ کے ساتھ ساتھ ہے آپ کی ذہانت و ذکاوت طبع کا تیقن اس طرح سے کیا جاسکتا ہے آپ واقف ہفت زبان ہیں، اردو تو آپ کی مادری زبان ہے، عربی ادب و دیگر علوم عربیہ کی آپ نے دس سال تعلیم حاصل کی، عربی و فارسی میں آپ بلا تکلف کلام کر لیتے ہیں۔ پنجابی، سندھی، پشتو، ان کے ساتھ گجراتی اور بنگالی میں بات کر لیتے ہیں۔ بلاشبہ قدرت نے آپ کو عظیم صلاحیتوں سے نوازا ہے اور اپنی بے شمار نعمتیں بھی عطا کی ہیں، اخلاص و للہیت کے ساتھ شگفتہ مزاجی کی نعمت بھی آپ کو مبداء فیاضی سے عطا ہوئی ہے، احباب کے ساتھ حسن سلوک شرعاً ایک محمود صفت ہیں اور آپ اسی سے متصف ہیں، آپ کے دو صاحبزادے ہیں (۱) مصطفیٰ انور (۲) مصطفیٰ سرور اول الذکر لندن میں انجینئر ہیں اور چھوٹے صاحبزادے حافظ مولوی مصطفیٰ سرور کو آپ نے اولاً حفظ قرآن کرایا اور پھر درس نظامیہ کی تکمیل کرائی اور ان کو دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیا، مولوی حافظ مصطفیٰ سرور بھی نہایت سعادت مند اور فرمانبردار فرزند ہیں، اپنے والد محترم کے اشاروں پر چلتے ہیں اور والدین کی خدمت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، مکتبہ رضویہ سے دین کی تبلیغ و تعلیم سے متعلق جو کتابیں شائع ہوتی ہیں ان سب کی دیکھ بھال یہی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اور انہیں دین کی خدمت کی توفیق و اہلیت عطا فرمائے۔ (آمین)

قاری صاحب اب تک آٹھ مرتبہ حج بیت اللہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور نو مرتبہ عمرہ ادا کر چکے ہیں۔ اس طرح آپ سترہ بار زیارت بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ مبارک سے فیوض روحانی حاصل کرتے رہے۔ میری دعا ہے کہ رب کریم رؤف و رحیم انہیں دنیا و آخرت کی سعادتیں اور نعمتیں عطا فرمائے ان کی زندگی میں برکتیں دے اور امت مسلمہ کے لیے انہیں مفید اور باعث برکت بنائے

آمین بجاہِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ الْوَفُؤُفُ التَّحِيَّةِ وَالتَّسْلِيمِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ

وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔

۷ جنوری ۱۹۸۹ء



## مؤلف کتاب

**نوٹ:** ڈاکٹر مولانا غلام محییٰ انجم بستوی استاد شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے یہ مضمون بعنوان مولانا سید ظہیر احمد زیدی، ایک تعارف تحریر فرمایا جس میں مصنف سے متعلق اپنے تاثرات، تجربات اور مشاہدات مختصر انداز میں بیان کیے ہیں، ان کی خواہش پر اس کو شائع کیا جا رہا ہے، قارئین کرام دعائے خیر فرمائیں۔

فروری ۱۹۲۶ء میں جب شعبہ اسلامیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نصاب کی تشکیل ہو رہی تھی تو اس میں ملک کے جن قبحر علماء کو دعوت دی گئی تھی ان میں نواب صدر یار جنگ، مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی، مولانا سید سلیمان اشرف صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مولانا مناظر حسن گیلانی استاذ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد، مولانا عبدالعزیز المیمنی راجکوٹی صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مولانا سید سلیمان ندوی کے علاوہ حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی اعظمی بھی تھے۔“

(معارف فروری ۱۹۲۶ء ص ۲ مرتبہ سید سلیمان ندوی)

صدر الشریعہ نے اس اجلاس میں جب شرکت کی تھی تو ان دنوں دارالعلوم معینیہ اجمیر میں عہدہ صدارت پر مامور تھے، پھر بریلی شریف آ کر تدریسی خدمات میں مصروف ہوئے، وہاں تقریباً تین سال کا ہی عرصہ گزرا ہوگا کہ ۱۹۳۶ء میں نواب حاجی غلام محمد خاں شیروانی رئیس ریاست دادوں مرحوم کی دعوت پر بحیثیت صدر مدرس دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ تشریف لائے، دادوں اس زمانے میں مذہبی علوم کی ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کر رہا تھا۔ علی گڑھ کے علاوہ دوسرے کئی اضلاع میں اس کی شہرت پھیل چکی تھی، اقصائے عالم سے تشنگانِ علوم کا وہاں جھمکنا ہو گیا تھا، جن جن لوگوں نے حضرت صدر الشریعہ کے علمی پگھٹ سے سیرابی حاصل کی وہ اپنے زمانے کے تشنگانِ علوم کے لیے ابر کرم ثابت ہوئے اُن ہی علمی پیاس بجھانے والوں میں مولانا مبین الدین امرہوی مرحوم، مولانا مفتی محمد خلیل خاں مرحوم مارہروی اور وقت کے دوسرے اجلہ علمائے کرام کے علاوہ مولانا سید ظہیر احمد زیدی بھی تھے۔

مولانا سید ظہیر احمد زیدی نسبی شرافت، علمی وجاہت اور جسمانی شکل و شباہت میں اپنی مثال آپ ہیں، خاندانی اعتبار سے ان کا پایہ بہت بلند ہے، والد کے توسط سے ان کا تعلق مظفرنگر کے سادات بارہہ<sup>(۱)</sup> اور پھر ان سے ہوتے ہوئے زید شہید

①..... سادات بارہہ سے متعلق بعض ثقہ حضرات کا خیال ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ ابوالفرح واسطی بیرون ہند یعنی ملک عراق سے آئے تھے اس لئے ان کی نسل کو ”سادات بارہہ“ کے نام سے موسوم کیا گیا جو بعد میں کثرت استعمال سے ”سادات بارہہ“ میں تبدیل ہو گیا۔ اس سلسلہ میں ایک دوسرا قیاس یہ بھی ہے کہ ان سادات میں سے کچھ لوگ مذہبی عقیدہ کی بناء پر اثنا عشری شیعہ ہیں، یعنی بارہ اماموں کے ماننے والے ہیں اس لیے یہ لوگ ”سادات بارہہ“ کہلائے جو بعد میں کثرت استعمال کے باعث سادات بارہہ مشہور ہو گیا۔ (سید سلیمان علی خان سادات بارہہ کا تاریخی جائزہ ص ۱۲، دہلی ۱۹۸۰ء) =

بن امام زین العابدین علی بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے جب کہ ماں کی نسبت سے ان کا سلسلہ سید شاہ کمال الدین ترمذی نزہل ہانسی پنجاب سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ جاتا ہے، شاہ کمال الدین ترمذی علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے جلیل القدر بزرگ تھے، آج بھی ان کا مزار اقدس مرجع انام ہے، حضرت زید شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت سے سید صاحب اپنے نام کے ساتھ زیدی لکھتے ہیں۔ سادات بارہہ میں سے کچھ بزرگ منصور پور ضلع مظفر نگر یوپی سے ترک وطن کر کے گلینہ ضلع بجنور میں آئے، سید ظہیر احمد کی ولادت ۱۳۳۹ھ یا ۱۳۴۰ھ میں عالی جناب سید دائم علی زیدی مرحوم کے گھر ہوئی، خاندان متدین پاکباز تھا اس لئے گھر والوں نے بچے کو حصول علم دین کی طرف لگا دیا، پہلے تو انہوں نے مسجد کفر توڑ اور مدرسہ قاسمیہ گلینہ بجنور ہی میں درس لیا۔ ۱۹۳۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ سے وابستہ ہو گئے اور ایسا وابستہ ہوئے کہ پھر ہمیشہ کے لیے علی گڑھ ہی کے ہو کر رہ گئے دارالعلوم حافظیہ کا نصاب تعلیم دس سال کا تھا مگر سید صاحب نے اسے آٹھ ہی سال میں مکمل کر لیا۔ دورانِ تعلیم دوبار دہری ترقی ملی اور اس طرح درسِ نظامی کی تکمیل کی، صدر الشریعہ اور دیگر اساتذہ دارالعلوم سے اکتسابِ فیض کیا اور ۱۹۴۳ء میں سند فراغت اور دستارِ فضیلت حاصل کی۔

مولانا سید ظہیر احمد زیدی دورانِ تعلیم دادوں میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ صدر الشریعہ کی خدمت میں گزارتے جس کے سبب صدر الشریعہ سے انہیں ایک روحانی تعلق ہو گیا تھا۔ صدر الشریعہ خود بھی سید صاحب سے بہت پیار و محبت فرماتے تھے، اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ مولانا سید ظہیر احمد زیدی صدر الشریعہ کے آخری دور کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جس کا اعتراف صدر الشریعہ نے خود کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ”محرم ۱۳۶۲ھ میں فقیر نے چند طلبہ خصوصاً عزیز مولوی مبین الدین صاحب امر و ہوی و عزیز مولوی سید ظہیر احمد صاحب گلینوی و حبیبی مولوی حافظ قاری محبوب رضا خاں صاحب بریلوی و عزیز مولوی محمد خلیل مارہروی کے اصرار پر شرح معانی الآثار معروف بہ طحاوی شریف کا تحشیہ شروع کیا گیا۔“

(مولانا امجد علی، بہار شریعت، (۱۰۲:۱۷) مطبوعہ لاہور)

مولانا سید ظہیر احمد زیدی فراغت کے بعد دو سال مدرسہ عربیہ خدام الصوفیہ گجرات پنجاب میں تدریسی خدمات انجام دے سادات بارہہ کے پہلے بزرگ جو ہندوستان آئے وہ سید عبداللہ الحسن ابوالفرح الواسطی ۱۰۵۵ھ ہیں۔ ہوا یوں کہ سلطان محمود غزنوی جب آخری بار ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو مذکورہ الصدر بزرگ سے اس فوج میں شرکت کے لئے کہا چنانچہ وہ اپنے چار صاحبزادگان سمیت اس فوج میں شریک ہو گئے، جب ہندوستان فتح ہو گیا تو سلطان محمود نے شاندار کامیابی پر مسرور ہو کر اور ان کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے سر ہند اور کلانور کا علاقہ انہیں بطور انعام جاگیر کی صورت میں عطا کیا، سید عبداللہ خود تو سلطان کے ہمراہ واسط چلے گئے مگر ان کے صاحبزادے ہندوستان رہ گئے۔ پھر انہیں میں سے کچھ لوگ آ کر مظفر نگر میں آئے موجودہ سادات بارہہ انہیں کی نسل سے ہیں۔ انہیں میں سے ایک بزرگ امیر سید ابوالمظفر جنہیں نواب خاں سے شہرت حاصل تھی، شاہجہاں کے دور حکومت میں اہم منصب پر فائز تھے انہوں نے اپنا وطن منصور پور کو قرار دیا۔ آج بھی ان کا مقبرہ منصور پور ضلع مظفر نگر میں ہے، سید ظہیر احمد زیدی صاحب انہیں کی اولاد میں سے ہیں۔



دیتے رہے ان دنوں اس ادارہ میں مدرس اول حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ پھر ایک سال کے لیے مدرسہ عربیہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی چلے آئے اور مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ محدث پاکستان، مولانا وقار الدین پبلی بھتیسی حال مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی کے ساتھ تدریسی فرائض انجام دینے لگے۔ ستمبر ۱۹۴۷ء سے ان کا تعلق مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ہو گیا جہاں وہ عبداللہ کالج میں پہلے لیکچرار رہے پھر ۱۹۵۴ء میں اسی یونیورسٹی کے سٹی ہائی اسکول میں دینیات کے استاد مقرر ہوئے اور ۱۹۸۴ء تک انتہائی ذمہ داری کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد سبکدوش ہو گئے، اس طرح بجاطور پر کہا جاسکتا ہے کہ سید صاحب زندگی کے جس مرحلے پر ہیں بچپن سے لے کر اب تک عمر کا بیشتر حصہ دین سیکھنے اور سکھانے میں بسر ہوا ہے۔ علی گڑھ کالج اور اسکول میں جن طلباء نے ان سے دینیات پڑھی ان کی فہرست موجب تطویل ہونے کے ساتھ ساتھ دقت طلب بھی ہے، البتہ مدارس عربیہ میں جن لوگوں نے ان سے اکتساب فیض کیا ہے ان میں درج ذیل حضرات کافی مشہور ہوئے

(۱) مولانا تحسین رضا خاں بریلوی شیخ الحدیث مدرسہ نوریہ بریلی شریف

(۲) مولانا سبطین رضا خاں بریلوی مقیم حال مدھ پردیش

(۳) مولوی معین الدین بانی مدرسہ نوریہ غوثیہ فیصل آباد پاکستان

(۴) مولانا عبدالقادر شہید گجراتی ثم فیصل آبادی

(۵) مولانا مفتی لطف اللہ خطیب جامع مسجد متھرا

(۶) مولانا مظہر ربانی صاحب باندہ

مولانا سید ظہیر احمد زیدی وعظ و تبلیغ میں بھی اپنی یگانگت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ کما حقہ تبلیغی خدمات اس زمانے میں تو نہ کر سکے جب ان کا یونیورسٹی سے تعلق رہا لیکن تدریسی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے بعد بڑے بڑے سیرت کے جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت ہونے لگی، وعظ و تبلیغ میں ان کا لب و لہجہ شستہ ہوتا ہے، ایک ایک بات دلائل کی روشنی میں سمجھا کر کہنے کی عادت ہے، بے جا الفاظ کا استعمال ان کے یہاں ہرگز نہیں، فتویٰ کی زبان بولتے اور لکھتے بھی ہیں اسی وجہ سے شاید ان کی تقریروں سے عوام سے زیادہ خواص کا طبقہ لطف اندوز ہوتا ہے، بہر حال مولانا کا انداز منفرد و یگانہ ہے، عبرت آمیز نصیحت انگیز اور سبق آموز مقررین میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ مولانا سید ظہیر احمد زیدی کی تحریری صلاحیتوں کا اندازہ زیر نظر کتاب سے باآسانی کر سکتے ہیں، اس کتاب سے جہاں ان کے قلم کی شگفتگی اور نپے تلے الفاظ کی بندش کا اندازہ ہوتا ہے وہیں مولانا کی علوم مروجہ و متداولہ میں فقہ سے دلچسپی اور لگاؤ کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے۔ فقہ اور اس کے اصول و قواعد سے متعلق کچھ رسالے بھی زیب قرطاس بنے ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد مقالات و مضامین بھی رسائل و جرائد میں چھپ کر اباب فکر و نظر سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں، مقالات کی فہرست تو دستیاب نہ ہو سکی، البتہ مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب و رسائل کی فہرست جن سے ان کی دقت نظر اور وسعت مطالعہ کا پتا چلتا ہے یہ ہے:

(۱) رسالہ مسلم پرسنل لامطبوعہ فروری ۱۹۷۲ء محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

(۲) مسلم تاریخ تمدن غیر مطبوعہ

(۳) بہارِ شریعت کتاب الوصایا انیسواں حصہ

(۴) رسالہ الحج غیر مطبوعہ

(۵) رسالہ القواعد الفقہیہ والاصول الکلیۃ

مولانا ظہیر احمد صاحب کو زبان و ادب سے گہرا ربط ہے، اردو، فارسی ہو یا عربی انھیں تمام زبانوں پر یکساں قدرت حاصل ہے ان تینوں زبانوں میں مشقِ سخن کرتے رہتے ہیں، شاعری کا تخلص ”سید“ اختیار فرماتے ہیں۔ مولانا کوئی باضابطہ صاحبِ دیوان شاعر تو نہیں البتہ اردو، فارسی اور عربی نعتوں کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہو چکا ہے۔ درج ذیل اشعار ان کی سخن گستری اور سخن سنجی کی بین دلیل ہیں۔

فَوَاللّٰهِ لَا يَمْتَدُّ عُمْرُكَ سَاعَةً      إِذَا جَاءَ أَمْرُ اللّٰهِ لَا قِتُّ شِدَائِدُ

لَقَدْ بَعَثْتَ خَيْرًا بِالْمَعَاصِي وَتَحَسَّبَ      بَانَكَ تَبَغَى دَائِمًا لَا تَبَاعُدُ<sup>(۱)</sup>

جَعَلْنَا فِي الْخَلَائِقِ خَيْرًا      بَعَثْتَ فِيْنَا خَيْرًا

حَفِظْنَا مِنْ عَدُوِّنَا حِفْظًا      نَصَرْنِي مِنْ مَعَارِضِي نَصْرًا<sup>(۲)</sup>

أَمْرِي بِكَ سُبْحَانَكَ      أَجَلِي بِكَ بُرْهَانَكَ

قَدْ أَنْزَلَ قُرْآنَكَ      اسْمَعْنَا أذْرِكَ لَنَا<sup>(۳)</sup>

رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي مُسْتَجِيرٌ      وَأَنْتَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ شَهِيرٌ

نَدِيمِي لَا تَخَفْ مِنْ شَرِّ عَادِي      أَنَا فِي حَضْرَةِ الرَّبِّ سَمِيرٌ<sup>(۴)</sup>

- ①..... ترجمہ: اللہ کی قسم تجھے ایک لمحے کی مہلت نہیں ملے گی، جب اللہ کا حکم آ جائے تو مصائب و آلام آچکنے ہیں، نیکیوں کے ساتھ ساتھ تو نے گناہوں کے ڈھیر لگا دیئے اور تیرا خیال ہے کہ تو ہمیشہ زندہ رہے گا مرے گا نہیں۔
- ②..... ترجمہ: ہمیں تمام امتوں میں بہترین امت بنایا، ہم میں اپنا محبوب پیغمبر مبعوث فرمایا، ہمیں ہمارے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا، مصائب و آلام میں ہماری مدد و نصرت کی۔
- ③..... ترجمہ: اللہ عزوجل نے آپ کو میرا کرائی، اور آپ کے ذریعے اپنی برہان کو واضح کیا، آپ پر اپنا قرآن نازل فرمایا، اے حبیب ہماری فریاد سنیے، ہماری فریاد سنیے۔
- ④..... ترجمہ: یا رسول اللہ! میں پناہ کا طلبگار ہوں۔ اور آپ رحمتہ للعالمین کے لقب سے مشہور ہیں، اے میرے دوست دشمن کے شر سے خوفزدہ نہ ہو، میں بارگاہِ الہی میں شب کو مناجات کرنے والا ہوں۔

فَاكْرَمَنِي بِلُطْفِكَ يَا حَبِيبِي ..... اَمِنْ اَفْقَرِ النَّاسِ حَقِيْرٌ<sup>(1)</sup>

عرفان و وصل و جام و شراب محمد است ..... ذوالفضل والکمال خطاب محمد است  
دیدم ہزار بار و لیکن تو اس نہ دید ..... صد جلوۂ کمال نقاب محمد است  
سید پناہ دامن محبوب حق بجزو ..... حقا کہ ”ہب لی امتی“ تاب محمد است<sup>(2)</sup>

بہ چشم زیت نازاں بود شب جائے کہ من بودم ..... بہار وصل سماں بود شب جائے کہ من بودم  
کجا ہستی کجا مستی کجا ہنگامہ آرائی ..... جمال یار مہماں بود شب جائے کہ من بودم  
قرار آمد نگار آمد جہاں بادہ خوار آمد ..... نشاط روئے تاباں بود شب جائے کہ من بودم<sup>(3)</sup>

کچھ اس اداء سے وہ سرتاج مہوشاں گزرے ..... مہک رہی ہیں فضا میں جہاں جہاں گزرے  
دُور شوق میں گشتہ جمال اُلت ..... کہاں کہاں تجھے پایا کہاں کہاں گزرے

تو نہ ہو تو بزم سخن نہ ہو، تو نہ ہو تو رنگ چمن نہ ہو ..... کوئی اور تجھ سا حسین نہیں کوئی اور رشک جتاں نہیں  
تو ہی روح بزم وجود ہے تو ہی سر جلوۂ ذات ہے ..... تو ضیائے عالم کن فکاں ترا نور حسن کہاں نہیں

موسیٰ کی تمنا کہوں عیسیٰ کی بشارت ..... اللہ کا احسان ہو آدم کی صدا ہو  
تم رحمت باری ہو صدا باد بہاری ..... کلیوں کا تبسم ہو عنادل کی نوا ہو  
مل جائے جو سید کو ترے در کی حضوری ..... پھر تو مری تقدیر میں بخت کی ہوا ہو

①..... ترجمہ: اے میرے حبیب (علیہ الصلاۃ والسلام)! اپنے لطف و کرم سے میری عزت افزائی کیجئے، میں محتاج ترین لوگوں میں سے حقیر ہوں۔

②..... ترجمہ: عرفان و وصل و جام و شراب عشق محمد عربی ہیں، ذوالفضل والکمال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لقب ہے،

میں نے ہزار بار دیکھا مگر نہ دیکھ سکا، رُخ مصطفیٰ میں سینکڑوں جلوۂ کمال پنہاں ہیں۔

سید محبوب خدا کے دامن میں پناہ تلاش کر، بے شک ”ہب لی امتی“ کہنے کی ہمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کو ہے۔

③..... ترجمہ: زندگی میری آنکھ پہ نازاں تھی، آج شب میں جہاں تھا۔ سامان وصل سے لطف اندوز ہوا ہوں آج شب میں جہاں تھا۔

احساس وجود کہاں کیفیت جنوں کہاں وجد و بے خودی کہاں، جمال یار مہماں تھا آج شب میں جہاں تھا۔

بڑی پرسکون و آراش والی جگہ تھی جہاں سے خوار تھا، روئے تاباں کی شادمانی تھی آج شب میں جہاں تھا۔

۱۱ اپریل ۱۹۸۰ء میں جب میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں حصول علم کی غرض سے حاضر ہوا تو ان دنوں سید صاحب یونیورسٹی میں استاد تھے، میری ان سے پہلی ملاقات ان کے دولت کدہ ”بیت السادات“ محبت گرامی ڈاکٹر محبت الحق کی معیت میں ہوئی، میں موصوف کا ممنون کرم ہوں کہ انہوں نے علی گڑھ کے آخری ایام میں ایسے معزز اور مخلص لوگوں سے تعلقات پیدا کر دیئے جن کی شخصیت آج بھی ہمارے لئے ابر کرم اور ترقی درجات کے لیے مشعل راہ ہیں، اگرچہ میں ان دنوں علی گڑھ کے لیے بالکل نیا تھا علی گڑھ کا ہرزہ میرے لئے اجنبی تھا، مگر سید صاحب اور ان جیسے دوسرے کرم فرماؤں کی عنایات و نوازشات اس طرح ہوئیں کہ چند ہی دنوں میں اس دیار کے ہر کوچے اور ہر ذرے سے محبت کی بو آنے لگی۔

سید صاحب سے قربت اس لیے بھی ہوئی کہ اس دور کے چند مخلص طلباء نے ایک باوقار سنجیدہ تنظیم بنائی جس کا نام ”مرکز تعلیمات اسلامی“ رکھا گیا جس کے اغراض و مقاصد میں دو باتیں بڑی اہم تھیں ایک تو ہفتہ وار قرآن و حدیث کی تعلیم اور دوسرے ایک موقر ”سہ ماہی جریدہ“ تعلیمات کا اجراء۔

میرے علی گڑھ آنے کے بعد اس تنظیم کی تشکیل جدید ہوئی اور اس مجلہ کا مدیر معاون مجھے بنایا گیا، جب کہ ادارت کی ذمہ داری تاجدار مارہرہ حسن میاں کے فرزند ارجمند سید محمد امین کے سپرد کی گئی اور اسی نشست میں حکیم خلیل احمد جانی اور سید صاحب کو علی الترتیب مربی و مرشد نامزد کیا گیا۔ اگرچہ کچھ اسباب کی بناء پر تنظیم تو کامیاب نہ ہو سکی مگر ملاقات کا سلسلہ کبھی نہیں ٹوٹا اس طویل ملاقات میں میں نے انہیں ہمدرد اور کہتر نواز، مہمان نواز پایا۔

سید صاحب کی وجہ اور پد و قار شخصیت کی بناء پر حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں اور حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی علیہما رحمہ نے شرف خلافت سے نوازا جب کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیعت و ارادت کے ذریعے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے سے وابستہ کر لیا۔ سید ظہیر احمد زیدی صاحب صوری اور معنوی دونوں حسن سے مزین ہیں، صاف و شفاف نورانی چہرہ، سفید داڑھی جس سے بزرگی کے آثار نمایاں، چمکتی دور بین آنکھیں، موزوں قد، بڑے مشکلات کی گرہیں کھولنے والی چھوٹی چھوٹی انگلیاں مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نسبی شرافت، علمی و جاہت اور جسمانی شکل و شباہت ہر اعتبار سے سید ظہیر احمد زیدی منفرد نمایاں ہیں اور حدیث مبارکہ **اِبْتَعُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حَسَنِ الْوُجُوهِ**<sup>(۱)</sup> کا مصداق ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سید صاحب کے حسن و جمال میں مزید نکھار پیدا کر دے، اور اس کی نورانیت سے لوگوں کے دلوں کو منور و روشن کرے۔ آمین بجاء حبیبہ سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ الطیبین و الطاہرین۔

①..... ”مصنف“ لابن ابی شیبہ، کتاب الأدب، باب ما ذکر فی طلب الحوائج، الحدیث: ۲، ج ۶، ص ۲۰۸۔

بہار شریعت میں حدیث ان الفاظ سے مرقوم ہے ”اِبْتَعُوا الْخَيْرَ فِي وَجُوهِ الْحَسَانِ“ ترجمہ: ”خوبصورت چہروں کے ہاں بھلائی تلاش کرو؛ جبکہ کتب حدیث میں یہ حدیث ان الفاظ سے ہمیں نہیں ملی لہذا جن الفاظ کے ساتھ ہمیں ملی ان الفاظ کے ساتھ متن میں ذکر کر دیا گیا، مزید تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۳۱۱ تا ۳۱۶ ملاحظہ کیجئے۔... علمہ

## باسمہ تبارک و تعالیٰ

## مقدمہ

## الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ:

بہارِ شریعت کا انیسواں حصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، رب تبارک و تعالیٰ قبول فرمائے اور میرے لئے اس کو ذخیرہ آخرت بنائے، آمین۔ فقیر وقت مصنف بہارِ شریعت ابو العلی صدر الشریعہ حضرت مولانا الحاج امجد علی علیہ الرحمۃ و الرضوان نے مکمل فقہ حنفی کو عام فہم اردو زبان میں منتقل کرنے کا جو عظیم الشان کارنامہ انجام دیا اس کی نہ ماضی میں کوئی مثال ہے اور نہ مستقبل میں کوئی ایسی امید، حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کا مقصد یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان اپنے دین کے مسائل سے بہ سہولت مستفید ہو جائیں، حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ اخلاص فکر و عمل کے ساتھ ارادہ رکھتے تھے کہ جملہ ابواب فقہ سے ضروری اور روزمرہ پیش آنے والے مسائل سے متعلق مفتی بہ شرعی احکام اردو زبان میں بیان فرمادیں۔ ان کی حیات مبارکہ میں کتاب بہارِ شریعت کے سترہ حصے مرتب ہو کر طبع ہو چکے تھے کہ آپ مقام ابتلاؤا زما نش سے گزرے، بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی مَرْدَةٌ ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾ سے سرفراز ہوئے، جیسا کہ مقربین بارگاہ کا طرہ امتیاز ہے، اس وقت تک بہارِ شریعت کے سترہ حصے مکمل ہو چکے تھے صرف حدود و قصاص، وصایا اور میراث میں تین حصے اور تصنیف ہونا باقی تھے کہ موانع پیش آ گئے، حضرت نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ بقیہ یہ تین حصے میرے تلامذہ مکمل کریں گے، چنانچہ دو حصے حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث اور حضرت مولانا مفتی وقار الدین صاحب دارالعلوم امجدیہ کراچی وقاری محبوب رضا خاں صاحب وقاری رضاء المصطفیٰ صاحب خطیب نیومین مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی نے تالیف فرمادیے، یعنی اٹھارہواں حصہ کتاب الحدود والقصاص میں اور بیسواں حصہ کتاب المیراث میں، باقی رہا انیسواں حصہ کتاب الوصایا، اس کی تالیف و ترتیب اس ناچیز کے حصے میں آئی، اس سلسلے میں بہ خلوص قلب شکر گزار ہوں اپنے استاذ زادہ مولانا الحاج قاری رضاء المصطفیٰ زاد شرف کا کہ ان کے پیہم اصرار اور تعاون نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں یہ سعادت و فضیلت حاصل کروں۔ جَزَاةُ اللّٰهِ تَعَالٰی خَيْرُ الْجَزَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

ترتیب کے لحاظ سے اگرچہ بیسواں حصہ آخری حصہ ہے جو مسائل میراث میں ہے، لیکن تالیف کے اعتبار سے انیسواں حصہ آخری ہے جو سب سے آخر میں اس ناچیز نے مرتب کیا ہے۔ یہ حصہ مسائل وصیت میں ہے، اس میں 450 مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ وصیت کے مسائل بھی اپنی جگہ بڑی اہمیت رکھتے ہیں، شریعت مطہرہ نے وصیت کو بڑی اہمیت دی ہے اور بعض مقامات پر اسے ضروری اور واجب قرار دیا۔

## وصیت کی اہمیت و افادیت

شریعت میں اس کی اہمیت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو جو وصیت کر کے وفات کر گیا متقی، شہید اور عامل بالسنة فرمایا اور اسکی مغفرت کی بشارت دی۔<sup>(۱)</sup> (مکتوٰۃ) اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: ”تیرا اپنے ورثا کو غنی چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں محتاج چھوڑے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔“<sup>(۲)</sup> اس سے معلوم ہوا کہ اپنے مفلس و نادار غیر وارث کے لیے وصیت کرنی چاہئے تاکہ انہیں بھی مال کا ایک حصہ مل جائے اور ان کی غربت و ناداری اور افلاس دور ہو اور وہ ایک باعزت زندگی گزار سکیں اور خود وصیت کرنے والوں کو تقویٰ و شہادت اور مغفرت کا مقام مل جائے، ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی مغفرت ہو جائے، اور شہادت کا درجہ مل جائے اور یہ بات بھی اس کے لیے کس درجہ عزت، اجر اور نیک نامی کی ہے کہ اس کے غیر وارث ائیرہ غیروں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر ذلیل و رسوا نہ ہوں اور معاشرہ میں آبرو مند نہ زندگی بسر کریں۔

## وصیت کی افادیت

(۱) یہ ہے کہ متوفی کے ایسے اعزہ جو وارثوں میں شامل نہیں ہیں مگر نادار اور حاجتمند ہیں، ان کو اس کے مال سے نفع پہنچے اور کسب معاش کے لئے سہارا مل جائے، جیسے وہ بچہ جس کے باپ کا انتقال اس کے دادا کی حیات میں ہو گیا اور دادا کا انتقال بعد میں ہوا اور دادا نے وارثوں میں بیٹا بھی چھوڑا تو بچہ محروم ہو جائے گا۔ اس کے لیے دادا کو انتقال سے پہلے وصیت کرنا چاہیے۔

(۲) ایسے پڑوسی یا احباب یا دیگر حضرات جو نہ رشتہ دار ہیں اور نہ وارث مگر سخت احتیاج و تنگدستی اور پریشانی میں ہیں ان کو متوفی وصیت کے ذریعے اپنے مال کے ایک حصہ کا مالک بنا دے اور اس طرح ان کی مدد ہو جائے۔

(۳) متوفی اگر مدرسہ، مسجد، سرائے، قبرستان یا دیگر امور خیر اپنی موت کے بعد بھی کرنا چاہتا ہے اور وہ رفاہ عامہ اور خدمتِ خلق کے کام انجام دینا چاہے تو بذریعہ وصیت اپنے مال کا ایک حصہ ان کی انجام دہی کے لیے مقرر کر دے، لیکن شریعت نے متوفی کو ورثاء کی موجودگی میں اپنے تمام مال کی وصیت کرنے کی اجازت نہیں دی کہ اس سے وارثوں کو ضرر پہنچتا ہے، اور ان کا حق ضائع ہوتا ہے، قرآن پاک میں ﴿مَنْ بَعْدَ وَصِيَّتِهِ يُؤْصِي بِهَا أَوْ دِينَ عَيْرٍ مُّضَاهٍ﴾<sup>(۳)</sup> فرما کر یہی ہدایت فرمائی

①.....”سنن ابن ماجہ“، کتاب الوصایا، باب الحث علی الوصیۃ، الحدیث: ۱، ۲۷۰، ج ۳، ص ۳۰۴۔

②.....”صحیح البخاری“، کتاب الوصایا، باب ان یترک ورثتہ... إلخ، الحدیث ۲۷۴۲، ج ۲، ص ۲۳۲۔

③.....پ ۴، النساء: ۱۲۔

کہ وصیت تو کرو مگر وارثوں کو نقصان پہنچا کر نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”جو شخص اپنے وارث کی میراث کاٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث کو کاٹے گا۔“ (1) (مکتوٰۃ)

شریعت اسلامیہ نہ یہ اجازت دیتی ہے کہ وارث کو اس کی میراث سے محروم کر دیا جائے، نہ یہ گوارا کرتی ہے کہ اہل ثروت اپنے غیر وارث اعزہ کو محتاجی و ناداری کی حالت میں چھوڑ کر وفات پائیں، بلکہ ایسے محتاج غیر وارث اعزہ کے لیے وصیت کے ذریعے اپنے مال کا ایک حصہ ان کو پہنچادیں۔ مسلمان اگر شریعتِ مطہرہ کے احکام کے مطابق وصیت کے طریقے کو اپنائیں تو اس سے عظیم فائدے اور فیوض و برکات حاصل ہوں، اور دشمنانِ اسلام نے بیٹے کی موجودگی میں یتیم پوتے کے محروم الارث ہونے پر شریعت اسلامیہ کے خلاف جو طوفان بدتمیزی اٹھایا اور آج بھی اٹھایا جاتا ہے وہ نہ اٹھا سکتے، اگرچہ اس کا مدلل و معقول جواب بارہا دیا جا چکا ہے، لیکن مخالفینِ اسلام، اسلام دشمنی میں شر پھیلانے سے نہیں تھکتے، ان کا مقصد حق و صداقت کو سمجھنا نہیں بلکہ اسلام کو بدنام کرنا ہے، اگر مسلمان بذریعہ وصیت یتیم اور محروم الارث پوتے کو اپنی حیثیت کی مناسبت سے مال کا ایک حصہ دیا کرتے تو معترضین اسلام کو یہ ایک عملی جواب بھی ہوتا، وہ عند اللہ ماجور بھی ہوتے اور ایک بہتر معاشرہ بھی وجود میں آتا۔

### وصیت کا طریقہ

مغربی اقوام میں بھی رائج ہے، اگرچہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں، اُن کی اپنی خواہشات کے مطابق ہے اسی لیے اس کا نام بھی Will جس کے معنی ہیں ”خواہش“ عام طور سے وہاں لوگ مرنے سے بہت پہلے Will لکھ چھوڑتے ہیں لیکن اس ول Will اور وصیت میں زبردست فرق ہے، وصیت اسلامی احکام کے مطابق ہوتی ہے اور ول Will اپنی خواہشات نفس کے مطابق، ول لکھنے والا قطعاً یہ نہیں سوچتا کہ وہ جو کچھ لکھ رہا ہے وہ اخلاقی اقدار کے مطابق ہے یا نہیں، اس سے معاشرہ میں فلاح و بہبود آئے گی یا تباہی و بربادی، اس کا واحد مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرا مال میرے مرنے کے بعد بھی صرف میری خواہش کے مطابق خرچ کیا جائے اس میں وہ اچھے بُرے، جائز و ناجائز اور حرام و حلال میں کوئی فرق نہیں کرتا، جب کہ اسلام نے وصیت کرنے والے کو کچھ ہدایات دی ہیں اور وصیت کا مقصد معاشرہ کی فلاح اور اعمالِ خیر کا اجراء مقرر کیا ہے۔ اسی لیے اس نے معصیت کے کاموں کے لیے اور معاشرے کو بگاڑنے والی چیزوں کے لیے وصیت کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ناانصافی ہوگی اگر میں الحاج مولانا قاضی عبدالرحیم، (2) مفتی آستانہ رضویہ رضا نگر محلہ سوداگران بریلی کا شکر یہ نہ ادا

①..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الوصایا، باب الحیف فی الوصیۃ، الحدیث: ۲۷۰۳، ج ۳، ص ۳۰۴۔

②..... قاضی عبدالرحیم صدیقی موضع کلچا تحصیل ڈومریا سنج پرگنہ رسول پور ضلع بستی کے ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں اپنے آبائی وطن میں پیدا ہوئے، مڈل پاس کرنے کے بعد عربی کی ابتدائی تعلیم دارالعلوم فضل رحمانیہ پجھپڑ و بازار ضلع دیوریا میں =

کروں، عزیز موصوف نے اپنا بیش قیمت وقت خالصتاً لوجہ اللہ تعالیٰ اس کتاب پر نظر ثانی کرنے کے لئے دیا، ان کے اس تعاون سے میں اس قابل ہوسکا کہ اس میں مندرجہ مسائل کے لیے کتب فقہ کے حوالوں میں اضافہ کروں جس نے کتاب کے اعتبار و استناد میں اضافہ کیا ہے۔ موصوف ایک صاحب نظر اور ذہین عالم ہیں، فقہ میں بصیرت رکھتے ہیں، آپ کے پاس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلمی حاشیہ جلد الممتمار ہے، جو ردالمحتار پر تحریر فرمایا گیا ہے، اس کے حوالے بھی اس کتاب میں ملیں گے، اللہ تعالیٰ موصوف کے علم، عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور ان سے اپنے دین کی خدمت لے۔ آمین۔ اسی کے ساتھ عزیز گرامی قدر مولوی عطاء المصطفیٰ زاہد مدرس دارالعلوم امجدیہ کراچی بھی شکر یہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کا اصل سے مقابلہ کرنے میں مدد دی، جس سے نقل میں جو اغلاط تھے وہ صحیح ہو گئے۔ موصوف ایک باشرع، صالح، سعادت مند اور باادب عالم دین ہیں۔ حضرت صدر الشریعہ صاحب بہار شریعت کے پوتے ہیں اور خدمت دین کرنے کا بااخلاص جذبہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل صالح میں ترقی عطا فرمائے اور ان کی عمر میں برکت دے آمین۔

آخر میں اللہ جل و علا تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے اس عاجز و حقیر بندے کی اس خدمت کو قبولیت عطا فرمائے اور میرے لئے اسے ذخیرہ آخرت بنائے اور دین کی خدمت کرنے کی مزید توفیق و اہلیت عطا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

الفقییر الی اللہ الصمد

ظہیر احمد زیدی غفرلہ ولوالدیہ

جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

مطابق ۵ جنوری ۱۹۸۶ء

☆☆☆☆☆

مولانا رضاء المصطفیٰ پر حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ آخر میں ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۰ء تک مدرسہ اسلامیہ عربیہ محلہ اندرکوٹ میرٹھ میں عالم شہیر امام انجو حضرت مولانا سید غلام جیلانی سہوانی ثم میرٹھی کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم عربیہ کی تکمیل اور ۱۹۶۱ء سے مرکزی دارالافتاء محلہ سوداگران بریلی میں زیر تربیت و نگرانی حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ افتاء نویسی کی خدمت میں ۱۹۶۹ء تک انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد آج تک اکتیس سال ہوئے جا رہے ہیں آپ اسی مرکزی دارالافتاء سے افتاء نویسی کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اکتیس سال میں آپ نے ہر قسم کے فتوے تحریر کئے ہیں۔ ہندوستان کے مفتیان کرام میں فی الوقت آپ غالباً سب سے کہنہ مشفق اور صاحب تحریر مفتی ہیں۔



## وصیت کا بیان

وصیت کرنا قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد

فرماتا ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِ كَرِمِثْلَ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلَا يُؤْتِيهِ الْكُلِّ وَاحِدًا مِّنْهُمَا الشُّدُسَ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَةٌ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الْغُلَّتُ ۚ فَإِن كَانَ لَهَا إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ الشُّدُسُ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّتِ يُؤْتَى بِهَا أَوْ دِينٌ ۚ أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَ اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝﴾ (1)

(جز ۴، سورۃ النساء، رکوع ۲۶)

ترجمہ اس کا یہ ہے ”اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگر چہ دو سے اوپر، تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اُس کے لئے آدھا، اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا حصہ اگر میت کے اولاد ہو، پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی حصہ، پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ، بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور بعد دین کے، تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا، یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بیشک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔“

قرآن مجید کے چوتھے پارے میں سورۃ نساء کے اس دوسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے وصیت کا ذکر چار مرتبہ فرمایا جس میں تقسیم وراثت کو ادائیگی وصیت اور ادائیگی قرض کے بعد رکھا اسی رکوع کی آخری آیات سے کچھ پہلے فرمایا:

﴿مِن بَعْدِ وَصِيَّتِ يُؤْتَى بِهَا أَوْ دِينٌ ۚ غَيْرَ مُضَارًّا ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝﴾ (2)

”میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو، یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔“

اور فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةٌ بَيْنَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنِ ذَوَاعِدِلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرِن مِّنْ غَيْرِكُمْ إِن أَنْتُمْ صَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَاصْبِرْ لَكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ ۚ﴾ (3) (سورۃ مائدہ، پ ۷)

1..... پ ۴، النساء: ۱۱ .

2..... پ ۴، النساء: ۱۲ .

3..... پ ۷، المائدہ: ۱۰۶ .

”یعنی اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی، جب تم میں کسی کو موت آئے وصیت کرتے وقت، تم میں کے دو معتبر شخص ہیں یا غیروں میں کے دو جب تم ملک میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے۔“

## احادیثِ وصیت

**حدیث ۱** حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کے پاس وصیت کے قابل کوئی شے ہو اور وہ بلا تاخیر اس میں اپنی وصیت تحریر نہ کر دے۔  
(1) (مشکوٰۃ، باب الوصایا، ص ۲۶۵)

**حدیث ۲** صحیح بخاری و صحیح مسلم سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، وہ فرماتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال اس قدر بیمار ہوا کہ موت کے قریب ہو گیا تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیادت فرمانے کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے پاس کثیر مال ہے اور میری بیٹی کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں (اصحاب فرائض میں سے) تو کیا میں اپنے کل مال کی وصیت کر دوں، آپ نے جواب ارشاد فرمایا: ”نہیں“، میں نے عرض کیا: تو کیا دو ٹمٹ کی وصیت کر دوں، آپ نے فرمایا: ”نہیں“، میں نے عرض کیا: تو کیا آدھے مال کی، آپ نے فرمایا: ”نہیں“، میں نے عرض کیا کہ کیا تہائی مال کی وصیت کر دوں، آپ نے فرمایا: ”تہائی مال“ اور تہائی مال بہت ہے۔ تیرا اپنے ورثاء کو غنی چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں محتاج چھوڑے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور بلاشبہ تو اللہ کی راہ میں اللہ کی رضا جوئی کے لئے کچھ خرچ نہیں کرے گا مگر یہ کہ تجھے اس کا اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں اٹھا کر رکھے۔ (2) (متفق علیہ، مشکوٰۃ، باب الوصایا، ص ۲۶۵)

**حدیث ۳** امام ترمذی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری بیماری میں عیادت کے لئے تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے وصیت کر دی؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: کتنے مال کی وصیت کی؟ میں نے عرض کیا: راہ خدا میں اپنے کل مال کی، آپ نے فرمایا: اپنی اولاد کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا: وہ لوگ اغنیاء یعنی صاحب مال ہیں، آپ نے فرمایا: دسویں حصہ کی وصیت کرو۔ تو میں برابر کم کرتا رہا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: ٹمٹ مال کی وصیت کرو اور ٹمٹ مال بہت ہے۔ (3) (مشکوٰۃ، ص ۲۶۵)

①..... ”صحیح البخاری“، کتاب الوصایا، باب الوصایا... إلخ، الحدیث: ۲۷۳۸، ج ۲، ص ۲۳۰.

②..... ”مشکاۃ المصابیح“، کتاب الفرائض والوصایا، باب الوصایا، الحدیث: ۳۰۷۱، ج ۱، ص ۵۶۶.

③..... ”جامع الترمذی“، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الوصیۃ بالثلث... إلخ، الحدیث: ۹۷۷، ج ۲، ص ۲۹۲.

## حدیث ۴

ابوداؤد اور ابن ماجہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق عطا فرمادیا پس وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں۔<sup>(۱)</sup> (مشکوٰۃ، ص ۲۶۵) ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ مزید ہیں کہ ”بچہ عورت کا ہے اور زانی کے لئے سنگساری، اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔“<sup>(۲)</sup> دارقطنی کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا: ”وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں مگر یہ کہ ورثہ چاہیں۔“<sup>(۳)</sup> (مشکوٰۃ، ص ۲۶۵)

## حدیث ۵

امام ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرد و عورت اللہ جل جلالہ کی اطاعت و فرمانبرداری ساٹھ سال (لے زمانہ) تک کرتے رہیں پھر ان کا وقت موت قریب آجائے اور وصیت میں ضرر پہنچائیں تو ان کے لئے دوزخ کی آگ واجب ہوتی ہے، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت تلاوت فرمائی۔

﴿ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِي يُؤْصِي بِهَا أَوْ دِينٍ غَيْرِ مَضَاهَا ۗ اللَّهُ تَعَالَىٰ كَلَامُ ۙ وَذَلِكَ الْقَوْلُ الْعَظِيمُ ۙ ﴾ تک۔<sup>(۴)</sup>

(مشکوٰۃ، ص ۲۶۵)

## حدیث ۶

ابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی موت وصیت پر ہو (جو وصیت کرنے کے بعد انتقال کرے) وہ عظیم سنت پر مرا اور اس کی موت تقویٰ اور شہادت پر ہوئی اور اس حالت میں مرا کہ اس کی مغفرت ہوگئی۔<sup>(۵)</sup> (مشکوٰۃ، باب الوصایا، ص ۲۶۶)

## حدیث ۷

ابوداؤد حضرت عمرو بن شعیب سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے باپ شعیب سے اور شعیب اپنے باپ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی جانب سے ننو غلام آزاد کئے جائیں تو اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کئے پھر اس کے بیٹے عمرو نے چاہا کہ اس کی جانب سے بقایا پچاس غلام آزاد کر دے پس اس نے (اپنے بھائی یا ساتھیوں یا اپنے دل میں) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کر لوں پس وہ آئے نبی

①..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الوصایا، باب لا وصیة لوارث، الحدیث: ۲۷۱۳، ج ۳، ص ۳۱۰.

②..... ”جامع الترمذی“، کتاب الوصایا، باب ما جاء لا وصیة لوارث، الحدیث: ۲۱۲۷، ج ۴، ص ۴۲.

③..... ”سنن الدار قطنی“، کتاب الفرائض... إلخ، الحدیث: ۴۱۰۴، ج ۴، ص ۱۱۲.

④..... ”جامع الترمذی“، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی الضررفی الوصیة، الحدیث: ۲۱۲۴، ج ۴، ص ۴۱ و ۴۰، النساء: ۱۲، ۱۳.

⑤..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الوصایا، باب الحث علی الوصیة، الحدیث: ۲۷۰۱، ج ۳، ص ۳۰۴.

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی جانب سے تو غلام آزاد کئے جائیں اور یہ کہ ہشام نے اس کی جانب سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں اور اس پر پچاس باقی رہ گئے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے (اپنے باپ کی طرف سے) یہ پچاس آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج ادا کرتے تو اس کو یہ پہنچتا۔<sup>(1)</sup> (مشکوٰۃ، ص ۲۶۶)

**حدیث ۸** ابن ماجہ و بیہقی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے: ”جو شخص اپنے وارث کی میراث کاٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث کو کاٹ دے گا۔“<sup>(2)</sup> (مشکوٰۃ، ص ۲۶۶)

## مسائل فقہیہ

وصیت کرنا جائز ہے قرآن کریم سے، حدیث شریف سے اور اجماع امت سے اس کی مشروعیت ثابت ہے۔ حدیث شریف میں وصیت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔<sup>(3)</sup> (جوہرہ نیرہ ج ۲، و بدائع ج ۷، ص ۳۳۰) شریعت میں ایصاء یعنی وصیت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانا<sup>(4)</sup> (تمیین از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰) وصیت کا رکن یہ ہے کہ یوں کہے ”میں نے فلاں کے لئے اتنے مال کی وصیت کی یا فلاں کی طرف میں نے یہ وصیت کی۔“<sup>(5)</sup> (محیط السنحی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰) وصیت میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ ① موصی یعنی وصیت کرنے والا ② موصیٰ لہ یعنی جس کے لئے وصیت کی جائے ③ موصیٰ بہ یعنی جس چیز کی وصیت کی جائے ④ وصی یعنی جس کو وصیت کی جائے۔<sup>(6)</sup> (کفایہ، عنایہ و عالمگیری، کفایہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان، مصری چھاپہ)

**مسئلہ ۱** وصیت کرنا مستحب ہے جب کہ اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی نہ ہو، اگر اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی ہے جیسے اس پر کچھ نمازوں کا ادا کرنا باقی ہے یا اس پر حج فرض تھا ادا نہ کیا یا روزہ رکھنا تھا نہ رکھا تو ایسی صورت میں ان کے لئے وصیت کرنا واجب ہے۔<sup>(7)</sup> (تمیین از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰ و قدوری، در مختار، رد المحتار)

①..... ”سنن أبي داود“، كتاب الوصايا، باب ما جاء في وصية الحرابي... إلخ، الحديث: ۲۸۸۳، ج ۳، ص ۱۶۳.

②..... ”سنن ابن ماجه“، كتاب الوصايا، باب الحيف في الوصية، الحديث: ۲۷۰۳، ج ۳، ص ۳۰۴.

③..... ”بدائع الصنائع“، كتاب الوصايا، ج ۶، ص ۴۲۲.

④..... ”الفتاوى الهندية“، كتاب الوصايا، الباب الاول في تفسيرها... إلخ، ج ۶، ص ۹۰.

⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق. ⑦..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۲** وصیت چار قسم کی ہے۔ ① واجبہ جیسے زکوٰۃ کی وصیت اور کفارات واجبہ کی وصیت اور صدقہ، صیام و صلوة کی وصیت ② مباحہ، جیسے وصیت اغنیا کے لئے <sup>(۱)</sup> ③ وصیت مکروہہ، جیسے اہل فسق و معصیت کے لئے وصیت جب یہ گمان غالب ہو کہ وہ مال وصیت گناہ میں صرف کرے گا۔ (درمختار و ردالمحتار ج ۵، ص ۴۵۳) ④ اس کے علاوہ کے لئے وصیت مستحب ہے۔ <sup>(۲)</sup>

**مسئلہ ۳** وصیت کا رکن ایجاب و قبول ہے، ایجاب وصی کی طرف سے اور قبول موصی لہ کی طرف سے، امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک۔ <sup>(۳)</sup> (بدائع ج ۷، ص ۳۳۱)

**مسئلہ ۴** موصی لہ صراحۃ یا دلالت موصی کی وصیت کو قبول کر لے، صراحۃ یہ ہے کہ صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے قبول کیا اور دلالت یہ ہے کہ مثلاً موصی لہ وصیت کو منظور یا نامنظور کرنے سے قبل انتقال کر جائے تو اس کی موت اس کی قبولیت کبھی جائے گی اور وہ چیز اس کے ورثاء کو وراثت میں دیدی جائے گی۔ <sup>(۴)</sup> (الوجیز لکھنوی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰)

**مسئلہ ۵** وصیت قبول کرنے کا اعتبار موصی کی موت کے بعد ہے اگر موصی لہ نے موصی کی زندگی ہی میں اسے قبول کیا یا رد کیا تو یہ باطل ہے، موصی لہ کو اختیار رہے گا کہ وہ موصی کے انتقال کے بعد وصیت کو قبول کرے۔ <sup>(۵)</sup> (سراجیہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰)

**مسئلہ ۶** وصیت کو قبول کرنا کبھی عملاً بھی ہوتا ہے جیسے وصی کا وصیت کو نافذ کرنا یا موصی کے ورثاء کے لئے کوئی چیز خریدنا یا موصی کے قرضوں کو ادا کرنا وغیرہ۔ <sup>(۶)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰)

**مسئلہ ۷** وصیت کی شرط یہ ہے کہ موصی مالک ہونے کا اہل ہو اور موصی لہ مالک بننے کا اہل ہو اور موصی بہ موصی کی موت کے بعد قابل تملیک مال یا منفعت ہو۔ <sup>(۷)</sup> (کفایہ، عالمگیری ج ۶، ص ۹۰، بدائع ج ۷، ص ۴۳۲، ردالمحتار ج ۵، ص ۴۵۴)

**مسئلہ ۸** ایصاء کا حکم یہ ہے کہ مال وصیت <sup>(۸)</sup> موصی لہ کی ملکیت میں اسی طرح داخل ہو جاتا ہے جیسے ہبہ کیا ہو مال۔ <sup>(۹)</sup> (کفایہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰، درمختار و بدائع ج ۷، ص ۲۳۳)

①..... یعنی مالداروں کے لیے۔

②..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الوصایا، ج ۱۰، ص ۳۵۴.

③..... "بدائع الصنائع"، کتاب الوصایا، ج ۶، ص ۴۲۵.

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۰.

⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق. ⑦..... المرجع السابق.

⑧..... یعنی جس مال کے متعلق وصیت کی گئی ہے۔

⑨..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۰.

**مسئلہ ۹** مستحب یہ ہے کہ انسان اپنے تہائی مال سے کم میں وصیت کرے خواہ ورثاء مالدار ہوں یا فقراء۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ و عالمگیری ج ۶، ص ۹۰، قدوری، جوہرہ نیرہ)

**مسئلہ ۱۰** جس کے پاس مال تھوڑا ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ وصیت نہ کرے جب کہ اس کے وارث موجود ہوں اور جس شخص کے پاس کثیر مال ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ اپنے ثلث مال<sup>(۲)</sup> سے زیادہ کی وصیت نہ کرے۔<sup>(۳)</sup> (ردالمحتار ج ۵، بدائع ج ۷، خزائنہ المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰)

**مسئلہ ۱۱** موصلی<sup>(۴)</sup> وصیت قبول کرتے ہی موصلی بہ کا مالک بن جاتا ہے خواہ اس نے موصلی بہ کو قبضہ میں لیا ہو یا نہ لیا ہو اور اگر موصلی بہ نے وصیت کو قبول نہ کیا رد کر دیا تو وصیت باطل ہو جائے گی۔<sup>(۵)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰)

**مسئلہ ۱۲** وصیت ثلث مال سے زیادہ کی جائز نہیں مگر یہ کہ وارث اگر بالغ ہیں اور نابالغ یا مجنون نہیں، اور وہ موصلی<sup>(۶)</sup> کی موت کے بعد ثلث مال سے زائد کی وصیت جائز کر دیں تو صحیح ہے۔ موصلی کی زندگی میں اگر وارثوں نے اجازت دی تو اس کا اعتبار نہیں۔ موصلی کی موت کے بعد اجازت معتبر ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۰ و ہدایہ)

**مسئلہ ۱۳** وارثوں کی اجازت کے بغیر اجنبی شخص کے لئے تہائی مال میں وصیت صحیح ہے۔<sup>(۸)</sup> (تمیین از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰)

**مسئلہ ۱۴** موصلی نے اگر اپنے کل مال کی وصیت کر دی اور اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو وصیت نافذ ہو جائے گی بیت المال سے اجازت لینے کی حاجت نہیں۔<sup>(۹)</sup> (خزائنہ المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰)

**مسئلہ ۱۵** احناف کے نزدیک وارث کے لئے وصیت جائز نہیں مگر اس صورت میں جائز ہے کہ وارث اس کی اجازت

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۰.

②.....یعنی تہائی مال۔

③....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۰.

④.....جس کے لئے وصیت کی گئی۔

⑤....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۰.

⑥.....وصیت کرنے والا۔

⑦....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۰.

⑧.....المرجع السابق.

⑨.....المرجع السابق.

دیدیں اور اگر کسی نے وارث اور اجنبی دونوں کے لئے وصیت کی تو اجنبی کے حق میں صحیح ہے اور وارث کے حق میں ورثہ کی اجازت پر موقوف رہے گی اگر انھوں نے جائز کر دی تو جائز ہے اور اجازت نہیں دی تو باطل، اور یہ اجازت موصلی کی حیات میں معتبر نہیں یہاں تک کہ اگر وارثوں نے موصلی کی حیات میں اجازت دی تھی پھر بھی انھیں موصلی کی موت کے بعد رجوع کر لینے کا حق ہے۔<sup>(۱)</sup> (فتاویٰ قاضی خان از عالمگیری ج ۶، ص ۹۰)

**مسئلہ ۱۶** وارث اور غیر وارث ہونے کا اعتبار موصلی کی موت کے وقت ہے نہ کہ بوقت وصیت یعنی اگر موصلی لہ بوقت وصیت موصلی کا وارث تھا اور موصلی کی موت کے وقت وارث نہ رہا تو وصیت صحیح ہوگی اور بوقت وصیت وارث نہیں تھا پھر بوقت موت وارث ہو گیا تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر اگر موصلی نے اپنے بھائی کے لئے وصیت کی اس حال میں کہ بھائی وارث تھا پھر موت سے پہلے موصلی کے لڑکا پیدا ہو گیا تو بھائی کے حق میں وصیت صحیح ہوگئی۔ اور اگر اس نے اپنے بھائی کے لیے اس حال میں وصیت کی کہ موصلی کا لڑکا موجود ہے پھر موت سے پہلے اس کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تو بھائی کے حق میں وصیت باطل ہو جائے گی۔<sup>(۲)</sup> (تمییز از عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۱۷** وارثوں کی اجازت سے جب وصیت جائز ہوگئی تو جس کے حق میں وصیت جائز کی گئی وہ موصلی بہ کا مالک ہو جائے گا خواہ اس نے قبضہ نہ لیا ہو وارث کو اب رجوع کرنے کا حق نہیں رہا، وارث کی اجازت صحیح ہونے کے لئے شیوع مانع نہیں (یعنی موصلی بہ کا مشترک ہونا)۔<sup>(۳)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۱۸** کسی نے وارث کے لئے وصیت کی دوسرے وارث نے اس کی اجازت دیدی اگر یہ اجازت دینے والا وارث بالغ مریض ہے تو اگر یہ اپنے مرض سے صحت یاب ہو گیا تو اس کی اجازت صحیح ہوگئی اور اگر اس بیماری میں فوت ہو گیا تو اس کی یہ اجازت بمنزلہ ابتدائے وصیت کے قرار پائے گی یہاں تک کہ اگر موصلی لہ اس متوفی<sup>(۴)</sup> اجازت دینے والے کا وارث ہے تو یہ وصیت جائز نہ ہوگی مگر یہ کہ متوفی کے دوسرے ورثاء اس کی اجازت دیدیں اور اگر اس صورت میں موصلی لہ وارث نہیں بلکہ اجنبی تھا تو یہ وصیت صحیح ہوگی مگر ثلث مال میں جاری ہوگی۔<sup>(۵)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۹۱ مطبوعہ پاکستان)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۰.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق، ص ۹۱.

④.....فوت شدہ۔

⑤....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۱.

**مسئلہ ۱۹** - جس وصیت کا جواز و نفاذ (۱) ورثہ کی اجازت پر ہے اُن میں اگر بعض ورثہ نے اجازت دے دی اور بعض نے اجازت نہ دی یعنی بعض نے رد کر دی تو اجازت دینے والے ورثہ کے حصہ میں نافذ ہوگی اور دوسرے کے حق میں باطل۔ (۲) (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۲۰** - ہر وہ مقام جہاں ورثہ کی اجازت کی حاجت ہے اس اجازت میں شرط یہ ہے کہ مجیز اہل اجازت سے ہو مثلاً بالغ اور عاقل اور صحیح یعنی غیر مریض ہو۔ (۳) (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۲۱** - موصی کی وصیت اپنے قاتل کے لئے جائز نہیں خواہ موصی کا قتل اس نے عمداً کیا ہو یا خطا، خواہ موصی نے اپنے قاتل کے لئے وصیت زخمی ہونے سے قبل کی ہو یا بعد میں لیکن اگر وارثوں نے اس وصیت کو جائز کر دیا تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ (۴) (مبسوط از عالمگیری ج ۶، ص ۹۱ و قدوری)

**مسئلہ ۲۲** - ان صورتوں میں قاتل کے لئے وصیت جائز ہے جب کہ قاتل نابالغ بچہ یا پاگل ہو اگر چہ ورثہ اس کو جائز نہ کریں یا یہ کہ قاتل کے علاوہ موصی کا کوئی دوسرا وارث نہ ہو یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ (۵) (عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۲۳** - کسی عورت نے مرد کو کسی دھار دار لوہے کی چیز سے یا بغیر دھار چیز سے مارا پھر اسی مرد نے اس قاتلہ کے لئے وصیت کی پھر اس سے نکاح کر لیا تو اس عورت کو اس مرد کی میراث نہ ملے گی نہ وصیت، اس کو صرف اس کا مہر مثل ملے گا، مہر مثل مہر معین سے جس قدر زیادہ ہوگا وہ وصیت شمار ہو کر باطل قرار پائے گا۔ (۶) (عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۲۴** - عمداً (۷) قتل میں معاف کر دینا جائز ہے اور اگر خطا، قتل ہو اور معاف کر دیا تو یہ وصیت شمار ہوگا لہذا مثلث مال میں نافذ ہوگا۔ (۸) (عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۲۵** - موصی نے کسی شخص کے لئے وصیت کی پھر موصی لہ کے خلاف دلیل قائم ہوگئی کہ وہ موصی کا قاتل ہے اور

①..... یعنی جائز و نافذ ہونا۔

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۱۔

③..... المرجع السابق۔

④..... المرجع السابق۔

⑤..... المرجع السابق۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۱۔

⑦..... ارادۃ، جان بوجھ کر۔

⑧..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۱۔



بعض ورثاء نے اس کی تصدیق کی اور بعض نے تکذیب، تو موصلیٰ لہ مقتول کی دیت ادا کرنے میں تکذیب کرنے والے وارثوں کے بقدر حصہ بری ہوگا اور موصلیٰ کی وصیت ان کے حصہ میں بقدر ثلث نافذ ہوگی اور تصدیق کرنے والے ورثہ کو موصلیٰ لہ بقدر ان کے حصہ کے دیت ادا کرے گا اور ان کے حصہ میں اُس کے لئے وصیت باطل ہوگی۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۲۶** → وصیت جائز ہے اپنے وارث کے بیٹے کے لئے اور جائز ہے وصیت قاتل کے باپ دادا کے لئے اور قاتل کے بیٹے پوتے کے لئے۔<sup>(2)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۲۷** → اگر یہ وصیت کی کہ فلاں کے گھوڑے پر ہر ماہ دس روپے خرچ کئے جائیں تو وصیت صاحب فرس (یعنی گھوڑے کے مالک) کے لئے ہے لہذا اگر مالک نے گھوڑا بیچ دیا تو وصیت باطل ہو جائے گی۔<sup>(3)</sup> (ظہیر یہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۲۸** → مسلم کی وصیت ذمی کے لئے اور ذمی کی وصیت مسلمان کے لئے جائز ہے۔<sup>(4)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۲۹** → ذمی کی وصیت کافر حربی غیر متامن کے لئے (جو دارالاسلام میں امان لئے نہ ہو) صحیح نہیں۔<sup>(5)</sup> (بدائع از عالمگیری ج ۶، ص ۹۱)

**مسئلہ ۳۰** → کافر حربی دارالحرب میں ہے اور مسلمان دارالاسلام میں ہے اس مسلمان نے اس کافر حربی کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت جائز نہیں اگرچہ ورثہ اس کی اجازت دیں اور اگر حربی موصلیٰ لہ دارالاسلام میں امان لے کر داخل ہوا اور اپنی وصیت حاصل کرنے کا قصد وارادہ کیا تو اسے مال وصیت سے کچھ لینے کا اختیار نہیں خواہ ورثاء اس کی اجازت دیں اور اگر موصلیٰ بھی دارالحرب میں ہو تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔<sup>(6)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

**مسئلہ ۳۱** → کافر حربی دارالاسلام میں امان لے کر آیا مسلمان نے اس کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت ثلث مال میں جائز ہوگی خواہ ورثاء اس کی اجازت دیں یا نہ دیں لیکن ثلث مال سے زائد میں ورثہ کی اجازت کی ضرورت ہے، کافر حربی متامن کے لئے یہی حکم ہبہ کرنے اور صدقہ نافلہ دینے کا ہے۔<sup>(7)</sup> (تاتارخانیہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

**مسئلہ ۳۲** → مسلمان کی وصیت مرتد کے لئے جائز نہیں۔<sup>(8)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... الخ، ج ۶، ص ۹۱.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق، ص ۹۲.

⑦.....المرجع السابق. ⑧.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۳** کسی شخص نے وصیت کی لیکن اس پر اتنا قرض ہے کہ اس کے پورے مال کو محیط ہے <sup>(۱)</sup> تو یہ وصیت جائز نہیں مگر یہ کہ قرض خواہ اپنا قرض معاف کر دیں۔ <sup>(۲)</sup> (ہدایہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

**مسئلہ ۳۳** وصیت کرنا اس کا صحیح ہے جو اپنا مال بطور احسان و حسن سلوک کسی کو دے سکتا ہو لہذا پاگل، دیوانے اور مکاتب و ماذون کا وصیت کرنا صحیح نہیں اور یونہی اگر مجنون نے وصیت کی پھر صحت پا کر مر گیا یہ وصیت بھی صحیح نہیں کیونکہ بوقت وصیت وہ اہل نہیں تھا۔ <sup>(۳)</sup> (ہدایہ والاختیار شرح المختار از عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

**مسئلہ ۳۵** بچہ کی وصیت خواہ وہ قریب البلوغ ہو جائز نہیں۔ <sup>(۴)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

**مسئلہ ۳۶** وصیت مذاق میں، جبر و اکراہ کی حالت میں اور خطاؓ مونہ سے نکل جانے سے صحیح نہیں۔ <sup>(۵)</sup> (بدائع از عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

**مسئلہ ۳۷** آزاد عاقل خواہ مرد ہو یا عورت اس کی وصیت جائز ہے اور وہ مسافر جو اپنے مال سے دور ہے اس کی وصیت جائز ہے۔ <sup>(۶)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

**مسئلہ ۳۸** پیٹ کے بچہ کی اور پیٹ کے بچے کے لئے وصیت جائز ہے بشرطیکہ وہ بچہ وقت وصیت سے چھ ماہ سے پہلے پیدا ہو جائے۔ <sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

**مسئلہ ۳۹** اگر کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ ”میری یہ لونڈی فلاں کے لئے ہے مگر اس کے پیٹ کا بچہ نہیں“ تو یہ وصیت اور استثناء دونوں جائز ہیں۔ <sup>(۸)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

**مسئلہ ۳۰** موصلی نے اپنی بیوی کے پیٹ میں بچہ کے لئے وصیت کی پھر وہ بچہ موصلی کے انتقال اور اسکی وصیت کے ایک ماہ بعد مرا ہوا پیدا ہوا تو اس کے لئے وصیت صحیح نہیں اور اگر زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا تو وصیت جائز ہے موصلی کے تہائی مال میں نافذ ہوگی اور اس بچہ کے وارثوں میں تقسیم ہوگی، اور اگر موصلی کی بیوی کے دو جڑواں بچے ہوئے یعنی ایک ہی حمل میں اور ان میں سے ایک زندہ اور ایک مردہ ہے تو وصیت زندہ کے حق میں نافذ ہوگی اور اگر دونوں زندہ پیدا ہوئے پھر ایک انتقال کر گیا تو وصیت ان دونوں کے درمیان نصف نصف نافذ ہوگی اور جس بچہ کا انتقال ہو گیا اس کا حصہ

①..... یعنی گھیرے ہوئے ہے۔

②..... ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۲۔

③..... المرجع السابق۔

④..... المرجع السابق۔

⑤..... المرجع السابق۔

⑥..... المرجع السابق۔

⑦..... المرجع السابق۔

⑧..... المرجع السابق۔

اس کے وارثوں کی میراث ہوگا۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

**مسئلہ ۳۱** → موہبی نے یہ وصیت کی کہ اگر فلاں عورت کے پیٹ میں لڑکی ہے تو اس کے لئے ایک ہزار روپے کی وصیت ہے اور اگر لڑکا ہے تو اس کے لئے دو ہزار روپے کی وصیت ہے پھر اس عورت نے چھ ماہ سے ایک یوم قبل لڑکی کو جنم دیا اور اس کے دو دن یا تین دن بعد لڑکا جنا تو دونوں کے لئے وصیت نافذ ہوگی اور موہبی کے تہائی مال سے دی جائے گی۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۲)

## وصیت سے رجوع کرنے کا بیان

**مسئلہ ۱** → وصیت کرنے والے کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی وصیت سے رجوع کر لے، یہ رجوع کبھی صریحاً ہوتا ہے اور کبھی دلالتاً۔ صریحاً کی صورت یہ ہے کہ صاف لفظوں میں کہے کہ میں نے وصیت سے رجوع کر لیا یا اسی قسم کے اور کوئی صریح لفظ بولے اور دلالتاً رجوع کرنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی ایسا عمل کرے جو رجوع کر لینے پر دلالت کرے، اس کے لئے اصل کلی<sup>(3)</sup> یہ ہے کہ ہر ایسا فعل جسے ملک غیر<sup>(4)</sup> میں عمل میں لانے سے مالک کا حق منقطع<sup>(5)</sup> ہو جائے، اگر موہبی ایسا کام کرے تو یہ اس کا اپنی وصیت سے رجوع کرنا ہوگا۔ اسی طرح ہر وہ فعل جس سے موہبی بہ میں زیادتی اور اضافہ ہو جائے اور اس زیادتی کے بغیر موہبی یہ<sup>(6)</sup> کو موہبی لہ<sup>(7)</sup> کے حوالے نہ کیا جاسکے تو یہ فعل بھی رجوع کرنا ہے، اسی طرح ہر وہ تصرف جو موہبی بہ کو موہبی کی ملکیت سے خارج کر دے یہ بھی رجوع کرنا ہے۔<sup>(8)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۲) ان اصولوں سے مندرجہ ذیل مسائل نکلتے ہیں:

**مسئلہ ۲** → موہبی نے کسی کپڑے کی وصیت کی پھر اس کپڑے کو کاٹا اور سی لیا یا روئی کی وصیت کی پھر اسے سوت بنا لیا یا سوت کی وصیت کی پھر اسے بن لیا لہو ہے کی وصیت کی پھر اسے برتن بنا لیا تو یہ سب صورتیں وصیت سے رجوع کر لینے کی ہیں۔<sup>(9)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۳)

**مسئلہ ۳** → چاندی کے ٹکڑے کی وصیت کی پھر اس کی انگوٹھی بنالی یا سونے کے ٹکڑے کی وصیت کی پھر اس کا کوئی زیور

۱..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۲.

۲..... المرجع السابق.

۳..... یعنی قاعدہ کلیہ۔

۴..... یعنی دوسرے کی ملکیت۔

۵..... ختم۔

۶..... جس چیز کی وصیت کی گئی۔

۷..... جس کے لیے وصیت کی گئی۔

۸..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۲.

۹..... المرجع السابق، ص ۹۲، ۹۳.

بنالیا یہ رجوع صحیح نہیں ہے۔<sup>(1)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۹۳)

**مسئلہ ۳**۔ اگر موصلی نے موصلی بہ کو فروخت کر دیا پھر اس کو خرید لیا یا اس نے موصلی بہ کو بہہ کر دیا پھر اس سے رجوع کر لیا تو

وصیت باطل ہو جائے گی۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۳)

**مسئلہ ۵**۔ جس بکری کی وصیت کر دی تھی اُسے ذبح کر لیا یہ بھی وصیت سے رجوع کر لینا ہے لیکن جس کپڑے کی

وصیت کی تھی اسے دھویا تو یہ رجوع نہیں۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۳)

**مسئلہ ۶**۔ پہلے وصیت کر دی پھر اس سے منکر ہو گیا تو اس کا یہ انکار اگر موصلی لہ کی عدم موجودگی میں ہو تو یہ رجوع نہیں

لیکن اگر موصلی لہ کی موجودگی میں انکار کیا تو یہ وصیت سے رجوع ہے۔<sup>(4)</sup> (مبسوط از عالمگیری ج ۶، ص ۹۳)

**مسئلہ ۷**۔ موصلی نے کہا کہ میں نے فلاں کے لئے جو بھی وصیت کی وہ حرام ہے یا ربا (سود) ہے تو یہ رجوع نہیں

لیکن اگر یہ کہا کہ وہ باطل ہے تو یہ رجوع ہے۔<sup>(5)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۳)

**مسئلہ ۸**۔ لوہے کی وصیت کی پھر اس کی تلوار یا زرہ<sup>(6)</sup> بنالی تو یہ رجوع ہے۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۳)

**مسئلہ ۹**۔ گیسوں کی وصیت کی پھر اس کا آٹا پسا لیا یا آٹے کی وصیت کی پھر اس کی روٹی پکالی تو یہ وصیت سے رجوع

کر لینا ہے۔<sup>(8)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۳)

**مسئلہ ۱۰**۔ گھر کی وصیت کی پھر اس میں گچ کرایا<sup>(9)</sup> یا اس کو گرا دیا تو یہ رجوع نہیں اگر اس کی بہت زیادہ لہسائی<sup>(10)</sup>

کرائی تو یہ رجوع ہے۔<sup>(11)</sup> (قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۹۳)

**مسئلہ ۱۱**۔ زمین کی وصیت کی پھر اس میں انگور کا باغ لگایا یا دیگر پھل لگادئے تو یہ رجوع ہے اور اگر زمین کی وصیت کی

پھر اس میں سبزی لگائی تو یہ رجوع نہیں۔<sup>(12)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۹۳)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۳.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق.

⑥..... جنگ میں پہنا جانے والا لوہے کا لباس۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۳.

⑧..... المرجع السابق.

⑨..... یعنی چونے کا پلستر کرایا۔ ⑩..... گیلی مٹی یا گارے سے دیواروں کو لپ کر ہموار کرنا، لپائی۔

⑪..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۳.

⑫..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۲** - انگوڑی وصیت کی پھر وہ مٹھی ہو گیا یا چاندی کی وصیت کی پھر وہ انگوٹھی میں تبدیل ہو گئی یا انڈے کی وصیت کی پھر اس سے بچہ نکل آیا، گیسوں کی بال کی وصیت کی پھر وہ گیسوں ہو گیا اگر یہ تبدیلیاں موصلی کی موت سے پہلے وقوع میں آئیں تو وصیت باطل ہو گئی اور اگر موصلی کے انتقال کے بعد یہ تبدیلیاں ہوئیں تو وصیت نافذ ہوگی۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۴، مطبوعہ پاکستان)

**مسئلہ ۱۳** - ایک شخص نے دوسرے کے مال میں ایک ہزار روپے کی وصیت کسی کے لئے کر دی یا اس کے کپڑے کی وصیت کر دی اور اس دوسرے شخص یعنی مالک نے وصیت کرنے والے کی موت سے پہلے یا موت کے بعد اسے جائز کر دیا تو اس مالک کے لئے اس وصیت سے رجوع کر لینا جائز ہے جب تک موصلی لہ کے سپرد نہ کر دے لیکن اگر موصلی لہ نے قبضہ لے لیا تو وصیت نافذ ہو جائے گی کیونکہ مال غیر کی وصیت ایسی ہے جیسے مال غیر کو بہہ کرنا لہذا بغیر تسلیم اور قبضہ کے صحیح نہیں۔<sup>(۲)</sup> (مبسوط از عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

## وصیت کے الفاظ کا بیان

”کن الفاظ سے وصیت ثابت ہوتی ہے اور کن الفاظ سے نہیں نیز کونسی وصیت جائز ہے اور کونسی نہیں۔“

**مسئلہ ۱** - کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد میرا وکیل ہے تو وہ اس کا وصی ہوگا اور اگر یہ کہا کہ تو میری زندگی میں میرا وصی ہے تو وہ اس کا وکیل ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (ظہیر یہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

**مسئلہ ۲** - اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ تجھے تورا روپے اجرت ملے گی اس شرط پر کہ تو میرا وصی بن جائے، تو یہ شرط باطل ہے تورا روپے اس کے حق میں وصیت ہیں اور وہ اس کا وصی مانا جائے گا۔<sup>(۴)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

**مسئلہ ۳** - ایک شخص نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے فلاں شخص کے لئے ایک ہزار روپے کی وصیت کر دی اور میں نے وصیت کی کہ میرے مال میں فلاں کے ایک ہزار روپے ہیں تو پہلی صورت وصیت کی ہے اور دوسری صورت اقرار کی ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

**مسئلہ ۴** - کسی نے وصیت میں یہ لفظ کہے کہ میرا تہائی مکان فلاں کے لئے ہے میں اس کی اجازت دیتا ہوں، تو یہ وصیت ہے اور اگر یہ الفاظ کہے کہ میرے مکان میں فلاں شخص کا چھٹا حصہ ہے تو یہ اقرار ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

①..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۶، ص ۹۴.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق، الباب الثانی فی بیان الالفاظ التی تكون وصیة... إلخ، ج ۶، ص ۹۴.

④..... المرجع السابق، ص ۹۴.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... المرجع السابق.

اصول پر اگر اس نے وصیت کے موقع پر یوں کہا کہ فلاں کے لئے میرے مال سے ہزار درہم ہیں تو یہ استحساناً وصیت ہے اور اگر یوں کہا کہ فلاں کے لئے میرے مال میں ہزار درہم ہیں تو یہ اقرار ہے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

**مسئلہ ۵** - اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میرا یہ مکان (گھر) فلاں کے لئے اور اس وقت وصیت کا کوئی ذکر نہ تھا نہ یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد تو یہ ہبہ ہے اگر موہوب لہ نے ہبہ کرنے والے کی زندگی ہی میں قبضہ لے لیا تو صحیح ہو گیا اور اگر قبضہ نہ لیا تھا کہ ہبہ کرنے والے کی موت واقع ہو گئی تو ہبہ باطل ہو گیا۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

**مسئلہ ۶** - وصیت کرنے والے نے کہا کہ میں نے وصیت کی کہ فلاں شخص کو میرے مرنے کے بعد میرا تہائی مکان ہبہ کر دیا جائے تو یہ وصیت ہے اور اس میں موہبی کی زندگی میں قبضہ لینا شرط نہیں ہے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

**مسئلہ ۷** - مریض نے کسی شخص سے کہا کہ میرے ذمہ کا قرض ادا کر دے تو یہ شخص اس کا وصی بن گیا۔<sup>(4)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

**مسئلہ ۸** - کسی شخص نے حالت مرض یا حالت صحت میں کہا کہ اگر میرا حادثہ ہو جائے تو فلاں کے لئے اتنا ہے تو یہ وصیت ہے، اور حادثہ کا مطلب موت ہے، اسی طرح اگر اس نے یہ کہا کہ فلاں کے لئے میرے ثلث مال سے ہزار درہم ہیں تو یہ وصیت شمار ہوگی۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

**مسئلہ ۹** - کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ میرے والد کی وصیت سے جو تحریر شدہ وصیت ہے اور میں نے اسے نافذ نہ کیا ہو تو تم اسے نافذ کر دینا یا اس نے بحالت مرض اپنے نفس پر اس کا اقرار کیا (یعنی یہ اقرار کیا کہ میرے والد کی وصیت کا نفاذ میرے ذمہ باقی ہے) تو وصیت ہے اگر ورثہ اس کی تصدیق کر دیں اور اگر ورثہ نے اس کی تکذیب کی تو یہ موہبی کے ثلث مال میں نافذ ہوگی۔<sup>(6)</sup> (ظہیر یہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۴)

**مسئلہ ۱۰** - مریض نے صرف اتنا کہا کہ میرے مال سے ایک ہزار نکال لو یا یہ کہا "ایک ہزار درہم نکال لو" اور اس کے علاوہ کچھ نہ کہا پھر وہ مر گیا تو اگر یہ الفاظ وصیت میں کہے تو وصیت صحیح ہو گئی، اتنا مال فقراء پر صرف کیا جائے گا۔ اسی طرح کسی مریض سے کہا گیا کہ کچھ مال کی وصیت کر دو اس نے کہا "میرا تہائی مال"، اس سے زیادہ نہ کہا، تو اگر یہ سوال کے فوراً بعد کہا تو اس کا تہائی مال فقراء پر صرف کیا جائے گا۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الّتی تکون وصیۃ... إلخ، ج ۶، ص ۹۴.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق. ⑦..... المرجع السابق، ص ۹۵.

**مسئلہ ۱۱** ایک شخص نے وصیت کی کہ لوگوں کو ایک ہزار درہم دیئے جائیں تو یہ وصیت باطل ہے اگر اس نے یہ کہا ایک ہزار درہم صدقہ کر دو تو یہ جائز ہے فقراء پر خرچ کئے جائیں۔ (۱) (عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۱۲** ایک شخص نے یہ کہا کہ اگر میں اپنے اس سفر میں مر جاؤں تو فلاں شخص کے مجھ پر ہزار درہم قرض ہیں تو یہ وصیت شمار ہوگی اور اس کے تہائی مال میں نافذ ہوگی۔ (۲) (محیط السرحی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۱۳** کسی شخص نے وصیت کی کہ میرا جنازہ فلاں بستی یا شہر میں لے جایا جائے اور وہاں دفن کیا جاوے اور وہاں میرے تہائی مال سے ایک رباط (سرائے) (۳) تعمیر کیا جائے تو یہ رباط تعمیر کرنے کی وصیت جائز ہے اور جنازہ وہاں لے جانے کی وصیت باطل اور اگر وصی بغیر ورثہ کی اجازت و رضامندی کے اُس کا جنازہ وہاں لے گیا تو اس کے اخراجات کا ضامن خود ہوگا۔ (۴) (عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۱۴** اگر کسی شخص نے اپنی قبر کو پختہ خوبصورت بنانے کی وصیت کی تو یہ وصیت باطل ہے۔ (۵) (عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۱۵** کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد کھانا تیار کیا جائے اور تعزیت کرنے کے لئے آنے والوں کو کھلایا جائے تو یہ وصیت ٹمٹ مال میں نافذ ہوگی یہ کھانا ان لوگوں کے لئے ہوگا جو میت کے مکان پر طویل قیام رکھتے ہیں یا وہ دور دراز علاقے سے آئے ہوں اور اس میں غریب امیر سب برابر ہیں سب کو یہ کھانا جائز ہے لیکن جو لمبی مسافت طے کر کے نہیں آیا یا اس کا قیام طویل نہیں ہے ان کے لئے یہ کھانا جائز نہیں، اگر وصی نے کھانا زیادہ تیار کر دیا کہ یہ لوگ کھا چکے اور کھانا بہت زیادہ بچ رہا تو وصی اس زیادہ خرچ کا ضامن ہوگا اور کھانا بہت تھوڑا بچا تو وصی ضامن نہ ہوگا۔ (۶) (عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۱۶** ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد لوگوں کے لئے تین دن کھانا پکویا جائے تو یہ وصیت باطل ہے۔ (۷) (عالمگیری ج ۶، ص ۹۵، جلد الممتار حاشیہ ردالمحتار مخطوطہ)

**فائدہ:** اہل مصیبت یعنی جس کے گھر میں موت ہوئی ان کو کھانا پکا کر دینا اور کھلانا پہلے دن میں جائز ہے کیونکہ وہ

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الی تکنون وصیۃ... إلخ، ج ۶، ص ۹۵.

②.....المرجع السابق.

③.....مسافر خانہ.

④....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الی تکنون وصیۃ... إلخ، ج ۶، ص ۹۵.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

میت کی تجہیز و تکفین میں مشغولیت اور شدتِ غم کی وجہ سے کھانا نہیں پکا سکتے ہیں لیکن موت کے بعد تیسرے دن غیر مستحب مکروہ ہے۔<sup>(۱)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۹۵، کشف الغطاء و تاتارخانیہ از فتاویٰ رضویہ) اور اگر تعزیت کے لئے عورتیں جمع ہوں کہ نوحہ کریں تو انہیں کھانا نہ دیا جائے کہ گناہ پر مدد دینا ہے۔<sup>(۲)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں)

**مسئلہ ۱۷** کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اسے ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم کی قیمت کا کفن دیا جائے تو یہ وصیت نافذ نہ ہوگی اسے اوسط درجہ کا کفن دیا جائے گا جس میں نہ فضول خرچی ہو اور نہ بخل اور نہ تنگی۔ (واقعات الناطقی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۵) اسی میں دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے شخص کو کفن مثل دیا جائے گا اور کفن مثل یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں جمعہ و عیدین اور شادیوں میں شرکت کے لئے جس قسم کا اور جس قیمت کا کپڑا پہنتا تھا اسی قیمت اور اسی قسم کے کپڑے کا کفن اُسے دیا جائے گا۔<sup>(۳)</sup> (تاتارخانیہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۱۸** عورت نے اپنے شوہر کو وصیت کی کہ اس کا کفن وہ اس کے مہر میں سے دے جو شوہر پر واجب ہے تو عورت کا اپنے کفن کے بارے میں کچھ کہنا یا منع کرنا باطل ہے۔<sup>(۴)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۱۹** اپنے گھر میں دفن کرنے کی وصیت کی تو یہ وصیت باطل ہے لیکن اگر اس نے یہ وصیت کی کہ میرا گھر مسلمانوں کے لئے قبرستان بنا دیا جائے تو پھر اس گھر میں اس کا دفن کرنا جائز و صحیح ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۲۰** یہ وصیت کی کہ مجھے اپنے کمرے میں دفن کیا جائے تو یہ وصیت صحیح نہیں، اسے مقابر مسلمین میں دفن کیا جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (الفتاویٰ الخلاصہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۲۱** یہ وصیت کی کہ میرے جنازے کی نماز فلاں شخص پڑھائے تو یہ وصیت باطل ہے۔<sup>(۷)</sup> (العیون والفتاویٰ الخلاصہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۲۲** کسی نے وصیت کی کہ میرا ثلث مال مسلمان میتوں کے کفن یا اُن کی گورکنی میں<sup>(۸)</sup> یا مسلمانوں کو پانی پلانے میں خرچ کیا جائے، تو یہ وصیت باطل ہے اور اگر وصیت کی کہ میرا ثلث مال فقراء مسلمین کے کفن میں خرچ کیا جائے یا ان کی قبریں کھودوانے میں خرچ کیا جائے تو یہ جائز ہے وصیت صحیح ہے۔<sup>(۹)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الی تکنون وصیة... إلخ، ج ۶، ص ۹۵.

②....."الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الوصایا، ج ۲، ص ۴۲۲.

③....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الی تکنون وصیة... إلخ، ج ۶، ص ۹۵.

④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق.

⑥.....المرجع السابق.

⑦.....المرجع السابق.

⑧.....یعنی قبریں کھودنے میں۔

⑨....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الی تکنون وصیة... إلخ، ج ۶، ص ۹۵.



**مسئلہ ۲۳** — موصلی نے وصیت کی کہ میرا گھر قبرستان بنا دیا جائے پھر اس کے کسی وارث کا انتقال ہوا تو اس میں اس وارث کو دفن کرنا جائز ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۲۴** — کسی شخص نے وصیت کی کہ میرا گھر لوگوں کو ٹھہرانے کے لئے سرائے بنا دیا جائے تو یہ وصیت صحیح نہیں۔<sup>(۲)</sup> (فتاویٰ افصلی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۵) بخلاف اس کے کہ اگر یہ وصیت کی کہ میرا گھر سقاییہ<sup>(۳)</sup> بنا دیا جائے تو وصیت صحیح ہے۔<sup>(۴)</sup> (تاتارخانیہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۵)

**مسئلہ ۲۵** — مرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد مجھے اسی ٹاٹ یا کبل میں دفن کیا جائے یا میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگا دی جائے یا میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دی جائے تو یہ وصیت خلاف شرع اور باطل ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶) اور اسے کفن مثل دیا جائے گا اور اسے عام مسلمانوں کی طرح دفن کیا جائے گا۔

**مسئلہ ۲۶** — اپنی قبر کو مٹی گارے سے لپنے کی وصیت کی یا اپنی قبر پر قبہ<sup>(۶)</sup> تعمیر کرنے کی وصیت کی تو یہ وصیت باطل ہے لیکن اگر قبر ایسی جگہ ہے جس کو درندوں اور جانوروں کے خوف سے لپنے کی ضرورت ہے تو وصیت نافذ ہوگی۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۲۷** — اپنے مرض الموت میں کسی نے اپنی لڑکی کو پچاس روپے دیئے اور کہا کہ اگر میری موت ہو جائے تو میری قبر تعمیر کرانا اور اسی کے قریب رہنا اور اس میں سے تیرے لئے پانچ روپے ہیں باقی روپے سے گیہوں خرید کر کے صدقہ کر دینا تو اس لڑکی کو یہ پانچ روپے لینا جائز نہیں اور اگر قبر کو مضبوطی کے لئے بنانے کی ضرورت ہے نہ کہ زینت و آرائش کے لئے تو بقدر ضرورت اسے تعمیر کرایا جائے گا اور باقی فقراء پر صدقہ کر دیا جائے گا۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۲۸** — یہ وصیت کی کہ میرے مال سے کسی آدمی کو اتنا مال دیا جائے کہ وہ میری قبر پر قرآن پاک کی تلاوت

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الی تکنون وصیۃ... إلخ، ج ۶، ص ۹۵.

②..... المرجع السابق.

③..... پانی کی سبیل، پانی پلانے کی جگہ۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الی تکنون وصیۃ... إلخ، ج ۶، ص ۹۵.

⑤..... المرجع السابق، ص ۹۵.

⑥..... یعنی گنبد۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الی تکنون وصیۃ... إلخ، ج ۶، ص ۹۶.

⑧..... المرجع السابق.

کرے تو یہ وصیت باطل ہے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۲۹** — کسی نے وصیت کی کہ اس کی کتابیں دفن کر دی جائیں تو ان کتابوں کو دفن کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ ان کتابوں میں ایسی چیزیں ہوں جو کسی کی سمجھ میں نہ آتی ہوں یا ان کتابوں میں ایسا مواد ہو جس سے فساد پیدا ہوتا ہو۔<sup>(2)</sup> (محیط) فساد معاشرہ کا ہو یا عقیدہ و مذہب کا۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۳۰** — بیت المقدس کے لئے اپنے ثلث مال کی وصیت کی تو جائز ہے اور یہ مال بیت المقدس کی عمارت اور چراغ بقی و روشنی وغیرہ پر خرچ ہوگا۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶) فقہاء نے اس مسئلہ سے وقف مسجد کی آمدنی سے مسجد کے اندر روشنی کرنے کے جواز کا قول کیا ہے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۳۱** — موسیٰ نے اپنے مال سے جہاد فی سبیل اللہ کرنے کی وصیت کی تو وصی کو جہاد کرنے والے شخص کو اس کے کھانے پینے آنے جانے اور مورچہ پر رہنے کا خرچہ موسیٰ کے مال سے دینا ہوگا، لیکن مجاہد کے گھر کا خرچ اس میں نہیں، اگر مجاہد پر خرچ کرنے سے کچھ مال بچ گیا تو وہ موسیٰ کے ورثہ کو واپس کر دیا جائے گا اور مناسب یہ ہے کہ موسیٰ کی طرف سے جہاد کے لئے موسیٰ کے گھر سے روانہ ہو جیسے کہ حج کی وصیت میں موسیٰ کے گھر سے روانہ ہونا ہے۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۳۲** — مسلمان کی وصیت عیسائی فقراء کے لئے جائز ہے لیکن ان کے لئے گر جائعیر کرنے کی وصیت جائز نہیں کیوں کہ یہ گناہ ہے اور جو شخص اس گناہ میں اعانت کریگا گناہگار ہوگا۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۳۳** — یہ وصیت کی کہ میرا ثلث مال مسجد پر خرچ کیا جائے تو یہ جائز ہے اور یہ مال مسجد کی تعمیر اور اس کے چراغ و بقی وغیرہ پر خرچ ہوگا۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۳۴** — ایک شخص نے اپنی اس زمین کی وصیت کی جس میں کھیتی<sup>(7)</sup> کھڑی ہے لیکن کھیتی کی وصیت نہیں کی تو یہ جائز ہے اور یہ کھیتی کٹنے کے وقت تک اس میں باقی رہے گی اور اس کا معاوضہ دیا جائے گا۔<sup>(8)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۳۵** — کسی نے وصیت کی کہ میرا گھوڑا میری طرف سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے میں استعمال کیا جائے تو یہ وصیت جائز ہے اور اسے غزوہ میں استعمال کیا جائے گا، استعمال کرنے والا امیر ہو یا غریب اور جب غازی غزوہ سے واپس آئے

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الّتی تکون وصیۃ... إلخ، ج ۶، ص ۹۶.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق.

⑦..... یعنی فصل۔

⑧..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الّتی تکون وصیۃ... إلخ، ج ۶، ص ۹۶.

تو گھوڑا ورثہ کو واپس کر دے اور ورثہ اس گھوڑے کو ہمیشہ غزوہ کے لئے دیتے رہیں گے۔<sup>(۱)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۳۶** → اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ میرا گھوڑا اور میرے ہتھیار فی سبیل اللہ ہیں تو اس کا مطلب کسی کو مالک بنا دینا ہے لہذا کوئی غریب و فقیر آدمی ان کا مالک بنا دیا جائے گا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۶)

**مسئلہ ۳۷** → کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اس کی آراضی<sup>(۳)</sup> مساکین کے لئے قبرستان کر دی جائے یا یہ وصیت کی کہ اسے آنے جانے والوں کے لئے سرائے بنا دیا جائے تو یہ وصیت باطل ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۷)

**مسئلہ ۳۸** → مصحف<sup>(۵)</sup> کی وصیت کی کہ وہ مسجد میں وقف کر دیا جائے تو یہ وصیت جائز ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۷)

**مسئلہ ۳۹** → یہ وصیت کی کہ اس کی زمین مسجد بنا دی جائے تو یہ بلا اختلاف جائز ہے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۷)

**مسئلہ ۴۰** → وصیت کرنے والے نے کہا کہ میرا تہائی مال اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو یہ وصیت جائز ہے اور یہ مال نیکی و بھلائی کے راستے میں خرچ ہوگا اور فقراء پر صرف کیا جائے گا۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۷)

**مسئلہ ۴۱** → وصیت کرنے والے نے کہا میرا تہائی مال فی سبیل اللہ (راہ خدا میں) ہے یہاں فی سبیل اللہ کا مطلب غزوہ ہے۔<sup>(۹)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۷)

**مسئلہ ۴۲** → اگر یہ کہا کہ میرا تہائی مال نیک کاموں کے لئے ہے تو اسے تعمیر مسجد اور اسکی چراغ و بتی میں خرچ کرنا جائز ہے لیکن مسجد کی آرائش و زیبائش میں خرچ کرنا جائز نہیں۔<sup>(۱۰)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۷)

**مسئلہ ۴۳** → اگر کسی نے اپنے تہائی مال کی وجہ خیر میں خرچ کرنے کی وصیت کی تو اسے پل بنانے، مسجد بنانے اور طالبان علم پر خرچ کیا جائے گا۔<sup>(۱۱)</sup> (تاتارخانیہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۷)

**مسئلہ ۴۴** → کسی نے وصیت کی کہ میرا تہائی مال گاؤں کے مصالح میں خرچ کیا جائے تو یہ وصیت باطل ہے۔<sup>(۱۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۷)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الٹی تکنون وصیة... إلخ، ج ۶، ص ۹۶.

②.....المرجع السابق.

③.....زمین۔

④....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الٹی تکنون وصیة... إلخ، ج ۶، ص ۹۷.

⑤.....قرآن شریف۔

⑥....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الٹی تکنون وصیة... إلخ، ج ۶، ص ۹۷.

⑦.....المرجع السابق.

⑧.....المرجع السابق.

⑨.....المرجع السابق.

⑩.....المرجع السابق.

⑪.....المرجع السابق.

⑫.....المرجع السابق.

## ثلث مال کی وصیت کا بیان

”وصیت ثلث مال کی یا زیادہ یا کم کی، ورثہ نے اس کی اجازت دی یا نہ دی یا بعض نے اجازت دی، بعض نے نہ دی،

بہی یا بیٹے کے حصہ کے برابر کی وصیت وغیرہ۔“

**مسئلہ ۱** — مرنے والے نے کسی آدمی کے حق میں اپنے چوتھائی مال کی وصیت کی اور ایک دوسرے آدمی کے حق میں اپنے نصف مال کی، اگر ورثہ نے اس وصیت کو جائز رکھا تو نصف مال اس کو ملے گا جس کے حق میں نصف مال کی وصیت ہے اور چوتھائی مال اسے دیا جائے گا جس کے لئے چوتھائی مال کی وصیت کی اور باقی مال وارثوں کے درمیان مقررہ حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا اور اگر وارثوں نے اس کی وصیت کو جائز نہ رکھا تو اس صورت میں مرنے والے مووسیٰ کی وصیت اس کے ثلث مال میں صحیح ہوگی اور اس کا ثلث مال سات حصوں میں منقسم<sup>(۱)</sup> ہو کر چار حصے نصف مال کی وصیت والے کو اور تین حصے چوتھائی مال کی وصیت والے کو ملیں گے۔<sup>(۲)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۹۷)

**مسئلہ ۲** — ایک شخص کے حق میں اپنے ثلث مال (تہائی مال) کی وصیت کی اور دوسرے کے حق میں اپنے سدس مال کی (چھٹے حصے کی) تو اس صورت میں اس کے ثلث مال کے تین حصے کئے جائیں گے اس میں سے دو حصے ثلث مال کی وصیت والے کے لئے اور ایک حصہ اسے جس کے حق میں سدس مال کی وصیت کی۔<sup>(۳)</sup> (ہدایہ از عالمگیری ج ۶، ص ۹۷)

**مسئلہ ۳** — ایک شخص نے وصیت کی کہ میرا کل مال فلاں شخص کو دیدیا جائے اور ایک دوسرے شخص کے لئے وصیت کی کہ اسے میرے مال کا تہائی حصہ دیا جائے تو اگر اس کے وارث نہیں ہیں یا ہیں مگر انھوں نے اس وصیت کو جائز کر دیا تو اس کا مال دونوں (موصلیٰ لہما)<sup>(۴)</sup> کے درمیان بطریق منازعت تقسیم ہوگا اور اس کی صورت یہ ہے کہ ثلث مال نکال کر بقیہ کل اس کو دیدیا جائے گا جس کے حق میں کل مال کی وصیت ہے رہا ثلث مال تو وہ دونوں کے مابین نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۸)

**مسئلہ ۴** — مووسیٰ نے ایک شخص کے لئے اپنے ثلث مال کی وصیت کی اور دوسرے شخص کے لئے بھی اپنے ثلث مال کی

①..... تقسیم۔

②..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۹۷۔

③..... المرجع السابق، ص ۹۸۔

④..... یعنی جن دونوں کے لئے وصیت کی گئی۔

⑤..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۹۸۔

وصیت کردی اور ورثہ اس کے لئے راضی نہ ہوئے تو اس کا ثلث مال دونوں کے مابین تقسیم ہوگا۔<sup>(1)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۸)

**مسئلہ ۵** کسی نے وصیت کی کہ میرے مال کا ایک حصہ یا میرا کچھ مال فلاں شخص کو دیدیا جائے تو اسکی تشریح کا حق

موصی کو ہے اگر وہ زندہ ہے اور اسکی موت کے بعد اس کی تشریح کا حق ورثہ کو ہے۔<sup>(2)</sup> (شرح الطحاوی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۸)

**مسئلہ ۶** کسی نے اپنے مال کے ایک جزو کی وصیت کی تو ورثہ سے کہا جائے گا کہ تم جتنا چاہو موصیٰ لہ کو دیدو۔<sup>(3)</sup>

(عالمگیری ج ۶، ص ۹۸)

**مسئلہ ۷** اپنے مال کے ایک حصہ کی وصیت کی پھر اس کا انتقال ہو گیا اور اس کا کوئی وارث بھی نہیں ہے تو موصیٰ لہ کو

نصف ملے گا اور نصف بیت المال<sup>(4)</sup> میں جمع ہوگا۔<sup>(5)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۹۹)

**مسئلہ ۸** ایک شخص کا انتقال ہو اس نے وارثوں میں ایک ماں اور ایک بیٹا چھوڑا اور یہ وصیت کر گیا کہ فلاں کو میرے

مال سے بیٹی کا حصہ ہے (اگر بیٹی ہوتی اور اسے حصہ ملتا) تو وصیت جائز ہے اور اس کا مال سترہ حصوں میں منقسم ہو کر موصیٰ لہ کو پانچ

حصے ملیں گے دو حصے ماں کو اور دس حصے بیٹے کو ملیں گے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۹)

**مسئلہ ۹** اگر میت نے اپنے ورثہ میں ایک بیوی اور ایک بیٹا چھوڑا اور ایک دوسرے بیٹے کے برابر حصہ کی وصیت کسی

کے لئے کی (اگر دوسرا بیٹا ہوتا) اور وارثوں نے اس کی وصیت کو جائز رکھا تو اس کا ترکہ پندرہ حصوں میں منقسم ہوگا، موصیٰ لہ (جس

کے حق میں وصیت کی) کو سات حصے، بیوہ بیوی کو ایک حصہ اور بیٹے کو سات حصے دیئے جائیں گے۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۹۹)

**مسئلہ ۱۰** ایک شخص کا انتقال ہو اس نے وارثوں میں ایک لڑکی اور ایک بھائی چھوڑا اور کسی شخص کے لئے بقدر حصہ

بیٹے کے وصیت کی (اگر ہوتا) اور وارثوں نے اس وصیت کو جائز رکھا تو اس صورت میں موصیٰ لہ کو اس کے مال کے دو ثلث (دو

تہائی) حصے ملیں گے اور ایک ثلث بھائی اور بیٹی کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور اگر وارثوں نے اس کی وصیت کو جائز نہ رکھا تو

اس صورت میں موصیٰ لہ کو ایک ثلث ملے گا اور دو ثلث بھائی اور بیٹی میں نصف نصف تقسیم ہوں گے۔<sup>(8)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۰)

**مسئلہ ۱۱** ایک شخص کا انتقال ہو اس نے ورثہ میں ایک بھائی اور ایک بہن چھوڑے اور یہ وصیت کی کہ فلاں کو میرے

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۹۸.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... آج کل بیت المال کا وجود نہیں اس لئے یہ مال کسی مسلم مسکین یا مدارس دینیہ میں دے دیا جائے۔ ۱۲ عطاء المصطفیٰ قادری۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۹۹.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... المرجع السابق.

⑧..... المرجع السابق، ص ۱۰۰.

مال سے بقدر بیٹے کے حصے کے دینا (اگر بیٹا ہوتا) اور وارثوں نے اس کی اجازت دیدی تو اس صورت میں کل مال موسیٰ لہ کو ملے گا اور بھائی اور بہن کو اس کے مال سے کچھ حصہ نہ ملے گا اور اگر یہ وصیت کی کہ فلاں کو بیٹے کے حصے کے مثل دینا تو اس صورت میں موسیٰ لہ کو اس کے مال کا نصف ملے گا اور باقی نصف میں بھائی، بہن شریک ہوں گے بھائی کو دو حصے اور بہن کا ایک حصہ۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۰)

**مسئلہ ۱۲** وصیت کرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مال سے فلاں کو بقدر بیٹی کے حصے کے دیا جائے اور وارثوں میں اس نے ایک بیٹی، ایک بہن چھوڑی تو اس صورت میں موسیٰ لہ کو اس کا تہائی مال ملے گا ورنہ اجازت دیں یا نہ دیں۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۰)

**مسئلہ ۱۳** ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے اپنے وارثوں میں ایک بیٹا اور باپ چھوڑے اور وصیت کی کہ فلاں شخص کو میرے بیٹے کے حصہ کے مثل حصہ دیا جائے تو اگر وارثوں نے اس کی وصیت کو جائز رکھا تو اس کا مال گیارہ حصوں میں تقسیم ہو کر موسیٰ لہ کو پانچ حصے، باپ کو ایک حصہ اور بیٹے کو پانچ حصے ملیں گے اور اگر وارثوں نے اس کی وصیت کو جائز نہ رکھا تو موسیٰ لہ کو اس کے مال کا تہائی حصہ ملے گا اور باقی باپ اور بیٹے کے درمیان حصہ رسدی تقسیم ہوگا باپ کو ایک حصہ، بیٹے کو پانچ، یعنی کل مال کے نو حصے کئے جائیں گے، تین حصے موسیٰ لہ کو، ایک حصہ باپ کو اور پانچ حصے بیٹے کو دیئے جائیں گے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۰)

مذکورہ بالا صورتوں میں میت کے وارثوں میں سے اگر ایک نے میت کی وصیت کو جائز نہ کیا اور ایک نے جائز کر دیا تو جائز کرنے والے وارث کے حصے میں موسیٰ لہ کو حصہ ملے گا اور جائز نہ کرنے والے وارث کے حصے میں سے نہیں ملے گا بلکہ اس کا پورا پورا حصہ ملے گا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر ایک وارث نے وصیت کو جائز کیا اور دوسرے وارث نے جائز نہ کیا تو دیکھا جائے گا کہ دونوں وارثوں کے اجازت دینے کی صورت میں مسئلہ کا حساب گیارہ حصوں سے ہوا تھا اور اجازت نہ دینے کی صورت میں حساب نو سے ہوا تھا، ان دونوں کو باہم ضرب کیا جائے  $99 = 11 \times 9$  ہوئے، اب دونوں کے وصیت کو جائز نہ کرنے کی صورت میں ننانوے میں سے ایک ثلث یعنی ۳۳ حصے موسیٰ لہ کو ملیں گے اور بقیہ ۶۶ حصوں میں سے ایک سدس (چھٹا حصہ) یعنی گیارہ باپ کو ملیں گے اور بقیہ پانچ سدس یعنی ۵۵ حصے بیٹے کو ملیں گے کل میزان ۹۹۔ اور وارثوں کے اس وصیت کو جائز کرنے کی صورت میں موسیٰ لہ کو گیارہ میں سے  $9 \times 5 = 45$ ، باپ کو گیارہ میں سے  $9 \times 1 = 9$ ، اور بیٹے کو بقیہ  $9 \times 5 = 45$  حصے ملیں گے (کل میزان ۹۹) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ان دونوں حالتوں کے درمیان موسیٰ لہ کو بارہ حصے زیادہ ملے جن میں سے دو حصے باپ کے حق میں

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۰.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

سے اور دس حصے بیٹے کے حق میں سے، کیونکہ اجازت نہ دینے کی صورت میں باپ کو گیارہ حصے ملے اور اجازت دینے کی صورت میں نو، فرق دو حصوں کا ہو اور بیٹے کو اجازت دینے کی صورت میں ۳۵ حصے ملے اور اجازت نہ دینے کی صورت میں ۵۵، فرق دس حصوں کا ہو۔ اس طرح دس اور دو بارہ حصے موصلیٰ لہ کو زیادہ ملتے ہیں۔ اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موصلیٰ لہ کو باپ کے حق میں سے دو حصے اور بیٹے کے حق میں سے دس حصے ملے لہذا اگر باپ نے وصیت کو جائز رکھا اور بیٹے نے نہیں تو باپ کے حق میں سے دو حصے موصلیٰ لہ کو مل جائیں گے اور بیٹے کو اس کا پورا حق ملے گا۔ اس طرح ننانوے میں سے  $۳۵ = ۲ + ۳۳$  حصے موصلیٰ لہ کو، نو حصے باپ کو اور ۵۵ حصے بیٹے کو ملیں گے، کل میزان ۹۹ ہو۔ اور اگر بیٹے نے وصیت کو جائز رکھا اور باپ نے نہیں تو بیٹے کے حق میں سے دس حصے موصلیٰ لہ کو مل جائیں گے باپ کو اس کا پورا حق ملے گا یعنی ننانوے میں سے  $۳۳ = ۱۰ + ۲۳$  حصے موصلیٰ لہ کو، گیارہ حصے باپ کو اور ۳۵ حصے بیٹے کو ملیں گے کل میزان ۹۹ ہو۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۰)

**فائدہ:** اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ مسئلہ کی تصحیح ایک بار کی جائے۔ اس صورت میں کہ سب وارثوں نے اجازت دیدی اور دوسری بار مسئلہ کی تصحیح کی جائے اس صورت میں کہ کسی وارث نے اجازت نہیں دی پھر دونوں تصحیحوں کو ایک مبلغ سے کر دیا جائے (یعنی دونوں تصحیحوں کو باہم ضرب دیدی جائے) پھر اس صورت میں کہ ایک وارث نے اس وصیت کو جائز کر دیا اور دوسرے نے جائز نہ کیا یا اس کی اجازت معتبر نہ ہو جیسے بچہ اور پاگل کی اجازت معتبر نہیں، تو جائز کرنے والے وارثوں کے سہام کو مسئلہ اجازت سے لیا جائے اور باقی دوسروں کے سہام کو مسئلہ عدم اجازت سے لیا جائے وہ ہر وارث کا حصہ ہوگا اور جو باقی بچے گا وہ موصلیٰ لہ کے لئے ثلث پر زیادہ ہوگا (یعنی موصلیٰ لہ کے ثلث میں بڑھا دیا جائے گا)<sup>(۲)</sup> (جدالممتار حاشیہ ردالمحتار از افادات اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہ) ص ۶۳۹) اس کی مثال یہ ہے موصلیٰ نے باپ اور بیٹے کو چھوڑا اور موصلیٰ لہ کے لئے بیٹے کے مثل حصہ کی وصیت کی۔ ورثہ کے اجازت دینے کی صورت میں مسئلہ گیارہ سے ہوگا۔

اب	ابن	موصلیٰ لہ
$\frac{1}{11}$	$\frac{5}{55}$	$\frac{3}{33}$

ورثہ کے اجازت نہ دینے کی صورت میں مسئلہ ۹ سے ہوگا۔

اب	ابن	موصلیٰ لہ
$\frac{1}{9}$	$\frac{5}{45}$	$\frac{5}{45}$

۱..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۰.

۲..... "جدالممتار" علی "ردالمحتار"، کتاب الوصایا، ج ۵، ص ۱۳۵، ۱۳۶. (مخطوطہ)

ضابطہ کے مطابق دونوں تصحیحوں کا مبلغ واحد کیا  $99 = 9 \times 11$  مبلغ واحد ہوا۔

مجیز (1) اگر باپ ہو تو اجازت کی صورت میں باپ کا حصہ ۹ سہام ہے اور اجازت نہ دینے کی صورت میں باقی دوسروں کا حصہ ۸۸ سہام ہے دونوں کو جمع کیا  $9 + 88 = 97$ ، فرق  $99 - 97 = 2$  سہام لہذا موصلیٰ لہ کو دو سہام زائد علی الثلث ملیں گے یعنی  $2 + 33 = 35$  سہام اور مجیز اگر بیٹا ہو تو اجازت کی صورت میں اس کا حصہ ۲۵ سہام ہے اور اجازت نہ دینے کی صورت میں باقی دوسروں کا حصہ ۲۲ سہام ہے، دونوں کو جمع کیا  $22 + 35 = 57$ ، فرق  $99 - 57 = 42$  سہام لہذا موصلیٰ لہ کو دس سہام زائد علی الثلث ملیں گے،  $22 + 33 = 55$  سہام۔

**مسئلہ ۱۳** مرنے والے نے دو بیٹے چھوڑے اور ایک شخص کے لئے اپنے ثلث مال (تہائی مال) کی وصیت کی اور ایک دوسرے شخص کے لئے مثل ایک بیٹے کے حصے کی وصیت کی اور دونوں وارث بیٹوں نے مرنے والے باپ کی دونوں وصیتوں کو جائز رکھا تو اس صورت میں جس کے لئے تہائی مال کی وصیت کی اسے میت کے مال کا تہائی حصہ ملے گا اور بقیہ دو ثلث دونوں بیٹوں اور اس شخص کے درمیان جس کے لئے بیٹے کے مثل حصہ کی وصیت کی تہائی تہائی تقسیم ہوگا۔ حساب اس کا اس طرح ہوگا کہ کل مال نو حصوں میں منقسم ہوگا اس میں سے تین حصے اُسے ملیں گے جس کے لئے ثلث مال (تہائی مال) کی وصیت ہے باقی رہے چھ حصے تو دو دو حصے دونوں بیٹوں کے درمیان اور دو حصے اُس کے جس کے لئے بیٹے کے حصے کے مثل وصیت کی ہے۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۰) اور اگر ان دونوں بیٹوں نے باپ کی وصیت کو جائز نہ کیا تو ایک تہائی مال اُن دونوں موصلیٰ لہ کو دیا جائے گا جن کے حق میں وصیت ہے اور بقیہ دو ثلث (دو تہائی) دونوں بیٹوں کو مل جائے گا۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۰) اور اگر دونوں بیٹوں نے ثلث مال کی وصیت کو جائز نہ رکھا اور اس وصیت کو جائز جو اس نے دوسرے شخص کے لئے مثل ایک بیٹے کے حصے کے کی تھی تو اس صورت میں صاحب ثلث یعنی ثلث مال کی وصیت والے کو نصف ثلث یعنی سدس (چھٹا حصہ) ملے گا اور صاحب مثل یعنی جس شخص کے حق میں مثل حصہ بیٹے کے وصیت کی اسے بقیہ مال کا ایک ثلث ملے گا۔ اس صورت میں حساب ایسے عدد سے ہوگا جس میں سے اگر سدس (چھٹا حصہ) نکالا جائے تو بقیہ مال ایک ایک تہائی کے حساب سے تقسیم ہو جائے اور ایسا چھوٹے سے چھوٹا عدد اٹھارہ ہے لہذا کل مال وصیت اٹھارہ حصوں میں تقسیم ہوگا، چھٹا حصہ یعنی تین حصے ثلث مال کی وصیت والے کو، باقی پندرہ حصوں میں ایک ثلث یعنی پانچ حصے اس شخص کو جس کے لئے مثل بیٹے کے حصے کی وصیت کی بقیہ ایک ثلث یعنی پانچ پانچ حصے دونوں بیٹوں کو۔ (2) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۰) اور اگر یہ صورت ہے کہ ایک بیٹے نے صاحب مثل کے حق میں وصیت کو جائز رکھا اور صاحب ثلث کے حق میں وصیت کو رد کر دیا اور دوسرے بیٹے نے دونوں وصیتوں کو رد کر دیا تو مسئلہ اس طرح ہوگا کہ صاحب مثل کو چار حصے اور

①..... یعنی اجازت دینے والا۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۰۔



صاحب ثلث کو تین حصے اور جس بیٹے نے ایک وصیت کو جائز کیا اس کو پانچ حصے اور جس بیٹے نے دونوں وصیتوں کو رد کر دیا اس کو چھ حصے، کل میزان اٹھارہ حصے، اس طرح صاحب مثل کے حق میں وصیت جائز رکھنے والے بیٹے کا ایک حصہ صاحب مثل کو ملا اور اُس کا حصہ بجائے تین کے چار ہو گیا اور اس بیٹے کے چھ حصے کے بجائے پانچ حصے رہ گئے۔<sup>(۱)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۰)

**مسئلہ ۱۵** ایک شخص کے پانچ بیٹے ہیں اس نے وصیت کی..... کہ فلاں شخص کو میرے ثلث مال میں سے میرے ایک بیٹے کے حصے کے مثل دینا اور ثلث مال میں سے یہ حصہ نکال کر بقیہ کا ثلث ایک دوسرے شخص کو دیا جائے، تو اس وصیت کرنے والے کا کل مال اکیاون حصوں میں تقسیم ہو کر ان میں سے آٹھ حصے اس موصلیٰ لہ کو ملیں گے جس کے حق میں بیٹے کے حصے کے مثل کی وصیت کی اور تین حصے دوسرے موصلیٰ لہ کو ملیں گے جس کے حق میں ثلث ماقتی من الثلث کی وصیت کی (یعنی جس کے حق میں باقی ماندہ ثلث مال سے ایک ثلث کی وصیت کی)۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۰) اور ہر بیٹے کو آٹھ آٹھ حصے ملیں گے۔ (مؤلف)

**مسئلہ ۱۶** ایک شخص کے پانچ بیٹے ہیں اس نے وصیت کی کہ فلاں شخص کو میرے ثلث مال سے میرے ایک بیٹے کے حصے کے مثل دیا جائے اور اس ثلث مال سے یہ حصہ نکال کر جو باقی بچے اس کا ثلث (یعنی تہائی) ایک دوسرے شخص کو دیا جائے تو اس صورت میں اس وصیت کرنے والے کا مال اکیاون حصوں میں تقسیم ہو کر جس کے لئے بیٹے کے حصے کے مثل کی وصیت کی ہے اسے آٹھ حصے ملیں گے، اور اسکے ثلث مال میں سے یہ آٹھ حصے نکال کر جو باقی بچے گا اس کا ایک ثلث یعنی تین حصے اس کو ملیں گے، جس کے لئے ثلث ماقتی من الثلث (یعنی اس کے تہائی مال سے آٹھ حصے نکال کر جو باقی بچا اس کا تہائی حصہ) کی وصیت کی تھی اور پانچ بیٹوں میں سے ہر ایک کو آٹھ آٹھ حصے ملیں گے۔ مسئلہ کی تخریج اس طرح ہوگی کہ پانچ بیٹوں کو بحساب فی کس ایک حصہ = پانچ حصے اور ایک حصہ اس میں صاحب مثل کا بڑھایا (یعنی اس کا جس کے لئے بیٹے کے حصے کے مثل کی وصیت کی) اس طرح کل چھ حصے ہوئے چھ کو تین میں ضرب دیا جائے  $3 \times 6 = 18$  ہوئے، اٹھارہ میں ایک کم کیا جو زیادہ کیا گیا تھا تو سترہ رہ گئے یہ سترہ اس کے کل مال کا ایک ثلث ہے اس کے دو ثلث چونتیس ہوئے، اس طرح کل حصے اکیاون ہوئے، جب یہ معلوم ہو گیا کہ ثلث مال (تہائی مال) سترہ حصے ہیں تو اس میں سے صاحب مثل کا حصہ (یعنی جس کے لئے ایک بیٹے کے حصے کے مثل کی وصیت کی) معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل حصہ کی طرف دیکھا جائے وہ پانچ بیٹوں کے پانچ اور صاحب مثل کا ایک تھا، اس ایک کو تین سے ضرب کیا تو تین ہوئے پھر تین کو تین سے ضرب کیا تو نو ہوئے، نو میں سے ایک جو بڑھایا تھا کم کیا تو آٹھ باقی رہے، یہ حصہ ہوا صاحب مثل کا، پھر اس آٹھ کو سترہ میں سے گھٹایا تو نو باقی رہے اس کا ایک تہائی یعنی تین حصے دوسرے شخص کے جس کے حق میں

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۰.

②..... المرجع السابق.

ثلث ماقی من الثلث کی (بقیہ تہائی مال کے تہائی کی) وصیت کی تھی، نو میں سے تین نکال کر چھ بچے، ان چھ کو دو تہائی مال یعنی چونتیس حصوں میں جمع کیا تو چالیس ہو گئے اور یہ چالیس پانچ بیٹوں میں برابر برابر بحساب فی کس آٹھ حصے تقسیم ہوں گے یہ کل ملا کر اکیاون ہوئے یعنی موصلی لہ نمبر ایک کو آٹھ، موصلی لہ نمبر ۲ کو تین اور پانچ بیٹوں کو چالیس = کل اکیاون<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۱)

**مسئلہ ۱۷** کسی شخص نے وصیت کی کہ ”میرے مال کا چھٹا حصہ فلاں شخص کے لئے ہے“ پھر اسی مجلس میں یا دوسری مجلس میں کہا کہ اسی کے لئے میرے مال کا تہائی حصہ ہے اور وارثوں نے اسے جائز کر دیا تو اسے تہائی مال ملے گا اور چھٹا حصہ اسی میں داخل ہو جائے گا۔<sup>(۲)</sup> (ہدایہ ج ۳، عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۱)

**مسئلہ ۱۸** کسی نے وصیت کی کہ فلاں شخص کے لئے ایک ہزار روپیہ ہے اور اس کا کچھ مال نقد ہے اور کچھ دوسروں کے ذمہ ادھار ہے، تو اگر یہ ایک ہزار روپیہ اس کے نقد مال سے نکالا جاسکتا ہے تو یہ ایک ہزار روپیہ موصلی لہ کو ادا کر دیا جائے گا اور اگر یہ روپیہ اس کے نقد مال سے نہیں نکالا جاسکتا تو نقد مال کا ایک تہائی جس قدر رہتا ہے وہ فی الوقت ادا کر دیا جائے گا اور ادھار میں پڑا ہوا روپیہ جیسے جیسے اور جتنا جتنا وصول ہوتا جائے گا وصول شدہ روپیہ کا ایک تہائی موصلی لہ کو دیا جاتا رہے گا تا آنکہ اس کی ایک ہزار کی رقم پوری ہو جائے جو کہ مرنے والے نے اس کے لئے وصیت کی تھی۔<sup>(۳)</sup> (ہدایہ ج ۳، عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۵)

**مسئلہ ۱۹** زید نے وصیت کی کہ اس کا ایک تہائی مال عمر و اور بکر کے لئے ہے اور بکر کا انتقال ہو چکا ہے خواہ اس کا علم موصلی یعنی وصیت کرنے والے کو ہو یا نہ ہو، یا یہ وصیت کی کہ میرا تہائی مال عمر و اور بکر کے لئے ہے اگر بکر زندہ ہو حالانکہ وہ انتقال کر چکا ہے یا یہ وصیت کی کہ میرا تہائی مال عمر و کے لئے ہے اور اس شخص کے لئے ہے جو اس گھر میں ہو اور اس گھر میں کوئی نہیں ہے یا یہ وصیت کی کہ میرا تہائی مال عمر و کے لئے ہے اور اس کے بعد ہونے والے بیٹے کے لئے، یا یہ کہا کہ میرا تہائی مال عمر و کے لئے ہے اور بکر کے لئے اور بکر کا بیٹا وصیت کرنے والے سے پہلے مر گیا تو ان تمام صورتوں میں اس کا تہائی مال پورا پورا صرف اکیلے عمر و کو ملے گا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۵)

**مسئلہ ۲۰** کسی نے وصیت کی کہ میرا تہائی مال زید اور بکر کے مابین تقسیم کر دیا جائے اور بکر کا اس وقت انتقال ہو چکا ہو، یا یہ کہا کہ میرا تہائی مال زید اور بکر کے درمیان تقسیم کیا جائے اگر وہ میرے بعد زندہ ہو، یا یہ کہا کہ میرا تہائی مال زید اور فقیر کے مابین تقسیم ہو پھر اس کا انتقال ہو گیا اور فقیر زندہ ہے یا مر چکا یا یہ کہا کہ میرا تہائی مال زید اور بکر کے مابین تقسیم ہو اگر بکر گھر میں ہو اور

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... الخ، ج ۶، ص ۱۰۰.

②.....المرجع السابق، ص ۱۰۴. ③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق، ص ۱۰۵.

وہ گھر میں نہیں ہے، یا یہ کہا کہ میرا تہائی مال زید اور بکر کے لڑکے کے درمیان تقسیم ہو اور بکر کے یہاں لڑکا پیدا ہو یا لڑکا موجود تھا پھر مر گیا اور دوسرا لڑکا پیدا ہو گیا، یا یہ کہا کہ میرا تہائی مال زید اور فلاں کے لڑکے کے مابین تقسیم ہو اگر وہ لڑکا فقیر ہو اور وہ لڑکا فقیر و محتاج نہ ہوا تھا یہاں تک کہ موسیٰ کا انتقال ہو گیا، یا یہ وصیت کی کہ میرا تہائی مال زید اور اس کے وارث کے لئے ہے، یا زید اور اس کے دو بیٹوں کے لئے ہے اور اس کے بیٹا صرف ایک ہے تو ان تمام صورتوں میں زید کو نصف ثلث یعنی اس کے مال کا چھٹا حصہ ملے گا۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۵)

**مسئلہ ۲۱** → موسیٰ (وصیت کرنے والا) نے زید اور عمرو کے لئے اپنے ثلث مال (تہائی مال) کی وصیت کی، یا یہ کہا کہ میرا ثلث مال زید اور عمرو کے مابین تقسیم کیا جائے پھر موسیٰ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد زید اور عمرو دونوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہو گیا تو جو زندہ رہا اس کو ثلث مال (تہائی مال) کا آدھا ملے گا اور آدھا مرنے والے کے وارثوں کو ملے گا یہی حکم اس وقت ہے جب موسیٰ کے انتقال کے بعد موسیٰ لہما یعنی زید اور عمرو میں سے کسی کے وصیت قبول کرنے سے پہلے ایک کا انتقال ہو جائے اور دوسرا جو زندہ رہا اس نے وصیت کو قبول کر لیا تو دونوں وصیت کے مال کے مالک ہوں گے آدھا زندہ کو اور آدھا مرنے والے کے وارثوں کو ملے گا، اور اگر ان دونوں میں سے ایک وصیت کرنے والے سے پہلے انتقال کر گیا تو اس کا حصہ موسیٰ کو واپس ہو جائے گا۔<sup>(2)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۵)

**مسئلہ ۲۲** → یہ وصیت کی کہ میرا ثلث مال (تہائی مال) زید کے لئے ہے اور اس کے لئے جو عبد اللہ کے بیٹوں میں سے محتاج و فقیر ہو پھر موسیٰ (وصیت کرنے والے) کا انتقال ہو گیا اور عبد اللہ کے سب بیٹے اس وقت غنی اور مالدار ہیں تو اس کا ثلث مال سب کا سب زید کو مل جائے گا، اور اگر موسیٰ کی موت سے قبل عبد اللہ کے کچھ بیٹے (یعنی سب نہیں) غریب و فقیر ہو گئے تو اس کا ثلث مال زید اور عبد اللہ کے غریب بیٹوں کے درمیان حصہ مساوی ان کی تعداد کے مطابق تقسیم ہوگا اور اگر عبد اللہ کے سب ہی بیٹے غریب و فقیر ہیں تو ان کو کچھ حصہ نہ ملے گا وصیت کا کل مال زید کو مل جائے گا۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۵)

**مسئلہ ۲۳** → ایک عورت کا انتقال ہو اس نے اپنے وارثوں میں صرف اپنا شوہر چھوڑا اور اپنے نصف مال کی وصیت کر دی کسی اجنبی شخص کے لئے، تو یہ وصیت جائز ہے اس صورت میں شوہر کو ثلث ملے گا، اجنبی کو نصف، بچا سدا (چھٹا حصہ) وہ بیت المال میں جمع ہوگا، تقسیم اس طرح ہوگی کہ پہلے متوفیہ کے مال سے بقدر ثلث مال کے نکال لیا جائے گا کیونکہ وصیت وراثت پر مقدم ہے، تہائی مال نکالنے کے بعد دو تہائی مال باقی بچا اس میں سے نصف شوہر کو وراثت میں دیا جائے گا جو کہ کل مال کے ایک

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۵.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

ثلث کے برابر ہے اب باقی رہا ایک ثلث اس کا کوئی وارث ہے ہی نہیں لہذا متوفیہ کی باقی وصیت اس میں جاری ہوگی اور موصلیٰ لہ جس کو ثلث ملا تھا اس کا نصف پورا کرنے کے لئے اس بقیہ ثلث میں سے ایک حصہ دے کر اس کا نصف پورا کر دیا جائے گا، اب باقی بچا ایک سدس (چھٹا حصہ) وہ بیت المال میں جمع ہوگا کیونکہ اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۵)

**مسئلہ ۲۳** شوہر کا انتقال ہوا، وارثوں میں اس نے ایک بیوی چھوڑی اور اپنے کل مال کی کسی اجنبی کے لئے وصیت کر دی لیکن اس کی زوجہ نے اس وصیت کو جائز نہ کیا تو اس کا کل مال چھ حصوں میں تقسیم ہو کر ایک حصہ زوجہ کو اور پانچ حصے اجنبی کو ملیں گے جس کے حق میں کل مال کی وصیت کی تھی، مال ترکہ کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ کل مال کے چھ حصے کر کے پہلے اس میں سے ایک ثلث یعنی دو حصے اجنبی کو ملیں گے کیونکہ وصیت وراثت پر مقدم ہے بقیہ چار حصوں میں سے ایک رابع یعنی ایک حصہ بیوی کو ملے گا باقی رہے تین حصے، یہ بھی اجنبی کو مل جائیں گے کیونکہ وصیت بیت المال پر بھی مقدم ہے۔<sup>(2)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۵)

**مسئلہ ۲۵** یہ وصیت کی کہ میرا ثلث مال فلاں کے بیٹوں کے لئے ہے اور بوقت وصیت فلاں کے بیٹے نہیں تھے بعد میں پیدا ہوئے اس کے بعد موصلی (وصیت کرنے والے) کا انتقال ہوا تو اس کا تہائی مال اس فلاں کے بیٹوں میں تقسیم ہوگا اور اگر بوقت وصیت فلاں کے بیٹے موجود تھے لیکن وصیت کرنے والے نے نہ ان بیٹوں کے نام لئے نہ ان کی طرف اشارہ کیا۔ (یعنی اس طرح کہنا کہ ان بیٹوں کے لئے) تو یہ وصیت ان بیٹوں کے حق میں نافذ ہوگی جو موصلی کی موت کے وقت موجود ہوں گے خواہ یہ بیٹے وہی ہوں جو بوقت وصیت موجود تھے یا وہ بیٹے مر گئے ہوں اور دوسرے پیدا ہوئے اور اگر بوقت وصیت فلاں کے بیٹوں میں سے ہر ایک کا نام لیا تھا یا ان کی طرف اشارہ کر دیا تھا تو یہ وصیت خاص انہی کے حق میں ہوگی، اگر ان کا انتقال موصلی کی موت سے پہلے ہو گیا تو وصیت باطل ٹھہرے گی۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۵)

**مسئلہ ۲۶** یہ وصیت کی کہ میرا ثلث مال عبد اللہ اور زید اور عمرو کے لئے ہے اور عمر کو اس میں سے سو روپے دیں اور اس کا تہائی مال کل تنوہی روپے ہے تو یہ کل عمر کو ملے گا اور اگر اس کا تہائی مال ایک سو پچاس روپے ہے تو اس صورت میں تنوہی روپے عمر کو اور باقی پچاس میں آدھے آدھے عبد اللہ اور زید کو ملیں گے۔<sup>(4)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۵)

**مسئلہ ۲۷** کسی کے لئے ثلث مال کی وصیت کر دی اور وصیت کرنے والے کی ملکیت میں بوقت وصیت کوئی مال ہی نہ تھا بعد میں اس نے کما لیا تو بوقت موت وہ جتنے مال کا مالک ہے اس کا ثلث موصلیٰ لہ (جس کے حق میں وصیت کی) کو ملے گا جب

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... الخ، ج ۶، ص ۱۰۵.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... المرجع السابق.

کہ موٹھی بہ شے معین اور نوع معین نہ ہو۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۶)

**مسئلہ ۲۸** → اگر کسی نے اپنے مال میں سے کسی خاص قسم کے مال کے ثلث حصہ کی وصیت کی مثلاً کہا کہ میری بکریوں یا بھیڑوں کا تہائی حصہ فلاں کو دیا جائے اور یہ بکریاں یا بھیڑیں موٹھی کی موت سے پہلے ہلاک ہو جائیں تو یہ وصیت باطل ہو جائے گی حتیٰ کہ اس نے ان کے ہلاک ہونے کے بعد دوسری بکریاں یا بھیڑیں خریدیں تو موٹھی لہ کا ان بکریوں یا بھیڑوں میں کوئی حصہ نہیں۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۶)

**مسئلہ ۲۹** → وصیت کرنے والے نے وصیت کی کہ فلاں کے لئے میرے مال سے ایک بکری ہے اور اس کے مال میں بکری موجود نہیں تو موٹھی لہ کو بکری کی قیمت دی جائے گی اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں کے لئے ایک بکری ہے یہ نہیں کہا تھا کہ "میرے مال سے" اور اس کی ملکیت میں بکری نہیں ہے تو بقول بعض وصیت صحیح نہیں اور بقول بعض وصیت صحیح ہے اور اگر یوں وصیت کی کہ فلاں کے لئے میری بکریوں میں سے ایک بکری ہے اور اس کی ملکیت میں بکری نہیں ہے تو وصیت باطل ٹھہرے گی اسی اصول پر گائے، بھینس اور اونٹ کے مسائل کا استخراج کیا جائے گا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۶)

**مسئلہ ۳۰** → یہ وصیت کی کہ میرے مال کا تہائی حصہ صدقہ کر دیا جائے اور کسی شخص نے وصی سے وہ مال غصب کر لیا اور ضائع کر دیا اور وصی یہ چاہتا ہے کہ وصیت کے اس مال کو اس غاصب پر بھی صدقہ کر دے اور غاصب اس مال کا اقراری ہے تو یہ جائز ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری بحوالہ محیط السرخسی ج ۶، ص ۱۰۶)

**مسئلہ ۳۱** → وصیت کرنے والے نے کہا کہ میں نے تیرے لئے اپنے مال سے ایک بکری کی وصیت کی تو اس وصیت کا تعلق اس بکری سے نہ ہوگا جو وصیت کرنے کے دن اس کی ملکیت میں تھی بلکہ اس کا تعلق اس بکری سے ہوگا جو موٹھی کی موت کے دن اس کی ملکیت میں ہوگی اور جب یہ وصیت صحیح ہے تو موٹھی کی موت کے بعد اگر اس کے مال میں بکری ہے تو وارثوں کو اختیار ہے اگر وہ چاہیں تو موٹھی لہ کو بکری دیدیں یا چاہیں تو بکری کی قیمت دیدیں۔<sup>(۵)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۶)

**مسئلہ ۳۲** → ایک شخص نے کہا کہ میرا سرخ رنگ کا عجمی النسل گھوڑا فلاں کے لئے وصیت ہے تو یہ وصیت اس میں جاری ہوگی جس کا وہ وصیت کے دن مالک تھا نہ کہ اس میں جو وہ بعد میں حاصل کر لے ہاں اگر اس نے یہ کہا کہ میرے گھوڑے فلاں کے لئے وصیت ہیں اور ان کی تعیین یا تخصیص نہ کی تو اس صورت میں وصیت بوقتِ وصیت موجود گھوڑوں اور بعد میں حاصل کئے جانے والے گھوڑوں دونوں کو شامل ہوگی۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۶)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۵.

②..... المرجع السابق، ص ۱۰۶. ③..... المرجع السابق.

④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق.

⑥..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۳** — اگر کسی نے اپنے ثلث مال کی فلاں شخص اور مساکین کے لئے وصیت کی تو اس ثلث مال کا نصف فلاں کو دیا جائے گا اور نصف مساکین کو۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ جلد ۴ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۶)

**مسئلہ ۳۴** — کسی نے اپنے ثلث مال کی وصیت ایک شخص کے لئے کی، پھر دوسرے شخص سے کہا کہ میں نے تجھے اس وصیت میں اس کے ساتھ شریک کر دیا تو یہ ثلث ان دونوں کے لئے ہے اور اگر ایک کے لئے سو روپے کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے سو کی پھر تیسرے شخص سے کہا کہ میں نے تجھے ان دونوں کے ساتھ شریک کیا تو اس تیسرے کے لئے ہر تہائی میں تہائی حصہ ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۶)

**مسئلہ ۳۵** — کسی اجنبی شخص اور وارث کے لئے وصیت کی تو اجنبی کو وصیت کا نصف حصہ ملے گا اور وارث کے حق میں وصیت باطل ٹھہرے گی، اس طرح اپنے قاتل اور اجنبی کے حق میں وصیت کی تھی تو وصیت قاتل کے حق میں باطل اور اجنبی کو نصف حصہ ملے گا۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۶) اس کے برخلاف اجنبی یا وارث کے لئے عین (نقد) یا دین کا اقرار کیا تو اجنبی کے لئے صحیح نہیں اور وارث کے لئے صحیح ہے۔<sup>(۳)</sup> (تبیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۶)

**مسئلہ ۳۶** — متعدد کمروں پر مشتمل ایک مکان دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے ان میں سے ایک نے کسی کے لئے ایک معین کمرے کی وصیت کر دی تو مکان تقسیم کیا جائے گا پس اگر وہ معین کمرہ موصلی کے حصہ میں آ گیا تو وہ موصلی لہ کو دے دیا جائے گا اور اگر وہ معین کمرہ دوسرے شریک کے حصہ میں آیا تو موصلی لہ کو بقدر کمرے کے زمین ملے گی۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۷، درمختار، رد المحتار ج ۵، ص ۴۷۳)

**مسئلہ ۳۷** — وارث نے اقرار کیا کہ اس کے باپ نے فلاں کے لئے ثلث مال کی وصیت کی اور کچھ گواہوں نے گواہی دی کہ اس کے باپ نے کسی دوسرے کے لئے ثلث مال کی وصیت کی تو فیصلہ گواہوں کی گواہی کے مطابق ہوگا اور وارث نے جس کے لئے اقرار کیا اسے کچھ نہ ملے گا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۷)

**مسئلہ ۳۸** — اگر کسی وارث نے اقرار کیا کہ اس کے باپ نے اپنے ثلث مال کی وصیت فلاں کے لئے کی پھر اس کے بعد کہا کہ بلکہ اس کی وصیت فلاں کے لئے کی، تو اس صورت میں جس کے لئے پہلے اقرار کیا اس کو ملے گا اور دوسرے کے لئے کچھ نہیں۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۷) اور اگر اس نے دونوں کے لئے متصلاً بلا فصل اقرار کیا تو ثلث مال دونوں کے مابین نصف نصف کر دیا جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۷)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۶.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق، ص ۱۰۷.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۹** → وارث تین ہیں اور مال تین ہزار ہے ہر وارث نے ایک، ایک ہزار پایا پھر ان میں سے ایک نے اقرار کیا کہ اس کے باپ نے فلاں کے لئے ثلث مال کی وصیت کی تھی اور باقی دو وارثوں نے انکار کیا تو اقرار کرنے والا اپنے حصے میں سے ایک تہائی اس کو دے گا جس کے لئے اس نے اقرار کیا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۷)

**مسئلہ ۴۰** → اگر دو بیٹوں میں سے ایک نے تقسیم ترکہ کے بعد اقرار کیا کہ مرحوم باپ نے ثلث مال کی وصیت فلاں کے لئے کی تھی تو اس کا اقرار صحیح ہے اور اس اقرار کرنے والے ہی کے حصے کے ثلث میں نافذ ہوگی۔<sup>(۲)</sup> (درمختار) اور یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس کے کئی بیٹوں میں سے ایک نے اقرار کیا ہو تو اقرار کرنے والے کے حصہ کے ثلث میں وصیت نافذ ہوگی۔<sup>(۳)</sup> (مجمع وردالمختار ج ۵، ص ۴۷۳)

**مسئلہ ۴۱** → وارث دو ہیں اور مال ایک ہزار نقد ہے اور ایک ہزار ان میں سے ایک پر ادھار ہے پھر اس وارث نے جس پر ادھار نہیں ہے اقرار کیا کہ اس کے باپ نے کسی کے حق میں ایک ثلث کی وصیت کی تھی تو اس ایک ہزار نقد میں سے تہائی حصہ لے کر موصلی لہ کو دیا جائے گا اور اقرار کرنے والے کو باقی دو تہائی ملے گا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۷)

**تنبیہ:** موصلی بہ<sup>(۵)</sup> سے پیدا ہونے والی کوئی بھی زیادتی جیسے بچہ، یا غلہ وغیرہ اگر موصلی کی موت کے بعد اور موصلی لہ کے قبول وصیت سے پہلے ہو تو وہ زیادتی اور اضافہ موصلی بہ میں شمار ہوگا اور ثلث مال میں شامل ہوگا لیکن اگر یہ اضافہ اور زیادتی موصلی لہ کے قبول وصیت کے بعد مگر مال تقسیم ہونے سے پہلے ہو تب بھی وہ موصلی بہ میں شامل ہوگی۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری بحوالہ محیط السرخسی ج ۶، ص ۱۰۷) مثال کے طور پر ایک شخص کے پاس چھ سو درہم اور ایک لونڈی قیمتی تین سو درہم کی ہیں اس نے کسی آدمی کے لئے لونڈی کی وصیت کی اور مر گیا پھر لونڈی نے ایک بچہ جنا جس کی قیمت تین سو درہم کے برابر ہے پس یہ ولادت اگر تقسیم مال اور قبول وصیت سے پہلے ہوئی تو موصلی لہ کو وصیت میں وہ لونڈی ملے گی اور اس بچہ کا تہائی حصہ، اور اگر موصلی لہ کے وصیت قبول کرنے کے بعد اور مال تقسیم ہو جانے کے بعد ولادت ہوئی تو بلا اختلاف موصلی لہ کی ملکیت ہے اور اگر موصلی لہ نے وصیت قبول کر لی تھی اور مال ابھی تقسیم نہ ہوا تھا کہ لونڈی کے بچہ پیدا ہو گیا تب بھی وہ موصلی بہ میں شامل ہوگا جیسا کہ قبول وصیت سے قبل

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۷.

②..... "الدرالمختار"، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ بثلث المال، ج ۱۰، ص ۴۰۱.

③..... "ردالمحتار"، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ بثلث المال، ج ۱۰، ص ۴۰۱.

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۷.

⑤..... جس چیز کی وصیت کی گئی۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۷.

کی صورت میں وہ موصلی بہ میں شامل کیا گیا تھا، اور اگر لونڈی نے موصلی کی موت سے پہلے بچہ جنا تو وہ وصیت میں داخل نہ ہوگا۔<sup>(1)</sup>  
(کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۸)

## بیٹے کا اپنے مرض الموت میں اپنے باپ کی وصیت کو جائز کرنے اور اپنے اوپر یا اپنے باپ کے اوپر دین (ادھار) کا اقرار کرنے کا بیان

**مسئلہ ۱** ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے تین ہزار روپے اور ایک بیٹا چھوڑا اور دو ہزار روپے کی کسی شخص کے لئے وصیت کی پھر بیٹے نے اپنے مرض الموت میں اس وصیت کو جائز کر دیا اور مر گیا اور بیٹے کا بجز اس وراثت کے اور کوئی مال بھی نہیں تو اس صورت میں موصلی لہ ایک ہزار روپے تو بیٹے کی اجازت کے بغیر ہی پانے کا مستحق ہے اور بقیہ دو ہزار میں سے ایک ٹلٹ اور پائے گا جو کہ بیٹے کے مال کا تہائی حصہ ہوتا ہے۔<sup>(2)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۸)

**مسئلہ ۲** وارث کی طرف سے مرض الموت میں اپنے مورث کی وصیت کو جائز کرنا بمنزلہ وصیت کرنے کے ہے اسی طرح مرض الموت میں اپنی موت کے بعد غلام کو آزاد کرنا بھی بمنزلہ وصیت کے ہے اور جب دو وصیتیں جمع ہوں جن میں سے ایک عتق (آزاد کرنا) ہو تو عتق مقدم واولیٰ ہے اور دین (یعنی ادھار) مقدم ہے وصیت پر۔<sup>(3)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۸)

**مسئلہ ۳** وارث نے اگر بحالت صحت و تندرستی اپنے مورث کی وصیت کو جائز کر دیا تو وہ اولیٰ اور مقدم ہے عتق سے، اور ادھار کے اقرار سے اور وصیت سے۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۸)

**مسئلہ ۴** وارث نے اگر بحالت صحت اپنے باپ کی وصیت کو جائز کر دیا پھر اپنے باپ پر ادھار ہونے کا اقرار کیا تو پہلے باپ کی وصیت پوری کی جائے گی اس کے بعد اگر کچھ بچے گا تو ادھار والوں کو ادا کیا جائے گا لیکن وارث کی صورت میں ان ادھار والوں کے ادھار کی کامل ادائیگی کا ذمہ دار نہ ہوگا ہاں اگر وصیت پوری کرنے کے بعد اتنا مال بچ رہا کہ ادھار کی کامل ادائیگی ہو جائے تو ادھار کا اقرار کرنے کے بعد وہ اس کی کامل ادائیگی کا ذمہ دار ہے اور اگر وہ بچا ہو مال قرض کی ادائیگی کے لئے پورا نہ ہو تو اقرار کرنے والا وارث اتنا ادا کرنے کا ضامن ہوگا جتنے کا اُس نے اقرار کیا ہے۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۸)

**مسئلہ ۵** ایک شخص نے اپنے باپ پر دین کا دعویٰ کیا اور موصلی لہ نے میت کی طرف سے دعویٰ کیا کہ اس نے اپنے

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلاث المال... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۸.

②....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازۃ الولد من وصیۃ... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۸.

③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق. ⑤.....المرجع السابق.



باپ کی وصیت کو جائز کر دیا ہے اور اس شخص نے ان دونوں باتوں کی تصدیق کی تو دین کی ادائیگی مقدم ہوگی اور وہ صاحب اجازت کے لئے کسی چیز کا ذمہ دار نہ ہوگا خواہ اس نے یہ تصدیق بحالت صحت کی ہو یا بحالت مرض۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۸)

**مسئلہ ۶** مریض وارث نے اپنے باپ کی وصیت کو جائز کیا پھر اس نے اپنے باپ پر دین (ادھار) کا اقرار کیا اور اپنی ذات پر بھی دین کا اقرار کیا تو پہلے باپ کا دین ادا کیا جائے گا پھر اس کا اپنا دین ادا کیا جائے گا۔<sup>(2)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۸)

**مسئلہ ۷** وارث نے اپنے باپ کی وصیت کی اجازت دے دی پھر اپنی ذات پر دین کا اقرار کیا تو دین مقدم واولیٰ ہے، پہلے دین ادا ہوگا اس کے بعد دیکھا جائے گا اگر دین کی ادائیگی کے بعد کچھ بیچ رہا تو اگر اس وارث کے ورثہ نے اس وصیت کو جائز نہیں کیا جس کو وارث نے جائز کر دیا تھا تو بقیہ مال کا ثلث اس وصیت میں دیا جائے گا۔<sup>(3)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۸)

**مسئلہ ۸** ایک مریض جس کے پاس دو ہزار روپے ہیں اور اس کے پاس ان کے علاوہ اور کوئی مال نہیں، اس کا انتقال ہوا اس نے کسی شخص کے لئے ان میں سے ایک ہزار روپے کی وصیت کر دی اور ایک دوسرے شخص کے لئے بقیہ ایک ہزار کی وصیت کر دی اور اس کے وارث بیٹے نے اس کی ان دونوں وصیتوں کو یکے بعد دیگرے اپنی بیماری کی حالت میں جائز کر دیا اور اس وارث بیٹے کے پاس سوائے ان دو ہزار روپے کے جو وراثت میں ملے اور مال نہیں ہے تو اس صورت میں ان دو ہزار کا تہائی حصہ ان دونوں کو نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا جن کے لئے میت اول نے وصیت کی تھی۔<sup>(4)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۸)

**مسئلہ ۹** ایک شخص کے پاس ایک ہزار درہم ہیں اس نے ان کی کسی شخص کے لئے وصیت کر دی اور انتقال کر گیا اس کا وارث جو اس کے مال کا مالک ہو اس کی ملکیت میں بھی ایک ہزار درہم تھے۔ (یعنی اس کے پاس کل دو ہزار درہم ہو گئے) پھر اس وارث نے کسی شخص کے لئے اپنے ذاتی ایک ہزار درہم کی اور ان ایک ہزار درہم کی جو وراثت میں ملے تھے دونوں کی وصیت کر دی پھر اس وارث کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنا ایک وارث چھوڑا اس نے اپنے باپ اور اپنے دادا کی وصیت کو اپنے مرض الموت میں جائز کر دیا اور مر گیا اور اس مرنے والے کا بجز اس ترکہ کے اور کوئی مال نہیں تو اس صورت میں پہلے والے موصلیٰ لہ کو یعنی دادا کے موصلیٰ لہ کو پہلے ایک ہزار درہم کا ایک ثلث وصیت جائز کئے بغیر ہی ملے گا پھر باقی دو تہائی کو دوسرے ایک ہزار درہم میں ملا دیا جائے گا اور اس مجموعہ کا ایک ثلث موصلیٰ لہ دوم کو یعنی اس میت کے باپ کے موصلیٰ لہ کو ملے گا اور یہ بھی وصیت کو جائز کئے بغیر ہی دے دیا جائے گا۔ یہ ثلث ادا کرنے کے بعد اس تیسری میت کے بقیہ مال کو دیکھا جائے اور اسے موصلیٰ لہ اول اور موصلیٰ لہ دوم کے درمیان وصیت جائز کر دینے کے بعد بقدر اپنے اپنے بقیہ حصے کے تقسیم کر دیا جائے گا۔<sup>(5)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازۃ الولد من وصیۃ... إلخ، ج ۶، ص ۱۰۸.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق، ص ۱۰۹.

## کس حالت میں وصیت معتبر ہے

**مسئلہ ۱** - مریض نے کسی عورت کے لئے ذین (ادھار) کا اقرار کیا یا اس کے لئے وصیت کی یا اسے کچھ ہبہ کیا اس کے بعد پھر اس سے نکاح کر لیا اس کے بعد اس مریض کا انتقال ہو گیا تو اس کا اقرار جائز ہے اور وصیت اور ہبہ باطل ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۲** - مریض نے اپنے کافر بیٹے یا غلام کے لئے وصیت کی یا اسے کچھ ہبہ کیا اور اسے سوئپ دیا، یا اس کے لئے ذین کا اقرار کیا، بعد میں وہ کافر بیٹا مسلمان ہو گیا یا غلام آزاد ہو گیا اور یہ مریض کی موت سے پہلے پہلے ہو گیا تو یہ وصیت یا ہبہ یا اقرار باطل ہو جائے گا۔<sup>(۲)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۳** - مریض نے وصیت کی اس حالت میں کہ وہ ضعف و ناطقتی کی وجہ سے بات کرنے پر قادر نہ تھا، اس نے سر سے اشارہ کیا اور یہ معلوم ہو کہ اگر اس کا اشارہ سمجھ لیا گیا تو وہ جان لے گا کہ اس کا اشارہ سمجھ لیا گیا ہے تو اس کی وصیت جائز ہے ورنہ نہیں۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ مریض کلام کرنے پر قدرت حاصل ہونے سے قبل ہی انتقال کر جائے کیوں کہ اس صورت میں یہ ظاہر ہوگا کہ اس کے کلام کرنے سے ناامیدی ہو گئی ہے لہذا وہ آخرس یعنی گونگے کی طرح ہے۔<sup>(۳)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۴** - جس کے ہاتھ مارے گئے ہوں یا جس کے پیر مارے گئے ہوں، فاج زدہ اور تپ وق<sup>(۴)</sup> کا مارا جبکہ ان کے امراض کو لمبی مدت گزر جانے اور ان مرحلوں کی وجہ سے موت کا اندیشہ نہ رہے تو یہ سب صحیح الجسم<sup>(۵)</sup> کے حکم میں ہیں کہ اگر یہ اپنا تمام مال ہبہ کر دیں تو یہ ہبہ کرنا صحیح ہے لیکن اگر دوبارہ ان کو مرض ہو تو وہ بمنزلہ نئے مرض کے ہے اگر اس وقت ان کی موت کا اندیشہ ہو تو یہ ان کا مرض الموت ہوگا لہذا ایسی صورت میں ان کا ہبہ کرنا صرف تہائی مال میں معتبر ہوگا یعنی وہ اپنا تہائی مال ہبہ کر سکتے ہیں زیادہ نہیں۔ (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹) اگر اُسے ان امراض میں سے کوئی مرض لاحق ہو اور وہ صاحب فراش ہو تو یہ اس کا مرض الموت ہوگا اور اُس کا ہبہ ٹکٹ مال میں جاری ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۵** - کسی نے وصیت کی پھر اس پر جنون طاری ہو گیا اگر اس کا جنون مطبق ہے (یعنی ہمہ وقت مستقل ہے) تو معاملہ قاضی کی رائے پر ہے اگر وہ اس کی وصیت کو جائز قرار دے تو جائز ہے ورنہ باطل، اور اگر جنون سے اچھا ہونے کی

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... إلخ، فصل فی اعتبار حالة الوصیة، ج ۶، ص ۱۰۹.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... ثی بی کا بخار۔

⑤..... یعنی غیر مریض۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... إلخ، فصل فی اعتبار حالة الوصیة، ج ۶، ص ۱۰۹.

میعاد مقرر کرنے کی ضرورت ہو تو فتویٰ اس پر ہے کہ حق تصرفات میں جنون مطبق کی مدت ایک سال مقرر کی جاتی ہے۔  
(1) (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۶** جو شخص قید خانے میں محبوس ہے، قصاص میں قتل کیا جائے یا رجم (سنگسار) کیا جائے وہ مریض کے حکم میں نہیں ہے۔ (عالمگیری) لیکن جب وہ قتل کرنے کے لئے نکالا جائے اس حالت میں وہ مریض کے حکم میں داخل ہے۔  
(2) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۷** جو شخص میدان کارزار میں قتال کرنے والوں کی صف میں ہو وہ صحیح و تندرست کے حکم میں ہے لیکن جب وہ جنگ و قتال شروع کر دے تو وہ مریض کے حکم میں ہے۔ (3) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۸** جو شخص کشتی میں سفر کر رہا ہے اس کا حکم صحیح و تندرست آدمی کا ہے لیکن اگر دریا میں زبردست تموج ہو کہ کشتی ڈوب جانے کا اندیشہ ہو تو اس حالت میں وہ مریض کے حکم میں ہے۔ (4) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۹** قیدی قتل کے لئے لایا گیا لیکن قتل نہیں کیا گیا قید خانہ واپس بھیج دیا گیا یا جنگ کرنے والا جنگ کے بعد بخیریت اپنی صف میں واپس آ گیا یا دریا کا تموج ٹھہر گیا اور کشتی سلامت رہی تو ان صورتوں میں اس شخص کا حکم اس مریض جیسا ہے جو اپنے مرض سے شفا پا گیا اچھا ہو گیا اب اس کے تمام تصرفات اس کے تمام مال میں نافذ ہوں گے۔ (5) (شرح الطحاوی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۱۰** مجذوم (کوڑھی) اور باری سے بخار والا خواہ چوتھے دن بخار آتا ہو یا تیسرے دن، یہ لوگ اگر صاحب فراش ہوں تو اس مریض کے حکم میں ہیں جو مرض الموت میں ہے۔ (6) (یعنی شرح الہدایہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۱۱** کسی شخص پر قانع لُج اور اس کی زبان جاتی رہی یعنی بیکار ہو گئی یا کوئی شخص بیمار ہو اور کلام کرنے پر قدرت نہیں پھر اس نے کچھ اشارے سے کہا یا کچھ لکھ دیا اور اس کا یہ مرض طویل ہو یعنی ایک سال تک چلتا رہا تو وہ بمنزلہ گونگے کے ہے۔ (7) (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

**مسئلہ ۱۲** عورت کو درد زہ (8) ہوا، اس حالت میں وہ جو کچھ کرے اس کا نفاذ ثلث مال میں ہوگا اور اگر وہ اس درد زہ

1..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... إلخ، فصل فی اعتبار حالة الوصیة، ج ۶، ص ۱۰۹.

2..... المرجع السابق. 3..... المرجع السابق. 4..... المرجع السابق.

5..... المرجع السابق. 6..... المرجع السابق. 7..... المرجع السابق.

8..... یعنی بچے کی پیدائش کا درد۔

سے جانبر ہوگئی (1) تو جو کچھ اس نے کیا پورا پورا نافذ ہوگا۔ (2) (شرح الطحاوی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۰۹)

## کون سی وصیت مقدم ہے کون سی مؤخر

**مسئلہ ۱** جب متعدد وصیتیں جمع ہو جائیں تو اس میں بہت سی صورتیں ہیں، اگر ثلث مال سے وہ تمام وصیتیں پوری ہو سکتی ہیں تو وہ پوری کر دی جائیں گی اور اگر ثلث مال میں وہ تمام وصیتیں پوری نہیں ہو سکتیں لیکن ورثہ نے ان کو جائز کر دیا تب بھی وہ تمام وصیتیں ادا کی جائیں گی لیکن اگر ورثہ نے اجازت نہ دی تو دیکھا جائے گا کہ آیا وہ تمام وصیتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں یا بعض تَقَرُّبُ اِلٰی اللہ کے لئے اور بعض بندوں کے لئے یا کل وصیتیں بندوں کے لئے ہیں، اگر کل وصیتیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں تو دیکھا جائے گا کہ آیا وہ کل ایک ہی درجہ کے فرائض سے ہیں یا کل وصیتیں واجبات سے ہیں یا کل کی کل نوافل سے ہیں، اگر کل وصیتیں ایک ہی درجہ کے فرائض سے ہیں تو پہلے وہ وصیت پوری کی جائے گی جس کا ذکر موصی نے پہلے کیا۔ (3) (بدائع از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۳)

**مسئلہ ۲** حج اور زکوٰۃ میں اگر حج فرض ہے تو وہ زکوٰۃ پر مقدم ہے خواہ موصی نے زکوٰۃ کا ذکر پہلے کیا ہو، اور کفارہ قتل اور کفارہ یمین (4) میں اس کو مقدم کیا جائے گا جس کو موصی نے مقدم کیا اور ماہ رمضان کے روزے توڑنے کے کفارہ میں اور قتل خطا کے کفارہ میں کفارہ قتل خطا مقدم ہوگا۔ (5) (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۵)

**مسئلہ ۳** حج اور زکوٰۃ مقدم ہیں کفارات پر، اور کفارات مقدم ہیں صدقۃ الفطر پر، اور صدقۃ الفطر مقدم ہے قربانی پر، اور اگر قربانی سے پہلے منذور بہ (6) کو ذکر کیا تو منذور بہ مقدم ہے قربانی پر، اور قربانی مقدم ہے نوافل پر۔ (عالمگیری) اور ان سب پر اعتاق مقدم ہے خواہ اعتاق منجز ہو یا اعتاق معلق بالموت ہو۔ (7) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۵)

**مسئلہ ۴** حج کی وصیت کی اور کچھ دیگر تَقَرُّبُ اِلٰی اللہ تعالیٰ چیزوں کی وصیت کی اور مسجد معین کے مصالح کے لئے اور کسی قوم کے کچھ مخصوص و مشخص (8) لوگوں کے لئے وصیت کی اور ثلث مال میں یہ سب پوری نہیں ہوئی تو ثلث مال کو ان کے مابین

①..... یعنی زندہ بیچ گئی۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازۃ الولد... إلخ، فصل فی اعتبار حالۃ الوصیۃ، ج ۶، ص ۱۰۹.

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الخامس فی العتق والمحاباۃ... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۴، ۱۱۵.

④..... قسم کا کفارہ۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الخامس فی العتق والمحاباۃ... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۵.

⑥..... جس کی منت مانی گئی۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الخامس فی العتق والمحاباۃ... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۵.

⑧..... معلوم و معین۔

تقسیم کر دیا جائے گا، جتنا مال مشخص و معین لوگوں کو ملے گا اس میں سے وہ اپنا اپنا حصہ لے لیں گے اور جتنا مال تقرب الی اللہ کے حصہ میں آئے گا اگر ان میں سوائے حج کے کوئی دوسرا واجب نہیں ہے تو حج مقدم ہے اگر یہ تمام مال حج ہی کے لئے پورا ہو گیا تو تقرب الی اللہ تعالیٰ کی بقیہ وصیتیں باطل ٹھہریں گی اور اگر کچھ بچ گیا تو تقرب کی وہ وصیت مقدم ہے جس کو مووسیٰ نے پہلے ذکر کیا۔<sup>(1)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۵)

**مسئلہ ۵** کچھ وصیتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور کچھ بندوں کے لئے تو اگر مووسیٰ نے قوم کے خاص خاص معین لوگوں کے لئے وصیت کی تو وہ ٹکٹ مال میں شریک ہیں، ان کو ٹکٹ مال میں جو حصہ ملے گا وہ بلا تقدیم و تاخیر ان سب کے لئے ہے اور جو حصہ ٹکٹ مال میں سے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے ملے گا اس میں فرائض مقدم ہوں گے پھر واجبات پھر نوافل۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۵)

**مسئلہ ۶** اگر یہ وصیت کی کہ میرا تہائی مال حج، زکوٰۃ، کفارات میں اور زید کے لئے ہے اس صورت میں ٹکٹ مال چار حصوں میں تقسیم ہوگا ایک حصہ مووسیٰ لہ زید کے لئے، ایک حصہ حج کے لئے، ایک حصہ زکوٰۃ کے لئے اور ایک حصہ کفارات کے لئے۔<sup>(3)</sup> (بدائع از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۵)

**مسئلہ ۷** کل وصیتیں بندوں کے لئے ہیں اس صورت میں اقویٰ غیر اقویٰ پر مقدم ہوگی، اس کا لحاظ نہ کیا جائے گا کہ میت نے کس کا ذکر پہلے کیا تھا اور کس کا بعد میں، اگر وہ سب قوت میں برابر ہوں تو ہر ایک کو ٹکٹ مال میں سے بقدر اس کے حق کے ملے گا اور اول و آخر کا لحاظ نہ ہوگا۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۵)

**مسئلہ ۸** اگر تمام وصیتیں از قسم نوافل ہوں اور ان میں کوئی چیز مخصوص و معین نہ ہو تو ایسی صورت میں میت نے جس کا ذکر پہلے کیا وہ مقدم ہوگی۔ (ظاہر الروایہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۵) جیسے اس نے وصیت کی کہ میرا نفلی حج کرادینا یا ایک جان میری طرف سے آزاد کر دینا یا اس نے وصیت کی کہ میری طرف سے غیر معین فقراء پر صدقہ کر دینا تو ان صورتوں میں جس کا ذکر پہلے کیا وہ پوری کی جائے گی۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۵)

**مسئلہ ۹** ایک شخص نے وصیت کی کہ سو درہم فقراء کو دیئے جائیں اور سو درہم اقرباء کو اور اس کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے بدلے میں کھانا کھلایا جائے، پھر اس کا انتقال ہو گیا اور اس پر ایک ماہ کی نمازیں باقی تھیں اور اس کا ٹکٹ مال تمام وصیتوں کے لئے ناکافی ہے تو اس صورت میں ٹکٹ مال کو اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ سو درہم فقراء پر اور سو درہم اقرباء پر اور اس کی ہر نماز

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الخامس فی العتق والمحاباة... الخ، ج ۶، ص ۱۱۵.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق.

کے بدلے نصف صاع گیہوں کی جو قیمت ہو اس پر، پس جو حصہ اقرباء کو پہنچے گا وہ ان کو دیدیا جائے گا اور جو حصہ فقراء اور کھانے کا ہے اس سے کھانا کھلایا جائے اور جو کمی پڑے گی وہ فقراء کے حصہ میں آئے گی۔<sup>(۱)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶)

**مسئلہ ۱۰** - حَجَّةُ الْإِسْلَام یعنی حج فرض کی وصیت کی تو یہ حج مرنے والے کے شہر سے سواری پر کرایا جائے گا لیکن اگر وصیت کے لئے خرچ پورا نہ ہو تو وہاں سے کرایا جائے جہاں سے خرچ پورا ہو جائے اور اگر کوئی شخص حج کرنے کے لئے نکلا اور راستہ میں انتقال ہو گیا اور اس نے اپنی طرف سے حج ادا کرنے کی وصیت کی تو اس کا حج اس کے شہر سے کرایا جائے، یہی حکم اس کے لئے ہے جو حج بدل کرنے والا حج کے راستہ میں مر گیا وہ حج بدل پھر اس کے شہر سے کرایا جائے۔<sup>(۲)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶)

## اقارب و ہمسایہ وغیر ہم کے لئے وصیت کا بیان

**مسئلہ ۱** - اقارب کے لئے وصیت کی تو وہ اس کے ذی رحم محرم میں سے درجہ بدرجہ زیادہ قریب کے لئے ہے اور اس میں والدین داخل نہیں اور یہ وصیت ایک سے زیادہ کے لئے ہے۔<sup>(۳)</sup> (ہدایہ ج ۳، عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلہ میں چھ چیزوں کا اعتبار فرمایا ہے۔ پہلی یہ کہ اس لفظ کے مستحق موصی کے ذی رحم محرم ہیں، دوسری یہ کہ ان کے باپ اور ماں کی طرف سے ہونے میں کوئی فرق نہیں، تیسری یہ کہ وہ وارثوں میں سے نہ ہوں، چوتھی یہ کہ زیادہ قریب مقدم ہوگا اور اَبَعَدُ<sup>(۴)</sup> اَقْرَبُ<sup>(۵)</sup> سے محبوب (محرم) ہو جائے گا، پانچویں یہ کہ مستحق دو یا دو سے زیادہ ہوں، اور چھٹی یہ کہ اس میں والد اور ولد<sup>(۶)</sup> داخل نہیں۔<sup>(۷)</sup> (ہدایہ مع الکفایہ ج ۳ و در مختار)

**مسئلہ ۲** - اقارب کے لئے وصیت کی تو اس میں دادا اور پوتا داخل نہیں۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶ و ہدایہ مع الکفایہ ج ۳)

**مسئلہ ۳** - اقارب کے لئے وصیت کی تو اگر دو چچا اور دو ماموں ہیں اور وہ وارث نہیں کہ مرنے والے کا بیٹا موجود ہے تو اس صورت میں یہ وصیت دونوں چچاؤں کے لئے ہے، دونوں ماموں کے لئے نہیں۔<sup>(۹)</sup> (بدائع از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الخامس فی العتق والمحاباة... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۵.

②.....المرجع السابق، ص ۱۱۶.

③....."الہدایۃ"، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للأقارب وغیرہم، ج ۲، ص ۵۳۰.

④.....دور کارشتہ دار جس کے بیچ میں کسی رشتے کا فاصلہ ہو مثلاً باپ کے ہوتے ہوئے دادا۔

⑤.....قریب کارشتہ دار جس کے بیچ میں کسی رشتے کا فاصلہ نہ ہو مثلاً باپ۔ ⑥.....بیٹا۔

⑦....."الکفایۃ" علی ہامش "الفتح القدیر"، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للأقارب وغیرہم، ج ۹، ص ۴۰۱.

⑧....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للأقارب... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۶.

⑨.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۴** - اقارب کے لئے وصیت کی اور ایک چچا اور دو ماموں ہیں تو چچا کو ثلث کا نصف ملے گا اور نصفِ آخر دونوں ماموں کو۔ (ہدایہ ج ۴، عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶ و بدائع) اور اگر فقط ایک ہی چچا ہے اور ذی رحم محرم میں سے کوئی اور نہیں تو چچا کو نصف ثلث اور باقی نصف ثلث ورثہ پر روہوگا۔<sup>(۱)</sup> (بدائع)

**مسئلہ ۵** - اقارب کے لئے وصیت کی اور ایک چچا اور ایک پھوپھی، ایک ماموں اور ایک خالہ چھوڑے تو یہ وصیت چچا اور پھوپھی کے درمیان برابر تقسیم کی جائے گی۔<sup>(۲)</sup> (ہدایہ ج ۴، عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶)

**مسئلہ ۶** - اپنے ذی قرابت یا اپنے ذی رحم کے لئے وصیت کی اور ایک چچا اور ایک ماموں چھوڑے تو اس صورت میں اکیلا چچا کل وصیت کا مالک ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (محیط السرخسی و ہدایہ ج ۴، عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶)

**مسئلہ ۷** - اپنے اہل بیت کے لئے وصیت کی تو اس میں اس کے مورث اعلیٰ (اقصى الاب فی الاسلام) کی تمام اولاد شامل ہوگی حتیٰ کہ اگر موصی علوی ہے تو اس کی وصیت میں ہر وہ شخص شامل ہوگا جو اپنے باپ کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶)

**مسئلہ ۸** - اپنے نسب یا حسب کے لئے وصیت کی تو وہ اس کے ہر اس رشتہ دار کے لئے ہے جس کا نسب اس کے مورث اعلیٰ (اقصى الاب) سے ثابت ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶)

**مسئلہ ۹** - اپنے ثلث مال کی وصیت کی اپنے اہل کے لئے یا کسی<sup>(۶)</sup> کے اہل کے لئے کی تو یہ خاص طور سے زوجہ کے لئے ہے مگر استحساناً تمام گھر والوں کے لئے ہے جو اس کی عیال داری میں ہیں<sup>(۷)</sup> اور جن کے نفقہ کا وہ کفیل ہے لیکن اس میں اس کے غلام شامل نہیں۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۶) اور اگر اس کے اہل دو شہروں میں یا دو گھروں میں رہتے ہیں وہ بھی اس وصیت میں داخل ہیں۔<sup>(۸)</sup> (تاتارخانیہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۷)

**مسئلہ ۱۰** - کسی نے یہ کہا کہ میں نے اپنے ثلث مال کی وصیت اپنے قرابت داروں اور غیر کے لئے کی تو یہ کل وصیت قرابت داروں کے لئے ہے۔<sup>(۹)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۷)

①..... "بدائع الصنائع"، کتاب الوصایا، وصایا اہل الذمۃ، ج ۶، ص ۴۵۳.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للأقارب... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۶.

③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق. ⑤..... المرجع السابق.

⑥..... بہار شریعت میں اس مقام پر "دونوں کے اہل کے لئے" لکھا ہوا ہے، جبکہ فتاویٰ عالمگیری کے مطابق عبارت یوں ہونی چاہئے "یا کسی کے اہل کے لئے"، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

⑦..... یعنی پرورش میں ہیں۔

⑧..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للأقارب... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۷.

⑨..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۱** اپنے بھائیوں کے لئے اپنے ثلث مال کی وصیت کی تو ان تمام بھائیوں کو ملے گی جو اس کے بھائیوں کی حیثیت سے مشہور ہیں اور اس کی طرف منسوب ہیں۔<sup>(۱)</sup> (حزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۷)

**مسئلہ ۱۲** ایک شخص کا انتقال ہو اس نے زوجہ چھوڑی اور اس زوجہ کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں، اس نے کسی اجنبی کے لئے اپنے تمام مال کی وصیت کی اور اپنی زوجہ کے لئے جمع مال کی وصیت کی تو اس صورت میں اجنبی کو پہلے اس کے تمام مال کا ثلث حصہ مل جائے گا بقیہ دو ثلث کا ربع (چوتھائی) میراث میں بیوی کو ملے گا جو کہ کل کا چھٹا حصہ بنتا ہے باقی رہ گیا نصف مال تو وہ اس بیوی اور اجنبی میں برابر برابر آدھا تقسیم ہوگا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۷) مثال کے طور پر موصی نے بارہ روپے چھوڑے اس میں سے ایک ثلث یعنی چار روپے تو اجنبی کو بلا منازعت پہلے ہی مل جائیں گے باقی رہے دو ثلث یعنی آٹھ روپے اس کا ربع یعنی دو روپے بیوی کو میراث میں مل جائیں گے جو کہ کل کا چھٹا حصہ ہے، اب باقی رہا نصف مال یعنی چھ روپے تو یہ اجنبی اور بیوی کے مابین آدھے آدھے تقسیم ہوں گے اس طرح بیوی کو اس کے مال سے پانچ حصے اور اجنبی کو سات حصے ملیں گے۔ (مؤلف)

**مسئلہ ۱۳** عورت کا انتقال ہو اس نے اپنے تمام مال کی شوہر کے لئے وصیت کی اور اس کا کوئی دوسرا وارث نہیں اور کسی اجنبی کے لئے بھی تمام مال کی وصیت کی یا دونوں کے لئے نصف نصف مال کی وصیت کی اس صورت میں اجنبی کو پہلے کل مال کا ایک ثلث ملے گا بقیہ دو ثلث میں سے آدھا میراث میں شوہر کو ملے گا باقی رہا ایک ثلث، اس کے تین حصے کئے جائیں گے اُن میں سے ایک حصہ اجنبی کو اور دو حصے شوہر کو ملیں گے۔<sup>(۳)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۷) اس صورت میں اس کا کل مال اٹھارہ حصوں میں تقسیم ہوگا، پہلے اجنبی کو چھ حصے یعنی ایک تہائی ملے گا، باقی رہے دو تہائی یعنی بارہ حصے اس میں سے آدھا یعنی چھ حصے شوہر کو ملیں گے باقی رہے چھ حصے جو کہ کل مال کا ایک ثلث ہیں اس میں سے اجنبی کو ایک ثلث یعنی دو حصے اور شوہر کو دو ثلث یعنی چار حصے ملیں گے، اس طرح شوہر کو بیوی کے کل مال میں سے دس حصے اور اجنبی کو آٹھ حصے ملیں گے۔ (مؤلف)

**مسئلہ ۱۴** اولادِ فلاں کے لئے وصیت کی اور فلاں کے لئے کوئی صلیبی اولاد ہی نہیں تو اس وصیت میں اس کے بیٹوں کی اولاد داخل ہوگی۔<sup>(۴)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۸)

**مسئلہ ۱۵** فلاں کے ورثہ کے لئے وصیت کی تو وصیت اس طرح تقسیم ہوگی کہ مذکر کو دو حصے اور مونث کو ایک حصہ۔<sup>(۵)</sup> (ہدایہ، عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۸)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للأقارب... الخ، ج ۶، ص ۱۱۷.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق، ص ۱۱۷، ۱۱۸.

⑤.....المرجع السابق.



**مسئلہ ۱۶** فلاں کی بیٹیوں (بنات) کے لئے وصیت کی اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہیں تو وصیت خاص طور سے بیٹیوں کے لئے ہے اور اگر اس کے بیٹے ہیں اور پوتیاں ہیں تو وصیت پوتیوں کے لئے ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۸)

**مسئلہ ۱۷** فلاں فلاں کے آباء کے لئے وصیت کی اور ان کے آباء و اہمات<sup>(۲)</sup> دونوں ہیں تو یہ دونوں وصیت میں داخل ہیں لیکن اگر ان کے آباء اور اہمات نہیں بلکہ دادا اور دایاں ہیں تو یہ وصیت میں داخل نہیں۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۸)

**مسئلہ ۱۸** آل فلاں کے لئے وصیت کی تو یہ اس کے تمام گھر والوں کے لئے ہے۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ، جلد ۴) مگر اس میں بیٹیوں اور بہنوں کی اولاد داخل نہیں نہ ہی ماں کے قرابت دار داخل ہیں۔<sup>(۵)</sup> (زیلعی از حاشیہ ہدایہ)

**مسئلہ ۱۹** اپنے پڑوسیوں کے لئے وصیت کی تو اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وہ تمام لوگ شامل ہیں جو اس کے گھر سے ملے ہوئے ہوں لیکن صاحبین کے نزدیک وہ تمام لوگ شامل ہیں جو محلہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔<sup>(۶)</sup> (در مختار ج ۵، ص ۴۷۶)

**مسئلہ ۲۰** اپنے پڑوسیوں کے لئے ثلث مال کی وصیت کی اگر وہ گنتی کے ہیں تو یہ ثلث مال ان کے اغنیاء و فقراء دونوں میں تقسیم کیا جائے گا یہی حکم اس وصیت کا ہے جو اہل مسجد کے لئے کی جائے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۹)

**مسئلہ ۲۱** بنی فلاں کے یتامی (یعنی فلاں خاندانوں کے یتیموں) کے لئے وصیت کی اور وہ گنتی کے ہیں تو وصیت صحیح ہے، ان سب پر خرچ کی جائے گی۔ یہی حکم اس وقت ہے جب یہ کہے کہ میں نے اس گلی کے یتامی یا اس گھر کے یتامی کے لئے وصیت کی، اگر وہ گنتی کے ہیں تو غنی و فقیر دونوں پر خرچ ہوگی اور اگر وہ ان گنت ہیں تو وصیت جائز ہے اس صورت میں صرف فقراء پر خرچ ہوگی۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۹) کتنی تعداد کو ان گنت کہیں گے، بعض علماء نے اس کو رائے قاضی پر رکھا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، امام محمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ ثلث سے زیادہ تعداد تو لا تخصی (ان گنت) ہے اور یہ سہل ہے۔<sup>(۹)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للأقارب... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۸.

②..... یعنی باپ اور مائیں۔

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للأقارب... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۸.

④..... "الہدایۃ"، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للأقارب وغیرہم، ج ۲، ص ۵۳۱.

⑤..... "تبیین الحقائق"، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للأقارب وغیرہم، ج ۷، ص ۴۱۲، ۴۱۳.

⑥..... "الدر المختار"، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للأقارب وغیرہم، ج ۱۰، ص ۴۰۷.

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للأقارب... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۹.

⑧..... المرجع السابق.

⑨..... "الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الوصایا، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۲، ص ۴۲۹.

**مسئلہ ۲۲** — فلاں خاندان کی بیواؤں کے لئے وصیت کی وہ خواہ گنتی کی ہوں یا ان گنت ہوں دونوں صورتوں میں وصیت جائز ہے، اگر گنتی کی ہیں تو وصیت ان پر خرچ ہوگی اور اگر ان گنت ہیں تو جو مل جائیں ان پر خرچ ہوگی۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۹)

**مسئلہ ۲۳** — اپنے پڑوس یا فلاں کے پڑوسی کے لئے وصیت کی اور وہ پڑوسی ان گنت ہیں تو وصیت باطل ہے ایسے ہی اگر اس نے اہل مسجد کے لئے وصیت کی یا اہل جیل خانہ (قیدیوں) کے لئے وصیت کی وہ ان گنت ہیں تو وصیت باطل ہے۔<sup>(۲)</sup> (تاتارخانیہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۹)

**مسئلہ ۲۴** — فلاں خاندان کے اندھوں کے لئے وصیت کی یا فلاں خاندان کے لٹخوں (یعنی اعضا سے اپا ج) کے لئے وصیت کی یا قرض دار یا مسافرین یا قیدیوں کے لئے، اگر وہ قابل شمار ہیں تو غنی اور فقیر دونوں شامل ہوں گے اور اگر بے شمار ہیں تو صرف فقراء کے لئے مال وصیت خرچ ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۱۹)

**مسئلہ ۲۵** — اپنے اصہار یعنی سسرال والوں کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت اس کی بیوی کے ہر ذی رحم محرم کے لئے ہے، اسی طرح اُس میں اس کے باپ کی بیوی کے ذی رحم محرم بھی داخل ہوں گے اور اُس کے ہر ذی رحم محرم کی زوجہ بھی داخل ہے، یہ سب اس وقت داخل ہوں گے جب موہی کی موت کے دن یہ اس کے صہر ہوں۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۰)، یعنی موہی کی زوجہ اس کی زوجیت میں ہو، طلاق بائن یا طلاق مغلظہ سے عدت میں نہ ہو، اگر طلاق رجعی سے عدت میں ہے تو وہ زوجیت میں داخل ہے۔<sup>(۵)</sup> (درمختار، ردالمحتار ج ۵، ص ۴۷۳)

**مسئلہ ۲۶** — اپنے آختان یعنی دامادوں کے لئے وصیت کی تو اس میں اس کے ہر ذی رحم محرم کا شوہر داخل ہے، جیسے بیٹیوں کے شوہر، بہنوں کے شوہر، پھوپھیوں کے شوہر اور خالائوں کے شوہر۔ (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۰) بیوی کی لڑکی جو اس کے شوہر اول سے ہے اس کا شوہر موہی کے دامادوں میں شامل نہیں۔<sup>(۶)</sup> (تاتارخانیہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۰)

**مسئلہ ۲۷** — اولاد رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وصیت کی تو اس وصیت میں صرف اولاد امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما داخل ہوگی۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۰)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للأقارب... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۹.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق، ص ۱۲۰.

⑤....."الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوصایا، الباب الوصیۃ للأقارب وغیرہم، ج ۱۰، ص ۴۰۸.

⑥....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للأقارب... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۰.

⑦.....المرجع السابق، ص ۱۲۱.

**مسئلہ ۲۸** علویوں<sup>(۱)</sup> کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت جائز نہیں کیونکہ وہ بے شمار ہیں اور وصیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو فقیر و حاجت مندی کا اشارہ کرے، ہاں اگر فقراء علویوں کے لئے وصیت کی تو جائز ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۱)

**مسئلہ ۲۹** فقہاء کے لئے وصیت کی تو جائز نہیں اور اگر ان کے فقراء کے لئے وصیت کی تو جائز ہے اسی طرح اگر طلبائے علم کے لئے وصیت کی تو ناجائز اور اگر ان کے فقراء کے لئے کی تو جائز ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۱)

**مسئلہ ۳۰** کسی شہر کے اہل علم کے لئے وصیت کی، اس میں اہل فقہ اور اہل حدیث شامل ہیں، لیکن اہل منطق و اہل فلسفہ شامل نہیں، نہ ہی اس میں علم کلام پڑھنے والے داخل ہیں۔ حضرت ابوالقاسم فقیہ سے روایت ہے کہ کتب کلام تہ علم نہیں۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۱)

**مسئلہ ۳۱** اپنے ثلث مال کی وصیت کی کہ میرا ثلث مال فلاں کے لئے ہے اور مسلمانوں میں سے ایک شخص کے لئے، تو نصف ثلث فلاں کو دیا جائے گا اور اس شخص کے لئے کچھ نہیں۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۱)

**مسئلہ ۳۲** قبر کو لپٹنے پونٹنے کی<sup>(۶)</sup> وصیت کی اگر یہ حفاظتِ قبر کے لئے ہے تو جائز اور اگر تزیین کے لئے<sup>(۷)</sup> ہے تو ناجائز، اور یہی حکم مزارات پر قبہ<sup>(۸)</sup> بنانے کا ہے خصوصاً اولیاء اللہ کے مزارات پر بہ نیت آسائش زائرین<sup>(۹)</sup> و تحسینِ قبر<sup>(۱۰)</sup>۔<sup>(۱۱)</sup> (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۵۱ بحوالہ درمختار، عالمگیری و بزازیہ)

**مسئلہ ۳۳** اپنی قبر پر قرآن شریف پڑھنے کی وصیت کی یہ وصیت جائز ہے مگر اجرت پر جائز نہیں۔<sup>(۱۲)</sup> (درمختار، ردالمحتار ج ۵، ص ۲۸۵)

**مسئلہ ۳۴** وصیت کی کہ مجھے میرے گھر میں دفن کریں تو یہ وصیت باطل ہے کہ یہ خاص ہے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے، امت کے حق میں مشروع نہیں۔<sup>(۱۳)</sup> (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۵۲ بحوالہ خلاصہ، بزازیہ، تاتارخانیہ و ہندیہ)

①..... علوی کی جمع، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے نہ ہو۔

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للأقارب... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۱۔

③..... المرجع السابق

④..... المرجع السابق۔

⑤..... المرجع السابق۔

⑥..... یعنی پلستر وغیرہ کرنے کی۔

⑦..... سجاوٹ و خوبصورتی کے لیے۔

⑧..... گنبد۔

⑨..... یعنی زیارت کرنے والوں کے سکون و آرام کے لیے۔

⑩..... "الدرالمختار"، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للأقارب وغیرہم، ج ۱۰، ص ۴۱۹۔

⑪..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، کتاب الوصایا، ج ۲۵، ص ۴۲۴۔

⑫..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للأقارب وغیرہم، ج ۱۰، ص ۴۲۰۔

⑬..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، کتاب الوصایا، ج ۲۵، ص ۴۲۵۔

## مکان میں رہنے اور خدمت کرنے، درختوں کے پھلوں، باغ کی آمدنی اور زمین کی آمدنی اور پیداوار کی وصیت کا بیان

**مسئلہ ۱** گھر کے کرایہ کی آمدنی کی وصیت کی تو موصلی لہ کو اس میں رہنے کا حق نہیں اور اگر زید کے لئے ایک سال تک اپنے دار (گھر) میں سکونت کی وصیت کی اور دار کے موصلی کا اور کچھ مال نہیں ہے تو زید اس میں سے تہائی دار میں رہے گا اور ورثہ دو تہائی دار میں، ورثہ کو اختیار نہیں کہ وہ اپنا مقبوضہ فروخت کر دیں۔<sup>(۱)</sup> (بدائع از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۲)

**مسئلہ ۲** یہ کہا یہ بھوسا فلاں کے جانوروں کے لئے ہے، تو یہ وصیت باطل ہے اور اگر یہ وصیت کی کہ فلاں کے جانوروں کو کھلایا جائے تو وصیت جائز ہے۔<sup>(۲)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۲)

**مسئلہ ۳** کسی شخص کے لئے اپنے گھر میں رہنے کی وصیت کی اور مدت اور وقت مقرر نہیں کیا تو یہ وصیت تاحیات موصلی لہ ہے۔<sup>(۳)</sup> (المنتقى از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۲)

**مسئلہ ۴** کسی شخص کے لئے اپنے گھر میں رہنے کی وصیت کی تو اسے اس گھر کو کرایہ پر دینے کا حق نہیں۔<sup>(۴)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۲)

**مسئلہ ۵** کسی نے اپنے باغ کے محاصل و پیداوار کی وصیت کی تو موصلی لہ کے لئے اس کے موجودہ محاصل و پیداوار ہیں اور جو کچھ آئندہ ہوں۔<sup>(۵)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۲) ملحوظ رہے کہ عربی زبان میں بستان اس باغ کو کہتے ہیں جس کی چار دیواری بنی ہو، اس چار دیواری کے اندر جو درخت یا زراعت ہو وہ سب بستان میں شامل ہے اور باغ سے ان مسائل میں مراد ایسا ہی باغ ہے۔ (مؤلف)

**مسئلہ ۶** کسی کے لئے اپنے باغ کے پھلوں کی وصیت کی تو اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہا کہ ہمیشہ کے لئے یا ہمیشہ کا لفظ نہیں کہا۔ اگر ہمیشہ کا لفظ نہیں کہا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں اگر اس کے باغ میں اس کی موت کے دن پھل لگے ہیں تو موصلی لہ کے لئے اس کے ثلث مال میں سے صرف ان ہی پھلوں سے دیا جائے گا اور اس کے بعد جو پھل آئیں گے موصلی لہ کا ان میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ اور اگر موصلی کی موت کے دن باغ میں پھل نہیں لگے تھے تو قیاس یہ ہے کہ یہ وصیت باطل مگر اتحسان میں وصیت باطل نہیں بلکہ موصلی لہ کو اس کی تاحیات اس باغ کے پھل ملتے رہیں گے بشرطیکہ وہ بستان اس کے ثلث مال سے زائد نہ ہو، یہ تمام صورتیں اس وقت ہیں جب موصلی نے وضاحت نہیں کی اور اگر اس نے وضاحت کر دی اور یوں کہا کہ میں نے تیرے لئے ہمیشہ کے واسطے اپنے

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۲.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۲.

باغ کے پھلوں کی وصیت کی تو اسے موجودہ پھل بھی ملیں گے اور جو بعد میں پیدا ہوتے رہیں وہ بھی۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۱۲۲)

**مسئلہ ۷** اپنے باغ کے پھلوں و پیداوار کی ہمیشہ کے لئے کسی کے لئے وصیت کی پھر اس کے کھجور کے درختوں کی

جڑوں سے اور درخت پیدا ہو گئے تو ان کی پیداوار اور حاصل بھی وصیت میں داخل ہوں گے۔<sup>(2)</sup> (المنتقى از عالمگیری ج ۶ ص ۱۲۲)

**مسئلہ ۸** اپنے باغ کے پھلوں کے ٹٹھ کی وصیت کی اور موصلی کا اور کوئی مال سوائے اس بستان (باغ) کے نہیں ہے

تو یہ وصیت جائز ہے اور موصلی لہ اس کا ٹٹھ پانے کا مستحق ہے اگر موصلی لہ نے باغ کا تہائی حصہ ورثہ سے تقسیم کر لیا پھر اس حصہ

سے آمدنی ہوئی جو موصلی لہ کے پاس آیا اور ورثہ کے حصے میں آمدنی نہیں ہوئی یا ورثہ کے حصہ میں آمدنی ہوئی اور موصلی لہ کے حصہ

میں آمدنی نہیں ہوئی تو دونوں صورتوں میں وہ ورثہ اور موصلی لہ ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری، ج ۶ ص ۱۲۲)

**مسئلہ ۹** کسی کے لئے ٹٹھ بستان کی وصیت کی تو ورثہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے حصہ کا دو ٹٹھ بستان فروخت

کردیں، ایسی صورت میں دو ٹٹھ کا خریدار موصلی لہ کے ساتھ شریک ہو جائے گا۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۱۰** ایک شخص نے کسی کے لئے اپنی زمین کی پیداوار کی وصیت کی اور اس زمین میں کھجور کے درخت ہیں اور نہ

اور کوئی درخت ہے اور موصلی کا اس کے سوا اور مال بھی نہیں ہے تو اس کو کرایہ پر اٹھایا جائے گا اور اس کرایہ کا ایک ٹٹھ موصلی لہ کو دیا

جائے گا اور اگر اس میں کھجور کے درخت ہیں اور اور بھی درخت ہیں تو ان درختوں کی پیداوار کا ٹٹھ موصلی لہ کو ملے گا۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری

ج ۶ ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۱۱** وصیت کرنے والے نے کسی کے لئے اپنی بکریوں کی اُون کی یا اپنی بکریوں کے بچوں کی یا ان کے دودھ کی

ہمیشہ کے لئے وصیت کی تو ان تمام صورتوں میں موصلی لہ کو ان بکریوں کا وہی اُون ملے گا جو وصیت کرنے والے کی موت کے دن

ان کے جسم پر ہے اور وہی بچے ملیں گے جو موصلی کی موت کے دن ان کے پیٹوں میں ہیں اور وہی دودھ ملے گا جو موصلی کی موت

کے دن ان کے تھنوں میں ہے خواہ موصلی نے وصیت میں ہمیشہ کا لفظ کہا یا نہ کہا۔<sup>(6)</sup> (ہدایہ از عالمگیری ج ۶ ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۱۲** کسی شخص نے اپنے بستان (باغ) کی پیداوار کی وصیت کی پھر موصلی لہ نے میت کے ورثہ سے غلہ کے عوض

پورا باغ خرید لیا تو یہ جائز ہے اس صورت میں وصیت باطل ہو جائے گی اسی طرح اگر ورثہ نے باغ اس کو فروخت نہیں کیا لیکن انھوں

نے کچھ مال دے کر موصلی لہ کو اپنے حصہ کے غلہ سے بری ہونے پر راضی کر لیا تو یہ بھی جائز ہے۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۱۲۳)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۲، ۱۲۳.

②.....المرجع السابق، ص ۱۲۳. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۱۳** — اپنے گھر کے کرایہ کی مساکین میں تقسیم کرنے کی وصیت کی تو یہ اس کے ثلث مال میں سے جائز ہے اور اگر مساکین کے لئے اپنے گھر میں رہنے یا اپنی سواری پر سوار ہونے کی وصیت کی تو یہ جائز نہیں مگر یہ کہ موصلیٰ لہ معلوم ہو۔<sup>(۱)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۱۴** — مساکین کے لئے اپنے انگور کے باغ کی بہار کی تین سال تک کے لئے وصیت کی اور مر گیا اور تین سال تک اس کے انگور کے باغ میں انگور کی بہار نہ آئی تو بعض کے قول پر یہ باغ موقوف رہے گا جب تک اس کی تین سال کی بہار مساکین پر صدقہ نہ کر دی جائے، فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ قول ہمارے اصحاب کے مطابق ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۱۵** — اپنے جسم کے لباس کی وصیت کی تو یہ جائز ہے اور موصلیٰ لہ کو اس کے بیٹے، قیص، چادریں اور پاجامے ملیں گے، اس کی ٹوپیاں، موزے، جرابیں اس میں شامل نہ ہوں گے۔<sup>(۳)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۱۶** — یہ وصیت کی کہ یہ کپڑے صدقہ کر دو تو یہ جائز ہے کہ وہ کپڑے فروخت کر کے ان کی قیمت صدقہ کر دیں یا چاہیں تو کپڑے فروخت نہ کریں رکھ لیں اور ان کی قیمت دے دیں۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۱۷** — کسی آدمی کو یہ وصیت کی کہ میری زمین سے دس جریب (گھٹ) زمین ہر سال کاشت کرے اس صورت میں بیج، خراج (مالگذاری) اور آپاشی<sup>(۵)</sup> موصلیٰ لہ<sup>(۶)</sup> کے ذمہ ہوگی اور اگر وصیت میں یہ کہا کہ ہر سال میری دس جریب زمین میرے لئے کاشت کرے اس صورت میں بیج، مالگذاری اور آپاشی متوفی موصلیٰ کے مال سے دیئے جائیں گے۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۱۸** — کسی شخص کے لئے کھجور کے باغ کی کھجوروں کی وصیت کی جو کہ تیار تھیں یا کاشت کی وصیت کی جو کائے جانے کے قریب تھیں لیکن فصل کاٹی نہیں گئی تھی تو مال گزاری موصلیٰ لہ پر ہے لیکن اگر باغ کے پھل توڑ لئے گئے اور کھیتی کاٹ لی گئی تو متوفی موصلیٰ لہ کے مال سے مال گزاری دی جائے گی۔<sup>(۸)</sup> (تاتارخانیہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۱۹** — موصلیٰ نے کسی کے لئے اپنی تلوار کی وصیت کی تو اس میں تلوار کا پرتلہ<sup>(۹)</sup> اور حائل<sup>(۱۰)</sup> داخل ہے۔<sup>(۱۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۳.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... یعنی زمین کو پانی دینا۔ ⑥..... جس کے لیے وصیت کی۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۴.

⑧..... المرجع السابق.

⑨..... وہ پٹی یا تسمہ جس میں تلوار لٹکی رہتی ہے۔ ⑩..... وہ پرتلا جو شانے پر تر چھاڑتا ہے۔

⑪..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۴.

**مسئلہ ۲۰** کسی کے لئے مصحف (قرآن پاک) کی وصیت کی اور مصحف کا غلاف بھی ہے تو اس کو مصحف ملے گا غلاف نہیں۔<sup>(۱)</sup> (قدوری از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۲۱** سرکہ کے مٹکے کی وصیت کی تو اس میں مٹکا شامل ہے اور اگر جانوروں کے گھر (یعنی وہ گھر جس میں جانور رکھے جاتے ہیں) کی وصیت کی تو وصیت دار (گھر) کی ہے اس میں جانور شامل نہیں، ایسے ہی کھانے کی کشتی (ٹرے) کی وصیت کی تو اس میں کھانا دیا جائے گا کشتی (ٹرے) نہیں۔<sup>(۲)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۲۲** کسی کے لئے میزان (ترازو) کی وصیت کی تو اس میں اس کا عمود (ڈنڈی) پلڑے اور اس کی ڈیسیں<sup>(۳)</sup> شامل ہیں، باٹ،<sup>(۴)</sup> بٹہ اور مٹھیہ (علاق)<sup>(۵)</sup> شامل نہیں لیکن اگر ترازو معین کردی تو اس میں باٹ اور علاق بھی شامل ہوں گے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۲۳** اپنی بکریوں میں سے کسی کے لئے ایک بکری کی وصیت کی اور یہ نہیں کہا کہ میری ان بکریوں میں سے، پھر وارثوں نے اسے وہ بکری دی جس نے موٹی کی موت کے بعد بچہ جنا تو یہ بچہ بکری کے ساتھ شامل نہ ہوگا یعنی فقط بکری ملے گی۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۲۴** اور اگر یہ کہا کہ میں نے فلاں کے لئے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کی وصیت کی اور وارثوں نے اس موٹی لہ کو وہ بکری دی جس نے موٹی کی موت کے بعد بچہ دیا تو وہ بچہ اس بکری کا تابع ہوگا یعنی بکری مع بچہ کے موٹی لہ کو دی جائے گی اور اگر وارثوں نے بکری معین کرنے سے پہلے پہلے بچہ کو ضائع کر دیا یعنی ہلاک کر دیا تو ان پر اس کا ضمان نہیں۔<sup>(۸)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۲۵** دار (گھر) کی ایک شخص کے لئے وصیت کی اور اس کی بنیاد کی دوسرے کے لئے، یا یہ کہا کہ یہ انگوٹھی فلاں کے لئے ہے اور اس کا گیند دوسرے کے لئے یا یہ کہا کہ یہ کنڈیا (زنبیل)<sup>(۹)</sup> فلاں کے لئے اور اس میں کے پھل فلاں کے لئے، تو ان تمام صورتوں میں اگر اس نے متصلاً بلا فصل کہا تو ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وصیت اس کے لئے کی اور اگر متصلاً نہیں کہا بلکہ

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۴.

②.....المرجع السابق.

③.....ترازوی ڈوریاں۔ ④.....اشیاء تولنے کے لیے ترازو پر رکھا جانے والا پتھر وغیرہ۔

⑤.....موٹھ جہاں سے ترازو کو پکڑتے ہیں۔

⑥....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۴.

⑦.....المرجع السابق. ⑧.....المرجع السابق.

⑨.....پھلوں کی ٹوکری۔

فصل کیا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہی حکم ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اصل (یعنی دار یا انگوٹھی یا کنڈیا) تنہا پہلے کو ملے گی اور تابع میں دونوں شریک ہوں گے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۵ بحوالہ کافی) یعنی اس صورت میں گھر تنہا پہلے کو ملے گا بناءً مشترک ہوگی، کنڈیا پہلے کو ملے گی پھل مشترک ہوں گے اور انگوٹھی پہلے کو ملے گی اور نگینہ مشترک ہوگا۔

**مسئلہ ۲۶** → اور اگر یہ وصیت کی کہ یہ گھر فلاں کے لئے ہے اور اس میں رہائش فلاں کے لئے یا یہ درخت فلاں کے لئے ہے اور اس کا پھل فلاں کے لئے یا یہ بکری فلاں کے لئے اور اس کی اُون فلاں کے لئے تو جس کے لئے جو وصیت کی اس کو بلا اختلاف وہی ملے گا خواہ اس نے یہ متصل کہا ہو یا درمیان میں فصل کیا ہو۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۳)

**مسئلہ ۲۷** → کسی شخص کے لئے اپنے دار (مکان) کی وصیت کی اور اس میں بنے ہوئے ایک خاص بیت (کمرہ) کی وصیت کسی دوسرے کے لئے کی تو وہ خاص بیت ان دونوں کے درمیان بقدر ان کے حصہ کے مشترک ہوگا۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۵)

**مسئلہ ۲۸** → کسی کے لئے معینہ ایک ہزار درہم کی وصیت کی اور ان میں سے ایک سو درہم کی دوسرے کے لئے وصیت کی تو ایک ہزار والے کو نو سو درہم ملیں گے اور سو درہم دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوں گے۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۵)

**مسئلہ ۲۹** → اگر ایک شخص کے لئے مکان کی وصیت کی اور اس کی بناءً<sup>(5)</sup> کی دوسرے کے لئے تو بناءً ان دونوں کے درمیان حصہ رسدی<sup>(6)</sup> تقسیم ہوگی۔<sup>(7)</sup> (بدائع از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۵)

**مسئلہ ۳۰** → موصلی نے اپنے جانور کی ایک شخص کے لئے وصیت کی اور اس کی سواری اور منفعت کی دوسرے کے لئے وصیت کی تو ہر موصلی لہ کے لئے وہی ہے جس کی اس کے لئے وصیت کی۔<sup>(8)</sup> (مبسوط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۵)

**مسئلہ ۳۱** → ایک شخص کے لئے اپنے گھر کے کرایہ کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے اس میں رہنے کی وصیت کی اور تیسرے شخص کے لئے اس کے رقبہ کی وصیت کی اور یہ ایک ٹمٹ ہے پس کسی شخص نے موصلی کی موت کے بعد اس کو منہدم کر دیا تو جتنا اس نے گرایا ہے اس کی قیمت کا تاوان اُس پر ہے پھر اس قیمت سے مکان بنائے جائیں جیسے بنے ہوئے تھے اور کرایہ پر دیا جائے، تو جس کے لئے کرایہ کی وصیت کی اسے کرایہ اور جس کے لئے سکونت کی وصیت کی اسے حق سکونت ملے گا، یہی حکم بستان (باغ) کی وصیت کا ہے کہ اس نے ایک شخص کے لئے بستان کی پیداوار کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے اس کے رقبہ کی، پھر کسی شخص نے اس میں سے درخت کاٹ لئے تو اس پر درختوں کی قیمت کا تاوان ہے اس قیمت سے

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۵.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... بنیاد۔ ⑥..... جو حصے میں آتا ہے اس کے مطابق۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۵.

⑧..... المرجع السابق، ص ۱۲۶.



درخت خرید کر لگائے جائیں گے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۷)

**مسئلہ ۳۲** → موصلی نے ایک شخص کے لئے اپنے باغ کی آمدنی کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے باغ کے رقبہ کی وصیت کی اور یہ اس کا ثلث مال ہے تو باغ کا رقبہ اس کے لئے ہے جس کے واسطے رقبہ کی وصیت کی اور اس کی آمدنی اس کے لئے جس کے واسطے اس کی آمدنی کی وصیت کی جب تک موصلی لہ زندہ ہے اور اس صورت میں باغ کی آپاشی، مال گذاری اور اس کی اصلاح و مرمت آمدنی والے پر ہے۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۷)

**مسئلہ ۳۳** → موصلی نے ہمیشہ کے لئے اپنی بکریوں کی اُون کی یا ان کے دودھ کی یا ان کے گھی کی یا ان کے بچوں کی کسی کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت صرف اس اُون میں جاری ہوگی جو موصلی کی موت کے دن ان بکریوں کی پٹنھوں پر ہے یا وہ دودھ جو ان کے تھنوں میں ہے یا وہ گھی جو ان کے تھنوں کے دودھ سے برآمد ہو یا وہ بچے جو ان کے پیٹ میں ہوں جس دن کہ موصلی کی موت ہوئی، اس کی موت کے بعد پھر جو کچھ پیدا ہوگا اس میں وصیت جاری نہ ہوگی۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۷)

**مسئلہ ۳۴** → موصلی نے کسی کے لئے ہمیشہ کے واسطے اپنے کھجوروں کے باغ کے محاصل (آمدنی) کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے اس باغ کے رقبہ کی وصیت کی اور اس باغ میں بہار (پھل) نہیں آئی تو اس صورت میں اس کی آپاشی اور اس کی اصلاح کا خرچہ و مرمت صاحب رقبہ پر ہے پھر جب اس پر پھل آ جائیں تو یہ خرچہ آمدنی لینے والے پر ہے اور اگر ایک سال پھل آئے پھر نہ آئے تب بھی اس کی اصلاح و خرچہ کی ذمہ داری آمدنی لینے والے پر ہے، اگر آمدنی لینے والے نے خرچہ نہ کیا اور صاحب رقبہ نے خرچہ کیا یہاں تک کہ باغ میں پھل آ گئے تو صاحب رقبہ اس سے اپنا خرچہ وصول کرے گا۔<sup>(4)</sup> (مبسوط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۷)

**مسئلہ ۳۵** → یہ وصیت کی کہ ان تلوں کا تیل فلاں کے لئے اور اس کی گھلی<sup>(5)</sup> دوسرے کے لئے ہے تو تیل نکالنے کی ذمہ داری اس کی ہے جس کے لئے تیل کی وصیت کی۔<sup>(6)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۷)

**مسئلہ ۳۶** → انگوٹھی کے حلقہ<sup>(7)</sup> کی ایک شخص کے لئے وصیت کی اور اس کے گلینہ کی دوسرے کے لئے تو یہ وصیت جائز ہے اگر اس کا نگ نکالنے میں انگوٹھی کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو دیکھا جائے گا اگر حلقہ کی قیمت نگ سے زیادہ ہے تو حلقہ والے سے کہا جائے گا کہ وہ نگ والے کو نگ کی قیمت ادا کرے اور اگر نگ کی قیمت زیادہ ہے تو نگ والے سے

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۷.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤.....تیل نکالنے کے بعد تلوں کا بچا ہوا پھوک۔

⑥....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۷.

⑦.....گلینے کے علاوہ دھات کی بقیہ انگوٹھی۔

کہا جائے گا کہ وہ انگوٹھی کے حلقہ کی قیمت ادا کرے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۷)

**مسئلہ ۳۷** → ایک شخص نے کسی کے لئے اپنے بستان (باغ) کے ان پھلوں کی وصیت کی جو اس میں موجود ہیں اور اس نے اس کے لئے اس کے پھلوں کی ہمیشہ کے لئے بھی وصیت کی، اس کے بعد موصلی کا انتقال ہو گیا اور موصلی کا اس کے سوا اور مال نہیں ہے اور باغ میں پھل تناور پے کی قیمت کے ہیں اور پورے باغ کی قیمت تین سو روپے کے مساوی ہے، اس صورت میں موصلی لہ کے لئے باغ میں موجود پھلوں کا تہائی حصہ ہے اور آئندہ جو پھل آئیں گے ان میں سے ہمیشہ اس کو ایک ٹکٹ ملتا رہے گا۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۷)

**مسئلہ ۳۸** → یہ وصیت کی کہ میرے مال سے فلاں شخص پر ہر ماہ پانچ درہم خرچ کئے جائیں تو اس کے مال کا ایک ٹکٹ رکھ لیا جائے گا تاکہ موصلی لہ پر ہر ماہ پانچ درہم خرچ کئے جاتے رہیں جیسا کہ موصلی نے وصیت کی ہے۔<sup>(3)</sup> (مبسوط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۸)

**مسئلہ ۳۹** → ایک شخص نے دو آدمیوں کے لئے وصیت کی کہ ان میں سے ہر ایک پر میرے مال سے اتنا اتنا خرچ کیا جائے تو اس کا ایک ٹکٹ مال ان دونوں پر خرچ کے لئے رکھ لیا جائے گا پھر اگر وارثوں نے ان میں سے کسی ایک سے کچھ دے کر مصالحت کر لی اور وہ وصیت سے دستبردار ہو گیا تو اس صورت میں موصلی کا کل ٹکٹ مال دوسرے پر خرچ کرنے کے لئے رکھ لیا جائے گا اور وارثوں کے حق میں دستبرداری دینے والے کا حق وارثوں کو نہ ملے گا۔<sup>(4)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۷)

**مسئلہ ۴۰** → ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے مال میں سے فلاں شخص پر اس کی تاحیات ہر ماہ پانچ درہم خرچ کئے جائیں اور ایک دوسرے شخص کے لئے اپنے ٹکٹ مال کی وصیت کی اور ورثہ نے اس کی اجازت دے دی تو اس صورت میں اس کا مال چھ حصوں میں تقسیم ہو کر ایک حصہ موصلی لہ ٹکٹ<sup>(5)</sup> کو ملے گا اور باقی پانچ حصے محفوظ رکھے جائیں گے ان میں سے پانچ درہم والے پر ہر ماہ پانچ درہم خرچ کئے جائیں گے اور اگر یہ شخص جس کے لئے پانچ درہم ہر ماہ خرچ کرنے کی وصیت کی تھی اپنے حصہ کا محفوظ روپیہ خرچ ہونے سے پہلے ہی مر گیا تو جس کے لئے ٹکٹ مال کی وصیت کی تھی اس کا ٹکٹ پورا کیا جائے گا اور یہ ٹکٹ مال اس دن کے حساب سے لگایا جائے گا جس دن کہ موصلی کی<sup>(6)</sup> موت ہوئی لیکن اگر مال کا دو ٹکٹ حصہ سے زیادہ خرچ ہو چکا تھا اور اب جو باقی بچا اس سے موصلی لہ ٹکٹ کا ٹکٹ پورا نہیں ہوتا تو اس صورت میں اس مرنے والے کے حصہ میں سے جو نفعہ بچا ہے وہ اسے دے دیا جائے گا اور اس کا ٹکٹ پورا نہیں کیا جائے گا اور اگر مال اتنا پانچ گیا تھا کہ موصلی لہ ٹکٹ کا ٹکٹ پورا ہو کر خرچ گیا تو جو باقی بچا وہ موصلی کے ورثہ کو ملے گا نہ کہ اس کے ورثہ کو جس کے لئے پانچ درہم ماہانہ خرچ کرنے کی وصیت کی تھی۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۸)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۷.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق، ص ۱۲۸. ④..... المرجع السابق.

⑤..... یعنی جس کے لئے ٹکٹ مال کی وصیت کی ہے۔ ⑥..... وصیت کرنے والے کی۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۸.

**مسئلہ ۳۱** اگر دو آدمیوں کے لئے یہ وصیت کی کہ ان دونوں پر ان کی تاحیات میرے مال سے ہر ماہ دس درہم خرچ کئے جائیں اور ایک تیسرے کے لئے اپنے ثلث مال کی وصیت کی تو اگر ورثہ نے اس کی اجازت دی تو اس کا مال چھ حصوں میں تقسیم ہوگا اور اگر ورثہ نے اجازت نہ دی تو دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا اور اگر ان دونوں آدمیوں سے جن کے لئے تاحیات دس درہم ماہانہ کی وصیت کی تھی ایک آدمی کا انتقال ہو گیا تو اس کا حصہ اس کو نہیں ملے گا جس کے لئے ثلث مال کی وصیت کی تھی بلکہ جو کچھ ان دو آدمیوں کے لئے محفوظ رکھا تھا وہ ویسے ہی محفوظ رہے گا اور اسے اس ایک پر خرچ کیا جائے گا جو ان دونوں میں سے زندہ باقی ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۸، کتاب الوصایا)

**مسئلہ ۳۲** اگر میت نے یہ وصیت کی کہ میں نے فلاں کے لئے اپنے ثلث مال کی وصیت کی اور فلاں کے لئے اس پر تاحیات ہر ماہ پانچ درہم خرچ کرنے کی وصیت کی اور ایک دوسرے کے لئے تاحیات اس کی اس پر پانچ درہم خرچ کرنے کی وصیت کی تو اگر ورثہ نے اس کی اجازت دے دی تو اس کا مال نو حصوں میں منقسم ہوگا، جس کے لئے ثلث مال کی وصیت کی اس کو ایک حصہ اور بقیہ بعد والے دونوں موصلی لہما کے لئے چار چار حصے محفوظ رکھے جائیں گے اور ان پر ہر ماہ خرچ ہوں گے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۸)

**مسئلہ ۳۳** اگر میت نے وصیت کی کہ میرے مال سے فلاں پر اس کی تاحیات پانچ درہم ماہانہ خرچ کیا جائے اور فلاں اور فلاں پر ان کی تاحیات دس درہم ماہانہ خرچ کئے جائیں، ہر ایک کے لئے پانچ درہم، اور ورثہ نے اس کی اجازت دے دی تو مال موصلی لہ اور موصلی لہما کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اس طرح کہ جس کے لئے پانچ درہم ماہانہ کی وصیت کی اسے ایک نصف اور جن دو کے لئے دس درہم ماہانہ کی وصیت کی انہیں دوسرا نصف، اس طرح نصف مال پہلے ایک کے لئے اور نصف مال دوسرے دو کے لئے محفوظ رکھا جائے گا اور ان پر ماہ ب ماہ خرچ ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۸) اور اگر اس ایک کا انتقال ہو گیا جس ایک کے لئے پانچ درہم ماہانہ کی وصیت کی تھی تو جو کچھ بچا وہ ان دو پر خرچ ہوگا جن دو کے لئے دس درہم ماہانہ کی وصیت کی تھی اور اگر ان دونوں میں سے ایک کا انتقال ہو گیا جن کے لئے ایک ساتھ دس درہم ماہانہ کی وصیت کی تھی اور پانچ درہم والا زندہ رہا تو اس صورت میں مرنے والے کا حصہ اس کے شریک وصیت کے لئے محفوظ رکھا جائے گا اور اس پر خرچ کیا جائے گا، یہ اس صورت میں ہے جب ورثہ نے اجازت دے دی اور اگر ورثہ نے اجازت نہیں دی تو میت کا ثلث مال نصف نصف دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا، نصف ثلث اس کو ملے گا جس ایک کے لئے پانچ درہم ماہانہ کی وصیت کی اور نصف ثلث ان دونوں کو ملے گا جن دونوں کو ایک ساتھ ملا کر ان کے لئے دس درہم ماہانہ کی وصیت کی۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۹)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۸.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق، ص ۱۲۹. ④.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۴** — ایک شخص نے وصیت کی کہ میرا ٹکٹ مال فلاں کے لئے رکھا جائے اور اس پر اس میں سے ہر ماہ چار درہم خرچ کئے جائیں جب تک کہ وہ زندہ رہے اور میں نے وصیت کی کہ میرا ٹکٹ مال فلاں فلاں کے لئے ہے ان دونوں پر ہر ماہ تاحیات ان کی دس درہم خرچ کئے جائیں تو اگر ورثہ نے اس کی اجازت دے دی تو چار درہم والے کو اس میت کے مال کا کامل ٹکٹ (پورا تہائی حصہ) ملے گا وہ جو چاہے کرے اور دس درہم والے دونوں کو اس میت کے مال کا دوسرا ٹکٹ کامل ملے گا اور یہ ٹکٹ ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور محفوظ کچھ نہ رکھا جائے گا، اور اگر ان تینوں موصلیٰ لہم (جن کے لئے وصیت کی گئی) میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو اس کے حصہ کا مال اس انتقال کر جانے والے کے وارثوں کو ملے گا اور اگر ورثہ نے میت کی اس وصیت کو جائز نہیں کیا تو اس صورت میں چار درہم والے کو نصف ٹکٹ (تہائی مال کا آدھا) ملے گا اور ان دونوں کو جن کے لئے دس درہم ماہانہ کی وصیت کی تھی نصف ٹکٹ ملے گا اور یہ نصف ٹکٹ ان دونوں کے مابین آدھا آدھا بنے گا۔<sup>(۱)</sup> (بحوالہ جامع الصغیر از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۹)

**مسئلہ ۳۵** — میت نے کہا میں نے فلاں فلاں کے لئے ایک ٹکٹ مال کی وصیت کی اس پر اس میں سے ہر ماہ چار درہم خرچ کئے جائیں اور میں نے فلاں فلاں کے لئے وصیت کی کہ فلاں پر پانچ درہم ماہانہ اور فلاں پر تین درہم، پس اگر ورثہ نے اس کی اجازت دے دی تو چار درہم والے کو ماہانہ اس کے کل مال کا ایک ٹکٹ ملے گا اور بقیہ دو کو دو ٹکٹ ملیں گے اور یہ دو ٹکٹ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوں گے، یہ لوگ اپنے اپنے حصہ کو جیسے چاہیں استعمال کریں، اور اگر ورثہ نے اس کی اس وصیت کو جائز نہ کیا تو چار درہم والے کو نصف ٹکٹ ملے گا اور بقیہ دو کو دوسرا نصف ٹکٹ ملے گا اور یہ ان کے مابین آدھا آدھا بٹ جائے گا اور اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو میراث میں ملے گا۔<sup>(۲)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۹)

**مسئلہ ۳۶** — میت نے وصیت کی کہ فلاں پر میرے مال سے ہر ماہ چار درہم خرچ کئے جائیں اور ایک دوسرے پر ہر ماہ پانچ درہم میرے بستانی (چهار دیواری والا باغ) کی آمدنی سے خرچ کئے جائیں اور میت نے بجز بستان کے اور کوئی مال نہیں چھوڑا تو اس صورت میں میت کا ٹکٹ (تہائی) بستان ان دونوں کے لئے نصف نصف ہے پھر بستان (باغ) کی ٹکٹ پیداوار فروخت کی جائے گی اور اس کی قیمت وصی کے قبضہ میں یا اگر وصی نہیں ہے تو کسی ایماندار وثقہ آدمی کے قبضہ میں دے دی جائے گی، وہ وصی اور ثقہ ان دونوں پر حصہ رسدی ماہ ب ماہ خرچ کرے گا اور اگر ان دونوں کا انتقال ہو گیا تو جو کچھ رہے گا وہ وصی کے ورثہ کو ملے گا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۲۹)

**مسئلہ ۳۷** — یہ وصیت کی کہ فلاں شخص پر میرے مال سے چار روپے ماہانہ خرچ کئے جائیں اور فلاں اور فلاں پر پانچ

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۹.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

روپے ماہانہ تو اس صورت میں تنہا ایک کے لئے مال وصیت کا چھٹا حصہ اور دوسرے دونوں کے لئے، دوسرا چھٹا حصہ خرچ کرنے کے لئے محفوظ رکھا جائے گا۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۰) یعنی میت کا مال بارہ حصوں میں تقسیم ہوگا اس میں سے ایک ٹکٹ یعنی چار حصے وصیت میں دیئے جائیں گے باقی دو ٹکٹ یعنی آٹھ حصے ورثہ کو ملیں گے پھر ٹکٹ مال کی وصیت کے ان چار حصوں میں سے دو حصے تنہا پہلے موٹیلہ کے لئے اور دوسرے دو حصے دوسرے دونوں موٹیلہ لہما کے لئے، اور ان پر ہر ماہ خرچ ہوگا۔

**مسئلہ ۳۸** میت نے اپنی آراضی کی پیداوار کی کسی ایک شخص کے لئے وصیت کی اور دوسرے شخص کے لئے اس آراضی کے رقبہ کی وصیت کی اور وہ ٹکٹ مال میں ہے پھر اس کو صاحب رقبہ نے (یعنی جس کے لئے رقبہ کی وصیت کی تھی) فروخت کر دیا اور اس شخص نے اس بیع کو تسلیم کر لیا جس کے لئے پیداوار کی وصیت کی تھی تو بیع جائز ہوگئی، اور پیداوار کی وصیت جس کے لئے تھی وہ وصیت باطل ہوگئی اب اس کا اس پیداوار کی قیمت میں بھی کوئی حصہ نہیں۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۰)

**مسئلہ ۳۹** مریض نے اپنے بستان کی پیداوار کی وصیت کسی کے لئے کی اور موٹیلہ کی موت سے قبل کئی سال اس میں پیداوار ہوئی پھر موٹیلہ کا انتقال ہو گیا تو موٹیلہ لہ کا اس پیداوار میں حصہ ہے جو موٹیلہ کی موت کے وقت یا اس کے بعد پیدا ہو۔<sup>(3)</sup> (مبسوط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۰) جو پیداوار موٹیلہ کی موت سے پہلے ہوئی اس میں کوئی حصہ نہیں۔

**مسئلہ ۵۰** یہ کہا کہ میں نے ان ایک ہزار کی فلاں کے لئے وصیت کی اور میں نے فلاں کے لئے اس میں سے تنوا کی وصیت کر دی ہے تو یہ رجوع نہیں ہے، اس صورت میں تنوا پہلی وصیت والے کے لئے ہیں اور تنوا میں دونوں آدھے آدھے کے شریک ہیں۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۰)

**مسئلہ ۵۱** مریض نے کہا کہ میرا ٹکٹ مال فلاں اور فلاں کے لئے اور فلاں کے لئے اس میں سے ایک سو ہے اور اس کا ٹکٹ مال کل سترہ درہم ہی ہے تو یہ کل ٹکٹ اسی کو ملے گا جس کے لئے تنوا مقرر کئے۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۰)

**مسئلہ ۵۲** یہ وصیت کی کہ میرا ٹکٹ مال عبد اللہ کے لئے زید و عمرو کے لئے اور عمرو کے لئے اس میں سے تنوا روپے، اور اس کا ٹکٹ مال کل تنوا روپے ہی ہے تو یہ تنوا روپے عمرو کو ملیں گے اور اگر اس کا ٹکٹ مال ڈیڑھ سو روپے تھے تو عمرو کو سو روپے ملیں گے اور جو بچا اس میں عبد اللہ اور زید نصف نصف کے شریک ہیں۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۰)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۲۹.

②..... المرجع السابق، ص ۱۳۰.

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۳۰.

④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۵۳** یہ وصیت کی کہ یہ ایک ہزار فلاں اور فلاں کے لئے، فلاں کے لئے اس میں سے تواروپے، تو وہ اس طرح تقسیم ہوں گے فلاں کو تواروپے اور دوسرے کو نو سو روپے، اگر اس میں سے کچھ ضائع ہو گئے تو باقی کے دس حصے کر کے ایک حصہ تواروپے کو اور باقی نو حصے دوسرے کو دیئے جائیں گے۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۰) اور اگر اس نے ایک تیسرے شخص کے لئے دیگر ایک ہزار روپے کی وصیت کر دی اور اس کا ثلث مال کل ایک ہزار روپے ہے تو اس صورت میں نصف ہزار تیسرے موصلی لہ کو ملے گا اور نصف ہزار پہلے دو موصلی لہما کو دیا جائے گا اور وہ دس حصوں میں تقسیم ہو کر پہلے کو ایک حصہ اور دوسرے کو نو حصے ملیں گے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۰)

**مسئلہ ۵۴** اگر کہا کہ یہ ایک ہزار فلاں اور فلاں کے لئے، اس میں سے پہلے فلاں کے لئے سو روپے اور دوسرے کے لئے باقی یعنی نو سو روپے، تو پہلے والے کو سو روپے ملیں گے اور اگر تقسیم سے پہلے ہزار میں سے نو سو ہلاک ہو گئے تو پہلے کے لئے سو روپے ہیں اور دوسرے کے لئے کچھ نہیں اور اگر یہ کہا کہ میں نے اپنے ثلث مال سے فلاں کے لئے سو روپے کی وصیت کی اور فلاں کے لئے بقیہ کی اور میں نے فلاں کے لئے ایک ہزار روپے کی وصیت کر دی اس صورت میں بقیہ والے کو کچھ نہ ملے گا اور میت کا ثلث مال پہلے والے موصلی لہ اور تیسرے والے موصلی لہ میں گیا رہے حصوں میں تقسیم ہو کر ایک حصہ پہلے والے کو اور دس حصے ایک ہزار والے کو یعنی تیسرے والے کو ملیں گے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۰)

**مسئلہ ۵۵** یہ کہا کہ میں نے اس ایک ہزار کی فلاں فلاں کے لئے وصیت کی اور فلاں کے لئے سات سو اور فلاں کے لئے چھ سو تو اس صورت میں یہ ایک ہزار ان دونوں کے درمیان تیرہ حصوں میں تقسیم ہوگا، سات حصے سات سو والے کو اور چھ حصے چھ سو والے کو ملیں گے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۱ محیط السرخسی)

**مسئلہ ۵۶** یہ کہا کہ فلاں کے لئے اس ایک ہزار میں سے ہزار اور فلاں کے لئے ہزار، تو اس صورت میں یہ ایک ہزار ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۱)

**مسئلہ ۵۷** یہ کہا کہ میں نے اس ایک ہزار کی فلاں اور فلاں کے لئے وصیت کی فلاں کے لئے اس میں سے ایک ہزار، تو اس صورت میں ایک ہزار سب کے سب دوسرے موصلی لہ کو ملیں گے۔<sup>(۵)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۱)

**مسئلہ ۵۸** ایک شخص نے کچھ لوگوں کے لئے کچھ وصیتیں کیں، ان میں سے کوئی آیا اور اس نے اپنے لئے وصیت کا ثبوت پیش کیا اور یہ چاہا کہ اس کا حصہ اسے دے دیا جائے تو اس کا حصہ اسے دے دیا جائے اور باقی لوگوں کا حصہ محفوظ رکھا جائے

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۳۰.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق. ⑤.....المرجع السابق.

پس اگر ان باقی لوگوں کا حصہ صحیح و سالم رہا تو وہ ان کو دے دیا جائے گا اور اگر ضائع ہو گیا تو یہ سب اس کے حصہ میں شریک ہوں گے جس نے اپنا حصہ لے لیا تھا اور اس کو حصہ دے دینا بقیہ لوگوں کے لئے تقسیم کا حکم نہیں رکھتا۔<sup>(1)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۱)

**مسئلہ ۵۹** — کسی نے وصیت کی کہ فلاں شخص کو ایک ہزار روپہم دے دیئے جائیں جن سے وہ قیدیوں کو خرید لے پس اگر وہ شخص روپے لینے سے قبل ہی انتقال کر گیا تو حاکم کو یہ روپہ دے دیا جائے گا وہ اس کام کے لئے لوگوں میں سے کسی کو ولی بنا دے گا تا کہ وہ اس روپے سے قیدیوں کو خرید لے۔<sup>(2)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۱)

**مسئلہ ۶۰** — ایک شخص نے یہ وصیت کی کہ میرا گھر فروخت کیا جائے اور اس کی قیمت سے دس بوجھاگیوں (مثلاً دس کونٹل) اور ایک ہزار من روٹیاں خریدی جائیں۔ (من — پے ۶ تولہ کا ایک پیمانہ تھا،<sup>(3)</sup> فتاویٰ رضویہ ج ۴) اور اس نے کچھ اور وصیتیں بھی کیں، پس اس کا گھر فروخت کیا گیا اور اس کی قیمت مذکورہ مقدار گیہوں اور روٹیوں کے لئے پوری نہیں ہوئی اور اس گھر کے علاوہ اس کا اور بھی مال ہے تو اگر اس کا ثلث مال اس کی تمام وصیتوں کے لئے گنجائش رکھتا ہو تو وہ تمام وصیتیں اس کے ثلث مال سے پوری کر دی جائیں گی۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۱)

**مسئلہ ۶۱** — ایک شخص نے کچھ وصیتیں کیں اس کے ورثہ کو معلوم ہوا کہ ان کے باپ نے کچھ وصیتیں کی ہیں، لیکن یہ نہیں معلوم کہ کس چیز کی ہیں انہوں نے کہا کہ ہمارے باپ نے جس چیز کی وصیت کی ہم نے اس کو جائز کیا تو ان کی یہ اجازت صحیح نہیں، صرف اس صورت میں اجازت صحیح ہوگی جب کہ انہیں علم ہو جائے۔<sup>(5)</sup> (المنتقى از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۱)

**مسئلہ ۶۲** — ایک شخص نے کسی آدمی کے لئے کچھ مال کی وصیت کی اور فقراء کے لئے کچھ مال کی وصیت کی اور موصلیٰ لہ محتاج ہے تو اس کو فقراء کا حصہ بھی دیا جاسکتا ہے۔<sup>(6)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۱)

**مسئلہ ۶۳** — ایک شخص نے کچھ وصیتیں کیں پھر کہا اور باقی فقراء پر صدقہ کیا جائے پھر اپنی کچھ وصیتوں سے رجوع کر لیا جن کے لئے وصیتیں کی تھیں (موصلیٰ لہم)، یا ان میں سے بعض موصلیٰ لہم موصلیٰ کی موت سے پہلے ہی مر گئے تو باقی مال فقراء پر صدقہ کیا جائے گا اگر اس نے فقراء کے لئے وصیت سے رجوع نہیں کیا ہے۔<sup>(7)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۱)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۳۱.

②.....المرجع السابق.

③....."الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱۰، ص ۲۹۸.

④....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیۃ بالسکنی... إلخ، ج ۶، ص ۱۳۱.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

## متفرق مسائل

**مسئلہ ۱** - ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ کوئی وصیت نہیں کرے گا پھر اس نے اپنے مرض الموت میں کوئی چیز ہبہ کی یا اس

نے اس حالت میں اپنا غلام بیٹا خریداجو کہ آزاد ہو گیا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹی اور وہ حادث نہیں ہوا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۲)

**مسئلہ ۲** - ایک مریض نے کچھ وصیتیں کیں لیکن یہ الفاظ نہیں کہے کہ اگر میں اپنے اس مرض سے مر جاؤں یا یہ کہ اگر

میں اس مرض سے اچھا نہ ہوں تو میری یہ وصیتیں ہیں، وصیتیں کرنے کے بعد وہ اس مرض سے اچھا ہو گیا اور کئی سال زندہ رہا تو

مرض سے اچھا ہونے کے بعد اس کی وصیتیں باطل ہو جائیں گی۔<sup>(۲)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۳** - مریض نے کہا اگر میں اسی بیماری سے مر جاؤں تو میرے مال سے فلاں کو اتنا روپیہ اور میری طرف سے حج

کرایا جائے پھر اپنی بیماری سے اچھا ہو گیا پھر دوبارہ بیمار ہو گیا اور اس نے ان گواہوں سے جن کو پہلی وصیت پر گواہ بنایا تھا، کہا یا

دوسرے لوگوں سے کہا: ”تم گواہ ہو جاؤ کہ میں اپنی پہلی وصیت پر قائم ہوں“ تو یہ استحسانا جائز ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۴** - کسی نے وصیتیں کیں اور دستاویز لکھ دی اور اچھا ہو گیا پھر اس کے بعد بیمار ہوا اور کچھ وصیتیں کیں اور

دستاویز لکھ دی، اگر اس نے اس دوسری دستاویز میں یہ واضح نہیں کیا کہ اس نے پہلی وصیتوں سے رجوع کر لیا ہے تو ایسی صورت

میں دونوں وصیتوں پر عمل کیا جائے گا۔<sup>(۴)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۵** - ایک شخص نے وصیت کی پھر اسے وسوسوں اور وہم نے گھیر لیا اور فاتر العقل ہو گیا اور ایک زمانہ تک اسی

حالت پر رہا پھر انتقال ہو گیا تو اس کی وصیت باطل ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۶** - ایک شخص نے کسی کو ایک ہزار روپیہ دیا اور کہا کہ یہ فلاں کے لئے ہے جب میں مر جاؤں تو اس کو دے دینا،

پھر مر گیا تو وہ شخص میت کی وصیت کے مطابق وہ ایک ہزار روپے فلاں شخص کو دے گا اور اگر مرنے والے نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ

روپے فلاں کے لئے ہیں صرف اتنا کہا کہ اس کو دے دینا پھر وہ مر گیا، اس صورت میں یہ روپیہ فلاں شخص کو نہیں دیا جائے

گا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۷** - ایک شخص نے کہا کہ یہ روپے یا کپڑے فلاں کو دے دو اور یہ نہیں کہا کہ یہ اس کے لئے ہیں نہ یہ کہا کہ یہ اس

کے لئے وصیت ہے تو یہ باطل ہے، یہ نہ وصیت ہے نہ اقرار۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج ۶، ص ۱۳۲.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق، ص ۱۳۳. ④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.



**مسئلہ ۸** — ایک شخص نے کچھ وصیتیں کیں، لوگوں نے اس کی وصیتیں کھوٹے اور ردی درہموں سے پوری کر دیں اس صورت میں اگر وصیت معین لوگوں کے لئے تھی اور وہ علم و اطلاع کے باوجود ان کھوٹے درہموں سے راضی ہیں تو جائز ہے اور اگر غیر معین فقیروں کے لئے وصیت تھی تب بھی جائز ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۹** — ایک شخص نے کچھ وصیتیں کیں اور مختلف سکوں کا چلن ہے تو خرید و فروخت میں جن سکوں کا چلن غالب ہے ان سکوں سے وصیتوں کو پورا کیا جائے گا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۱۰** — مریض سے لوگوں نے کہا کہ تو وصیت کیوں نہیں کر دیتا، اس نے کہا کہ میں نے وصیت کی کہ میرے ثلث مال سے نکالا جائے پھر ایک ہزار روپیہ مسکینوں پر صدقہ کر دیا جائے اور ابھی کچھ زیادہ نہ کہہ پایا تھا کہ مر گیا اور اس کا ثلث مال دو ہزار روپے ہے، اس صورت میں صرف ایک ہزار روپیہ صدقہ کیا جائے گا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۱۱** — مریض نے اگر یہ کہا کہ میں نے وصیت کی کہ میرے ثلث مال سے نکالا جائے اور کچھ نہ کہہ پایا تو اس کا کل تہائی مال فقیروں پر صدقہ کیا جائے گا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۱۲** — مریض نے کہا کہ میں نے فلاں کے لئے اپنے ثلث مال کی وصیت کی جو ایک ہزار ہے لیکن ثلث ایک ہزار سے زیادہ ہے تو امام حسن بن زیاد کے نزدیک موصلیٰ لہ کو ثلث مال ملے گا وہ جتنا بھی ہو۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۱۳** — ایسے ہی اگر یہ کہا کہ میں نے اس گھر سے اپنے حصہ کی وصیت کی اور وہ تہائی ہے پھر دیکھا تو اس کا حصہ نصف تھا تو موصلیٰ لہ کو نصف گھر ملے گا اگر نصف گھر میت کے کل مال کا تہائی حصہ یا اس سے کم ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۱۴** — اگر اس نے یہ کہا کہ میں نے فلاں کے لئے ایک ہزار روپے کی وصیت کی اور وہ میرے مال کا دسواں حصہ ہے تو موصلیٰ لہ کو صرف ایک ہزار روپیہ ملے گا اس کے مال کا دسواں حصہ کم ہو یا زیادہ۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۱۵** — یہ کہا کہ اس تھیلی میں جو کچھ ہے میں نے فلاں کے لئے وصیت کی اور وہ ایک ہزار درہم ہیں اور یہ ایک ہزار درہم آدھا ہے جو اس تھیلی میں ہے پھر دیکھا تو تھیلی میں تین ہزار درہم ہیں تو موصلیٰ لہ کو صرف ایک ہزار ملیں گے اور اگر تھیلی میں ایک ہزار ہی ہیں تو وہ کل موصلیٰ لہ کو ملیں گے، اور اگر تھیلی میں صرف پانچ سو درہم تھے تو موصلیٰ لہ کو یہی ملیں گے اس کے علاوہ نہیں، اور اگر تھیلی میں درہم نہیں ہیں بلکہ جواہرات اور دینار ہیں تو مناسب ہے کہ موصلیٰ لہ کو اس سے ایک ہزار روپے دیئے

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج ۶، ص ۱۳۳.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق.

⑥.....المرجع السابق.

⑦.....المرجع السابق.

⑧.....المرجع السابق.

جائیں۔ (۱) (فتاویٰ قاضی خان از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۱۶** - مریض نے کہا کہ جو کچھ اس گھر میں ہے میں نے اس تمام کی وصیت کی اور وہ ایک پیانہ کھانا ہے پھر دیکھا تو اس میں کئی پیانے کھانا ہے اور اس میں گیہوں اور جو بھی ہیں تو یہ سب موصلی لہ کے لئے ہیں اگر ٹکٹ مال کے اندر اندر ہیں۔ (۲) (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۱۷** - اگر کسی نے مخصوص اور معین ایک ہزار درہم صدقہ کرنے کی وصیت کی اور وصی نے ان کے بدلے متوفی موصلی کے مال سے دوسرے ایک ہزار درہم صدقہ کر دیئے تو جائز ہے لیکن اگر وصی کے صدقہ کرنے سے پہلے ہی وہ پہلے والے معین درہم ضائع ہو گئے اور وصی نے موصلی کے اور مال سے ایک ہزار درہم صدقہ کر دیئے تو وصی ایک ہزار درہم کا ورثہ کے لئے ضامن ہے اور اگر موصلی نے ایک ہزار معین درہم صدقہ کرنے کی وصیت کی پھر وہ ہلاک ہو گئے تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ (۳) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۱۸** - ایک آدمی نے وصیت کی کہ اُس کے مال میں سے کچھ حاجی فقیروں پر صرف کیا جائے تو اگر وہ مال حاجی فقیروں کے سوا دوسرے فقیروں پر صدقہ کر دیا جائے تو جائز ہے۔ (۴) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۱۹** - ایک آدمی نے اپنے ٹکٹ مال کو صدقہ کرنے کی وصیت کی پھر وصی سے کسی نے اس مال کو غصب کر لیا چھین لیا اور اس مال کو ہلاک کر دیا اب وصی یہ چاہتا ہے کہ وہ اس مال کو اس غاصب پر ہی صدقہ کر دے اور غاصب یعنی مال چھیننے والا بھی غریب و تنگ دست ہے تو یہ جائز ہے۔ (۵) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۲۰** - ایک شخص کو حرام مال ملا اس نے وصیت کی کہ اسے مال کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے اگر مال کا مالک معلوم ہے تو یہ مال اسے واپس کیا جائے گا اور اگر معلوم نہیں تو اس کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے گا اور اگر موصلی کے ورثہ نے اس کے اس اقرار کو (یہ حرام مال ہے) جھٹلایا اور نہ مانا تو وصیت کے مطابق اس میں سے ایک تہائی صدقہ کر دیا جائے گا۔ (۶) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

**مسئلہ ۲۱** - ایک آدمی نے اپنے ٹکٹ مال کی مسکینوں کے لئے وصیت کی اور وہ اپنے وطن سے باہر کسی دوسرے شہر میں ہے اگر مال اس کے ساتھ ہے تو جس شہر میں وہ ہے وہ مال اسی شہر کے مسکینوں پر خرچ کیا جائے گا اور اس کا جو مال اس کے وطن میں ہے وہ وطن کے فقیروں و مسکینوں پر خرچ ہوگا۔ (۷) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۳)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج ۶، ص ۱۳۴.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۲۲** اگر کسی نے وصیت کی کہ اس کا ثلث مال فقراءے بلخ پر صدقہ کیا جائے تو افضل یہ ہے کہ ان پر ہی خرچ کیا جائے اور اگر وہ مال ان کے علاوہ دوسروں پر صدقہ کر دیا تو جائز ہے، امام ابو یوسف کے نزدیک اسی پر فتویٰ ہے۔<sup>(۱)</sup>  
(شریعتیہ خلاصہ در مختار از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۴)

**مسئلہ ۲۳** یہ وصیت کی کہ اس کا مال دس دن میں خرچ کر دیا جائے اس نے ایک ہی دن میں خرچ کر دیا تو جائز ہے۔<sup>(۲)</sup> (نوازل از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۴)

**مسئلہ ۲۴** اگر یہ وصیت کی کہ ہر فقیر کو ایک درہم دیا جائے، وصی نے ہر فقیر کو آدھا درہم دیا پھر آدھا درہم اور دے دیا اور اس وقت تک فقیر نے آدھا خرچ کر لیا تھا تو جائز ہے وصی ضامن نہ ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (نوازل و خلاصہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۴)

**مسئلہ ۲۵** موصلی نے وصیت کی کہ میری طرف سے کفارہ میں دس مسکین کھلا دیئے جائیں، وصی نے دس مسکینوں کو صبح کا کھانا کھلایا پھر دسوں مر گئے تو وصی دوسرے دس کو صبح و شام کا کھانا کھلائے گا اور اس پر ضمان نہیں، اور اگر اس نے یہ کہا کہ میری طرف سے دس مسکینوں کو صبح و شام کا کھانا کھلا دیا جائے کفارہ کا ذکر نہیں کیا اور وصی نے دس مسکینوں کو صبح کا کھانا کھلایا تھا کہ وہ مر گئے تو اس صورت میں بھی مفتی بہ یہی ہے کہ وصی دوسرے دس مسکینوں کو صبح و شام کا کھانا کھلائے گا اور پہلے دس کے کھلانے کا تاوان نہ دے گا۔<sup>(۴)</sup> (حزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۵)

**مسئلہ ۲۶** ایک آدمی نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد تین سو تقفیز گیہوں صدقہ کیا جائے (تقفیز گیہوں ناپنے کے ایک پیمانہ کا نام ہے) وصی نے موصلی کی زندگی ہی میں دو سو تقفیز گیہوں صدقہ میں تقسیم کر دیئے تو وصی اس کا ضامن ہوگا موصلی کے مرنے کے بعد حاکم کے حکم سے تقسیم کرے، اگر اس نے موصلی کی موت کے بعد بغیر حاکم کے حکم تقسیم کر دیئے تب بھی وہ تاوان دینے سے نہ بچے گا اور اگر موصلی کے انتقال کے بعد وصی نے ورثہ کے حکم سے تقسیم کئے تو اگر ورثہ میں نابالغ بھی ہیں تو ان کا حکم کرنا جائز نہیں، اگر سب بالغ ہیں تو حکم صحیح ہے اگر تقسیم کر دے گا تو اس پر تاوان نہیں، اگر ورثہ میں نابالغ بھی ہیں اور بالغ ورثہ نے گیہوں تقسیم کرنے کا حکم دیا تو یہ بالغوں کے حصہ میں صحیح اور نابالغوں کے حصہ میں صحیح نہ ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۵)

**مسئلہ ۲۷** یہ وصیت کی کہ میرے مال سے گیہوں اور روٹی خریدی جائے اور انھیں مسکینوں پر صدقہ کیا جائے تو اگر موصلی نے گیہوں اور روٹی اٹھا کر لانے والے تھالوں (بوجھ برداروں) کی اجرت دینے کی بھی وصیت کی تو وہ متوفی موصلی کے

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج ۶، ص ۱۳۴.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق، ص ۱۳۵.

مال سے دی جائے گی اور اگر موہی نے اپنی وصیت میں اس اُجرت کے دینے کو نہیں کہا تو ایسی صورت میں وصی کے لئے مناسب ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے اٹھوا کر لائے جو بغیر اُجرت کے اٹھالائیں پھر اس گیبوں اور روٹی میں سے بطور صدقہ کچھ دے دے اور اگر موہی نے یہ وصیت کر دی تھی کہ ان کو مساجد میں لے جایا جائے تو اس کی اُجرت متوفی موہی کے مال سے ادا کی جائے گی۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۵)

**مسئلہ ۲۸** — موہی نے ایک شخص کو وصیت کی اور اسے اپنا ثلث مال صدقہ کرنے کا حکم دیا تو اگر اس شخص نے وہ مال خود ہی رکھ لیا تو جائز نہیں لیکن اگر اس نے اپنے بالغ بیٹے کو دیا یا ایسے چھوٹے بیٹے کو دیا جو قبضہ کرنا جانتا ہے تو جائز ہے اور اگر وہ چھوٹا بیٹا قبضہ کرنا نہیں جانتا تو جائز نہیں۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۵)

**مسئلہ ۲۹** — بادشاہ کے عامل (محاصل وصول کرنے والے) نے وصیت کی کہ فقیروں کو اس کے مال سے اتنا اتنا دے دیا جائے تو اگر یہ معلوم ہے کہ اس کا مال اس کا نہیں دوسرے کا ہے تو اس کا لینا حلال نہیں اور اگر اس کا مال دوسرے کے مال سے ملا جلا ہے تو اس کا لینا جائز ہے بشرطیکہ متوفی موہی کا بقیہ مال اس قدر ہو کہ اس سے دعویداروں کے مطالبات ادا ہو جائیں۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۵)

**مسئلہ ۳۰** — ایک شخص نے اپنے ثلث مال کی فقراء کے لئے وصیت کی اور وصی نے وہ مال لا علمی میں اغنیاء کو دے دیا تو یہ جائز نہیں وصی فقراء کو اتنا مال دینے کا ضامن ہے۔<sup>(۴)</sup> (تاتارخانیہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۵)

**مسئلہ ۳۱** — ایک شخص کے پاس تنوادر، ہم نقد ہیں اور تنوادر، ہم کسی اجنبی پر ادھار ہیں اس نے ایک آدمی کے لئے اپنے ثلث مال کی وصیت کی تو موہی نے نقد مال کا ثلث لے لے گا۔<sup>(۵)</sup> (ظہیر یہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

**مسئلہ ۳۲** — ایک شخص کا کسی آدمی پر ادھار تھا اس نے وصیت کی کہ اسے ثواب کے کاموں میں صرف کیا جائے تو اس وصیت کا تعلق صرف ادھار سے ہے اگر موہی نے اپنے ادھار میں سے کچھ حصہ مقروض کو ہبہ کر دیا تو جس قدر ہبہ کر دیا اتنے مال میں وصیت باطل ہے۔<sup>(۶)</sup> (فتاویٰ الفاضلی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

**مسئلہ ۳۳** — اپنے جسم کے سامان کی وصیت کی تو اس میں ٹوپی، موزے، لحاف، بستر، قمیص، فرش اور پردے شامل ہیں۔<sup>(۷)</sup> (سیر از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج ۶، ص ۱۳۵.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق، ص ۱۳۶. ⑥..... المرجع السابق. ⑦..... المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۴** حریر کے جبہ کی وصیت کی اور موچی کا ایک جبہ ہے جس کا بالائی کپڑا بھی حریر ہے اور استر بھی حریر ہے تو وہ وصیت میں شامل ہے اور اگر بالائی حصہ حریر ہے اور استر غیر حریر تب بھی وصیت میں داخل ہے اور اگر استر حریر ہے اور بالائی کپڑا حریر نہیں تو موچی لہ کو نہیں ملے گا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

**مسئلہ ۳۵** اگر زیورات کی وصیت کی تو اس میں ہر وہ چیز داخل ہے جس پر زیور کا لفظ بولا جائے خواہ یا قوت<sup>(۲)</sup> و زمرد<sup>(۳)</sup> سے جزاؤ ہو یا نہ ہو، اور یہ سب موچی لہ کو ملے گا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

**مسئلہ ۳۶** زیور کی وصیت کی تو اس میں سونے کی انگوٹھی داخل ہے اور اس میں چاندی کی وہ انگوٹھی بھی داخل ہے جو عورتیں پہنتی ہیں لیکن اگر چاندی کی انگوٹھی ایسی ہے جس کو مرد پہنتے ہیں وہ اس میں داخل نہیں اور اگر لٹو لٹو اور زمرد وغیرہ چاندی سونے کے ساتھ مرکب ہیں تو یہ بھی زیور میں داخل ہیں ورنہ نہیں۔<sup>(۵)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

## وصی اور اس کے اختیارات کا بیان

آدمی کو وصیت قبول کرنا مناسب بات نہیں کیونکہ یہ خطرات سے پُر ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: پہلی بار وصیت قبول کرنا غلطی ہے دوسری بار خیانت اور تیسری بار سرقہ ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: وصیت میں نہیں داخل ہوتا ہے مگر بے وقوف اور چور۔<sup>(۶)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**وصی:** اس شخص کو کہتے ہیں جس کو وصیت کرنے والا (موچی) اپنی وصیت پوری کرنے کے لئے مقرر کرے۔ وصی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) ایک وصی وہ ہے جو امانت دار ہو اور وصیت پوری کرنے پر قادر ہو، قاضی کے لئے اس کو معزول اور برطرف کرنا جائز نہیں۔ (۲) دوسرا وصی وہ ہے جو امانت دار تو ہو مگر عاجز ہو یعنی وصیت کو پورا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو، قاضی اس کی مدد کے لئے کوئی مددگار مقرر کر دے گا۔ (۳) تیسرا وصی وہ ہے جو فاسق و بد عمل ہو یا کافر ہو یا غلام ہو، قاضی کے لئے ضروری ہے کہ اسے برطرف اور معزول کر دے اور اس کی جگہ کسی دوسرے امانت دار مسلمان کو مقرر کرے۔<sup>(۷)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۱** ایک شخص نے کسی کو اس کے سامنے اپنا وصی بنایا یا موچی الیہ یعنی وصی نے کہا کہ میں قبول نہیں کرتا تو اس کا

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج ۶، ص ۱۳۶.

②..... ایک قیمتی پتھر جو سرخ، نیلا، زرد، یا سفید ہوتا ہے۔

③..... ایک قیمتی پتھر جو بزرنگ کا ہوتا ہے۔

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج ۶، ص ۱۳۶.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۳۶.

⑦..... المرجع السابق.

انکار اور رد کرنا صحیح ہے اور وہ وصی نہیں ہوگا پھر اگر موسیٰ نے موسیٰ الیہ سے یہ کہا کہ میرا خیال تمہارے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تم قبول نہ کرو گے اس کے بعد موسیٰ الیہ نے کہا: ”میں نے وصیت قبول کی“ تو یہ جائز ہے اور اگر وہ موسیٰ کی حیات میں خاموش رہا، نہ قبول کیا نہ انکار پھر موسیٰ کا انتقال ہو گیا تو اسے اختیار ہے چاہے تو اس کی وصیت قبول کر لے یا رد و انکار کر دے۔<sup>(1)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۲** موسیٰ نے کسی کو وصی بنایا، وہ غائب (موجود نہ) تھا اسے موسیٰ کی موت کے بعد یہ خبر پہنچی، اس نے کہا مجھے قبول نہیں پھر کہا قبول کر لیا میں نے، اگر بادشاہ نے ابھی اسے وصی ہونے سے خارج نہیں کیا تھا اور اس نے پہلے ہی قبول کر لیا تو جائز ہے۔<sup>(2)</sup> (السراج الوہاج از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۳** موسیٰ نے کسی کو وصیت کی اس نے موسیٰ کی زندگی میں قبول کر لیا تو اس کے لئے وصی ہونا لازم ہو گیا اب اگر وہ موسیٰ کی موت کے بعد اس سے نکلنا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں اور اگر اس نے موسیٰ کی زندگی میں اس کے علم میں لا کر قبول کرنے سے انکار کر دیا تو صحیح ہے اور اگر انکار کر دیا مگر موسیٰ کو اس کا علم نہیں ہوا تو صحیح نہیں۔<sup>(3)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۴** کسی کو وصیت کی اور یہ اختیار دیا کہ جب وہ چاہے وصی ہونے سے نکل جائے تو یہ جائز ہے اور وصی کو یہ حق ہے کہ جس وقت چاہے اور جب چاہے وصی ہونے سے نکل جائے۔<sup>(4)</sup> (حزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۵** کسی کو وصیت کی، اس نے کہا میں قبول نہیں کرتا پھر موسیٰ خاموش ہو گیا اور انتقال کر گیا پھر موسیٰ الیہ یعنی اس شخص نے جس کو وصیت کی تھی کہا کہ میں نے قبول کیا تو صحیح نہیں، اور اگر موسیٰ الیہ نے سکوت اختیار کیا اور موسیٰ کے سامنے یہ نہ کہا کہ میں قبول نہیں کرتا پھر اس کی پس پشت موسیٰ کی زندگی میں یا اس کی موت کے بعد ایک جماعت کی موجودگی میں کہا کہ میں نے قبول کر لیا تو اس کا قبول کرنا جائز ہے اور یہ وصی بن جائے گا خواہ اس کا یہ قبول کرنا قاضی کے سامنے ہو یا اس کی عدم موجودگی میں، اور اگر قاضی نے اسے اس کے یہ کہنے کے بعد کہ میں قبول نہیں کرتا، وصی ہونے سے خارج کر دیا پھر اس نے کہا میں قبول کرتا ہوں تو یہ قبول کرنا صحیح نہیں۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۶** موسیٰ نے کسی کو وصی بنایا اس نے موسیٰ کی عدم موجودگی میں کہا کہ میں قبول نہیں کرتا اور اس انکار کی اطلاع کے لئے اس نے موسیٰ کے پاس قاصد بھیجا یا خط بھیجا اور وہ موسیٰ تک پہنچ گیا پھر اس نے کہا کہ میں قبول کرتا ہوں

①.....”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۳۷.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق. ⑤.....المرجع السابق.

تو یہ قبول کرنا صحیح نہیں۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۷** - موصلی الیہ (وصی) نے موصلی کے سامنے وصیت کو قبول کر لیا پھر جب وصی چلا گیا، موصلی نے کہا گواہ رہو میں نے اسے وصیت سے خارج کر دیا تو یہ اخراج صحیح ہے اور اگر وصی نے موصلی کی عدم موجودگی میں وصی بننے کو رد کر دیا قبول نہیں کیا تو اس کا یہ رد کرنا باطل ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۸** - موصلی نے کسی شخص کو اپنا وصی بنایا اور اسے اپنا وصی ہونا معلوم نہیں پھر اس وصی نے موصلی کی موت کے بعد اس کے ترکہ سے کوئی چیز فروخت کی تو اس کا فروخت کرنا جائز ہے اور اسے وصی ہونا لازم ہو گیا۔<sup>(۳)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۹** - موصلی نے دو آدمیوں کو وصیت کی ایک نے قبول کر لیا، دوسرا خاموش رہا پھر موصلی کی موت کے بعد قبول کرنے والے نے سکوت کرنے والے سے کہا کہ موصلی کی میت کے لئے کفن خرید لے اس نے خرید لیا یا کہا ”ہاں اچھا“ تو یہ صورت وصیت قبول کرنے کی ہے۔<sup>(۴)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۱۰** - وصی نے وصیت قبول کر لی پھر اس نے ارادہ کیا کہ وصیت سے نکل جائے، یہ بغیر حاکم کی اجازت کے جائز نہیں موصلی الیہ یعنی وصی کو جب وصیت لازم ہوگئی پھر وہ حاکم کے پاس حاضر ہوا اور اس نے اپنے آپ کو وصی ہونے سے خارج کیا تو حاکم معاملہ پر غور کرے گا اگر وہ وصی امانت دار اور وصیت نافذ کرنے پر قادر ہے تو اسے وصی ہونے سے نہیں نکالے گا اور اگر وہ عاجز ہے اور اس کے مشاغل کثیر ہیں تو نکال دے گا۔<sup>(۵)</sup> (السراج الوہاب از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۱۱** - کسی فاسق کو وصی بنایا جس سے اس کے مال کو خطرہ ہے تو یہ وصیت یعنی اس کو وصی بنانا باطل ہے یعنی اُسے قاضی وصی ہونے سے خارج کر دے گا۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۱۲** - فاسق کو وصی بنایا تو قاضی کو چاہیے کہ اس کو وصی ہونے سے خارج کر دے اور اس کے غیر کو وصی بنا دے، اگر یہ قاضی وصی ہونے کے لائق نہیں ہے اور اگر قاضی نے وصیت کو نافذ کیا اور اس فاسق وصی نے اس سے پہلے کہ قاضی اسے وصی ہونے سے خارج کر دے، میت کے دین (ادھار) کو ادا کر دیا اور بیع و شریٰ کی تو اس نے جو کچھ کر دیا جائز ہے اور اگر اسے قاضی نے نہیں نکالا تھا کہ اس فاسق نے توبہ کی اور صالح ہو گیا تو قاضی اسے بدستور وصی بنائے رکھے گا۔<sup>(۷)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۱۳** - اگر قاضی کو معلوم نہ تھا کہ میت کا کوئی وصی ہے اور پہلے وصی کی موجودگی میں اس نے ایک دوسرے شخص کو

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۳۷.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق، ص ۱۳۸. ⑦.....المرجع السابق.

وصی مقرر کر دیا پھر پہلے وصی نے وصیت میں داخل ہونا چاہا یعنی وصیت کو نافذ کرنا چاہا تو اسے اس کا حق ہے اور قاضی کا یہ فعل اسے وصی ہونے سے خارج نہیں کرتا ہے۔<sup>(1)</sup> (فتاویٰ خلاصہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۱۳** قاضی کو علم نہ تھا کہ میت کا وصی ہے اور وصی غائب ہے قاضی نے کسی اور شخص کو وصی بنا دیا تو قاضی کا بنایا ہوا یہ وصی میت ہی کا وصی ہوگا قاضی کا نہیں۔<sup>(2)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۱۵** مسلمان نے حربی کافر کو خواہ وہ مستامن ہے یا غیر مستامن اپنا وصی بنایا تو یہ باطل ہے یہی حکم مسلمان کا ذمی کو وصی بنانے کا ہے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۱۶** حربی کافر امان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا اس نے کسی مسلمان کو اپنا وصی بنایا تو یہ جائز ہے۔<sup>(4)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۱۷** مسلم نے حربی کو وصی بنایا پھر حربی اسلام لے آیا تو وہ بدستور وصی رہے گا اور یہی حکم مرتد کا بھی ہے۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۱۸** عاقل کو وصی بنایا پھر اس عاقل کو جنون مطبق ہو گیا (جنون مطبق یہ ہے کہ وہ کم از کم ایک ماہ تک مسلسل پاگل رہے) تو قاضی کو چاہیے کہ اس کی جگہ کسی اور کو وصی مقرر کر دے اگر قاضی نے ابھی کسی دوسرے کو وصی مقرر نہیں کیا تھا کہ اس کا پاگل پن جاتا رہا اور صحیح ہو گیا تو یہ بدستور وصی بنا رہے گا۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۱۹** اگر کسی نے بچے کو یا معتوہ (پاگل) کو وصی بنایا تو یہ جائز نہیں خواہ بعد میں وہ اچھا ہو جائے یا نہ ہو۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۲۰** کسی شخص نے عورت کو یا اندھے کو وصی بنایا تو یہ جائز ہے، اسی طرح تہمت زنا میں سزا یافتہ کو بھی وصی بنانا جائز ہے۔<sup>(8)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۲۱** نابالغ بچہ کو وصی بنایا تو قاضی اس کو وصی ہونے سے خارج کر دے گا اور اس کی جگہ کوئی دوسرا وصی بنا دے گا اگر قاضی کے اس کو وصی ہونے سے خارج کرنے سے قبل اس نے تصرف کر دیا تو نافذ نہ ہوگا۔<sup>(9)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۲۲** کسی شخص کو وصی بنایا اور کہا کہ اگر تو مر جائے تو تیرے بعد فلاں شخص وصی ہے پھر پہلا وصی جنون مطبق (لسباپاگل پن) میں مبتلا ہو گیا تو قاضی اس کی جگہ دوسرا وصی مقرر کر دے گا اور جب یہ پاگل مر جائے تب وہ فلاں شخص وصی بنے گا

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۳۸.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق. ⑤.....المرجع السابق.

⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق. ⑧.....المرجع السابق. ⑨.....المرجع السابق.



جس کو وصی نے پہلے کے بعد نامزد کیا تھا۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۲۳** — کسی شخص نے اپنے نابالغ بیٹے کو وصی بنایا تو قاضی اس کے لئے دوسرے کو وصی مقرر کرے گا، جب یہ نابالغ لڑکا بالغ ہو جائے تو اسے وصی بنا دے گا اور اگر چاہے تو اس کو خارج کر دے جسے لڑکے کی نابالغی کی وجہ سے وصی بنا دیا تھا لیکن وہ بغیر قاضی کے نکالے ہوئے نکل نہیں سکتا۔<sup>(2)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۲۴** — وصی امین ہے اور تصرف کرنے پر قادر ہے تو قاضی اسے معزول نہیں کر سکتا اور اگر سب وارثوں نے یا بعض نے قاضی سے وصی کی شکایت کی تو قاضی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اسے معزول کر دے جب تک قاضی پر اس کی خیانت ظاہر نہ ہو جائے اگر خیانت ظاہر ہو جائے تو معزول کر دے۔<sup>(3)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۲۵** — اگر قاضی کے نزدیک وصی متمم ہو جائے<sup>(4)</sup> تو قاضی اس کے ساتھ دوسرے کو مقرر کر دے گا یہ امام اعظم کے نزدیک ہے لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک قاضی اس متمم کو وصیت سے نکال دے گا۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۲۶** — وقف کے لئے وصی تھا یا میت کے ترکہ کے لئے وصی تھا وہ ترکہ میں میت کی وصیت پوری کرنے میں یا وقف کا انتظام قائم رکھنے میں عاجز رہا تو حاکم ایک اور قیم مقرر کرے گا پھر وصی نے کچھ دنوں کے بعد کہا کہ اب میں ان چیزوں کو قائم کرنے پر قادر ہو گیا ہوں جو وصی نے میرے سپرد کی تھیں تو وہ بدستور وصی ہے، حاکم کو دوبارہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔<sup>(6)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۲۷** — وصی نے دو آدمیوں کو اپنا وصی بنایا تو دونوں میں سے ایک تنہا تصرف نہیں کر سکتا اور اس کا تصرف بغیر دوسرے کی اجازت کے نافذ نہیں ہوگا لیکن چند چیزوں میں ہو سکتا ہے جیسے میت کی تجہیز و تکفین، میت کے دین کی ادائیگی، ودیعت (امانت) کی واپسی اور غصب کردہ چیز کی واپسی، حقوق میت سے متعلق مقدمات، نابالغ وارث کے لئے ہبہ قبول کرنا اور جس چیز کی ہلاکت کا اندیشہ ہے اسے فروخت کرنا، لیکن وہ تنہا میت کی ودیعت (امانت) پر قبضہ نہیں کر سکتا نہ میت کا دین وصول کر کے قبضہ کر سکتا ہے۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۲۸** — وصی نے وصیت کی اور دو آدمیوں کو وصی بنایا کہ اس کا اتنا اتنا مال اس کی طرف سے صدقہ کر دیں اور کسی فقیر کو معین نہیں کیا تو دونوں میں سے کوئی وصی اکیلے صدقہ نہیں کرے گا اور اگر وصی نے فقیر کو معین کر دیا تھا تو ایک وصی اکیلے ہی

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۳۸.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق، ص ۱۳۹.

④..... یعنی اس پر خیانت کی تہمت لگے۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۳۹.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... المرجع السابق.

صدقہ کر سکتا ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۲۹** → مووی نے دو آدمیوں کو وصی بنایا اور کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک پورا پورا وصی ہے تو ہر ایک کے لئے تنہا تصرف کرنا جائز ہے۔<sup>(۲)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۳۰** → ایک شخص نے ایک آدمی کو کسی مخصوص و معین شے میں وصی بنایا اور دوسرے آدمی کو کسی دوسری قسم کی چیز میں وصی بنایا مثلاً یہ کہا کہ میں نے تجھے اپنے قرضوں کی ادائیگی میں وصی بنایا اور دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے اپنے امور مالیہ کے قیام میں وصی بنایا تو ان میں سے ہر وصی تمام کاموں میں وصی ہے۔<sup>(۳)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۳۱** → کسی آدمی کو اپنے بیٹے پر وصی بنایا اور ایک دوسرے آدمی کو اپنے دوسرے بیٹے پر وصی بنایا یا اس نے ایک وصی بنایا اپنے موجودہ مال میں، اور دوسرے کو وصی بنایا اپنے غائب مال میں تو اگر اس نے یہ شرط لگا دی تھی کہ ان دونوں میں سے کوئی اس معاملہ میں وصی نہیں ہوگا جس کا وصی دوسرا ہے تو جیسی اس نے شرط لگائی بالاتفاق ایسا ہی ہوگا اور اگر یہ شرط نہیں لگائی تھی تو اس صورت میں ہر وصی پورے پورے معاملات میں وصی ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۳۲** → ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصی بنایا پھر ایک وصی کا انتقال ہو گیا تو زندہ باقی رہنے والا وصی اس کے مال میں تصرف نہیں کرے گا وہ معاملہ قاضی کے سامنے لے جائے گا اگر قاضی مناسب خیال کرے گا تو تنہا اس کو وصی بنا دے گا اور تصرف کا اختیار دے دے گا یا اگر مناسب سمجھے گا تو اس کے ساتھی مرنے والے وصی کے بدلہ میں کوئی دوسرا وصی مقرر کرے گا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۳۳** → ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصی بنایا تو ان دونوں وصیوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے ساتھی سے یتیم کے مال سے کچھ خریدے، اسی طرح دو یتیموں کے لئے دو وصی تھے ان میں سے کسی کو یتیم کا مال خریدنا جائز نہیں۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۰)

**مسئلہ ۳۴** → ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے دو وصی بنائے تھے پھر ایک شخص آیا اور اس نے میت پر اپنے ذین (قرض) کا دعویٰ کیا دونوں وصیوں نے بغیر دلیل قائم ہوئے اس کا ذین ادا کر دیا پھر ان دونوں وصیوں نے قاضی کے پاس جا کر اس دعوائے ادھار پر شہادت دی تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اور جو کچھ انھوں نے مدعی کو دیا ہے وہ اس کے ضامن ہیں اور اگر انھوں نے اس کا ذین (ادھار) ادا کرنے سے پہلے شہادت دی پھر قاضی نے انھیں ذین ادا کرنے کا حکم دیا اور انھوں نے ادا کر دیا تو اب ان پر ضمان نہیں۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۰)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۳۹.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق، ص ۱۴۰. ⑦.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۳۵** میت کے وصی نے میت کا دین شہادوں کی شہادت کے بعد ادا کیا تو جائز ہے اور اس پر رمضان نہیں اور اگر بغیر قاضی کے حکم کے بعض کا دین ادا کر دیا تو میت کے قرض خواہوں کے لئے ضامن ہوگا اور اگر قاضی کے حکم سے ادا کیا تو ضامن نہیں۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۰)

**مسئلہ ۳۶** ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصی بنایا ان میں سے ایک کا انتقال ہوا پھر مرتے وقت اس نے اپنے ساتھی کو وصی بنا دیا تو یہ جائز ہے اور اب اس کو تنہا تصرف کرنے کا حق ہے۔<sup>(۲)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۰)

**مسئلہ ۳۷** وصی جب مرنے کے قریب ہو تو اس کو حق ہے کہ وہ دوسرے کو وصی بنا دے چاہے موصی نے اسے وصی بنانے کا اختیار نہ دیا ہو۔<sup>(۳)</sup> (ذخیرہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۰)

**مسئلہ ۳۸** ایک شخص نے وصیت کی اور انتقال کر گیا اور اس کے پاس کسی کی ودیعتیں (امانتیں) رکھی ہیں پھر ایک وصی نے دوسرے وصی کی اجازت کے بغیر میت کے گھر سے امانتیں قبضہ میں کر لیں یا کسی ایک وارث نے دونوں وصیوں کی اجازت کے بغیر یا بقیہ وارثوں کی اجازت کے بغیر ان ودیعتوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے قبضہ میں آ کر وہ مال امانت ہلاک ہو گیا تو اس پر رمضان نہیں۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۰)

**مسئلہ ۳۹** دو وصی ہیں ان میں سے ایک نے قبرستان تک جنازہ اٹھانے کے لئے مزدور کرایہ پر لئے اور دوسرا وصی بھی موجود ہے لیکن خاموش رہا تو یہ جائز ہے، یہ اجرت میت کے مال سے ادا کی جائے گی۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۰) یا وارثوں میں سے کسی نے دونوں وصیوں کی موجودگی میں جنازہ اٹھانے کے لئے مزدور کرایہ پر لئے اور دونوں وصی خاموش ہیں تو جائز ہے ان کی مزدوری میت کے مال سے دی جائے گی۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۰)

**مسئلہ ۴۰** میت نے دو وصیوں کو جنازہ اٹھانے سے قبل فقراء کو گندم صدقہ کرنے کی وصیت کی ان میں سے ایک وصی نے گندم صدقہ کر دیا، اگر یہ گندم میت کے مال متروکہ میں موجود تھا تو جائز ہے اور دوسرے وصی کو منع کرنے کا حق نہیں، اگر خرید کر صدقہ کیا تو خود اس کی طرف سے ہوگا، یہی حکم کپڑے اور کھانے کا ہے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۱)

**مسئلہ ۴۱** ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصی بنایا اور ان سے کہا کہ میرا ثلث مال جہاں چاہو دیدو یا جس کو چاہو دیدو پھر ان میں سے ایک وصی کا انتقال ہو گیا تو یہ وصیت باطل ہو جائے گی اور یہ ثلث مال ورثہ کو مل جائے گا اور اگر یہ وصیت کی تھی کہ میں

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۰.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق، ص ۱۴۰، ۱۴۱.

نے مثلث مال مساکین کے لئے کر دیا پھر ایک وصی کا انتقال ہو گیا تو قاضی اس کی جگہ اگر چاہے تو دوسرا وصی بنا دے اگر چاہے تو زندہ رہنے والے وصی سے کہے، تو تنہا اس کو تقسیم کر دے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۱)

**مسئلہ ۳۲** دو نابالغوں کے گھروں کے بیچ میں ایک دیوار ہے اس دیوار پر ان کا اپنا اپنا حمولہ (بوجھ) یعنی وزنی سامان ہے اور دیوار کے گرنے کا اندیشہ ہے اور ہر نابالغ کے لئے ایک وصی ہے ان میں سے ایک کے وصی نے دوسرے کے وصی سے دیوار کی مرمت کا مطالبہ کیا اور دوسرے نے انکار کر دیا تو قاضی امین کو بھیجے گا کہ اگر دیوار کو اسی حالت میں چھوڑ دینے سے نقصان کا خطرہ ہے تو انکار کرنے والے وصی کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دوسرے وصی کے ساتھ مل کر دیوار کی مرمت کرائے۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۱)

**مسئلہ ۳۳** کسی شخص کو یہ وصیت کی کہ میرا مثلث مال جہاں تو پسند کرے رکھ دے تو اس وصی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس مال کو اپنی ذات کے لئے کرے اور اگر یہ وصیت کی تھی کہ جس کو چاہے دیدے تو اس صورت میں وہ یہ مال خود کو نہیں دے سکتا۔<sup>(3)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۱)

**مسئلہ ۳۴** ایک شخص نے کسی کو وصی بنایا اس سے کہا کہ تو فلاں کے علم کے ساتھ عمل کر، تو وصی کے لئے جائز ہے کہ وہ فلاں کے علم کے بغیر ہی عمل کرے، اور اگر یہ کہا تھا کہ کوئی کام نہ کر مگر فلاں کے علم کے ساتھ تو وصی کے لئے جائز نہیں کہ وہ فلاں کے علم کے بغیر عمل کرے۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۱)

**مسئلہ ۳۵** اگر میت نے وصی سے یہ کہا کہ فلاں کی رائے سے عمل کریا کہا عمل نہ کرنا مگر فلاں کی رائے سے تو پہلی صورت میں صرف وصی مخاطب ہے وہ تنہا وصی رہے گا اور دوسری صورت میں وہ دونوں وصی ہیں۔<sup>(5)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۱)

**مسئلہ ۳۶** کسی شخص نے اپنے وارث کو وصی بنایا تو یہ جائز ہے اگر یہ وصی اپنے مورث کی موت کے بعد مر گیا اور ایک شخص سے یہ کہا تھا کہ میں نے تجھے اپنے مال میں وصی بنایا اور اس میت کے مال میں وصی بنایا جس میں میں وصی ہوں تو یہ دوسرا وصی دونوں کے مال میں وصی ہوگا۔<sup>(6)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۱)

**مسئلہ ۳۷** ایک شخص نے کسی کو اپنا وصی بنایا پھر ایک اور شخص نے اس کو اپنا وصی بنا دیا پھر یہ دوسرا وصی انتقال کر گیا تو موصی اول اس کا وصی ہے، پھر اس کے بعد اگر موصی اول بھی مر جائے تو اس کا وصی ان دونوں مرنے والوں کا وصی ہوگا، مثال کے طور پر زید نے خالد کو اپنا وصی بنایا اور کلیم نے زید کو اپنا وصی بنایا پھر دوسرا موصی یعنی کلیم انتقال کر گیا تو زید اس کا وصی ہے

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۱.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق.

⑤.....المرجع السابق.

⑥.....المرجع السابق.

اور وصی اول زید بھی اس کے بعد انتقال کر گیا تو اس کا وصی خالدان دونوں کا وصی ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (شرح الطحاوی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۱)

**مسئلہ ۴۸** → مریض نے ایک جماعت کو مخاطب کر کے کہا کہ میرے مرنے کے بعد ایسا کرنا، اگر انھوں نے قبول کر لیا تو وہ سب وصی بن گئے، اور اگر خاموش رہے پھر اس کے مرنے کے بعد بعض نے قبول کر لیا تو اگر قبول کرنے والے دو یا زیادہ ہیں تو وہ اس کے وصی بن جائیں گے اور انھیں اس کی وصیت نافذ کرنے کا حق ہے لیکن اگر قبول کرنے والا ایک ہے تو وہ بھی وصی بن جائے گا لیکن اسے تنہا وصیت نافذ کرنے کا اختیار نہیں تا وقتیکہ وہ حاکم سے رجوع نہ کرے، حاکم اس کے ساتھ ایک اور وصی مقرر کرے گا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۱)

**مسئلہ ۴۹** → دو وصیوں میں اس امر میں اختلاف ہو کہ مال کس کے پاس رہے گا تو اگر مال قابل تقسیم ہے تو دونوں کے پاس آدھا آدھا رہے گا اور اگر قابل تقسیم نہ ہو تو اگر دونوں چاہیں تو کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھ دیں اور چاہیں تو دونوں میں سے کسی ایک کے پاس رہے، سب صورتیں جائز ہیں۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۲)

**مسئلہ ۵۰** → قیموں کے لئے دو وصی تھے ان میں سے ایک نے مال تقسیم کر لیا تو جائز نہیں جب تک دونوں ایک ساتھ موجود نہ ہوں یا جو غائب ہے اس کی اجازت حاصل ہو۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۲) یہی حکم نابالغ کے مال کے فروخت کرنے کا ہے کہ دونوں وصی حاضر ہوں تو فروخت کرنا جائز ہے، اگر ایک غائب ہے تو دوسرا اس سے اجازت لئے بغیر فروخت نہیں کر سکتا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۲)

**مسئلہ ۵۱** → وصی نے میت کی زمین فروخت کی تاکہ اس کا دین ادا کر دے اور وصی کے قبضہ میں اتنا مال ہے کہ اس سے میت کا ادھار بیباق کر دے<sup>(۵)</sup>، اس صورت میں بھی یہ بیع جائز ہے۔<sup>(۶)</sup> (خزانة المفتیین از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۲)

**مسئلہ ۵۲** → باپ کی طرف سے مقرر کردہ وصی نابالغ کے لئے مال کا مقاسمہ کر سکتا ہے چاہے مال منقولہ جائداد ہو یا جائداد غیر منقولہ، اس میں اگر معمولی گڑ بڑ ہو (یعنی معمولی غبن ہو) تب بھی جائز ہے لیکن اگر غبن فاحش ہے (بڑا غبن ہے) تو جائز نہیں، اس قسم کے مسائل میں اصل وقاعدہ یہ ہے کہ جو شخص کسی چیز کو فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہے اسے اس میں مقاسمہ کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے۔<sup>(۷)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۲)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۱.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق، ص ۱۴۲. ④.....المرجع السابق.

⑤.....یعنی ادا کر دے۔

⑥....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۲.

⑦.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۵۳** - وصی کے لئے جائز ہے کہ موصلی لہ کے حصہ کی تقسیم کر دے سوائے عقار کے <sup>(۱)</sup> اور نابالغوں کا حصہ روک لے اگرچہ بعض بالغ اور غائب ہوں۔ <sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۲)

**مسئلہ ۵۴** - وصی نے ورثہ کے لئے موصلی کا مال تقسیم کیا اور ترکہ میں کسی شخص کے لئے وصیت بھی ہے اور موصلی لہ غائب ہے تو وصی کی تقسیم غائب موصلی لہ پر جائز نہیں موصلی لہ اپنی وصیت میں ورثہ کا شریک ہوگا اور اگر تمام ورثہ نابالغ ہیں اور وصی نے موصلی لہ سے مال تقسیم کیا اور اسے ثلث مال دے کر دو ثلث ورثہ کے لئے روک لیا تو یہ جائز ہے اب اگر وصی کے پاس سے وہ مال ہلاک ہو گیا تو ورثہ موصلی لہ کے حصہ میں شریک نہ ہوں گے۔ <sup>(۳)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۲)

**مسئلہ ۵۵** - قاضی نے یتیم کے لئے ہر چیز میں وصی مقرر کر لیا پھر اس نے جائیداد غیر منقولہ میں اور سامان میں تقسیم کی تو جائز ہے جبکہ قاضی نے ہر چیز میں وصی مقرر کیا ہو لیکن اگر اسے یتیم کے نفقہ اور کسی خاص شے کی حفاظت کے لئے وصی مقرر کیا تو اسے تقسیم کرنا جائز نہیں۔ <sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۲)

**مسئلہ ۵۶** - کسی نے ایک ہزار درہم کے ثلث کی وصیت کی، ورثہ نے یہ قاضی کے حوالہ کر دیئے قاضی نے اس کو تقسیم کیا اور موصلی لہ غائب ہے تو قاضی کی تقسیم صحیح ہے یہاں تک کہ اگر موصلی لہ کے حصہ کے یہ درہم ہلاک ہو گئے بعد میں موصلی لہ حاضر ہوا تو ورثہ کے حصہ میں وہ شریک نہ ہوگا۔ <sup>(۵)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۳)

**مسئلہ ۵۷** - دو یتیموں کے لئے ایک وصی ہے اس نے یتیموں کے بالغ ہو جانے کے بعد ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو ایک ہزار درہم دے چکا ہوں ان میں سے ایک نے وصی کی تصدیق کی اور دوسرے نے تکذیب کی اور انکار کیا تو اس صورت میں انکار کرنے والا اپنے بھائی سے ڈھائی سو درہم لینے کا حقدار ہے اور اگر دونوں نے وصی کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو وصی پر ان کے لئے کچھ نہیں، اور اگر وصی نے یہ کہا تھا کہ میں نے تم میں سے ہر ایک کو پانچ سو درہم علیحدہ علیحدہ دیئے تھے اور ان میں سے ایک نے تصدیق کی دوسرے نے انکار کیا تو اس صورت میں انکار کرنے والا وصی سے ڈھائی سو درہم لے لگا۔ <sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۳)

**مسئلہ ۵۸** - ایک شخص نے دو چھوٹے لڑکے چھوڑے اور ان کے لئے وصی بنا دیا، انہوں نے بالغ ہونے کے بعد وصی سے اپنی میراث طلب کی، وصی نے کہا کہ تمہارے باپ کا کل ترکہ ایک ہزار درہم تھا اور میں تم میں سے ہر ایک پر پانچ سو درہم خرچ کر چکا ہوں۔ ان دونوں بیٹوں میں سے ایک نے وصی کی تصدیق کی اور دوسرے نے انکار کیا تو انکار کرنے والا تصدیق

①..... یعنی غیر منقولہ جائیداد کے علاوہ۔

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۲۔

③..... المرجع السابق۔ ④..... المرجع السابق۔ ⑤..... المرجع السابق، ص ۱۴۳۔ ⑥..... المرجع السابق۔

کرنے والے سے ڈھائی سو درہم لے لے گا وصی سے کچھ نہیں۔<sup>(1)</sup> (محیط السرحی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۳)

**مسئلہ ۵۹** جو وصی بچہ کی ماں نے مقرر کیا وہ اس بچہ کے لئے اس کی وہ منقولہ جائیداد تقسیم کرنے کا حقدار ہے جو بچہ کو اس کی ماں کی طرف سے ملی ہے، یہ حق اس وقت ہے جب بچہ کا باپ زندہ نہ ہو اور نہ باپ کا وصی، لیکن ان دونوں میں سے اگر ایک بھی ہے تو ماں کے وصی کو تقسیم کا حق نہیں لیکن ماں کا وصی کسی حال میں بھی بچہ کے لئے اس کی جائیداد غیر منقولہ<sup>(2)</sup> تقسیم نہیں کر سکتا اور نہ اسے اس جائیداد کی تقسیم کا اختیار ہے جو بچہ کی ماں کے علاوہ کسی اور سے ملی چاہے وہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ یہی حکم نابالغ کے بھائی کے وصی اور اس کے چچا کے وصی کا ہے۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۳)

**مسئلہ ۶۰** باپ کے وصی نے باپ کے ترکہ سے کچھ فروخت کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ میت پر دین نہ ہو اور نہ وصیت ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ میت پر دین ہو یا اس نے وصیت کی ہو تو پہلی صورت میں حکم یہ ہے۔ (کتاب الصغیر میں ہے) وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ہر چیز فروخت کر سکتا ہے خواہ وہ زمین ہو یا اسباب جبکہ ورثہ نابالغ ہوں، دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت پر دین ہے اور پورے ترکہ کے برابر ہے تو کل ترکہ فروخت کرنا بالاجماع جائز ہے۔ اگر دین پورے ترکہ کے برابر نہیں تو بقدر دین ترکہ فروخت کرے گا۔<sup>(4)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۵)

**مسئلہ ۶۱** اگر وصی نے اپنے مال سے میت کو کفن دیا تو وہ میت کے مال سے لے گا اور یہی حکم وارث کا بھی ہے۔<sup>(5)</sup> (عقود الدرر بزازیہ برہامش ہندیہ ج ۶، ص ۴۳۶)

**مسئلہ ۶۲** اگر وصی یا وارث نے میت کا دین اپنے مال سے ادا کیا تو وہ میت کے مال سے لینے کا مستحق ہے۔<sup>(6)</sup> (عقود الدرر بزازیہ برہامش ہندیہ ج ۶، ص ۴۳۶)

**مسئلہ ۶۳** باپ کی طرف سے چھوٹے بچہ کے لئے جو وصی مقرر ہے اسے بچہ کی جائیداد غیر منقولہ صرف اس صورت میں فروخت کرنے کا اختیار و اجازت ہے جب میت پر دین ہو جو صرف زمین کی قیمت سے ہی ادا کیا جاسکتا ہے یا بچہ کے لئے زمین کی قیمت کی ضرورت ہو یا کوئی خریدار زمین کی دوگنی قیمت ادا کرنے کو تیار ہو۔<sup>(7)</sup> (کافی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۴۵)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۳.

②..... وہ جائیداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکے۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۳.

④..... المرجع السابق.

⑤..... "البزازیہ" علی ہامش "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الفصل السادس فی تصرفات الوصی، ج ۶، ص ۴۴۶.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۴.

**مسئلہ ۶۳** - وصی نے یتیم کے لئے کوئی چیز خریدی اگر اس میں غبنِ فاحش ہے یعنی کھلی بے ایمانی ہے تو یہ خریداری جائز نہیں۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۵)

**مسئلہ ۶۵** - ورثہ اگر بالغ و حاضر ہیں تو ان کی اجازت کے بغیر وصی کو میت کے ترکہ سے کچھ فروخت کرنا جائز نہیں اگر بالغ و ورثہ موجود نہیں ہیں تو ان کی عدم موجودگی میں وصی کو جائیداد غیر منقولہ کو فروخت کرنا جائز نہیں، جائیداد غیر منقولہ کے علاوہ اور چیزوں کی بیع جائز ہے، جائیداد غیر منقولہ کو صرف اس صورت میں وصی کو فروخت کرنا جائز ہے جب کہ اس کے ضائع و ہلاک ہونے کا خطرہ ہو۔ اگر میت نے وصیت مرسلہ (مطلقہ) کی تو وصی بقدر وصیت بیع کرنے کا بالاتفاق مالک ہے اور امام اعظم کے نزدیک کل کی بیع کر سکتا ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۵)

**مسئلہ ۶۶** - اگر ورثہ میں کوئی نابالغ بچہ ہے اور باقی سب بالغ ہیں اور میت پر کوئی دین اور اس کی کوئی وصیت بھی نہیں اور ترکہ سب ہی از قسم مال و اسباب ہے (یعنی جائیداد غیر منقولہ نہیں) تو وصی نابالغ بچہ کا حصہ فروخت کر سکتا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وہ وصی باقی ماندہ بڑوں کے حصہ کو بھی بیع کر سکتا ہے اور اگر وہ کل کی بیع کرے گا تو اس کی بیع جائز ہوگی۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۴)

**مسئلہ ۶۷** - ماں کا انتقال ہو اس نے نابالغ بچہ چھوڑا اور اس کے لئے وصی بنایا تو اس وصی کو بجز جائیداد غیر منقولہ اس کے ترکہ سے ہر چیز بیع کرنا جائز ہے اور اس وصی کو اس بچہ کے لئے کھانے کپڑے کے علاوہ کوئی اور چیز خریدنا جائز نہیں۔<sup>(۴)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۴)

**مسئلہ ۶۸** - ایک شخص کا انتقال ہو اس نے اپنے نابالغ بچے چھوڑے اور اپنے باپ کو چھوڑا اور کسی کو اپنا وصی نہیں بنایا اس صورت میں میت کا باپ (یعنی بچوں کا دادا) بجائے وصی متصور ہوگا اسے بچوں کی حفاظت اور مال میں ہر قسم کے تصرفات<sup>(۵)</sup> کا اختیار ہے لیکن اگر میت پر دین کثیر ہو تو اس میت کے باپ کو دین کی ادائیگی کے لئے اس کا ترکہ فروخت کرنے کا اختیار نہیں۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۵)

**مسئلہ ۶۹** - میت کے وصی نے دیون کی<sup>(۷)</sup> ادائیگی کے لئے اس کا ترکہ فروخت کیا اور دین ترکہ کو محیط نہیں ہے تو جائز ہے لیکن اگر ترکہ میں دین نہیں ہے اور وارثوں میں چھوٹے بچے بھی ہیں اور قاضی نے کل ترکہ فروخت کر دیا تو یہ بیع

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۴.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق.

⑤.....معاملات، لین دین۔

⑥....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۵.

⑦.....یعنی قرضوں کی۔



نافذ ہو جائے گی۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

**مسئلہ ۴۰** میت نے باپ چھوڑا اور وصی بھی چھوڑا تو وصی زیادہ مستحق ہے باپ سے اگر اس نے وصی نہیں بنایا تھا تو

باپ مستحق ہے اور باپ بھی نہیں تو دادا پھر دادا کا وصی پھر قاضی کی طرف سے مقرر کیا ہو وصی۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

**مسئلہ ۴۱** بچہ ماں کا وارث ہو اور اس کا باپ نہایت فضول خرچ ہے اور وہ ممنوع التصرف ہونے کے لائق ہے<sup>(3)</sup> تو اس

صورت میں اس باپ کو اس کے مال میں ولایت نہیں۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶) یعنی وہ بچہ کے مال میں تصرف کا مالک نہیں ہوگا۔

**مسئلہ ۴۲** قاضی نے یتیم بچہ کے لئے وصی مقرر کیا تو قاضی کا یہ وصی اس کے باپ کے وصی کی جگہ ہوگا اگر قاضی نے

اسے تمام معاملات میں وصی عام بنایا ہے اور اگر قاضی نے اسے کسی خاص معاملہ میں وصی بنایا تو وہ اس معاملہ کے ساتھ خاص رہے گا

دوسرے معاملات میں اسے کچھ اختیار نہیں بخلاف اس وصی کے جس کو باپ نے مقرر کیا کہ اسے کسی معاملہ کے ساتھ خاص نہیں کیا

جاسکتا یعنی اگر اس نے کسی کو ایک معاملہ میں وصی بنایا تو وہ ہر معاملہ میں وصی رہے گا۔<sup>(5)</sup> (فتاویٰ قاضی خان از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

**مسئلہ ۴۳** وصی نے میت کے ترکہ سے کوئی چیز ادھار فروخت کی اگر اس میں یتیم کے نقصان کا اندیشہ ہو مثلاً یہ کہ

خریدار قیمت دینے سے انکار کر دے یا میعاد مقررہ پر اس سے قیمت وصول نہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں یہ بیع جائز نہیں

اور اگر اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

**مسئلہ ۴۴** یتیم کا ایک گھر ہے ایک شخص نے اسے آٹھ روپے ماہانہ پر کرایہ پر لینا چاہا اور دوسرا اسے دس روپے ماہانہ

کرایہ پر لینا چاہتا ہے لیکن آٹھ روپے ماہانہ دینے والا مالدار وقادر ہو (یعنی کرایہ دیتا رہے گا) تو گھر اس کو دیا جائے گا دس روپے

ماہانہ والے کو نہیں جب کہ اس سے کرایہ نہ دینے کا اندیشہ ہو۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

**مسئلہ ۴۵** وصی نے یتیم کے مال میں سے کوئی چیز صحیح قیمت پر فروخت کی، دوسرا اس سے زیادہ دے کر لینا چاہتا

ہے تو قاضی یہ معاملہ ایماندار ماہرین قیمت کے سپرد کر دے گا، اگر ان میں سے دو صاحب امانت لوگوں نے کہہ دیا کہ وصی نے

اسے صحیح قیمت پر فروخت کیا ہے اور اس کی قیمت یہی ہے تو قاضی زیادہ قیمت دینے والے کی طرف توجہ نہ کرے گا یہی حکم مال

وقف کو اجارہ پر دینے کا ہے۔<sup>(8)</sup> (فتاویٰ قاضی خان از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۶)

**مسئلہ ۴۶** ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے ثلث مال کی وصیت کی اور مختلف قسم کی جائیداد غیر منقولہ چھوڑی اب وصی

ان میں سے کسی ایک جائیداد کو میت کی وصیت پوری کرنے کے لئے فروخت کرنا چاہتا ہے تو ورثہ کو یہ حق ہے کہ وہ صرف اس

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۶۔

②.....المرجع السابق۔

③.....یعنی معاملات، لیکن دین وغیرہ کرنے کے قابل نہیں۔

④....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۶۔

⑤.....المرجع السابق۔ ⑥.....المرجع السابق۔ ⑦.....المرجع السابق۔ ⑧.....المرجع السابق۔

صورت میں اپنی رضامندی دیں جب میت کی ہر قسم کی جائیداد غیر منقولہ میں سے ایک ٹلٹ فروخت کیا جائے، اگر اس کی ہر جائیداد میں سے اس کا ٹلٹ فروخت کرنا ممکن ہو۔<sup>(1)</sup> (فتاویٰ ابی الیث از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۷۷** — ایک عورت کا انتقال ہو اس نے وصیت کی کہ میرا مال و متاع فروخت کیا جائے اور اس کی قیمت کا ٹلٹ (تہائی حصہ) فقراء پر خرچ کیا جائے، اس کے بالغ ورثہ بھی ہیں اب وصی نے چاہا کہ اس کا تمام ساز و سامان فروخت کر دے، ورثہ نے انکار کیا اور بقدر مقدار وصیت فروخت کرنے کو کہا اگر ٹلٹ مال کی خریداری میں نقص و خرابی ہے اور اس سے ورثہ اور اہل وصیت (موصیٰ لہم) کو نقصان پہنچتا ہے تو وصی کو کل مال فروخت کر دینے کا اختیار ہے ورنہ نہیں، صرف اتنا فروخت کرے گا جس میں وصیت پوری کی جاسکے۔<sup>(2)</sup> (ذخیرہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۷۸** — وصی کو مال یتیم سے تجارت کرنا جائز ہے۔<sup>(3)</sup> (مبسوط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۷۹** — وصی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ یتیم یا میت کے مال سے اپنی ذات کے لئے تجارت کرے اگر اس نے تجارت کی اور منافع ہو تو وہ یتیم یا میت کے اصل مال کا ضامن ہوگا اور منافع کو صدقہ کرے گا۔<sup>(4)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۸۰** — وصی مال یتیم سے یتیم کو فائدہ پہنچانے کے لئے تجارت کر سکتا ہے۔<sup>(5)</sup> (المبسوط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۸۱** — وصی نے میت کے ترکہ کا کچھ حصہ طویل مدت کے لئے اجارہ پر دیا تا کہ اس سے میت کا دین (ادھار) ادا کر دے تو یہ جائز نہیں۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۸۲** — ایک شخص کا انتقال ہو اوہ مدیون ہے (یعنی اس پر ادھار ہے) اس نے وصی بنایا اور وصی غائب ہے، کسی وارث نے اس کا ترکہ<sup>(7)</sup> فروخت کیا اور اس کا دین<sup>(8)</sup> ادا کر دیا اور اس کی وصیتوں کو نافذ کر دیا تو یہ بیع فاسد ہوگی لیکن اگر قاضی کے حکم سے بیع کیا تھا تو بیع جائز ہے، یہ اس صورت میں ہے جب کہ پورا ترکہ دین میں مستغرق ہو<sup>(9)</sup>، اگر ترکہ دین میں مستغرق نہیں ہے تو وارث کا تصرف صرف اسی کے حصہ میں نافذ ہوگا۔<sup>(10)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷) مگر یہ کہ بیع<sup>(11)</sup> اگر بیت معین<sup>(12)</sup>

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۶.

②..... المرجع السابق، ص ۱۴۷. ③..... المرجع السابق. ④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق.

⑦..... یعنی میت کا چھوڑا ہوا مال۔ ⑧..... قرض، ادھار۔ ⑨..... یعنی قرض میں گھرا ہوا ہو۔

⑩..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۷.

⑪..... بچی گئی چیز۔ ⑫..... یعنی مخصوص گھر۔

ہو تو اس صورت میں وارث کا تصرف اسی کے حصہ میں ہی نافذ ہوگا۔

**مسئلہ ۸۳** → بالغ وارث نے میت کے ترکہ سے یا اس کی غیر منقولہ جائیداد سے کچھ فروخت کیا پھر بھی میت پر دین اور وصیتیں باقی رہ گئیں وصی نے چاہا کہ وارث کی بیع کو رد کر دے تو اگر وصی کے قبضہ میں اس کے علاوہ بھی میت کا کچھ مال ہے جسے فروخت کر کے وہ میت کا قرضہ اور وصیتیں بے باق کر سکتا ہے تو وہ وارث کی بیع کو رد نہیں کرے گا۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۸۴** → وصی اگر یتیم کا مال کسی کو قرض دینا چاہے تو اس کو یہ اختیار نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

اگر قرض دے گا تو ضامن ہوگا۔

**مسئلہ ۸۵** → میت کے وصی یا باپ نے یتیم کا مال اپنے دین (ادھار) میں رہن کر دیا تو یہ استحساناً جائز ہے اگر وصی نے یتیم کے مال سے اپنا قرض ادا کیا تو جائز نہیں اگر باپ نے ایسا کیا تو جائز ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۷)

**مسئلہ ۸۶** → وصی نے بچہ کو کسی عمل خیر کے لئے اجرت پر رکھا تو یہ جائز ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۸۷** → وصی نے یتیم کے لئے کوئی اجیر اس سے زیادہ اجرت پر لیا جو اس کی ہے تو یہ اجارہ جائز ہے لیکن اسے اتنی ہی اجرت دی جائے گی جو اس کی ہوتی ہے اور جو زیادہ ہے وہ اس یتیم بچہ کو واپس کر دی جائے گی۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۸۸** → وصی نے نابالغ بچہ کا مکان اس سے کم کرایہ پر دیا جتنا کرایہ اس کا لینا چاہیے تھا تو مستاجر کو یعنی مکان کرایہ پر لینے والے کو اس کا پورا کرایہ دینا لازم ہے (یعنی اتنا کرایہ جتنے کرایہ کا اس جیسا مکان ملتا ہے) لیکن اگر کم کرایہ لینے میں یتیم کا فائدہ ہے تو کم کرایہ پر مکان دینا واجب ہے۔<sup>(۶)</sup> (ذخیرہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۸۹** → وصی اپنی ذات کو نابالغ یتیم کا آجر<sup>(۷)</sup> نہیں بنا سکتا لیکن باپ یعنی یتیم کا دادا اجیر<sup>(۸)</sup> بن سکتا ہے اور اس یتیم کو اپنا اجیر بنا سکتا ہے۔<sup>(۹)</sup> (قدوری از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۹۰** → وصی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ یتیم کے مال کو بالمعاوضہ یا بلا معاوضہ ہبہ کرے باپ کے لئے بھی یہی حکم ہے۔<sup>(۱۰)</sup> (فتاویٰ قاضی خان از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۷.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق، ص ۱۴۸.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق.

⑦.....اجرت پر کام لینے والا۔ ⑧.....اجرت پر کام کرنے والا، مزدور، ملازم۔

⑨....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۷.

⑩.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۹۱** - وصی نے نابالغ یتیم کا مال خود اپنے ہاتھ فروخت کیا یا اپنا مال یتیم نابالغ کے ہاتھ فروخت کیا تو اگر ان سو دوں (خرید و فروخت) میں یتیم کے لئے کھلا ہوا نفع ہے تو جائز ہے اور اگر منفعت ظاہر (کھلا ہوا نفع) نہیں ہے تو جائز نہیں۔ منفعت ظاہر کی تشریح بعض مشائخ علماء نے یہ کی ہے کہ یتیم کا تنوا کا مال سوا سو میں فروخت کرے یا اپنا تنوا کا مال پچھتر روپے میں یتیم کو دیدے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۹۲** - دو یتیموں کے ایک وصی نے ایک یتیم کا مال دوسرے یتیم کو فروخت کیا تو یہ جائز نہیں۔<sup>(۲)</sup> (ذخیرہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۹۳** - میت کے باپ نے یا اس کے وصی نے نابالغ کو تجارت کی اجازت دیدی تو صحیح ہے اور اس نابالغ کے خرید و فروخت کرتے وقت ان کا سکوت بھی اجازت ہے اور اگر نابالغ کے بالغ ہونے سے پہلے میت کے باپ کا یا وصی کا انتقال ہو گیا تو ان کی اجازت باطل ہو جائے گی۔ اگر نابالغ بالغ ہو گیا اور باپ یا وصی زندہ ہے تو اجازت باطل نہیں ہوگی۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۸)

**مسئلہ ۹۴** - نابالغ کا مال فروخت کرنے کے لئے باپ نے یا وصی نے وکیل بنایا پھر باپ کا انتقال ہو گیا یا نابالغ بالغ ہو گیا تو وکیل معزول ہو جائے گا۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۹۵** - قاضی نے نابالغ کو یا کم سمجھ کو تجارت کی اجازت دیدی تو صحیح ہے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۹۶** - قاضی نے نابالغ کو تجارت کی اجازت دیدی اور باپ یا وصی نے منع کیا تو ان کا منع کرنا باطل ہے اور ایسے ہی اگر اجازت دینے والے قاضی کا انتقال ہو گیا تو یہ اجازت اس وقت تک ممنوع نہ ہوگی جب تک دوسرا قاضی ممنوع نہ قرار دے۔<sup>(۶)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۹۷** - وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ یتیم کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کر دے یا اس کے مال سے اس کی طرف سے قربانی کرے جب کہ یتیم مالدار ہو۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۹۸** - وصی کو اختیار نہیں کہ وہ میت کے قرضداروں کو بری کر دے<sup>(۸)</sup> یا ان کے ذمہ قرض میں سے کچھ کم کر دے یا

۱....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۸.

۲.....المرجع السابق، ص ۱۴۸، ۱۴۹. ۳.....المرجع السابق، ص ۱۴۹. ۴.....المرجع السابق.

۵.....المرجع السابق. ۶.....المرجع السابق. ۷.....المرجع السابق.

۸.....یعنی ان کے قرض ادا کر دے۔

قرض کی ادائیگی کے لئے میعاد<sup>(1)</sup> مقرر کرے جب کہ وہ دین میت کے خود اپنے کئے ہوئے معاملہ کا ہو اور اگر معاملہ وصی نے کیا تھا اس کا دین ہے تو وصی کو مدیون<sup>(2)</sup> کو بری کرنے یا دین کو کم کرنے یا اس کی مدت مقرر کرنے کا اختیار ہے لیکن اس کے نقصان کا ضامن ہوگا۔<sup>(3)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۹۹** وصی نے میت کے کسی قرضدار سے میت کے دین میں مصالحت کر لی، اگر میت کی طرف سے اس دین کا ثبوت ہے یا قرضدار خود اقراری ہے یا قاضی کو اس کے حق کا علم ہے تو ان تمام صورتوں میں وصی کی یہ مصالحت جائز نہیں، اگر اس حق (دین) پر دلیل و پینہ قائم نہیں ہے تو وصی کا مصالحت کر لینا جائز ہے لیکن اگر وصی نے اس دین میں صلح کی جو میت پر واجب تھا یا یتیم پر تھا تو اگر مدعی کے پاس دلیل و پینہ ہے یا قاضی نے مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا تو وصی کا صلح کر لینا جائز ہے اور اگر مدعی کے لئے اس کے حق میں دلیل نہیں ہے اور نہ قاضی نے مدعی کے حق میں فیصلہ دیا تو صلح کرنا جائز نہیں۔<sup>(4)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۹)

**مسئلہ ۱۰۰** وصی یتیم کا مال لے کر کسی ظالم و جابر کے پاس سے گزرا اور اُسے اندیشہ ہے کہ اگر اس نے اس کے ساتھ حسن سلوک نہ کیا یعنی اسے کچھ نہ دیا تو یہ سب مال اس کے قبضہ سے نکل جائے گا۔ اس نے یتیم کے مال سے اس کو کچھ دیدیا تو استحساناً جائز ہے یہی حکم مضارب کے لئے ہے مال مضاربت میں۔<sup>(5)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۰)

**مسئلہ ۱۰۱** وصی نے قاضی کی عدالت میں مقدمات پر خرچ کیا اور بطور اجارہ کچھ دیا تو وصی اس کا ضامن نہیں لیکن بطور رشوت کچھ خرچ کیا ہے تو اس کا ضامن ہے، فقہاء فرماتے ہیں اپنی جان اور مال سے رفع ظلم کے لئے<sup>(6)</sup> مال خرچ کرنا اس کے حق میں رشوت دینے میں داخل نہیں لیکن اگر دوسرے پر کوئی حق ہے اس حق کو نکلوانے میں مال خرچ کرنا رشوت ہے۔<sup>(7)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۰)

**مسئلہ ۱۰۲** ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے اپنی عورت کو وصی بنایا اور نابالغ بچے اور ترکہ چھوڑا<sup>(8)</sup> پھر اس کے گھر ظالم حکمراں آیا، اس وصی عورت سے کہا گیا اگر تو اس کو کچھ نہیں دے گی تو یہ گھر اور جائیداد غیر منقولہ<sup>(9)</sup> پر قبضہ اور غلبہ کرے گا اس

①..... مدت۔

②..... مقروض۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و ما یملکہ، ج ۶، ص ۱۴۹۔

④..... المرجع السابق۔

⑤..... المرجع السابق، ص ۱۵۰۔

⑥..... یعنی اپنی جان و مال کو ظلم سے بچانے کے لئے۔

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و ما یملکہ، ج ۶، ص ۱۵۰۔

⑧..... یعنی مال و جائیداد چھوڑا۔

⑨..... وہ جائیداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکے۔

وصی عورت نے جائیداد غیر منقولہ سے اسے کچھ دیدیا تو یہ معاملہ صحیح ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۰)

**مسئلہ ۱۰۳** → وصی نے یتیم کا مال یتیم کی تعلیم قرآن اور ادب میں خرچ کیا، اگر بچہ اس کی (یعنی تعلیم ادب کی) صلاحیت رکھتا تھا تو جائز ہے بلکہ وصی ثواب پائے گا اور اگر بچہ میں علم حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں تو بقدر ضرورت نماز قرآن مجید کی تعلیم دلائے۔ (۲) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۰، درمختار ج ۵، ص ۵۰۴ علی ہامش ردالمحتار)

**مسئلہ ۱۰۴** → وصی کو چاہیے کہ وہ بچہ کے نفقہ میں وسعت کرے (۳)، نہ فضول خرچی کرے نہ تنگی، یہ وسعت بچے کے مال اور حال کے لحاظ سے ہوگی، وصی بچہ کے مال اور حال کو دیکھ کر اس کے لائق خرچہ کرے گا۔ (۴) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۰)

**مسئلہ ۱۰۵** → وصی اگر یتیم کے کاموں کے لئے جائے گا اور یتیم کے مال سے سواری کرایہ پر لے گا اور اپنے اوپر خرچ کرے گا تو استحساناً یہ اس کے لئے جائز ہے بشرطیکہ وہ خرچہ ضروری و ناگزیر ہو۔ (۵) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۰، درمختار ج ۵، ص ۵۰۴)

**مسئلہ ۱۰۶** → وصی نے میت کے ترکہ سے اگر کوئی چیز اپنے لئے خریدی اور میت کا چھوٹا بڑا کوئی وارث نہیں تو جائز ہے۔ (۶) (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۰)

**مسئلہ ۱۰۷** → ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کے پاس مختلف لوگوں کی ودیعتیں (امانتیں) تھیں اس نے ترکہ میں مال چھوڑا لیکن اس پر دین ہے جو اس کے پورے مال کو محیط ہے اور وصی نے میت کے گھر سے تمام ودیعتوں پر قبضہ کر لیا تاکہ وہ ودیعت رکھنے والوں کو واپس کر دے یا اس نے میت کے تمام مال پر قبضہ کر لیا تاکہ اس سے میت کا دین ادا کر دے پھر وہ مال یا ودیعتیں وصی کے قبضہ میں ہلاک ہو گئیں تو وصی پر کوئی ضمان نہیں، اسی طرح اگر میت پر دین نہ تھا اور وصی نے میت کے تمام مال کو قبضہ میں لیا پھر وہ مال ہلاک ہو گیا تو بھی وصی پر کوئی ضمان نہیں۔ (۷) (ذخیرہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۱)

**مسئلہ ۱۰۸** → ایک شخص نے اپنا مال کسی کے پاس امانت رکھا اور کہا کہ اگر میں مرجاؤں تو یہ مال میرے بیٹے کو دیدینا اور اس نے وہ مال بیٹے کو دیدیا اور اس کے دوسرے وارث بھی ہیں تو وصی وارث کے حصہ کا ضامن ہوگا اور ان الفاظ سے وہ وصی نہیں بن جائے گا۔ (۸) (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۱)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۵۰.

②.....المرجع السابق.

③.....یعنی خرچ میں میانہ روی کرے۔

④....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۵۰.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق، ص ۱۵۰، ۱۵۱.

⑧....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۵۱.

**مسئلہ ۱۰۹** مریض کے پاس اس کے عزیز واقارب ہیں جو اس کے مال سے کھاپی رہے ہیں اگر مریض ان کی آمدورفت کا اپنے مرض میں محتاج ہے اور وہ اُس کے اور اُس کے عیال کے ساتھ بغیر اسراف کے کھاتے پیتے ہیں تو استحساناً ان پر کوئی ضمان نہیں، اگر مریض ان کا محتاج نہیں ہے تو اگر وہ مریض کے حکم سے کھاتے پیتے ہیں تو جو اُن میں سے وارث ہیں اُن پر اُن کے کھانے پینے کے خرچہ کا ضمان ہے اور جو وارث نہیں ان کا خرچہ میت کے مثلث مال میں محسوب ہوگا<sup>(۱)</sup> اگر مریض نے اس کا حکم دیا تھا۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۱، رد المحتار بحوالہ بزاز یہ کتاب الوصایا ص ۴۵۷)

**مسئلہ ۱۱۰** وصی نے دعویٰ کیا کہ میت کے ذمہ میرا دین ہے تو قاضی اس کے دین کی ادائیگی کے لئے ایک وصی مقرر کرے گا جو ثبوت قائم ہونے کے بعد اس کا دین ادا کر دے گا اور قاضی میت کے وصی کو وصی ہونے سے خارج نہیں کرے گا اسی پر فتویٰ ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۱)

**مسئلہ ۱۱۱** میت نے اپنی بیوی کو وصی بنایا اور مال چھوڑا اور بیوی کا میت پر مہر ہے تو اگر میت نے اس کے مہر کے برابر سونا چاندی چھوڑا ہے تو بیوی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس سونے چاندی سے اپنا مہر لے لے، اور اگر میت نے سونا چاندی نہیں چھوڑا ہے تو بیوی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس چیز کو فروخت کر دے جو فروخت کرنے کے لئے زیادہ مناسب ہے اور اس کی قیمت سے اپنا مہر لے لے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۳)

**مسئلہ ۱۱۲** میت پر دین ہے اور جس کا دین ہے وہ اس کا وارث یا وصی ہے تو اس کو یہ حق ہے کہ وارثوں کے علم میں لائے بغیر اپنا حق لے لے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۳)

**مسئلہ ۱۱۳** ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے نابالغ بچے چھوڑے اور کسی کو وصی نہیں بنایا پھر قاضی نے کسی شخص کو وصی مقرر کیا پھر ایک آدمی نے میت پر اپنے دین کا یا ودیعت کا دعویٰ کیا اور بیوی نے اپنے مہر کا دعویٰ کیا اس صورت میں دین یا ودیعت کی ادائیگی تو ثبوت ہو جانے کے بعد کی جائے گی، لیکن نکاح اگر معروف ہے تو مہر کے بارے میں عورت کا قول معتبر ہے اگر وہ مہر مثل کے اندر ہے، وہ مہر عورت کو ادا کیا جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۴)

**مسئلہ ۱۱۴** وصی نے میت کی وصیت اپنے مال سے ادا کر دی اگر یہ وصی وارث ہے تو میت کے ترکہ سے لے لے گا

①..... یعنی تہائی مال میں شمار ہوگا۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۵۱۔

③..... المرجع السابق، ص ۱۵۳۔

④..... المرجع السابق۔

⑤..... المرجع السابق۔

⑥..... المرجع السابق، ص ۱۵۳، ۱۵۴۔

ورنہ نہیں۔ (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۵) اور فتویٰ یہ ہے کہ وصی ہر حال میں میت کے ترکہ سے اپنا مال لے لے گا۔<sup>(۱)</sup>

**مسئلہ ۱۱۵** → وصی نے اقرار کیا کہ میں نے میت کا دین جو لوگوں پر تھا قبضہ کر لیا پھر ایک مقروض آیا اور وصی سے کہا کہ میں نے تجھے میت کے دین کا اتنا اتنا روپیہ دیا، وصی نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے تجھ سے کچھ بھی نہیں لیا اور نہ مجھے علم ہے کہ تجھ پر میت کا قرضہ تھا تو اس صورت میں وصی کا قول قسم لے کر تسلیم کر لیا جائے گا۔<sup>(۲)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۴)

**مسئلہ ۱۱۶** → وصی نے نابالغ بچوں کے لئے کپڑا خریدا یا جو کچھ ان کا خرچ ہے وہ خریدتا رہتا ہے اپنے مال سے تو وہ یہ روپیہ میت کے مال اور ترکہ سے لے لے گا یہ وصی کی طرف سے تطفؤ آیا احسان کے طور پر نہیں ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۵)

**مسئلہ ۱۱۷** → کوئی مسافر کسی آدمی کے گھر آیا اور اس کا انتقال ہو گیا اس نے کسی کو وصی بھی نہیں بنایا اور جو کچھ روپے چھوڑے تو معاملہ حاکم کے سامنے پیش ہوگا اور اس کو حاکم کے حکم سے درمیانی درجہ کا کفن دیا جائے گا اور اگر حاکم نہ ملے تو بھی درمیانی درجہ کا کفن دیا جائے گا اور اگر اس میت پر دین ہے تو یہ شخص اس کے مال کو دین کی ادائیگی کے لئے فروخت نہ کرے گا۔<sup>(۴)</sup> (فتاویٰ قاضی خاں از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۵)

**مسئلہ ۱۱۸** → عورت نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی اور کسی کو اپنا وصی بنا دیا، اس وصی نے اس کی کچھ وصیتوں کو نافذ کر دیا اور کچھ ورثہ کے قبضہ میں باقی رہ گئیں اگر ورثہ دیا نثار ہیں اور وصی کو ان کی دیانت کا علم ہے کہ وہ میت کے ثلث مال سے ان باقی ماندہ وصیتوں کو پورا کر دیں گے تو اس کو ان کے لئے چھوڑ دینا جائز ہے اور اس کا علم اس کے خلاف ہے تو وصی ان کے لئے نہ چھوڑے گا بشرطیکہ وہ ورثہ سے مال برآمد کر سکتا ہو۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۵)

**مسئلہ ۱۱۹** → وصی نے یتیم سے کہا کہ میں نے تیرا مال تیرے نفقہ میں خرچ کر دیا، فلاں فلاں چیز میں فلاں فلاں سامان میں، اگر اتنی مدت میں اتنا مال نفقہ میں خرچ ہو جاتا ہے تو وصی کی تصدیق کر دی جائے گی زیادہ میں نہیں، نفقہ مثل کا مطلب یہ ہے کہ بین بین ہونہ اسراف نہنگی۔<sup>(۶)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۵)

**مسئلہ ۱۲۰** → وصی نے دعویٰ کیا کہ اس نے یتیم کو ہر ماہ نو روپے دیئے اور یہ مقررہ تھا اور یتیم نے اس کو ضائع کر دیا پھر میں نے اسے اسی ماہ دوسرے سو روپے دیئے، اس صورت میں وصی کی تصدیق کی جائے گی جب تک وصی سراسر اور کھلی ہوئی غلط بات نہ کہے مثلاً یہ کہے کہ میں نے اس یتیم کو ایک ماہ میں بہت بار سو، سو، سو روپے دیئے اور اس نے ضائع کر دیئے تو ایسی بات وصی کی

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۵۴، ۱۵۵.

②.....المرجع السابق، ص ۱۵۴. ③.....المرجع السابق، ص ۱۵۵.

④.....المرجع السابق. ⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق.



نہیں مانی جائے گی۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۶)

**مسئلہ ۱۳۱** → وصی نے یتیم سے یہ کہا کہ تو نے اپنے چھٹپن<sup>(۲)</sup> میں اس شخص کا اتنا اتنا مال ہلاک کر دیا پھر میں نے اپنی طرف سے ادا کر دیا یتیم نے اس کی تکذیب کی اور نہیں مانا تو یتیم کی بات قبول کر لی جائے اور وصی اتنے مال کا ضامن ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (نوازل از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۶)

**مسئلہ ۱۳۲** → میت کے وصی نے اقرار کیا کہ میت کا فلاں شخص پر جتنا واجب تھا وہ تمام میں نے پورا وصول پایا اور وہ سو روپے تھے، جس پر دین تھا اس نے کہا مجھ پر اس کا ایک ہزار روپے کا دین تھا اور وہ تو نے لے لیا تو قرضدار اپنے تمام دین سے بری ہے اب وصی اس سے کچھ بھی نہیں لے سکتا اور وصی ورثہ کے لئے اتنے ہی کا ذمہ دار ہوگا جتنے کے وصول کرنے کا اس نے اقرار کیا ہے۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۷)

**مسئلہ ۱۳۳** → قرضدار نے اولاً ایک ہزار روپے قرض ہونے کا اقرار کیا پھر وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ اس پر قرض تھا وہ میں نے پورا وصول پایا اور وہ ایک سو روپے تھے اس صورت میں قرضدار بری ہو گیا اور وصی ورثہ کے لئے باقی نو سو روپے کا ضامن ہوگا۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۷)

**مسئلہ ۱۳۴** → وصی نے اقرار کیا کہ اس نے فلاں شخص سے سو روپے پورے وصول کر لئے اور یہ کل قیمت ہے، مشتری یعنی خریدار نے کہا کہ نہیں بلکہ قیمت ڈیڑھ سو روپے ہے تو وصی کو حق ہے کہ وہ بقیہ پچاس روپے اس سے اور طلب کرے۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۷)

**مسئلہ ۱۳۵** → وصی نے اقرار کیا کہ اُس نے میت کے گھر میں جو کچھ مال و متاع اور میراث تھی اس پر قبضہ کر لیا، پھر کہا کہ وہ کل سو روپے اور پانچ کپڑے تھے اور وارثوں نے دعویٰ کیا کہ اس سے زیادہ تھا اور ثبوت دیدیا کہ جس دن میت کا انتقال ہوا اس کی میراث اس دن اس گھر میں ایک ہزار روپے اور تنو کپڑے تھے تو وصی کو اتنا ہی دینا لازم ہے جتنے کا اس نے اقرار کیا ہے۔<sup>(۷)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۸)

**مسئلہ ۱۳۶** → وصی نے میت پر دین کا اقرار کیا تو اس کا اقرار صحیح نہیں۔<sup>(۸)</sup> (ذخیرہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۸)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۵۶.

②..... بچپن۔

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وما یملکہ، ج ۶، ص ۱۵۶.

④..... المرجع السابق، ص ۱۵۷. ⑤..... المرجع السابق. ⑥..... المرجع السابق.

⑦..... المرجع السابق، ص ۱۵۸. ⑧..... المرجع السابق.

## وصیت پر شہادت کا بیان

**مسئلہ ۱** دو وصیوں نے گواہی دی کہ میت نے ان کے ساتھ فلاں کو وصی بنایا ہے اور خود وہ بھی وصی ہونے کا دعویدار ہے تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی اور اگر وہ فلاں دعویدار نہیں ہے تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔<sup>(۱)</sup> (محیط السرخسی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۸)

**مسئلہ ۲** میت کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ ان کے باپ نے فلاں کو وصی بنایا اور وہ فلاں بھی اس کا مدعی ہے تو یہ شہادت استحساناً قبول کر لی جائے گی لیکن اگر وہ فلاں مدعی نہیں ہے بلکہ انکاری ہے اور باقی ورثہ اس کے وصی ہونے کا دعویٰ نہیں کر رہے تو ان (بیٹوں) کی شہادت مقبول نہیں۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۸)

**مسئلہ ۳** دو آدمیوں نے جن کا میت پر قرضہ ہے گواہی دی کہ میت نے فلاں کو وصی بنایا ہے اور اس نے وصی ہونا قبول کر لیا ہے اور فلاں بھی اس کا مدعی ہے تو یہ شہادت استحساناً مقبول ہے لیکن اگر وہ مدعی نہیں ہے تو یہ شہادت قبول نہ ہوگی۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۹)

**مسئلہ ۴** ایسے دو آدمیوں نے جن پر میت کا قرضہ ہے گواہی دی کہ میت نے فلاں کو وصی بنایا ہے اور وہ فلاں بھی مدعی ہے تو استحساناً ان کی گواہی مقبول ہے اور اگر وہ فلاں مدعی نہیں تو مقبول نہیں۔<sup>(۴)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۹)

**مسئلہ ۵** وصی کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ فلاں نے ہمارے باپ کو وصی بنایا ہے اور وصی بھی دعویدار ہے لیکن ورثہ اس کے مدعی نہیں ہیں تو یہ شہادت نامقبول ہے قاضی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کو وصی مقرر کرے۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۹)

**مسئلہ ۶** دو وصیوں میں سے ایک وصی کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ میت نے ہمارے باپ کو وصی بنایا اور ساتھ ہی فلاں کو بھی وصی بنایا تو اگر باپ اس کا مدعی ہے تو ان کی شہادت نہ باپ کے حق میں قابل قبول ہے نہ اجنبی کے حق میں قابل قبول، ہاں اگر باپ وصی ہونے کا مدعی نہیں بلکہ دعویٰ ورثہ کی طرف سے ہے اس صورت میں ان کی شہادت قبول کر لی جائے گی۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۹)

**مسئلہ ۷** دو گواہوں نے گواہی دی کہ میت نے اس شخص کو وصی بنایا اور اس سے رجوع کر کے اس دوسرے کو وصی بنایا تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۹)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج ۶، ص ۱۵۸.

②.....المرجع السابق. ③.....المرجع السابق. ④.....المرجع السابق، ص ۱۵۹.

⑤.....المرجع السابق. ⑥.....المرجع السابق. ⑦.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۸** دو گواہوں نے گواہی دی کہ میت نے اس شخص کو وصی بنایا پھر وصی کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ موصلی نے ان کے باپ کو معزول کر دیا اور فلاں کو وصی بنا دیا تو ان دونوں بیٹوں کی گواہی مقبول ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۹)

**مسئلہ ۹** دو گواہوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ میت نے جمعرات کے دن وصیت کی اور دوسرے گواہ نے گواہی دی کہ اس نے جمعہ کے دن وصیت کی تو یہ شہادت مقبول ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۹)

**مسئلہ ۱۰** دو وصیوں نے نابالغ وارث کے حق میں شہادت دی کہ میت نے ان کے لئے اپنے کچھ مال کی وصیت کی ہے یا کسی دوسرے کے کچھ مال کی وصیت کی ہے تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی یہ شہادت باطل ہے، اگر انہوں نے یہ شہادت بالغ وارث کے حق میں دی تو امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک میت کے مال میں نامقبول ہے اور غیر کے مال میں قبول کر لی جائے گی، اور صاحبین<sup>(۳)</sup> کے نزدیک دونوں قسم کے مال میں شہادت جائز ہے۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۹)

**مسئلہ ۱۱** موصلی لہ معلوم ہے لیکن موصلی بہ معلوم نہیں، گواہوں نے موصلی لہ کے لئے اس کی وصیت کی گواہی دی تو یہ گواہی مقبول ہے اور موصلی بہ کی تفصیل ورثہ سے معلوم کی جائے گی۔<sup>(۵)</sup> (محیط از عالمگیری ج ۶، ص ۱۵۹)

**مسئلہ ۱۲** دو شخصوں نے دوسرے دو آدمیوں کے حق میں گواہی دی کہ ان کا میت پر ایک ہزار روپے ذین ہے اور ان دونوں نے پہلے دو شخصوں کے حق میں گواہی دی کہ ان کا میت پر ایک ہزار روپے ذین ہے تو ان دونوں فریقوں کی شہادت ایک دوسرے کے حق میں قبول کر لی جائے گی لیکن اگر ان دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے لئے ایک ایک ہزار کی وصیت کی گواہی دی تو اس صورت میں ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔<sup>(۶)</sup> (عالمگیری ج ۶، کتاب الوصایا، ص ۱۵۹)

## ذمی کی وصیت کا بیان

**مسئلہ ۱** یہودی یا نصرانی نے صومعہ<sup>(۷)</sup> یا کنیسہ<sup>(۸)</sup> بحالتِ صحت بنایا پھر اس کا انتقال ہو گیا تو وہ میراث ہے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔<sup>(۹)</sup> (جامع الصغیر از ہدایہ ج ۳ و عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۲)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج ۶، ص ۱۵۹.

②.....المرجع السابق.

③.....امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو مشہور شاگرد امام محمد اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو صاحبین کہتے ہیں۔

④....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج ۶، ص ۱۵۹.

⑤.....المرجع السابق.

⑥.....المرجع السابق.

⑦.....یہودیوں کی عبادت گاہ۔

⑧.....نصرانیوں کی عبادت گاہ۔

⑨....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیۃ الذمی والحربی، ج ۶، ص ۱۳۲.

**مسئلہ ۲** — یہودی یا عیسائی نے بوقت موت اپنے گھر کو گر جانے کی متعین و معدود لوگوں کے لئے وصیت کر دی تو اس کی یہ وصیت اس کے ٹکٹ حصہ میں جاری ہوگی۔<sup>(۱)</sup> (جامع الصغیر و عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۲)

**مسئلہ ۳** — اگر اس نے اپنے گھر کو غیر محصور و غیر معدود لوگوں کے لئے کنیسہ بنانے کی وصیت کی تو یہ وصیت جائز ہے۔<sup>(۲)</sup> (جامع صغیر از ہدایہ ج ۴)

**مسئلہ ۴** — ذمی کی وصیت کی چار قسمیں ہیں ① ایک یہ کہ وہ ایسی شے کی وصیت کرے جو اس کے اعتقاد میں قربت و عبادت ہو اور مسلمانوں کے نزدیک قربت و عبادت نہ ہو جیسے کہ ذمی وصیت کرے کہ اس کے خنزیر کاٹے جائیں اور مشرکوں کو کھلائے جائیں تو اگر وصیت متعین و معدود لوگوں کے لئے ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں، ② دوسرے یہ کہ ذمی ایسی چیز کی وصیت کرے جو مسلمانوں کے نزدیک قربت و عبادت ہو اور خود ذمیوں کے نزدیک عبادت نہ ہو جیسے وہ حج کرنے کی وصیت کرے یا مسجد تعمیر کرانے کی وصیت کرے یا مسجد میں چراغ روشن کرنے کی وصیت کرے تو اس کی یہ وصیت بالاجماع باطل ہے لیکن اگر مخصوص و متعین لوگوں کے لئے ہو تو جائز ہے، ③ تیسرے یہ کہ ذمی ایسی چیز کی وصیت کرے جو مسلمانوں کے نزدیک بھی عبادت و قربت ہو اور ان کے نزدیک بھی جیسے بیت المقدس میں چراغ روشن کرنے کی وصیت کرے تو یہ وصیت جائز ہے، ④ چوتھے یہ کہ وہ ایسی چیز کی وصیت کرے جو نہ مسلمانوں کے نزدیک قربت و عبادت ہو اور نہ ذمیوں کے نزدیک جیسے وہ گانے بجانے والی عورتوں یا نوحہ گر عورتوں کے لئے وصیت کرے تو یہ وصیت جائز نہیں۔<sup>(۳)</sup> (ہدایہ ج ۴، عالمگیری ج ۶، کتاب الوصایا ص ۱۳۱)

**مسئلہ ۵** — فاسق فاجر بدعتی جس کا فسق و فجور حد کفر تک نہ پہنچا ہو وصیت کے معاملہ میں بمنزلہ مسلمانوں کے ہے اور اگر اس کا فسق و فجور کفر کی حد تک ہے تو وہ بمنزلہ مرتد کے ہے جو حکم مرتد کی وصیت کا ہے وہی اس کی وصیت کا ہے کہ اس کی وصیت موقوف رہے گی، اگر اس نے اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کر لی تو وصیت نافذ ہوگی ورنہ نہیں۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ ج ۴، عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۱)

**مسئلہ ۶** — حربی کا فرمان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا اور اس نے اپنے کل مال کی وصیت کسی مسلمان یا ذمی کے لئے کی تو اس کی وصیت کل مال میں جائز ہے۔<sup>(۵)</sup> (جامع صغیر از ہدایہ و عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۲)

**مسئلہ ۷** — حربی کا فرمان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا اور اس نے اپنے مال کے ایک حصہ کی وصیت کسی مسلمان یا ذمی کے لئے کی تو یہ وصیت جائز ہے اس کا بقیہ مال اس کے ورثہ کو واپس دیا جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (ہدایہ ج ۴، عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۲)

- ①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیۃ الذمی والحرابی، ج ۶، ص ۱۳۲.
- ②..... "الہدایۃ"، کتاب الوصایا، باب وصیۃ الذمی، ج ۲، ص ۵۳۶.
- و "الجامع الصغیر"، کتاب الوصایا، باب وصیۃ الذمی بیعۃ او کنیسۃ، ص ۵۲۸.
- ③..... "الہدایۃ"، کتاب الوصایا، باب وصیۃ الذمی، ج ۲، ص ۵۳۶.
- ④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیۃ الذمی والحرابی، ج ۶، ص ۱۳۲.
- ⑤..... المرجع السابق.
- ⑥..... المرجع السابق، ص ۱۳۲.

**مسئلہ ۸** - حربی مُستامن کے لئے کسی مسلمان یا ذمی نے وصیت کی تو یہ جائز ہے۔<sup>(۱)</sup> (ہدایہ) مُستامن اس شخص کو کہتے ہیں جو امان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا۔

**مسئلہ ۹** - ذمی نے اپنے ثلث مال سے زیادہ میں وصیت کی یا اپنے بعض وارثوں کے لئے وصیت کی تو جائز نہیں۔<sup>(۲)</sup> (ہدایہ) اور اگر اپنے غیر مذہب والے کے لئے وصیت کی تو جائز ہے۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۲)

**مسئلہ ۱۰** - مسلمان یا ذمی نے دارالاسلام میں ایسے کافر حربی کے لئے وصیت کی جو دارالاسلام میں نہیں ہے تو یہ وصیت جائز ہے۔<sup>(۴)</sup> (ہدایہ ج ۳ و مستحفی از عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۲)

**مسئلہ ۱۱** - اگر مسلمان مرتد ہو گیا (معاذ اللہ) پھر وصیت کی، امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ موقوف رہے گی، اگر اسلام لے آیا اور وصیت اسلام میں صحیح ہے تو جائز ہے اور جو اسلام کے نزدیک صحیح نہیں وہ باطل ہو جائے گی۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۱۳۲)

☆☆☆☆☆

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہ بہار شریعت کے انیسویں حصہ کی تالیف مورخہ ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۰ء یوم چہار شنبہ اختتام کو پہنچی مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس میں اپنی کم علمی کی وجہ سے اگر کچھ خامیاں ہوں تو مجھے معاف فرمائے اور اس کتاب کو میرے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

میں اس سلسلہ میں ہدیہ شکر پیش کرتا ہوں حضرت مولانا قاری رضاء المصطفیٰ صاحب خطیب نیومین مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی کو، جن کی محبت اور خلوص نے مجھ سے دین کی یہ خدمت لے لی۔ بلاشبہ اگر ان کے مخلصانہ اصرار کا زبردست دباؤ نہ ہوتا تو شاید میں دین کی اس خدمت سے محروم رہتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس پر ماجور فرمائے اور سعادت دارین سے سرفراز فرمائے۔

الفقیہ الی اللہ الصمد ظہیر احمد بن سید دائم علی زیدی

از ساداتِ قصبہ نگینہ ضلع بجنور

و اُس پرنسپل مسلم یونیورسٹی سٹی ہائی اسکول علی گڑھ

غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَ لَوْلَا ذِيْهِ وَ لِمَشَائِيْخِهِ وَ اَسَاتِيْذَتِهِ وَ اِخْوَانِهِ وَ اَوْلَادِهِ اَجْمَعِيْنَ.

①....."الهداية"، كتاب الوصايا، باب وصية الذمي، ج ۲، ص ۵۳۷.

②.....المرجع السابق.

③....."الفتاوى الهندية"، كتاب الوصايا، الباب الثامن في وصية الذمي والحربي، ج ۶، ص ۱۳۲.

④....."الفتاوى الهندية"، كتاب الوصايا، الباب الثامن في وصية الذمي والحربي، ج ۶، ص ۱۳۲.

⑤.....المرجع السابق.

## ارتسام

اسلافِ کرام اور سابق علماء مصنفین اصحابِ نفوس قدسیہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنی تصنیفات میں حمد و ثناء و صلوة و سلام کے بعد خطبہ الکتاب میں اپنا تعارف کراتے ہیں اس لئے کہ قارئین صرف کتاب ہی نہیں پڑھتے بلکہ کتاب لکھنے والے سے بھی واقف ہونا چاہتے ہیں اور یوں بھی کلام کی عظمت اور اس کی تاثیر متکلم و مصنف کی عظمت اور اس کے صالح کردار کے تابع ہے۔ اگر مصنف و متکلم صاحبِ فکر و نظر، صاحبِ عقل و تدبیر، صاحبِ علم و فضل اور صاحبِ عمل صالح ہے تو اس کی تصنیف کی قوت تاثیر اتنی ہی زیادہ ہوگی اور پڑھنے والوں پر اس بات کے گہرے اثرات ہوں گے۔

یہ کم علم و بے بضاعت اگرچہ ان بزرگوں کے شمار و قطار میں تو کجا ان کی گردِ پا بھی نہیں ہے مگر ان کا عقیدت مند ہے اور ان سے روحانی تعلق رکھتا ہے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہے۔ ان کے اس طریقہ کی اتباع میں مناسب خیال کیا کہ اپنے نام و نسبت سے قارئین کو روشناس کرے اس امید کے ساتھ کہ اس کتاب کو پڑھنے والے اس گنہگار کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اہل علم سے عاجزانہ گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ بہ نظر غائر فرمائیں اور مخلصانہ اصلاح و عنوود رگرز سے نوازیں۔ اس ناچیز کا نام ظہیر احمد زیدی ابن سید دائم علی زیدی ابن سید عالم علی زیدی رحمہم اللہ تعالیٰ ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقیر کا نام ظہیر الدین احمد فرماتے تھے۔ آبائی وطن قصبہ گنبد ضلع بجنور (یوپی) حال متوطن شہر علی گڑھ محلہ دودھ پور بیت السادات۔ دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ ریاست دادوں ضلع علی گڑھ سے درس نظامیہ سے فراغت حاصل کی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی شعبہ دینیات میں تدریس کی خدمت انجام دی اور پھر اسی کو وطن بنا لیا۔

فقیر کے دامن میں اگر کچھ فضل و کمال، علمی جاہ و جمال یا کچھ مکارم و محاسن ہوں تو ان کا اظہار حقیقت پسندی و صداقت شعاری سے کیا جائے مگر یہاں تو تہی دامانی اپنا طرہ امتیاز بن گیا ہے۔ دارالعلوم ریاست دادوں میں سرتاج علماء، منبع الالاساتذہ، صدر الشریعہ، ابوالمجدد و العلی حضرت مولانا امجد علی علیہ الرحمہ صاحب بہار شریعت سے علم و فضل کا جو خزانہ ملا تھا مسلم یونیورسٹی کی مخصوص تدریسی بے قرار فضاؤں میں اس کا بہت سا حصہ تحلیل ہو گیا۔ اب کیا رہا کہ پیش کیا جائے اور بے اصل و غیر واقعی اور خلاف حقیقت ستائش سخت مذموم بلکہ ممنوع، رب فرماتا ہے۔

﴿ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا آتَوْا وَيُحْمَدُونَ أَنَّهُمْ يُفْعَلُونَ فَاذْكُرُوا أَنَّمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَمَا تَحْسَبْتُمْ أَنَّهُمْ بِمَا قَالُوا

الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۸۸﴾

ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے ان کی تعریف ہو، ایسوں کو ہرگز عذاب سے

دور نہ جاننا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (پ ۴، آل عمران آیت ۱۸۸)

اسی لئے میں ڈاکٹر مولوی یحییٰ انجم ریڈر فیملی اسلامک اسٹڈیز ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی نے جب اپنی محبت و حسن خلوص میں میرے بارے میں کچھ لکھنا چاہا تو میں نے سختی کے ساتھ ہدایت کی کہ وہ ہرگز کسی مبالغہ یا غیر واقعی ستائش سے کام نہ لیں۔ اور لفظ ”علامہ“ بھی استعمال نہ کریں۔ ان کا وہ مقالہ کتاب بہارِ شریعت حصہ انیسویں میں شائع ہو گیا ہے۔ اس ناچیز کو اگر کچھ حاصل ہے تو چند عظیم و اعظم نسبتیں ہیں جن پر مجھے فخر ہے ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سر بلند رکھیں گی۔

(۱) پہلی نسبت تو مجھے باعث تخلیق کائنات، افضل الخلق، رحمۃ للعالمین، سید الانبیاء والمرسلین، محبوب رب العالمین، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلوات اللہ وسلامتہ علیہ کی ذات اقدس و اطہر سے ہے اور یہ نسبت نسبی ہے۔ بلاشبہ میں اپنے اسلاف و مشائخ کے واسطے سے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سایہ رحمت و عاطفت میں ہوں اور اس جناب کی بارگاہِ منیع علم و قاسم نعمت سے مجھے اپنے رب کی نعمتیں و برکتیں بے شمار حاصل ہیں جو بیان نہیں کی جاسکتی۔ فالحمد لله حمداً کثیراً طیباً

(۲) دوسری نسبت اس ناچیز کو سید الفقہاء والعلماء، صاحب الاخلاص والاحسان والعمل، استاذی و استاذ علماء برصغیر، صدر الشریعہ حضرت مولانا الحاج ابو العلی امجد علی اعظمی رضوی طاب اللہ نواہ و جعل الجنة منواہ سے ہے جن کے نورِ علم سے ہندو پاک کی سرزمین منور و روشن ہے اور جن کی تصنیف بہارِ شریعت نے دین سے شغف رکھنے والوں کے لئے چمنستانِ علم و فقہ کے درتپے کھول دیئے ہیں اس ذاتِ گرامی سے مجھے شرفِ تلمذ حاصل ہے اور یہ تصنیف انہیں کا کرم انہیں کا فیضان اور انہیں کی عطا ہے۔

(۳) تیسری نسبت مجھے سید الاصفیاء، صاحب الصدق والصفاء، مظہر حسن مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سیدی وسندی شیخ العلماء و حجتہ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا علیہ الرحمہ سے ہے جن کو آقائے نعمت، سید الکوین، نُورٌ مِّنْ نُورِ اللّٰهِ، سلطان الکائنات، قدسی صفات، صاحب اعظم المعجزات، مَنَّۃُ اللّٰهِ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ بِرَحْمَۃِ اللّٰعَالَمِیْنَ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ حسن و جمال سے وہ حصہ ملا تھا کہ دل ان کی طرف کھینچتے تھے اور نگاہیں ان سے آسودہ ہوتی تھیں اور نفوس ان سے روحانی راحت و سکون حاصل کرتے تھے۔ حسن و جمال و شیریں مقال، صاحب فضل و کمال، مرشد ملکوتی خصال، قدوة السالکین، زبدۃ العارفین، راحۃ الطالبین، ہادی المریدین، یہ تمام خصائص و کمالات آپ کو بارگاہِ قاسم نعمت محبوب رب العالمین علیہ التحیۃ والسلام سے حاصل تھے۔ اس فقیر کو ایسے شیخِ کامل سے بیعت و ارادت کی سعادت حاصل ہے۔

(۴) چوتھی نسبت مجھے قطب الارشاد، سید الاتقیاء والزہاد، مختار العباد، افضل الامجاد، شانِ جمال مصطفائی، عکس کمال مرتضائی، سیدی و مولائی، صدر نشین منصب افتاء، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا الحاج مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ سے ہے جن کے ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے ہندو پاک کے تشنگانِ مئے طریقت و شریعت سیراب ہو رہے ہیں اور ہزاروں ہزار نفوس داخل سلسلہ ہو کر آپ سے فیضیاب ہیں اس خادم کو ایسی پاکیزہ و مقرب بارگاہ سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔

(۵) پانچویں نسبت راقم السطور کوشہ ضیا، حاضر دربار مصطفیٰ، حضرت مولانا الحاج ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ سے حاصل ہے جو مدینۃ الرسول وجوارِ روضۃ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں بمر ۱۸ سال حاضر ہوئے اور تقریباً بہتر حج ادا کئے۔ سوائے زمانہ حج ادا کرنے کے مدینہ منورہ کی پاک زمین سے باہر قدم نہ رکھا۔ قریب قریب بہتر ۷۲ سال بارگاہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر رہے اور آپ کے فیوض و برکات اور رحمتوں سے حصہ پاتے رہے نہایت درجہ صالح العمل اور صاحب تقویٰ و طہارت اور پاکیزہ صورت و سیرت تھے سعودی حکومت انہیں مرعوب نہ کر سکی۔ ان کی نگاہ کرم نے مجھے بھی اجازت و خلافت کے لئے انتخاب فرمایا۔

اب میرے پاس ان عظیم مقدس اور مُطہر نسبتوں کے سوا کچھ نہیں جو کچھ ہے وہ ان کے فیوض و برکات سے ہے۔ یہ انہیں کا فیضانِ کرم ہے کہ اہل سنت کے علمی حلقوں میں اس ذرہ بے مقدار کو معرفت حاصل ہے اور اہل علم و دانش نگاہ احترام سے دیکھتے ہیں۔ جملہ اصحاب علم و معرفت سے دعائے مغفرت کا طالب ہوں۔ یہی نسبتیں میری دنیا و آخرت کی فلاح و نجات کا مستحکم سہارا ہیں۔

ایک واقعہ کا اظہار اپنے لئے باعثِ رحمت و سعادت تصور کرتا ہوں۔ آج مورخہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ یوم جمعۃ المبارک ہے، گزشتہ شب یعنی ۲۰ و ۲۱ جمادی الاولیٰ کی درمیانی رات یعنی شب جمعۃ المبارک میں ۴ بجے شب کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک ایسے مقام پر ہوں جہاں اعمال کا حساب ہو رہا ہے، بہت سے لوگ ہیں اور میں بھی اپنے نمبر کا منتظر ہوں کہ مجھے میرے اعمال کا حساب لینے کے لئے طلب کیا گیا، میں حاضر ہوا لیکن حساب لینے والی ذات نظر نہیں آرہی تھی۔ تھوڑی دیر میں حساب لے کر مجھے حکم ہوا کہ ”جاؤ تم جنت میں“ میں وہاں سے رخصت ہوا تو میں نے دیکھا کہ جنت میں جانے والے کچھ اور لوگ بھی اس جگہ بیٹھے ہیں جو جنت میں جانے والوں کے لئے ہے، میں بھی ان ہی کے پاس چلا گیا، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب سے مجھے کافی روحانی سرور حاصل ہوا اور میں نے دعا کی کہ ”اے رب العالمین اگر یہ خواب شیطان کی طرف سے ہے تو مجھے اس کے مکر و فریب سے اپنی حفاظت میں رکھ اور میرے ایمان و یقین کو سلامت رکھ اور ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ رکھ اور اگر یہ خواب تیری جانب سے ایک بشارت ہے تو مجھے توفیق توبہ و انابت عطا فرما اور زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُوْرٍ عَرَشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ

خادم العلماء والفقراء

الفقير ظهير احمد زیدی ابن سيد دائم على زیدی غفر لهما

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ یوم جمعۃ المبارک ۲۹ نومبر ۱۹۹۱ء

بیت السادات دودھ پور علی گڑھ۔ انڈیا



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مقدمہ

بِسْمِہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی جَلَّ وَ عَلا فَللّٰہُ الْحَمْدُ وَ الشَّاءُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیہِ صَاحِبِ الشَّفَاعَةِ وَ اللَّرَجَاتِ  
الْعُلٰی وَ عَلٰی اٰلِہِ وَ اصْحَابِہِ ذَوِی الصِّدْقِ وَ الصِّفَا.

سید الفقہاء، استاذ العلماء، افضل الاصفیاء، صدر الشریعہ ابو العلی حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مصنف  
”بہارِ شریعت“ نے بہ توفیقِ الہی عزم فرمایا کہ جملہ ابوابِ فقہ کو بہ شمول عقائد اسلام علم دین سے شغف رکھنے والوں کے لئے ان  
کی مادری زبان میں منتقل فرما کر مرتب فرمادیں۔ ابھی آپ نے ابوابِ فقہ میں سے کل سترہ ابواب کے مسائل ضروریہ عامۃ  
الورود کو مکمل فرمایا تھا کہ سفرِ آخرت کا دعوت نامہ مل گیا اور آپ اپنے رب سے واصل ہو گئے۔ باقی ابوابِ فقہ تشنہ تکمیل رہ گئے جن  
کے بارے میں آپ نے اپنے تلامذہ سے توقع فرمائی کہ ان میں سے کوئی سعادت مندان کی تکمیل کرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جس  
کو چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے یہ اس بندۂ ناچیز کی خوش نصیبی ہے کہ ”بہارِ شریعت“ کے انیسویں حصہ ”باب الوصیۃ“  
کی تالیف و ترتیب کی سعادت میرے حصہ میں آئی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (رب تعالیٰ قبول فرمائے)

”بہارِ شریعت“ وہ منفرد اور عجوبہ روزگار کتاب ہے جس میں جملہ ابوابِ فقہ کے مسائل ضروریہ کو اردو داں مسلمانوں  
کے لئے ان کی مادری زبان میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ ہندوستان و پاکستان کے مسلمانوں پر حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کا یہ وہ احسان  
ہے جس کا شکر وہ تاصحیح قیامت ادا نہیں کر سکتے۔ رب کریم مصنف علیہ الرحمہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ (آمین)

## وجہ تالیف

۱۹۸۰ء میں جب میں نے ”بہارِ شریعت“ کے انیسویں حصہ کا کام شروع کیا اس وقت ذہن میں یہ بات القاء ہوئی کہ  
”بہارِ شریعت“ کو اب یہ مقام حاصل ہو گیا ہے کہ ملت کے نوجوان علماء جو مدارس عربیہ سے تحصیل علم کی فراغت کر کے نکلتے ہیں وہ  
روزمرہ پیش آنے والے مسائل سے متعلق فتویٰ ”بہارِ شریعت“ کے مطالعے سے لکھتے ہیں۔ صرف تحقیقی اور دشوار طلب مسائل  
میں اکابرین سابق اور مستند علماء فقہ کی تصانیف کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اسی لئے مناسب ہے کہ نوجوز علماء کو فتویٰ نویسی کے  
آداب و قواعد سے متعارف کرایا جائے اور ”بہارِ شریعت“ کی طرح وہ بھی مادری زبان اردو میں ہو۔ چنانچہ انیسویں حصہ کی  
تالیف سے فراغت کے بعد فتویٰ نویسی سے متعلق قواعد و ضوابط اور اس سے متعلق مفتی کے لئے ضروری اور اہم امور کی معلومات  
کی تالیف کا کام شروع کر دیا اور قواعد فقہیہ و اصول کلیہ میں سے بھی کچھ اصول و ضوابط بیان کئے جو دورِ جدید کے مفتیانِ کرام کی

معلومات میں اضافہ کریں اور انہیں ان قواعد و اصول کی روشنی میں فتویٰ لکھنے میں سہولت ہو۔ بارگاہِ حق تعالیٰ میں دست بردار ہوں کہ وہ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کو علماء و طلباء و عوام کے لئے نافع بنائے۔ آمین

بلاشک اس سے دینی رجحان رکھنے والے عامۃ المسلمین بھی اپنے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ اور اپنے دینی جذبے اور علم کی تشنگی کو تسکین دے سکتے لیکن مسائل کے احکام بیان کرنے اور فتویٰ دینے کا حق صرف ان ہی علماء کو حاصل ہے جنہوں نے علوم دینیہ عربیہ مستند صحیح العقیدہ علماء سے معیاری مدارس عربیہ میں حاصل کیے ہوں۔ قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنے اور یاد کر لینے سے یا احادیث کا ترجمہ اردو زبان میں پڑھ لینے سے عام مسلمان احکام کی روح اور مسائل کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ خلفائے راشدین کے زمانہ مسعود و مبارک میں بھی مخصوص افراد صحابہ و تابعین میں سے ایسے تھے جن سے مسائل کے احکام معلوم کرنے میں رجوع کیا جاتا تھا۔ ہر صحابی یا ہر تابعی کو یہ مقام حاصل نہ تھا۔ اس لئے احکام شرعیہ کو حاصل کرنے میں اور دوسروں کو بتلانے میں فقہی کتابوں کے مطالعے کے ساتھ صاحبِ فہم و ادراک صحیح العقیدہ دینی عالم سے رجوع کرنا بہر حال ضروری ہے غیر عالم عامۃ المسلمین کے لئے قرآن کریم کا یہی حکم ہے۔ فرمایا: ﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۱)

## دنیا کے علم کے عجائبات میں سب سے بڑا عجوبہ فقہ الاسلام ہے

تعلیمات اسلام کی روشنی میں علماء اسلام نے دنیا کو جن علوم سے آشنا کیا ان میں سے علم حدیث، علم اسماء الرجال اور علم فقہ وہ علوم ہیں جن کی کوئی مثال و نظیر نہیں۔ ان علوم کی تدوین میں محققین اسلام نے جو محنتیں، کاوشیں کیں، دور دراز سفر کی جو مشقتیں برداشت کیں اور جس طرح خدمتِ دین کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا اور خالصاً لوجه اللہ دن رات اسی میں لگے رہے یہ بھی اپنی نظیر آپ ہے۔

احکام فقہیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو محیط ہیں۔ افعال و اعمال انسانی کا کوئی فعل ایسا نہیں ہے جس کے لئے فقہ اسلام میں جواز یا عدم جواز کا حکم نہ بیان کیا گیا ہو۔ اگر کسی مسئلہ اجنبی سے متعلق صراحۃً حکم نہ ملے تو ایسے اصول و قواعد ضرور ملیں گے جن کے ذریعہ حکم معلوم کیا جاسکتا ہے۔ فقہ اسلام نے اپنے وسیع مفہوم کے ساتھ عالمی تمدن و معاشرت پر بھی گہرے نقوش قائم کئے ہیں اور ایک بہتر صالح اور فلاحی معاشرہ قائم کیا ہے اور دنیا کی اس کی طرف راہ نمائی کی ہے۔ بہت سے غیر مسلم محققین بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں اور انہوں نے اس کی جامعیت اور ہمہ گیری کا اعتراف بھی کیا ہے۔ جن غیر مسلم اہل علم اور قانون دان محققین نے فقہ اسلامی کی عظمت، جامعیت اور ہمہ گیری کا اعتراف کیا ہے ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔

(۱) فرانسیسی پروفیسر لامیر (۲) پروفیسر لیوی اوکان یہ پیرس کے کالج میں استاد تھے (۳) ڈاکٹر انتریکو اناسیا (۴)

①..... ترجمہ کنز الایمان: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (پ ۴، النحل: ۴۳)

پروفیسر بیور کا زیلی (۵) عظیم عیسائی رہنما فارس الخوری (۶) مشہور مستشرق سانتیلانا (۷) لبنان کے عیسائی عالم سلیم باز (۸) جرمن کے مشہور قانون داں جوزف کوسلر (۹) وائٹا یونیورسٹی کے لاء کالج کے پرنسپل شپرل (۱۰) پروفیسر ومبری (۱۱) امریکن ہارورڈ یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر ہوکنگ اپنی کتاب میں ایک مقام پر لکھتے ہیں: ”میں اپنے آپ کو حق و صداقت پر محسوس کرتا ہوں جب یہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اسلامی شریعت میں وہ تمام اصول و مبادیات موجود ہیں جو ترقی کے لئے ضروری ہیں۔“ یہ کتاب عربی میں ترجمہ ہو کر ”روح السياسة العالیہ“ کے نام سے شائع ہوئی۔ (فقہ الاسلام مصنفہ حسن احمد الخطیب باب ہفتم فصل ہفتم)

## کیا اسلامی فقہ رومی قوانین سے متاثر یا ماخوذ ہے

بعض مستشرقین نے اسلام دشمنی کے اندھے تعصب کا شکار ہو کر یہ الزام تراشا کہ ”اسلامی فقہ رومی قانون سے ماخوذ ہے۔“ اس قسم کے خیالات کا اظہار گولڈزیہر، سانتیلانا، شیرمان اور ایملوس کی تحریروں میں کیا گیا بعد میں دیگر غیر مسلم عیسائی مصنفوں نے بھی اس کو ہوا دی۔ اور اس دعویٰ کو دور از کار، بے سرو پا دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی انہوں نے اس سے یہ تو فائدہ حاصل کیا کہ عیسائی رائے عامہ کو گمراہ کیا لیکن کاغذ کی ناؤ دیر تک باقی نہیں رہ سکتی اور دیر تک چل نہیں سکتی۔ بہت جلد اس دعویٰ کی قلعی کھل گئی اور حقیقت صادقہ صاف صاف سامنے آ گئی۔

(۱) رومی قوانین بقول پروفیسر گین اپنے دور اول میں صرف بارہ تختیوں کی تدوین پر مشتمل تھے۔ پھر یہ وقتاً فوقتاً شہنشاہوں کی خواہشات کے مطابق مختلف ادوار میں تبدیل ہوتے رہے ارتقاء رومی قانون کے مورخین نہایت صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ رومی شہنشاہ جستینان کے دور میں اس پر زوال آیا اور اس شہنشاہ کی وفات ۵۶۵ء کے بعد تو یہ بدترین اضمحلال کا شکار ہوا اور پھر اس کا چراغ ہی بجھ گیا۔ اس کے بعد یہ رومی قانون کلیساؤں میں محدود ہو کر رہ گیا خود اہل یورپ بھی اس سے آشنا نہ رہے تقریباً ساڑھے چار سو سال کے بعد پھر اس کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ (کتاب مبادی قانون روما) یعنی قانون روما چھٹی صدی عیسوی کے نصف آخر سے لے کر گیارہویں صدی کے ربع اول تک گوشہ گمنامی میں رہا جب کہ فقہ اسلامی کی ابتداء ساتویں صدی عیسوی کی دوسری دہائی سے ہوئی اور دسویں صدی عیسوی تک اپنے عروج کو پہنچ کر مکمل ہو گئی اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جو زمانہ رومی قانون کے اضمحلال اور گوشہ گمنامی میں رہنے کا ہے۔ عین وہی زمانہ فقہ اسلامی کی ابتداء، نشوونما اور عروج و کمال تک پہنچنے کا ہے۔ لہذا فقہائے اسلام کا رومی قانون سے واقف ہونے اور استفادہ کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس ایسے تاریخی شواہد موجود ہیں کہ رومی قانون کے علماء نے اس کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں فقہ اسلامی سے استفادہ کیا اور اس کی چاپ رومی قانون میں صاف دکھائی دیتی ہے۔ جرمن مورخ موسہم اپنی کتاب ”تاریخ کلیساء“ میں لکھتا ہے کہ ”پاپائے روم ہربرٹ فرانسسی اپنی تعلیم میں اُنڈلس کے عربوں کی کتابوں اور ان کے مدارس کا مرہون منت ہے۔ وہ ۱۰۳۵ء میں علم حاصل کرنے کے لئے ہسپانیہ گیا

اور وہاں قرطبہ اور اشبیلیہ میں عرب علماء کا شاگرد رہا۔“ تفصیلات بیان کرتے ہوئے وہ آگے لکھتا ہے: ”لہذا انہوں نے یعنی پوپ ہربرٹ اور اس کے ساتھ اندلس میں عرب علماء سے علم حاصل کرنے والے عیسائیوں نے اس وقت جو دیوانی یا فوجداری قوانین فقہ اسلامی سے اخذ کئے یہ وہی قوانین تھے جنہیں انہوں نے جدید رومی قانون سے موسوم کیا تھا۔“ (فقہ اسلام بحوالہ تاریخ کلیساء)

(۲) ”ہدایہ“ کی شرح ”النبہایہ“ کے حواشی میں ابوالولید عبداللہ نے جو بیان کیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے کہ رومی قوانین فقہ اسلامی سے مستفاد ہیں۔ ابوالولید اس حاشیہ میں بیان کرتے ہیں کہ یورپ کے طلباء جو اندلس کے شہر غرناطہ میں تحصیل علم کے لئے آتے تھے فقہ اسلامی کو اپنی زبان میں منتقل کرنے کے لئے بہت سرگرمی کا اظہار کرتے تھے کیونکہ چوتھی و پانچویں صدی ہجری میں ان کے ملکی قوانین بہت خراب تھے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اسلامی قوانین ان کے ممالک میں رائج ہوں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے فقہ اسلامی کو اپنے طور پر مرتب کر لیا تھا اور اپنے ملک کے حالات کے مطابق اس میں تبدیلی کر لی تھی۔ (فقہ الاسلام ۵۲۸)

(۳) ملکن وادیان کا تقابلی مطالعہ کرنے والے علماء مذاہب عالم، مورخین اور اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ قانون روما کوئی مکمل قانون نہیں ہے۔ دور اول میں وہ صرف بارہ تختیوں پر تحریر تھا۔ گیارہویں صدی کی چوتھی دہائی کے بعد اس کی نشاۃ ثانیہ میں اسلامی اثرات سے اس میں توسیع کی گئی رفتہ رفتہ اس کی ضخامت میں اضافہ ہوا پھر بھی وہ جملہ حقوق انسانی اور اس کی قانونی ضرورتوں کا کفیل نہ ہو سکا نہ آج تک اس میں اتنی وسعت پیدا ہو سکی کہ وہ انسانی معاشرہ کی جملہ انواع و اقسام اور عدل و انصاف کے جملہ تقاضوں کو پورا کر سکے اور انفرادی و اجتماعی حقوق انسانی کا تحفظ کر سکے۔ وہ ایک محدود دائرے میں محدود ہے جس میں انسانی زندگی کی وسیع تر ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس کے مقابلے میں فقہ اسلامی ایک بحرنا پیدا کنار ہے جس میں انسانی زندگی کے جملہ امور و معاملات خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی و جماعتی حیات سے متعلق ہوں یا موت سے، صحت و تندرستی سے متعلق ہوں یا امراض و اسقام اور ادویات و معالجات سے، حکومت و مملکت سے متعلق ہوں یا رعایا اور محکوموں سے، جنگوں سے متعلق ہوں یا صلح و امن سے، مفاد عامہ سے ان کا تعلق ہو یا شخصی و ذاتی مفاد سے یا طہارت جسم، طہارت نفس اور طہارت فکر و خیال سے، غرض ہر شے کے فقہ اسلامی میں احکام بیان کئے گئے ہیں اور کسی بھی چیز کو چھوڑا نہیں گیا ہے۔ یہ خصوصیت و امتیاز قوانین روما کو کہاں حاصل ہے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ قرآن و حدیث کی اپنی ایک زبان ہے۔ اپنا مخصوص انداز بیان ہے۔ اپنی اصطلاح ہے جو کسی دوسرے سے نہ مستعار ہے نہ مستفاد۔ رومی قوم قانون اور قوانین کا لفظ استعمال کرتی ہے جب کہ قرآن و حدیث اس لفظ کو

استعمال نہیں کرتے قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں کہیں یہ لفظ استعمال نہیں کیا گیا بلکہ اس کی بجائے وہ اپنی اصطلاح استعمال کرتا ہے اور وہ ہے احکام، امر و نہی، حرام و حلال، اثم و معصیت اور حدود و شعائر و شرائع وغیرہا، فقہ اسلامی نے بھی قرآن و احادیث کی ان ہی اصطلاح کو استعمال کیا ہے۔ یہ سب کچھ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ فقہ اسلامی قوانینِ روم سے قطعاً مستفاد نہیں۔ یہ مستشرقین کا خود ساختہ خیال ہے اور اس خیال کے پردے میں وہ اپنی چوری اور کمزوری کی پردہ پوشی کرنا چاہتے ہیں۔

## کتاب لکھنے کا مقصد

(۱) میں نے اس کتاب میں کوشش کی ہے کہ میں علماء فقہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کروں کہ انہیں مسائل بیان کرتے وقت اور کسی استفتاء کا جواب لکھنے میں کن کن امور کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور یہ کہ مسائل شرعیہ بیان کرنے اور فتویٰ نویسی کے لئے معیار علم کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ انہیں ان اکابر فقہاء و مجتہدین کی عظیم شخصیتوں کی معرفت بھی حاصل ہونی چاہئے جن کے اقوال و تصنیفات مستند اور مفتی بہا ہیں اور جن پر اعتماد کیا جاتا ہے اس سلسلے میں میں نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت و فضائل کو خاص طور سے بیان کیا ہے اور ان کے معتد تلامذہ اور ان کی مستند تصنیفات سے بھی روشناس کرا دیا ہے۔

(۲) قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ وہ ﴿تَبَيَّنَّا الْكَلِمَ الشَّيْءَ﴾<sup>(۱)</sup> ہے یعنی اس میں ہر شے کا بیان ہے اور یہ کہ دین

و دنیا کی تمام خشک و تر چیزوں کا بیان قرآن میں ہے۔ ﴿وَلَا تَرْتَابَ وَلَا يَآبِسُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾<sup>(۲)</sup>

اس سلسلہ میں، میں نے کوشش کی ہے کہ اس امر کی وضاحت کروں کہ ہمارے اکابر فقہائے کرام خصوصاً مجتہدین فقہ نے فقہ اسلام مدون و مرتب فرما کر قرآن مجید کے اس دعویٰ کو بقدر استطاعت ثابت کر دیا ہے۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں طاقت بشری کے مطابق شمار و اندازہ سے زیادہ اتنے مسائل و احکام بیان کر دیئے ہیں کہ کوئی چیز بیان کرنے سے رہ نہیں گئی ہے۔ انہوں نے مسائل شرعیہ و فقہیہ میں اتنی کثیر تعداد میں اور اتنی ضخیم اور جامع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن کی صحیح تعداد بھی شمار میں نہیں پھر ان میں اتنے کثیر مسائل بیان فرما دیئے ہیں جن کا نہ کوئی شمار نہ حد و نہایت، اُمتِ مسلم ان کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ فَجَزَاهُمْ اللَّهُ خَيْرَ الْجَزَا صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے مستقبل میں پیش آنے والے ممکنہ اور جدید مسائل کا حکم شرعی معلوم کرنے کے لئے قرآن کریم اور احادیث شریفہ کی روشنی میں کچھ ایسے اصول کلیہ مرتب فرما دیئے جن سے علمائے دین جدید مسائل کا علم حاصل کر سکیں۔ ان کی تعداد بھی سینکڑوں میں ہے میں نے علمائے فقہ کے لئے ان میں سے

①..... ترجمہ کنز الایمان: (اس قرآن پاک میں) ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (پ ۱۴، النحل: ۸۹)

②..... ترجمہ کنز الایمان: اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔ (پ ۱۷، الانعام: ۵۹)

کچھ بیان کئے ہیں تاکہ ہمارے علماء کو سہولت ہو اور یہ سب کچھ فیضان ہے میرے اساتذہ خصوصاً حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اور میرے اکابر کا جن کے فیوض و برکات سے میں اس قابل ہو سکا کہ یہ تصنیف پیش کر سکوں ورنہ ”من آثم کہ من دائم“ (3)۔

اصحابِ علم و علمائے کرام سے گزارش ہے کہ اس تصنیف میں میری کم مائیگی اور بے بضاعتی کی وجہ سے جو کوتاہیاں اور خامیاں ہوں ازراہ کرم ان پر مجھے مطعون نہ کریں اور ہدفِ ملامت نہ بنائیں بلکہ اخلاص کے ساتھ اصلاح فرمادیں اور میرے لئے دعائے خیر و استغفار فرمائیں ربِّ کریم انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَظِيمِ إِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَإِلَيْهِ مَابٌ  
وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ  
وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ  
وَعَلَى جَمِيعِ عُلَمَاءِ أُمَّتِهِ أَجْمَعِيْنَ آمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

الْفَقِيْرُ الْعَبْدُ إِلَى اللَّهِ الصَّمَدِ

العبد الضعيف ظهير احمد زیدی القادری

ابن السید دائم علی زیدی غفرلہ ولوالدیہ

متوطن قصبہ گلینہ ضلع بجنور محلہ سیدواڑہ ساکن حال

بیت السادات دودھ پور علی گڑ

مورخہ ۱ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۹۱ء یوم چہار شنبہ

①..... فارسی محاورہ ہے جس کا مطلب ہے کہ ”میں اپنے بارے میں جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں۔“

## جنتی اعرابی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! ایسے عمل کی طرف میری راہنمائی فرمائیے کہ جب میں وہ عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟“ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور فرض نماز ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو۔“ یہ سن کر اعرابی نے کہا ”اس ذات پاک کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں اس پر زیادتی نہ کروں گا۔“ پھر جب وہ اعرابی لوٹا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔“ (صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، الحدیث: ۱۳۹۷، ج ۱، ص ۴۷۲)

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ آمَنَّا بَعْدُ:

### اسلام اور علم کی اہمیت

دنیا کے تمام ملکن و اڈیان میں صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس کو یہ فخر و شرف حاصل ہے کہ اس نے اپنے ہر ماننے والے کے لئے علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ سب سے پہلی وحی جو رسول کل و سید اکائنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی اس کا پہلا لفظ یہی ہے۔ اقرأ (پڑھو) یعنی علم حاصل کرو۔ پہلی وحی یہ ہے۔

﴿ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ ﴾<sup>(۱)</sup>

ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا فرمایا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا پڑھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھادیا جو نہ جانتا تھا۔

آیت کریمہ کا ایک ایک لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ اسلام میں علم کی اہمیت کس درجہ ہے کہ ایک ہی مقام پر دو بار علم حاصل کرنے کا حکم دیا پھر اس احسان کا اظہار فرمایا کہ یہ اس کا کرم ہے اس نے انسان کو علم بھی عطا فرمایا اور لکھنا بھی سکھایا۔ علم حاصل کرنے کا حکم دینے کے بعد قرآن نے دیگر جگہ علم حاصل کرنے والوں اور اہل علم کی عظمت و فضیلت بیان فرمائی اور جہالت کی سخت مذمت بیان فرمائی صاف صاف الفاظ میں فرمادیا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ فرمایا:

﴿ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ ﴾<sup>(۲)</sup>

کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔

مطلب یہ کہ ہرگز ہرگز عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ جاہل تو کندہ ناتراش ہے اور علماء کو کتاب الہی اور انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث بنایا گیا ہے۔

1..... "صحیح البخاری"، کتاب التفسیر، سورۃ (اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ)، باب ۱، الحدیث: ۴۹۵۳، ج ۳، ص ۳۸۴.

پ ۳۰، العلق: ۱-۵.

2..... پ ۲۳، الزمر: ۹.

قرآن فرماتا ہے:

﴿لَمْ أَوْسَأْ الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾<sup>(۱)</sup>

ترجمہ: پھر ہم نے اپنے منتخب اور چنیدہ بندوں کو قرآن کا وارث بنایا۔

یعنی کہ اولاً کتاب ہم نے اپنے پیارے رسول اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی اور انہیں ماکان وما یکون کا علم<sup>(۲)</sup> عطا فرمایا۔ پھر آپ کے بعد ہم نے اپنی کتاب کا وارث ان کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ" بے شک علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتی ان کی وراثت تو علم الہی اور علم دین ہے تو جو اسے پالے گا وہ علم کا بڑا حصہ پالے گا۔<sup>(۳)</sup> ایک اور مقام پر قرآن پاک میں فرمایا۔

﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾<sup>(۴)</sup>

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان لانے والوں کو اور ان ایمان والوں کو جو تم میں سے علم دیئے گئے درجوں بلند فرماتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایمان لانے کا دار و مدار بھی علم و معرفت ہی پر ہے اور پھر ایمان لانے کے بعد مزید علم حاصل کرنا درجوں بلند ہونے کا سبب ہے یہ رفعت و بلندی، یہ عظمت و فضیلت ہرگز کسی جاہل، بے علم و بے شعور کا نصیب نہیں ہو سکتی۔ ان آیات کریمہ کی تشریح میں علم کی اہمیت کے اظہار کے لئے نیز ایک مسلمان کو سچا اور پختہ مسلمان ہونے کے لئے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ<sup>(۵)</sup> وَمُسْلِمَةٌ عِلْمٌ حَاصِلٌ كَرْنَا هَرِ مُسْلِمَانِ مُرْدَاوَرِ عَوْرَتِ پَرِ فَرَضِ عَيْنِ ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: اَطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ<sup>(۶)</sup> علم حاصل کرو پیدائش سے لے کر قبر میں جانے تک۔

اور فرمایا: اَطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصَّيْنِ<sup>(۷)</sup>

- ۱..... پ ۲۲، فاطر: ۳۲۔
- ۲..... یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا اس کا علم۔
- ۳..... "جامع الترمذی"، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه... إلخ، الحدیث: ۲۶۹۱، ج ۴، ص ۳۱۲۔
- ۴..... پ ۲۸، المجادلۃ: ۱۱۔
- ۵..... "سنن ابن ماجہ"، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء إلخ، الحدیث: ۲۲۴، ج ۱، ص ۱۴۶۔
- ۶..... ہمیں یہ روایت بطور حدیث رسول کہیں بھی نہیں ملی، البتہ روح البیان میں "وارد ہوا ہے" کے الفاظ کے ساتھ موجود ہے، لیکن "وارد ہوا ہے" کے الفاظ سے حدیث کا اشارہ نہیں ملتا لہذا اسے حدیث رسول نہ کہا جائے۔... علمیه "روح البیان"، الجزء الخامس عشر، سورة الکہف، تحت الآیة: ۶۶، ج ۵، ص ۲۷۴۔
- ۷..... "جامع الصغیر"، الحدیث: ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ص ۷۲۔



علم حاصل کرو چاہے تمہیں اس کے لئے چین تک جانا پڑے۔

ان تمام آیات اور احادیث سے بلاشک و شبہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے علم حاصل کرنے کو ہر چیز پر ترجیح دی ہے اور اسلام قطعاً یہ اجازت نہیں دیتا کہ کوئی بھی مسلمان خود کو علم سے محروم رکھے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سا علم ہے جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے اور جس کو حاصل کرنے کا پیدائش سے لے کر موت تک حکم دیا گیا ہے اور اگر اس کے حصول میں چین جیسے دور دراز ملک میں جانے کی مشقت اور تکلیف بھی اٹھانا پڑے تو ضرور اٹھائے مگر علم حاصل کرے۔ ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تمام علوم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ کیونکہ اول تو علوم کی تعداد ہی شمار سے باہر ہے پھر ہر علم کی وسعت اس قدر ہے کہ اس کا احاطہ ناممکن، تو اگر تمام علوم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا جائے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہوگی، یعنی یہ ایسا حکم ہوگا جس کا پورا کرنا انسان کی طاقت و قدرت سے باہر ہوگا اور شریعت ہر گز ہر گز کوئی ایسا حکم نہیں دیتی جو انسان کی قوت و استطاعت سے باہر ہو۔ نہ ہی اس حکم کا یہ مطلب ہے کہ علم حاصل کرو خواہ وہ کوئی سا بھی علم ہو کیونکہ بہت سے علم ایسے ہیں جن کا حاصل کرنا شریعت حرام یا ناجائز قرار دیتی ہے۔ بلکہ بعض علم ایسے ہیں جن کا حاصل کرنا کفر ہے۔ یعنی جو علوم انسان کو گمراہی کی طرف لے جائیں فسق و فجور اور معصیت الہی میں مبتلا کریں، ان کا حاصل کرنا سخت حرام ہے اور جو علوم انکار خدا اور کفر و الحاد وغیرہ میں مبتلا کر دیں، ان کا حاصل کرنا کفر ہے۔ تو حدیث پاک میں جس علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض قرار دیا ہے اس سے مراد نہ کلی علوم ہیں اور نہ یہ کہ کوئی سا بھی علم حاصل کرو تو لازمی طور سے اس علم سے وہی علم مراد ہو سکتا ہے جو انسان کو حق و صداقت کی طرف لے جائے۔ شرک و کفر اور ہر قسم کی گمراہی سے بچائے اور اللہ کا فرمانبردار اور اطاعت شعار بندہ بنائے کیونکہ اسلامی تعلیمات اور بعثت و رسالت کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسان اپنے خالق کو پہچانے، اس کی وحدانیت کا اقرار کرے، کفر و شرک اور ہر قسم کی گمراہی و معصیت سے بچے، اپنے رب کے احکام سے واقفیت حاصل کرے تاکہ ان پر عمل کر کے اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرے اور انسانی معاشرت کو پاک و صاف بنائے اور ایسا علم سوائے علم شریعت و علم دین کے کوئی دوسرا علم نہیں ہو سکتا۔ اس تشریح سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جو علم حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے وہ صرف علم دین ہے باقی علوم فرض کا درجہ نہیں رکھتے۔ اگر وہ گمراہی کی طرف نہیں جاتے تو ان کا حاصل کرنا جائز ہے، جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ علم دین حاصل کرنے والوں کی فضیلت میں بہت سی احادیث ہیں۔ ”مشتے نمونہ از خروارے“ یہ چند احادیث بیان کی جاتی ہیں۔<sup>(۱)</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

..... یعنی علم کی فضیلت میں احادیث بہت کثرت سے وارد ہوئی ہیں لیکن یہاں بطور نمونہ چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ

جس نے تلاش علم کی راہ اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان فرمادے گا۔ رواہ مشکوٰۃ (1)

حضرت ابوودرداء کی روایت میں اس حدیث میں مزید تفصیل ہے اس میں مذکورہ بالا حدیث کے ساتھ یہ بھی روایت ہے کہ ”ملائکہ علم حاصل کرنے والے کی رضا اور خوشی کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کی تہ کی مچھلیاں بھی اس کے لئے دعائے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی عظمت اور علوم مرتبت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے ماہ تمام کو باقی تمام ستاروں پر۔“ (2)

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ

عالم کو عابد پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی مجھے تمہارے کمتر درجے کے آدمی پر۔ رواہ مشکوٰۃ (3)

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو (4) رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ

وسلم نے فرمایا:

الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ آيَةٌ مُحْكَمَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهَوَ فَضْلٌ (5)

یعنی یہ کہ علم دین تین چیزیں ہیں: (1) قرآن پاک کی آیات محکمہ جو منسوخ نہیں ہیں (2) صحیح و ثابت شدہ احادیث (3) وہ احکام جو قیاس و اجتہاد سے مستنبط ہوں اور جو ان کے علاوہ علوم ہیں وہ مذبذب ہیں۔ یعنی علم دین اور علم شریعت تو یہی تین علوم ہیں۔ رہے دیگر علوم تو ان کا حاصل کرنا اگر جائز بھی ہو وہ علم شریعت میں داخل نہیں مذبذب میں شامل ہیں کہ اگر کسب معاش کے لئے کوئی علم حاصل کیا جائے اور اس کا حاصل کرنا شرعاً ممنوع نہ ہو اور وہ حاصل کیا جاتا ہے، وہ ایک مذبذب ہے۔ ان تفصیلات سے ان حضرات کی یہ غلط فہمی دور ہونی چاہیے کہ حدیث: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ (6) میں طلب العلم سے مراد کوئی سا بھی علم حاصل کرنا ہے اگر ایسا ہو تو پھر قرآن پاک کا نزول اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

①..... سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الحدیث ۲۲۳، ج ۱، ص ۱۴۵.

②..... ”جامع الترمذی“، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العباد، الحدیث: ۲۶۹۱، ج ۴، ص ۳۱۲.

③..... المرجع السابق، الحدیث: ۲۶۹۴، ج ۴، ص ۳۱۳.

④..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”عبد اللہ بن عمرو“ رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا ہوا تھا، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ”ابوداؤد اور ابن ماجہ“ میں

”عبد اللہ بن عمرو“ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

⑤..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب السنۃ، باب إجتنب الرأی والقیاس، الحدیث: ۵۴، ج ۱، ص ۴۱.

و ”سنن ابی داؤد“، کتاب الفرائض، باب (ما جاء) فی تعلیم الفرائض، الحدیث: ۲۸۸۵، ج ۳، ص ۱۶۴.

⑥..... ”المعجم الکبیر“، الحدیث: ۱۰۴۳۹، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

و ”روح البیان“، الجزء الحادی عشر، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ ۱۲۲، ج ۳، ص ۵۳۶.

کے ارشادات یعنی ذخیرہ حدیث بے مقصد ہو کر رہ جائیں گے کیونکہ نزول قرآن کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچیں ارشادات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی تشریح و عملی تفسیر بیان کریں تاکہ امت ان کا علم حاصل کرے اور ان پر رضائے الہی حاصل کرنے کے لئے عمل پیرا ہو۔

### فقہ کیا ہے؟

لغت میں فقہ کے معنی ہیں کسی شے کا جاننا پھر یہ لفظ علم الشریعہ کے ساتھ خاص ہو گیا۔ علماء اصول کی اصطلاح میں علم فقہ کی تعریف یہ ہے کہ فقہ وہ علم ہے جس میں احکام شرعیہ فرعیہ کا علم ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ حاصل کیا جائے اور فقہاء کے یہاں علم فقہ کی جو تعریف بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ علم فقہ نام ہے احکام شرعیہ اور مسائل شرعیہ کا علم حاصل کر کے ان کو حفظ کر لینا اور اہل حقیقت و معرفت نے علم فقہ کی تعریف ان لفظوں میں بیان فرمائی ہے کہ علم فقہ کا مطلب ہے علم احکام شریعت کو عمل میں لانا۔ بقول سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ کے فقیہ تو وہی ہے جو دنیا سے اعراض کرے اور آخرت کی طرف راغب ہو اور اپنے عیوب پر نظر رکھے۔<sup>(۱)</sup> (در مختار و رد المحتار)

### فقہ کی ضرورت

فقہ کی تعریف سے یہ امر واضح ہو گیا کہ فقہ کا مطلب احکام و مسائل شریعت سے واقفیت حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت فقہ ہر مسلمان کی بنیادی ضرورت ہے۔ سید الکل، ختم الرسل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد بخت ہی میں اللہ عزوجل نے اس طرف شاہ فرمایا:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۗ ﴿۲﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین پر یہ احسان عظیم فرمایا کہ ان میں انہیں کے نفوس میں سے ایک عظمت والا رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے (یعنی احکام الہیہ بیان کرتا ہے) اور ان کا تزکیہ نفس فرماتا ہے اور ان کو کتاب (یعنی قرآن پاک) اور حکمت و دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔

مطلب یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم خاص سے مومنین پر یہ انعام و احسان فرمایا کہ اپنے احکام و مرضیات اور اپنی کتاب و حکمت کی تعلیم کے لئے اپنا ایک عظمت والا رسول بھیجا تاکہ وہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کے احکام بیان فرمائے اور

① ..... "الدر المختار" و "رد المختار"، المقدمة، ج ۱، ص ۹۷، ۱۰۰.

② ..... پ ۴، آل عمران: ۱۶۴.

ان پر عمل کرا کے تمہارے نفوس کو پاکیزہ تر بنائے۔ اور احکامِ الہیہ کے جاننے کا نام ہی فقہ ہے اس آیتِ کریمہ میں اللہ عزوجل نے مقصدِ رسالت کی وضاحت کے ساتھ آپ کی مقدس ذات کی عظمت و رفعت کو بھی بیان فرمایا جس کا اظہار لفظ ”مَنْ“ سے ہوتا ہے۔ دوسری آیت میں تمام امت کو یہ حکم دیا کہ ﴿ وَمَا أَسْأَلُكُمْ النَّاسُ لِيُكْفُرُوا لَكُمْ وَأَسْأَلُكُمْ لِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلِيُحِبُّوا آلَ مُحَمَّدٍ وَرَسُولَهُ ﴾ (1) جو کچھ تمہیں عظمت والے رسول دیں وہ لے لو (یعنی اس پر عمل کرو) اور جس چیز سے یہ تمہیں روکیں منع فرمائیں اس سے باز رہو (یعنی اس پر عمل نہ کرو اس سے رک جاؤ)۔

اس آیت سے بھی مراد احکامِ الہی ہی ہیں اور انہیں کا دوسرا نام علمِ فقہ ہے۔ ایک جگہ قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کر کے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ﴾ (2)

اے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے تمہارے رب کی طرف سے تم اس کی تبلیغ کرو یعنی دوسروں تک پہنچا دو اور اگر تم نے یہ نہ کیا اور پیغامِ الہی کو امت تک نہ پہنچایا تو تم نے کارِ رسالت کو (3) انجام نہ دیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور سید اکائین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت و تشریف آوری کو احسانِ عظیم قرار دیا اور احکامِ الہی اور کتاب و حکمت کی تعلیم اور ان پر عمل کر کے تزکیہٴ نفس کرنا مقصدِ رسالت بیان فرمایا۔ امت کو حکم دیا کہ وہ آپ کی تعلیمات کو حاصل کرے اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہے پھر جو ان احکامِ الہیہ پر عمل کرے آپ کی اتباع اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اس کے لئے فوزِ عظیم کی خوشخبری سنائی فرمائی:

﴿ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴾ (4)

اور جو اللہ صل و ملا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و فرمانبرداری کرے تو اس نے عظیم کامیابی حاصل کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ علمِ فقہ حاصل کیے بغیر نہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جاسکتی ہے نہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمانبرداری اور اتباع کی جاسکتی ہے نہ حکمت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ تزکیہٴ نفس، اس لئے علمِ فقہ تمام امت کے لئے ایک لازمی ضرورت ہے جو اسے حاصل کرے گا وہ فائز المرام ہوگا اور جو اس سے جاہل و نابلد رہے گا اسے اپنے ایمان کو قائم رکھنا اور اس کی

② ..... پ ۶، المائدہ: ۶۷۔

① ..... پ ۲۸، الحشر: ۷۔

③ ..... یعنی رسالت کے کام کو۔

④ ..... پ ۲۲، الأحزاب: ۷۱۔

حفاظت کرنا بھی مشکل ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ لازمی طور پر فقہ کا علم حاصل کرے گل نہ سہی تو بقدر ضرورت ہی فقہ کا علم حاصل کرے تاکہ اپنے ایمان کا تحفظ تو کر سکے۔

### علم فقہ کی فضیلت

علماء کرام فرماتے ہیں کہ کتب فقہ کا مطالعہ کرنا قیام اللیل سے (1) بہتر ہے۔ (2) (خلاصہ از درمختار) صاحب ملتقط نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ انسان کو سب سے پہلے حلال و حرام اور احکام شرعیہ و مسائل فقہیہ کا علم حاصل کرنا چاہیے اس کے مقابلے میں اسے دیگر علوم کو ترجیح نہیں دینی چاہیے صرف ان ہی میں انہماک مناسب ہے۔ (3)

تمام علوم میں علم فقہ ہی اپنے وسیع مفہوم کے ساتھ اشرف و اعلیٰ ہے۔ کسی صاحب ذوق نے کیا خوب کہا ہے۔

إِذَا مَا اعْتَزَ ذُو عِلْمٍ بِعِلْمٍ      فَعِلْمُ الْفِقْهِ أَوْلَىٰ بِاعْتِرَازِ  
فَكَمْ طَيْبٍ يُفُوحٌ وَلَا كَمِسْكٍ      وَكَمْ طَيْرٍ يَطِيرُ وَلَا كَبَازِي (4)

مطلب:

جب کوئی ذی علم کسی علم سے عز و شرف حاصل کرنا چاہے تو صرف علم فقہ ہی کو یہ عظمت حاصل ہے کہ اس سے عز و شرف حاصل کیا جائے کیونکہ خوشبوئیں تو ساری مہکتی ہیں لیکن مشک جیسی کوئی خوشبو نہیں اور پرندے تو سب ہی اڑتے ہیں لیکن ہر ایک کا اڑنا باز جیسا نہیں ہے۔

علم فقہ کی عظمت و فضیلت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی اور اس کو لفظ ”خیر“ سے تعبیر فرمایا جو کسی شے کی مدح میں ایک جامع اور وسیع المفہوم لفظ ہے فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ ﴾ (5)

یعنی جس کو حکمت دی گئی اسے یقیناً خیر کثیر عطا کی گئی۔ ارباب تفسیر نے لفظ حکمت کی تفسیر فقہ سے فرمائی ہے اس تفسیر کی روشنی

①..... یعنی رات کی عبادت سے۔

②..... ”الدرالمختار“، المقدمة، ج ۱، ص ۱۰۱۔

③..... ”الملتقط“، کتاب المخارج، باب الفوائد والحکایات، ص ۴۵۹۔

④..... ”الدرالمختار“، المقدمة، ج ۱، ص ۱۰۳۔

⑤..... پ ۳، البقرہ: ۲۶۹۔

میں علم فقہ خیر کثیر ہے اور فقہائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے خیر کثیر سے نوازا ہے حضور شافع یوم النشور، شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (۱) اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے۔ علامہ ابن نجیم "الاشباہ والنظائر" میں فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بندوں سے ہر شے کے بارے میں سوال کیا جائے گا لیکن علم نافع جو موصل الی اللہ ہو اور حسن نیت اور اخلاص عمل کے ساتھ آفات نفس سے بچنے کے لئے حاصل کیا گیا اور اس کے بارے میں کوئی سوال نہ ہوگا کیونکہ وہ خیر محض ہے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کو اٹھائے گا پھر علماء کو اٹھائے گا پھر فرمائے گا: اے علماء میں نے تمہیں اپنا علم نہیں دیا مگر اس لئے کہ میں تمہیں جانتا تھا اور میں نے تمہیں اپنا علم اس لئے نہیں دیا کہ میں تمہیں عذاب دوں۔ جاؤ میں نے تم سب کو بخش دیا۔ (۳)

یہ وہ لوگ ہیں جن کا علم و عمل خالصتاً لوجہ اللہ ہے اور جنہوں نے ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (۴) کے مقتضی کو سمجھا اور اس پر عمل فرمایا۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایسے علماء صالحین سے قیامت میں ان کے علم سے متعلق سوال اس لئے بھی نہ ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعا کرنے کا حکم دیا ﴿رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (۵) اے رب تو مجھے علم عظیم عطا فرما کر درجات بلند فرما۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے حبیب سے اور آپ کی اتباع میں آپ کی امت سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کا طالب ہے اس لئے یہ اس کی شان کرم نہیں ہے کہ یہ حکم دینے کے بعد پھر علماء سے ان کے علم کے بارے میں سوال کرے۔ اس لئے فقہ کی مدح و ثناء اور اس کی فضیلت میں کہا گیا ہے۔

وَحَيْرُ عُلُومٍ عِلْمٌ فَقْدِ لَانَهُ يَكُونُ إِلَى كُلِّ الْعُلُومِ تَوْسُلًا  
فَإِنَّ لَفَقِيهَا وَاجِدَ أَمْتَوَرَعَا عَلَى أَلْفِ ذِي زُهْدٍ تَفْضُلَ وَاعْتَلَى (۶)

ترجمہ: تمام علوم کے مقابلہ میں علم فقہ ہی سب سے بہتر علم ہے کیونکہ یہی علم تمام عظمتوں اور بلند یوں کے لئے وسیلہ و

①..... "صحیح البخاری"، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ... إلخ، الحدیث: ۷۱، ج ۱، ص ۴۲.

②..... "الاشباہ والنظائر"، الفن الثالث: الجمع والفرق، فائدہ: کل شیء یسأل عنہ... إلخ، ص ۳۳۸.

③..... "المعجم الأوسط"، الحدیث: ۴۲۶۴، ج ۳، ص ۱۸۴.

و "إحیاء علوم الدین"، کتاب العلم، الباب الأول فی فضل العلم... إلخ، ج ۱، ص ۲۲،

④..... پ ۳۰، البینة: ۵.

ترجمہ کنز الایمان:۔ اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے۔

⑤..... پ ۱۶، طہ: ۱۱۴.

ترجمہ کنز الایمان:۔ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

⑥..... "الدر المختار"، المقدمة، ج ۱، ص ۱۰۳.

ذریعہ ہے بلاشبہ ایک صاحب ورع و تقویٰ فقیہ ہزار عابدوں، زاہدوں پر فضیلت و بلندی رکھتا ہے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو علم و معرفت کی عظمتوں کے حامل ہیں:

مَا الْفَضْلُ إِلَّا لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ عَلَى الْهُدَى لِمَنْ اسْتَهْدَى أَذْلَاءُ  
وَوَزْنُ كُلِّ امْرِئٍ مَا كَانَ يُحْسِنُهُ وَالْجَاهِلُونَ لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَعْدَاءُ  
فَقُزِبِ عِلْمٌ وَلَا تَجْهَلُ بِهِ أَبَدًا النَّاسُ مَوْتَى وَأَهْلُ الْعِلْمِ أَحْيَاءُ<sup>(۱)</sup>

**مطلب:**

فضل و شرف تو صرف علمائے شریعت کے لئے ہی ہے کیونکہ یہی علماء رشد و ہدایت چاہنے والوں کی ہدایت کے راہ نما ہیں۔ ہر شخص کی قدر و قیمت اس کے حسن عمل سے ہے اور جاہل و بے علم لوگ اہل علم کے دشمن ہیں۔ پس تم حصول علم میں کامیابی حاصل کرو اور جہالت سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ اہل علم حیاتِ ابدی پاتے ہیں اور جاہل عوام بحالتِ زندگی بھی مردہ ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”احیاء العلوم“ میں فرماتے ہیں حضور علیہ السلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ”حکمت (یعنی تَفَقُّهُ فِي الدِّينِ) اہل شرف کے شرف کو بڑھاتی ہے غلام کا درجہ بلند کرتی ہے اور اسے شاہوں کی مجلسوں میں بشہادت دیتی ہے۔“<sup>(۲)</sup> اور یہ بھی ایک مشہور مقولہ ہے: لَوْلَا الْعُلَمَاءُ لَهَلَكَ الْأَمْرَاءُ<sup>(۳)</sup> اگر علماء نہ ہوتے تو امراء ہلاک ہو جاتے۔ مطلب یہ کہ امراء جب اپنی انانیت، امارت اور حکومت کے زعم میں اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی اور خواہش نفس کی پیروی میں کفر و ضلالت کا راستہ اختیار کرتے ہیں اس وقت علماء حق ہی انہیں اس سے روکتے ہیں اور عذابِ آخرت سے انہیں بچاتے ہیں۔

### شرعی اور فقہی اعتبار سے علم کی اقسام

شرعی نقطہ نگاہ سے حصول علم کی کئی قسمیں ہیں۔ پہلی قسم تو وہ علم ہے جس کا حاصل کرنا شریعت میں ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض عین ہے جیسے عقائد اسلام کا علم کہ اگر وہ اسلام کے ضروری عقائد کو نہ جانے گا جو کہ اسلام کی بنیاد ہیں تو وہ کس طرح اسلام پر قائم رہے گا اور جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جو اسلام کے پانچ ارکان سے ہیں ان پر عمل کرنے کے لئے ان کے فرائض و واجبات اور ضروری مسائل کا علم، یہ علم کہ شریعت میں حلال کیا ہے اور اس چیز کا علم کہ کن کن چیزوں سے دین ختم اور برباد ہو جاتا ہے تاکہ ایسی چیزوں سے بچے اور دور رہے اور فرائض و واجبات کی ادائیگی صحیح طریقہ سے انجام دے اور متشابہات میں مبتلا نہ ہو

①..... "الدر المختار"، المقدمة، ج ۱، ص ۱۰۵.

②..... "احیاء علوم الدین"، کتاب العلم، الباب الأول فی فضل العلم... إلخ، ج ۱، ص ۲۰.

و"حلیۃ الأولیاء"، الحدیث: ۸۲۳۵، ج ۶، ص ۱۸۵.

③..... "الدر المختار"، المقدمة، ج ۱، ص ۱۰۶.

جیسا کہ ”تبیین“ میں ہے کہ ”بلاشک و شبہ اسلام کے بنیادی ارکان خمسہ کا علم حاصل کرنا فرض عین ہے اور علم الاخلاص کا حاصل کرنا بھی کیونکہ عمل کے صحت و ثواب کا دار و مدار اسی پر ہے اسی طرح حلال و حرام اور ریاء و سمعہ کا علم بھی کیونکہ اگر عمل میں ریاء شامل ہو جائے تو ہر عبادت بے روح اور عابد ثواب سے محروم ہو جاتا ہے اور عجب (۱) وغرور اور حد کا علم حاصل کرنا بھی فرض عین کیونکہ یہ چیزیں بھی اعمال کو سوخت اور ضائع کر دیتی ہیں اور بیع و شرا کا علم، (۲) نکاح و طلاق اور دیگر معاملات کا علم ان لوگوں کو حاصل کرنا ضروری ہے جو ان معاملات سے متعلق ہوں اور محرّمات الفاظ کا علم اور کفریہ کلمات کا علم بھی حاصل کرنا ضروری ہے۔“ فرماتے ہیں: بخدا یہ اہم ترین چیز ہے اس زمانے میں محرّمات الفاظ اور کفریہ کلمات کا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اب عوام بلا خوف و بلا ہجک ایسے الفاظ اور ایسے جملے بے تکلف بول دیتے ہیں جو انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اور وہ اپنی غفلت، لاعلمی اور بے توجہی سے ان کی خطرناکی کو نہیں سمجھتے اور اپنا ایمان ضائع کر بیٹھتے ہیں اس لئے احتیاط کا تقاضا ہے کہ وہ روزانہ ہی اپنے ایمان کی تجدید کر لیا کریں کہ کہیں لاعلمی میں کوئی کفریہ کلمہ یا کفریہ عمل کا صدور تو نہیں ہو گیا۔ (۳)

### دوسری قسم:

علم کی وہ ہے جس کا حاصل کرنا شریعت میں فرض کفایہ ہے یعنی جس کا حاصل کرنا اور بجالانا ضروری تو ہو مگر ہر فرد پر نہیں یعنی یہ ضروری نہیں کہ ہر آدمی کرے بلکہ اگر کچھ لوگ بھی اسے کر لیں گے تو مقصود حاصل اور فرض کی ادائیگی ہو جائے گی، باقی لوگ گنہگار اور تارک فرض نہ ہوں گے۔ ”تبیین“ میں فرض کفایہ کی یہ تشریح کی گئی ہے کہ فرض کفایہ وہ علم ہے کہ انسانی معاشرت اور امور دنیا کو قائم رکھنے میں اس سے استغناء و صرف نظر نہ کیا جاسکے جیسے علم طب، علم لغت، علم قرأت، اسناد احادیث کا علم، وصایا وراثت کی تقسیم، کتابت، معانی و بدیع و بیان، معرفت، نسخ و منسوخ اور علم عام، خاص، نص اور ظاہر کا، یہ علوم تفسیر و حدیث کے لئے ضروری ہیں۔ ایسے ہی علم الاثار و الاخبار، علم اسماء الرجال، (۴) علم اسماء صحابہ ان کے فضائل اور ان کے عدالت فی الروایۃ، ان کی عمریں اور علوم صنعت و حرفت، فلاح و کاشت و غیر ہا یہ تمام علوم فرض کفایہ میں داخل ہیں۔ (۵)

### تیسری قسم:

علم کی وہ ہے جس کا حاصل کرنا شرعاً مندوب و مستحسن ہے اور وہ ہے فقہ میں تبحر و مہارت پیدا کرنا اور اس پر عبور حاصل کرنا، اور علم القلب میں مہارت پیدا کرنا۔ تبصر فی الفقہ کا مطلب یہ ہے کہ فقہ میں اس کی معلومات زیادہ سے زیادہ ہوں اور اس کی

①..... خود پسندی۔ ②..... یعنی خرید و فروخت کا علم۔

③..... ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: فی فرض الکفایۃ و فرض العین، ج ۱، ص ۱۰۷-۱۰۸۔

④..... احادیث کے راویوں کے بارے میں جاننے کا علم۔

⑤..... ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: فی فرض الکفایۃ و فرض العین، ص ۱۰۸۔



گہرائیوں اور باریکیوں پر نظر رکھتا ہو اور اس سے متعلق دیگر علوم شرعیہ میں بھی اسے مہارت تامہ اور ملکہ حاصل ہو۔ علم القلب سے مراد علم الاخلاق ہے اور علم الاخلاق کا مطلب ہے کہ انواع فضائل اخلاق کون کون سی ہیں اور ان فضائل کو حاصل کرنے کے کیا طریقے ہیں اور رذائل اخلاق کی قسمیں کیا کیا ہیں اور ان سے بچنے اور محفوظ رہنے کے راستے کون کون سے ہیں۔<sup>(1)</sup>

### چوتھی قسم:

علم کی وہ ہے جو حرام ہے جیسے فلسفہ کا وہ حصہ جس میں عالم کے قدیم ہونے، خدا کا انکار کرنے، آسمانوں کے وجود کا انکار کرنے اور دیگر کفریات و محرّمات کی تعلیم دی جاتی ہو لیکن اگر کوئی شخص اپنے اسلام کی پختگی کے ساتھ ان کا رد کرنے کے لئے اور لوگوں کو اس علم کی گمراہی سے بچانے کے لئے اس کا علم حاصل کرے تو یہ جائز ہے۔ شعبہ بازی، سحر، کہانت اور منطق کے علم کا وہ حصہ جس سے ضلالت و گمراہی پیدا ہو ان سب کا حاصل کرنا حرام ہے اسی طرح علم تنجیم<sup>(2)</sup> بھی ہے کہ اگر اس علم سے مقصود یہ ہو کہ اس کے ذریعہ سے ماہ و سال، اوقات صلوة و سمتوں اور موسموں کی اقسام کا حال معلوم کیا جائے اور زکوٰۃ و حج کے اوقات کو جانا جائے تو مضائقہ نہیں یہ جائز ہے اور اگر علم تنجیم سے مقصود یہ ہو کہ اس کے ذریعہ سے آنے والے حوادث کو معلوم کیا جائے اور غیبی امور بتانے کے لئے استعمال کیا جائے اور ستاروں کی گردش کے دنیا پر اثرات ظاہر کرنے کے لئے حاصل کیا جائے تو حرام ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نجوم کا اتنا علم حاصل کرو جس سے تم اپنے بحری و بری سفر میں راستوں کی شناخت کر سکو اس سے زیادہ نہیں۔“ علم نجوم اگرچہ آسمانی علم ہے جو سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام کو دیا گیا تھا اور وہ ان کا معجزہ تھا اس میں ظن و تخمین<sup>(3)</sup> یا حسابیات کو دخل نہ تھا وہ ایک روحانی قوت تھی جو منجانب اللہ عطا کی گئی تھی وہ علم باقی نہیں رہا بعد میں لوگوں نے ظن و تخمین اور حسابیات سے کام لینا شروع کر دیا اور ستاروں کے اثرات کو موثر بالذات مان لیا جو اسلام کے قطعاً منافی ہے۔<sup>(4)</sup>

علم رمل<sup>(5)</sup> بھی انہیں علوم میں شامل ہے جن کا حاصل کرنا حرام ہے علامہ ابن حجر اپنے فتاویٰ میں بیان فرماتے ہیں کہ ”اس علم کا سیکھنا سخت حرام ہے کیونکہ اس علم سے عوام کے دماغوں میں یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ اس علم کا جاننے والا اللہ عالم الغیب کا شریک ہے۔“<sup>(6)</sup>

علم سحر، علم کہانت، علم الحروف اور علم الموسیقی وغیرہ بھی علوم محرّمات میں داخل ہیں اور علم طبعی کا وہ حصہ حرام علم میں داخل

1..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: فرض العين افضل من فرض الكفاية، ج 1، ص 108.

2..... یعنی علم نجوم۔

3..... یعنی گمان و اندازہ۔

4..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، المقدمة، ج 1، ص 109-110.

5..... ایک علم جس میں ہندسوں اور خطوط وغیرہ کے ذریعہ سے غیب کی بات دریافت کرتے ہیں۔

6..... "الفتاویٰ الحدیثیة"، مطلب: ما حکم علم الرمل، ص 160.

ہے جو فلاسفہ کے باطل نظریات کے مطابق ہو جو اسلامی اعتقادات کو فاسد کرتے ہوں۔ جیسے عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد کہ یہ سراسر باطل اور کفر ہے۔<sup>(۱)</sup>

## پانچویں قسم:

علم کی وہ ہے جو مکروہ ہے جیسے شعراء مولدین کے وہ عشقیہ اشعار جن میں عورتوں اور نونیز نوجوانوں کے حسن، ناز و ادا، ان کے ہجر و وصال اور شراب و کباب کی باتیں ہوں یا لغو گوئی اور کذب بیانی ہو یا ان میں مسلمان کی ہجو کی گئی ہو جیسا کہ صاحب فتح القدر علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا، ایسے ہی اشعار کے لئے حدیث پاک میں ہے: "لَا نَیْمَتِلِیْ اَجْوَفَ اَحَدِکُمْ فَبِحَیْثُ لَہُ مِنْ اَنْ یْمَتِلِیْ اَشْعْرًا" یعنی تمہارے پیٹ میں تے بھری ہو وہ بہتر ہے اس سے کہ شعر بھرے ہوں۔" عربی شعراء بلغا اور خطباء کے عربی ادب میں چھ طبقات بیان کیے گئے ہیں:

(۱) الْجَاهِلِيَّةُ الْاُولٰی (۲) الْمُنْخَصَرُّمُونَ (۳) الْاِسْلَامِيُّونَ (۴) الْمَوْلُدُونَ (۵) الْمُحَدَّثُونَ اور (۶) الْمُتَأَخَّرُونَ ان میں سے پہلے تین طبقات کے بارے میں فقہائے اسلام فرماتے ہیں کہ ان تین طبقات کا کلام چونکہ عربی ادب میں سند کی حیثیت رکھتا ہے اور فصاحت و بلاغت اور جزالت<sup>(۲)</sup> میں اس کا وہ مقام ہے کہ قواعد زبان عربی انہیں کے کلام سے مرتب کیے گئے اور قواعد عربیہ پر ہی قرآن کریم اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو سمجھنے کا دار و مدار ہے اس لئے ان تینوں طبقات کے اشعار کی روایت اور ان کے ادب و لغت کی معرفت فرض کفایہ کا درجہ رکھتی ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں۔ "کلام جاہلیت کے معانی و مفاہیم اور مطالب ناپسندیدہ لغو اور خلاف شریعت اگر ہوں بھی تاہم الفاظ و تراکیب میں لسانی اعتبار سے کوئی غلطی نہیں ہے اہل زبان کے نزدیک وہ نہایت فصیح و بلیغ اور مستند ہیں۔"<sup>(۳)</sup> (ردالمحتار، ج ۱، مقدمہ)

## چھٹی قسم:

علم کی وہ ہے جس کا حاصل کرنا مباح ہے جیسے شعراء کے وہ اشعار جن میں نہ کسی مسلمان کی ہجو ہو نہ اس کی عزت و آبرو پر حملہ ہو نہ اس کا استخفاف یا تذلیل ہو اور وہ تمام علوم جن کے حصول میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو مباح علم کے زمرے میں آتے ہیں۔<sup>(۴)</sup> بہر حال ان تمام علوم کی شرعی حیثیت ہمیں علم فقہ سے معلوم ہوئی اور یہ صرف علم فقہ ہے جس کے ذریعہ سے ہم کسی بھی علم کے

①..... "الدرالمختار" و "ردالمختار" المقدمة، ج ۱، ص ۱۱۰، ۱۱۴.

②..... فصاحت، روانی۔

③..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، المقدمة، مطلب: فی الکلام علی إنشاد الشعر، ج ۱، ص ۱۱۴ - ۱۱۶.

و "فتح القدير"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج ۶، ص ۴۸۲.

و "صحيح البخاري"، کتاب الأدب، باب ما يكره أن يكون الغالب على الإنسان... إلخ، الحديث ۶۱۵۴، ج ۴، ص ۱۴۲.

④..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، المقدمة، مطلب: فی الکلام علی إنشاد الشعر، ج ۱، ص ۱۱۶.

جائز یا ناجائز ہونے کو معلوم کر سکتے ہیں اور یہ ہمارے فقہاء کرام ہیں جنہوں نے شریعت اسلامیہ کی روشنی میں افعال مکلفین کے ہر فعل کے جواز یا عدم جواز کو بیان فرما دیا ہے۔

ان کی فقہی خدمات نے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام ایک ہمہ گیر اور جامع نظام زندگی ہے جو انسانی حیات کے ہر پہلو کی اصلاح کرتا ہے اور قرآن پاک کا یہ فرمان: ﴿وَلَا تَطْغَبْ وَلَا يَأْتِيَنَّكَ الْآفَاتُ كِتَابٌ مُبِينٌ﴾<sup>(۱)</sup> یعنی قرآن کریم میں ہر شے کا بیان ہے ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی صداقت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ یہ ہے فقہ کی عظمت و فضیلت ”الاشباہ والنظائر“ میں ہے کہ فقہ حدیث کا ثمرہ ہے اور فقیہ کا اجر و ثواب محدث سے کم نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup> بلکہ درحقیقت فقیہ قرآن، حدیث تفسیر اور فقہ کا جامع ہوتا ہے۔ ”اشباہ“ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء کرام کے علاوہ کوئی دوسرا انسان یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ جب اس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اسے کیا اور کتنا ثواب دے گا اور اللہ اسے کیا کیا صفات حمیدہ عطا فرمائے گا کیونکہ ارادہ الہی مغیبات میں سے ہے مگر فقہائے کرام اس ارادہ کو جانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے۔<sup>(۳)</sup>

شارح مسلم شریف امام نووی فرماتے ہیں ”حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تمام علم ان چھ حضرات میں تھا سیدنا حضرت علی، سیدنا حضرت عمر، سیدنا حضرت ابی بن کعب، سیدنا حضرت ابودرداء، حضرت زید اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم“<sup>(۴)</sup> (تقریب از رد المحتار ج ۲/۳۳۲)

علماء محققین فرماتے ہیں، فقہ کی کاشت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمائی، حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی آبیاری کی۔ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کھیتی کو کاٹا، حضرت حماد علیہ الرحمۃ نے اس کا دانہ جدا کیا، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو باریک پیسا، حضرت امام ابو یوسف نے اس کا آنا گوندھا اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی روٹیاں پکائیں اب تمام امت ان روٹیوں سے شکم سیر ہو رہی ہے اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت اور جلالت علم ان کی تصانیف سے ظاہر ہے جیسے جامع صغیر، جامع کبیر، مبسوط، زیادات اور النوادر وغیرہ۔

ایک روایت کے مطابق فقہ میں امام محمد علیہ الرحمۃ کی تصنیفات کی تعداد نو سو ننانوے ہے آپ کے ہی تلامذہ میں سے

①..... ترجمہ کنز الایمان: اور نہ کوئی تراور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھانہ ہو۔ (پ ۷، الانعام: ۵۹)

②..... ”الاشباہ والنظائر“، الفن الثالث: الجمع والفرق، ص ۳۳۰.

③..... ”الاشباہ والنظائر“، الفن الثالث: الجمع والفرق، ص ۳۳۷.

و ”صحیح البخاری“، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ... إلخ، الحدیث: ۷۱، ج ۱، ص ۴۲.

④..... ”رد المحتار“، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضل... إلخ، ج ۱، ص ۱۲۱.

امام شافعی علیہ الرحمہ ہیں۔ آپ نے حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیوہ ماں سے عقد کر لیا تھا اور امام شافعی علیہ الرحمہ ہی کو اپنا تمام مال اور کتب خانہ دے دیا تھا۔ امام شافعی کے فقیہ و مجتہد ہونے کا سب سے بڑا اور حقیقی سبب یہی ہے خود امام شافعی فرماتے ہیں کہ جو شخص علم فقہ حاصل کرنا چاہے اسے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ و اصحاب (رحمہم اللہ تعالیٰ) کا دامن تھام لینا چاہیے کیونکہ حقائق ان پر منکشف کر دیئے گئے ہیں اور معانی، مفہیم تک رسائی ان کے لئے سہل بنا دی گئی ہے پھر فرمایا واللہ میں ہرگز فقیہ نہ ہوتا اگر میں محمد بن الحسن شیبانی کا دامن نہ تھام لیتا اور ان کی کتابیں میرے پاس نہ ہوتیں۔

حضرت اسمعیل بن ابی رجا فرماتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا میں نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور فرمایا اگر میں تجھے عذاب دینے کا ارادہ رکھتا تو یہ علم تجھے نہ دیتا۔ حضرت اسمعیل نے دوسرا سوال کیا کہ ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہاں ہیں جواب میں فرمایا ہم سے دو درجہ اوپر، پھر میں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں سوال کیا فرمایا: وہ تو بہت ہی بلند اعلیٰ علیین میں ہیں۔ صاحب درمختار علامہ علاء الدین الحصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا اعلیٰ علیین میں ہونا قطعاً تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ آپ اس درجہ عابد و زاہد، متقی اور صاحب ورع تھے کہ چالیس سال تک آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی اور آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے رب (عزوجل) کا سوا خواب میں دیدار فرمایا، آپ نے اپنے آخری بار حج میں حجۃ الکعبہ (محافظین کعبہ) سے کعبہ کے اندر داخل ہو کر اندرون عمارت کعبہ نماز ادا کرنے کی اجازت چاہی آپ اندر داخل ہوئے اور دو ستونوں کے درمیان عالم شوق میں صرف داہنے پیر پر کھڑے ہو کر بایاں پیر سیدھے پیر کے اوپر رکھ لیا یہاں تک کہ اسی حالت میں قرآن پاک نصف پڑھ لیا پھر رکوع و سجدہ کیا دوسری رکعت میں بائیں پیر پر کھڑے ہو کر داہنا پیر اٹھا کر بائیں پیر پر رکھا اور نصف آخر قرآن پاک ختم فرمایا، جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو بے ساختہ روتے ہوئے اپنے رب (عزوجل) سے مناجات کی اور عرض کیا: اے میرے معبود! اس کمزور و ضعیف بندے نے تیرا کچھ بھی حق عبادت ادا نہیں کیا لیکن تیری معرفت حاصل کرنے میں حق معرفت ادا کیا پس تو اس کے حق عبادت کی ادائیگی میں نقصان کو اس کے کمال معرفت کے بدلے بخش دے۔ اس وقت خانہ کعبہ کے ایک گوشہ سے یہ غیبی آواز آئی: اے ابوحنیفہ! بے شک تو نے حق معرفت ادا کیا اور ہماری عبادت کی اور بہترین عبادت کی یقیناً ہم نے تیری مغفرت فرمادی اور اس کی بھی جس نے تیری اتباع کی اور جس نے تیرا مسلک اختیار کیا یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ) سے کسی نے سوال کیا کہ آپ اس بلند مقام پر کیسے پہنچے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کبھی بخل نہیں کیا اور جو مجھے نہیں آتا تھا اس میں دوسروں سے استفادہ کرنے سے میں کبھی نہیں رکا۔<sup>(۱)</sup>

①....."الدر المختار"، المقدمة، ج ۱، ص ۱۲۰-۱۲۷.

امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی روایت یہ ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نے علم کا یہ درجہ کس طرح حاصل کیا۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ میں نے علم حاصل کرنے میں سخت محنت کی اور بیش از بیش شکر الہی ادا کیا کہ جب بھی مجھے کسی چیز کی فہم ملی اور علم و حکمت حاصل ہوا تو میں نے الحمد للہ کہا تو اللہ تعالیٰ میرا علم زیادہ فرماتا رہا۔<sup>(۱)</sup>

مسافر بن کرام یا بقول امام شامی مسعر بن کدام کہتے ہیں جس نے امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اپنے اور اللہ (عزوجل) کے درمیان میں لے لیا مجھے اُمید ہے کہ پھر اسے کوئی خوف نہ رہے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے مجھ پر فخر فرمایا اور میں اپنی اُمت میں سے ایک شخص پر فخر کروں گا جس کا نام نعمان اور اس کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام مجھ پر فخر کریں گے اور میں ابو حنیفہ پر فخر کروں گا جو اس سے محبت کرے گا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (تقدمہ شرح مقدمہ ابی الیث) علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ یہ موضوع حدیث ہے۔ لیکن "الصَّيَاءُ الْمَعْنَوِي" میں ابن جوزی کے اس قول کو تعصب پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ حدیث متعدد اور مختلف طریقہ پر روایت کی گئی ہے۔<sup>(۲)</sup>

علامہ ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "الْخَيْرَاتُ الْحَسَنَاتُ فِي تَرْجُمَةِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ" میں فرمایا: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات، کرامات اور اخلاق و سیرت جو اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں جو شخص بھی ان کا مطالعہ کرے گا وہ جان لے گا کہ آپ کی عظیم بلند شخصیت اس امر سے بے نیاز ہے کہ آپ کے فضائل میں موضوع احادیث کا سہارا لے۔ نیز فرمایا کہ جو چیز آپ کی عظمت شان اور علوم تربت کے لئے استدلال کا کام دیتی ہے وہ یہ حدیث ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ۱۵۰ھ میں زینت دنیا اٹھائی جائے گی۔ شمس الائمہ کروری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی ذات پر محمول ہے کیونکہ آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔<sup>(۳)</sup>

علامہ ابن حجر مکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ اور احادیث صحیحہ بھی آپ کی شان میں وارد ہیں جو آپ کی فضیلت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، اور شیرازی و طبرانی قیس بن سعد بن عبادہ سے ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر علم ثریا کے پاس معلق ہوتا تو بھی

①..... "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضل... إلخ، ج ۱، ص ۱۲۷.

②..... "الدرالمختار"، المقدمة، ج ۱، ص ۱۲۷-۱۲۹.

③..... "مسند أبي يعلى"، مسند عبدالرحمن بن عوف، الحديث: ۸۴۸، ج ۱، ص ۳۵۲.

و"الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان"، المقدمة الثالثة، ص ۲۵.

ابنائے فارس اسے حاصل کر لیتے۔<sup>(۱)</sup> اور طبرانی کے لفظ بروایت قیس یہ ہیں کہ عرب اسے نہ پائیں گے ابنائے فارس ضرور حاصل کر لیں گے۔<sup>(۲)</sup> روایت مسلم ابو ہریرہ سے ہے: اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو بھی ابنائے فارس جاتے حتیٰ کہ اسے حاصل کر لیتے۔<sup>(۳)</sup> اور روایت شیخین میں<sup>(۴)</sup> حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہے: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو بھی فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا۔<sup>(۵)</sup> اور فارس سے مراد اس کے مشہور شہر نہیں ہیں بلکہ عجمی قوم مراد ہے اور وہ فارس کے لوگ ہیں کیونکہ دیلمی کی روایت ہے، ”خَيْرُ الْعَجَمِ فَارِسٌ“<sup>(۶)</sup> اور امام ابو حنیفہ کے دادا فارس ہی سے تھے، اکثر علماء کی یہی تحقیق ہے<sup>(۷)</sup>

علامہ حافظ سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ حدیث جس کی امام بخاری نے روایت کی ہے اصل ہے صحیح ہے اس پر اعتماد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اشارہ حضرت امام ابو حنیفہ (علیہ الرحمۃ) کی طرف ہے اور ”حاشیہ شَبْرَامَلِيسِي عَلَي الْمَوَاهِبِ“ میں علامہ شامی جو کہ حافظ سیوطی کے تلمیذ ہیں، فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ کا یہ جزم کہ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ (علیہ الرحمۃ) مراد ہیں یہ وہ جزم و یقین ہے کہ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ابنائے فارس میں آج تک کوئی فرد بھی علم کی اس بلندی اور مقام پر نہیں پہنچا جس پر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔<sup>(۸)</sup> علامہ جرجانی امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے فضائل و مناقب میں بحوالہ سند حضرت سہل بن عبد اللہ التستری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر امت موسیٰ اور عیسیٰ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسے ہوتے تو ان کی امت یہود اور نصاریٰ نہ بن سکتی۔<sup>(۹)</sup>

①..... ”صحیح مسلم“، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب فضل فارس، الحدیث: ۲۳۰- (۲۵۴۶)، ص ۱۳۷۸.

و ”کنز العمال“، کتاب الفضائل، القبائل و ذکرہم، الحدیث: ۳۴۱۲۶، ج ۱۲، ص ۴۲.

②..... ”المعجم الكبير“، ما أسند قيس بن سعد، الحدیث: ۹۰۰، ج ۱۸، ص ۳۵۳.

و ”کنز العمال“، کتاب الفضائل، القبائل و ذکرہم، الحدیث: ۳۴۱۲۴، ج ۱۲، ص ۴۲.

③..... ”صحیح مسلم“، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب فضل فارس، الحدیث: ۲۳۱، ۲۳۰- (۲۵۴۶)، ص ۱۳۷۸.

④..... یعنی بخاری و مسلم میں۔

⑤..... ”صحیح مسلم“، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب فضل فارس، الحدیث: ۲۳۰- (۲۵۴۶)، ص ۱۳۷۸.

و ”كشف الخفاء“، حرف الواو، الحدیث: ۶۲۲۹، ج ۲، ص ۳۱۳.

⑥..... ”فردوس الاخبار“، الحدیث: ۲۷۱۴، ج ۱، ص ۳۶۶.

⑦..... ”الخيرات الحسان“، فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان، المقدمة الثالثة، ص ۲۳- ۲۴.

⑧..... ”رد المحتار“، المقدمة، مطلب: بحوز تقلید المفضول... إلخ، ج ۱، ص ۱۳۰.

⑨..... ”الدر المختار“، المقدمة، ج ۱، ص ۱۳۱.

یعنی اُن کی امت میں اس طرح کے عقائد ضالہ باطلہ داخل نہ ہو سکتے اگر ان امتوں میں امام اعظم ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسا روشن دماغ، صاحبِ فہم و ادراک، صاحبِ عقل و بصیرت، علومِ دینیہ کا ماہر و کامل، صاحبِ صدق و صفا اور عارفِ بالحق ہوتا تو وہ ان کے عقائد باطلہ اور نظریاتِ فاسدہ ضالہ کار د کرتا اور ان امتوں کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے روک دیتا۔<sup>(۱)</sup>

امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے فضائل و مناقب اور کمالاتِ احاطہ شمار سے زیادہ ہیں سبط ابن جوزی نے دو بڑی جلدوں میں ان مناقب کو بیان کیا ہے اور ان کا نام ”الْاَنْصَارُ لِاِمَامِ اَيْمَةِ الْاَمْصَارِ“ رکھا۔<sup>(۲)</sup> جن علماء عظام نے آپ کے فضائل و مناقب میں تصنیفات کیں اور آپ پر حاسدوں کی طرف سے کئے جانے والے (اعتراضات کے)<sup>(۳)</sup> جوابات دیئے ان میں علامہ سیوطی علیہ الرحمہ ہیں۔ انہوں نے ”تَبْيِيضُ الصَّحِيْفَةِ“ تصنیف کی اور علامہ ابن حجر المکی الشافعی نے جو کتاب لکھی اس کا نام ”خَيْرَاتُ الْحَسَانِ“ رکھا جس کا ذکر کچھ ہی پہلے کیا جا چکا ہے۔ اسی موضوع پر علامہ یوسف ابن عبدالبہادی کی کتاب ”تَنْوِيْرُ الصَّحِيْفَةِ“ ہے اس میں علامہ یوسف ابن عبدالبہادی نے ابن عبدالبر کا یہ قول بیان کیا: ”حضرت امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی شان میں کوئی برا لفظ ہرگز نہ کہا جائے اور نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق یا موافقت کی جائے جو آپ کی شان میں بدگوئی کرے بخدا میں نے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے زیادہ افضل، متورع اور آپ سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں پایا۔ آگے چل کر مزید فرمایا کہ کوئی شخص خطیب کے کلام سے جو انہوں نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے خلاف لکھا ہے، دھوکہ نہ کھائے کیونکہ خطیب تو بہت سے علماء کے خلاف شدید عصبیت کا شکار ہیں، نہ ان کی عصبیت سے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) محفوظ رہے، نہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نہ ان کے اصحاب، انہوں نے سب ہی پر بھرپور حملے اور تنقیدیں کی ہیں۔ خطیب کی ان تحریروں اور تنقیدوں کے جوابات بھی لکھے گئے اور ”السُّهْمُ الْمُصِيبُ فِي كِتَابِ الْخَطِيْبِ“ نام کا رسالہ خطیب بغدادی کے جواب ہی میں ہے۔ رہا معاملہ ابن الجوزی کا، انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر طعن و تنقید میں جو کچھ کہا وہ خطیب بغدادی کی آواز بازگشت ہے خود ابن الجوزی کے پوتے نے اپنی کتاب ”مِرْآةُ الزَّمَانِ“ میں اپنے دادا کے کلام پر حیرت کا اظہار کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ علامہ خطیب بغدادی اگر طعن کرتے ہیں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ انہوں نے بہت سے علماء پر طعن کیا ہے، (گویا یہ ان کی عادت ہے) تعجب تو اپنے جد محترم ابن الجوزی پر ہے کہ انہوں نے خطیب کا اسلوب و طریقہ کیوں اختیار کیا اور اتنی بڑی بات کہی۔ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے تعصب رکھنے والوں میں دارقطنی اور ابو نعیم (صاحب الدلائل) بھی ہیں کیونکہ انہوں نے کتاب ”حلیہ“ میں ان علماء کا ذکر کیا جو حضرت امام اعظم

①..... ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: بحوز تفلید المفضول... الخ، ج ۱، ص ۱۳۱۔

②..... ”الدر المختار“، المقدمة، ج ۱، ص ۱۳۱، ۱۳۲۔

③..... اس بریکٹ کی عبارت، تقاضہ عبارت کی وجہ سے لکھ دی گئی۔... علمہ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں کمتر ہیں لیکن امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر نہیں کیا۔<sup>(۱)</sup>

علامہ تاج السبکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: جن لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ انہیں رشد و ہدایت حاصل ہو جائے انہیں چاہئے کہ وہ تمام ائمہ سابقین کے ساتھ ادب و احترام کا طریقہ اپنائیں اور ان کے باہمی مکالمات کی طرف توجہ نہ دیں مگر جب کہ ان ائمہ میں سے کسی کا کلام کسی واضح اور مضبوط دلیل کا حامل ہو۔ پھر بھی اگر تم ان اقوال میں کوئی بہتر تاویل اور حسن ظن قائم کر سکتے ہو تو اسی پر محمول کرو بصورت دیگر اسے نظر انداز کر دو (یعنی ان کی مذمت و منقصد نہ کرو اور انہیں مطعون نہ کرو) ہرگز ہرگز تم ان مکالمات کی طرف کان نہ لگاؤ جو حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے درمیان وقوع پذیر ہوئے یا حضرت امام مالک اور حضرت ابن ابی الذئب (رحمہما اللہ تعالیٰ) کے درمیان ہوئے یا حضرت امام احمد بن صالح<sup>(۲)</sup> اور امام نسائی یا امام احمد اور حضرت حارث المحاسبی کے مابین ہوئے (رحمہم اللہ تعالیٰ)۔<sup>(۳)</sup>

علامہ تاج السبکی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کے بعد حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ پر تنقید کرنے والوں اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ پر ابن معین کے اعتراض و کلام کو ذکر کر کے فرمایا کہ ایسے ایسے ائمہ کرام اور اکابرین پر اعتراض کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی نادان پہاڑ کے پتھروں سے اپنا سر ٹکرائے۔ ظاہر ہے کہ نقصان خود اس کے سر کا ہوگا پتھر کا کچھ نہ بگڑے گا۔ جیسا کہ حسن بن ہانی نے کہا ہے۔

يَانَا طَحَّ الْجَبَلِ الْعَالِي لِيَكْلِمَهُ  
أَشْفِقُ عَلَى الرَّأْسِ لَا تُشْفِقُ عَلَى الْجَبَلِ (۴)

ترجمہ: ”اے پہاڑ سے سر ٹکرانے والے تاکہ پہاڑ کو پھوڑ دے اپنا سر پھٹ جانے سے ڈر پہاڑ کی فکر نہ کر۔“

ائمہ سلف نے اور علمائے متاخرین نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں اور آپ کے علم و فضل، فہم و فراست، عقل و درایت، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور احتیاط و خشیت الہی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ ایک عظیم ذخیرہ ہے اسے اگر مرتب کیا جائے تو صد ہا کتابیں مولف ہو جائیں۔ علامہ تاج السبکی نے اس کو بالتفصیل بیان فرمایا ہے حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے خلاف لکھا ہے یہ قطعاً غلط ہے اس کی تردید کے لیے یہ کافی ہے کہ حضرت امام غزالی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنی مشہور و مستند کتاب ”احیاء العلوم“ میں جہاں ائمہ اربعہ کے تراجم و حالات بیان فرمائے ہیں وہاں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے الفاظ یہ ہیں: ”آپ نہایت درجہ

①..... ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضول... إلخ، ج ۱، ص ۱۳۲، ۱۳۳.

②..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”امام احمد بن ابی صالح“ لکھا ہوا تھا، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل میں یہ ”امام احمد بن صالح“ ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمیه

③..... ”ردالمحتار“، المرجع السابق، ص ۱۳۴.

④..... المرجع السابق، ص ۱۳۴، ۱۳۵.



عابد و زاہد اور عارف باللہ تھے، اللہ (عزوجل) سے ڈرنے والے اور اللہ (عزوجل) کی خوشنودی اور رضا چاہنے والے تھے۔<sup>(۱)</sup>

علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر بزرگانِ سلف باہم ایک دوسرے کے بارے میں کوئی کلام یا اعتراض کریں تو کوئی تعجب کی بات ہے، نہ قابلِ اعتراض اور قابلِ مواخذہ جیسا کہ ہمارے مقتدی و ذوالاحترام صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) کے درمیان واقعات پیش آئے کیونکہ وہ سب ہی مجتہدین کے درجہ اور مقام میں تھے، اس لئے یہ فطری امر ہے کہ وہ اپنے مخالف قول پر گرفت کریں اور اسے ناپسند خیال فرمائیں خاص طور سے اس صورت میں جبکہ ان کے پاس دوسرے کے خطا پر ہونے کی دلیل بھی ہو اس سے ان کا حقیقی مقصد دین کی خیر خواہی اور دین کی مدد ہی ہوتا ہے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ لوگ اس زمانے میں بھی (چھوٹا منہ بڑی بات) سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے تلامذہ و اصحاب پر زبانِ طعن دراز کرنے سے باز نہیں آتے حالانکہ ان کے پاس علم ہے نہ عمل اور اپنے کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور معمولاتِ زندگی میں امام اعظم علیہ الرحمہ کی تقلید پر خواہی نہ خواہی مجبور بھی ہیں۔ ان لوگوں کی مثال اس مکھی کی سی ہے جو گھوڑے کی دم سے جنگ کرتی ہے وہ یہ نہیں دیکھتے کہ خود ان مخالفین کے اکابر اور ان کے امام مذہب نے سیدنا امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی جلالتِ علم، عظمتِ شان ان کی مدح و توصیف اور ادب و احترام میں کیا فرمایا کس طرح ان کی صداقت و حقانیت کو تسلیم کیا ہے۔ محققین علماء کرام نے اپنی تالیفات میں آئمہ ثلاثہ اور دیگر علماء کے وہ اقوال بیان کر دیئے ہیں جو انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف و توصیف میں کہے ہیں خاص طور سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان بلند نشان میں اظہارِ عقیدت و محبت۔ بے شک نیک و کامل سے نیکی و کمال کا ہی ظہور ہوتا ہے اور ناقص و بد اعمال سے نقص و بدی ہی کا ظہور ہوگا۔ معترض اور بدخواہ کے لئے یہی سزا کافی ہے کہ وہ اس کامل کے فیوض و برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر محرومی سے محفوظ رکھے۔<sup>(۲)</sup> آمین۔

امام شافعی علیہ الرحمہ کا بارگاہِ امام ابوحنیفہ (علیہ الرحمہ) میں ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر پر حاضری دیتا ہوں اور جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت نماز نفل ادا کرتا ہوں اور ان کی قبر کے قریب آ کر اس کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔<sup>(۳)</sup> (ردالمحتار) اور ایک مستند روایت یہ ہے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے نماز فجر امام اعظم علیہ الرحمہ کی قبر کے نزدیک ادا کی تو اس میں قنوت نہیں کیا۔ جبکہ شوافع کے یہاں قنوت نماز فجر میں پڑھی جاتی ہے کسی نے آپ سے سوال کیا کہ حضور

①..... "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضل... إلخ، ج ۱، ص ۱۳۵.

و "إحياء علوم الدين"، كتاب العلم، الباب الثاني في العلم المحمود... إلخ، القسم الثاني، ج ۱، ص ۴۴.

②..... "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضل... إلخ، ج ۱، ص ۱۳۵.

③..... المرجع السابق.

یہ کیا کیا، آپ نے فجر میں قنوت نہیں کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہ صاحبِ قبر کا ادب و احترام ہے۔<sup>(۱)</sup>  
حضرت سیدنا علی النواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: آئمہ مجتہدین کے متبعین پر ضروری و لازم ہے کہ وہ ہر اس عالم کی تعظیم و احترام کریں جس کی مدح و توصیف ان کے امام مذہب نے کی ہے تقلید و اتباع اور اعتماد کا تقاضا تو یہی ہے۔<sup>(۲)</sup>

علامہ سبط ابن الجوزی کے علاوہ بھی دیگر علمائے عظام نے حضرت امام اعظم (علیہ رحمۃ اللہ اکبر) کی ذات مقدسہ کی توصیف و تکریم میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں جیسے امام طحاوی، الحافظ الذہبی اور علامہ کردری رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

حاصل کلام یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا کل، فخر الرسل، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کے بارے میں پہلے ہی خبر دے دی تھی جیسا کہ ہم نے ان احادیث میں بیان کر دیا ہے جو اس سے قبل تحریر کی ہیں۔<sup>(۳)</sup> جس طرح علمائے محدثین کے نزدیک یہ حدیث:

لَا تَسُبُّوا قُرَيْشًا فَإِنَّ عَالِمَهَا يَمَلَأُ الْأَرْضَ عِلْمًا<sup>(۴)</sup>

قریش کو برا نہ کہو کیونکہ ان میں کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر محمول کی جاتی ہے اور ایک اور حدیث حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر محمول کی جاتی ہے۔ جس میں فرمایا گیا:

يُوشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الْبَابِلِ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُونَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ<sup>(۵)</sup>

یعنی عنقریب لوگ طلب علم کے لئے لے لے لے لے سفر کریں گے لیکن وہ مدینہ منورہ کے عالم کے مقابلہ میں زیادہ علم والا کہیں اور نہ پائیں گے۔

علماء فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کا اشارہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کی طرف اور دوسری حدیث کا اشارہ امام مالک علیہ الرحمۃ کی طرف ہے لیکن اس میں احتمال غیر بھی ہے مگر وہ حدیثیں جو سیدنا امام ابوحنیفہ امام الائمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کی گئی ہیں ان میں مراد حضرت امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہیں۔ ان میں احتمال غیر نہیں ہے کیونکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بلاشک و شبہ بہت بلند اور افضل ہیں کیونکہ وہ صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں لیکن یہ بھی

①..... "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضل... إلخ، ج ۱، ص ۱۳۵.

②..... المرجع السابق، ص ۱۳۶.

③..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضل... إلخ، ج ۱، ص ۱۳۶.

④..... "حلية الأولياء"، الحديث: ۱۳۱۵، ج ۹، ص ۷۳.

⑤..... "جامع الترمذی"، كتاب العلم، باب ما جاء في عالم المدينة، الحديث ۲۶۸۹، ج ۴، ص ۳۱۱.

مُسَلَّمات میں سے ہے کہ ان کا مقام علم، اجتہاد، نشرِ دین اور تدوین احکام شرعیہ میں امام اعظم جیسا نہیں اور یہ اللہ (عزوجل) کا فضل ہے کہ وہ مفضول کو وہ مقام عطا فرمادے جو افضل کو نہ ملے۔ (1)

آپ کے مناقب و فضائل کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کا مسلک و مذہب اس درجہ شائع و ذائع ہے کہ دنیا کے تمام ممالک، بلاد و امصار میں پھیلا ہوا ہے بعض ممالک اور علاقے ایسے ہیں جہاں آپ کے مسلک کو ماننے والے بھاری اکثریت میں ہیں اور دیگر ائمہ ثلاثہ کے متبعین کی تعداد اقل قلیل ہے نیز علمائے احناف کی کثرت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ علاقہ ماوراء النہر اور سمرقند میں ایک ایسا قبرستان تھا جس میں فقہ حنفی کے ماہر علماء جن میں سے ہر ایک کا نام محمد تھا چار سو کی تعداد میں دفن ہوئے اس قبرستان کا نام ہی "تُرْبَةُ الْمُحَمَّدِيْنَ" تھا اسی لئے جب صاحب ہدایہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی کا وصال ہوا تو وہاں کے لوگوں نے انہیں "تُرْبَةُ الْمُحَمَّدِيْنَ" میں دفن نہیں ہونے دیا کیونکہ آپ کا نام محمد نہیں تھا حالانکہ آپ اپنے وقت کے جلیل القدر اور ماہر و کامل عالم تھے، مجبوراً آپ کو اسی قبرستان کے قریب دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جن علماء نے امام اعظم علیہ الرحمہ کے مسلک و مذہب کو نقل کیا اور پھیلا یا ان کی تعداد چار ہزار ہے پھر ان میں سے ہر ایک کے تلامذہ اور روایت کرنے والے ان کی تعداد بھی اس قدر ہے اس سے بھی فقہ حنفی کی عظمت و مقبولیت اور اس کے علماء کی کثرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (2)

علامہ ابن حجر مکی (3) فرماتے ہیں کہ کچھ ائمہ کرام نے فرمایا کہ اسلام کے مشہور ترین ائمہ میں سے کسی سے اس درجہ دین کی خدمت نظر نہیں آتی جتنی امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور ان کے اصحاب و تلامذہ نے کی اور جس درجہ علم کے فیوض و برکات اور دین کا نفع علماء اور عوام نے آپ سے اور آپ کے تلامذہ سے حاصل کیا کسی دوسرے سے حاصل نہیں ہوا۔ اس معاملے میں کوئی بھی حضرت امام ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا مثل و نظیر نہیں ہے۔ بعض علماء نے فقہ حنفی کے تقریباً آٹھ سو ماہرین کے تراجم (حالات زندگی) اپنی کتاب میں بیان فرمائے ہیں جن میں ان کے نام اور نسب تک محفوظ کر دیئے ہیں۔ (4) اور یہ اس دعویٰ کی دلیل ہے کہ واقعہً آپ کی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک عظیم معجزہ ہے آپ کے مسلک و مذہب کو اللہ جل و علانے وہ فضیلت و عظمت اور قبولیت عطا فرمائی کہ صدیوں تک عہدہ قضا احناف ہی کے پاس رہا بلکہ ایسی مثالیں شاذ و نادر ملیں گی کہ عہدہ قضا کسی غیر حنفی عالم کو ملا ہو، حکومت عباسیہ کے پورے دور میں یہ عہدہ حنفی علماء کے پاس ہی رہا حالانکہ بنی عباس مسلک حنفی نہ تھے۔

①..... "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضول... إلخ، ج ١، ص ١٣٦.

②..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضول... إلخ، ج ١، ص ١٣٧.

③..... بہار شریعت میں اس مقام پر "شارح بخاری" لکھا ہوا تھا، جو کتابت کی لفظی معلوم ہوتی ہے کیونکہ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں نہ کہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اسی وجہ سے ہم نے متن میں "مکی" لکھ کر تصحیح کر دی ہے۔... علمیہ

④..... "الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة النعمان"، الفصل الثامن، ص ٣٧.

پھر ان کے بعد سلاطین سلجوقی اور خوارزمی کے زمانے میں بھی عہدہ قضا پر علماء احناف ہی مقرر تھے اور ان کے بعد سلاطین آل عثمان نے بھی عہدہ قضا پر حنفی علماء ہی کو مقرر کیا۔ ہندوستان میں بھی اسلامی حکومت کے پورے دور میں حنفی علماء ہی اس عہدہ پر رہے اور یہ پورا زمانہ ہزار سال پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد تو حکومت اسلام انتشار کا شکار ہو گئی صرف ایک مصر کا علاقہ ایسا تھا جس میں عہدہ قضا شافعی المسلک علماء کے ساتھ خاص رہا وہ بھی سلطان بھیرس کے زمانے تک۔<sup>(۱)</sup> (ردالمحتار)

فقہ حنفی کی فضیلت میں بعض علماء کا ایک قول یہ ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس مذہب کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فقہ حنفی کے پیرو ہوں گے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآنی احکام کا استفادہ براہ راست حضرت خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائیں گے، کیونکہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی خلیفہ ہوں گے لیکن حنفی مسلک اس استفادہ کے عین مطابق ہوگا۔ اسی طرح سیدنا حضرت امام مہدی شرفہ اللہ تعالیٰ جب ظہور فرمائیں گے تو چونکہ وہ خود مجتہد مطلق ہوں گے اس لیے وہ خود مسائل کا استنباط فرمائیں گے، لیکن ان کا استنباط بھی فقہ حنفی پر منطبق ہوگا۔ یہ تمام امور اس امر کے شاہد ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جمیع علماء اسلام میں آپ کو وہ فضیلت و شرافت اور وہ امتیاز و خصوصیت عطا فرمائی تھی جو آپ کے سوا کسی دوسرے امام کو نہ ملی۔<sup>(۲)</sup>

آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فقہ حنفی کی تدوین کی اور اس کو ایک مستقل علم کی شکل عطا فرمائی اور قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے اصولوں پر اس کے احکام کو مُتَفَرِّع کیا اور قیامت تک کے لئے امت کو بے نیاز کر دیا۔ بعض علماء نے آپ کو اس فضیلت میں سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح وہ اول شخص ہیں جنہوں نے بمشورہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن پاک کو ایک جگہ جمع فرمادیا، اسی طرح حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب سے پہلے قرآن و حدیث سے اصول مستخرج فرمائے پھر ان پر احکام شرعیہ متفرع کر کے فقہ کی تدوین کی اور اس علم کی بنیاد قائم کی بالیقین حضرت امام ابوحنیفہ کو خود اس پر عمل کرنے، فقہ کی تدوین کرنے اور مسائل متفرع کرنے کا اجر ملے گا اور اس کو بھی قیامت تک اجر ملتا رہے گا جس نے اس کی تدوین و تفریع میں تالیفات کیں اور مسائل کا استخراج کیا تا کہ امت بہ سہولت مسائل شرعیہ سے آگاہی حاصل کر کے اس پر عمل کرے۔<sup>(۳)</sup> حدیث شریف میں ہے: جس نے نیک اور اچھا راستہ ایجاد کیا اسے اس کا اجر ہے اور جو اس پر عمل کرے گا اس کا بھی اجر ہے اور یہ اجر اسے قیامت تک ملتا رہے گا بغیر اس کے کہ اس پر عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی ہو اور جس نے برا راستہ

①..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: بحوز تفلید المفضول... إلخ، ج ۱، ص ۱۳۷.

②..... "الدرالمختار"، المقدمة، ج ۱، ص ۱۳۸-۱۳۹.

③..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: بحوز تفلید المفضول... إلخ، ج ۱، ص ۱۳۹-۱۴۰.

نکالا تو اس پر اس کا گناہ ہے اور جو اس برے راستے پر چلے اس کا گناہ ہے بغیر اس کے کہ بعد میں اس پر چلنے والوں کے گناہ میں کمی ہو۔<sup>(۱)</sup> نیز حدیث پاک ہے کہ جو شخص خیر کی طرف رہنمائی کرے اس کو بھی اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس پر عمل کرنے والے کو<sup>(۲)</sup> یہ حدیثیں دراصل قواعد شرعیہ اسلامیہ کی بنیاد ہیں جن سے بڑی تعداد میں مسائل متفرع ہوتے ہیں جو نص، سنت، قیاس اور اجماع سے ثابت نہیں ہیں۔<sup>(۳)</sup> (عمدة المرید للقانی)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک و مذہب کی ایک عظیم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس مسلک کو اولیاء کرام کی بہت بڑی تعداد نے اختیار فرمایا جو اپنے سخت مجاہدہ میں ثابت قدم رہے اور مشاہدہ حق سے سرفراز ہوئے جیسے حضرت ابراہیم ابن ادھم بن منصور البلخی، شقیق البلخی بن ابراہیم الزاہد تلمیذ امام ابو یوسف القاضی متوفی ۱۹۴ھ، حضرت معروف الکرخی بن فیروز استاذ سری السقطنی متوفی ۲۰۰ھ (یہ وہ بزرگ ہیں جن کی قبر سے بارانِ رحمت طلب کیا جاتا تھا)، ابی یزید بسطامی آپ کا نام طیفور بن عیسیٰ ہے آپ کے دادا مجوسی سے مسلمان ہوئے متوفی ۱۶۱ھ، فضیل بن عیاض الخراسانی متوفی ۱۸۷ھ، یہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد اور حضرت امام شافعی کے استاد ہیں اور بخاری و مسلم نے ان سے روایت کی ہے۔ حضرت داؤد طائی ابن نصر بن نصیر بن سلیمان الکوئی تلمیذ امام اعظم متوفی ۲۶۰ھ، خلف بن ایوب تلمیذ حضرت امام محمد و زفر علیہ الرحمہ متوفی ۲۱۵ھ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا (جتنا چاہا) آپ سے وہ علم صحابہ کو منتقل ہوا، پھر تابعین کو، ان کے بعد حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اب جو چاہے خوش ہو اور جو چاہے وہ ناخوش و ناراض۔ ابی حامد اللقاف ان کا نام احمد بن خضر ویہ البلخی ہے متوفی ۲۶۰ھ، کبار مشائخ خراسان سے ہیں۔ عبد اللہ بن المبارک، آپ نہایت عابد و زاہد، فقیہ اور محدث تھے۔ ادب و نحو، لغت اور فصاحت و بلاغت میں بھی ماہر و کامل تھے۔ آئمہ اربعہ میں سے حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے اساتذہ میں سے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ وکیع بن الجراح بن ملیح بن عدی الکوئی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) صائم الدھر تھے، ہر رات ایک بار ختم قرآن فرماتے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں اور حضرت امام شافعی کے شیوخ میں ہیں ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ ابوبکر الوراق ان کا نام محمد بن عمرو الترمذی ہے، اولیاء کرام سے ہیں، ان اکابر اولیاء کرام کے علاوہ حاتم اصم اور سید محمد الشاذلی بکری حنفی صاحب کشف و کرامت ہیں۔<sup>(۴)</sup>

غرض ساڑھے بارہ سو سال میں مسلک احناف کے جس قدر اولیائے کرام گزرے ان کا شمار کرنا مشکل ہے ان میں سے

①..... "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة... إلخ، الحدیث ۶۹- (۱۰۱۷)۔ ص ۵۰۸.

②..... "صحیح مسلم"، کتاب الإمامة، باب فضل إعانة الغازی... إلخ، الحدیث ۱۳۳- (۱۸۹۳)۔ ص ۱۰۵۰.

③..... "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضل... إلخ، ج ۱، ص ۱۴۰.

④..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضل... إلخ، ج ۱، ص ۱۴۰-۱۴۴.

ہر ایک صاحب علم و فضل تھے اور صاحب زہد و تقویٰ بھی اور صاحب مجاہدہ و ریاضت بھی اور صاحب کشف و کرامت بھی۔ ﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ﴾ (۱) اگر ان حضرات کا ملین کو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مذہب میں ذرا بھی شک و شبہ ہوتا کہ اس کی کوئی بات بھی جادہ حق کے خلاف ہے تو اپنے کشف و کرامت کے ہوتے ہوئے ہرگز ہرگز اس مذہب کو اختیار نہ فرماتے۔ علامہ ابوالقاسم قشیری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حالانکہ نہایت درجہ شافعی المذہب ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد ابوالعلی الدقاق (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے طریقت و معرفت ابوالقاسم النصر اباذی سے حاصل کی، ابوالقاسم فرماتے ہیں میں نے اس کو شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور انہوں نے سری سقطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اور انہوں نے حضرت معروف کرخی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اور انہوں نے داؤد طائی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اور داؤد طائی نے یہ علم و طریقت حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا جو کہ اس میدان کے شہسوار ہیں کیونکہ علم حقیقت کا مہنی علم شریعت اور عمل بالشریعت اور تہذیب و تصفیہ نفس ہے اور تمام بزرگان اسلاف نے اعتراف کیا ہے کہ امام اعظم علم شریعت و طریقت اور تہذیب و تزکیہ نفس میں کامل تھے۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ”امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) علم، ورع اور زہد و ایثار کے اس مقام پر تھے جہاں تک کسی کی رسائی نہیں۔“ عبد اللہ بن مبارک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مقابلہ میں کسی کو یہ حق نہیں کہ اس کی اقتداء کی جائے کیونکہ آپ نہایت متورع، متقی، پاکیزہ تر اور عالم و فقیہ تھے آپ نے علم میں وہ انکشاف کئے جو دوسروں کی دسترس سے باہر تھے۔ امام ثوری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس شخص سے جو امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس ہو کر آیا تھا فرمایا کہ بلاشبہ تو ایسے شخص کے پاس سے آیا ہے جو تمام روئے زمین میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہے۔ (۲)

غرض تمام ہی علماء اصفیاء عرفاء نے آپ کی مدح سرائی کی ہے اور آپ کے فضل کا اقرار کیا ہے پس جو لوگ حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں ان کے لیے یہ ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ اگر آپ کی ذات اقدس اس قدر کامل، افضل، اعلم اور اتقی نہ ہوتی تو یہ عارفین کا ملین اور ماہرین علم شریعت و طریقت کس طرح آپ کے جلالت علم، کمال تفقہ، زہد و ورع اور فضیلت و شرف کا اقرار کرتے اور کیوں آپ کی قصیدہ خوانی کرتے اور آپ کی ذات مقدسہ کو صد باعث افتخار سمجھتے اور آج تک آپ کی عظمت و جلالت کا اقرار پوری ملت اسلامیہ کو ہے یقیناً آپ اپنے فضل و کمال میں منفرد ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے آپ کی شان میں جو مدحیہ اشعار کہے اور ان میں جن خیالات کا اظہار کیا اس میں انہوں نے قطعاً مبالغہ نہیں کیا بلکہ فی الحقیقت وہ امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی مدح کا حق ادا نہ کر پائے۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ نے صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) سے روایت کی یا نہیں، تاریخ ابن خلکان

①..... ترجمہ کنز الایمان:۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ ب ۶، المائدہ: ۵۴۔

②..... ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، المقدمة، مطلب: بحوز تقلید المفضول... إلخ، ج ۱، ص ۱۴۴، ۱۴۶۔

میں بروایت خطیب حضرت امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پوتے کا بیان ہے کہ میں اسمعیل بن حماد بن العثمان بن ثابت بن العثمان بن المرزبان ابناء فارس سے ہوں اور احرار میں سے..... ہم کبھی غلام نہیں رہے۔ میرے جد محترم امام ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ثابت بن العثمان بن المرزبان حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت وہ (یعنی ثابت) صغیر السن تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ (یعنی ثابت) کے لئے دعائے خیر و برکت دی اور ان کی اولاد کے لیے برکت کی دعا کی، ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں وہ دعا قبول فرمائی۔<sup>(۱)</sup>

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور کچھ اور صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) کا زمانہ بھی پایا لیکن ان سے روایت نہیں کی اور ان کی روایت سے مشرف ہوئے، جن صحابہ کا زمانہ آپ نے پایا ان سے عدم سماع (یعنی روایت نہ کرنے) کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ابتداءً اس علم کی طرف متوجہ نہ تھے بلکہ اپنے کسب معاش میں مشغول رہتے تھے۔ جب حضرت علامہ شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی ذہانت و فطانت اور ذکاوت طبع کو دیکھا تو علامہ موصوف نے آپ کو علم دین کے حصول کی طرف متوجہ کیا اس وقت غالباً صحابہ کی وہ جماعت باقی نہ رہی ہوگی یا ان سے ملاقات نہ ہو سکی کہ آپ ان سے احادیث کا سماع کرتے۔<sup>(۲)</sup> (ردالمحتار ۳/۱۷۳ ج ۱)

سیدنا امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات بغداد کے جیل خانے میں ہوئی جس میں آپ کو خلیفہ منصور عباسی نے اس جرم میں قید کر دیا تھا کہ آپ نے اس کے حکم کی خلاف ورزی کی اور عہدہ قضاء قبول نہ فرمایا۔ روزانہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کو قید خانے سے باہر لایا جاتا، کوڑے لگائے جاتے، سر بازار گشت کرایا جاتا۔ ایک دن آپ کو اتنا مارا گیا کہ کمر سے خون کے فوارے چھوٹ گئے اور سخت ترین اذیت پہنچائی گئی خورد و نوش بھی بند کر دیا گیا۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بارگاہِ الہی میں دعا فرمائی جو قبول ہوئی اور اس کے پانچ دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ منصور کی موجودگی میں آپ کو زہر کا پیالہ پینے کے لیے دیا گیا آپ نے انکار فرمایا کہ میں اپنے نفس کو خود قتل نہ کروں گا۔ پھر زبردستی آپ کے حلق میں انڈیل دیا گیا جب آپ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا آپ نے نماز ادا فرمائی اور بحالتِ سجدہ آپ کا وصال ہوا۔<sup>(۳)</sup> **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** بنا کر دُند خوش رسے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را<sup>(۴)</sup>

①..... "وفیات الأعیان"، أبو حنیفة (۷۶۵)، ج ۴، ص ۵۷۷.

②..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، المقدمة، مطلب: فیما اختلف فیہ من رواية... إلخ، ج ۱، ص ۱۴۷-۱۵۳.

③..... المرجع السابق، مطلب: یحوز تقلید المفضول... إلخ، ج ۱، ص ۱۵۶-۱۵۷.

④..... ترجمہ: ایک اچھی رسم کی بنیاد ڈال کر خاک و خون میں تھڑ گئے، اللہ عزوجل ان عاشقِ بزرگ ہستیوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی وفات ۱۵۰ھ میں عمر مبارک ۷۰ سال تھی۔ باقی آئمہ ثلاثہ کی تاریخ ولادت و وفات بالترتیب یہ ہے۔ حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۹۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۷۹ھ میں، نواسی سال عمر مبارک ہوئی۔ حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۵۰ھ میں ہوئی اور وفات ۲۰۴ھ میں، چونکہ سال عمر مبارک پائی۔ سیدنا حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۶۴ھ میں ہوئی اور وفات ۲۴۱ھ میں، ستر سال عمر مبارک ہوئی۔<sup>(۱)</sup>

### امام صاحب اور آپ کے تلامذہ میں اختلاف کی وجہ:

سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے اصحاب و تلامذہ کے مابین اختلاف کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک راستہ سے گزر رہے تھے آپ نے دیکھا کہ ایک کم سن بچہ کچڑ میں کھیل رہا ہے آپ نے ازراہ تملطف فرمایا: کہیں گرنہ جانا۔ اس بچہ نے برجستہ جواب دیا: آپ بچے کہیں آپ پھسل کر گرنہ جائیں کیونکہ اگر آپ گریں گے تو عالم کے گر جانے کا اندیشہ ہے۔ کم سن بچہ کے اس معنی خیز جواب سے آپ متاثر ہوئے اور آپ نے اپنے اصحاب و تلامذہ سے فرمایا: اگر تمہیں مسائل شرعیہ میں میرے قول کے خلاف کوئی قوی دلیل ملے تو اسے اختیار کر لو۔ آپ کی اس ہدایت کے بعد آپ کے تلامذہ میں سے ہر ایک آپ ہی کی روایت سے مسائل اخذ کرتا تھا۔<sup>(۲)</sup> اس طرح آپ کے اصحاب کا کوئی قول ایسا نہیں ہے جو امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے قول سے باہر ہو۔ ”ولو الجبہ“ کتاب الجنایات میں ہے امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جس میں ہمیں نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی مخالفت کی ہو۔ میں نے وہی بات کہی جو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمائی تھی۔ حضرت امام زفر علیہ الرحمہ سے بھی یہی منقول ہے کہ میں نے کبھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نہیں کی مگر یہ کہ قول امام بیان کیا پھر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس سے رجوع فرمایا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آپ کے طریقہ کے خلاف نہیں گئے بلکہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ اجتہاد اور رائے اور قیاس سے کہا اور اسی قول کا اتباع کیا جو ان کے استاد نے فرمایا۔“<sup>(۳)</sup>

”الْحَاوِي الْقُدْسِي“ کے اواخر میں ہے: جب اصحاب امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) میں سے کسی کے قول کو اخذ کیا جائے تو یقین سے جان لینا چاہیے کہ ان کا یہ قول امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی سے اخذ کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ کے تمام اکابر تلامذہ سے یہی روایت ہے (جیسے امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن رحمہم اللہ تعالیٰ) کہ ہم نے کسی مسئلہ میں وہی قول کیا ہے

①..... ”ردالمحتار“ المقدمة، مطلب: فی مولد الآئمة... إلخ، ج ۱، ص ۱۵۷.

②..... ”الدر المختار“، المقدمة، ج ۱، ص ۱۵۸.

③..... ”ردالمحتار“ المقدمة، مطلب: فی مولد الآئمة... إلخ، ج ۱، ص ۱۵۹.



جو ہم نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے روایت کیا ہے اور یہ بات انہوں نے بڑی یقین دہانی کے ساتھ بیان کی ہے لہذا فقہ میں کوئی مسئلہ اور مذہب، مذہب امام کے علاوہ نہیں ہے اور جس قول کی نسبت کسی دوسرے کی طرف ہے وہ مجازاً ہے اور ظاہر میں ہے فی الحقیقت وہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا قول ہی ہے۔<sup>(۱)</sup> خصوصاً جب امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب کسی مسئلہ پر تمہیں اقویٰ دلیل مل جائے اسے اختیار کر لو۔ تو اگرچہ یہ الفاظ اپنے قول سے رجوع کرنا ثابت کرتے ہیں، تاہم چونکہ آپ کے اصحاب نے قویٰ دلیل سے مسئلہ کے علم کو انہیں اصول و قواعد سے ثابت کیا ہے جو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خود مقرر فرمادئے ہیں اس لئے درحقیقت آپ کے اصحاب کا وہ قول بھی امام اعظم ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا قول ہی مانا جائے گا اور وہ مرجوع عنہ نہ ہوگا۔

علامہ بیہقی نے اپنی کتاب ”شرح الاشبہ“ میں بیان کیا ہے کہ کوئی حدیث ایسی ملے جو مذہب امام کے خلاف ہو تو حدیث ہی پر عمل کیا جائے اور یہی حدیث امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا مذہب ہے کیونکہ صحیح روایت سے آپ سے مروی ہے۔ ”اِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي“ حدیث اگر صحیح ہے تو یہی میرا مذہب ہے۔<sup>(۲)</sup>

### حضرت امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اختلاف روایت کی وجوہات:

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے اصحاب و تلامذہ نے ایک ہی مسئلہ میں آپ سے مختلف روایات بیان کی ہیں اور یہی ایک وجہ ان کے مابین مسائل میں اختلاف حکم کی ہے امام ابو بکر البلیغی اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ”درر“ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اختلاف روایت کئی وجوہات سے ہو سکتا ہے: اول یہ کہ سامع کو سننے میں غلطی ہو گئی ہو۔ دوم یہ کہ امام نے اپنے قول سے رجوع فرمایا ہو کسی نے یہ رجوع خود اپنے کانوں سے سن لیا اور کسی نے نہیں سنا تو اسے رجوع کا علم نہ ہوا۔ سوم یہ کہ امام نے ایک قول علی وجہ القیاس فرمایا اور دوسرا قول بروجہ استحسان فرمایا تو جس نے جو سنا روایت کر دیا۔ چہارم یہ کہ کسی مسئلہ کے مختلف پہلو تھے آپ نے ایک پہلو سامنے رکھ کر ایک جواب دیا اور دوسرے پہلو کو مد نظر رکھ کر دوسرا جواب دے دیا، ان کے علاوہ بھی علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ ”شرح عقود رسم المفتی المنظوم“ میں کچھ اور صورتیں بھی اختلاف روایات کی وجوہ میں بیان فرمائی ہیں۔<sup>(۳)</sup> (رسائل ابن عابدین شرح عقود رسم المفتی المنظوم ۲۳)

①..... ”الحاوی القدسی“، کتاب الحیل، فصل اذا اختلفت الروایات... إلخ، ص ۱۸۱.

②..... ”رد المحتار“، المقدمة، مطلب: صحیح عن الإمام أنه قال... إلخ، ج ۱، ص ۱۵۹، ۱۶۰.

③..... ”مجموعۃ رسائل ابن عابدین“، الرسالة الثانية: شرح ”عقود رسم المفتی“، ج ۱، ص ۲۲.

## آداب الافتاء

مفتی کے لئے ضروری ہے کہ مسائل شرعیہ اور کتب فقہیہ میں اس کا مطالعہ وسیع ہو، اصول فقہ اور قواعد فقہیہ سے واقف ہو، اس کے ساتھ ساتھ قرآنی احکام، احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور تفسیر پر بھی اس کی نگاہ ہو، نیز استدلال اور روایت و درایت سے بھی اسے حصہ ملا ہو کیونکہ بغیر علم شریعت فتویٰ لکھنا سراسر جہالت ہے اس لئے ضروری ہے کہ مفتی کو یہ علم حاصل ہو کہ طبقات مسائل کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں نیز طبقات الفقہاء کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں اس لئے سب سے پہلے ہم ان دونوں کو بیان کریں گے اس کے بعد آداب الافتاء پر روشنی ڈالیں گے۔

## طبقات مسائل:

علماء احناف کے نزدیک مسائل تین طبقات پر ہیں۔

(۱) مسائل الاصول: ان کو ظاہر الروایۃ بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں جو اصحاب المذہب سے مروی ہیں۔ یعنی سیدنا حضرت حسن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ اور وہ حضرات جنہوں نے حضرت امام ابو حنیفہ، سیدنا حضرت امام ابو یوسف، سیدنا امام محمد علیہم الرحمۃ والرضوان سے روایت کی، لیکن مشہور و اغلب ظاہر الروایۃ کے بارے میں یہ ہے کہ ظاہر الروایۃ حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد علیہم الرحمۃ کے اقوال ہی کو کہتے ہیں اور ظاہر الروایۃ کا اطلاق جن کتابوں پر ہے وہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ چھ کتابیں ہیں:

(۱) مبسوط (۲) جامع صغیر (۳) جامع کبیر (۴) زیادات (۵) سیر صغیر (۶) سیر کبیر۔ ان کو ظاہر الروایۃ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کتابیں حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ثقہ راویوں نے روایت کی ہیں اس لئے یہ آپ سے بہ تو اتر ثابت یا مشہور ہیں۔<sup>(۱)</sup>

## (۲) مسائل نوادر:

یہ وہ مسائل ہیں جن کے راوی تو مذکورہ بالا اصحاب ہی ہیں لیکن یہ مسائل مذکورہ بالا چھ کتابوں میں نہیں ہیں جن کو ظاہر الروایۃ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے بلکہ یہ مسائل یا تو امام محمد علیہ الرحمۃ کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں جیسے کیسانیات، ہارونیات، جرجانیات اور رقیات۔ ان کتابوں کو غیر ظاہر الروایۃ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتابیں امام محمد علیہ الرحمۃ سے ایسی روایات صحیحہ ثابتہ اور ظاہرہ سے مروی نہیں ہیں جیسی کہ پہلی چھ کتابیں ہیں یا پھر وہ مسائل ان کتابوں کے علاوہ دوسری کتابوں میں مذکور ہیں جیسے حسن بن زیاد کی ”المَجْرَد“ وغیرہا اور کتب الامالی جو حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے املاء کرائی تھیں۔<sup>(۲)</sup>

①..... ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: رسم المفتی، ج ۱، ص ۱۶۳۔

②..... المرجع السابق۔

## (۳) الوقعات:

طبقات مسائل کی یہ تیسری قسم ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کو بعد کے مجتہدین نے مرتب و مولف فرمایا (۱) جو کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے تلامذہ یا ان کے تلامذہ کے تلامذہ ہیں ان کی بہت بڑی تعداد ہے صاحبین (امام ابو یوسف و امام محمد) کے تلامذہ میں عصام بن یوسف، ابن رستم، محمد بن سلیمان، ابوسلیمان جرجانی، ابو حفص البخاری وغیرہم ہیں اور ان کے بعد کا گروہ محمد بن مسلمہ، محمد بن مقاتل، نصیر بن یحییٰ، ابوالنصر القاسم بن سلام وغیرہم پر مشتمل ہے کبھی ایسا ہوا ہے کہ ان حضرات نے اپنے قوی دلائل و اسباب کی بناء پر اصحاب مذہب کے خلاف کسی مسئلہ کو ثابت کیا ہے ان کے فتاویٰ میں جو کتاب سب سے پہلے منظر عام پر آئی وہ کتاب النوازل ہے جو فقیہ ابواللیث سمرقندی کی ہے ان کے بعد دیگر فقہاء نے بہت سے مجموعے مرتب فرمائے جیسے مجموع النوازل، واقعات الناطقی اور واقعات صدر الشہید وغیرہ۔ پھر بعد کے فقہاء نے ان کے مسائل کو مخلوط و غیر متمیز طور پر بیان فرمایا جیسا کہ ”فناوی قاضی خان“ اور ”الخلاصہ“ وغیرہما میں ہیں اور بعض فقہاء نے ان کو ترتیب و تمیز کے ساتھ بیان فرمایا جیسے رضی الدین السرخی کی کتاب ”المحیط“ انہوں نے اس کی ترتیب میں اولاً مسائل الاصول بیان فرمائے پھر نوادر پھر فتاویٰ کو ذکر کیا۔ یہ ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مسائل اصول میں الحاکم الشہید کی تصنیف کتاب ”الکافی“ نقل مذہب میں بڑی معتمد کتاب ہے اس کو قبول عام حاصل ہوا اور بڑے بڑے اکابر علماء، فقہاء نے اس کی شرحیں لکھیں جیسے امام شمس الائمہ السرخسی کی ”مبسوط سرخسی“ اس کے بارے میں علامہ طرسوسی کا بیان ہے کہ ”مبسوط سرخسی“ کا مقام یہ ہے کہ اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے اور اس کے خلاف پر عمل نہیں کیا جاتا۔ کتب مذہب میں ایک اور کتاب ”المنتقى“ بھی ہے یہ بھی انہیں کی ہے لیکن اس کا وہ مقام نہیں، اس میں کچھ نوادر بھی ہیں ”المبسوط“ جو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی گئی ہے اس کے متعدد نسخے ہیں ان میں سب سے بہتر وہ نسخہ ہے جو ابوسلیمان جوزجانی سے مروی ہے متاخرین علماء فقہ نے مبسوط کی بہت سی شرح لکھی ہیں۔ (۲)

امام محمد علیہ الرحمہ کی ہر وہ تصنیف جس میں لفظ صغیر لگا ہوا ہے اس میں وہ مسائل ہیں جن کی روایت حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان سے آپ کے شاگرد امام محمد نے بواسطہ حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن جن مسائل کی روایت امام محمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بلا واسطہ اور براہ راست حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان سے کی ان کے ساتھ ”کبیر“ کا لفظ لگایا گیا۔ (۳) اسی طرح نوادر ان مسائل کے لئے استعمال کیا گیا جن کی روایت امام محمد علیہ الرحمۃ نے ان مذکورہ چھ کتابوں کے علاوہ دوسری کتابوں میں امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے کی ان کو ”الکیسانیات“، ”الہارونیات“، ”الجرجانیات“

①..... یعنی استنباط کیا۔

②..... ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: رسم المفتی، ج ۱، ص ۱۶۴-۱۶۶۔

③..... المرجع السابق، ص ۱۶۷۔

اور ”الرقیات“ سے موسوم کیا<sup>(۱)</sup> اور نوازل ان مجموعہ مسائل کو کہا گیا ہے جن مسائل کو مشائخ مجتہدین مذہب سے دریافت کیا گیا اور انہوں نے ان مسائل میں کوئی نص نہ پائی اور اپنے اجتہاد سے ان مسائل کی تخریج کی اور ان کے احکام بیان فرمائے۔<sup>(۲)</sup> صاحب البحر نے فرمایا: محمد بن الحسن کی ہر وہ تصنیف جس میں لفظ ”صغیر“ لگا ہوا ہے اس میں امام محمد اور امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) متفق ہیں بخلاف اس تصنیف کے جس میں لفظ ”کبیر“ لگا ہوا ہے وہ امام ابو یوسف (علیہ الرحمہ) پر پیش نہیں کی گئی۔<sup>(۳)</sup> (مبحث التَّشْهَد)

(امام محمد علیہ الرحمہ کی) کتاب ”اصل“ کا نام اس لئے اصل رکھا گیا کہ امام محمد علیہ الرحمہ نے اسے سب سے پہلے تصنیف فرمایا اس کے بعد ”الجامع الصغیر“ پھر ”الجامع الکبیر“،<sup>(۴)</sup> صاحب البحر نے فرمایا کہ ”الجامع الصغیر“ کو امام محمد علیہ الرحمہ نے ”اصل“ کے بعد تصنیف فرمایا اس میں جو کچھ ہے وہ معتمد علیہ ہے۔<sup>(۵)</sup> (باب الصلوٰۃ)

### کتاب الجامع الصغیر کی وجہ تصنیف:

اس کتاب کی وجہ تصنیف یہ ہے کہ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے امام محمد علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ تم میرے لئے وہ تمام روایات ایک کتاب میں جمع کر دو جو تم نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہیں۔ اس حکم کی تعمیل میں حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے وہ تمام مرویات ایک جگہ جمع فرمادیں اور ان کو حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے سامنے پیش کیا جن کو انہوں نے بے حد پسند فرمایا یہ کتاب (یعنی الجامع الصغیر) ۱۵۳۲ پندرہ سو بتیس مسائل پر مشتمل ایک مبارک کتاب ہے، بقول علامہ بزدوی: امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے جلالت علم و عظمت کے باوجود اس کتاب کو ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ علی الرازی فرماتے ہیں: جس شخص نے اس کتاب کو سمجھ لیا وہ ہمارے تمام ساتھیوں میں سب سے زیادہ صاحب فہم مانا جاتا ہے۔ اس دور میں کسی شخص کو اس وقت تک قاضی نہیں بنایا جاتا جب تک اسے پرکھ نہ لیا جائے کہ وہ الجامع الصغیر کو سمجھتا ہے اور پڑھتا ہے۔<sup>(۶)</sup>

### وجہ تصنیف ”السیر الکبیر“:

امام شمس اللامہ سرخسی ”السیر الکبیر“ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ”السیر الکبیر“ امام محمد علیہ الرحمہ کی آخری تصنیف ہے

- ①..... ”مجموعۃ رسائل ابن عابدین“، الرسالة الثانية: شرح ”عقود رسم المفتی“، ج ۱، ص ۱۶، ۱۷.
- ②..... ”رد المحتار“، المقدمة، مطلب: رسم المفتی، ج ۱، ص ۱۶۴.
- ③..... ”البحر الرائق“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۱، ص ۵۷۹.
- ④..... ”النهر الفائق“، کتاب الصلاة، باب صلاة العیدین، ج ۱، ص ۳۶۶.
- ⑤..... ”البحر الرائق“، کتاب الصلاة، باب صلاة العیدین، ج ۲، ص ۲۷۶.
- ⑥..... ”مجموعۃ رسائل ابن عابدین“، الرسالة الثانية: شرح ”عقود رسم المفتی“، ج ۱، ص ۱۹.

اس کی وجہ تصنیف یہ تھی کہ آپ کی کتاب ”السیر الصغیر“ اہل شام کے ایک جلیل القدر عالم حضرت عبدالرحمن بن عمرو الاوزاعی کے پاس پہنچی۔ انہوں نے پوچھا یہ کس کی تصنیف ہے بتایا گیا کہ امام محمد بن الحسن عراقی کی برجستہ ان کی زبان سے نکلا ”اہل عراق کو اس موضوع میں تصنیف سے کیا لگاؤ وہ علم السیر اور مغازی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جانیں کیونکہ غزوات زیادہ تر شام میں ہوئے۔ غزوات کا علم وہاں کے لوگوں کو زیادہ ہے اور حجاز کے لوگوں کو، نہ کہ عراق والوں کو۔ امام اوزاعی کی یہ بات جب امام محمد علیہ الرحمۃ کو پہنچی آپ کو بہت شاق گزری اور اس کا عملی جواب دینے کے لئے ”السیر الکبیر“ تصنیف فرمائی۔ آپ کی یہ کتاب جب عبدالرحمن بن عمرو الاوزاعی نے مطالعہ فرمائی تو وہ حیرت زدہ رہ گئے اور فرمایا: اگر اس کتاب میں احادیث صحیحہ نہ ہوتیں تو میں کہہ دیتا کہ وہ من گھڑت علم سے کام لیتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی رائے کو صحیح جواب کے لئے متعین فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت نے صحیح فرمایا ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿۱﴾﴾<sup>(۱)</sup> اس کتاب کو تصنیف فرمانے کے بعد حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ نے اس کو ساٹھ جلدوں (دفتروں) میں لکھوایا اور اس کو خلیفہ وقت کے دربار میں بھجوایا۔ خلیفہ وقت نے اسے بے حد پسند کیا اور اس کو اپنے زمانہ حکومت کا عظیم اور قابل فخر کارنامہ قرار دیا۔ (مجموعہ رسائل ابن عابدین، ج ۱) <sup>(۲)</sup>

## طبقات الفقہاء

ایک مفتی کے لئے جس طرح طبقات المسائل اور معتبر و مستند کتب فقہیہ اور فتاویٰ کا علم ہونا ضروری ہے اسی طرح اس کے علم میں یہ بات بھی ہونی چاہئے کہ طبقات الفقہاء کتنے ہیں اور کس فقیہ کا درجہ کیا ہے تاکہ اسے یہ معلوم ہو سکے کہ کس فقیہ کا قول معتبر اور قابل استناد ہے اور کون درجہ اعتبار میں نہیں اس لئے ہم طبقات الفقہاء کا بیان کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں۔ علمائے ماہرین فقہ و شریعت نے فقہاء کے سات طبقات بیان فرمائے ہیں۔

### ۱۔ طَبَقَةُ الْمُجْتَهِدِينَ فِي الشَّرْعِ:

جیسے ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) اور وہ لوگ جو قواعد اصول کی تائیس میں نیز اولیہ اربعہ (قرآن پاک، احادیث، قیاس اور اجماع) سے احکام فرعیہ کے استنباط میں اصول و فروع میں بغیر کسی اور کی تقلید کے ان ہی ائمہ اربعہ کے مسلک پر ہی رہے۔ <sup>(۳)</sup>

①..... پ ۱۳، یوسف: ۷۶.

②..... ”مجموعہ رسائل ابن عابدین“، الرسالة الثانية: شرح ”عقود رسم المفتی“، ج ۱، ص ۱۹، ۲۰، ۲۱.

③..... المرجع السابق، ص ۱۱.

## ۲- طَبَقَةُ الْمُجْتَهِدِينَ فِي الْمَذْهَبِ:

جیسے امام ابو یوسف، امام محمد اور جملہ تلامذہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم، یہ حضرات اس امر کی قدرت رکھتے تھے کہ ادلہ اربعہ سے اپنے استاد حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے مستخرج قواعد و اصول کے مطابق احکام شرعیہ کا استخراج کر سکیں۔<sup>(۱)</sup>

## ۳- طَبَقَةُ الْمُجْتَهِدِينَ فِي الْمَسَائِلِ:

یہ وہ حضرات ہیں جو ایسے مسائل کا استنباط جن کے بارے میں کوئی روایت صاحب المذہب سے نہیں ملتی اپنے آئمہ کرام کے مقرر کردہ قواعد و اصول کے مطابق کرتے ہیں جیسے علامہ خصاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۶۱ھ، علامہ ابو جعفر الطحاوی متوفی ۳۲۱ھ، حضرت ابوالحسن الکرخی متوفی ۳۳۰ھ، حضرت ثمس الائمہ الحلوانی متوفی ۴۵۶ھ، حضرت ثمس الائمہ السرخسی متوفی ۵۰۰ھ، حضرت فخر الاسلام بزدوی متوفی ۴۸۲ھ، علامہ فخر الدین قاضی خان متوفی ۵۹۳ھ وغیرہم، یہ حضرات نہ اصول میں نہ فروع میں کسی میں بھی اپنے امام کی مخالفت نہیں کر سکتے۔<sup>(۲)</sup>

## ۴- طَبَقَةُ أَصْحَابِ التَّخْرِيجِ مِنَ الْمُقْلِدِينَ:

جیسے امام رازی متوفی ۳۷۰ھ وغیرہ یہ حضرات اجتہاد پر بالکل قادر نہیں لیکن چونکہ یہ جملہ قواعد و اصول کا پورا علم اور مسائل و قواعد کے ماخذ سے پوری واقفیت رکھتے تھے اس لئے ان میں یہ صلاحیت تھی کہ ایسے امور کی تفصیل بیان کر دیں جہاں امام مذہب سے ایسا قول مروی ہو جو مجمل ہے اور اس میں دو صورتیں نکل رہی ہوں یا کوئی ایسا قول جو دو چیزوں کا محتمل ہے اور وہ صاحب مذہب سے یا ان کے تلامذہ مجتہدین میں سے کسی ایک سے مروی ہے اس کی تشریح و تفصیل اصول و قیاس اور امثال و نظائر کی روشنی میں بیان کر دیں صاحب ہدایہ نے جہاں کہیں کہا ہے کذا فی تخریج الکرخی یا کذا فی تخریج الرازی، اس کا یہی مطلب ہے جو ابھی بیان کیا گیا ہے۔<sup>(۳)</sup>

## ۵- طَبَقَةُ أَصْحَابِ التَّرْجِيحِ مِنَ الْمُقْلِدِينَ:

جیسے ابوالحسن قدوری متوفی ۴۲۸ھ، صاحب الہدایہ متوفی ۵۹۳ھ وغیرہما۔ ان کا مقام یہ ہے کہ یہ حضرات بعض روایات کو بعض پر تفضیل دینے کی اہلیت رکھتے تھے جیسے وہ کسی روایت کی تفضیل میں فرماتے ہیں: هذا أولى یا هذا أصح یا هذا أوضح یا هذا أوفق للقياس وغیرہا۔<sup>(۴)</sup>

①..... "مجموعۃ رسائل ابن عابدین"، الرسالة الثانية: شرح "عقود رسم المفتی" ج ۱، ص ۱۱.

②..... المرجع السابق، ص ۱۲.

③..... المرجع السابق، ص ۱۲.

④..... المرجع السابق.

## ۶۔ طَبَقَةُ الْمُقَلِّدِينَ الْقَادِرِينَ عَلَى التَّمْيِيزِ:

جیسے صاحب کفر، صاحب المختار، صاحب الوقایہ، اور صاحب المجمع اور اصحاب المتون المعترہ۔ ان کا درجہ یہ ہے کہ یہ حضرات اپنی کتابوں میں ضعیف و مردود اقوال بیان نہیں کرتے اور روایات میں قوی، اقوی، ضعیف، ظاہر الروایہ، ظاہر المذہب اور روایت نادرہ میں امتیاز و تمیز کرنے کے اہل ہیں۔<sup>(۱)</sup>

## ۷۔ طَبَقَةُ الْمُقَلِّدِينَ الَّذِينَ لَا يَقْدِرُونَ عَلَى مَا ذَكَرَ:

یہ حضرات کھرے کھوٹے، کمزور و قوی اور دائیں بائیں میں امتیاز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ انہیں جہاں سے بھی جو کچھ مواد مل جاتا ہے اسے جمع کرتے ہیں اور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں یہ لوگ ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کی تقلید کی جائے یا ان سے مسائل میں رجوع کیا جائے۔<sup>(۲)</sup> (شرح عقود رسم المفتی المنظوم لابن عابدین، ردالمحتار ۵۱۱-۵۱۲ ج ۱)

## تنبیہ:

۱۔ احکام شریعت کا علم حاصل کرنے کے لئے افتاء ایک لازمی اور ضروری امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾<sup>(۳)</sup> اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں یعنی اہل علم سے پوچھ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک طبقہ ملت کا ایسا ہوگا جسے علم دین پر عبور حاصل نہ ہوگا اور ایک طبقہ ایسا ہوگا جو صاحب علم و فضل ہوگا اور اسے علم دین میں بصیرت حاصل ہوگی چونکہ ہر مسلمان کے لئے وہی راستہ اختیار کرنا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ راستہ ہے اس لئے ہر شخص کو اپنا ہر عمل اسلام کے احکام کے مطابق رکھنا چاہیے اور اگر کسی کو کسی معاملہ میں شریعت کا حکم معلوم نہیں ہے تو اسے اہل علم کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور ان سے سوال کر کے حکم شرعی معلوم کرنا چاہئے اسی اصول کے مطابق زمانہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آج تک مسلمانوں کا یہی طریقہ رہا ہے کہ اگر انہیں کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا علم نہیں ہے تو انہوں نے بلا تامل اہل علم سے اس کا حکم شرعی معلوم کر لیا ہے ہر زمانہ میں لوگ علمائے شریعت کی طرف مسائل شرعیہ کا علم حاصل کرنے کے لئے رجوع کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا اور اب وہ یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ مفتی کون ہے۔

صاحب فتح القدر شارح ہدایہ فرماتے ہیں: ”اصولیین مضبوطی کے ساتھ یہ رائے رکھتے ہیں کہ مفتی کا درجہ صرف مجتہد

①..... ”مجموعۃ رسائل ابن عابدین“، الرسالة الثانية: شرح ”عقود رسم المفتی“، ج ۱، ص ۱۲.

②..... المرجع السابق.

و ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: فی طبقات الفقهاء، ج ۱، ص ۱۸۱-۱۸۴.

③..... پ ۱۴، النحل: ۴۳.

کو حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص خود مجتہد نہیں ہے لیکن اسے مجتہد کے اقوال زبانی یاد ہیں وہ مفتی نہیں ہے اس سے جب مسئلہ دریافت کیا جائے تو اسے بطور نقل و حکایت کسی مجتہد کا قول جواب میں بتانا چاہئے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ہمارے زمانے میں (یعنی زمانہ مصنف فتح القدیر میں) جو علماء فتویٰ دیتے ہیں حقیقت میں وہ فتویٰ نہیں ہے بلکہ اصل میں کسی مجتہد مفتی کا قول ہے جو نقل کر دیا گیا ہے تاکہ مستفتی اس پر عمل کرے۔ مجتہد سے اس کا قول نقل کرنے کے دو طریقے ہیں اول یہ کہ یا تو وہ قول اس کے پاس کسی صحیح سند سے پہنچا ہو۔ دوم یہ کہ اس نے مجتہد کا وہ قول کسی ایسی مشہور کتاب سے لیا ہو جو دیگر علماء کے ہاتھوں میں رہتی ہو جیسے امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابیں اور ایسے ہی دوسری کتب فقہیہ جو اپنی روایت و اسناد کے اعتبار سے خبر متواتر یا خبر مشہور کے درجہ میں ہیں۔<sup>(۱)</sup> (ردالمحتار ج ۳ ص ۱۷)

۲۔ آداب الافتاء کے سلسلے میں دوسری بات یہ ہے کہ علمائے احناف روایات ظاہرہ میں جن مسائل پر متفق ہیں فتویٰ یقیناً انہیں پر ہوگا لیکن اگر روایات ظاہرہ میں ہمارے علماء کا اتفاق نہیں ہے تو واضح یہ ہے کہ فتویٰ علی الاطلاق امام اعظم علیہ الرحمہ کے قول پر ہوگا لیکن اگر حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس مسئلہ میں کوئی روایت نہ ملے تو پھر فتویٰ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر دیا جائے گا اور اگر ان سے بھی کوئی قول نہ ملے تو پھر فتویٰ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر دیا جائے۔<sup>(۲)</sup> ”سراجیہ“ میں ہے: ایک قول یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) ایک جانب اور آپ کے صاحبزادے دوسری جانب ہوں تو مفتی کو اختیار ہے کہ وہ جس قول کو چاہے اختیار کرے اور اگر مفتی مجتہد نہ ہو تو اول قول اصح ہے۔<sup>(۳)</sup> ان تینوں کے بعد پھر امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا اور پھر امام حسن بن زیاد کے قول پر<sup>(۴)</sup> (درمختار) اور ”الحاوی القدسی“ میں اس امر کی تصحیح فرمائی ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے قول کی تائید میں قوت مدرکہ یعنی قوی دلیل موجود ہے تو ایسی صورت میں وہ قول اختیار کیا جائے ورنہ یہی ترتیب قائم رکھی جائے گی۔<sup>(۵)</sup> اسی وجہ سے علمائے احناف کبھی کبھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعض اصحاب کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ اس کی تائید میں دلیل قوی موجود ہو جیسے کہ سترہ ۱۷۱ مسائل<sup>(۶)</sup> میں علماء نے امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کو ترجیح دی ہے لہذا وہ ہمارے لئے بھی قابل ترجیح ہیں کیونکہ وہ دلیل

①..... ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: رسم المفتی، ج ۱، ص ۱۶۲.

و ”فتح القدیر“، کتاب أدب القاضي، ج ۶، ص ۳۶۰.

②..... ”الدرالمختار“، المقدمة، ج ۱، ص ۱۶۲-۱۶۹.

③..... ”الفتاوی السراجیة“، کتاب أدب المفتی والتنبیہ علی الجواب، ص ۱۵۷.

تفصیلات کے لیے ”فتاوی رضویہ“ (مختصر جہ)، ج ۱، حصہ الف، ص ۱۰۵ تا ۱۰۸ ملاحظہ فرمائیں۔

④..... ”الدرالمختار“، المقدمة، ج ۱، ص ۱۶۹.

⑤..... ”الحاوی القدسی“، کتاب الحیل، فصل إذا اختلف الروایات... إلخ، ص ۱۸۱.

و ”مجموعۃ رسائل ابن عابدین“، الرسالة الثانية: شرح ”عقود رسم المفتی“، ج ۱، ص ۲۶.

⑥..... یہاں ۱۷۱ مسائل کا ذکر ہے جبکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمختار، ج ۵، ص ۳۳۸، میں ۱۲۰ ایسے مسائل کی صراحت ذکر کی ہے

جہاں امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر فتویٰ ہے۔... علمہ



میں گہری نظر رکھتے ہیں۔<sup>(۱)</sup> (مجموعہ رسائل ابن عابدین)

۳۔ جب امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی مسئلہ میں روایات مختلف ہوں یا اس مسئلہ میں آپ سے یا آپ کے اصحاب سے کوئی روایت نہ ملے تو پہلی صورت میں جو روایت حجت و دلیل کے اعتبار سے اقوی ہو اسے اختیار کیا جائے اور دوسری صورت میں یعنی جبکہ امام اعظم اور آپ کے اصحاب سے اس مسئلہ میں کوئی روایت ہی موجود نہ ہو دیکھے کہ متاخرین کا اس میں کیا قول ہے اگر متاخرین ایک ہی قول پر متفق ہیں تو اس قول کو اختیار کرے اور اگر متاخرین میں اختلاف ہے تو جس قول پر اکثر ہیں، پھر اسے اختیار کرے جس پر کہ مشہور اکابرین نے اعتماد کیا ہو جیسے امام ابوحنیفہ، امام ابو جعفر، ابواللیث اور امام طحاوی وغیرہم، اگر مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر کوئی نص نہیں ملتی، نہ قول مجتہد، نہ اقوال متاخرین، تو پھر مفتی خود ہی اس پر علم شریعت کی روشنی میں غور و فکر کرے اور تدبیر سے کام لے اور حتی الوسع کوشش کرے کہ اس کا حکم نکل آئے تاکہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو۔ لیکن جزاف یعنی انکل اور بے تکی باتوں سے کام نہ لے،<sup>(۲)</sup> اللہ (عزوجل) سے ڈرتا رہے اور گہرا غور و فکر کرے کیونکہ یہ نہایت عظیم ذمہ داری ہے اس میں جزاف کی جسارت وہی کر سکتا ہے جو جاہل اور بد بخت ہے<sup>(۳)</sup> (ردالمحتار ۴۸ ج ۱)

### فائدہ:

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”علماء کرام نے بیان فرمایا ہے عبادات کے مسائل میں فتویٰ مطلقاً قول امام اعظم پر ہے۔ مسائل ذوی الارحام میں فتویٰ قول امام محمد پر ہے اور مسائل قضا میں فتویٰ قول امام ابو یوسف پر ہے جیسا کہ ”قنیہ“ اور ”بزازیہ“ میں مذکور ہے اور ”شرح بیہی“ میں مزید یہ ہے کہ مسائل شہادت میں بھی فتویٰ قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہے اور صرف سترہ مسائل<sup>(۴)</sup> میں فتویٰ قول امام زفر پر ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔<sup>(۵)</sup>

۴۔ جب کسی مسئلہ میں قیاس ہو اور استحسان ہو تو محدودے چند مسائل کو چھوڑ کر عمل استحسان پر ہوگا۔

۵۔ جب کوئی مسئلہ ظاہر الروایۃ میں مذکور نہ ہو بلکہ کسی دوسری روایت سے ثابت ہو تو اس کا حوالہ دینا چاہئے۔

۶۔ حضرت امام نسفی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ”مُسْتَصْفٰی“ میں بیان فرمایا ہے جب فقہاء کسی مسئلہ میں تین اقوال بیان فرمائیں تو ان میں راجح قول اول ہے یا قول آخر، درمیانی قول راجح نہ ہوگا ”شرح المنیہ“ میں ہے کہ اگر روایت درایت کے مطابق ہے تو اس سے عدول نہ کیا جائے۔<sup>(۶)</sup> (ردالمحتار ۴۹ ج ۱)

①..... ”مجموعہ رسائل ابن عابدین“، الرسالة الثانية: شرح ”عقود رسم المفتی“، ج ۱، ص ۲۸.

②..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”بے تکی باتوں سے کام لے“ لکھا ہوا تھا، جو واضح کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

③..... ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: إذا تعارض التصحيح، ج ۱، ص ۱۷۰.

④..... اس کی وضاحت کے لئے گزشتہ صفحہ کا حاشیہ نمبر ۶ ملاحظہ فرمائیں۔... علمہ

⑤..... ”ردالمحتار“، المرجع السابق، ص ۱۷۰، ۱۷۱.

⑥..... المرجع السابق، ص ۱۷۱.

۷۔ ”بجر“ کے باب الوقف میں ہے جب مسئلہ میں دو قول ہوں اور دونوں صحیح ہوں تو ان میں سے کسی بھی ایک کو افتاء و قضاء کے لئے اختیار کیا جاسکتا ہے<sup>(۱)</sup> بشرطیکہ دونوں قول برابر حیثیت کے ہوں لیکن اگر ایک قول لفظ صحیح سے موکد ہو<sup>(۲)</sup> تو اسے اختیار کیا جائے۔<sup>(۳)</sup>

۸۔ جب فتویٰ ایک قول پر ہو اور صحیح دوسرے قول کی تو اولیٰ یہ ہے کہ وہ قول اختیار کیا جائے جو متون کے موافق ہو۔<sup>(۴)</sup> (بجر) اور اگر ایک قول شروع میں ہے اور اس کے خلاف دوسرا قول فتاویٰ میں تو وہ قول اختیار کیا جائے جو شروع میں ہے کیونکہ فقہائے کرام کی تصریح ہے کہ متون مقدم ہیں (شروع پر اور شروع مقدم ہیں)<sup>(۵)</sup> فتاویٰ پر، یہ صورت اسی وقت اختیار کی جائے گی جب ان دونوں اقوال میں سے ہر ایک کی تصحیح کی گئی ہو یا دونوں میں سے کسی کی بھی تصحیح منقول نہ ہو لیکن اگر مسئلہ متون میں ہے (اور اس کی تصحیح بالتصریح نہیں کی گئی بلکہ اس کے مقابل)<sup>(۶)</sup> کی تصحیح بالتصریح کی گئی ہے تو وہ ہی مسئلہ اختیار کیا جائے جس کی تصحیح بالتصریح کی گئی ہے کیونکہ تصحیح بالتصریح تصریح التزامی پر مقدم ہے اگرچہ متون میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ وہ مذہب صحیح ہی بیان کریں گے تاہم یہ تصحیح سے کم تر درجہ ہے اور اگر ایک مسئلہ میں دو قول ہیں اور دونوں کی تصحیح کی گئی ہے تو اگر ان میں سے ایک قول امام ہے اور دوسرا قول کسی اور مجتہد کا، تو مفتی کو قول امام ہی اختیار کرنا چاہئے اس لئے کہ دونوں تصحیح متعارض ہو کر ساقط ہو جائیں گی پھر اصل کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اصل یہ ہے کہ قول امام مقدم ہے۔<sup>(۷)</sup> (ردالمحتار ۴۹)

### ۹۔ وہ الفاظ جو فقہائے کرام فتویٰ دینے میں استعمال فرماتے ہیں:

(۱) وَعَلَيْهِ الْفُتُوى (۲) وَبِهِ يُفْتى (۳) وَبِهِ نَأْخُذُ (۴) وَعَلَيْهِ الْإِعْتِمَادُ (۵) وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْيَوْمِ أَى عَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ فِي هَذَا الزَّمَانِ الْحَاضِرِ (۶) وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْأُمَّةِ (۷) وَهُوَ الصَّحِيحُ (۸) وَهُوَ الْأَصْحَحُ (۹) وَهُوَ الْأَظْهَرُ (۱۰) وَهُوَ الْأَشْبَهُ بِالْمَنْصُوصِ رِوَايَةً وَالرَّاجِحُ دِرَايَةً فَيَكُونُ عَلَيْهِ الْفُتُوى (۱۱) وَهُوَ الْأَوْجَهُ (۱۲) وَهُوَ الْمُخْتَارُ (۱۳) وَبِهِ جَرَى الْعُرْفُ

①..... ”البحر الرائق“، كتاب الوقف، ج ۵، ص ۳۳۷.

②..... یعنی دونوں قول صحیح ہوں لیکن ایک قول اصح (زیادہ صحیح) ہو۔

③..... ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: إذا تعارض التصحيح، ج ۱، ص ۱۷۱.

④..... ”البحر الرائق“، كتاب الصلاة، باب قضاء الغوات، ج ۲، ص ۱۵۲.

⑤..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”متون مقدم ہیں فتاویٰ پر“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اصل عبارت اس

طرح ہے (متون مقدم ہیں شروع پر اور شروع مقدم ہیں فتاویٰ پر) اسی وجہ سے بریکٹ میں اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمہ

⑥..... بہار شریعت میں اس مقام پر (اور اس کی تصحیح بالتصریح نہیں کی گئی بلکہ اس کے مقابل)، لکھنے سے رہ گیا تھا جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی

ہے، لہذا بریکٹ میں اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمہ

⑦..... ”ردالمحتار“، المقدمة، مطلب: إذا تعارض التصحيح، ج ۱، ص ۱۷۱.

(۱۳) وَهُوَ الْمُتَعَارِفُ (۱۵) وَبِهِ أَخَذَ عُلَمَاءُ نَا۔

مندرجہ بالا الفاظ سے بقول صاحب الفتاویٰ الخیریہ للشیخ الرّملی: بعض الفاظ بعض پر فضیلت رکھتے ہیں مثلاً لفظ فتویٰ زیادہ موکد و جاندار ہے، لفظ صحیح، أصح اور أشبه وغیرہا سے اور لفظ وہ یفتیٰ زیادہ موکد و باوژن ہے لفظ "الفتویٰ علیہ" سے اور لفظ أصح، صحیح کے مقابلہ میں زیادہ قوت والا ہے اور الأحوط زیادہ موکد ہے الإحتیاط سے۔<sup>(۱)</sup> (رد المحتار ج ۵، ص ۱)

۱۰۔ اگر ائمہ ترجیح میں سے دو اماموں کے اقوال متعارض ہوں ایک نے اپنے قول کو "هُوَ الصَّحِيحُ" سے تعبیر کیا اور دوسرے نے اپنے قول کو "هُوَ الْأَصْحُ" سے۔ اس صورت میں "هُوَ الصَّحِيحُ" والے قول کو اختیار کرنا بہتر ہے کیونکہ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ صحیح پر دونوں متفق ہیں اور اصح میں اختلاف ہے تو متفق قول کو اختیار کرنا بہتر ہے۔<sup>(۲)</sup>

۱۱۔ صاحب درمختار نے "رسالہ آداب المفتی" سے نقل فرمایا کہ "جب کوئی قول یا روایت کسی معتبر کتاب میں أصح، اولیٰ، أو فقی اور اسی قسم کے کسی لفظ سے مخصوص کی جائے تو مفتی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس قول یا روایت کو اختیار کرے یا اس کے مقابل قول کو، لیکن اگر وہ قول یا روایت صحیح یا الماخوذ بہ یا بہ یفتیٰ سے مزین ہے تو مفتی کے لئے ضروری ہے کہ اسی قول کو اختیار کرے، مخالف قول کو اختیار کرنا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں صحت اسی قول میں محصور ہے اور پہلی صورت میں جبکہ کسی روایت یا قول کو أصح کہا تو اس کا مطلب ہے کہ مخالف قول بھی صحیح ہے اس لئے مفتی کو اختیار ہے کہ وہ أصح پر فتویٰ دے یا صحیح پر۔<sup>(۳)</sup>

۱۲۔ علامہ علاء الدین الحصکفی مؤلف درمختار شیخ قاسم کی کتاب "التَّصْحِيحُ وَالتَّرْجِيحُ" کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ مفتی اور قاضی میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ مفتی احکام شریعت بیان کرتا ہے اور قاضی احکام شریعت کو لازم و نافذ کرتا ہے اور یہ کہ قول مرجوح پر فتویٰ دینا سخت جہالت ہے اور خلاف اجماع ہے اور یہ کہ حکم ملفق (یعنی باطل سے مزین) بالاجماع باطل ہے اور یہ کہ عمل کرنے کے بعد تقلید سے رجوع کرنا بالاتفاق باطل ہے۔<sup>(۴)</sup>

۱۳۔ مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس فقیہ کے قول کے مطابق فتویٰ دے رہا ہے اس سے کماحقہ واقف ہو کہ اس فقیہ کا روایت و درایت میں کیا درجہ اور مقام ہے اور وہ طبقات فقہاء میں سے کس طبقہ سے ہے تاکہ وہ اقوال مختلفہ میں سے کسی قول کو علم و بصیرت کی روشنی میں ترجیح دے سکے۔<sup>(۵)</sup> (رد المحتار ج ۵، ص ۱)

①..... "الدر المختار" و "رد المختار"، المقدمة، مطلب: إذا تعارض التصحيح، ج ۱، ص ۱۷۲.

و "الفتاویٰ الخیریة"، مسائل شتی، الجزء الثانی، ص ۲۳۱.

②..... "الدر المختار"، المقدمة، ج ۱، ص ۱۷۴.

③..... المرجع السابق.

④..... المرجع السابق، ص ۱۷۵-۱۷۶.

⑤..... "رد المختار"، المقدمة، مطلب: فی طبقات الفقہاء، ج ۱، ص ۱۸۱.

۱۳۔ ”فتاویٰ خیریہ“ کے آخر میں ہے کہ مفتی اور قاضی کے لئے راجح و مرجوح اور قوی و ضعیف اقوال کا علم رکھنا ضروری ہے۔ ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مسئلہ کا جواب دینے اور قضیہ کا فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیں۔ بلکہ حقیقت کی جستجو کریں یعنی تثبیت سے کام لیں۔ اور اپنے نفس کی خواہش اور اس کی اتباع پر کسی حلال شے کو حرام اور کسی حرام شے کو حلال نہ بنائیں کہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا سب سے بڑا گناہ ہے ایسا وہی کر سکتا ہے جو عاقبت سے بے خوف ہے اور جاہل و بد بخت ہے۔<sup>(۱)</sup>

۱۵۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ناقابلِ اعتماد کتابوں سے فتویٰ نہیں لکھنا چاہئے۔ خواہ اس لئے ناقابلِ اعتماد ہوں کہ ان کی نقل و کتابت میں اغلاط و خامیاں ہیں یا اس لئے ناقابلِ اعتماد ہوں کہ ان کے مصنف مُعْتَمَد عَلَیْہِ نہیں یا اس لئے کہ وہ بے حد پیچیدہ اور ان کا فہم دشوار طلب ہو اور ان کی عبارات انجلیک غیر واضح الذلالت ہوں کیونکہ ایسی کتابوں کے سمجھنے میں کم علم لوگوں کے غلط فہمیوں میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے اور اس سے فتویٰ دینے میں غلطیوں کا قوی امکان ہے۔ ماضی میں ایسا ہوا ہے اور فتوے غلط ہو گئے ہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ ”شرح عقود رسم المفتی“ میں اس کی کچھ مثالیں بھی بیان فرمائی ہیں۔<sup>(۲)</sup> (شرح عقود رسم المفتی المنظوم ۱۳، ۱۵)

۱۶۔ جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین علیہم الرحمہ کسی قول پر متفق ہوں تو پھر بغیر کسی شدید تر ضرورت کے اس سے عدول نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک طرف اور صاحبین علیہم الرحمہ دوسری طرف ہوں، اس وقت اگر صاحبین کی رائے بھی الگ الگ ہے تو فتویٰ قولِ امام پر ہوگا لیکن اگر صاحبین ایک رائے پر ہیں اور امام اعظم علیہ الرحمہ دوسری رائے پر تو عبد اللہ بن مبارک کے نزدیک اس صورت میں بھی فتویٰ قولِ امام پر ہوگا۔ دیگر علماء کا قول یہ ہے کہ اس صورت میں مفتی کو اختیار ہے کہ جس کے قول پر چاہے فتویٰ دے صاحبین کے قول پر یا امام اعظم کے قول پر۔ اس اختیار کا مطلب یہ ہے کہ وہ یعنی مفتی دلیل میں غور کرے اور جو دلیل قوی ہو اس پر فتویٰ دے۔ (سراجیہ از شرح عقود رسم المفتی) ”الحاوی“ میں بھی یہی ہے کہ اعتبار قوت دلیل کا ہے کیونکہ مفتی کی شان یہی ہے وہ قوتِ دلیل پر نظر رکھے۔<sup>(۳)</sup>

۱۷۔ مجموعہ رسائل ابن عابدین ۱۳۱ پر ہے: مفتی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ صرف ان ہی امور کو سامنے رکھے جو کہ کتب ظاہر الروایہ میں منقول ہیں اور زمانہ اور اہل زمانہ کے حالات کو نگاہ میں نہ رکھے اگر وہ ایسا کرے گا تو اس سے بہت سے

①..... ”الفتاویٰ الخیریہ“، مسائل شتی، ج ۲، ص ۲۳۱.

②..... ”مجموعہ رسائل ابن عابدین“، الرسالة الثانية: شرح ”عقود رسم المفتی“، ج ۱، ص ۱۳.

③..... المرجع السابق، ص ۲۶.

و ”الفتاویٰ السراجیہ“، مسائل شتی، الجزء الثانی، ص ۱۵۷.

و ”الحاوی القدسی“، کتاب الحیل، فصل اذا اختلف الروایات... إلخ، ص ۱۸۱.

تفصیلات کے لیے ”فتاویٰ رضویہ“ (مختصر جہ)، ج ۱، حصہ الف، ص ۱۰۸ تا ۱۰۵ ملاحظہ فرمائیں۔

حقوق ضائع ہو جائیں گے اور اس کا نقصان نفع کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہوگا۔<sup>(۱)</sup> کیونکہ یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ ایک شخص کبھی اس لئے کوئی حکم شرعی حاصل کرنا چاہتا ہے کہ دوسروں کو نقصان پہنچائے تو اگر مفتی اس کو حالات و زمانے کو ملحوظ رکھے بغیر فتویٰ دے گا تو گویا وہ بھی ایک طرح سے اس گناہ میں شریک ہو گیا کیونکہ مفتی کے اس فتوے کی وجہ سے دوسروں کو یہ نقصان اٹھانا پڑا مثلاً ایک شخص اپنی بہن یا بیٹی کو جو اس کی ماں یا اس کی بیوی کی پرورش میں ہے چاہتا ہے کہ ان کی مدت حضانت ختم ہوتے ہی وہ اپنی اس بہن یا بیٹی کو اپنی ماں یا بیوی سے لے لے اور اس فعل سے اس کا مقصد اپنی ماں یا بیوی کو اذیت پہنچانا یا اس کے مال پر قبضہ کرنا یا اس کا نکاح کسی دوسرے سے کر دینا ہو تو مفتی کو چاہیے کہ جب وہ ایسے حالات کا اندازہ کر لے تو جواب میں اس کا لحاظ رکھے اور مستفتی کو بتلا دے کہ اضرار جائز نہیں ہے اگر وہ اپنی اس بہن یا بیٹی کو اپنی ماں یا بیوی سے حاصل کرے گا تو گنہ گار ہوگا۔

آداب الافتاء کے ان اصول و قواعد اور احکام سے معلوم ہوا کہ فتویٰ دینا اور حکم شریعت قرآن کریم یا احادیث پاک یا کتب فقہ سے بیان کرنا کوئی سہل کام نہیں کہ جس کو ہر عالم یا عامی و جاہل یا کم علم اور قلیل البصیرت انجام دے سکے قرون اولیٰ میں افتاء کے لئے اجتہاد کی شرط تھی غیر مجتہد، مفتی نہ ہوتا تھا نہ کہلایا جاتا تھا اس دور میں جب کہ علم کا زوال اور علماء کمیاب ہیں بے علم لوگ چند احادیث کا ترجمہ یاد کر کے احکام شرعیہ بیان کرنے لگتے ہیں اور اللہ (عزوجل) کا خوف ان کے دل میں نہیں آتا۔ کچھ لوگ محض اپنی عقل کی بنیاد پر کسی امر کے جائز یا ناجائز ہونے کا حکم کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ کر اس کی تفصیل اور اصول و قواعد کا علم حاصل کئے بغیر بڑی بے باکی سے حکم شرعی بیان کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ واحد قہار (عزوجل) سے خوف کھانا چاہئے اور اپنا دین و عاقبت برباد نہیں کرنا چاہیے آج کل کے نوآموز علماء بلا خوف ریا و نفاق خود اپنے قلم سے خود کو مفتی اعظم، شیخ الحدیث، فقیہ العصر اور محدث کبیر وغیرہا اعظم المرتبت الفاظ اپنے نام کے ساتھ لکھتے ہیں یا لکھواتے ہیں اور اگر ان کے نام کے ساتھ یہ مخنم الفاظ وہ خطابات نہ لکھے جائیں تو اپنی توہین محسوس کرتے ہیں اور اس کا برامنتا ہے۔ یہ سب کچھ ان کی کم علمی اور ظرف کے چھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ انہیں اللہ (عزوجل) سے ڈرنا چاہئے اور اپنی اصلاح کرنی چاہئے اگر وہ صاحب علم صحیح ہوتے تو اس آیت کا مصداق ہوتے ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾<sup>(۲)</sup> اللہ (عزوجل) کے بندوں میں علماء ہی کو خوف الہی ہوتا

ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے ہمیں عملِ صالح کی توفیق دے اور ہماری عاقبت بخیر فرمائے۔ آمین

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.

① ..... "مجموعۃ رسائل ابن عابدین"، الرسالة الثانية: شرح "عقود رسم المفتی"، ج ۱، ص ۴۶، ۴۷.

② ..... پ ۲۲، فاطر: ۲۸.

## القواعد الفقہیہ.....والاصول کلیہ فقہ اسلامی کی بنیادیں

### اسلامی احکام شریعہ کا سرچشمہ اور ماخذ:

شریعت اسلامیہ کے جملہ احکام و مسائل کا سرچشمہ، منبع اور ماخذ دو قسم کے امور ہیں ایک وہ جو تمام آئمہ اور جمہور علماء کے نزدیک متفق علیہا ہیں اور وہ چار چیزیں ہیں:

(۱) کتاب اللہ العظیم (۲) سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (۳) اجماع امت (۴) قیاس، ان چاروں پر تمام آئمہ کرام اور علماء فقہ کا اجماع ہے کہ یہ شریعت مطہرہ کے جملہ احکام و مسائل کی بنیادیں ہیں۔<sup>(۱)</sup>

دوسری قسم وہ ہے جو ان کے علاوہ ہیں اگرچہ یہ امور بھی نورِ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے منور ہیں اور ان ہی کے فیضان سے مستفیض ہیں لیکن وہ اصول ایسے ہیں جن کو احکام شریعت و مسائل فقہیہ کی بنیاد تسلیم کرنے اور حجت شرعیہ اور قابل استدلال ماننے میں علماء فقہ باہم اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ نیز ان کے مفہوم کی تحدید و تعریف اور ان کے دائرہ عمل کی توسیع میں بھی اختلاف ہے ایسے اصولوں کو فقہ کی اصطلاح میں ”استدلال“ سے موسوم کیا جاتا ہے ان کی تعداد پانچ ہے:

(۱) استحسان (۲) مصالح مرسلہ (۳) استصحاب (۴) سابقہ شرائع (۵) صحابی کا مسلک، تفصیلات کے لیے اصول فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔<sup>(۲)</sup> ہمارے آئمہ ذوی الاحترام و مجتہدین عظام اور ماہرین علم فقہ علیہم الرحمۃ والرضوان نے مذکورہ بالا تمام ہی بنیادی اصولوں کی روشنی میں ان کو منبع و ماخذ بنا کر مسائل فقہ و احکام شریعت کا استخراج کیا، فقہ کی کتابیں اور فتاویٰ مرتب فرمائے جن میں بے شمار احکام، مسائل اور جزئیات فقہیہ کو بیان فرمایا جن سے آنے والی نسلیں مستفید ہوئیں اور ہوتی رہیں گی تاہم وہ اپنی مدد العمر کوششوں کے باوجود تمام جزئیات کا احاطہ نہ کر سکے بے شمار مسائل ایسے ابھر کر آئے جن سے متعلق صریح حکم ان کتابوں میں نہیں ملتا اور قیامت تک نئے نئے مسائل پیدا ہوتے ہی رہیں گے اسلام چونکہ ایک مکمل مذہب ہے اور قرآن کا یہ نہایت سچا دعویٰ ہے کہ وہ ﴿تَبَيَّنَاتُ الْكَلِمَاتِ﴾<sup>(۳)</sup> ہے اس لئے یہ علماء اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر نئے ابھرنے والے مسئلہ کا حکم قرآن کریم، احادیث نبویہ اور ان سے ماخوذ منابع و ماخذ سے بیان کریں بلاشبہ ہمارے عظیم علماء کرام نے ان نو مولود مسائل کے احکام شریعہ معلوم کرنے کے لئے بھی نیک کوششیں فرمائیں اور مذکورہ بالا منابع و ماخذ کے سایہ میں فقہ کے کچھ ایسے

①..... ”أصول الشاشی“، مقدمة الكتاب، ص ۲.

②..... کتب اصول میں ان کی تعداد آٹھ، چھ اور پانچ سے کم بھی بیان کی گئی ہیں تفصیل کے لیے کتب اصول، مثلاً ”التقریر والتحجیر شرح التحریر“، ج ۳، ص ۳۸۲، و ”فواتح الرحموت“، ج ۲، ص ۲۰۱ ملاحظہ فرمائیں۔

③..... پ ۴، النحل: ۸۹.

قواعد و ضوابط اور اصول کلیہ مرتب فرمادیے جن کے ذریعہ سے ہر دور اور ہر زمانے کے مفتیان کرام (بشرطیکہ وہ فقہ میں مہارت و کمال رکھتے ہوں) ہر نومولود مسئلہ کا حکم شرعی بیان کر سکیں۔ الحمد للہ کہ ہمارے علمائے فقہ کی یہ عظیم کوشش قرآن کریم کے اس دعویٰ کی کہ وہ ﴿تَبَيَّنَاتُ الْخُلُوفِ﴾ ہے ایک مستحکم دلیل اور حجت قاطعہ ہے اللہ تعالیٰ ان کی ارواح طیبات پر اپنی رحمت و نور کی بارش برسائے، آمین!

بے شک امت اسلامیہ ان کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتی صرف اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل و کرم سے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ اس مختصر میں یہ فقیر فقہ کے ان ہی قواعد و ضوابط اور اصول کلیہ میں سے کچھ کو بیان کر رہا ہے جو ہمارے فقہائے کرام نے نومولود مسائل احکام شرعیہ سے معلوم کرنے کے لئے بیان فرمائے ہیں امید ہے کہ دور حاضر اور بعد میں آنے والے مفتیان کرام اور علماء فقہ کے لئے بیان احکام میں یہ معاون و مددگار ثابت ہوں گے یہ سب کچھ اس ناچیز نے اپنے اساتذہ اور اپنے علماء کرام کی کتابوں سے حاصل کئے ہیں ان میں جو صحیح ہیں وہ ان کی طرف سے ہیں اور اگر ان میں کوئی نقص یا غلطی ہے تو وہ یقیناً اس فقیر کی ہے اصحاب علم تصحیح فرمادیں اور اس خطا کا رکو معاف فرمادیں۔ اسی کے ساتھ یہ بندہ ناچیز تمام پڑھنے والوں اور استفادہ کرنے والوں سے امید رکھتا ہے اور درخواست کرتا ہے کہ وہ ضرور ہی اسے پڑھ کر رب کریم و غفور، غفور کی بارگاہ میں میرے لئے دعائے حسن عاقبت کریں گے اور میرے لئے بے حساب مغفرت کی دعا فرمائیں گے۔

ذیل میں ان قواعد فقہیہ اور اصول کلیہ کو بیان کیا جاتا ہے جن کے ذریعہ سے ہر اس نومولود مسئلہ کا حکم شرعی معلوم کیا جاسکتا ہے جس کا ذکر نہ کتب فقہیہ میں ہے نہ اس پر کوئی نص شرعی ہے نہ اس پر کوئی استدلال شرعی ہے؟ جن مسائل کا حکم کتب فقہ میں بیان کر دیا گیا یا اس سے متعلق کوئی نص شرعی موجود ہے یا اس پر استدلال شرعی موجود ہے ایسے مسائل کا حکم وہی ہے جو ان کتابوں میں ہے ان قواعد فقہیہ اور اصول کلیہ کو وہاں استعمال نہیں کیا جائے گا۔ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نصوص شرعیہ کو چھوڑ کر استدلال کو نظر انداز کر کے ان قواعد فقہیہ سے حکم بیان کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ اس کی اتباع نفس اور جہالت ہوگی۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

قاعدہ نمبر ۱:

### لَا ثَوَابَ إِلَّا بِالنِّيَّةِ

یہ قاعدہ حدیث ”الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ“<sup>(۱)</sup> سے ماخوذ ہے مطلب یہ کہ ثواب اخروی کا مدار اخلاص نیت پر ہے یہ قاعدہ فقہیہ تمام اعمال و افعال پر حاوی ہے۔ عبادت خواہ مقصودہ ہو یا غیر مقصودہ اگر ان کا فاعل اخلاص نیت نہیں رکھتا تو وہ ماجور و مشاب نہ ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے، ”الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ“ یعنی اعمال کا حکم نیت پر موقوف ہے تمام عبادات مقصودہ کی صحت ادائے نیت پر موقوف ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج میں اگر نیت نہیں کرے گا تو ان میں سے کوئی عبادت صحیح ادا نہ ہوگی اور

①.....”صحیح البخاری“، کتاب بدء الوحی، باب کیف كان بدء الوحی... إلخ، الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۶.

جب عبادت صحیح ادا نہ ہوئی تو ثواب اخروی کیسے مرتب ہوگا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اپنے تمام اقسام کے ساتھ عبادات مقصودہ میں داخل ہیں لہذا ان میں سے کوئی بھی بغیر نیت کے صحیح ادا نہ ہوں گے وضو اگرچہ نماز کے لئے فرض اور شرط ہے مگر یہ عبادت غیر مقصودہ ہے اس لئے یہ نیت کے بغیر بھی صحیح ہو جائے گی لیکن اگر کوئی شخص بغیر نیت کے ہوئے وضو کرے گا وہ مستحق ثواب نہیں ہے اسی طرح وہ اپنے کسی عمل میں بھی بغیر نیت کے ثواب کا مستحق نہ ہوگا۔ فقہ کا یہ قاعدہ بے شمار مسائل کا حل ہے اور انسان کے مذہبی معاشرتی اعمال کی فلاح و بہبود اور بہت سے علوم کے اباحت حصول کی بنیاد اسی پر ہے اور مباح میں بہت سی چیزوں کا جواز یا عدم جواز یا ثواب یا عدم ثواب اسی سے متعلق ہے۔<sup>(۱)</sup>

قاعدہ نمبر ۲:

### الْأُمُورُ بِمَقَاصِدِهَا

یعنی اعمال اور معاملات کا دار و مدار ان کے مقاصد پر ہے یعنی کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے، حلال یا حرام ہونے یا کسی عمل پر اجر یا سزا ملنے کا دار و مدار اس کے مقصد اور نیت پر ہے جیسے کسی نے ناراض ہو کر اپنے مسلمان بھائی سے ترک سلام و کلام کیا اگر بلا سبب شرعی اس نے تین دن سے زیادہ اس عمل کو جاری رکھا تو حرام ہے کیونکہ حدیث شریف میں تین دن سے زیادہ ترک سلام و کلام کی ممانعت ہے<sup>(۲)</sup> اور اگر سبب شرعی کی وجہ سے تین دن سے زیادہ بھی ترک سلام و کلام کیا کہ وہ بدکار، یا شرابی یا تارک الصلوٰۃ<sup>(۳)</sup> ہے تو جائز ہے۔ اسی طرح شیرے کی بیج<sup>(۴)</sup> جائز ہے لیکن اگر بائع نے شیرہ شراب بنانے والے کو اس مقصد سے فروخت کیا کہ وہ شراب بنائے تو اس بیج پر وہ گناہ گار ہوگا اور اس کا یہ فعل حرام ہے اور ناجائز ورنہ نہیں، کوئی پڑی ہوئی چیز ملی اگر اس مقصد سے اٹھائی کہ مالک کو پہنچا دے گا تو جائز ورنہ ناجائز۔ سکہ پر اسم جلالت نقش کرایا اگر بقصد علامت ہے تو جائز اگر بقصد تہاون و اہانت ہے تو ناجائز و حرام بلکہ کفر۔ نماز کی کوئی آیت تلاوت کی جو کسی سائل کا جواب بھی ہو سکتی ہے اگر اس سے مقصد جواب دینا ہے تو یہ فعل حرام اور نماز فاسد، ورنہ نہیں۔ اصل میں یہ دونوں قاعدے تقریباً ہم معنی ہیں اور بے شمار مسائل ان سے مستخرج ہیں۔<sup>(۵)</sup>

①..... "الأشباہ والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الأولى، ص ۱۷، ۱۸.

②..... "سنن ابی داود"، کتاب الأدب، فیمن یهجراخاه المسلم، الحدیث: ۴۹۱۳، ج ۴، ص ۳۶۴.

③..... یعنی بلا عذر شرعی نماز نہیں پڑھتا۔ ④..... یعنی انگور وغیرہ کے رس کی فروخت۔

⑤..... "الأشباہ والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الثانية، ص ۲۳.

و "عمرعیون البصائر"، الفن الأول فی القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الثانية، ج ۱، ص ۱۰۲-۱۰۸.



## قاعدہ نمبر ۳:

## الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ "۳۳"

یعنی یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ اس حدیث مبارکہ سے ماخوذ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَ شَيْءًا أَمْ لَا؟ فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ (۱) رِيحًا (۲) یعنی جب کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور یہ یقین مشکل ہو جائے کہ اس میں سے کچھ نکلا یا نہیں یعنی ریح وغیرہ خارج ہوئی یا نہیں تو اس وقت تک مسجد سے باہر نہ آئے جب تک وہ ریح خارج ہونے کو محسوس نہ کرے (۳) یا اس کی آواز نہ سن لے۔ جیسے کسی شخص کو اپنے با وضو ہونے کا یقین ہے اور وضو ٹوٹنے میں شک ہے تو وہ با وضو مانا جائے گا (۴) اور جیسے کسی شخص کے زندہ ہونے کا یقین ہے اور مرنے میں شک ہو تو اسے زندہ ہی مانا جائے گا اور اس کی وراثت تقسیم نہ کی جائے گی۔ اس قاعدہ کے ماتحت اور بھی احکام شرعیہ ہیں۔

## قاعدہ نمبر ۴:

## الأصلُ براءةُ الذمّةِ

اصل یہ ہے کہ ہر شخص بری الذمہ ہے جب تک اس پر کوئی حق یا دعویٰ ثابت نہ ہو جیسے مدعی کا دعویٰ ہے کہ اس پر میرا قرض ہے اور مدعی علیہ کہتا ہے کہ مجھ پر کوئی قرض نہیں اور مدعی کے پاس کوئی دلیل اور شہادت بھی ثبوت قرض کے لئے نہیں ہے تو اس صورت میں مدعی علیہ کا قول تسلیم کیا جائے گا اور وہ بری الذمہ ہے کیونکہ بری الذمہ ہونا یعنی اس پر قرض نہ ہونا اصل ہے اسی لئے ثبوت اور دلیل ہمیشہ مدعی پر ہوتی ہے کیونکہ مدعی کا قول اور دعویٰ اصل کے خلاف ہوتا ہے۔ (۵)

## قاعدہ نمبر ۵: مَنْ شَكَّ هَلْ فَعَلَ شَيْئًا أَمْ لَا فَلْأَصْلُ أَنَّهُ لَمْ يَفْعَلْ

یعنی اگر کسی کو یہ شک ہو کہ اس نے یہ کام کیا یا نہیں کیا تو اصل یہ ہے کہ اس نے وہ کام نہیں کیا۔ مثلاً یہ شک ہو کہ میں نے اس وقت کی نماز پڑھی یا ابھی نہیں پڑھی تو اگر اس نماز کا وقت باقی ہے جس میں شک کر رہا ہے تو نماز دو بارہ پڑھے اور اگر اس

۱..... بہار شریعت میں اس مقام پر حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: "يسمع صوتًا أو يري ريحًا" جبکہ مسلم شریف اور دیگر کتب احادیث میں اس طرح

ہیں "يسمع صوتًا أو يجد ريحًا" اسی لیے ہم نے متن میں "يجد" کا اضافہ کر دیا ہے۔... علمہ

۲..... "صحیح مسلم"، کتاب الحيض، باب الدليل على من يقن... إلخ، الحديث: ۹۹۔ (۳۶۲)، ص ۱۹۳۔

۳..... یعنی جب تک ہوا کی بو محسوس نہ کرے۔

۴..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الثالثة، ص ۴۷، ۴۹۔

۵..... "الأشباه والنظائر"، المرجع السابق، ص ۵۰۔

نے شک کیا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد تو اعادہ نہیں۔<sup>(۱)</sup>

قاعدہ نمبر ۶:

مَنْ تَيَقَّنَ الْفِعْلَ وَشَكَّ فِي الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ حُمِلَ عَلَى الْقَلِيلِ

جیسے کسی کو عمل کرنے کا تو یقین ہے لیکن شک یہ ہے کہ وہ کام زیادہ کیا یا کم کیا تو اس کا فعل کم پر محمول کیا جائے گا کیونکہ کم کا تو یقین ہے۔ مثلاً یہ شک ہو کہ نماز میں کتنی رکعتیں پڑھیں اگر پہلی بار ایسا ہوا ہے تو نماز از سر نو پڑھے اور اگر بکثرت ایسا ہوتا ہے تو تخری کرے ورنہ اقل رکعت قرار دے۔ یہ اس وقت ہے جب شبہ نماز کی حالت میں ہو اگر نماز سے فراغت کے بعد یہ شبہ ہو تو اس پر کچھ نہیں۔<sup>(۲)</sup>

قاعدہ نمبر ۷:

مَا ثَبَّتَ بَيِّقِينَ لَا يَرْتَفِعُ إِلَّا بَيِّقِينَ

یعنی جو چیز یقین سے ثابت ہوتی ہے وہ صرف یقین ہی سے زائل ہو سکتی ہے<sup>(۳)</sup> جیسے کسی کو اپنے با وضو ہونے کا یقین ہے اور وضو ٹوٹ جانے کا شک ہے تو وہ با وضو ہی ہے محض شک سے با وضو ہونے کا یقین زائل نہیں ہو سکتا۔ کنواں پاک ہونے کا یقین ہے اور ناپاک ہونے کا شک ہے تو کنواں پاک ہی قرار دیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر ۸:

الْأَصْلُ الْعَدَمُ فِي الصِّفَاتِ الْعَارِضَةِ<sup>(۴)</sup>

قاعدہ نمبر ۹:

وَالْأَصْلُ الْوُجُودُ فِي الصِّفَاتِ الْأَصْلِيَّةِ

ان دونوں کی مثال یہ ہے کہ کسی نے ایک غلام خرید اس شرط پر کہ روٹی پکانا جانتا ہے یعنی خباز ہے یا وہ کتابت جانتا ہے۔ پھر خریدار نے کہا کہ وہ خباز نہیں یا کتابت نہیں تو قول مشتری کا مانا جائے گا کیونکہ خباز اور کتابت ہونا صفات عارضہ سے ہے اور اصل اس میں عدم ہے۔ دوسرے قاعدہ کی مثال یہ ہے کہ کسی نے باندی خریدی اس شرط پر کہ وہ با کرہ (کنواری) ہے پھر مشتری نے اس میں بکارت کا انکار کیا اور بائع کہتا ہے کہ با کرہ ہے تو اس صورت میں بائع کا قول تسلیم کیا جائے گا کیونکہ بکارت صفات اصلیہ سے ہے اور اصل اس میں وجود ہے۔<sup>(۵)</sup> (فتح القدير، باب خيار الشرط)

①..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الثالثة، ص ۵۱، ۵۰.

②..... المرجع السابق. ③..... المرجع السابق، ص ۵۱. ④..... المرجع السابق، ص ۵۴، ۵۳.

⑤..... "الفتح القدير"، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ج ۵، ص ۵۲۹.

و "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الثالثة، ص ۵۴.

## الأصل في الأشياء الإباحة

یعنی ہر چیز اصل میں مباح و جائز ہے۔ یہ اصل حضرت امام شافعی اور احناف میں حضرت امام کرخی کے نزدیک ہے (۱) متاخرین احناف نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان بھی اس کو سند لائے ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ (۲)

اللہ ہی نے تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے پیدا فرمایا۔

لہذا ہر چیز مباح اور جائز ہے جب تک اس کے عدم جواز یا تحریم پر کوئی دوسرا حکم نہ ہو صاحب ہدایہ علیہ الرحمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ (۳) حدیث شریف میں ہے: **الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ** (۴) ”حلال وہ ہے جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال فرمادیا اور حرام وہ ہے جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جن چیزوں سے سکوت اختیار فرمایا وہ معاف ہیں اور مباح۔“

لہذا ہر وہ چیز جس سے اللہ عزوجل نے سکوت اختیار فرمایا وہ جائز و مباح ہے اگر اسے کوئی شخص ناجائز یا حرام یا گناہ کہے اس پر لازم ہے کہ وہ دلیل شرعی لائے کیونکہ سکوت عنہا (جس سے سکوت کیا گیا) کو مباح و جائز کہنے کے لئے یہ حدیث ہی کافی ہے۔ قرآن پاک کی ایک آیت اس مفہوم کو ثابت کرنے والی اوپر بیان ہو چکی ہے دوسری آیت جس سے یہ مفہوم اور زیادہ وضاحت سے ثابت ہوتا ہے یہ ہے!

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنَ أَشْيَاءٍ إِن تَبَدَّلَتْ لَكُمْ سَوَارِكٌ﴾ (۵)

”اے ایمان والو تم ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو جن کا حکم نازل نہیں کیا گیا کہ اگر ان کا حکم ظاہر کر دیا جائے تو تمہیں تکلیف پہنچے“ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرعی احکام میں کثرت سوال سے منع فرمایا کہ اس سے شریعت کے احکام کے

①..... "الأشياء والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الثالثة، ص ۵۶، ۵۷.

②..... پ ۱، البقرة: ۲۹.

③..... "الهداية"، كتاب الطلاق، باب العدة، ج ۱، ص ۲۷۸.

و "الأشياء والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الثالثة، ص ۵۷.

④..... "سنن ابن ماجه"، كتاب الأطعمة، باب أكل الجبن والسمن، الحديث: ۳۳۶۷، ج ۴، ص ۵۶.

⑤..... پ ۷، المائدة: ۱۰۱.

سخت ہونے کا اندیشہ ہے اس آیت کا واضح مفہوم یہی ہے کہ جن چیزوں کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا وہ عفو میں داخل ہیں۔ اگر ان کی ممانعت یا فرضیت کا حکم نازل ہو گیا تو تمہیں تکلیف پہنچے گی۔ لہذا جن چیزوں کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا وہ آیت مذکورہ ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾<sup>(۱)</sup> کی رو سے جائز و مباح ہیں ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا﴾<sup>(۲)</sup> اور یہ اللہ عزوجل کی بیان کردہ حدود ہیں تو ان سے تجاوز نہ کرو۔“ لہذا جو ان مسکوت عنہا کو ناجائز یا حرام یا بدعت سیدہ یا فرض یا واجب کہے وہ قرآن یا حدیث یا قواعد فقہیہ سے دلیل لائے ورنہ یہ اللہ عزوجل کی بیان کردہ حدود سے آگے بڑھنا ہے اور اللہ عزوجل اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شریعت کاملہ پر افتراء ہوگا۔ جس کی قرآن میں شدید مذمت آئی ہے اور سخت ممانعت و تہدید کی گئی ہے لہذا میت کو ایصالِ ثواب کے لئے تعین وقت کے ساتھ قرآن خوانی یا سوالا کھ بار کلمہ شریف پڑھنا یا پڑھوانا فاتحہ و درود، انعقاد محافل میلاد شریف اور صلوٰۃ و سلام اور بیعت و ارادت وغیرہا کے عدم جواز و بدعت کے قائلین کو قرآن یا احادیث یا اقوال صحابہ یا ائمتہ کے درجہ میں قواعد فقہیہ سے ان کے عدم جواز پر دلیل لانا چاہیے۔ بلا دلیل شرعی ان کے عدم جواز کا قول اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر افتراء ہے، وَالْعِبَادُ بِاللَّهِ تَعَالَى۔

یہ امر بھی ملحوظ رکھنا اشد ضروری ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول و فعل اور صحابہ کرام کا قول و فعل تو حجت شرعیہ ہے مگر ان کا عدم قول اور عدم فعل، عدم جواز کے لئے حجت شرعیہ نہیں وہ اسی قاعدہ کے مطابق جائز و مباح ہے کہ الْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ بلکہ امر مباح بہ نیت خیر باعث اجر و ثواب ہے اور مستحسن کہ ”الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ“ حدیث صحیح ہے بلکہ وہ تمام امور مباح جن سے دین کی ترقی یا تعلیمات اسلام کی اشاعت اور شریعت کا تحفظ ہوتا ہے سب مستحسن ہیں۔

قاعدہ نمبر ۱۱:

### الْأَصْلُ إِضَافَةُ الْحَادِثِ إِلَى أَقْرَبِ أَوْقَاتِهِ

اصل اور قاعدہ یہ ہے کہ ہر واقعہ کو اس کے قریب تر وقت کی طرف منسوب کیا جائے۔ جیسے کوئی عورت یہ دعویٰ کرے کہ اس کے شوہر نے اس کو اپنے مرض الموت میں طلاق دی ہے اور دیگر ورثہ کہتے ہیں کہ حالتِ صحت میں طلاق دی ہے تو ایسی صورت میں عورت کا قول مانا جائے گا کیونکہ اس کا قول اقرب کی طرف منسوب ہے اور وہ متوفی شوہر کی وارث ہوگی۔<sup>(۳)</sup>

قاعدہ نمبر ۱۲:

### الْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ "۵۶۳"

① ..... پ ۱، البقرة: ۲۹. ② ..... پ ۲، البقرة: ۲۲۹.

③ ..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الثالثة، ص ۵۵.

یعنی مشقت آسانی لاتی ہے (۱) اس قاعدہ کا ماخذ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (۲)

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا۔

دوسری جگہ فرماتا ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (۳)

اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں تنگی اور حرج نہیں رکھا۔

اس لئے شریعت نے مسائل کثیرہ میں مسلمانوں کے لئے آسانیاں فراہم کی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ (۴) السَّوَاكَ (۵) ”اگر میں اپنی امت پر مسواک کرنے کی پابندی باعثِ مشقت نہ جانتا تو میں مسواک کرنے کو واجب کر دیتا۔“ جب حج فرض ہونے کی آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے تو ایک صحابی حضرت عکاشہ بن محسن (۶) یا سراقہ بن مالک نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ یہ سوال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر گراں گزر رہا تھا خدا کی قسم اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے گا۔ (۷) اسی طرح نماز تہجد صرف آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پر واجب تھی امت پر واجب نہیں ہے، روزہ بھی سال میں ایک ہی ماہ کا فرض کیا گیا۔ ان آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ اور اس کے رسول رحمت علیہ السلام مسلمانوں کو آسانیاں عطا فرماتے ہیں اسی کی روشنی میں فقہ کا یہ قاعدہ ہے کہ مشقت آسانیاں لاتی ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ”الاشباہ والنظائر“ میں عبادات وغیرہا میں سات قسم کے اسباب تخفیف بیان فرمائے ہیں۔ صاحب نور الانوار نے اس کی دو قسمیں کی ہیں اور اٹھارہ اسباب بیان فرمائے ہیں جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

①..... ”الاشباہ والنظائر“ الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الرابعة، ص ۶۴.

②..... پ ۲، البقرة: ۱۸۵. ③..... پ ۱۷، الحج: ۷۸.

④..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”لَا وَجِبَتْ السَّوَاكُ“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ کتب حدیث میں اصل عبارت اس طرح ہے ”لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السَّوَاكُ“ یا ”لَأَمَرْتُهُمُ بِالسَّوَاكِ“، اسی وجہ سے ہم نے متن کے الفاظ کو حدیث کے مطابق کر دیا۔... علمہ

⑤..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث تمام بن العباس، الحدیث: ۱۸۳۵، ج ۱، ص ۴۵۹.

⑥..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”عکاشہ بن محض“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ حدیث پاک میں ”عکاشہ بن محسن“ مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

⑦..... ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر، الحدیث ۴۱۲- (۱۳۳۷)، ص ۶۹۸.

و ”التفسیر الکبیر“، سورة المائدة، تحت الآية: ۱۰۱، ج ۴، ص ۴۴۴.

(۱) سفر:

سفر کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ اتنا طویل فاصلہ طے کیا جائے جو درمیانی رفتار انسانی سے تین دن تین رات میں طے ہو اس کو سفر طویل کہتے ہیں اور اس کی تخفیفات شرعیہ یہ ہیں کہ اتنا طویل سفر کرنے والا مسافر نماز قصر ادا کرے گا<sup>(۱)</sup> اسے روزہ چھوڑ دینے کی اجازت ہے اور موزوں پر تین دن اور تین رات مسح کر سکتا ہے۔ دوران سفر اس پر قربانی واجب نہیں وغیرہ وغیرہ دوسری قسم سفر کی یہ ہے کہ اتنا طویل نہ ہو اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے شہر سے باہر نکل جائے خواہ چند میل باہر ہی سہی اس کو شریعت کی طرف سے جو تخفیف و تیسیر دی گئی ہے وہ یہ ہیں کہ وہ جمعہ چھوڑ سکتا ہے اس پر نماز باجماعت موکدہ نہیں اور وہ سواری پر نفل نماز ادا کر سکتا ہے اور پانی میسر نہ ہو تو تیمم کر سکتا ہے وغیرہ۔

(۲) مرض:

اسباب تخفیف میں سے دوسری قسم مرض ہے اس کی شرعی رخصت اور تخفیفات بھی بہت زیادہ ہیں۔ اگر بیماری بڑھ جانے یا جان کا اندیشہ ہو تو غسل اور وضو کے بجائے تیمم کر سکتا ہے۔ اگر کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر نماز ادا کرے گا اور بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے، نماز جماعت میں شریک نہ ہونے کی اجازت ہے، اسی طرح جمعہ و عیدین میں نہیں جاسکتا تو اجازت ہے کوئی گناہ نہیں، رمضان کے روزے بھی قضا کرنے کی اجازت ہے وغیرہ۔

(۳) اکراہ:

تخفیف کا تیسرا سبب اکراہ ہے۔

نمبر (۴) نسیان۔

نمبر (۵) جہالت۔

نمبر (۶) نقص اور

نمبر (۷) عسر اور عموم بلوی:

عسر اور عموم بلوی پر بھی شریعت کے بہت سے مسائل و احکام متفرع ہیں، عسر کا مطلب ہے تنگی اور دشواری اور عموم بلوی کا مطلب ہے ایسا ابتلاء عام جس سے بچنا دشوار اور مشکل ہو جیسے اس کپڑے سے نماز پڑھنے کی اجازت ہے جس پر چوتھائی کپڑے سے کم میں نجاست خفیہ لگی ہو یا بقدر درہم نجاست غلیظ لگی ہو، یا جیسے معذور کے جسم سے برابر نجاست خارج ہو رہی ہے۔ جب بھی وہ کپڑا دھوئے نجاست نکل کر پھر لگ جائے اسے اس کپڑے میں نماز کی اجازت ہے، وہ نجاست جس کا زائل ہونا دشوار

①..... یعنی چار رکعت فرض والی نماز کی ادائیگی دو رکعت سے کرے گا۔

ہو یا زائل نہ ہو سکے وہ بھی عفو میں داخل ہے جیسے کپڑے پر نجس پختہ رنگ ہو یا نجس مہندی ہاتھوں پر لگائی اب دھونے سے اس نجاست کا اثر زائل نہیں ہوتا اس حالت میں اس کا حکم پاکی کا ہے اور نماز اس سے جائز ہے اونٹ کی میٹھی اگر دودھ میں پڑ جائے اور پھوٹنے سے قبل فوراً نکال لی جائے وہ دودھ نجس نہیں، کپڑے کو نجس بخارات لگے تو صحیح یہ ہے کہ کپڑا نجس نہیں۔ مُشک<sup>(۱)</sup> حالانکہ وہ خون ہے مگر اس کے پاک ہونے کا حکم ہے، پاک مٹی یا پاک پانی میں یا ناپاک مٹی پاک پانی میں ملا کر گارا بنایا جائے تو اس کے پاک ہونے کا حکم ہے، بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بلا وضو قرآن کو چھونا جائز ہے، میت کو غسل دینے والے پر اگر میت کے غسل کا پانی) کی چھینٹیں آجائیں تو نجاست کا حکم نہیں۔ راستے کی کچھڑا اگر کپڑے یا پیر پر لگے تو کپڑا یا پیر نجس نہیں، شریعت نے مکلف و مامور سے عسر دفع کرنے کے لئے یہ سہولت دی کہ شہر سے باہر نوافل سواری پر اشارے سے پڑھ سکتا ہے اور نوافل بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے بلا کسی عذر کے اور ظہر کی نماز کے لئے ابراد (وقت کو ٹھنڈا کرنا) مستحب قرار دیا اور جمعہ اور جماعت کو بارش کی وجہ سے ترک کرنے کو جائز قرار دیا۔ پتھر سے استنجا مشروع فرمایا حالانکہ پتھر مزیل نجاست<sup>(۲)</sup> نہیں، وصی اور ولی کے لئے یہ جائز قرار دیا کہ وہ مال یتیم سے اتنا لے لیں جو ان کے عمل کے بقدر معاوضہ ہو، طیبیب اور شاہد (گواہ) کو بوقت ضرورت مستورا اعضاء یا شکل و صورت پردہ دار کی دیکھنا جائز ہے، اسی طرح دایہ کے لئے عورتوں کے اندام نہانی میں نگاہ کرنا جائز ہے۔ بوقت موت مرنے والے کو وصیت کرنا جائز رکھا تاکہ وہ تلافی مافات کر سکے اور ورثاء کو ضرر سے بچانے کے لئے ثلث مال سے زائد میں وصیت کو جائز و نافذ نہ فرمایا۔ اور شریعت نے ترکہ پر میت کی ملکیت اس وقت تک باقی رکھی جب تک میت کے قرضوں و وصیت اور تجہیز و تکفین و حوائج ضروریہ پورے نہ کر دیئے جائیں اور مجتہدین سے خطا پر گناہ نہیں رکھا ان کے لئے ظن غالب پر اکتفا جائز رکھا اور اخذ بالیقین کی تکلیف نہ دی کیونکہ کسی اجتہاد میں یقین کامل حاصل کرنا سخت دشوار ہے مذکورہ تمام مسائل دفع عمر<sup>(۳)</sup> اور عموم بلوی سے تعلق رکھتے ہیں جو تفصیلات معلوم کرنا چاہے ان کتابوں کا مطالعہ کرے۔

نقص:

اسباب تیسیر میں سے یہ بھی ایک سبب ہے جیسے صبی و مجنون کو تکلیفات شرعیہ سے مکلف نہیں کیا گیا جب تک وہ اس حالت میں رہیں ان کا معاملہ ان کے ولی کے سپرد کیا گیا اور عورتوں کو نماز باجماعت، نماز جمعہ و عیدین اور جہاد کی تکلیف نہیں دی گئی وغیرہا<sup>(۴)</sup> صاحب نور الانوار علیہ الرحمہ نے اسباب تخفیف و تیسیر کو بحث اہلیہ کے زیر عنوان بیان فرمایا ہے۔ انہوں نے ان اسباب کو زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اولاً ان کو دو قسموں میں تقسیم فرمایا:

①..... خوشبودار سیاہ رنگ کا مادہ جو ایک قسم کے ہرن کی ناف سے نکلتا ہے۔ ②..... یعنی نجاست زائل کرنے والا۔ ③..... یعنی تنگی کو دور کرنے۔

④..... "الأشباب والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الرابعة، ص ۷۰، ۶۴.

(۱) اسباب تخفیف عوارض ساویہ کی وجہ سے۔

(۲) اسباب تخفیف عوارض مکتبہ کی وجہ سے۔

عوارض سمویہ کی وجہ سے جن اسباب پر شریعت نے جو آسانیاں دی ہیں وہ اسباب یہ ہیں:

۱۔ صغر: عبادات، حدود اور کفارات صغیر پر واجب نہیں لیکن فرضیت ایمان ساقط نہیں۔ ”۲۸۷“

۲۔ جنون: جنون ممتد<sup>(۱)</sup> میں صاحب جنون پر عبادات فرض نہیں، اس کی طلاق بھی نافذ نہیں۔ ”۲۸۸“

۳۔ عتہ: یعنی دماغی خلل کبھی عقل کی بات کرے اور کبھی پاگلوں کی سی اس کی طلاق نافذ نہیں اس پر عبادات اور عقوبات بھی نہیں ہیں۔

۴۔ نسیان: ناسی کا روزہ میں بھول کر کھا لینا، ذبح کے وقت تسمیہ پڑھنا بھول جانا اور بھول کر دوسری رکعت پر سلام پھیر دینا معافی

میں ہے۔

۵۔ نوم<sup>(۲)</sup>: نائم کی<sup>(۳)</sup> طلاق اور اس کا ارتداد نافذ نہیں اور نماز میں نائم کا کام کرنا مفسد صلوة نہیں نہ اس کا نماز میں قہقہہ ناقض وضو ہے۔

۶۔ اغماء: یہ از قسم بیہوشی ایک مرض ہے جس میں انسان کی قوتیں مضطرب ہو جاتی ہیں<sup>(۴)</sup> اس میں عقل و تمیز اور شعور نہیں رہتا اس

حالت میں اس کی طلاق نافذ نہیں نہ اس سے کلمہ کفر صادر ہو جانے سے ارتداد کا حکم دیا جائے گا اگر اغماء چوبیس گھنٹہ یا اس سے

زیادہ دیر تک رہے تو اس سے نمازیں ساقط ہو جاتی ہیں یعنی جن اوقات میں وہ اغماء میں رہا ان اوقات کی نمازیں ساقط ہوں گی۔

۷۔ رق: یعنی غلامی، غلام کے تصرفات نافذ نہیں، اس پر حج فرض نہیں، شریعت نے اس کو اور بھی تخفیفات دی ہیں جو فقہ کی

کتابوں میں ہیں۔

۸۔ مرض: مریض حالت مرض وضعف<sup>(۵)</sup> میں بیٹھ کر یا لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ روزہ اور حج مؤخر کر سکتا ہے وغیرہ۔

۹۔ حیض: اس حالت میں عورتوں کو نمازیں معاف ہیں اور روزہ مؤخر کریں گی وغیرہ۔ (حیض کا مطلب ہے ماہواری کا خون)۔

۱۰۔ نفاس: یہ وہ خون ہے جو بچہ کی ولادت کے بعد عورتوں کے جسم سے جاری ہوتا ہے۔ اس عرصہ کی نمازیں ان عورتوں سے

معاف ہیں اور وہ روزہ مؤخر کریں گی دوران حج اگر ایسی حالت ہوئی تو دونوں حالتوں میں طواف زیارت مؤخر کریں گی۔

۱۱۔ موت: اگر کسی پر حج فرض ہوا لیکن ابھی حج کا وقت نہیں آیا تھا کہ موت واقع ہو گئی تو اس پر حج ادا نہ کرنے کا گناہ نہیں یا حج کا

زمانہ بھی آ گیا اور اس نے سفر حج کی تیاری بھی کر لی تھی کہ موت آ گئی تو بھی حج نہ کرنے کا گناہ نہیں ہاں ان دونوں صورتوں میں

اگر حج بدل کی وصیت کرے تو بہتر ہے۔ اسی طرح بقدر نصاب مال کا مالک ہو گیا اور وہ حجاج اصلیہ سے زائد بھی ہے لیکن سال

③..... یعنی سونے والے کی۔

②..... نیند۔

①..... وہ جنون جو مسلسل ایک ماہ تک رہے۔

⑤..... کمزوری۔

④..... یعنی کمزور ہو جاتی ہیں۔



گزرنے میں کچھ دن باقی تھے کہ انتقال ہو گیا تو اس پر زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا گناہ نہیں۔<sup>(۱)</sup> ”۲۹۷“

اسباب تخفیف و تیسیر عوارض مکتبہ کی وجہ سے، یہ سات ہیں:

۱۔ جہل: جہل کئی قسم کا ہوتا ہے جن میں بعض جہل تیسیر و تخفیف کے لیے عذر نہیں اور بعض جہل عذر مسموع ہیں<sup>(۲)</sup> کافر کا جہل اس کے عدم ایمان کے لئے عذر مسموع نہیں ایسے ہی اصحاب الہوی کا جہل صفات الہیہ اور احکام آخرت نہ ماننے میں عذر نہیں اور امام برحق کے خلاف بغاوت کرنے میں باغی کا جہل عذر مسموع نہیں جب کہ وہ دلیل فاسد کا سہارا لے کر بغاوت کر رہا ہو۔

وہ امور جن میں شرع نے جہل کو عذر مسموع تسلیم کیا ہے اور اس بنیاد پر تخفیف دی ہے، یہ ہیں:

(۱) جیسے وہ مسلمان جو دار الحرب میں ہے اور وہاں سے ہجرت کرنے سے معذور رہا۔ وہ اپنے جہل کی وجہ سے اسلام کے احکام و عبادات پر عمل نہ کر سکے تو نہ وہ گنہگار ہے نہ اس پر قضا واجب۔<sup>(۲)</sup> ایسے ہی وہ شخص جو دار الحرب میں مسلمان ہوا اور احکام اسلام پر اپنے جہل کی وجہ سے عمل نہ کر سکے تو اس پر گناہ نہیں۔<sup>(۳)</sup> حق شفعہ رکھنے والا متعلقہ جائیداد کی بیع سے جاہل رہا تو اس کا یہ جہل عذر ہے اسے شفعہ حاصل رہے گا۔<sup>(۴)</sup> باندی اپنے آزاد ہونے یا صاحب خیار ہونے سے جاہل رہی<sup>(۵)</sup> تو اس کا جہل عذر مسموع ہے اس کو خیار حاصل رہے گا۔<sup>(۵)</sup> وہ صغیر و صغیرہ جن کا نکاح ان کے باپ یا دادا کے علاوہ کسی اور نے کیا ہو، بالغ ہوتے ہی انھیں اسے جائز یا باطل کرنے کا اختیار ہے لیکن اگر وہ بلوغ کے وقت اس نکاح سے جاہل رہے تو یہ جہل عذر مسموع ہے ان کو اختیار حاصل رہے گا وغیرہ اس قسم کے صدہا مسائل ہیں۔ ”۳۰۱-۳۰۰“

۲۔ سکر: یعنی نشہ کی حالت، کسی حلال و مباح شے کے استعمال سے سکر و نشہ کی حالت پیدا ہوئی یا جبر و اکراہ کی وجہ سے<sup>(۴)</sup> نشہ آور چیز استعمال کی یا جان بچانے کے لئے شراب پی اور حالت سکر ہوئی تو ان صورتوں میں اس کا حکم انشاء جیسا ہے یعنی جس طرح حالت انعامی والے کی طلاق و عتاق اور دیگر تصرفات نافذ نہیں ہوتے مذکورہ سکر کی حالت میں بھی اس کی طلاق و عتاق اور دیگر تصرفات نافذ نہ ہوں گے لیکن اگر کوئی حرام و ممنوع شے یا شراب بغیر عذر شرعی پی جیسے شراب پی اور نشہ ہو تو اس کے تصرفات نافذ ہوں گے اور اس کے طلاق و عتاق،<sup>(۵)</sup> بیع و شرا<sup>(۶)</sup> اور اقرار کے الفاظ صحیح تسلیم کئے جائیں گے مگر ارتداد اور اقرار حدود میں اس کے الفاظ پر حکم ارتداد یا حکم نفاذ حدود نہ دیا جائے گا۔ ”۳۰۱“

۳۔ ہزل: ہزل کا مطلب یہ ہے کہ مذاق میں ایسے الفاظ استعمال کرنا جن کے حقیقی یا مجازی معنی مقصود نہ ہوں بلکہ محض

①..... ”نور الأنوار“، بیان الأہلیۃ، ج ۲، ص ۱۵۵، ۱۷۷.

②..... یعنی قابل قبول ہیں۔ ③..... یعنی خیار حق سے۔ ④..... یعنی زور و بردستی کی وجہ سے۔

⑤..... یعنی غلام یا باندی کو آزاد کرنا۔ ⑥..... خرید و فروخت۔

لہو و لعب (۱) اور تفریح میں استعمال کئے جائیں ہازل یعنی مذاق میں بات کہنے والا الفاظ تو اپنے اختیار سے اپنی مرضی سے استعمال کرتا ہے لیکن ان کے اصل مفہوم اور ان کے حکم شرعی سے راضی نہیں ہوتا۔ امور غیر مالیہ جیسے طلاق و عتاق، یمین، (۲) کفر اور ارتداد میں ہزل کے الفاظ نافذ ہوں گے اور بیع، اجارہ اور اقرار میں بعض صورتوں میں نافذ ہوں گے اور بعض میں نہیں۔ (۳) ”۳۰۵“ (در مختار) ۴۔ سقہ: یعنی مقتضائے شرع یا مقتضائے عقل کے خلاف مال کو تہذیر سے ضائع کرنا (۴) سفیہ پر جملہ احکام شرع نافذ ہوں گے لیکن اسے مال خرچ کرنے سے روکا جائے گا اور صاحبین کے نزدیک (۵) اسے بیع، اجارہ، ہبہ اور دیگر تصرفات مالیہ جیسے صدقات و خیرات سے روکا جائے گا کیونکہ وہ اسراف و تہذیر کرے گا (۶) پھر مسلمانوں یا بیت المال پر بوجھ بنے گا۔ ”۳۰۸“

۵۔ سفر: شریعت کی مقررہ مسافت طے کرنے والا مسافر چار رکعت والی نماز میں قصر کرے گا، روزہ مؤخر کرے گا، تین دن تین رات موزوں پر مسح کرے گا اور سنن واجب کو (۷) سواری پر اشارہ سے بھی ادا کر سکتا ہے۔ قبلہ رو ہونا بھی اس کے لیے ضروری نہیں۔ ”۳۰۹“

۶۔ خطا: خطا کا مطلب ہے کوئی کام بلا ارادہ ہو جانا یا ارادہ کے خلاف ہو جانا لہذا اگر مجتہد سے اپنی تمام تر مخلصانہ کوشش کے بعد استخراج مسائل و حکم شرعی میں خطا ہو جائے تو وہ آثم و ماخوذ نہیں (۸) بلکہ ایک گونہ اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ قتل اگر خطا ہو تو اس پر حد یا قصاص نہیں۔ اسی طرح زفاف میں (۹) اگر خطا کسی اجنبی عورت سے وطی کر لی (۱۰) تو اس پر حد زنا نہیں لیکن خطا حقوق العباد میں عذر مسموع نہیں خاطمی کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ ”۳۱۰“

۷۔ اکراہ: مکڑہ (۱۱) کے لئے حالت اکراہ میں بعض صورتوں میں عمل فرض ہوتا ہے جیسے اپنی جان بچانے کے لئے مردار کھانا اور شراب پی لینا اور بعض صورتوں میں اس پر عمل کرنا حرام جیسے زنا کرنا اور کسی بے گناہ کو قتل کرنا اور بعض صورتوں میں عمل مباح ہے جیسے روزہ توڑنا اور بعض صورتوں میں عمل کرنا رخصت ہے جیسے بہ کراہت قلب و بعدم رضا بادل یا خواستہ اپنی جان بچانے کی خاطر فقط زبان سے کلمہ کفر ادا کر دینا۔ (۱۲) ”۳۱۱“

①..... یعنی کھیل کود۔

②..... قسم۔

③..... ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب البیوع، مطلب: فی حکم البیع مع الہزل، ج ۷، ص ۱۷۔

④..... یعنی فضول خرچی سے ضائع کرنا۔

⑤..... یعنی امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ۔

⑥..... یعنی فضول خرچی کرے گا۔

⑦..... سنن واجب سے مراد سنن مؤکدہ ہیں اور اس میں سنت مؤکدہ و غیر مؤکدہ اور نفل سب شامل ہیں سوائے سنت فجر کے، کہ ایک روایت میں

سنت فجر کو واجب بھی کہا گیا ہے، تفصیل کے لیے ”البحر الرائق“، ج ۲، ص ۱۱۳، ۱۱۴، ”ردالمحتار“، ج ۲، ص ۵۸۸

، بہار شریعت، ج ۱، حصہ دوم، ص ۲۸۳، حصہ چہارم، ص ۶۷۱، ۶۷۳ ملاحظہ فرمائیں۔ ... علمیہ

⑧..... یعنی گنہگار و قابل مواخذہ نہیں۔

⑨..... یعنی سہاگ رات میں۔

⑩..... یعنی ہم بستری کر لی۔

⑪..... یعنی جس پر اکراہ کیا گیا۔

⑫..... ”نور الأنوار“، بیان الأہلیۃ، ج ۲، ص ۱۸۳-۲۱۱۔

**تخفیفات شرعیہ:** اسباب تخفیف و تیسیر بیان کرنے کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ نے وہ تخفیفات اور سہولتیں بھی معین فرمادی ہیں جو ان اسباب میں سے کسی سبب تخفیف کے موجود ہونے کی صورت میں دی گئی ہیں یہ سہولتیں بھی سات قسم کی ہیں:

(۱) بوقتِ عذر شرعی اسقاطِ عبادت کی تخفیف و سہولت جیسے جنون و انعام ممتد کی صورت میں فرضیت نماز کا سقوط و غیر ہا

(۲) تخفیف تنقیص (کم کرنا) جیسے حالت سفر میں نماز قصر کرنا (۳) تخفیف ابدال جیسے وضو اور غسل کے بدلے میں تیمم، نماز میں قیام کے بدلے قعود اور روزہ کے بدلے نذیہ وغیر ہا (۴) تخفیف تقدیم جیسے حج کے موقع پر عرفات میں ظہر کی نماز سے ملا کر نماز عصر ادا کرنا اور زکوٰۃ و صدقہ فطر کو پہلے ہی ادا کرنا (۵) تخفیف تاخیر جیسے حج کے دنوں میں مزدلفہ میں نماز مغرب کو موخر کر کے وقتِ عشاء میں پڑھنا اور مریض و مسافر کے لئے روزہ موخر کرنا اور کسی ڈوبنے والے کو بچانے کے لئے نماز موخر کر دینا (۶) تخفیف ترخیص جیسے نجاست خفیفہ ربع ثوب سے کم تک (۱) لگ جانے کی صورت میں یا نجاست غلیظہ بقدر ایک درہم لگی ہونے کی صورت میں نماز پڑھنے کی رخصت (۷) تخفیف تغیر جیسے بوقت جہاد دشمن کے خوف سے نماز کے نظم میں تغیر۔ (۲) ”۵“

**قاعدہ نمبر ۱۳:**

الْمَشَقَّةُ وَالْحَرْجُ إِنَّمَا يُعْتَبَرَانِ فِي مَوْضِعٍ لَا نَصَّ فِيهِ

یعنی مشقت اور حرج کا اعتبار اس جگہ ہے جہاں نص شرعی موجود نہ ہو اگر کسی مسئلہ میں نص موجود ہے تو پھر اس کا اعتبار نہ کیا جائیگا۔ جیسے حرم کی گھاس اُکھاڑنا کہ اس پر نص موجود ہے کہ یہ جائز نہیں لہذا یہاں اس قاعدہ کا اعتبار نہیں۔ (۳)

**قاعدہ نمبر ۱۴:**

الْأَمْرُ إِذَا ضَاقَ اتَّسَعَ وَإِذَا تَسَّعَ ضَاقَ

یعنی معاملہ جب تنگ و دشوار ہو جائے تو وسعت ملتی ہے اور جب وسیع ہو تو سخت کیا جاتا ہے۔ بعض فقہاء نے ان دونوں قاعدوں کو ایک جملہ میں جمع کر دیا ہے ”كُلُّ مَا تَجَاوَزَ عَنْ حَدِّهِ انْعَكَسَ إِلَى ضِدِّهِ“ ہر وہ چیز جو اپنی حد سے آگے بڑھ جائے اپنی ضد کی طرف لوٹ جاتی ہے (۴) جیسے نماز کا وقت اگر زیادہ تنگ ہو جائے اس وقت وضو کی سنن ترک کی جاسکتی ہیں اور اگر وقت میں گنجائش ہے تو وضو میں زیادہ پانی بہانا یا وضو کے فرائض و سنن اور مستحبات پر اضافہ جائز نہیں۔

۱..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”نجاست خفیفہ ربع ثوب تک“ لکھا ہوا تھا، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل میں عبارت اس طرح ہے ”نجاست خفیفہ ربع ثوب سے کم تک“، اسی وجہ سے ہم نے متن میں ”سے کم“ کا اضافہ کر دیا ہے، تفصیل کے لیے بہار شریعت ج ۱، حصہ دوم، ص ۳۸۹، ۳۹۰ ملاحظہ فرمائیے۔۔۔ علمیہ

۲..... ”الاشباه والنظائر“، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الرابعة، ص ۷۱، ۷۲.

۳..... ”الاشباه والنظائر“، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الرابعة، ص ۷۲.

۴..... المرجع السابق.

## قاعدہ نمبر ۱۵:

## الضَّرُّ يُزَالُ "۵۸"

یعنی ضرر و نقصان کو دور کیا جائے۔ اس قاعدہ کی بنیاد یہ حدیث پاک ہے "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ" (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنے بھائی کو نہ ابتداءً ضرر پہنچائے نہ ضرر کے انتقام اور بدلہ میں انتہاء اس قاعدہ پر بھی بہت سے مسائل فقہیہ کی بنیاد ہے۔ اس قاعدہ کے پیش نظر مشتری کو خیار عیب حاصل ہے کہ اگر اس کی خریدی ہوئی چیز میں عیب ہے تو اسے واپس کرنے کا اختیار ہے اور شریک اور پڑوسی کو اپنے سے دفع ضرر کے لئے حق شفعہ حاصل ہے۔ اس قاعدہ کی رو سے وہ وقف جائز نہیں جس کا مقصد قرض خواہوں کو محروم کرنا ہو۔ کسی ایسی بلند جگہ پر چڑھنا جہاں سے دوسروں کی عورتوں کی بے پردگی ہو یہ با آواز بلند اعلان کئے بغیر جائز نہیں۔ (۲)

## قاعدہ نمبر ۱۶:

## الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ

یعنی ضرورت میں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں اس قاعدہ کی اصل قرآن پاک کی یہ آیت ہے: ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزِ وَمَأْكُلَ الْبُهْمِ وَالْعِزَّةَ وَالْجَبْنَ وَالْمَنَافِعَ وَالْأَشْيَاءَ الَّتِي كَفَرُوا بِهَا وَإِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزِ وَمَأْكُلَ الْبُهْمِ وَالْعِزَّةَ وَالْجَبْنَ وَالْمَنَافِعَ وَالْأَشْيَاءَ الَّتِي كَفَرُوا بِهَا وَإِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزِ وَمَأْكُلَ الْبُهْمِ وَالْعِزَّةَ وَالْجَبْنَ وَالْمَنَافِعَ وَالْأَشْيَاءَ الَّتِي كَفَرُوا بِهَا وَإِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزِ وَمَأْكُلَ الْبُهْمِ وَالْعِزَّةَ وَالْجَبْنَ وَالْمَنَافِعَ وَالْأَشْيَاءَ الَّتِي كَفَرُوا بِهَا﴾ (۳)

اس قاعدہ کے ماتحت بہ حالت اضطرار مردار سے بقدر ضرورت کچھ کھا لینا یا شراب کا گھونٹ پی لینا یا اکراہ کی حالت میں جان بچانے کے لئے بکراہت قلب (۴) کلمہ کفر ادا کر دینا جائز ہے۔ اسی طرح اس قاعدہ کے مطابق اگر کشتی میں اتنا سامان بھر دیا کہ اس کے ڈوبنے کا خطرہ ہے اور اس میں مسافروں کی جان کا خطرہ ہے تو اس میں سے مال نکال کر سمندر میں پھینک دینا جائز ہے اور کشتی کو بچانا جائز ہے حالانکہ عام حالات میں دوسرے کا مال ضائع کرنا حرام ہے۔ (۵) "۵۸"

①..... "سنن ابن ماجہ"، کتاب الأحکام، باب من بنی فی حقہ... الخ، الحدیث: ۲۳۴۰، ج ۳، ص ۱۰۶.

②..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الخامسة، ص ۷۲، ۷۳.

③..... پ ۲، البقرة: ۱۷۳.

ترجمہ کنز الایمان: اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہونے یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں۔

④..... یعنی دلی ناپسندیدگی کے ساتھ۔

⑤..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الخامسة، ص ۷۳.

و "غزعیون البصائر"، الفن الاول فی القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الخامسة، ج ۱، ص ۲۵۱، ۲۵۲.

## قاعدہ نمبر ۱۸:

مَا أُبِيحَ لِلضَّرُورَةِ يُقَدَّرُ بِقَدْرِهَا "۵۸"

یعنی جو چیز ضرورت کے تحت جائز ہے وہ صرف بقدر ضرورت ہی جائز ہے۔ مردار کھانا یا شراب پی لینا صرف اتنا ہی جائز ہے جس سے جان بچ جائے۔ زیادہ بالکل نہیں۔ اسی طرح طبیب کو بوقتِ ضرورت شرعی پردہ کی جگہ کا صرف وہ حصہ دیکھنا جائز ہے جس کے دیکھنے کی ضرورت ہے زیادہ نہیں اسی طرح دایہ کو، دارالحرب میں بقدر ضرورت دشمن کے مال سے کھانا حاصل کیا جائے گا اور جانوروں کا چارہ، جلانے کے لئے لکڑی اور ہتھیار وغیرہ لینا جائز ہے جب کہ مالِ غنیمت کی ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو اور اگر ضرورت سے بچ رہا تو مالِ غنیمت میں واپس کر دیا جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (کنز) "۵۹"

## قاعدہ نمبر ۱۸ (الف):

مَا جَازَ بِعُذْرٍ بَطَلَ بِزَوَالِهِ "۵۹"

یعنی جو چیز کسی عذر کی وجہ سے جائز ہوئی تو اگر عذر زائل ہو جائے تو اس کا جواز بھی باطل ہو جائے گا جیسے پانی کے استعمال کرنے پر قادر نہ تھا تو تیمم کرنا جائز ہے اور پانی کے استعمال پر قادر ہو گیا تیمم باطل ہو جائے گا۔<sup>(۲)</sup>

الضَّرُّ لَا يُزَالُ بِالضَّرِّ

## قاعدہ نمبر ۱۸ (ب):

یعنی نقصان کو نقصان پہنچا کر زائل نہ کیا جائے گا جیسے ایک شخص جو حالتِ اضطرار میں ہے دوسرے ایسے اشخاص کا کھانا نہیں کھا سکتا جو خود بھی حالتِ اضطرار میں ہے۔<sup>(۳)</sup>

## قاعدہ نمبر ۱۹:

يُتَحَمَّلُ الضَّرْرُ الْخَاصُّ لِأَجْلِ دَفْعِ الضَّرْرِ الْعَامِ "۵۹"

یعنی ضررِ خاص کو برداشت کر لیا جائے گا ضررِ عام سے بچنے کے لئے جیسے ان کافروں پر گولہ باری یا تیر اندازی کی جائے گی جو خود کو بچانے کے لئے مسلمانوں کے بچوں کو ڈھال بنالیں۔ اسی طرح اس بوسیدہ دیوار کو گرا دیا جائے گا جو راستہ کی طرف جھک گئی ہو اور جس کے گرنے سے راگیروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اگرچہ اس کا مالک رضامند نہ ہو۔ ایسے ہی نان فروش اگر روٹیوں کی قیمت زیادہ بڑھادیں تو بھاؤ مقرر کیا جائے گا اگر غلہ فروش قحط کے زمانے میں مہنگا بیچنے کے لیے غلہ اسٹور کریں تو ان کا

①..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الخامسة، ص ۷۳، ۷۴.

و "كنز الدقائق"، كتاب السير والجهاد، باب الغنائم وقسمتها، ص ۲۰۳.

②..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الخامسة، ص ۷۴.

③..... المرجع السابق.

غلہ جبراً فروخت کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر باپ اولاد کا واجب الادا نفقہ نہ دے اور انھیں فاقہ کشی پر مجبور کرے تو باپ کو ان کے نفقہ کی ادائیگی کے لئے قید کیا جائے گا۔ غیر سنجیدہ و عدم ایمان الحیا مفتی کو اور جاہل طبیب کو فتویٰ دینے اور علاج کرنے سے روکنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے زمین غصب کر لی اور اس پر عمارت بنالی یا پیڑ لگائیے تو اگر زمین کی قیمت عمارت یا پیڑوں کی قیمت سے زیادہ ہے تو عمارت گرا دی جائے گی یا پیڑ اکھڑا دیئے جائیں ورنہ زمین غصب کرنے والا زمین کی پوری قیمت کا ضامن ہوگا اس سے مالک کو زمین کی قیمت دلوائی جائے گی۔<sup>(۱)</sup>

### قاعدہ نمبر ۲۰:

مَنْ ابْتُلِيَ بِبَلِيَّتَيْنِ وَهُمَا مُتَسَاوِيَتَانِ يَأْخُذُ بِأَيَّتِهِمَا شَاءَ وَإِنْ اِخْتَلَفْتَا يَخْتَارُ أَهْوَنَهُمَا "۶۱"

اگر کوئی شخص دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جائے اور دونوں برابر کی ہوں تو جس کو چاہے اختیار کرے اور اگر دونوں برابر کی نہ ہوں تو ان میں سے جو ہلکی ہو اسے اختیار کرے کیونکہ حرام کا ارتکاب بوجہ مجبوری جائز کیا گیا ہے لہذا کم سے کم ہو اس لئے بڑی مصیبت کو ترک کر دے کہ اس میں بلا ضرورت زیادہ حرام کرنا پڑے گا۔ جیسے کسی کے جسم میں زخم ہے اگر وہ سجدہ کرتا ہے تو زخم بہنے لگتا ہے اور زخم بہے گا تو وضو ٹوٹے گا جسم ناپاک ہوگا اور سجدہ نہیں کرتا تو زخم نہیں بہتا اس صورت میں نماز کا سجدہ ترک کرنا پڑے گا تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے اور رکوع و سجدہ اشارہ سے ادا کرے کیونکہ سجدہ ترک کر دینا اس سے کمتر ہے اور آسان ہے کہ نماز حالتِ حدث اور نجس جسم کے ساتھ پڑھے۔ ایسے ہی اگر کوئی ضعیف و ناتواں بوڑھا ہے اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو قراءت قرآن نہیں کر سکتا اور بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو قراءت کر لیتا ہے وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا اور قیام ترک کر دے گا کیونکہ ترک قیام تو نوافل میں بھی جائز ہے مگر ترک قراءت قرآن جائز نہیں ایسے ہی کوئی جاں بلب فاقہ زدہ ہے<sup>(۲)</sup> اس کے پاس کھانے کے لیے مردار ہے اور کسی دوسرے کا کھانا ہے تو اسے مال غیر حلال نہیں بقدر ضرورت مردار کھائے گا یہ اھون ہے۔ بعض فقہاء کا قول ہے کہ مردار نہیں کھائے گا مال غیر کھائے گا ابن سماعہ و طحاوی اور امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے<sup>(۳)</sup> ابن سماعہ فرماتے ہیں: مال غیر کو غصب کرنا مردار کھانے سے اھون ہے۔<sup>(۴)</sup>

### قاعدہ نمبر ۲۱:

دَرَأُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَىٰ مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ "۶۳"

"یعنی خرابیوں کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے حصولِ منافع سے" پس جب مفسد اور مصالح میں تضاد واقع ہو تو مصالح کو ترک

①..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الخامسة، ص ۷۴، ۷۵.

②..... یعنی بھوک کی وجہ سے اس کی جان پرینی ہوئی ہے۔

③..... "اشباه" اور دیگر کتب فقہ میں ہے کہ امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسی صورت میں مضطر کو اختیار ہے چاہے تو مردار کھالے چاہے تو مال غیر۔ علمہ

④..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الخامسة، ص ۷۶، ۷۷.

کر کے مفاسد کو دور کیا جائے گا کیونکہ شریعت مطہرہ کی توجہ محرمات و ممنوعات و مفاسد کو دور کرنے میں زیادہ سخت ہے بہ نسبت مامورات و مصالح کو بروئے کار لانے کے، سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ (1)

یعنی جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو حتی المقدور اسے بجالاؤ اور جب کسی شے سے منع کروں تو اس سے دور رہو۔

صاحب الکشف نے یہ حدیث روایت کی ہے: لَتَرَكَ ذَرَّةً مِمَّا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ (2)

یعنی منہیات الہیہ میں سے ایک ذرہ سے بھی اجتناب کرنا اور بچنا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

فتاویٰ بزازیہ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: مَنْ لَمْ يَجِدْ سُتْرَةَ تَرَكَ الْإِسْتِجْنَاءَ وَلَوْ عَلَى شَطِّ نَهْرٍ (3)

جسے سترہ نہ ملے (یعنی پردہ کرنے کی چیز) وہ استنجاء کو ترک کرے خواہ وہ نہر کے کنارے پر ہو۔

عورت پر غسل واجب ہو اور وہ مردوں سے پردہ کی جگہ نہ پائے تو غسل موخر کرے گی اور مرد پر اگر غسل واجب ہے اور

اسے مردوں سے پردے کی جگہ نہ ملے تو غسل کو موخر نہ کرے گا کیسے بھی ہو غسل کرے گا لیکن اگر مرد کو استنجاء کے لئے پردہ کی جگہ نہ

ملے تو استنجاء موخر کرے گا۔ غسل اور استنجاء میں یہ فرق اس لئے ہے کہ نجاست حکمیہ نجاست ظاہری سے اقویٰ ہے۔ ایسے ہی

اگرچہ وضو میں کلی کرنے اور ناک صاف کرنے میں مبالغہ کرنا مسنون ہے لیکن بحالت روزہ یہ عمل مکروہ ہے مبادا پانی اندر پہنچ

جائے اور روزہ کو توڑ دے۔ کبھی مصالح مفاسد پر بدرجہا غالب ہوتے ہیں ایسی صورت میں مصالح کو اختیار کیا جائے جیسے متحارب

گروہوں (4) کے درمیان صلح کرانے کے لیے دروغ بیانی (5) کرنا جائز ہے حالانکہ دروغ منہیات شرع سے ہے (6) (7)۔

قاعدہ نمبر ۲۲:

الْحَاجَةُ تَنْزِلُ مَنْزِلَةَ الضَّرُورَةِ "۲۳"

یعنی حاجت ضرورت کا مقام حاصل کر لیتی ہے۔ اسی قاعدہ کے ماتحت اجارہ کا جواز ہے اگرچہ اجارہ داری خلاف قیاس

①..... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر، الحديث: ۴۱۲۔ (۱۳۳۷)، ص ۶۹۸۔

و "صحیح البخاری"، کتاب الاعتصام... إلخ، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ۷۲۸۸، ج ۴، ص ۵۰۲۔

②..... "كشف الأسرار"، المتشابه، ج ۱، ص ۱۵۴۔

③..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الخامسة، ص ۷۸۔

④..... یعنی آپس میں دوڑنے والے گروہ۔ ⑤..... یعنی جھوٹ بولنا۔ ⑥..... یعنی جھوٹ ممنوعات شریعت میں سے ہے۔

⑦..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الخامسة، ص ۷۸۔

ہے مگر یہ ایک حاجت ہے جو ضرورت بن گیا ہے۔ ایسے ہی بیعِ سلم کا جواز خلاف قیاس ہے کیونکہ یہ معدوم شے کی بیع ہے (1) مگر غرباء کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس کا جواز ہے۔ اسی قاعدہ کے ماتحت جب حاجت شدید داعی ہوئی تو بیع الوفاء کے جواز کا فتویٰ ہوا۔ (2)

قاعدہ نمبر ۲۳:

### الْعَادَةُ مُحْكَمَةٌ "۶۳"

یعنی عادتِ حکمِ شرعی کی بنیاد ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو چیز عرف و عادت کے لحاظ سے درست ہو شریعت اسے جائز قرار دیتی ہے۔ (3) یہ قاعدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے ماخوذ ہے۔

مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ (4)

یعنی وہ چیز جس کو مسلمان (اہل علم و اہل تقویٰ) اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس کو حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے بعض محدثین اسے مرفوع کہتے ہیں اور بعض اس کو موقوف کہتے ہیں۔ (5) عرف و عادت کی تعریف علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ اپنی کتاب "شرح عقود رسم المفتی المنظوم" میں فرماتے ہیں: قَالَ فِي "الْمُسْتَصْفَى": الْعَادَةُ مَا اسْتَقَرَّ فِي النُّفُوسِ مِنْ جِهَةِ الْعُقُولِ وَتَلَقَّتْهُ الطَّبَاعُ السَّلِيمَةُ بِالْقَبُولِ وَفِي "شَرْحِ التَّحْرِيرِ" الْعَادَةُ هِيَ الْأُمُورُ الْمُتَكَرِّرَةُ مِنْ غَيْرِ عِلَاقَةٍ عَقْلِيَّةٍ (6) اور "الأشباه والنظائر" میں علامہ زین الدین ابن نجیم الحنفی المصری فرماتے ہیں: وَذَكَرَ الْإِمَامُ الْهِنْدِيُّ فِي "شَرْحِ الْمَعْنَى" الْعَادَةَ عِبَارَةً عَمَّا يَسْتَقَرُّ فِي النُّفُوسِ مِنَ الْأُمُورِ الْمُتَكَرِّرَةِ الْمَقْبُولَةِ عِنْدَ الطَّبَاعِ السَّلِيمَةِ (7)

ان سب کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ انسان دیدہ و دانستہ کسی کام کو بار بار کرتے ہوئے اس درجہ پر پہنچ جائے کہ بلا تکلف

①..... یعنی ایسی چیز کی بیع ہے جو ابھی موجود نہیں۔

②..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الخامسة، ص ۷۸، ۷۹.

③..... المرجع السابق، القاعدة السادسة، ص ۷۹.

④..... "المسند" الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحديث: ۳۶۰۰، ج ۲، ص ۱۶.

⑤..... "كشف الخفاء"، حرف الميم، الحديث: ۲۲۱۲، ج ۲، ص ۱۶۸.

و "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة السادسة، ص ۷۹.

⑥..... "مجموعه رسائل ابن عابدین"، الرسالة الثانية شرح عقود رسم المفتی، الجزء الأول، ص ۴۴.

⑦..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة السادسة، ص ۷۹.



اس سے اس کام کا صدور ہونے لگے وہ اگر قول ہے تو وہ بلا تکلف اسی معنی میں سمجھا جانے لگے جس میں وہ حقیقت کے برخلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ صاحب الاشبہ نے عرف و عادت کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) الْعُرْفِيَّةُ الْعَامَّةُ (۲) وَالْعُرْفِيَّةُ الْخَاصَّةُ (۳) وَالْعُرْفِيَّةُ الشَّرْعِيَّةُ (۱) ”۶۴۰“

عرف اور عادت کو فقہائے کرام نے بڑی اہمیت دی ہے فقہ کے کثیر مسائل کا حکم عرف و عادت پر مبنی ہے ”مبسوط“ میں ہے: جو چیز عادت اور عرف کے ذریعہ ثابت ہو جائے وہ ایسی ہے جیسے نص شرعی سے ثابت ہو۔ ”ردالمحتار“ جلد پنجم میں جہاں نابالغوں کے سن بلوغ سے بحث کی گئی ہے اسی موقع پر فرمایا کہ ”ان معاملات میں جہاں نص شرعی موجود نہ ہو عرف و عادت ہی شرعی حجت ہے۔“ (۲)

امام شہاب الدین القرائی فرماتے ہیں: ”احکام عرف اور عادت کے ساتھ ساتھ نافذ ہوتے رہتے ہیں۔“

**عادت کس چیز سے اور کس طرح ثابت ہوتی ہے مختلف امور میں اس کے مختلف طریقے ہیں:**

۱۔ کبھی عادت ایک ہی دفعہ سے ثابت و تسلیم ہو جاتی ہے جیسے وہ لڑکی جسے پہلی بار حیض آیا تو جتنے دن یہ رہے گا اتنے ہی دن اس کی عادت شمار ہوگی لیکن تربیت کئے ہوئے شکاری کتے کی عادت اس وقت تسلیم ہوگی جب وہ مسلسل تین بار شکار کر کے اسے نہ کھائے۔

۲۔ عرف و عادت کا اعتبار اس وقت ہے جب وہ عام ہو اور غالب ہو۔ جب تک عام لوگوں میں اس کا رواج عام نہ ہو جائے اس کو حکم شرعی کی بنیاد نہیں بنایا سکتا۔

۳۔ عادت اور عرف جب عام رواج ہو جائیں تو کیا وہ شرط کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔

فتاویٰ ظہیریہ بمحذ الاجارہ میں ہے: الْمَعْرُوفُ عُرْفًا كَمَا لَمْشْرُوطٍ شَرْعًا۔

بزازیہ میں ہے: الْمَشْرُوطُ عُرْفًا كَمَا لَمْشْرُوطٍ شَرْعًا

۴۔ الفاظ کا مفہوم حقیقت کے خلاف عرف پر اس وقت محمول کیا جائے گا جب وہ عرف ایک زمانے سے چلا آ رہا ہو کسی نئے رواج و عرف پر الفاظ کو حقیقت کے خلاف محمول نہ کیا جائے گا اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ ”لَا عِبْرَةَ بِالْعُرْفِ الطَّارِيءِ“ نیز یہ کہ عرف کا اعتبار معاملات میں ہے تعلق میں نہیں۔ تعلق میں وہ اپنے حقیقی معنی اور اصلی مفہوم میں لیا جائے گا جیسے کسی ظالمہ بیوی نے اپنے شوہر سے کہلوا یا کہ میں اگر تیرے اوپر کسی عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق اس نے یہ کہہ دیا اور نیت یہ کی کہ

①..... ”الاشبہ والنظائر“، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة السادسة، ص ۷۹۔

②..... ”ردالمحتار“، کتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام... إلخ، ج ۹، ص ۲۶۰۔

اگر میں تیرے اوپر یعنی تیرے کندھوں پر یا کمر پر بٹھا کر کسی عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق، تو اس کی یعنی شوہر کی نیت کے مطابق عمل کیا جائے گا کیونکہ اس نے اپنے الفاظ سے حقیقی معنی مراد لئے ہیں اور اس کی بیوی نے ظمناً اسے یہ قسم دلائی تھی اور مظلوم کی نیت اس کی قسم میں معتبر ہے نیز اس کا یہ کلام از قسم تعلق ہے اور تعلق میں عرف کا اعتبار نہیں اس لئے اس کا کلام عرف پر محمول نہیں کیا جائے گا اور اگر وہ کسی عورت سے نکاح کرے گا تو اسے طلاق واقع نہ ہوگی۔

۵۔ عرف اور شرع میں جب تضاد ہوگا تو عرف الاستعمال مقدم رکھا جائے گا خصوصاً اَیْمَان میں لہذا اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ وہ فرش یا بساط پر نہیں بیٹھے گا یا یہ قسم کھائی کہ وہ سراج (چراغ) سے روشنی حاصل نہیں کرے گا پھر وہ زمین پر بیٹھا یا سورج سے روشنی حاصل کی تو وہ حانث نہیں ہوگا (یعنی اس کی قسم نہ ٹوٹے گی) اگرچہ قرآن کریم میں زمین کو فراش اور بساط فرمایا گیا ہے اور سورج کو سراج فرمایا گیا ہے مگر یہاں اس کے عرفی معنی مراد لئے جائیں گے۔ اسی طرح اگر اس نے قسم کھائی کہ وہ گوشت نہیں کھائیگا پھر اس نے مچھلی کھائی تو حانث نہ ہوگا کیونکہ عرف میں گوشت کا استعمال مچھلی کے گوشت میں نہیں ہوتا۔ اگرچہ قرآن کریم نے مچھلی کے لئے لَحْمًا طَرِبًا<sup>(۱)</sup> کا لفظ استعمال کیا ہے اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔<sup>(۲)</sup>

۶۔ عرف اور لغوی معنی میں جب تضاد ہوگا تو عرف میں اگر شرائط معتبرہ پائی گئیں تو لفظ کو عرف پر محمول کیا جائے گا لغوی معنی پر نہیں زلیعی وغیرہ نے یہ تصریح فرمائی ہے: إِنَّ الْاَیْمَانَ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْعُرْفِ لَا عَلَى الْحَقَائِقِ اللَّغَوِيَّةِ<sup>(۳)</sup> ایمان عرف پر مبنی ہوتے ہیں نہ کہ لغوی معنی پر۔ اس پر مسائل متفرعہ میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ روٹی نہیں کھائے گا تو وہ صرف اس صورت میں حانث ہوگا جب وہ روٹی کھائے جو اس کے شہر میں بالعموم کھائی جاتی ہے جیسے مغربی یوپی اور پنجاب میں گیہوں کی روٹی، اور بقول صاحب الاشبہ والنظائر ان کے زمانے میں قاہرہ<sup>(۴)</sup> میں گیہوں کی روٹی، طبرستان میں چاول کی روٹی، زبید<sup>(۵)</sup> میں باجرہ کی روٹی کھانے سے حانث ہو جائے گا اگر ان تمام علاقوں میں مروج روٹی کے علاوہ کسی اور چیز سے بنی ہوئی روٹی کھائی تو حانث نہ ہوگا۔<sup>(۶)</sup> (۷)

①..... یعنی تازہ گوشت۔

②..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة السادسة، ص ۸۲۔

③..... "تبیین الحقائق"، کتاب الايمان، باب فی الدخول... إلخ، ج ۳، ص ۴۳۹۔

④..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة السادسة، ص ۸۳۔

⑤..... یمن کے ایک شہر کا نام۔

⑥..... بہار شریعت میں اس مقام پر "حانث ہوگا" لکھا ہوا تھا، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتاب میں عبارت اس طرح ہے "حانث نہ ہوگا"، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

⑦..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة السادسة، ص ۸۳۔

تعمیر

عرف و عادت پر شریعت کے بے شمار احکام و مسائل کا دار و مدار ہے اور یہ تمام غیر منصوص علیہا مسائل میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں لیکن عرف و عادت اور ایسے ہی عموم بلوی کو سمجھنے کے لئے بڑے وسیع مطالعہ اور دقت نظر کی ضرورت ہے۔ مفتیان کرام کو ان تمام امور سے واقفیت رکھنا ضروری ہے ورنہ وہ مسئلہ کا حکم بیان کرنے میں اکثر و بیشتر غلطیوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ فقہ کی کتابوں میں عرف اور اس سے مستخرج مسائل پر سیر حاصل اور مفصل بحثیں کی گئی ہیں۔ مفتی کے لئے ان کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ فقہائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں عرف و عادت کے مقابلہ میں کسی شے کے مفہوم کی وضاحت و تعیین میں حقیقت کو ترک کر دیا جائے گا۔<sup>(۱)</sup> ”الاشباہ“ میں ہے: عادت و عرف وہی معتبر ہے جب اس کا استعمال عرف و عادت میں غالب ہو گیا ہو۔ اسی لئے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں مختلف قسم کے درہم و دینار چل رہے ہوں (یعنی مختلف قسم کے سکے چل رہے ہوں) وہاں اگر کسی نے کوئی چیز دن درہم یا دس دینار میں خریدی یا فروخت کی تو بائع وہ درہم یا دینار لینے کا مستحق ہوگا جن کا غالب چلن وہاں کا عرف و عادت ہو۔ اگر خریدار کوئی دوسرا سکہ یا دوسرے قسم کے درہم و دینار دینا چاہے تو بائع کو (بیچنے والے کو) انکار کا حق ہوگا۔<sup>(۲)</sup> ”شرح بیہی“ میں بہ حوالہ ”مبسوط“ بیان کیا گیا ہے جو چیز عرف سے ثابت ہو وہ ایسی ہے جیسے نص سے ثابت ہو۔<sup>(۳)</sup> (رسائل ابن عابدین)

فائدہ:

بہت سے وہ احکام جن پر صاحب مذہب مجتہد نے اپنے زمانے کے عرف و عادت کی بنیاد پر نص قائم کی زمانہ اور حالات کے بدل جانے سے تبدیل ہو گئے ہیں اہل زمانہ میں فساد آ جانے کی وجہ سے یا عموم ضرورت کی وجہ سے جیسے تعلیم القرآن کی اجرت کا جواز اور ظاہری عدالت پر اکتفاء نہ کرنا<sup>(۴)</sup> اور غیر سلطان سے اکراہ کا تحقق کیونکہ فقہائے متقدمین کے زمانہ میں اکراہ صرف بادشاہ ہی سے متحقق ہو سکتا تھا غیر سلطان سے اکراہ نہیں ہو سکتا تھا لیکن بعض عوام الناس میں سے لوگ قتل و خونریزی پر اتنے جری ہو گئے کہ ان سے بھی اکراہ کا تحقق ہو گیا فقہائے متقدمین ضمان مباشر پر واجب کرتے تھے متسبب پر نہیں لیکن بعد میں ضمان متسبب پر عائد کیا گیا اس کی وجہ فساد اہل زمانہ اور حالات کا متغیر ہونا بیان کیا گیا ایسے ہی وصی اب مال یتیم میں مضاربت نہیں کر سکتا اور وقف اور یتیم کی زمین کا غاصب ضمان دے گا اور مکان موقوفہ ایک سال سے زیادہ اور وقف زمین کو تین سال سے زیادہ مدت کے لئے اجارہ پر نہیں دیا جائے گا اور قاضی کو اپنے ذاتی علم کی بنا پر فیصلہ دینے سے روکا جائے گا اور

①..... ”الاشباہ والنظائر“، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة السادسة، ص ۷۹.

②..... المرجع السابق، ص ۸۱.

③..... ”مجموعۃ رسائل ابن عابدین“، الرسالة الثانية شرح عقود رسم المفتی، ج ۱، ص ۴۴.

④..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”عدالت پر اکتفاء کرنا“ لکھا ہوا تھا، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتاب میں عبارت اس طرح ہے ”عدالت پر اکتفاء نہ کرنا“، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمیہ

شوہر کو روکا جائے گا اس سے کہ وہ اپنی بیوی کو سفر میں ساتھ لے جائے (جبکہ بیوی رضامند ہو) اگرچہ شوہر نے اس کا مہر معجل ادا کر دیا ہو۔ (نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف، مجموعہ رسائل ابن عابدین و شرح عقود رسم المفتی) (۱)

عرف و عادت کی بنیاد پر یہ حکم ہے کہ دخول کے بعد بیوی اگر یہ کہے کہ اس نے قبل دخول اپنا مہر معجل وصول نہیں کیا تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور اگر شوہر نے کہا کہ ہر حلال چیز مجھ پر حرام ہے تو اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی بشرطیکہ یہ جملہ اور الفاظ اس علاقے میں طلاق کے لئے استعمال کئے جاتے ہوں (یعنی وہاں کا عرف یہ ہو) ایسی صورت میں اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر عرف و عادت میں ان الفاظ کا استعمال طلاق کے لیے نہیں ہے تو اس کی نیت کا اعتبار کر لیا جائے گا۔ اگر باپ یہ کہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو جو سامان جہیز دیا، میں نے اپنی بیٹی کو اس کی تملیک نہیں کی (۲) تو اس کا مدار عرف پر ہے اگر اس علاقہ کا عرف تملیک ہے تو جہیز کی ہر چیز بیٹی کی ملکیت قرار دی جائے گی ورنہ جیسا عرف ہو ویسا ہی حکم ہوگا۔ غرض یہ اور اس قسم کے صدہا مسائل کے جواز یا عدم جواز کا مدار عرف و عادت، فساد زمان، عموم بلوئی، ضرورت اور قرآن احوال پر ہے ان میں سے کوئی حکم نہ مذہب سے خارج ہے نہ خلاف، کیونکہ مجتہد اگر اس زمانہ میں حیات ہوتے تو بلاشبہ یہی حکم شرعی بیان فرماتے یہی وہ نکتہ ہے جس نے مجتہدین فی المذہب اور متاخرین میں سے صحیح و صواب پر نگاہ رکھنے والوں کو جرأت دلائی کہ وہ صاحب المذہب سے منقول کتب ظاہر الروایہ میں منصوص مسائل سے اختلاف کریں۔ عرف و عادت اگر زمانے کے تغیر سے تبدیل ہو جائیں اور نیا عرف و عادت بن جائے تو مفتی زمانہ کو نئے عرف و عادت کا لحاظ کر کے اس کے مطابق حکم شرعی بیان کرنا چاہیے مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ چونکہ متقدمین فقہاء نے مفتی کے لئے اجتہاد کی شرط رکھی تھی جو اب مفقود ہو چکی ہے کیونکہ فی زمانہ کوئی فقیہ شرائط اجتہاد کو پورا نہیں کرتا اس لئے مجتہد مفتی تو اب معدوم ہو چکے ہیں پھر بھی عرف و عادت کے مطابق فتویٰ دینے کے لئے کم سے کم یہ شرط رکھی گئی ہے کہ مفتی وقت مسائل کی معرفت ان کی شروط و قیود کے ساتھ رکھتا ہو نیز اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانے کے عرف سے کما حقہ واقف ہو اور اہل زمانہ کے حالات سے بھی واقفیت رکھتا ہو اور کسی ماہر استاذ سے اس نے مسائل کے استخراج کا طریقہ بھی سیکھا ہو "منیة المفتی" اور "قنیہ" میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔ (۳) (شرح عقود رسم المفتی المنظوم لابن عابدین) "۳۶"

**فائدہ:** قرینہ حال بھی حکم شرعی کی بنیاد بن سکتا ہے اس کا ثبوت قرآن پاک کی یہ آیت ہے:

①..... "مجموعہ رسائل ابن عابدین"، الرسالة الثانية شرح عقود رسم المفتی، الجزء الأول، ص ۴۴.

و "مجموعہ رسائل ابن عابدین، نشر العرف"، الجزء الثاني، ص ۱۲۶.

②..... یعنی ملکیت میں نہیں دیا۔

③..... "مجموعہ رسائل ابن عابدین"، الرسالة الثانية شرح عقود رسم المفتی، الجزء الأول، ص ۴۴، ۴۶.

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَنْ تَوَسَّوْنَ﴾<sup>(۱)</sup>

یعنی بے شک اس میں نشانیاں ہیں اہل فراست کے لیے یعنی جو قرآن سے علم حاصل کر لیتے ہیں۔  
دوسری آیت اس کے ثبوت کی یہ ہے:

﴿وَشَهِدَ شَاهِدًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَبِيضَةٌ قَدَّ مِنْ قَبْلِ فَصَدَّقَتْ﴾<sup>(۲)</sup> الآیة

یعنی اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی اگر ان کا کرتا آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کیا اور اگر ان کا کرتا یعنی (یوسف علیہ السلام کا) پیچھے سے چاک ہوا<sup>(۳)</sup> تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے ہیں۔ یہ گواہی قطعاً قرینہ حال کی بنیاد پر تھی اور علامات ظاہری سے علم حاصل کر کے گواہی دی گئی جو شرعاً قبول ہوئی اس لئے قرینہ حال اور علامات ظاہری بھی حکم شرعی کی ایک بنیاد تسلیم کئے گئے۔<sup>(۴)</sup>

قاعدہ نمبر ۲۳:

### الْإِجْتِهَادُ لَا يَنْقُضُ بِالْإِجْتِهَادِ

یعنی ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے ساقط نہیں ہوتا یعنی ٹوٹا نہیں ہے اس قاعدہ کی بنیاد صحابہ کرام کا عمل ہے کہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند مسائل کے سلسلے میں حکم صادر فرمایا جس کی مخالفت سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی مگر سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم اس سے نہ ساقط ہوا نہ کا عدم اسی طرح فدک کے بارے میں خلیفہ اول کا حکم حضرت عباس حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے اجتہاد سے نہ ٹوٹا نہ ساقط ہوا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے خلاف فیصلہ دیا اس نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتلائی آپ نے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تو تمہارے حق میں کرتا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اب کیا چیز مانع ہے کہ آپ فیصلہ دیں آپ نے فرمایا چونکہ اس معاملہ میں کوئی نص شرعی ہے نہیں لہذا رائے اور اجتہاد دونوں برابر ہیں۔ اس قاعدہ پر جو مسائل متفرع ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ سمت قبلہ کے بارے میں کسی نے اجتہاد تخری کر کے اس طرف نماز شروع کی۔ درمیان میں اس کی رائے و اجتہاد بدل گیا اس نے رخ دوسری طرف کر لیا اسی طرح اس نے اگر چار رکعتیں چار سمت کی طرف رخ کر کے پڑھیں تو نماز درست ہے اس کی قضا نہیں دوسرے اجتہاد نے پہلے اجتہاد کو کا عدم و ساقط نہیں کیا اس لئے ہر رکعت صحیح ادا ہوئی اور وہ نماز قضا نہیں کرے گا۔ اگر قاضی نے کسی فاسق کی شہادت کو اس کے فسق و فجور کی

② ..... پ ۱۲، یوسف: ۲۶۔

① ..... پ ۱۴، الحجر: ۷۵۔

③ ..... یعنی پھٹا ہوا۔

④ ..... "مجموعۃ رسائل ابن عابدین"، الرسالة نشر العرف... إلخ، الجزء الثانی، ص ۱۲۸۔

وجہ سے رد کر دیا پھر اس نے اپنے فسق سے توبہ کر کے اس شہادت کو دوبارہ دیا تو قبول نہیں کی جائے گی۔ (الاشباہ ۳ وغیرہ) (۱)

قاعدہ نمبر ۲۵:

### إِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ

یعنی حلال اور حرام جب جمع ہوں گے تو غلبہ حرام کو ہوگا اس قاعدہ کے ماتحت اگر کتے اور بکری کے اختلاط سے بکری کے بچہ ہو تو وہ حرام ہے اور سکھایا ہوا کتا جب بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر شکار پر چھوڑا گیا پھر اس کے ساتھ کلب غیر معلم (یعنی غیر تربیت یافتہ کتا) شریک ہو گیا یا وہ کتا شریک ہو گیا جس کو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر نہ چھوڑا تھا تو وہ شکار حرام ہے (اگر وہ ذبح سے قبل مر گیا) شکار پر تیر چلایا، وہ پانی میں گرا، یا چھت پر گرا پھر چھت سے زمین پر گرا تو وہ شکار حرام ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ پانی کی وجہ سے یا زمین پر گرنے کی وجہ سے مرا ہو۔ ایسے ہی اگر پالتو بکرا ہرنی سے ملا اور ہرنی سے بچہ ہوا تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ مسلم نے شکار پر تیر چلایا اور مجوسی یا مشرک نے مسلم کے ہاتھ کو تیر چلانے میں مدد دی تو وہ شکار حرام ہے اگر درخت کا ایک حصہ حرام میں ہے اور ایک حصہ حل میں ہے تو اس درخت کو کاٹنا جائز نہیں۔ (۲)

اسی قاعدہ میں یہ قاعدہ بھی شامل ہے: إِذَا تَعَارَضَ الْمَنَاعُ وَالْمُقْتَضَى فَإِنَّهُ يُقَدِّمُ الْمَنَاعُ

یعنی مانع اور مقتضی میں جب تعارض ہوگا تو مانع مقدم کیا جائے گا اس صورت میں حکم عدم جواز کا ہوگا لہذا اگر وقت تنگ ہے یا پانی کی مقدار کم ہے اس صورت میں سنن وضو ادا کرتا ہے تو وقت نماز ختم ہو جائے گا یا پانی پورا نہ ہوگا تو سنن ادا کرنا جائز نہیں اس قاعدے کے بھی کچھ مستثنیات ہیں۔ (۳)

قاعدہ نمبر ۲۶:

### لَا يُبَارَ فِي الْقُرْبِ "۴۸۰"

یعنی قربات و عبادات میں ایثار نہیں ہے۔ سیدنا شیخ عزالدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ چونکہ قربات و عبادات میں ایثار نہیں ہے اس لئے اگر کسی کے پاس صرف اتنا کپڑا ہے کہ جس سے اپنا مفروضہ ستر (۴) چھپا سکے اسے یہ کپڑا دوسرے کو ستر چھپانے کے لیے دینا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر نماز کا وقت آ گیا اور اس کے پاس صرف اتنا پانی ہے کہ اپنا وضو کرے اور وہ پانی کسی دوسرے کو وضو کے لئے دیدے تو یہ جائز نہیں کیونکہ ایثار ان معاملات میں ہے جن کا تعلق نفوس سے ہے نہ ان معاملات میں جن

①..... "الاشباہ والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الأولى، ص ۸۹، ۹۰، وغیرہا.

②..... "الاشباہ والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثانية، ص ۹۳-۹۵.

③..... المرجع السابق، ص ۱۰۰.

④..... یعنی جسم کا وہ حصہ جسے چھپانا فرض ہے۔

کا تعلق قربات و عبادات سے ہے۔<sup>(۱)</sup> ”شرح المہذب“ باب الجمعة میں یہ جزئیہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص صف میں جہاں بیٹھا ہے وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھایا جائے گا کہ دوسرا آدمی اس کی جگہ بیٹھے ہاں اگر وہ با اختیار خود اٹھے تو کراہت نہیں۔<sup>(۲)</sup> اگر کوئی جاں بلب بھوکا (مضطر) اپنا کھانا دوسرے مضطر کو کھلا دے تو یہ ایثار محمود ہے اور اس پر وہ ماجور ہوگا<sup>(۳)</sup> یہ اپنا ایثار فی النفس ہے اور آیت ﴿وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾<sup>(۴)</sup> کے تحت میں آتا ہے۔<sup>(۵)</sup>

قاعدہ نمبر ۲۷:

### التَّابِعُ تَابِعٌ

یعنی تابع متبوع کے حکم میں داخل ہے۔ جیسے حمل والے جانور کی بیع میں حمل اپنی ماں کے تابع ہے اس کی بیع الگ سے نہ ہوگی ایسے ہی راستے اور پانی زمین کے تابع ہیں ان کی بیع الگ سے نہ ہوگی۔<sup>(۶)</sup>

قاعدہ نمبر ۲۸:

### التَّابِعُ يَسْقُطُ بِسُقُوطِ الْمَتَّبُوعِ "۸۵"

متبوع کا حکم ساقط ہونے سے تابع کا حکم بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ جیسے جس کی نمازیں ایام جنون میں جنون کی وجہ سے ساقط ہو گئیں وہ ان نمازوں کے ساتھ کی سنتوں کی قضا بھی نہ کرے گا وہ بھی ساقط ہو جائیں گی۔ اسی طرح جس کا حج فوت ہو گیا اور اس نے عمرہ ادا کر کے احرام کھول دیا اس پر منیٰ میں رمی جمار<sup>(۷)</sup> اور شب گزارنا بھی نہیں رہا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں وقوف عرفہ کے تابع ہیں اور وہ ساقط ہو گیا اس کے برعکس دیوان خراج سے جن لوگوں کے وظائف مقرر ہیں جیسے مجاہدین، علماء کرام، طلبہ اور مفتیان عظام اور فقہاء یہ لوگ اگر وفات پا جائیں تو ان کے وظائف ان کی اولاد کے لئے مقرر کر دیئے جائیں گے۔ اسی قاعدے کے قریب قریب یہ قاعدہ بھی ہے: يَسْقُطُ الْفُرْعُ إِذَا سَقَطَ الْأَصْلُ اس پر یہ مسئلہ متفرع ہے کہ جب اصیل بری ہو جائے گا تو اس کا فیل بھی بری ہو جائے گا۔<sup>(۸)</sup>

①..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثالثة، ص ۱۰۱.

②..... "المجموع شرح المہذب"، كتاب الجمعة، باب هيئة الجمعة، ج ۴، ص ۵۴۵.

③..... یعنی اس پر اسے اجر ملے گا۔

④..... پ ۲۸، الحشر: ۹.

⑤..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثالثة، ص ۱۰۱.

⑥..... المرجع السابق، القاعدة الرابعة، ص ۱۰۲.

⑦..... یعنی شیطان کو نکلیاں مارنا۔

⑧..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الرابعة، ص ۱۰۳.

قاعدہ نمبر ۲۹:

## التَّابِعُ لَا يَتَقَدَّمُ عَلَى الْمَتَّبُوعِ "۸۶"

یعنی تابع اپنے متبوع پر مقدم نہ ہوگا لہذا نماز کی تکبیر افتتاح میں مقتدی امام سے پہلے تکبیر تحریر نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح ارکان نماز کی ادائیگی میں امام پر تقدیم نہیں کر سکتا، لہذا مقتدی کو چاہیے کہ وہ امام کے ساتھ نماز ادا کرنے میں امام سے پہلے رکوع و سجود میں نہ جائے نہ امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھائے۔<sup>(۱)</sup> فتاویٰ قاضی خان میں اس کی تفریحات موجود ہیں۔<sup>(۲)</sup>

قاعدہ نمبر ۳۰:

## تَصَرَّفُ الْإِمَامِ عَلَى الرَّعِيَّةِ مَنْوُطٌ بِالْمَصْلِحَةِ "۸۷"

یعنی غیر منصوص امور میں امام کا تصرف رعایا پر مصلحت پر موقوف ہے یہ قاعدہ فقہ کی متعدد کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی کتاب "الخراج" میں اس کا متعدد مقامات پر ذکر فرمایا ہے لہذا امام، سلطان یا خلیفہ کے لیے صحیح نہیں ہے کہ وہ ایسے قاتل کو معاف کر دے جس کا مقتول لا وارث ہو یعنی اس کا کوئی ولی و وارث نہ ہو بلکہ اسے رعایا کی مصلحت کی خاطر یا قصاص لینا چاہیے یا دیت۔ عامۃ المسلمین کے مصالح کے پیش نظر امام زلیعی نے بیت المال کے سرمایہ کو چار شعبوں میں تقسیم فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ امام کو چاہیے کہ وہ ان چار شعبوں کے اموال کو الگ الگ رکھے تاکہ ایک دوسرے کا مال مل نہ سکے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے احکام و مسائل جدا گانہ ہیں جو اسی شعبہ کے ساتھ خاص ہیں۔<sup>(۳)</sup>

"محیط" کی کتاب الزکوٰۃ میں بیان کیا گیا ہے کہ عامۃ المسلمین کی مصلحتوں کے تقاضے کے مطابق یہ بات رائے امام پر ہے کہ وہ کسی کو امداد زیادہ دیدے اور کسی کو کم یا سب کو برابر برابر لیکن اس فرق یا تسویہ میں اس کی خواہش نفس یا اغراض فاسدہ کو دخل نہ ہونا چاہیے لیکن ہر ایک کو اتنا ہی حلال ہے جو اس کی ضروریات اور اس کے عیال و اعوان کی ضروریات کو کفایت کرے اگر بیت المال میں اہل حقوق کی ادائیگی کے بعد بھی کچھ روپیہ بچ جائے تو اس کو عامۃ المسلمین کے کام میں لائے اگر اس نے اس عمل میں کوتاہی کی تو اس کا حساب اللہ تعالیٰ لے گا۔ امام زلیعی فرماتے ہیں امام پر واجب ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور ہر مستحق کو اس کی ضرورت کے مطابق دے نہ کم نہ زیادہ اگر وہ اس میں کوتاہی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے حساب لے گا۔<sup>(۴)</sup>

①..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الرابعة، ص ۱۰۳.

②..... "الفتاوى الحنافية"، كتاب الصلوة، باب افتتاح الصلوة، ج ۱، ص ۴۲.

③..... "تبيين الحقائق"، كتاب السير، باب العشر والخراج والحزبية، ج ۴، ص ۱۷۱.

و "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الخامسة، ص ۱۰۵.

④..... "تبيين الحقائق"، كتاب السير، باب العشر والخراج والحزبية، ج ۴، ص ۱۷۱.



حضرت سعید بن منصور نے حضرت یقارضی اللہ تعالیٰ عنہ<sup>(۱)</sup> سے روایت بیان کی وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں خود کو اللہ کے مال کا (یعنی بیت المال و اموال غنائم و اموال عشر و خراج و زکوٰۃ وغیرہا کا) ایسا ہی ذمہ دار سمجھتا ہوں جیسے کوئی یتیم کا والی اس کے مال کا ذمہ دار ہوتا ہے (جب تنگدست ہوتا ہوں تو اس سے بقدر کفایت لے لیتا ہوں اور جب خوشحال ہوتا ہوں)<sup>(۲)</sup> تو اسے بیت المال کو واپس کر دیتا ہوں اور جب غنی ہوتا ہوں تو اس سے بچتا ہوں۔<sup>(۳)</sup> اسی قاعدہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول و عمل کے مطابق یہ مسئلہ ہے کہ اگر امام یا سلطان یا خلیفہ یا اولی الامر امور عامۃ المسلمین کے پیش نظر کوئی حکم دے تو وہ اسی وقت نافذ ہوگا جب وہ شرعاً مصلحت عامہ کے مطابق ہو ورنہ نہیں۔<sup>(۴)</sup>

”فتاویٰ قاضی خان“ کتاب الوقف میں یہ جز یہ مذکور ہے کہ اگر بادشاہ نے مسلمانوں کو یہ اجازت دی کہ مقبوضہ شہر کی کسی اراضی پر دوکانیں بنا کر مسجد پر وقف کر دیں یا مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی مسجد میں برابر کی زمین لے کر توسیع کر لیں تو اگر یہ شہر جنگ سے فتح کیا گیا تھا اور مسجد کی یہ توسیع یا دوکانوں کی تعمیر گزرنے والوں اور راستہ چلنے والوں کے لئے تکلیف دہ ثابت نہ ہوگی، اس صورت میں بادشاہ کا حکم نافذ ہو جائے گا اور اگر یہ شہر بذریعہ جنگ نہیں بلکہ بذریعہ صلح قبضہ میں آیا تھا تو وہ اراضی علیٰ حالہ اپنے مالک کی ملکیت میں باقی رہے گی اور بادشاہ کا حکم نافذ نہ ہوگا۔<sup>(۵)</sup> اسی طرح قاضی کا تصرف اموال یتامی اور ترکات اور اوقاف میں مصلحت سے مقید ہے یعنی اگر اس میں مصلحت شرعیہ ہے اور شریعت اسے جائز کرتی ہے تو قاضی کا تصرف نافذ ہوگا ورنہ نہیں۔ ”ذخیرہ“ و ”ولواجیہ“ میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر قاضی بغیر شرط واقف کسی مسجد میں فراش<sup>(۶)</sup> مقرر کر دے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں اور نہ فراش کو وہ تنخواہ کھانی حلال ہے جو اسے اس وقف سے ملی ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بلا شرط واقف وقف میں سے وظائف دینا بطریق اولیٰ ناجائز ہے حالانکہ مسجد کو فراش کی ضرورت ہے پھر بھی بغیر شرط واقف اس میں فراش مقرر نہیں کیا جاسکتا پھر اس میں سے وظائف کیسے مقرر کئے جاسکتے ہیں۔<sup>(۷)</sup> (الاشباہ ۸۹)

۱..... کتب حدیث و تراجم اعلام کی مراجعت کے بعد یہ ہی ثابت ہوا کہ مذکورہ حدیث کے راوی ”براء“ نہیں بلکہ ”یرفا“ ہیں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں، اس کی وضاحت خود ”سنن سعید بن منصور“ میں اسی مقام پر موجود ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

۲..... بہار شریعت میں اس مقام پر کچھ عبارت لکھنے سے رہ گئی تھی جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، لہذا بریکٹ میں ہم نے ”سنن سعید بن منصور“ سے اصل حدیث کو دیکھ کر مذکورہ عبارت کا اضافہ کر دیا۔... علمہ

۳..... ”سنن سعید بن منصور“، تفسیر سورة المائدة، الحدیث: ۷۸۸، ج ۴، ص ۱۵۳۸.

۴..... ”الاشباہ و النظائر“، الفن الأول فی القواعد الکلیة، النوع الثانی، القاعدة الخامسة، ص ۱۰۶.

۵..... ”الفتاویٰ الخانیة“، کتاب الوقف، باب الرجل يجعل دائرة... إلخ، ج ۲، ص ۲۹۸.

۶..... خادم مسجد یعنی مسجد میں صفائی، ستھرائی کی خدمت کرنے والا۔

۷..... ”الاشباہ و النظائر“، الفن الأول فی القواعد الکلیة، النوع الثانی، القاعدة الخامسة، ص ۱۰۷، ۱۰۴.

## الْحُدُودُ تُذَرُّ بِالشُّبُهَاتِ "۹۰"

یعنی حدود و شک و شبہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ یہ حدیث ہے جس کو علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے (۱) اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی "ادْفَعُوا الْحُدُودَ مَا اسْتَطَعْتُمْ" (۲) جہاں تک ممکن ہو حدود کو دور کرو، امام ترمذی و حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث بیان کی "ادْرُوا الْحُدُودَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنْ وَجَدْتُمْ لِمُسْلِمٍ مَخْرَجًا فَخَلُّوا سَبِيلَهُ" (۳) مسلمانوں سے حدود کو دور کرو جہاں تک ممکن ہو اور اگر تم کسی مسلمان کے لئے اس سے نکلنے کا راستہ پاؤ تو اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ امام اگر معاف کر دینے میں خطا کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا دینے میں غلطی کر جائے۔" صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں: فقہائے امصار و بلاد کا اس پر اجماع ہے کہ حدود و شبہات سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ شبہ وہ ہے جو ثابت تو نہ ہو لیکن ثابت کے مشابہ ہو، علمائے احناف نے شبہ کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) شُبُهَةٌ فِي الْفِعْلِ اس کو شُبُهَةٌ الْاِسْتِثْبَاهِ بھی کہتے ہیں۔ (۲) شُبُهَةٌ فِي الْمَحَلِّ (۳) شُبُهَةٌ فِي الْعَقْدِ پہلی قسم شُبُهَةٌ الْاِسْتِثْبَاهِ کی صورت یہ ہے کہ جیسے کسی پر اس شے کی حلت و حرمت مشتبہ ہو جائے جیسے وہ یہ بدگمانی کرے اس کی بیوی کی لونڈی سے مجامعت و وطی کرنا حلال ہے یا اپنے باپ یا دادا کی باندی سے وطی کرنا اس کے لیے جائز ہے یا یہ گمان کرے کہ اسے اپنی مطلقہ ثلثہ سے دورانِ عدت وطی کرنا جائز ہے۔ ان صورتوں میں اگر اس نے وطی کر لی تو اس پر حد قائم نہ ہوگی لیکن اگر اس نے یہ کہا کہ مجھے اس کا علم تھا کہ یہ حرام ہیں تو اس پر حد قائم کر دی جائے گی۔

دوسری قسم شُبُهَةٌ فِي الْمَحَلِّ کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی باندی، طلاق بالکنایہ سے مطلقہ، فروخت کردہ باندی جس کو ابھی خریدار کے قبضہ میں نہیں دیا ہے اور وہ باندی جو اپنی بیوی کے مہر میں دی لیکن ابھی اس کو بیوی کے قبضہ میں نہیں دیا ہے وغیرہ ان تمام صورتوں میں اگر وہ ان کے ساتھ وطی کرے گا تو اس پر حد قائم نہ ہوگی اگرچہ وہ یہ اقرار کرے کہ میں ان کے حرام ہونے کو جانتا تھا۔ تیسری قسم شُبُهَةٌ فِي الْعَقْدِ کی صورتیں یہ ہیں کہ کسی ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے نکاح کرنا حرام تھا بعد عقد نکاح اس سے وطی کی اگر وہ یہ کہے کہ مجھے اس کے حرام ہونے کا علم تھا تو فتویٰ اس پر ہے کہ اس پر حد قائم کی جائے گی اور اگر اسے علم نہ تھا حد

①..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة السادسة، ص ۱۰۸.

②..... "سنن ابن ماجه"، كتاب الحدود، باب السر على المؤمن... إلخ، الحديث: ۲۵۴۵، ج ۳، ص ۲۱۹.

و"الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة السادسة، ص ۱۰۸.

③..... "سنن الترمذی"، كتاب الحدود، باب ما جاء في ذرء الحدود، الحديث: ۱۴۲۹، ج ۳، ص ۱۱۵.

و"المستدرک" للحاکم، كتاب الحدود، باب ان وجدتم لمسلم... إلخ، الحديث: ۸۲۲۴، ج ۵، ص ۵۴۹.

قائم نہ ہوگی۔ ایسے ہی اس عورت سے وطی کرنا جس کے ساتھ نکاح صحیح ہونے میں اختلاف ہے۔ اسی طرح شراب کو دوا کے طور پر پیا (بشرطیکہ معالج نے ضروری قرار دیا ہو) ان تمام صورتوں میں حد قائم نہ کی جائے گی۔ چونکہ حدودِ شبہ سے ساقط ہو جاتی ہیں اسی لئے حدودِ عورتوں کی شہادت سے ثابت نہیں ہوتیں نہ کتابُ القاضی الی القاضی سے اور نہ شہادت علی الشہادت سے نہ حالتِ نشہ میں حدودِ خالصہ کے اقرار سے کہ ان تمام صورتوں میں شبہات ہیں ان کے علاوہ شبہات کی اور صورتیں بھی ہیں۔<sup>(۱)</sup>

قاعدہ:

حدود میں مُتَرَجِّمٌ<sup>(۲)</sup> کا قول قبول کر لیا جائے گا جس طرح دیگر معاملات میں مترجم کا قول قابلِ قبول ہے اور قصاص بھی شبہ سے ساقط ہو جاتا ہے جس طرح کہ حدودِ شبہات سے ساقط ہو جاتے ہیں اور قصاص بھی انہیں چیزوں سے ثابت ہوتا ہے جن سے حدود ثابت ہوتے ہیں برخلاف تعزیر کے کہ وہ شبہ کی موجودگی میں بھی ثابت ہو جاتی ہے، اس میں قسم بھی لی جاتی ہے جب کہ حدودِ قصاص میں قسم نہیں لی جاتی، تعزیر میں انکارِ جرم کے باوجود فیصلہ دیا جاتا ہے۔<sup>(۳)</sup>

قاعدہ نمبر ۳۲:

### الْحُرُّ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْيَدِ

یعنی آزاد مرد و عورت پر کوئی قبضہ نہیں ہو سکتا لہذا اگر کوئی شخص کسی آزاد مرد و عورت یا بچہ کو غصب کر کے لے گیا اور پھر وہ اس کے قبضہ میں اچانک قدرتی موت مر گیا تو غاصب اس کی جان کا ضمان دینے کا ذمہ دار نہ ہوگا۔<sup>(۴)</sup> اس کے برخلاف اگر وہ ان کو غصب کر کے ہلاکت کی جگہ لے گیا جہاں خونخوار درندے یا زہریلے سانپ رہتے ہوں یا وہاں بالعموم بجلیاں گرتی ہوں یا وہاں مہلک بیماریاں پھیلی ہوں اور وہاں ہلاک ہو گئے تو اس صورت میں غاصب کے عاقلہ پر (ورثاء پر) ان کی دیت واجب ہوگی لیکن یہ ضمان اتلافِ جان ہے، ضمانِ غصب نہیں۔ اس قاعدہ سے زوجہ خارج ہے۔<sup>(۵)</sup>

قاعدہ نمبر ۳۳:

### إِذَا اجْتَمَعَ أَمْرَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ وَلَمْ يَخْتَلِفْ مَقْصُودُهُمَا دَخَلَ أَحَدُهُمَا فِي الْأُخْرَى.

①..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة السادسة، ص ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۰۸.

و "الفتح القدير"، كتاب الحدود، باب الوطء الذي يوجب الحد... إلخ، ج ۵، ص ۳۲، ۳۳.

②..... یعنی ترجمان۔

③..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة السادسة، ص ۱۰۸ - ۱۱۱.

④..... بہارِ شریعت میں اس مقام پر "ضمان دینے کا ذمہ دار ہوگا" لکھا ہوا تھا، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتاب میں عبارت اس

طرح ہے "ضمان دینے کا ذمہ دار نہ ہوگا"، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

⑤..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة السابعة، ص ۱۱۱.

یعنی جب دو چیزیں ایک ہی جنس کی جمع ہو جائیں اور ان کا مقصد بھی مختلف نہ ہو تو وہ ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں جیسے حدث و جنابت جب ایک ہی شخص میں جمع ہوں یا جنابت اور حیض ایک ہی عورت میں جمع ہوں تو ان پر ایک ہی غسل فرض ہوگا اور ایک ہی غسل دونوں کے لیے کافی ہے اور جیسے اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز فرض و سنت ادا کی تو یہی نماز تَجِيَةُ الْمَسْجِدِ کے لئے بھی کافی ہے یا جیسے کسی سے ایک ہی نماز میں دو واجب یا ایک واجب کئی بار سہوا ترک ہوا تو اس کے لئے ایک ہی بار سجدہ سہو کر لینا کافی ہے۔<sup>(۱)</sup>

قاعدہ نمبر ۳۳:

إِعْمَالُ الْكَلَامِ أَوْلَىٰ مِنْ إِهْمَالِهِ مَتَىٰ أُمِّكْنَ فَإِنْ لَمْ يُمَكِّنْ أَهْمَلْ "۹۶"

یعنی جہاں تک ممکن ہو کلام کو با معنی بنایا جائے مہمل قرار نہ دیا جائے ہاں اگر اسے با معنی بنانا ممکن نہ ہو تو پھر اسے مہمل قرار دیا جائے۔ اسی بنیاد پر ہمارے علمائے اصول اس امر پر متفق ہیں کہ کسی کلام کو اگر اس کی حقیقت پر محمول کرنا محذور ہو<sup>(۲)</sup> تو وہ مجاز پر محمول کیا جائے گا اسے مہمل قرار نہ دیا جائے گا اگر وہ حقیقت اور مجاز میں سے کسی پر بھی محمول نہ کیا جاسکے تو اسے مہمل قرار دیا جائے گا یا اگر یہ صورت ہے کہ کوئی لفظ ایسا ہو جو حقیقت اور مجاز میں مشترک ہو اور وجہ ترجیح موجود نہ ہو تب بھی وہ مہمل قرار دیا جائے گا۔ اس قاعدہ کے مطابق اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ میں اس درخت سے کچھ نہیں کھاؤں گا پھر اس نے اس کا پھل کھایا یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے کوئی کھانے کی چیز خرید کر کھائی تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ واجب ہوگا یا اس نے یہ قسم کھائی کہ میں یہ آٹا نہیں کھاؤں گا پھر اس نے اس آٹے سے کچی ہوئی روٹی کھائی تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ واجب ہوگا کیونکہ ان دونوں صورتوں میں کلام کو حقیقت پر محمول کرنا محذور ہے لہذا مجازی معنی لیے گئے اور اگر اس نے اپنی بیوی سے جس کا باپ معلوم و معروف ہے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے تو وہ عورت اس پر حرام نہ ہوگی کیونکہ یہاں حقیقت و مجاز دونوں محذور ہیں لہذا یہ کلام مہمل قرار دیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے اپنی دو بیویوں میں سے ایک سے کہا تجھے چار طلاقیں ہیں اس نے کہا مجھے تو تین ہی کافی ہیں اس پر شوہر نے کہا<sup>(۳)</sup> تین طلاقیں تیرے لئے اور باقی تیری ساتھی پر اس صورت میں پہلی پر طلاقیں ہو جائیں گی اور دوسری پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں کلام کو عمل میں لانا ممکن نہیں لہذا مہمل قرار دیا جائے گا کیونکہ شریعت نے صرف تین طلاقیں مقرر فرمائی ہیں اور زیادہ کو باطل کیا ہے لہذا چوتھی طلاق واقع کرنا ممکن نہیں اس لئے باقی تیری ساتھی پر اس کا یہ کلام مہمل قرار دیا جائے گا اور دوسری بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی<sup>(۴)</sup> اسی قاعدہ میں یہ قاعدہ شامل ہے "الْتَّاسِيسُ خَيْرٌ مِنَ التَّكْيِيدِ" تاکید کے مقابلے میں تائیس بہتر ہے یعنی کسی کلام کو تاکید قرار دینے

①..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثامنة، ص ۱۱۲.

②..... یعنی مشکل ہو۔

③..... بہار شریعت میں اس مقام پر (تجھے چار طلاقیں ہیں، اس نے کہا مجھے تو تین ہی کافی ہیں اس پر شوہر نے کہا)، لکھنے سے رہ گیا تھا جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، لہذا بریکٹ میں اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمہ

④..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة التاسعة، ص ۱۱۴.

کے مقابلے میں اصل بنیاد اور بناء کلام قرار دینا مختار ہے لہذا اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا تجھے طلاق طلاق تو اسے تین طلاقیں واقع ہوں گی اگر شوہر یہ کہے کہ میں نے تاکید مراد لی تھی تو دیا بیۃ اس کی تصدیق کر دی جائے گی لیکن قضاء نہیں۔<sup>(۱)</sup>

قاعدہ نمبر ۳۵:

### الْخَرَاَجُ بِالضَّمَانِ

یعنی منافع ضامن ہونے کے عوض ہیں یعنی کسی شے سے نفع حاصل کر لینے کا کوئی معاوضہ دینا نہ ہوگا لیکن نفع حاصل کرنے والا اس شے کے ہلاک ہو جانے کی صورت میں اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ ”الْخَرَاَجُ بِالضَّمَانِ“ حدیث صحیح ہے جس کو امام احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ و ابن حبان رضی اللہ عنہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے بعض راویوں نے اس کا سبب بھی بیان فرمایا ہے واقعہ یہ تھا کہ ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے ایک غلام خریدا کچھ دنوں وہ ان کے پاس رہا پھر انھیں اس غلام میں کوئی نقص اور عیب معلوم ہوا انہوں نے معاملہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا، خیار عیب کی وجہ سے آپ نے اس غلام کو واپس کر دیا۔ بائع نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس مشتری (خریدار) نے میرے غلام سے منافع حاصل کئے ہیں۔“ (مطلب یہ تھا کہ ان منافع کا معاوضہ مجھے دلایا جائے) آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ”الْخَرَاَجُ بِالضَّمَانِ“ یعنی منافع ضمان کے عوض میں ہیں۔<sup>(۲)</sup>

حضرت ابو عبیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا اس حدیث میں الْخَرَاَجُ کا مطلب غلام کے منافع ہیں کہ خریدار نے غلام خریدا اور اسے اپنے کام میں استعمال کیا اور ایک مدت کے بعد اس کے عیب پر پر مطلع ہوا جو کہ بائع نے اسے نہیں بتلایا تھا تو وہ اسے بائع کو واپس کر دے گا اور اس کی پوری قیمت واپس لے لے گا اور اس کے منافع سے فیضیاب ہوگا کیونکہ غلام اس کی ذمہ داری اور ضمان میں تھا کہ اگر وہ اس مدت میں ہلاک ہو جاتا تو یہ اس مشتری کا مال ہلاک ہوتا بائع پر کوئی ضمان و ذمہ داری نہ ہوتی۔ کتاب ”الفاقی“ میں الخراج کی تشریح میں بتایا کہ کسی چیز سے جو بھی فائدہ پہنچے وہ اس کا خراج ہے۔ درخت کا خراج اس کا پھل ہے اور جانوروں کا خراج ان کا دودھ اور ان کی نسل ہے۔ علامہ فخر الاسلام فرماتے ہیں یہ حدیث پاک جو امع الکلم میں سے ہے لہذا اس کی روایت بالمعنی جائز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث کثیر المعنی ہے اس لئے اس کو ایک معنی میں متعین نہیں کر سکتے اور روایت بالمعنی میں ایک معنی کے ساتھ خاص اور متعین ہو جائے گی۔<sup>(۳)</sup>

①..... ”الاشباه والنظائر“، الفن الأول فی القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة التاسعة، ص ۱۲۶.

②..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب التجارات، باب الخراج بالضمان، الحدیث: ۲۲۴۳، ج ۳، ص ۵۷.

③..... ”أصول البزدوی“، باب شرط نقل المتن، ص ۱۹۱.

و ”الاشباه والنظائر“، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة العاشرة، ص ۱۲۷.

قاعدہ نمبر ۳۶:

## السؤالُ مُعَادٌ فِي الْجَوَابِ

یعنی سوال کے جواب میں سوال کا اعادہ ہوتا ہے۔ علامہ بزازی اپنے ”فتاویٰ بزازیہ“ میں مسائل و کالت کے آخر میں بیان فرماتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ زید کی بیوی مطلقہ ہے اگر وہ اس گھر میں داخل ہو یا (۱) اس پر بیت اللہ جانا ہے۔ زید نے یہ سن کر کہا ہاں تو زید ان دونوں باتوں کا حالف قرار دیا جائے گا کیونکہ یہ جواب اس مضمون کے اعادہ کو متضمن ہے جس کا سوال میں ذکر ہے ایسے ہی بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں طلاق والی ہوں (مطلقہ ہوں) شوہر نے کہا ہاں، تو بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ (۲) ”قنیہ“ میں ہے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرا تجھ پر اتنا قرضہ ہے وہ مجھے ادا کر دوسرے نے مذاق و استہزاء میں کہا ہاں بہت خوب تو یہ اس کا اقرار ہے، یہ قرضہ اس سے لے لیا جائے گا۔ (۳)

قاعدہ نمبر ۳۷:

## لَا يُنْسَبُ إِلَى سَاكِبِ قَوْلٍ

اس قاعدہ کی توضیحی مثالیں یہ ہیں کہ اگر مالک نے دیکھا کہ کوئی اجنبی اس کا مال فروخت کر رہا ہے اور وہ دیکھ کر خاموش رہا اسے منع نہیں کیا تو اس کے سکوت سے وہ اس کا وکیل بالمیع (۴) نہیں بنے گا۔ ایسے میں قاضی نے اپنے زیر ولایت نابالغ بچے یا معتوہ بے عقل یا کم عقل کو دیکھا کہ وہ خرید و فروخت کر رہا ہے اور یہ دیکھ کر قاضی نے سکوت اختیار کیا (۵) تو قاضی کا یہ سکوت ان کے حق میں اذن فی التجارۃ نہیں ہوگا۔ (۶) ایسے ہی اگر کسی نے دیکھا کہ کوئی شخص اس کا مال تلف اور ضائع کر رہا ہے اور وہ خاموش رہا تو اس کی یہ خاموشی مال کے تلف کرنے کی اجازت نہیں قرار دی جائے گی۔ اگر عورت نے بغیر اجازت ولی غیر کفو سے نکاح کر لیا تو ولی کا سکوت اس کی رضا نہیں تسلیم کیا جائے گا اگرچہ لمبی مدت گزر جائے عنین (نامرد) کی عورت کا سکوت اس کی رضائے مانا جائے گا خواہ وہ اس عنین کے ساتھ برسوں گزار دے۔ (۷) (جامع الفصولین)

علامہ ابن نجیم حنفی مصری صاحب الاشبہ والنظائر نے اس قاعدہ کے کچھ مستثنیات فرمائے ہیں جن کو ”جامع الفصولین“

- ①..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”اگر وہ اس گھر میں داخل ہو تو“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتاب میں عبارت اس طرح ہے ”اگر وہ اس گھر میں داخل ہو یا“، اسی وجہ سے ہم نے متن میں سے ”تو“ کی جگہ ”یا“ کر دیا ہے۔... علمہ
- ②..... ”الفتاویٰ البزازیہ“ علی ہامش الہندیہ، کتاب الوکالۃ، الفصل السابع فی الطلاق والعناق، ج ۵، ص ۴۹۰.
- ③..... ”القنیہ“، کتاب الاقرار، باب الجواب الذی یکون اقراراً، ص ۴۳۹.
- ④..... ”الاشبہ والنظائر“، الفن الاول: القواعد الکلیۃ، النوع الثانی، القاعدة الحادیۃ عشرۃ، ص ۱۲۸، ۱۲۹.
- ⑤..... یعنی بیچنے کا وکیل۔
- ⑥..... یعنی تجارت کی اجازت نہیں سمجھا جائے گا۔
- ⑦..... ”الاشبہ والنظائر“، الفن الاول: القواعد الکلیۃ، النوع الثانی، القاعدة الثانیۃ عشرۃ، ص ۱۲۹.
- ⑧..... ”جامع الفصولین“، الفصل الرابع والثلاثون فی الأحکامات: الجزء الثانی، ص ۱۴۰.

سے نقل کیا ہے ان کی تعداد میں ہے پھر مزید سات کا اضافہ فرمایا دو ”تقیہ“ سے نقل فرمائے اور پانچ اپنی طرف سے کل ۳۷ سینتیس مستثنیات فرمائے ہیں۔<sup>(۱)</sup> لیکن ان میں اکثر ایک دوسرے قاعدہ کے اندر آ جاتے ہیں اور وہ قاعدہ ہے۔

قاعدہ نمبر ۳۸:

### السُّكُوتُ فِي مَعْرِضِ الْبَيَانِ بَيَانٌ

یعنی مقام اظہار و بیان میں سکوت اختیار کرنا اظہار و بیان ہی مانا جائے گا جیسے نکاح سے قبل ولی<sup>(۲)</sup> نے باکرہ (کنواری) سے اس کے نکاح کی اجازت طلب کی اور وہ ساکت رہی تو یہ اس کا نطق<sup>(۳)</sup> و بیان مانا جائے گا اور اس کی اجازت شمار ہوگی ایسے ہی غیر باپ نے کسی نابالغہ باکرہ کا نکاح کر دیا اور وہ بوقت بلوغ خاموش رہی تو اس کی یہ خاموشی اس کی اجازت شمار ہوگی۔ کسی عورت نے قسم کھائی کہ وہ نکاح نہیں کرے گی پھر اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا اور وہ خاموش رہی تو وہ حائث ہو جائے گی۔ (یعنی اس کی قسم ٹوٹ جائے گی) حق شفعہ رکھنے والے کو جائیداد غیر منقولہ کی بیع کا علم ہوا اور وہ ساکت رہا تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا اس کا یہ سکوت اس کی رضا مانا جائے گا۔ باکرہ (کنواری) لڑکی کو خبر دی گئی کہ تمہارے ولی نے تمہارا نکاح کر دیا ہے یہ سن کر اس نے سکوت اختیار کیا تو یہ اس کی رضا ہے ماں نے اپنی بیٹی کا جہیز باپ کے مال و متاع سے دیا اور باپ نے سکوت اختیار کیا تو یہ اس کی رضا ہے اب اسے واپس لینے کا اختیار نہیں وغیرہ۔ ۱۱۳<sup>(۴)</sup>

درحقیقت ان دونوں قاعدوں کی صورتوں میں امتیاز کرنا مفتی و فقیہ کے لئے کثرت مطالعہ اور دقت نظر کا طالب ہے۔ لہذا مفتی کے لئے لازم ہے کہ وہ خوب غور و فکر اور کتب فقہیہ کا عمیق مطالعہ کر کے ایسے مسائل کا جواب تحریر کرے جس طرح عرف پر موقوف مسائل کا جواب بھی دقت نظر، مفتی کی ذہانت اور عرف زمانہ سے واقفیت کا طالب ہے۔

قاعدہ نمبر ۳۹:

### الْفَرَضُ أَفْضَلُ مِنَ النَّفْلِ إِلَّا فِي مَسَائِلِ

یعنی فرض و واجب نفل سے افضل ہے اس کی صد ہا مثالیں ہیں جو اظہار من الشمس ہیں لیکن اس میں کچھ مستثنیٰ مسائل بھی ہیں جیسے نادار و تنگ دست مقروض کو اس کے قرض سے بری کر دینا یا اس کو مہلت دینے سے افضل ہے جب کہ بری کر دینا مستحب

①..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثانية عشرة، ص ۱۲۹-۱۳۱.

و "جامع الفصولين"، الفصل الرابع والثلاثون في الأحكامات، الجزء الثاني، ص ۱۳۸.

②..... یہاں ولی سے مراد ولی اقرب ہے، تفصیل کے لیے بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۷، ص ۵۰ ملاحظہ فرمائیے۔... علمیہ

③..... یعنی بولنا۔

④..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثانية عشرة، ص ۱۲۹، ۱۳۱، وغیرہا.

ہے اور مہلت دینا واجب ہے۔ ایسے ہی سلام میں پہل کرنا سنت ہے مگر یہ افضل ہے سلام کا جواب دینے سے جو کہ واجب ہے، اسی طرح وقت سے پہلے وضو کرنا مستحب و مندوب ہے مگر یہ افضل ہے اس وضو کرنے سے جو نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد نماز ادا کرنے کے لئے کیا جائے حالانکہ یہ وضو فرض ہے۔<sup>(۱)</sup>

قاعدہ نمبر ۴۰:

### مَا حَرَّمَ أَخْذَهُ حَرَمَ إِعْطَاؤُهُ

یعنی جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ جیسے سود، زنا کی اجرت، کاہن اور نجومی کی فیس، رشوت اور گانے والے کی اجرت وغیرہا کہ ان میں سے ہر ایک کا لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی حرام ہے لیکن قیدی کو قید سے چھڑانے کے لیے یا اپنی عزت و آبرو بچانے کے لیے یا کسی کو اپنی بچو سے روکنے کے لیے رشوت دینا جب کہ اس کے بغیر کام نہ چلے، دینے والے پر گناہ نہیں۔<sup>(۲)</sup> لیکن لینے والے کے لیے بہر حال حرام و گناہ ہے۔<sup>(۳)</sup> کہ یہ صورتیں الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْذُورَاتِ کے ماتحت آتی ہیں، اسی قاعدہ کے قریب یہ قاعدہ بھی ہے، یعنی قاعدہ نمبر ۴۱۔

قاعدہ نمبر ۴۱:

### مَا حَرَّمَ فِعْلُهُ حَرَمَ طَلْبُهُ

جس چیز کا کرنا حرام ہے اس کی طلب بھی حرام ہے۔ ذمی کو جزیہ دینا حرام ہے مگر اس سے طلب کرنا جائز ہے یہ مسئلہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔<sup>(۴)</sup>

قاعدہ نمبر ۴۲:

### مَنْ اسْتَعْجَلَ الشَّيْءَ قَبْلَ اَوَانِهِ غَوِقَبَ بِحَرْمَانِهِ

یعنی جو شخص کسی شے کو وقت سے پہلے حاصل کرنے میں جلدی کرے تو سزاوار ہے اس شے سے محروم کر دیا جائے گا جیسے اگر کوئی وارث اپنے مورث کو قتل کر دے تاکہ جلد ہی اسے وراثت مل جائے تو قاتل وارث، مقتول مورث کی وراثت سے محروم ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شوہر اپنے مرض الموت میں اپنی بیوی کو بغیر اس کی طلب اور رضامندی کے تین طلاقیں دیدے تاکہ وہ

①..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثالثة عشرة، ص ۱۳۱.

②..... المرجع السابق، القاعدة الرابعة عشرة، ص ۱۳۲.

③..... "غمزعيون البصائر"، الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الرابعة عشرة، ج ۱، ص ۳۹۱.

④..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الرابعة عشرة، ص ۱۳۲.



وراثت سے محروم ہو جائے تو وہ عورت اس کی وراثت سے محروم نہ قرار دی جائے گی یہ شوہر اپنا مقصد حاصل کرنے میں محروم ہوگا۔<sup>(۱)</sup>  
قاعدہ نمبر ۳۳:

### الْوَلَايَةُ الْخَاصَّةُ أَقْوَى مِنَ الْوَلَايَةِ الْعَامَّةِ

یعنی ولایت خاصہ ولایت عامہ سے قوی تر ہوتی ہے جیسے قاضی کو کسی یتیم لڑکی یا لڑکے کے نکاح و تزویج<sup>(۲)</sup> کا حق نہیں اگر اس کا ولی ہے خواہ وہ ولی عصبات میں سے ہو یا ذوی الارحام میں سے کیونکہ ولی کو ولایت خاصہ حاصل ہے اور قاضی کو ولایت عامہ، ولی خاص کو قصاص لینے صلح کرنے اور قاتل کو بلا معاوضہ معاف کرنے کا حق ہے، امام کو معاف کرنے کا حق نہیں۔

قاعدہ:

ولی خاص تین قسم کے ہیں:

(۱) مال اور نکاح میں ولی، یہ صرف باپ دادا ہی ہو سکتے ہیں یہ ان کا ذاتی وصف ہے یہ اگر خود کو ولایت سے معزول بھی کرنا چاہیں تو یہ معزول نہ ہوں گے۔

(۲) فقط نکاح میں ولی، یہ تمام عصبات ہو سکتے ہیں اور ماں اور ذوی الارحام نیز ولایت وکیل، اس کی ولایت کو مؤکل معزول کر سکتا ہے اور وکیل اور ذوی الارحام بھی خود کو ولایت سے معزول کر سکتے ہیں۔

(۳) فقط مال میں ولی، اور وہ وہ اجنبی ہے جو وصی بنایا گیا ہو۔ وصی کی ولایت کو وصی بنانے والا معزول کر سکتا ہے اور غیر ایماندار و بددیانت وصی کو قاضی بھی معزول کر سکتا ہے۔ لیکن وصی خود کو معزول نہیں کر سکتا۔<sup>(۳)</sup> (الاشباہ والنظائر ۱۱۵) قاضی وصی کی موجودگی میں مال یتیم میں تصرف کا حق نہیں رکھتا۔

قاعدہ نمبر ۳۴:

### لَا عِبْرَةَ بِالظَّنِّ الْبَيْنِ حَطْوُهُ

یعنی جس گمان کا غلط ہونا ظاہر ہو گیا پھر اس کا اعتبار نہیں۔ باب قضاء الفوائت میں اسی قاعدے کے ماتحت یہ جزیہ ہے اگر کسی صاحب ترتیب کی نماز عشاء قضاء ہوئی نماز فجر کے وقت اس نے گمان کیا کہ وقت فجر تنگ ہو گیا ہے اس نے فجر کی نماز ادا کر لی پھر یہ معلوم ہوا کہ وقت میں گنجائش ہے تو اس کی فجر کی نماز باطل<sup>(۴)</sup> ہو جائے گی پھر یہ دیکھے کہ وقت میں گنجائش ہے تو پہلے نماز

①..... "الاشباہ والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الخامسة عشرة، ص ۱۳۲، ۱۳۳.

②..... یعنی شادی کرانے کا۔

③..... "الاشباہ والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة السادسة عشرة، ص ۱۳۳، ۱۳۴.

④..... یہاں لفظ باطل سے مراد نماز کا موقوف ہونا ہے ورنہ نفل نماز میں تبدیل ہو جانا، تفصیل بہار شریعت، ج ۱، حصہ چہارم، ص ۶۰۶، مطبوعہ

مکتبۃ المدینہ پر ملاحظہ فرمائیے۔... علمیہ

عشاء ادا کرے کیونکہ یہ صاحب ترتیب ہے پھر فجر کی نماز پڑھے اور اگر وقت میں گنجائش نہ رہی ہو تو فقط فجر کی نماز کا اعادہ کرے۔<sup>(۱)</sup> (شرح الزیلعی) اسی قاعدہ کے ماتحت دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے پانی کو نجس گمان کیا اور اس سے وضو کر لیا پھر معلوم ہوا کہ وہ پانی پاک تھا تو اس کا وضو جائز ہے۔<sup>(۲)</sup> (خلاصہ) اسی طرح اگر صاحب نصاب زکوٰۃ نے مال زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ دیئے جانے والے کو غیر مصرف زکوٰۃ<sup>(۳)</sup> گمان کیا اور اس کو زکوٰۃ دے دی پھر معلوم ہوا کہ وہ مصرف ہے<sup>(۴)</sup> تو جائز ہے بالاتفاق زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اس کے برعکس اگر اس نے کسی کو مصرف زکوٰۃ گمان کیا پھر معلوم ہوا کہ وہ غنی ہے یا خود اس کا بیٹا ہے تو طرفین کے نزدیک ادا ہوگئی، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ادا نہ ہوئی۔ اگر اس نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور گمان یہ کیا کہ یہ کپڑا نجس ہے پھر معلوم ہوا کہ کپڑا پاک ہے تو نماز کا اعادہ کرے۔ اگر اس نے نماز پڑھی اور خود کو محدث<sup>(۵)</sup> گمان کیا پھر معلوم ہوا کہ وہ با وضو ہے تو نماز جائز نہ ہوئی۔ ایسے ہی اگر کسی نے فرض نماز پڑھی اور اس کا گمان یہ ہے کہ ابھی وقت نہیں ہوا پھر معلوم ہوا کہ وقت ہو گیا ہے تو اس کی نماز جائز نہیں<sup>(۶)</sup> (کافی فتح القدیر) آخر کے چاروں مسائل میں مکلف کے گمان کا اعتبار کیا گیا ہے نہ کہ نفس حقیقت کا اور ان چار مسائل سے قبل کے مسائل میں اعتبار نفس الامر اور حقیقت واقعہ کا ہے<sup>(۷)</sup> اس لئے اگرچہ یہ تمام مسائل ظاہری طور پر ہم شکل سے نظر آتے ہیں لیکن ان کے حکم شرعی میں فرق ہے اور یہ وہ باریکیاں ہیں جن پر فقیہ کی نظر ڈینی چاہیے۔

قاعدہ نمبر ۴۵:

### ذِكْرُ بَعْضِ مَا لَا يَتَجَزَّأُ كَذِكْرِ كُلِّهِ

یعنی ایسی چیز جس کی تجزی نہیں ہوتی اگر اس کے بعض کا ذکر کیا جائے تو کل کا ذکر کرنا ہے جیسے کسی نے اپنی بیوی کو نصف طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی یا اس نے نصف عورت کو طلاق دی تو کل کو طلاق واقع ہوگی۔ قاتل کے ایک حصہ جسم کو معاف کیا تو کل کو معاف ہو جائے گا اسی طرح اگر بعض وارثوں نے معاف کر دیا تو کل کی جانب سے قصاص ساقط ہو جائے گا مگر اس صورت میں باقی وارثوں کا حصہ مال میں تبدیل ہو جائے گا جو قاتل کے اولیاء کو ادا کرنا ہوگا۔<sup>(۸)</sup>

①..... "تبيين الحقائق"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۴۶۰.

②..... "خلاصة الفتاوى"، كتاب الطهارة، الجزء الأول، ج ۱، ص ۵.

③..... یعنی جس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ④..... یعنی اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ ⑤..... بے وضو۔

⑥..... "فتح القدیر"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة التي تنقذها، ج ۱، ص ۲۳۶.

⑦..... "الأشباه والنظائر"، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة السابعة عشرة، ص ۱۳۴، ۱۳۵.

⑧..... المرجع السابق، النوع الثاني، القاعدة الثامنة عشرة، ص ۱۳۵.

### إِذَا اجْتَمَعَ الْمُبَاشِرُ وَالْمُتَسَبِّبُ أَضِيفَ الْحُكْمُ إِلَى الْمُبَاشِرِ

یعنی مباشر اور متسبب یعنی کسی فعل کا مرتکب اور سبب بننے والا دونوں جمع ہوں تو حکم مباشر کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ مثلاً کسی شخص نے زیادتی کرتے ہوئے ایک کنواں کھودا اور اس میں کسی دوسرے شخص نے کسی شے کو ڈال کر ضائع کر دیا تو ضمان کنواں کھودنے والے پر نہیں بلکہ کنوئیں میں ڈالنے والے پر ہے کیونکہ ڈالنے والا ہی فعل کا مرتکب ہے۔ ایسے ہی ایک شخص نے چور کو کسی کے مال کی مخبری اور راہ نمائی کی اور چور نے اسے چرایا تو سارق<sup>(۱)</sup> ضامن ہے بتلانے والے پر کچھ نہیں۔ ایسے ہی اگر کسی نے نا سمجھ بچے کو چھری دے دی یا ہتھیار دیا کہ وہ اسے تھامے رہے بچہ نے خود کو ہلاک کر لیا تو چھری یا ہتھیار دینے والے پر ضمان نہیں ہے لیکن بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ جن میں ضمان مباشر پر نہیں بلکہ متسبب پر ہے جیسے ودیعت جس کے پاس رکھی گئی ہے اس نے خود چور کو اس امانت اور ودیعت کی جگہ بتلائی اور چور نے اسے چرایا تو اس صورت میں امانت دار ضامن ہوگا۔ کسی عورت کے ولی نے کہا کہ وہ عورت آزاد ہے اس سے نکاح کر لیا اس عورت کے وکیل نے یہی کہا کہ وہ عورت آزاد ہے اس سے نکاح کر لو پھر بچہ پیدا ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ دوسرے کی باندی<sup>(۲)</sup> ہے تو مباشر، متسبب سے بچہ کی قیمت واپس لے گا۔ بچہ کو چھری دی کہ وہ اسے رکھ لے وہ چھری بچہ پر گری اور اسے زخم پہنچا تو اس کا ضمان دافع (دینے والے) یعنی متسبب پر ہوگا۔<sup>(۳)</sup> متاخرین علماء فقہ نے تغیر احوال زمانہ کے پیش نظر بہت سی صورتوں میں ضمان مباشر کی بجائے متسبب پر رکھا ہے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔<sup>(۴)</sup>

**قائدہ:** مفہوم مخالف مع اپنی اقسام کے امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک معتبر ہے (سوائے مفہوم لقب کے)<sup>(۵)</sup> اور احناف کے نزدیک کلام شارع میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ”شرح تحریر“ میں ہے: فَقَدْ نَقَلَ الشَّيْخُ جَلَالُ الدِّينِ الْحَبَّازِيُّ فِي حَاشِيَةِ الْهَدَايَةِ عَنْ شَمْسِ الْأَيْمَةِ الْكُرْدِيِّ أَنْ تَخْصِيصَ الشَّيْءِ بِالذِّكْرِ لَا يَدُلُّ عَلَى نَفْيِ الْحُكْمِ عَمَّا عَدَاهُ فِي خِطَابَاتِ الشَّارِعِ فَأَمَّا فِي مُتَّفَاهِمِ النَّاسِ وَعُورْفِهِمْ وَفِي الْمُعَامَلَاتِ وَالْعَقْلِيَّاتِ يَدُلُّ إِنَّهِيَ وَتَدَاوُلُهُ الْمُتَأَخَّرُونَ.<sup>(۶)</sup> (رسائل ابن عابدین، ج ۱ ص ۴۱)

①..... چور۔ ②..... لوٹڈی۔

③..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”ضمان دافع (دینے والے) یعنی متسبب پر نہ ہوگا“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتاب میں عبارت اس طرح ہے ”ضمان دافع (دینے والے) یعنی متسبب پر ہوگا“، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔۔۔ علمہ

④..... ”الاشباہ والنظائر“، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة التاسعة عشرة، ص ۱۳۵، ۱۳۶۔

⑤..... مفہوم مخالف کی پانچ قسمیں ہیں، مفہوم الصفة، مفہوم الشرط، مفہوم الغاية، مفہوم العدد، مفہوم اللقب، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مفہوم الملقب معتبر نہیں ہے جیسا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضاحت فرمائی ہے اسی لئے ہم نے متن میں بریکٹ لگا کر اضافہ کر دیا ہے۔۔۔ علمہ

⑥..... ”مجموعۃ رسائل ابن عابدین“، شرح عقود رسم المفتی، الجزء الاول، ص ۴۱۔

و ”التقريب والتحبير شرح التحرير“، مفہوم المخالفة، ج ۱، ص ۱۵۴۔

یعنی شیخ جلال الدین خبازی نے ”ہدایہ“ کے حاشیہ میں شمس الائمہ کردری سے نقل کیا کہ خطابات شارع میں کسی حکم میں کسی شے کو خصوصیت کے ساتھ بیان کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس حکم کی اس شے کے ماسوا سے نفی کردی گئی ہاں لوگوں کے عرف اور فہم، معاملات اور عقلیات میں کسی شے کے خصوصیت سے ذکر کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ماسوا سے اس حکم کی نفی ہے اس پر متاخرین کا عمل ہے۔

قواعد کلیہ اور اصول فقہیہ میں سے ہم نے یہ صرف چھیالیس قواعد مشتمل نمونہ از خردارے بیان کئے ہیں ورنہ ایسے قواعد کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے مشہور مالکی فقیہ امام قرانی نے اس قسم کے ۵۳۸ قواعد جمع فرمائے ہیں۔ جن کو انہوں نے اپنی کتاب ”انوار البروق فی انواع الفروق“ میں بیان فرمایا ہے۔

بہت سی احادیث اور آیات قرآنیہ ایسی ہیں جن سے اس قسم کے قواعد کلیہ اخذ کئے جاسکتے ہیں جیسے۔

(۱) اِتَّقُوا مَوَاضِعَ التُّهْمَةِ (۱) (۲) مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ (۳) الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (۳) (۴) وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى (۴) (۵) كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (۵) (۶) اللَّهُ فِي عَوْنِ عَبْدِهِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ (۶) (۷) وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا (۷) (۸) وَلَكِنَّ مِثْلَ الَّذِي عَلَيْهِنَّ (۸) (۹) مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (۹) (۱۰) كُلُّ قَرْضٍ جَرَنَفَعًا فَهُوَ رِبَا (۱۰) (۱۱) دَمُ الْمُسْلِمِ وَمَالُهُ وَعَرْضُهُ حَرَامٌ (۱۱) (۱۲) لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي

①..... ”اتحاف السادة المتقين“، کتاب عجائب القلب، بیان تفضیل مداحل... إلخ، ج ۸، ص ۵۲۴.

②..... ”المعجم الأوسط“، الحدیث: ۳۶۰۲، ج ۲، ص ۳۸۳.

③..... ”صحیح مسلم“، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب المرء مع من أحب، الحدیث: ۱۶۵- (۲۶۴۰)، ص ۱۴۲۰.

④..... پ ۶، المائدة: ۲.

⑤..... ”صحیح مسلم“، کتاب الأشربة، باب بیان أن كل مسكر حرم... إلخ، الحدیث: ۷۲- (۲۰۰۲)، ص ۱۱۰۹.

⑥..... ”صحیح مسلم“، کتاب الذکرو الدعاء... إلخ، باب فضل الاجتماع... إلخ، الحدیث: ۳۸- (۲۶۹۹)، ص ۱۴۴۸.

⑦..... پ ۲۵، الشوری: ۴۰.

⑧..... پ ۲، البقرة: ۲۲۸.

⑨..... ”سنن أبی داؤد“، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، الحدیث: ۴۰۳۱، ج ۴، ص ۶۲.

⑩..... ”کنز العمال“، کتاب الدین والمسلم، قسم الاقوال، فضل فی الواحق کتاب الدین، الحدیث: ۱۵۵۱۲، ص ۹۹.

و ”كشف الخفاء“، حرف الکاف، الحدیث: ۱۹۸۹، ج ۲، ص ۱۱۵.

⑪..... ”صحیح مسلم“، کتاب البر والصلۃ... إلخ، باب تحريم ظلم المسلم، الحدیث: ۳۲- (۲۵۶۴)، ص ۱۳۸۷.

یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی کسی کتاب میں ہمیں نہیں ملی، ”صحیح مسلم“ میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ”كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه“ ملی، لہذا اس کا حوالہ دیا گیا۔... علمہ

مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (۱) (۱۳) مَنْ سَنَّ سُنَّةَ حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا (۲) (۱۳) مَنْ سَنَّ سُنَّةَ سَيِّئَةٍ فَعَلَيْهِ  
وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا (۳) (۱۵) بَشِّرُوا وَلَا تَعْسِرُوا (۴) (۱۶) دَوَاعِي الْحَرَامِ حَرَامٌ (۵) (۱۷) خَيْرُ الْأُمُورِ  
أَوْسَطُهَا (۶) (۱۸) أَلْدَالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلُهُ (۷)

ان تمام قواعد کے ماتحت بے شمار جزئیات ہیں مفتی اور فقیہ غیر منصوص مسائل میں جن پر کوئی شرعی استدلال نہ ہونے  
پیش آنے والے مسائل میں ان اصول و قواعد کی روشنی میں حکم شرعی کی تخریج کر سکتا ہے بشرطیکہ فقہ پر اس کی نظر ہو۔ بارہویں  
صدی کے بعد سوائے علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کسی فقیہ نے ان قواعد فقہیہ اور اصول کلیہ سے مسائل کا استنباط نہیں کیا اور یہ  
بات علامہ شامی کی خصوصیات میں سے ہو کر رہ گئی۔ تیرہویں اور چودھویں صدی کے ہندوستانی علماء فقہ میں واحد شخصیت علامہ احمد  
رضاعلیہ الرحمہ کی ہے جنہوں نے مسائل کے استنباط میں بہ کثرت ان قواعد فقہیہ سے استنباط و استخراج فرمایا۔ ان کے فتاویٰ رضویہ  
میں بڑی تعداد میں ان اصول اور قواعد فقہیہ کا ذکر ملے گا یہ اس امر کا شاہد عادل ہے کہ علامہ شامی کی طرح امام احمد رضاعلیہ الرحمہ بھی  
فقہ میں مہارت کاملہ رکھتے تھے جن کی نظیر گزشتہ دو صدیوں میں نظر نہیں آتی۔

هَذَا مَا وَفَّقَنِي اللَّهُ تَعَالَى جَلَّ وَعَلَى بِفَضْلِهِ وَكَرَمِهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَعَالَى، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ  
وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِ نَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ.

مُحِبُّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهِ

الفقیہ ظہیر الدین احمد زیدی غفرلہ

۲۱ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ یوم

☆☆☆☆☆

①..... "المعجم الكبير"، هشام بن حسان على الحسن عن عمران، الحديث ۳۸۱، ج ۱۸، ص ۱۷۰.

②..... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة... إلخ، الحديث: ۶۹ (۱۰۱۷)، ص ۵۰۸.

و"الترغيب والترهيب"، كتاب الجهاد، الترغيب في الرباط... إلخ، الحديث: ۱۹۱۰، ج ۲، ص ۱۲۹.

③..... المرجع السابق.

④.....

⑤.....

⑥..... "شعب الايمان"، باب في الملابس والأواني، فصل في كراهية بس الشهرة... إلخ، الحديث: ۶۲۲۸، ج ۵، ص ۱۶۹.

و"كشف الخفاء"، حرف الخاء المعجمة، الحديث: ۱۲۴۵، ج ۱، ص ۳۴۶.

⑦..... "سنن الترمذی"، كتاب العلم، باب ماجاء الدال على الخير كفاعله، الحديث: ۲۶۷۹، ج ۴، ص ۳۰۵.

## پیش لفظ

یہ کتاب المیراث کا وہ حصہ ہے جس کے لیے فقیہ العصر علامۃ الدہر حضرت صدر الشریعہ مفتی ابوالعلاء محمد امجد علی صاحب رضوی اعظمی حنفی قادری قدس سرہ العزیز نے بہارِ شریعت کے سترھویں حصہ میں وصیت فرمائی ہے کہ ”بہارِ شریعت کا آخری حصہ تھوڑا سا باقی رہ گیا ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوگا۔ اگر توفیق الہی سعادت کرتی اور یہ بقیہ مضامین بھی تحریر میں آجاتے توفیقہ کے جمیع ابواب پر مشتمل یہ کتاب ہوتی اور کتاب مکمل ہو جاتی اور اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علماء اہل سنت میں سے کوئی صاحب اس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمادیں تو میری عین خوشی ہوگی۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ کہ حضرت مُصَنَّفِ عَلَیہِ الرَّحْمَۃُ کی وصیت کے مطابق میں نے یہ سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں یہ اہتمام بالالتزام کیا ہے کہ مسائل کے ماخذ کتب کے صفحات کے نمبر اور جلد نمبر بھی لکھ دیئے ہیں، تاکہ اہل علم کو ماخذ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اکثر کتب فقہ کے حوالہ جات نقل کر دیئے گئے ہیں۔ جن پر آج کل فتویٰ کا مدار ہے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے طرزِ تحریر کو حتی الامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فقہی موشگافیوں اور فقہاء کے قیل وقال کو چھوڑ کر صرف مُفْتٰی بہ اقوال کو سادہ اور عام فہم زبان میں لکھا ہے۔ تاکہ کم تعلیم یافتہ سنی بھائیوں کو بھی اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ تصحیح کتابت میں حتی المقدور دیدہ ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کہیں اغلاط رہ گئی ہوں تو اس کے لیے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہوں۔ آخر میں محبت مکرم حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ وممبر قومی اسمبلی و عزیز مکرم مولانا حافظ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی سلمۃ خطیب نیومین مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی کا شکر گزار ہوں کہ ان حضرات نے اپنے والد ماجد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کی تکمیل کے لیے میرا انتخاب فرمایا۔ میں اپنی اس حقیر خدمت کو حضرت صدر الشریعہ بدرالطریقہ استاذنا العلام ابوالعلیٰ محمد امجد علی صاحب رضوی قدس سرہ العزیز مصنف ”بہارِ شریعت“ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور اس کا ثواب واجران کی روح پر فتوح کو ایصال کرتا ہوں اور بارگاہ ایزد متعال میں دست بہ دعا ہوں کہ اس کتاب کو مقبول فرمائے۔ آمین!

محمد وقار الدین

قادری رضوی بریلوی غفرلہ

مفتی ونائب شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ

عالمگیر روڈ، کراچی ۵

جنوری ۱۹۸۵ء



کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دین نکال کر، اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور دین نکال کر، اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹنا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں۔ میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا، یہ اللہ (عزوجل) کا ارشاد ہے۔ اور اللہ (عزوجل) علم والا، حلم والا ہے۔

ترجمہ: اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ (عزوجل) تمہیں کلامہ میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہے تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا۔ اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہو مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اللہ (عزوجل) تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ (عزوجل) ہر چیز جانتا ہے۔

## احادیث

- حدیث ۱** بخاری و مسلم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
- ”فرض حصوں کو فرض حصے والوں کو دے دو اور جو بیچ جائے وہ میت کے قریب ترین مرد کو دے دو۔“ (1)
- حدیث ۲** بخاری و مسلم حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان کا فرکا وارث نہ ہوگا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔“ (2)
- حدیث ۳** ترمذی وابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”قاتل وارث نہیں ہوتا ہے۔“ (3)
- حدیث ۴** ابوداؤد حضرت بریدہ (4) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کے لئے چھٹا حصہ مقرر فرمایا جب ماں نہ ہو۔ (5)

①..... ”صحیح البخاری“، کتاب الفرائض، باب میراث الولد... إلخ، الحدیث: ۶۷۳۲، ج ۴، ص ۳۱۶.

②..... ”صحیح البخاری“، کتاب الفرائض، باب لایرث المسلم الکافر... إلخ، الحدیث: ۶۷۶۴، ج ۴، ص ۳۲۵.

③..... ”جامع الترمذی“، کتاب الفرائض، باب ما جاء فی إبطال میراث القاتل، الحدیث: ۲۱۱۶، ج ۴، ص ۳۶.

④..... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ”ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ”سنن ابوداؤد“ میں ”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمہ

⑤..... ”سنن أبی داؤد“، کتاب الفرائض، باب فی الحدة، الحدیث: ۲۸۹۵، ج ۳، ص ۱۶۸.



**حدیث ۵** — ترمذی وابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ وصیت سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا اور حقیقی بہن بھائی وارث ہوں گے نہ علاقائی (1) بہن بھائی۔ (2)

**حدیث ۶** — احمد، ترمذی، ابوداؤد وابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد ابن ربیع کی بیوی سعد سے اپنی دو بیٹیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں۔ ان کا باپ آپ کے ساتھ احد میں شہید ہو گیا اور ان کے چچا نے کل مال لے لیا ہے ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا اور جب تک ان کے پاس مال نہ ہو ان کی شادی نہیں کی جاسکتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اس بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادے گا۔“ تو آیت میراث نازل ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کے چچا کے پاس یہ حکم بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو ٹمٹ (دو تہائی) دے دو اور لڑکیوں کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔ (3)

**حدیث ۷** — بخاری ہزریل ابن شریبیل سے راوی کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ میت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن کو ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا تھا۔ بیٹی کا نصف ہے، پوتی کا چھٹا حصہ (تکملة للثلثین) اور جو باقی بچا وہ بہن کا ہے۔ (4)

**حدیث ۸** — امام مالک و احمد و ترمذی، ابوداؤد و دارمی وابن ماجہ حضرت قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ (5)

**حدیث ۹** — ابن ماجہ و دارمی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جب بچہ زندہ پیدا ہو تو اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی اور اس کو وارث بھی بنایا جائے گا۔“ (6)

**حدیث ۱۰** — امام مالک و احمد و ترمذی و ابوداؤد و دارمی وابن ماجہ حضرت قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ ایک دادی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی میراث کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے صحابہ کرام سے

①..... یعنی باپ شریک۔

②..... ”جامع الترمذی“، کتاب الفرائض، باب ما جاء في ميراث الإخوة... إلخ، الحديث: ۲۱۰۱، ج ۴، ص ۲۹۔

③..... ”جامع الترمذی“، کتاب الفرائض، باب ما جاء في ميراث البنات، الحديث: ۲۰۹۹، ج ۴، ص ۲۸۔

④..... ”صحيح البخاري“، کتاب الفرائض، باب ميراث ابنة... إلخ، الحديث: ۶۷۳۶، ج ۴، ص ۳۱۷۔

⑤..... ”سنن أبي داود“، کتاب الفرائض، باب في الحدة، الحديث: ۲۸۹۴، ج ۳، ص ۱۶۸۔

⑥..... ”سنن ابن ماجه“، کتاب الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الطفل، الحديث: ۱۵۰۸، ج ۲، ص ۲۲۲۔

معلومات کی تو حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری موجودگی میں دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی فیصلہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی ایک دوسری دادی نے اپنی میراث کا سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا وہی چھٹا حصہ دادیوں کا ہے اگر دو ہوں گی تو دونوں اس میں شریک ہو جائیں گی اور ایک ہوگی تو اسے مل جائے گا۔<sup>(1)</sup>

**حدیث ۱۱** — دارمی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ”فرائض کو سیکھو اس لئے کہ وہ تمہارے دین میں سے ہے۔“<sup>(2)</sup>

**حدیث ۱۲** — دارمی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ”جب کسی عورت کے مرنے کے وقت اس کا شوہر اور ماں باپ ہوں تو شوہر کو نصف ملے گا اور ماں کو باقی کا تہائی۔“<sup>(3)</sup>

**حدیث ۱۳** — دارمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ”شوہر کے مرنے کے وقت جب اس کی بیوی اور ماں باپ ہوں تو بیوی کو چوتھائی اور ماں کو باقی کا تہائی ملے گا۔“<sup>(4)</sup>

**حدیث ۱۴** — دارمی اسود ابن یزید سے راوی ہیں کہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بیٹی اور ایک بہن وارث ہونے کی صورت میں یہ فیصلہ کیا کہ بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف ملے گا۔<sup>(5)</sup>

**حدیث ۱۵** — دارمی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، خنسی<sup>(6)</sup> کے بارے میں کہ جب اس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء ہوں تو جس عضو سے پیشاب کرے گا اس کے اعتبار سے ترکہ دیا جائے گا۔<sup>(7)</sup>

**حدیث ۱۶** — دارمی میں روایت ہے کہ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب چند لوگ دیوار گرنے یا ڈوب جانے کی وجہ سے ایک ساتھ مرجائیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے زندہ لوگ ان کے وارث ہوں گے۔<sup>(8)</sup>

①..... ”سنن أبي داود“، كتاب الفرائض، باب في الحدة، الحديث: ۲۸۹۴، ج ۳، ص ۱۶۸.

②..... ”سنن الدارمي“، كتاب الفرائض، باب في تعليم الفرائض، الحديث: ۲۸۵۱، ج ۲، ص ۴۴۱.

③..... ”سنن الدارمي“، كتاب الفرائض، باب في زوج وابوين... إلخ، الحديث: ۲۸۶۵، ج ۲، ص ۴۴۳.

④..... المرجع السابق، الحديث: ۲۸۶۷.

⑤..... ”سنن الدارمي“، كتاب الفرائض، باب في بنت واحت، الحديث: ۲۸۷۹، ج ۲، ص ۴۴۵.

⑥..... تيجر، مختص.

⑦..... ”سنن الدارمي“، كتاب الفرائض، باب في ميراث الخنثى، الحديث: ۲۹۷۰، ج ۲، ص ۴۶۱.

⑧..... المرجع السابق، باب ميراث الغرقى، الحديث: ۳۰۴۴، ج ۲، ص ۴۷۳.

**حدیث ۱۷** - دارمی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”ماموں اس میت کا وارث ہے جس کا اور کوئی وارث نہ ہو۔“ (1)

## ان حقوق کا بیان جن کا تعلق میت کے ترکہ سے ہے

**مسئلہ ۱** - جب کوئی مسلمان اس دار فانی سے (2) کوچ کر جائے (3) تو شرعاً (4) اس کے ترکہ سے کچھ احکام متعلق ہوتے ہیں۔ یہ احکام چار ہیں:

① اس کے چھوڑے ہوئے مال سے اس کی تجہیز و تکفین (5) مناسب انداز میں کی جائے۔ (محیط بحوالہ عالمگیری ص ۴۴۷) (6) اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے حصہ چہارم میں موجود ہے۔

② پھر جو مال بچا ہو اس سے میت کے قرضے چکائے جائیں۔ قرض کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے (7) کیونکہ قرض فرض ہے جب کہ وصیت کرنا ایک نقلی کام ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے قرض وصیت سے پہلے ادا کرایا۔ (8) (ابن ماجہ، دارقطنی و بیہقی)

**مسئلہ ۲** - قرض سے مراد وہ قرض ہے جو بندوں کا ہو، اس کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے۔

**مسئلہ ۳** - اگر میت نے کچھ نمازوں کے فدیہ کی وصیت کی یا روزوں کے فدیہ کی یا کفارہ کی یا حج بدل کی تو تمام چیزیں ادائیگی قرض کے بعد ایک تہائی مال سے ادا کی جائیں گی اور اگر بالغ و رثاء اجازت دیں تو تہائی سے زیادہ مال سے بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔ (9)

**وصیت:** ادائیگی قرض کے بعد وصیت کا نمبر آتا ہے۔ قرض کے بعد جو مال بچا ہو اس کے تہائی سے وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ ہاں اگر سب ورثہ بالغ ہوں اور سب کے سب تہائی مال سے زائد سے وصیت پوری کرنے کی اجازت دے دیں تو

①..... "سنن الدارمی"، کتاب الفرائض، باب میراث ذوی الأرحام... إلخ، الحدیث: ۳۰۵۲، ج ۲، ص ۴۷۴۔

②..... یعنی دنیا سے۔ ③..... یعنی مر جائے۔ ④..... اسلامی قانون کے مطابق۔ ⑤..... کفن دفن کا بندوبست۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الاول فی تعریفها... إلخ، ج ۶، ص ۴۴۷۔

⑦..... یعنی وصیت پر عمل کرنے سے پہلے قرض ادا کرنا ہوگا۔

⑧..... "سنن ابن ماجہ"، کتاب الوصایا، باب الدین قبل الوصیة، الحدیث: ۲۷۱۵، ج ۳، ص ۳۱۱۔

و "الشریفة" شرح "السراجیة"، ص ۵۔

⑨..... "الشریفة" شرح "السراجیة"، ص ۶۵، ۶۶۔

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الاول فی تعریفها... إلخ، ج ۶، ص ۴۴۷۔

جائز ہے۔<sup>(۱)</sup> (خانہ بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۷)

**میراث:** وصیت کے بعد جو مال بچا ہو اس کی تقسیم درج ذیل ترتیب کے ساتھ عمل میں آئے گی۔

- ① ان وارثوں میں تقسیم ہوگا جو قرآن، حدیث یا اجماع امت کی رو سے اصحاب فرائض (مقررہ حصوں والے) ہیں
- اگر اصحاب فرائض بالکل نہ ہوں یا ان کے بعد بھی کچھ مال بچا ہو تو درج ذیل وارثوں میں علی الترتیب تقسیم ہوگا۔ ② عصبات نسبیہ۔ ③ عصبات سبیہ۔ (یعنی آزاد کردہ غلام کا آقا) ④ عصبہ سبھی کا نسبی عصبہ پھر سبھی عصبہ۔ ⑤ ذوی الفروض النسبیہ کو ان کے حقوق کی مقدار میں دوبارہ دیا جائے گا۔ ⑥ ذوی الارحام۔ ⑦ مولیٰ الموالاة۔ ⑧ پھر وہ شخص جس کے نسب کا مرنے والے نے کسی دوسرے پر اس طرح اقرار کیا ہو کہ اس کا نسب اس کے اقرار کی وجہ سے ثابت نہ ہو سکا یعنی جس پر نسب کا اقرار کیا ہو اس نے تصدیق نہ کی ہو بشرطیکہ اقرار کنندہ<sup>(۲)</sup> اپنے اقرار پر مبرا ہو مثلاً مرنے والے نے ایک شخص کے بارے میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے اب اس اقرار کا مفہوم یہ ہوا کہ اس شخص کا نسب میرے باپ سے ثابت ہے اور باپ اس کو اپنا بیٹا تسلیم نہیں کرتا ہے۔ ⑨ پھر جو بچا ہو وہ اس شخص کو دیا جائے جس کے لئے میت نے کل مال کی وصیت کی تھی۔ ⑩ اور پھر بھی بچے تو بیت المال میں جمع ہوگا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۷) اس زمانے میں بیت المال کا نظام نہیں ہے، اس لئے صدقہ کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ یہ دس قسم کے وارث ہیں ان کی تفصیلات آئیں گی۔

## میراث سے محروم کرنے والے اسباب

بعض اسباب ایسے ہیں جو وارث کو میراث سے شرعاً محروم کر دیتے ہیں اور وہ چار ہیں:

- ① غلام ہونا۔ یعنی اگر وارث غلام ہے خواہ کلیۃً غلام ہو یا مدبر ہو یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو تو وہ وارث نہ ہوگا۔<sup>(۴)</sup> (شریعیہ ص ۱۰۰ عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۲ و تبیین الحقائق ص ۲۳۱)
- ② مورث کا<sup>(۵)</sup> قاتل ہونا۔ اس سے مراد ایسا قتل ہے جس کی وجہ سے قاتل پر قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو۔<sup>(۶)</sup> ان امور کی تفصیلات اس کتاب کے اٹھارہویں حصے میں مذکور ہیں۔

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الاول فی تعریفہا... إلخ، ج ۶، ص ۴۴۷۔

②..... اقرار کرنے والا۔

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الاول فی تعریفہا... إلخ، ج ۶، ص ۴۴۷۔

④..... المرجع السابق، الباب الخامس فی الموانع، ج ۶، ص ۴۵۴۔

⑤..... یعنی میت کا۔

⑥..... "الشریعیۃ" شرح "السراجیۃ"، فصل موانع الإرث، ص ۱۱۔

③ دین کا اختلاف۔ یعنی مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا۔ عام صحابہ رضی اللہ عنہم اور علی و زید رضی اللہ عنہما کا یہی فیصلہ ہے<sup>(1)</sup> نیز یہ حدیث بھی ہے لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّىٰ یعنی دو مختلف ملتوں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔<sup>(2)</sup> (سنن دارمی، ابوداؤد وغیرہ)

**مسئلہ ۱** اگر کوئی مسلمان مرتد ہو گیا معاذ اللہ تو مرتد ہونے کی وجہ سے اس کے اموال اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتے ہیں پھر اگر وہ دوبارہ اسلام لے آئے اور کفر سے توبہ کر لے تو مالک ہو جائے گا اور اگر کفر ہی پر مر گیا<sup>(3)</sup> تو زمانہ اسلام کے جو اموال ہیں ان سے زمانہ اسلام کے قرضے ادا کئے جائیں گے اور باقی اموال مسلمان ورثاء لے لیں گے اور ارتداد کے<sup>(4)</sup> زمانے میں جو کمایا ہے اس سے ارتداد کے زمانے کے قرضے ادا کئے جائیں گے اور اگر کچھ بچ جائے گا تو وہ غرباء پر صدقہ کر دیا جائے گا۔<sup>(5)</sup> (ہدایہ ج ۲، ص ۶۰۱، عالمگیری ج ۶، ص ۳۵۵)

**مسئلہ ۲** گمراہ اور بدعتی لوگ جن کی تکفیر نہ کی گئی ہو وہ وارث بھی بنیں گے اور مورث بھی۔

**مسئلہ ۳** قادیانی بھی مرتد ہیں، ان کا بھی یہی حکم ہے۔

**مسئلہ ۴** مرتد عورت جب اپنے ارتداد پر مر جائے تو اس کے زمانہ اسلام اور زمانہ ارتداد کے تمام اموال اس کے وارثوں پر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔<sup>(6)</sup> (عالمگیری ج ۶، ص ۳۵۵)

**مسئلہ ۵** وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کی صریح توہین کے مرتکب ہوں یا شیخین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں، وہ بھی وارث نہ ہوں گے۔

④ ملکوں کا اختلاف۔ یعنی یہ کہ وارث اور مورث (یعنی مرنے والا شخص کہ جس کی میراث تقسیم ہوگی) دو مختلف ملکوں کے باشندے ہوں تو اب یہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

**مسئلہ ۱** ملکوں کے اختلاف سے شرعاً مراد یہ ہے کہ دونوں ملکوں کی اپنی الگ افواج ہوں اور وہ ایک دوسرے کا خون حلال سمجھتے ہوں۔<sup>(7)</sup> (شریفیہ ص ۲۰ و عالمگیری ج ۶، ص ۳۵۳)

①..... "الشریفة" شرح "السراجیة"، فصل موانع الارث، ص ۱۴.

②..... "سنن أبي داود"، كتاب الفرائض، باب هل يرث المسلم الكافر؟، الحديث: ۲۹۱۱، ج ۳، ص ۱۷۴.

③..... یعنی مرتد ہی مر گیا۔ ④..... مرتد ہونے کے۔

⑤..... "الهدایة"، كتاب السير، باب احكام المرتدين، ج ۱، ص ۴۰۷.

و "الفتاویٰ الہندیة"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج ۲، ص ۲۵۴.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیة"، كتاب الفرائض، الباب السادس فی میراث اهل الكفر، ج ۶، ص ۴۵۵.

⑦..... "الشریفة" شرح "السراجیة"، فصل موانع الارث، ص ۱۶.

**مسئلہ ۲** ملکوں کا اختلاف غیر مسلموں کے حق میں ہے یعنی یہ کہ اگر ایک عیسائی مسلمانوں کے ملک میں ہے اور اس کا رشتہ دار دوسرے ملک میں ہے جو دارالحرب ہے تو اب یہ ایک دوسرے کے وارث نہ (۱) ہوں گے۔ (۲) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴)

**مسئلہ ۳** اگر مسلمان تجارت کی غرض سے یا کسی اور غرض سے دارالحرب میں چلا گیا اور وہیں مر گیا یا مسلمان کو حربوں نے قیدی بنا کر رکھ لیا اور وہ دارالحرب میں مر گیا تو اس کے رشتہ دار جو دارالاسلام میں ہیں اس کے وارث ہوں گے۔ (۳) (شریفیہ ص ۲۱ و عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴)

**مسئلہ ۴** پاکستان کے مسلمان اور وہ مسلمان جو ہندوستان، امریکہ، یورپ یا کہیں اور رہتے ہوں، ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (م)

**مسئلہ ۵** اگر وارث اور مورث مسلمانوں کے دو گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں جو آپس میں نبرد آزما ہیں (۴) اور دونوں کی الگ فوجیں ہیں تب بھی وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (۵) (شریفیہ ص ۲۱)

**مسئلہ ۶** مستأمن اگر ہمارے ملک میں مرجائے اور اس کا مال ہو تو ہم پر لازم ہے کہ اس کا مال اس کے وارثوں کو بھیجیں اور اگر ذمی مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال بیت المال میں جائے گا۔ (۶) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴)

**مسئلہ ۷** کفار کے مختلف گروہ مثلاً نصرانی، یہودی، مجوسی، بت پرست سب ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (۷) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴)

## اصحاب فرائض کا بیان

یہ حصے جن کا ذکر ہوا شرعی طور پر بارہ قسم کے افراد کے لئے مقرر ہیں ان کو اصحاب فرائض کہتے ہیں ان میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔

مرد یہ ہیں: ① باپ ② جد صحیح یعنی دادا، پردادا۔ (اوپر تک) ③ ماں جابا بھائی۔ ④ شوہر۔  
عورتیں یہ ہیں: ① بیوی۔ ② بیٹی۔ ③ پوتی۔ (نیچے تک) ④ حقیقی بہن۔ ⑤ باپ شریک بہن۔ ⑥ ماں شریک بہن۔ ⑦ ماں۔ ⑧ اور جدہ صحیحہ۔

- ①..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”وارث ہوں گے“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتاب میں عبارت اس طرح ہے ”وارث نہ ہوں گے“، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔۔۔ علمہ
- ②..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الفرائض، الباب الخامس فی الموانع، ج ۶، ص ۴۵۴۔
- ③..... المرجع السابق۔
- ④..... جنگ لڑ رہے ہیں۔
- ⑤..... ”الشریعیۃ“ شرح ”السراجیۃ“، فصل موانع الارث، ص ۱۶۔
- ⑥..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الفرائض، الباب الخامس فی الموانع، ج ۶، ص ۴۵۴۔
- ⑦..... المرجع السابق۔

**مسئلہ ۱** - جد صحیح اس دادا کو کہتے ہیں کہ جس کی میت کی طرف نسبت میں مونث کا واسطہ بیچ میں نہ آئے۔ جیسے باپ کا باپ اور دادا کا باپ۔ (۱) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸)

**مسئلہ ۲** - جد فاسد اس کو کہتے ہیں جس کی میت کی طرف نسبت میں مونث کا واسطہ آئے جیسے ماں کا باپ جس کو ہم نانا کہتے ہیں یا ماں کے باپ کا باپ یا دادی کا باپ۔ (۲)

**مسئلہ ۳** - جدہ صحیحہ وہ دادی ہے جس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے لہذا باپ کی ماں اور ماں کی ماں دونوں جدہ صحیحہ ہیں۔

**مسئلہ ۴** - جدہ فاسدہ وہ دادی یا نانی ہے جس کی میت کی طرف نسبت میں جد فاسد آجائے۔ جیسے نانا کی ماں اور دادی کے باپ کی ماں۔ (۳) (شریفیہ ص ۲۳)

**مسئلہ ۵** - جد صحیح اور جدہ صحیحہ اصحاب فرائض میں سے ہیں جب کہ جد فاسد اور جدہ فاسدہ اصحاب فرائض میں سے نہیں ہیں بلکہ ذوی الارحام میں سے ہیں (۴) ان کا مفصل بیان ذوی الارحام کی بحث میں آئے گا۔ (شریفیہ ص ۲۳)

## باپ کے حصوں کا بیان

**مسئلہ ۱** - باپ کی تین مختلف حالتیں ہیں اور ہر حالت میں اس کا الگ حصہ ہے۔

**مسئلہ ۲** - جب باپ کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا یا پوتا (نیچے تک) ہو تو باپ کو کل مال میں سے صرف چھٹا حصہ ملے گا یعنی  $\frac{1}{4}$ ۔ (۵) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸)

مثلاً - ۱۔ مسئلہ ۶ - یا - ۲۔ مسئلہ ۶

پوتا	باپ	بیٹا	باپ
۵	۱	۵	۱

**مسئلہ ۳** - اگر باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی (نیچے تک) ہے تو باپ کو چھٹا حصہ بطور صاحب فرض کے ملے گا اور اگر تقسیم کے بعد بیچ جائے گا تو وہ باپ کو بطور عصبہ کے ملے گا۔ (۶) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، خزائنہ المفتین)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۴۸-۴۵۰.

②.....المرجع السابق، ص ۴۴۸.

③....."الشریفیہ" شرح "السراجیہ"، باب معرفة الفروض ومستحقیہا، ص ۱۸.

④.....المرجع السابق.

⑤....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۴۸.

⑥.....المرجع السابق.

مثلاً-۱۔

مسئلہ ۶		یا-۲۔		مسئلہ ۶	
پوتی	باپ	بیٹی	باپ	پوتی	باپ
۳	۳=۲+۱	۳	۳=۲+۱	۳	۳=۲+۱

**مسئلہ ۲** جب باپ کے ساتھ میت کا بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا پوتی (نیچے تک) نہ ہو تو باپ کو صرف بطور عصوبت اصحاب فرائض سے بچ جانے کے بعد ہی ملے گا اور اس صورت میں کوئی معین حصہ نہیں بلکہ جو کچھ بچا ہوگا وہ سب باپ کو ملے گا۔<sup>(۱)</sup> (سراجی ص ۷)

مثلاً=

مسئلہ ۳	
ماں	باپ
۱	۲

### جد صحیح کے حصوں کا بیان

**مسئلہ ۱** جب باپ نہ ہو تو دادا (جد صحیح) سوائے چند صورتوں کے باپ ہی کی طرح ہے۔<sup>(۲)</sup> (سراجی ص ۷، شریفیہ

ص ۲۲)

مثال-۱۔

مسئلہ ۶		مثال-۲۔		مسئلہ ۶	
پوتا	دادا	بیٹا	دادا	پوتا	دادا
۵	۱	۵	۱	۵	۱

مثال-۳۔

مسئلہ ۶		مثال-۳۔		مسئلہ ۶	
پوتی	دادا	بیٹی	دادا	پوتی	دادا
۳	۳=۲+۱	۳	۳=۲+۱	۳	۳=۲+۱

مثال-۵۔

مسئلہ ۳	
ماں	دادا
۱	۲

①....."السراجی"، باب معرفة الفروض ومستحقہا، ص ۶۔

②....."السراجی"، باب معرفة الفروض ومستحقہا، ص ۷۔

و"الشریفة شرح السراجیة"، باب معرفة الفروض ومستحقہا، ص ۱۹۔



**مسئلہ ۲** باپ کی ماں، باپ کے ہوتے ہوئے میراث سے محروم ہوگی مگر دادا کے ہوتے ہوئے محروم نہ ہوگی۔<sup>(۱)</sup> (شریفیہ ص ۲۴)

مثال۔ ۱۔	مسئلہ	مثال۔ ۲۔	مسئلہ
دادی	دادا	باپ	دادی
محروم	۱	۱	۱
	۵		

**مسئلہ ۳** اگر شوہر یا بیوی کا انتقال ہو جائے اور دونوں میں سے کوئی ایک زندہ ہو اور اس کے ساتھ میت کے ماں باپ بھی ہوں تو اس صورت میں باپ تو ماں کے حصہ کو گھٹا دے گا کہ شوہر یا بیوی کے حصہ کے بعد جو بچے گا وہ اس کا تہائی<sup>(۲)</sup> پائے گی اور اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو وہ ماں کا حصہ نہیں گھٹا سکتا بلکہ ماں، دادا کے ہوتے ہوئے پورے مال کا تہائی پائے گی۔ اس کو مثال سے یوں سمجھنا چاہئے۔

شوہر	ماں	باپ
۳	۱	۲

اس کی توضیح یہ ہے کہ شوہر کو نصف ملا، اور ماں کو شوہر کا حصہ نکالنے کے بعد جو بچا تھا اس میں سے تہائی ملا حالانکہ ماں کا حصہ کل مال کا تہائی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم ماں کو کل مال کا تہائی دیتے تو اس کا حصہ باپ کے برابر ہو جاتا جو درست نہیں، اس لئے باپ نے ماں کے حصہ کو گھٹا دیا جب کہ دادا ایک واسطہ ہو جانے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتا۔ مثال ملاحظہ ہو۔ (مصنف)

ماں	بیوی	دادا
۴	۳	۵

اس صورت میں ماں کو پورے مال کا تہائی ملے گا۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے۔

**مسئلہ ۴** حقیقی بھائی بہن ہوں یا علاتی<sup>(۳)</sup> ہوں یا اخیانی<sup>(۴)</sup> سب کے سب باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم ہو جاتے ہیں۔ جب کہ دادا کے ہوتے ہوئے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محروم ہوتے ہیں فتویٰ اسی

①....."الشریفة" شرح "السراجیة"، باب معرفة الفروض ومستحقہا، ص ۱۹.

②.....تیسرا حصہ۔

③.....یعنی باپ شریک۔

④.....یعنی ماں شریک۔

پر ہے۔ (1) (عالمگیری ج ۶، ص ۴۳۸، کافی۔ سراجی ص ۱۱) مثالیں ملاحظہ ہوں۔

مثال ۱۔	مسئلہ	باپ	حقیقی بہن	حقیقی بھائی
		۱	محروم	محروم
مثال ۲۔	مسئلہ	دادا	بھائی	بہن
		۱	م	م

**مسئلہ ۵** باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم رہے گا کیونکہ رشتہ داری میں اصل باپ ہی ہے۔ (2)

مثال۔	مسئلہ	باپ	دادا
		۱	م

## ماں شریک بھائیوں اور بہنوں کے حصوں کا بیان

**مسئلہ ۱** اگر ماں شریک بھائی یا بہن صرف ایک ہے تو اسے چھٹا حصہ ملے گا  $\frac{1}{4}$ ۔ (3) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸)

مثال۔	مسئلہ ۶	شوہر	ماں شریک بھائی	چچا
		۳	۱	۲

**مسئلہ ۲** اگر ماں شریک بھائی یا بہن دو یا دو سے زائد ہوں تو وہ سب ایک تہائی  $\frac{1}{3}$  میں شریک ہو جائیں گے اور ان بھائی بہنوں کو برابر حصہ ملے گا۔ (4) (سراجی ص ۷)

مثال۔	مسئلہ ۱۲	بیوی	ماں شریک بھائی	ماں شریک بہن	چچا
		۳	۲	۲	۵

①....."السراجی"، باب معرفة الفروض ومستحقہا، فصل فی النساء، ص ۱۱.

②....."السراجی"، باب معرفة الفروض ومستحقہا، ص ۷.

③....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۴۸.

④....."السراجی"، باب معرفة الفروض ومستحقہا، ص ۷.

**مسئلہ ۳** ماں شریک بھائی یا بہن میت کے بیٹا بیٹی، پوتا، پوتی (نیچے تک) باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۲۵۰)

مثال - ۱۔	مسئلہ	مثال - ۲۔	مسئلہ
باپ	ماں شریک بھائی	دادا	ماں شریک بھائی
۱	۲	۱	۲

نوٹ: ماں شریک بہنیں بھی عام حالتوں میں ماں شریک بھائیوں کی طرح ہیں۔

### شوہر کے حصوں کا بیان

**مسئلہ ۱** شوہر کو کل مال کا آدھا  $\frac{1}{2}$  اس صورت میں ملے گا جبکہ اس کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی (نیچے تک) نہ ہو۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۲۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال -	مسئلہ
شوہر	باپ
۱	۱

**مسئلہ ۲** اگر شوہر کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی (نیچے تک) ہو تو اس صورت میں شوہر کو چوتھائی حصہ  $\frac{1}{4}$  ملے گا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۲۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال - ۱۔	مسئلہ
بیٹا	شوہر
۳	۱
مثال - ۲۔	مسئلہ
بیٹی	شوہر
۲	۱
	چچا
	۱

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۵۰.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

مثال - ۳۔

مسئلہ ۴

پوتا  
۳شوہر  
۱

## بیویوں کے حصوں کا بیان

**مسئلہ ۱** اگر میت کی بیوی کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی نہ ہو تو اس کو کل مال کا چوتھائی  $\frac{1}{4}$  ملے گا۔ (1)

(عالمگیری ج ۶ ص ۲۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۴)

مثال -

مسئلہ ۴

بھائی  
۳بیوی  
۱

**مسئلہ ۲** اگر میت کی بیوی کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی ہو تو اس کو آٹھواں حصہ (2) ملے گا  $\frac{1}{8}$ ۔ (3)

(عالمگیری ج ۶ ص ۲۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۴)

مثال -

مسئلہ ۸

مثال -

مسئلہ ۸

بیوی  
۱پوتا  
۷بیوی  
۱بیٹا  
۷

## حقیقی بیٹیوں کے حصوں کا بیان

**مسئلہ ۱** اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو آدھا (4)  $\frac{1}{2}$  ملے گا۔ (5) (عالمگیری ج ۶ ص ۲۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۵۰۔

②..... یعنی کل مال میں سے آٹھواں حصہ۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۵۰۔

④..... یعنی کل مال میں سے آدھا مال۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۴۸۔

مثال۔

مسئلہ ۶

باپ	بیٹی
۳ = ۲ + ۱	۳

**مسئلہ ۲** اگر بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان سب کو دو تہائی  $\frac{2}{3}$  ملے گا اور ان میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔  
(۱) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مسئلہ ۳

بیٹی	بیٹی	بھائی
۱	۱	۱

**مسئلہ ۳** اور اگر بیٹی کے ساتھ میت کا لڑکا بھی ہو تو بیٹی اور بیٹا دونوں عصبہ بن جائیں گے اور مال بطور عصبوت دونوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بیٹے کو بہ نسبت بیٹی کے دو گنا دیا جائے گا۔ (۲) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ ۱۔

مسئلہ ۴

شوہر	بیٹی	بیٹا
۱	۱	۲

مثال۔ ۲۔

مسئلہ ۴

شوہر	بیٹی	بیٹی	بیٹا	بیٹا
$\frac{1}{2}$	۳	۳	۶	۶

## پوتیوں کے حصوں کا بیان

**مسئلہ ۱** اگر میت کے بیٹا بیٹی نہیں صرف ایک پوتی ہے تو اس کو آدھا  $\frac{1}{2}$  ملے گا۔ (۳) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۴۸.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

مثال۔

مسئلہ ۸

بیوی	چچا	پوتی
۱	۳	۴

**مسئلہ ۲** - اگر میت کا بیٹا بیٹی نہیں ہے دو پوتیاں ہیں یا دو سے زائد تو وہ دو تہائی میں شریک ہوں گی۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶

ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔

مسئلہ ۱۲

شوہر	چچا	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی
۳	۱	۲	۲	۲	۲

**مسئلہ ۳** - اگر میت کی ایک بیٹی ہے تو پوتی ایک ہو یا ایک سے زائد وہ سب کی سب چھٹے حصے  $\frac{1}{6}$  میں شریک ہوں

گی تاکہ لڑکیوں کا حصہ دو تہائی پورا ہو جائے اس سے زائد نہ ہو کیونکہ قرآن کریم میں لڑکیوں کا حصہ دو تہائی سے زائد کسی صورت میں نہیں ہے۔ اب آدھا تو حقیقی بیٹی نے قوت قرابت کی وجہ سے لے لیا تو صرف چھٹا حصہ ہی باقی رہا جو پوتیوں کو مل جائے گا۔

<sup>(۲)</sup> (شریفیہ ص ۳۳، عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔

مسئلہ ۱۲

شوہر	بیٹی	پوتی	پوتی	چچا
۳	۶	۱	۱	۱

**مسئلہ ۴** - پوتیاں میت کی دو حقیقی بیٹیوں کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گی بشرطیکہ میت کا کوئی پوتا، پر پوتا (نیچے

تک) موجود نہ ہو۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔

مسئلہ ۲۴

زوجہ	بیٹی	بیٹی	پوتی	چچا
۳	۸	۸	۴	۵

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۴۸.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

## مسئلہ ۵

اگر پوتوں کے ساتھ میت کی دو حقیقی بیٹیاں بھی ہوں اور پوتا یا پر پوتا (نیچے تک) ہو تو پوتیاں، پوتے یا پر پوتے کے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال - ۱۔

مسئلہ ۹

پوتی	پوتی	بیٹی	بیٹی
۲	( $\frac{1}{3}$ )	۱	$\frac{1}{3}$

مثال - ۲۔

مسئلہ ۹

پر پوتا	پوتی	بیٹی	بیٹی
۲	( $\frac{1}{3}$ )	۱	$\frac{1}{3}$

## مسئلہ ۶

پوتوں کے ساتھ اگر میت کا بیٹا ہو تو پوتیاں محروم ہو جائیں گی۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال - ۱۔

مسئلہ

پوتی	پوتی	بیٹا
۲	۴	۱

## حقیقی بھنوں کے حصوں کا بیان

## مسئلہ ۱

اگر بہن ایک ہے تو اسے آدھا  $\frac{1}{2}$  ملے گا۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال -

مسئلہ ۲

بہن	چچا
۱	۱

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۴۸.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق، ص ۴۵۰.

**مسئلہ ۲** اگر بہنیں دو یا دو سے زائد ہیں تو وہ دو تہائی  $\frac{2}{3}$  میں شریک ہوں گی۔ (1)

(عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔

مسئلہ ۳

بہن	بہن	چچا
۱	۱	۱

**مسئلہ ۳** اگر میت کی بہنوں کے ساتھ میت کا کوئی بھائی بھی ہو تو وہ اس کے ساتھ مل کر عصبہ ہو جائیں گی اور تقسیم مال

﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کی بنیاد پر ہوگی یعنی مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ (2) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔

مسئلہ ۴

بہن	بہن	بھائی
۱	۱	۲

**مسئلہ ۴** اگر بہنوں کے ساتھ میت کی کوئی بیٹی، پوتی یا پر پوتی (نیچے تک) ہو تو اب بہن عصبہ بن جائے گی یعنی جو کچھ

باقی بچے گا وہ لے گی، کیونکہ حدیث میں فرمایا: ”بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ۔“ (3) (درمختار ج ۵ ص ۶۷۶، بحر الرائق، تبیین)

مثال۔

مسئلہ ۶

بیٹی	پوتی	بہن
۳	۱	۲

## باپ شریک بہنوں کے حصوں کا بیان

**مسئلہ ۱** اگر باپ شریک بہن ایک ہو اور حقیقی بہن کوئی نہ ہو تو اُسے آدھا ملے گا۔ (4) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰،

درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

①....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۵۰.

②.....المرجع السابق.

③....."الدرالمختار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۲، ۵۵۳.

و"سنن الدارمی"، کتاب الفرائض، باب فی بنت وأخت، الحدیث: ۲۸۸۱، ج ۲، ص ۴۴۶.

④....."الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۵۰.



مثال۔

مسئلہ ۲

باپ شریک بہن	چچا
۱	۱

**مسئلہ ۲** اگر دو یا دو سے زائد باپ شریک بہنیں ہوں تو وہ دو تہائی  $\frac{2}{3}$  میں شریک ہوں گی۔  
(1) (درمختار ج ۵ ص ۶۶، عالمگیری ج ۶ ص ۲۵۰)

مثال۔

مسئلہ ۳

باپ شریک بہن	باپ شریک بہن	چچا
۱	۱	۱

**مسئلہ ۳** اگر میت کی باپ شریک بہن یا بہنوں کے ساتھ ایک حقیقی بہن ہو تو باپ شریک بہن یا بہنوں کو صرف چھٹا تکیملہ لِلثَّلَاثِيْنَ ملے گا۔ (2) (عالمگیری ج ۶ ص ۲۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۶)

مثال۔

مسئلہ ۶

بہن	باپ شریک بہن	چچا
۳	۱	۲

**مسئلہ ۴** اگر باپ شریک بہن کے ساتھ میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں تو اس کو کچھ نہ ملے گا اس لئے کہ دو تہائی جو زائد سے زائد بہنوں کا حصہ تھا وہ پورا ہو چکا۔ (3) (عالمگیری ج ۶ ص ۲۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۶)

مثال۔

مسئلہ ۳

بہن	بہن	باپ شریک بہن	چچا
۱	۱	۲	۱

**مسئلہ ۵** اگر باپ شریک بہن کے ساتھ میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں اور باپ شریک بھائی بھی ہو تو حقیقی بہنوں کے حصہ کے بعد جو کچھ بچے گا وہ ان کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَّاتِ﴾ کی بنیاد پر منقسم ہوگا۔ (4) (بزاز یہ علی عالمگیری

ج ۶ ص ۲۰۲، عالمگیری ج ۶ ص ۲۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۶)

1..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۵۰.

2..... المرجع السابق.

3..... المرجع السابق.

4..... المرجع السابق.

مثال۔

مسئلہ ۹۷۳۔

بہن	بہن	باپ شریک بہن	باپ شریک بھائی
$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$	۱	$(\frac{1}{3})$
			۲

**مسئلہ ۶** اگر باپ شریک بہنوں کے ساتھ میت کی بیٹیاں یا پوتیاں (نیچے تک) ہوں تو یہ بہنیں ان کے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔

مسئلہ ۲۔

بیٹی	باپ شریک بہن
۱	۱

**مسئلہ ۷** حقیقی بھائی بہن ہوں یا باپ شریک سب کے سب بیٹے یا پوتے (نیچے تک) اور باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم رہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور فتویٰ اسی پر ہے۔<sup>(۲)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ ۱۔

مسئلہ ۱۔

بیٹا	حقیقی بھائی	حقیقی بہن	باپ شریک بھائی	باپ شریک بہن
۱	۱	۱	۱	۱

مثال۔ ۲۔

مسئلہ ۲۔

باپ	حقیقی بھائی	حقیقی بہن	باپ شریک بھائی	باپ شریک بہن
۱	۱	۱	۱	۱

**مسئلہ ۸** باپ شریک بھائی یا بہن، حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے محروم ہو جاتے ہیں۔<sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰،

درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۵۰.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

مثال۔

حقیقی بھائی	باپ شریک بھائی	باپ شریک بہن
۱	۲	۲

## ماں کے حصوں کا بیان

**مسئلہ ۱**۔ اگر میت کی ماں کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا یا بیٹی یا پوتا پوتی ہو تو ماں کو چھٹا حصہ  $\frac{1}{4}$  ملے گا۔ (۱) (عالمگیری

ج ۶ ص ۲۳۹، درمختار ج ۵ ص ۵۳۹)

مثال۔

ماں	بیٹا	بیٹی
$\frac{1}{3}$	۱۰	۵
		$\frac{5}{15}$

**مسئلہ ۲**۔ اگر میت کی ماں کے ساتھ میت کے دو بھائی بہن ہوں خواہ وہ حقیقی ہوں، باپ شریک ہوں یا ماں شریک

ہوں تو ماں کو اس صورت میں بھی چھٹا حصہ  $\frac{1}{4}$  ملے گا۔ (۲) (عالمگیری ج ۶ ص ۲۳۹، درمختار ج ۵ ص ۶۷۵)

مثال۔

ماں	بھائی	بہن
$\frac{1}{3}$	۱۰	۵
		$\frac{5}{15}$

**مسئلہ ۳**۔ اگر ماں کے ساتھ میت کے مذکورہ رشتہ دار نہ ہوں تو ماں کو کل مال کا تہائی حصہ  $\frac{1}{3}$  ملے گا۔ (۳)

(عالمگیری ج ۶ ص ۲۳۹)

مثال۔

ماں	چچا
۱	۲

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۴۹.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق.

**مسئلہ ۴**۔ اگر ماں کے ساتھ شوہر اور بیوی میں سے بھی کوئی ایک ہو تو پہلے شوہر یا بیوی کا حصہ دیا جائے گا پھر جو بچے گا اس میں سے ایک تہائی ماں کو دیا جائے گا اور یہ صرف دو صورتوں میں ہے۔<sup>(1)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۹، درمختار ج ۵ ص ۶۷۵)

مثال۔ ۱۔

مسئلہ ۶

ماں	باپ	شوہر
۱	۲	۳

مثال۔ ۲۔

مسئلہ ۴

ماں	باپ	بیوی
۱	۲	۱

**مسئلہ ۵**۔ اگر مذکورہ صورتوں میں بجائے باپ کے دادا ہو تو ماں کو کل مال کا تہائی ملے گا  $\frac{1}{3}$ ۔<sup>(2)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰)

مثال۔

مسئلہ ۱۴

ماں	بیوی	دادا
۴	۳	۵

## دادی کے حصوں کا بیان

**مسئلہ ۱**۔ جدہ صحیحہ جس کا بیان ہو چکا ہے اس کو چھٹا حصہ ملے گا۔ دادیاں اور نانیاں ایک سے زائد ہوں اور سب درجے میں برابر ہوں تو وہ بھی چھٹے حصے میں شریک ہوں گی۔<sup>(3)</sup> (شریفیہ ص ۴۱، عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ ۱۔

مسئلہ ۶

دادی	چچا
۱	۵

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۴۹.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق، ص ۴۵۰.

مثال - ۲۔

مسئلہ ۶

دادی	نانی	چچا
۱	۱	$\frac{۵}{۱۰}$
		$(\frac{۱}{۲})$

**مسئلہ ۲** - اگر دادی و نانی کے ساتھ میت کی ماں بھی ہو تو دادی و نانی دونوں محروم ہو جائیں گی۔ (۱) (عالمگیری ج ۶ ص

۳۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال - ۱۔

مسئلہ ۱۲

بیوی	ماں	نانی	نانی	چچا
۳	۲	۲	۲	۵

مثال - ۲۔

مسئلہ ۱۲

بیوی	ماں	دادی	چچا
۳	۲	۲	۵

**مسئلہ ۳** - وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہوں وہ باپ کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جائیں گی۔ (۲) (شریفیہ ص

۳۲، عالمگیری ج ۶ ص ۳۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال -

مسئلہ ۶

بیٹا	باپ	دادی (باپ کی ماں)
۵	۱	۲

**مسئلہ ۴** - وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہوں اور دادا سے اوپر ہوں وہ دادا کے ہوتے ہوئے ساقط ہو جائیں گی

لیکن باپ کی ماں ساقط نہ ہوگی کیونکہ اس کی رشتہ داری دادا کے واسطے سے نہیں۔ (۳) (درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال - ۱۔

مسئلہ ۳

بیوی	دادا	پر دادی (دادا کی ماں)
۱	۳	۲

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الرابع فی الحجب، ج ۶، ص ۴۵۳.

②.....المرجع السابق.

③....."الدر المختار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۶۳.

مثال ۲۔

مسئلہ ۱۲

بیوی	دادا	دادی (باپ کی ماں)
۳	۷	۲

**مسئلہ ۵** - قریب والی دادی و نانی، دور والی دادی اور نانی کو محروم کر دے گی۔

مسئلہ ۱۲

بیوی	باپ کی ماں	دادا	نانی کی ماں
۳	۲	۷	۴

## عصبات کا بیان

**مسئلہ ۱** - عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے مقرر شدہ حصے نہیں البتہ اصحاب فرائض سے جو بچتا ہے انہیں ملتا ہے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو تمام مال انہی میں تقسیم ہو جاتا ہے۔<sup>(۱)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۱، الاختیار شرح المختار بحوالہ عالمگیری، در مختار ج ۵ ص ۶۷۷) عصبات کی دو قسمیں ہیں: ① عصبہ نسبی۔ اور ② عصبہ نسبی۔

**مسئلہ ۲** - عصبہ نسبی سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن کے مقررہ حصے نہیں ہیں بلکہ اصحاب فرائض سے اگر کچھ بچتا ہے تو انہیں ملتا ہے عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں: ① عصبہ بنفسہ۔ ② عصبہ بغیرہ۔ ③ عصبہ مع غیرہ۔<sup>(۲)</sup> (شریفیہ ص ۴۵)

**مسئلہ ۳** - عصبہ بنفسہ سے مراد وہ مرد ہے کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں کوئی عورت نہ آئے۔ عصبہ بنفسہ کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: جزو میت، یعنی بیٹے پوتے (نیچے تک)

دوسری قسم: اصل میت، یعنی میت کا باپ دادا (اوپر تک)

تیسری قسم: میت کے باپ کا جزو، یعنی بھائی پھر ان کی مذکر اولاد در اولاد (نیچے تک)

چوتھی قسم: میت کے دادا کا جزو یعنی چچا پھر انکی مذکر اولاد در اولاد (نیچے تک)

**مسئلہ ۴** - ان چاروں قسموں میں وراثت بالترتیب جاری ہوگی اور ترتیب وہی ہے جو ہم نے تقسیم میں اختیار کی ہے یعنی اگر پہلی قسم کے لوگ موجود ہیں تو دوسری قسم کے لوگ عصبہ نہیں بنیں گے اور دوسری قسم کے ہوتے ہوئے تیسری قسم کے عصبہ

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الثالث فی العصبات، ج ۶، ص ۴۵۱۔

②..... "الشریفة" شرح "السراجیة"، باب العصبات، ص ۳۷۔

نہیں بنیں گے اور تیسری قسم کے ہوتے ہوئے چوتھی قسم کے نہیں بنیں گے۔<sup>(1)</sup> (درمختار ج ۵ ص ۶۷۷)

مثال۔ ۱۔ مسئلہ ۱۲

شوہر	بیٹا	باپ
۳	۷	۲

مذکورہ صورت میں باپ کو بطور عصوبت کچھ نہیں ملا ہے  $\frac{1}{4}$  بطور فرضیت دیا گیا ہے۔

مثال۔ ۲۔ مسئلہ ۳

شوہر	بیٹا	چچا
۱	۳	۴

**مسئلہ ۵** عصبات میں ترتیب و ترجیح کا ایک اصول تو ہم نے ذکر کر دیا کہ رشتہ داری کا قرب<sup>(2)</sup> دیکھا جائے گا اس کے بعد دوسرا اصول یہ ہے کہ قوت قرابت کو دیکھا جائے گا یعنی دوہری<sup>(3)</sup> رشتہ داری والے کو اکہری<sup>(4)</sup> رشتہ داری والے پر ترجیح ہوگی اس میں مرد و عورت کی بھی تفریق نہیں۔<sup>(5)</sup>

مثال۔ ۱۔ مسئلہ ۴

بیوی	حقیقی بھائی	باپ شریک بھائی
۱	۳	۴

مثال۔ ۲۔ مسئلہ ۸

بیوی	بیٹی	باپ شریک بھائی	حقیقی بہن
۱	۲	۴	۳

**مسئلہ ۶** عصبہ بغیرہ چار عورتیں ہیں، یہ وہ عورتیں ہیں جن کا مقررہ حصہ نصف یا دو تہائی ہے یہ عورتیں اپنے بھائیوں کی موجودگی میں عصبہ بن جائیں گی اور بجائے فرض کے صرف بطور عصوبت جو ملے گا وہ لیس گی، وہ عورتیں یہ ہیں: ① بیٹی۔

② پوتی۔ ③ حقیقی بہن۔ ④ باپ شریک بہن۔<sup>(6)</sup> (درمختار ج ۵ ص ۶۷۹)

①....."الدرالمختار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصابات، ج ۱۰، ص ۵۵۰.

②.....یعنی قریبی تعلق۔ ③.....دو طرفہ۔ ④.....یک طرفہ۔

⑤....."الدرالمختار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصابات، ج ۱۰، ص ۵۵۱.

⑥.....المرجع السابق، ص ۵۵۲.

مثال - ۱۔

شوہر	بیٹا	بیٹی
۱	۲	۱

مسئلہ ۲

مثال - ۲۔

شوہر	بھائی	بہن
$\frac{1}{3}$	۲	۱

مسئلہ ۲ علیٰ

**مسئلہ ۷** وہ عورتیں جن کا فرض حصہ نہیں ہے مگر ان کا بھائی عصبہ ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ نہیں ہوں گی۔ کیونکہ قرآن کریم میں صرف بیٹیوں اور بہنوں کو ہی اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ قرار دیا گیا ہے۔<sup>(۱)</sup> (درمختار ج ۵ ص ۶۷۹)

مثال - ۱۔

زوجہ	چچا	پھوپھی
۱	۳	۴

مسئلہ ۲

اس صورت میں باقی کل مال چچا کو ملے گا اور اس کی بہن جو میت کی پھوپھی ہے محروم رہے گی۔

**مسئلہ ۸** عصبہ مع غیرہ سے مراد وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے جیسے حقیقی بہن یا باپ شریک بہن بیٹی کے ہوتے ہوئے عصبہ بن جاتی ہے۔

مثال

بیوی	حقیقی بہن	بیٹی
۱	۳	۴

مسئلہ ۸

بیوی	باپ شریک بہن	بیٹی
۱	۳	۴

مسئلہ ۸

**مسئلہ ۹** سبھی عصبہ مولیٰ العتاقہ ہے۔ اگر ہمیں کتاب کے نامکمل رہ جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم مولیٰ العتاقہ کی بحث کو حذف کر دیتے کیونکہ اب درحقیقت اس کا کوئی وجود نہیں بہر حال اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے کوئی غلام آزاد کیا

①....."ردالمحتار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۲۔



ہو اور وہ غلام مر گیا ہو اور غلام کا کوئی رشتہ دار نہ ہو صرف اس کو آزاد کرنے والا شخص ہو اب اس کا آقا (1) اس کو آزاد کرنے کے سبب اس کی میراث کا (2) مستحق ہوگا کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "الْوَلَاءُ لِحِمَّةٍ كُلُّ حِمَّةٍ النَّسَبِ" (3) ولاء کا تعلق نسبی تعلق ہی کی طرح ہے۔ (4) (درمختار ج 5 ص 280)

**مسئلہ 10** - اگر آزاد کرنے والا بھی زندہ نہ ہو تو مال اس کے عصبات کو اسی ترتیب کے مطابق ملے گا جو ہم عصبات کی ترتیب میں بیان کر آئے ہیں۔ البتہ فرق یہ ہے کہ آزاد کرنے والے کے عصبات میں اگر عورتیں ہیں تو ان کو کچھ نہ ملے گا۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "لَيْسَ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْوَلَاءِ" (5) عورتوں کے لئے ولاء نہیں یعنی انہیں اس سبب سے میراث نہ ملے گی کہ ان کے کسی رشتہ دار نے کسی شخص کو آزاد کیا تھا اور اگر کسی عورت نے خود غلام آزاد کیا تھا تو وہ اس کی میراث لے لے گی۔ (6) (شریفیہ ص 51، درمختار ج 5 ص 281)

## حَجْبُ كَابِيَان

**مسئلہ 1** - علم الفرائض کی اصطلاح میں حجب سے مراد یہ ہے کہ کسی وارث کا حصہ کسی دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے یا تو کم ہو جائے یا بالکل ہی ختم ہو جائے اس کی دو قسمیں ہیں: ① حجب نقصان اور ② حجب حرمان۔ (7) (شریفیہ ص 51)

**مسئلہ 2** - حجب نقصان یعنی وارث کے حصہ کا کم ہو جانا پانچ قسم کے وارثوں کیلئے ہے۔ ① شوہر کیلئے۔

مثال- 1۔ مسئلہ 2

شوہر	بیٹا
1	3

شوہر کا حصہ نصف  $\frac{1}{2}$  تھا مگر میت کی اولاد کی وجہ سے چوتھائی  $\frac{1}{4}$  ہو گیا، ② بیوی کا بھی یہی حال ہے۔

مثال- 2۔ مسئلہ 8

بیوی	بیٹا
1	5

① مالک۔ ② یعنی ترکہ کا۔

③....."صحیح ابن حبان"، کتاب البيوع، باب البيع المنهي عنه، الحديث: 4929، ج 7، ص 220.

④....."الدر المختار"، كتاب الفرائض، فصل في العصبات، ج 10، ص 555.

⑤....."سنن الدارمی"، كتاب الفرائض، باب ما للنساء من الولاء، الحديث: 3152، ج 2، ص 489.

⑥....."الشریفة" شرح "السراجیة"، باب العصبات، ص 42.

⑦....."الشریفة" شرح "السراجیة"، باب الحجب، ص 47.

بیوی کو اگر اولاد نہ ہو تو چوتھائی ملتا ہے مگر اولاد حصہ کم کر دیتی ہے یعنی بجائے چوتھائی کے آٹھواں ملے گا۔  
 ③ ماں کا حصہ بھی اولاد یا دو بھائی بہنوں کی موجودگی میں بجائے تہائی کے چھٹارہ جاتا ہے۔

مثال-۳۔ مسئلہ ۶

بیٹا	ماں
۵	۱

④ پوتی۔ پوتی کا حصہ ایک حقیقی بیٹی کی موجودگی میں نصف سے کم ہو کر چھٹارہ جاتا ہے۔

⑤ باپ شریک بہن۔ اس کا حصہ ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں نصف کے بجائے چھٹارہ جاتا ہے۔ (1)

مثال-۴۔ مسئلہ ۶

بیٹی	پوتی	چچا
۳	۱	۲

مثال-۵۔ مسئلہ ۶

بہن	باپ شریک بہن	چچا
۳	۱	۲

مسئلہ ۳ جب حرمان۔ یعنی کسی وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے محروم ہو جانا۔ (2) (شریفیہ ص ۵۷)

مسئلہ ۴ ہر وہ شخص جس کو میت سے کسی شخص کے ذریعہ سے تعلق ہو وہ اس درمیانی شخص کی موجودگی میں وراثت سے محروم

رہے گا۔ البتہ ماں شریک بہن اور بھائی اس قانون کے اطلاق سے مستثنیٰ ہیں مثلاً دادا باپ کے ہوتے ہوئے محروم رہے گا۔ (3)

مثال-۱۔ مسئلہ ۴

بیوی	باپ	دادا
۱	۳	۴

مثال-۲۔ مسئلہ ۱۲

بیوی	ماں	نانی	بھائی
۳	۴	۴	۵

①....."الشریفة" شرح "السراجیة" باب الحجب، ص ۴۷.

②.....المرجع السابق.

③.....المرجع السابق، ص ۴۸.

**مسئلہ ۵** - قریبی رشتہ دار دور والے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے۔<sup>(۱)</sup>

مثال - ۱۔ مسئلہ ۸

بیوی	بیٹا	پوتا
۱	۷	۴

پوتا خواہ اس بیٹے سے ہو یا دوسرے بیٹے سے ہو محروم رہے گا کیونکہ بیٹا بہ نسبت پوتے کے زیادہ قریب ہے۔

**مسئلہ ۶** - جو وارث خود میراث سے محروم ہو گیا ہے وہ دوسرے وارث کا حصہ کم یا بالکل ختم کر سکتا ہے۔<sup>(۲)</sup>

مثال - ۱۔ مسئلہ ۶

باپ	بھائی	بھائی	ماں
۵	۴	۴	۱

اب بھائی باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہیں مگر اس کے باوجود انہوں نے ماں کا حصہ تہائی سے کم کر کے چھٹا کر دیا۔

مثال - ۲۔ مسئلہ ۴

بیوی	دادی	باپ	نانی کی ماں
۱	۴	۳	۴

اس صورت میں دادی باپ کی وجہ سے محروم ہے مگر اس نے پر نانی کو محروم کر دیا۔

## حصوں کے مخارج کا بیان

**مسئلہ ۱** - اصطلاح فرائض میں مخرج سے مراد وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جس میں سے تمام ورثہ کو بلا کسر ان کے

حصے تقسیم کئے جاسکیں۔<sup>(۳)</sup> (درمختار جلد ۵)

مثال - ۶۔ مسئلہ ۶

ماں	بیٹی	پوتی	چچا
۱	۳	۱	۱

یہاں چچا اصطلاح میں مخرج المسئلہ ہے، اگرچہ مسئلہ ۱۲ سے بھی بلا کسر درست تھا اور چوبیس سے بھی مگر چھ سب سے چھوٹا عدد ہے۔

لہذا یہی مخرج المسئلہ ہے۔

①....."الدر المختار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصابات، ج ۱۰، ص ۵۶۰.

②.....المرجع السابق، ص ۵۶۱.

③....."رد المختار"، کتاب الفرائض، باب المخارج، ج ۱۰، ص ۵۹۱.

**مسئلہ ۲** ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مقررہ حصے چھ ہیں، جن کو دو قسموں پر منقسم کیا گیا ہے۔

پہلی قسم: آدھا، چوتھائی، آٹھواں۔ دوسری قسم: دو تہائی، تہائی، چھٹا۔

اب اگر کسی مسئلہ میں ایک ہی فرض حصہ ہو تو اس کا مخرج اس حصہ کا ہمنام عدد ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (شریفیہ ص ۶۱) مثلاً اگر چھٹا ہے تو مخرج مسئلہ ۶ قرار پائے گا۔ آٹھواں ہے تو آٹھ قرار پائے گا۔ اور آپ نے مثالوں میں دیکھ لیا کہ مخرج مسئلہ وارثوں کے اوپر کھینچے جانے والے خط پر دائیں جانب لکھا جاتا ہے۔ آدھا حصہ اگر ہو تو اس کا مخرج دو ہے اور دو تہائی ہو تو اس کا مخرج تین ہے۔<sup>(۲)</sup>

مثال۔ مسئلہ ۳

بیٹی	بیٹی	چچا
۱	۱	۱

**مسئلہ ۳** اگر کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ حصے جمع ہو جائیں مگر وہ ایک ہی قسم کے ہوں (اُن دو قسموں میں سے جو

ہم نے بیان کی ہیں) تو سب سے چھوٹے حصے کا جو مخرج ہوگا وہی تمام حصوں کا ہوگا۔<sup>(۳)</sup>

مثال۔ ۱۔ مسئلہ ۶

ماں	حقیقی بہن	حقیقی بہن	چچا
۱	۲	۲	۱

اس مثال میں ماں کا چھٹا حصہ ہے اور دو بہنوں کا دو تہائی ہے مگر چھٹا دو تہائی سے کم ہے، لہذا ہم نے چھٹے کے ہم

نام عدد کو مخرج مسئلہ قرار دیا ہے۔

مثال۔ ۲۔ مسئلہ ۷

ماں	حقیقی بہن	حقیقی بہن	ماں شریک بہن
۱	۲	۲	۱

اس مثال میں دوسری قسم کے تمام حصے جمع ہو گئے ہیں، لہذا جو سب سے چھوٹے حصے کا مخرج تھا وہی تمام کا مخرج قرار پایا۔

**مسئلہ ۳** اگر پہلی قسم کا نصف  $\frac{۱}{۲}$  دوسری قسم کے کسی حصہ کے ساتھ آجائے یا سب کے ساتھ آجائے تو مسئلہ چھ سے ہوگا۔<sup>(۴)</sup>

①....."الشریفة" شرح "السراجیة"، باب مخارج الفروض، ص ۵۱.

②....."الدر المختار"، کتاب الفرائض، باب المخارج، ج ۱۰، ص ۵۹۲.

③.....المرجع السابق.

④.....المرجع السابق، ص ۵۹۳.

مثال-۱۔

مسئلہ ۱۰

شوہر	ماں	حقیقی بہن	ماں شریک بہن
۳	۱	۲	۲

اس مثال میں شوہر کا حصہ نصف ہے جو دوسری قسم کے تمام حصوں کے ساتھ آگیا ہے یعنی  $\frac{1}{4}$ ،  $\frac{1}{3}$ ،  $\frac{2}{3}$  کے ساتھ، اس لئے مسئلہ  $\frac{1}{4}$  سے ہوگا پھر مؤول ہو کر ۱۰ سے ہو جائے گا۔

مثال-۲۔

مسئلہ ۷

شوہر	بہنیں	شوہر	ماں شریک بہنیں	چچا
۳	۲	۳	۲	۱

مثال-۳۔ مسئلہ ۶

مثال-۴۔

مسئلہ ۶

ماں	بیٹی	چچا	شوہر	حقیقی بہنیں	ماں
۱	۳	۲	۳	۲	۱

مثال-۵۔ مسئلہ ۸

**مسئلہ ۵** اگر چوتھائی دوسری قسم کے کسی حصے یا تمام حصوں کے ساتھ جمع ہو جائے تو مخرج مسئلہ ۱۲ بارہ ہوگا۔<sup>(۱)</sup>  
(شریفیہ ص ۶۳)

مثال-۱۔

مسئلہ ۱۷

بیوی	ماں	حقیقی بہنیں	ماں شریک بہنیں
۳	۲	۸	۲

اس مثال میں چوتھائی  $\frac{1}{4}$  کے ساتھ  $\frac{1}{4}$ ،  $\frac{2}{3}$ ،  $\frac{1}{3}$  سب ہی جمع ہیں، اس لئے مخرج مسئلہ ۱۲ ہے۔

**مسئلہ ۶** اگر آٹھواں حصہ دوسری قسم کے تمام حصوں یا بعض حصوں کے ساتھ آجائے تو مخرج مسئلہ چوبیس ہوگا۔<sup>(۲)</sup>

مثال-۱۔

مسئلہ ۲۴

بیوی	بیٹیاں	ماں	چچا
۳	۱۶	۲	۱

اس مثال میں آٹھواں، دو تہائی اور چھٹے کے ساتھ آیا ہے اس لئے مسئلہ چوبیس سے کیا گیا ہے۔

①....."الشریفة" شرح "السراجیة"، باب مخارج الفروض، ص ۵۳.

②....."السراجی"، باب مخارج الفروض، ص ۱۹.

مثال ۲۔ مسئلہ ۲۳

چچا	بیٹیاں ۲	بیوی
۵	۱۶	۳

### عول کا بیان

**مسئلہ ۱**۔ عول سے مراد اصطلاح فرائض میں یہ ہے کہ مخرج مسئلہ جب وراثہ کے حصوں پر پورا نہ ہوتا ہو یعنی حصے زائد ہوں اور مخرج کا عدد حصوں کے مجموعی اعداد سے کم ہو تو مخرج مسئلہ کے عدد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، اس طرح کی تمام وراثہ پر ان کے حصوں کی نسبت سے ہو جاتی ہے۔<sup>(۱)</sup> (درمختار ج ۵ ص ۵۳۷)

**مسئلہ ۲**۔ عول کا فیصلہ سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے عہد میں درج ذیل مسئلہ پیش آیا، آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عول کا مشورہ دیا۔  
مسئلہ ۶ ع ۸

شوہر	ماں	بہن
۳	۲	۳

اس پر کسی نے انکار نہ کیا۔<sup>(۲)</sup> (درمختار ج ۵ ص ۶۸۸) پھر بعد میں یہی طریقہ رائج ہو گیا، اب اس مسئلہ میں حصوں کی تعداد آٹھ ہے جب کہ مخرج چھ ہے لہذا دو عدد کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور ایک نشان ع۔ جو عول کا مخفف ہے لگا دیا گیا ہے۔  
**مسئلہ ۳**۔ چھ کا عول طاق عدد میں بھی ہوتا ہے اور بھفت میں بھی مگر یہ عول صرف دس تک ہوتا ہے۔<sup>(۳)</sup> (درمختار ج ۵ ص ۶۸۹)

مثال ۱۔ مسئلہ ۶ ع ۷

شوہر	بہن	بہن
۳	۲	۲

①....."الدرالمختار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۶۹.

②....."الدرالمختار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۶۹.

③.....المرجع السابق، ص ۵۷۰.

مثال-۲۔

مسئلہ ۸ ع

ماں	شوہر	بہن	بہن
۱	۳	۲	۲

مثال-۳۔

مسئلہ ۹ ع

ماں	شوہر	بہن	بہن	ماں شریک بھائی
۱	۳	۲	۲	۱

مثال-۴۔

مسئلہ ۱۰ ع

ماں	شوہر	بہن	بہن	ماں شریک بھائی	ماں شریک بھائی
۱	۳	۲	۲	۱	۱

**مسئلہ ۳** بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے مگر یہ عول جفت عدد میں نہیں ہوگا صرف طاق میں ہوگا۔<sup>(۱)</sup> (درمختار ج ۵

ص ۶۸۹ شریفیہ ص ۵۷)

مثال-۱۔

مسئلہ ۱۲ ع ۱۳

بیوی	بہن	بہن	ماں
۳	۲	۲	۲

مثال-۲۔

مسئلہ ۱۲ ع ۱۵

بیوی	بہن	بہن	ماں	ماں شریک بھائی
۳	۲	۲	۲	۲

مثال-۳۔

مسئلہ ۱۲ ع ۱۷

بیوی	بہن	بہن	ماں	ماں شریک بھائی	ماں شریک بھائی
۳	۲	۲	۲	۲	۲

**مسئلہ ۵** چوبیس ۲۴ کا عول صرف ستائیس ہے۔<sup>(۲)</sup> (درمختار ج ۵ ص ۶۸۹)

①....."الدرالمختار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۷۰.

②.....المرجع السابق.

مثال-۱۔

مسئلہ ۲۳۱ ع ۲

بیوی	بیٹی	بیٹی	ماں	باپ
۳	۸	۸	۴	۴

## اعداد کے درمیان نسبتوں کا بیان

تخریج مسائل کے وقت وراثت کی تعداد، انکے حصوں کی تعداد، مخرج مسئلہ کا عدد، سب ہی کو مد نظر رکھنا ہوتا ہے پھر ان اعداد کی باہمی نسبتیں بھی تخریج مسائل کے سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں ہم ان نسبتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

**تماثل:** اگر دو عدد آپس میں برابر ہیں تو ان میں تماثل کی نسبت ہے جیسے  $۴=۴$ ۔

**تداخل:** دو مختلف عددوں میں سے چھوٹا عدد اگر بڑے کو کاٹ دے یعنی بڑا چھوٹے پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو ان دونوں میں نسبت تداخل ہے جیسے ۱۶ اور ۴۔

**توافق:** دو مختلف عددوں میں سے اگر چھوٹا بڑے کو نہ کاٹے بلکہ ایک تیسرا عدد دونوں کو کاٹے تو ان دونوں میں نسبت توافق ہوگی جیسے ۸، ۲۰ اور ۴ کا مٹا ہے ان دونوں میں توافق بالربیع ہے اور ۵ میں کا عدد وفق ہے جب کہ دو آٹھ کا عدد وفق ہے۔

**تباين:** اگر دو مختلف عدد اس قسم کے ہوں کہ نہ تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو کاٹیں اور نہ ہی کوئی تیسرا ان کو کاٹے تو ان میں نسبت تباين ہے۔ جیسے ۱۰ اور ۹۔<sup>(۱)</sup>

## نسبتوں کی پہچان

دو عددوں میں مماثلت اور مساوات تو ظاہر ہی ہوتی ہے البتہ تداخل اور توافق اور تباين کی پہچان کا قاعدہ معلوم ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے۔

دو عددوں میں اگر چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم کر دے تو یہ تداخل ہے اور اگر پورا پورا تقسیم نہ کرے تو چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے تقسیم کریں اور اس کا جو باقی بچے اُس سے چھوٹے عدد کو تقسیم کریں پھر اس کا جو باقی بچے اس سے پہلے کے باقی کو تقسیم کریں اسی طرح ایک کو دوسرے سے تقسیم کرتے رہیں یہاں تک کہ باقی کچھ نہ بچے تو اگر آخری تقسیم کرنے والا عدد ایک ہے تو ان دو عددوں میں تباين ہے اور اگر ایک سے زیادہ دو تین چار وغیرہ کوئی عدد ہے تو ان میں توافق ہے اور اُس عدد کے نام کی مناسبت سے اس توافق کا نام بھی ہوتا ہے۔

①....."السراجی"، فصل فی معرفة التماثل والتداخل... إلخ، ص ۲۰، ۲۱۔



مثلاً آخری تقسیم کرنے والا عدد دو تھا تو توافق بال نصف اور تین تھا تو توافق بالثلث اور چار تھا تو توافق بالربع ہے۔ اس کی مثالیں یہ ہیں۔

۱۳ اور ۲۵ کو اور ۱۰ اور ۱۶ کو اور ۹ اور ۱۵ کو اس طرح تقسیم کیا جائے۔

۹ ) ۱۵ ( ۱	۱۰ ) ۱۶ ( ۱	۱۳ ) ۲۵ ( ۳
۹	۱۰	۳۹
۶ ) ۹ ( ۱	۶ ) ۱۰ ( ۱	۶ ) ۱۳ ( ۲
۶	۶	۱۲
۳ ) ۶ ( ۲	۳ ) ۶ ( ۱	۱ ) ۶ ( ۶
۶	۳	۶
x	۲ ) ۳ ( ۲	x
	۳	
	x	

پہلی مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد ایک ہے لہذا ۱۳ اور ۲۵ میں تین ہے۔ دوسری مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد دو ہے لہذا ۱۰ اور ۱۶ میں توافق بال نصف ہے۔ اور تیسری مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد تین ہے۔ لہذا ۹ اور ۱۵ میں توافق بالثلث ہے۔

توافق کی صورت میں ان دونوں عددوں کو تقسیم کرنے والے عدد سے ان دونوں کو تقسیم کر کے جو عدد حاصل ہوگا وہ اس کا وفق کہلاتا ہے مثلاً ۱۶ اور ۱۰ کو ۲ سے تقسیم کیا تو ۱۶ کا وفق ۸ ہے اور ۱۰ کا وفق ۵ ہے اور ۹ اور ۱۵ کو ۳ سے تقسیم کیا تو ۹ کا وفق ۳ ہے اور ۱۵ کا وفق ۵ ہے۔<sup>(۱)</sup>

**تصحیح:** اگر وارثوں کی تعداد اور اصل مسئلہ سے ملنے والے حصوں میں کسر واقع ہو جائے تو اس کسر کے دور کرنے کو تصحیح کہتے ہیں۔<sup>(۲)</sup> (ضوء السراج حاشیہ شریفیہ ص ۷۲) اور کبھی حصوں کے کم از کم عدد سے حاصل کرنے کو بھی تصحیح کہتے ہیں۔<sup>(۳)</sup> (شریفیہ ص ۷۲) یعنی اصل مسئلہ پر بھی تصحیح کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں مجموعی طور پر سات اصول کارفرما ہیں۔ تین تو حصوں اور اعداد و اوس (یعنی جو لوگ حصہ پانے والے ہیں انکی تعداد) کے درمیان ہیں اور چار خود اعداد و اوس کے درمیان ہیں۔

①..... "الشریفة" شرح "السراجیة"، فصل فی معرفة التماثل والتداخل... إلخ، ص ۵۸، ۵۷.

②..... "ضوء السراج" حاشیة "الشریفة"، باب التصحیح، ص ۶۱.

③..... "الشریفة" شرح "السراجیة"، باب التصحیح، ص ۶۱.

**مسئلہ ۱** اگر ہر فریق کے حصے اس پر بلا کسر کے منقسم ہو رہے ہیں تو تصحیح کی کوئی ضرورت نہیں۔<sup>(۱)</sup> (شریفیہ ص ۷۲)

مثال۔ ۱۔

مسئلہ ۶		
ماں	باپ	بیٹیاں ۲
۱	۱	۳

اب یہاں وارثوں کے تین فریق ہیں اور ہر فریق کو پورا پورا حصہ بغیر کسر کے مل گیا دو بیٹیاں جو ایک فریق ہیں ان کا مجموعی حصہ ۴ ہے جس میں سے دو دو ہر ایک کو مل گئے۔

**مسئلہ ۲** اگر ایک فریق پر کسر واقع ہو اور ان کے عدد سہام (حصوں کی تعداد) اور عدد رؤس میں نسبت توافق ہو تو اس فریق کے عدد رؤس کا عدد وفق نکال کر اسے اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور اگر مسئلہ عائکہ ہے تو اس کے مول میں ضرب دیں گے اب جو حاصل ہوگا وہ تصحیح مسئلہ ہے۔ پھر اسی عدد وفق کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دی جائے گی اس طرح اس فریق کا حصہ بلا کسر نکل آئے گا۔ اب رہا فریق کے ہر ہر فرد کا حصہ تو اس کی تخریج کا طریقہ ہم بعد میں بیان کریں گے۔<sup>(۲)</sup>

مثال۔ ۱۔

مسئلہ ۶ ت ۳۰		
ماں	باپ	المضروب ۵
۱	۱	۲
۵	۵	۲۰

صورت مذکورہ میں کسر صرف ایک فریق پر تھی یعنی بیٹیوں پر، انکے عدد رؤس ۱۰ اور عدد سہام ۴ میں توافق بالصف ہے، یعنی دونوں کو کاٹنے والا عدد ۲ ہے۔ لہذا اس کا عدد وفق ۵ نکلا۔ اب اس کو ہم نے اصل مسئلہ (جو ۶ سے ہے) میں ضرب دیا تو ہمیں حاصل ضرب نکلا۔ یہ تین تصحیح مسئلہ ہے جس کو ”ت“ سے ظاہر کیا گیا ہے جو تصحیح کا مخفف ہے پھر اسی مضروب ۵ کو ہر فریق کے حصے سے ضرب دی گئی جس سے ہر فریق کا حصہ بلا کسر معلوم ہو گیا۔

مثال۔ ۲۔

مسئلہ ۱۲ ت ۱۵ ت ۳۵			
شوہر	ماں	باپ	بیٹیاں ۶
۳	۲	۲	۸
۹	۶	۶	۲۴

①..... ”الشریفیۃ“ شرح ”السراجیۃ“، باب التصحیح، ص ۶۱۔

②..... المرجع السابق، ص ۶۲۔

اس صورت میں حصے مخرج مسئلہ سے بڑھ گئے تھے، لہذا مسئلہ عائد ہو گیا پھر سہام اور رؤس میں نسبت دیکھی گئی تو صرف ایک ہی فریق پر کسر تھی، وہ بیٹیاں ہیں، ان کے اور ان کے حصوں کے درمیان نسبت توافقاً بال نصف ہے لہذا ہم نے عدد رؤس کے عدد وفاق کو عول مسئلہ میں ضرب دی اور اس طرح حاصل ضرب مخرج مسئلہ بن گیا۔ پھر اسی مضروب کو ہر فریق کے حصے سے ضرب دے دی گئی۔<sup>(1)</sup>

**مسئلہ ۳** - اگر کسر ایک ہی فریق پر ہو مگر ان کے عدد سہام اور عدد رؤس میں نسبت بتاؤں ہو تو تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ جس فریق پر کسر ہے اس کے کل عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں یا عول مسئلہ میں (اگر مسئلہ عائد ہے) ضرب دیں اور اسی طرح ہر فریق کے حصے میں۔

مثال - ۱۔ مسئلہ ۱۸ المضروب ۳

شوہر	دادی	اخوات الام ۳
$\frac{۳}{۹}$	$\frac{۱}{۳}$	$\frac{۲}{۶}$

مثال - ۲۔ مسئلہ ۳۵ المضروب ۵

شوہر	بہنیں - ۵
$\frac{۳}{۱۵}$	$\frac{۲}{۲۰}$

**مسئلہ ۴** - مذکورہ تین اصول اس وقت جاری ہوں گے جب کسر ایک فریق پر ہو لیکن ایک سے زائد فریقوں پر کسر ہونے کی صورت میں مندرجہ ذیل چار اصولوں سے کام لیا جائے گا۔<sup>(2)</sup>

**مسئلہ ۵** - اگر کسر ایک سے زائد فریقوں پر ہو تو رؤس اور رؤس کے درمیان نسبت دیکھی جائے گی اگر اعداد رؤس آپس میں متماثل ہوں تو کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں یا اس کے عول میں (اگر مسئلہ عائد ہو) ضرب دیں گے پھر اسی مضروب کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دیں گے۔<sup>(3)</sup>

مثال - ۱۔ مسئلہ ۱۸ المضروب ۳

بیٹیاں ۶	دادیاں ۳	چچا ۳
$\frac{۳}{۱۲}$	$\frac{۱}{۳}$	$\frac{۱}{۳}$

①..... "الشریفة" شرح "السراجیة"، باب التصحیح، ص ۶۲.

②..... المرجع السابق، ص ۶۳.

③..... المرجع السابق، ص ۶۳، ۶۴.

توضیح اس کی یہ ہے کہ اصل مسئلہ ۶ سے ہو جس میں سے ۶ بیٹیوں کو دو تہائی یعنی ۴ ملے اب چونکہ چار، چھ پر پوری طرح تقسیم نہیں ہوتا اور ۴-۶ میں توافق (1) ہے، لہذا ۶ کا وفق عدد ۳ ہو گیا اور تین دادیوں کو ایک اور تینوں چچوں کو ایک ملا جو ان پر پورا تقسیم نہیں ہوتا اب ہمارے پاس یہ عدد رؤس ہیں ۳-۳-۳، ان میں تماثل ہے لہذا کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور پھر مضروب کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دی جائے گی۔

**مسئلہ ۶** - اگر کسر ایک سے زائد فریقوں پر ہے مگر ان کے اعداد رؤس میں آپس میں نسبت متداخل ہے تو جو بڑا عدد ہے اسے اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے یا اگر عائلمہ ہے تو اسکے عول میں دیں گے۔ (2)

**مسئلہ ۷** - اگر کسر وارثوں کے ایک سے زائد فریقوں پر ہو اور ان کے اعداد رؤس میں توافق ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک عدد رؤس کے وفق کو دوسرے فریق کے کل عدد رؤس میں ضرب دیں گے۔ پھر حاصل ضرب کی نسبت تیسرے فریق کے عدد رؤس سے دیکھیں گے۔ اگر ان میں توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں گے اور اگر حاصل ضرب اور تیسرے فریق کے عدد رؤس میں بتابین کی نسبت ہو تو پورے ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دے لیں گے۔ پھر حاصل ضرب کو چوتھے فریق کے عدد رؤس کے ساتھ اسی طرح دیکھیں گے۔ اگر توافق ہوگا تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل عدد میں ضرب دیں گے اور اگر بتابین ہو تو ایک عدد کو دوسرے سے ضرب کر دیں گے۔ اسی طرح جتنے فریق میں کسر ہوگی، کریں گے۔ آخر میں جو حاصل ضرب ہوگا اس کو اصل مسئلہ میں یا عول والے مسئلے میں عول سے ضرب دے دیں گے اور اسی عدد کو ہر فریق کے حصے میں بھی ضرب دے دیں گے۔ (3)

1..... بہار شریعت میں اس مقام پر ”تداخل“ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل لفظ یہاں پر ”توافق“

ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمیه

2..... ”الشریفة“ شرح ”السراجیة“، باب التصحیح، ص ۶۴۔

مسئلہ ۱۲ تا ۱۳

مثال۔

بیویاں -۴- دادیاں -۳- چچا -۱۲-

۴                      ۲                      ۳  
۸۴                      ۲۴                      ۳۶

توضیح: اصل مسئلہ ۱۲ ہے جس سے سمدس یعنی دو حصے تین دادیوں کے ہیں لیکن دو، تین میں بتابین ہے لہذا اجادات کی تعداد تین ہی رہے گی چوتھائی بیویوں کا یعنی تین حصے لیکن تین اور چار میں بھی بتابین ہے اس لیے زوجات کی تعداد بھی یہی رہے گی باقی مال اعمام (چچوں) کو بطور عصبہ ملے گا اور وہ سات حصے ہیں لیکن اعمام کی تعداد ۱۲ ہے جبکہ ۱۲ اور ۱۲ میں بھی بتابین ہے اس لیے اعمام کی تعداد ۱۲ ہی رہے گی پھر ہم نے عدد رؤس کی آپس میں نسبت دیکھی تو زوجات اور اجادات کی تعداد یعنی ۱۲ اور ۱۲ میں متداخل ہے لہذا ہم نے بڑے عدد رؤس ۱۲ کو اصل مسئلہ ۱۲ میں ضرب دی تو ایک سو چالیس حصے ہو گئے اب ہر فریق کے حصے کو مضروب یعنی ۱۲ سے ضرب دیں گے پس بیویوں کے ۳۶، دادیوں کے ۲۴ اور چچوں کے ۸۴ حصے ہوں گے جو کہ ہر فریق کے عدد رؤس پر پورے پورے تقسیم ہو جائیں گے۔... علمیه

3..... ”الشریفة“ شرح ”السراجیة“، باب التصحیح، ص ۶۵۔

مثال - (1)

المضروب ۱۸۰		مسئلہ ۲۴ ت ۳۳۲۰	
بیٹیاں ۱۸ (۹)	دادیاں ۱۵	بیٹیاں ۱۸	بیویاں ۲
چچا ۶		۱۶	۳
۱	۴	۲۸۸۰	۵۴۰
۱۸۰	۷۲۰		

جیسا کہ آپ واضح طور پر دیکھ رہے ہیں اس مسئلہ میں ہر فریق پر کسر ہے لہذا ہم پہلے تو اعداد سہام (2) اور اعداد رؤس (3) کی نسبت دیکھیں گے تو ۳-۲ میں بتاؤں ہے لہذا یہ اعداد یونہی رہیں گے۔ ۱۸، ۱۶ میں توافق بال نصف ہے لہذا ۱۸ کا عدد وفق نکالیں گے جو ۹ ہے اب گویا یہ عدد ۹ ہی ہے اور رؤس کے درمیان نسبت دیکھتے ہوئے ۱۸ کا لحاظ نہ ہوگا۔ بلکہ ۹ کا ہی ہوگا۔ ۲، ۱۵ اور ۱۶ میں بھی نسبت بتاؤں ہے۔ لہذا یہ اعداد بھی اپنی جگہ ہی رہیں گے اب رؤس کی نسبت دیکھی گئی تو ۴-۶ میں نسبت توافق ہے تو ان میں سے کسی ایک کا عدد وفق نکال کر دوسرے میں ضرب دے سکتے ہیں یہاں ۶ کا عدد وفق نکالا تو تین ۳ نکلا اب ۴ کو تین میں ضرب دی تو ۱۲ حاصل ہوئے اب ۱۲ اور ۹ میں بھی نسبت توافق بالثلث کی ہے تو ۹ کا عدد وفق نکالا جو ۳ ہے اور ۱۲ کو ۳ میں ضرب دی ۳۶ حاصل آیا۔ اب ۳۶ اور ۱۵ میں بھی توافق بالثلث ہے لہذا ۱۵ کے عدد وفق کو ۵ کو ۳۶ میں ضرب دی تو ۱۸۰ حاصل ہوئے اب اس کو اصل مسئلہ ۲۴ میں ضرب دی تو ۴۳۲۰ چار ہزار تین سو بیس حاصل آیا جو مخرج مسئلہ ہے پھر اسی مضروب ۱۸۰ کو ہر فریق کے حصہ میں ضرب دی گئی تو وہ حاصل آیا جو ہم نے ہر ایک فریق کے نیچے لکھ دیا ہے۔

**مسئلہ ۸** اگر کسر ایک سے زائد فریقوں پر ہو اور اعداد میں بتاؤں ہو تو کسی ایک کو دوسرے عدد رؤس میں ضرب دی جائے گی پھر اس کی نسبت دوسرے عدد رؤس سے دیکھی جائے گی اگر بتاؤں کی نسبت ہو تو اس کو دوسرے عدد رؤس سے ضرب دیں گے اور بالآخر جو حاصل ہوگا اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔ (4)

مثال - مسئلہ ۲۴ ت ۵۰۴۰ المضروب ۲۱۰

المضروب ۲۱۰		مسئلہ ۲۴ ت ۵۰۴۰	
بیٹیاں ۱۰ (۵)	دادیاں ۶ (۳)	بیٹیاں ۱۰	بیویاں ۲
چچا ۷		۱۶	۳
۱	۴	۳۳۶۰	۶۳۰
۲۱۰	۸۴۰		

توضیح = اب ۳-۲ میں بتاؤں ہے لہذا یہ اسی طرح رہیں گے اور ۶-۱۰ میں توافق بال نصف ہے تو ۶ کا عدد وفق ۳ نکال لیا گیا۔ اس طرح ۱۰-۱۶ میں توافق بال نصف ہے تو ۱۰ کا عدد وفق نکال لیا جو ۵ ہے اور ۷ میں بتاؤں ہے لہذا وہ اپنی جگہ رہا۔ اب ہمارے پاس یہ اعداد رؤس ہیں ۲-۳-۵۔ یہ سب آپس میں متباہن ہیں۔ لہذا ۲ کو ۳ میں ضرب دی تو حاصل ۶ ہوا۔ اس کو ۵ میں ضرب دی تو ۳۰ حاصل ہوا۔ اس کو ۷ میں ضرب دی تو حاصل ۲۱۰ دو سو دس آیا۔ اب اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل پانچ ہزار چالیس

①..... یہ مثال مسئلہ ۶ کے تحت مذکور تھی جبکہ یہ مسئلہ کی مثال ہے لہذا ہم نے اسے مسئلہ ۷ کے تحت ذکر کر دیا۔... علمہ

②..... حصول کی تعداد۔

③..... ہر فریق کی تعداد۔

④..... "الشرفیة" شرح "السراجیة"، باب التصحیح، ص ۶۶۔

آیا، ۵۰۴۰۔ اور یہ مخرج مسئلہ ہے، پھر اسی مضروب ۲۱۰ کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دی تو وہ حاصل آیا جو ہر فریق کے نیچے لکھا ہے۔

**مسئلہ ۹** استقراء سے (۱) یہ بات ثابت ہے کہ چار فریقوں سے زائد پر کسر نہیں آسکتی۔ (۲) (شریفیہ ص ۷۸)

## ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا اصول

ہر فریق یا وارثوں کے ہر گروپ کا مجموعی حصہ معلوم کرنے کا طریقہ تو ہم بیان کر چکے ہیں اب اگر ہر گروپ کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کے کئی طریقے ہیں چند ہم ذکر کرتے ہیں۔

① ہر فریق کے حصہ کو (جو اس فریق کو اصل مسئلہ سے ملا ہے) ان کے عدد رؤس پر تقسیم کر دیں پھر جو خارج قسمت ہے اسے اس عدد میں ضرب دیں جس کو صحیح کے لئے اصل مسئلہ میں ضرب دیا تھا، اب جو حاصل ہوگا وہ اس فریق کے ہر فرد کا حصہ ہوگا۔ (۳)

مثال۔

المضروب ۲۱۰	مسئلہ ۲۴ ت ۵۰۴۰		
بیٹیاں - ۱۰	دادیاں - ۶	بیویاں - ۲	چچا - ۷
$\frac{16}{3360}$	$\frac{2}{840}$	$\frac{3}{630}$	$\frac{1}{210}$
لک	لک	لک	لک
۳۳۶	۱۴۰	۳۱۵	۳۰

توضیح = اب اس مسئلہ میں بیویوں کو ۳ ملے جبکہ عدد رؤس ۲ ہے لہذا ہم نے ۳ کو دو پر تقسیم کیا تو خارج قسمت  $\frac{۱}{۲}$  نکلا پھر اس کو المضروب ۲۱۰ میں ضرب دیا تو حاصل ۳۱۵ آیا جو ہر بیوی کا حصہ ہے اس کو قاعدہ کے مطابق فریق کے حصہ کے نیچے لکھ دیا گیا۔ لک دراصل نکل واحد (ہر ایک کا) کا مخفف ہے۔ اس طرح بیٹیوں کا مجموعی حصہ ۱۶ ہے اور عدد رؤس ۱۰ ہے، لہذا ۱۶ کو ۱۰ پر تقسیم کیا گیا  $\frac{۳}{۵}$  پھر اس کو مضروب ۲۱۰ میں ضرب دیا گیا تو ۳۳۶ حاصل ہوا اور یہی ہر بیٹی کا حصہ ہے یہی عمل تمام فریقوں کے ساتھ کیا جائے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ المضروب کو فریق کے اعداد رؤس پر تقسیم کر دیا جائے پھر خارج قسمت کو اسی فریق کے حصہ میں (جو اصل مسئلہ سے ان کو ملا ہے) ضرب دے دیا جائے تو حاصل ہر فرد کا حصہ ہوگا۔ اب مذکورہ مثال ہی کو لے لیں اس میں

①..... غور و فکر سے، تجربے سے۔

②..... "الشریفة" شرح "السراجیة"، باب التصحیح، ص ۶۷.

③..... المرجع السابق، فصل فی معرفة نصیب کل فریق، ص ۶۸.

بیویوں کا حصہ ۳ ہے اور ان کی تعداد ۲ ہے، جب مضروب (جس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تھی) ۲۱۰ کو ۲ پر تقسیم کیا تو ایک سو پانچ حاصل ہوا۔ اب اسکو بیویوں کے مجموعی حصے ۳ سے ضرب دی تو ۳۱۵ حاصل ہوا جو ہر بیوی کا انفرادی حصہ ہے۔ یہی عمل دوسرے فریقوں کے ساتھ کیا جائے گا۔<sup>(1)</sup>

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کے حصہ کو (جو اصل مسئلہ سے اس کو ملا ہے) ان کے عدد رؤس سے نسبت دیں پھر اس نسبت کے لحاظ سے مضروب سے اس فریق کے ہر فرد کو دے دیں، مثلاً اسی مسئلہ میں جب بیویوں کے حصہ ۳ کو عدد رؤس ۲ سے نسبت دی  $\frac{1}{2}$  کی نسبت نکلی، اب اسی نسبت کے اعتبار سے مضروب سے ہر بیوی کو دیا تو ۳۱۵ آیا۔ یہی عمل ہر ایک فریق کے ساتھ کیا جائے گا، اس کے علاوہ اور طریقے بھی ہیں جو حساب داں حضرات<sup>(2)</sup> کے لئے مشکل نہیں۔<sup>(3)</sup>

## وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ

جو کچھ مال میت نے چھوڑا ہو اس کی تقسیم اسی ترتیب پر ہوگی جس کا ذکر شروع کتاب میں ہوا۔ اب وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ ذکر کیا جاتا ہے۔

① اگر ترکہ اور تصحیح میں مماثلت ہو تو ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں اور مسئلہ درست ہے۔<sup>(4)</sup>

مثال۔

ترکہ ۶ روپیہ	مسئلہ ۶	
بیٹیاں ۴	باپ ۱	ماں ۱
۴	۱	۱

توضیح = اب ترکہ یعنی وہ مال جو میت نے چھوڑا ہے اس کا عدد ۶ ہے جو ۶ سے مماثلت رکھتا ہے اس لئے پورا پورا تقسیم ہو گیا۔

مسئلہ ۱ اگر میت کے پاس کچھ نقد روپیہ ہو اور کچھ دوسرا مال تو سب کی مناسب قیمت لگائی جائے پھر تقسیم کیا جائے۔

مسئلہ ۲ اگر ترکے اور تصحیح میں بتاؤں ہو تو وارث کے سہام کو<sup>(5)</sup> جو تصحیح سے ملے ہیں کل ترکے میں ضرب دیں

اور حاصل ضرب کو تصحیح سے تقسیم کریں جو جواب ہو گا وہ اس وارث کا حصہ ہے۔<sup>(6)</sup>

①....."الشریفة" شرح "السراجیة"، باب التصحیح، فصل فی معرفة نصیب کل فریق، ص ۶۸.

②.....علم حساب کے ماہرین۔

③....."الشریفة" شرح "السراجیة"، باب التصحیح، فصل فی معرفة نصیب کل فریق، ص ۶۹.

④.....المرجع السابق، ص ۷۰.

⑤.....حصول کو۔

⑥....."الشریفة" شرح "السراجیة"، باب التصحیح، فصل فی قسمة التركات... إلخ، ص ۷۰.

ترکہ ۷ روپے			مسئلہ ۶
باپ	ماں	بنت	بنت
۱	۱	۲	۲

توضیح = اس صورت میں تصحیح کا عدد چھ ہے اور ترکہ سات روپیہ ہے چھ اور سات میں تباہین ہے اس لئے ایک لڑکی کے حصے یعنی دو کو سات میں ضرب دیا تو حاصل ضرب چودہ ہوا۔ اس کو چھ سے تقسیم کیا تو  $\frac{1}{3}$  ۲ روپیہ بیٹی کا حصہ ہوا اور باپ کا ترکہ ایک ہے اس کو ۷ سے ضرب دیا تو ۷ ہوئے اس کو ۶ سے تقسیم کیا تو  $\frac{1}{6}$  ۱ روپیہ باپ کا حصہ ہوا۔

**مسئلہ ۳** اگر ترکہ اور تصحیح میں توافق ہو تو وارث کے سهام کو ترکہ کے وفق میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق سے تقسیم کریں جو جواب ہو گا وہ اس وارث کا حصہ ہے۔<sup>(1)</sup>

ترکہ ۱۵ روپے			مسئلہ ۲/۶
بیٹی	ماں	باپ	
۳	۱	۲	

توضیح:- تصحیح کا عدد چھ ہے اور ترکہ پندرہ روپیہ۔ چھ اور پندرہ میں توافق بالثلث ہے۔ چھ کا وفق دو ہوا اور پندرہ کا وفق پانچ۔ لہذا باپ کے حصے یعنی دو کو پندرہ کے وفق پانچ میں ضرب دیا حاصل ضرب دس ہوا۔ دس کو چھ کے وفق دو سے تقسیم کیا تو پانچ جواب آیا۔ یہ باپ کا حصہ ہے بیٹی کے حصے تین کو پندرہ کے وفق پانچ میں ضرب دیا تو پندرہ ہوا۔ اسے چھ کے وفق دو سے تقسیم کیا تو  $\frac{1}{3}$  ۷ بیٹی کا حصہ ہوا۔ ماں کے حصے ایک کو پانچ پر ضرب دیا تو جواب پانچ ہوا۔ اس کو دو سے تقسیم کیا تو جواب  $\frac{1}{2}$  ۲ ہوا، یہ ماں کا حصہ ہے۔

**قاعدہ:** اگر ترکہ اور تصحیح مسئلہ میں متداخل ہو تو چھوٹے عدد سے بڑے عدد کو تقسیم کرنے کے بعد جو جواب آئے گا اس کو اس عدد کا وفق مان کر وہی عمل کیا جائے گا جو توافق کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر ترکہ کا عدد تصحیح سے زیادہ ہے تو تصحیح سے ترکہ کو تقسیم کرنے کے بعد جو عدد حاصل ہوگا اس کو ہر وارث کے سهام میں ضرب دے دینے سے اس وارث کا حصہ معلوم ہو جائے گا اور اگر تصحیح کا عدد ترکہ سے زیادہ ہے تو ترکہ سے تصحیح کو تقسیم کر کے جو عدد حاصل ہوگا وہ تصحیح کا وفق ہوگا اس سے ہر وارث کے سهام کو تقسیم کرنے سے اس وارث کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔<sup>(2)</sup>

①....."الشریفة" شرح "السراجیة"، باب التصحیح، فصل فی قسمة التركات... إلخ، ص ۷۰.

②.....المرجع السابق، ص ۷۱.



مسئلہ ۶

اب	ام	بنت
۲	۱	۳

توضیح: تصحیح مسئلہ چھ اور ترکہ اٹھارہ روپیہ میں داخل ہے تو چھ سے اٹھارہ کو تقسیم کیا تو تین جواب آیا۔ تین کو بیٹی کے حصے یعنی تین سہام کو اٹھارہ کے فوق تین میں ضرب دیا تو نو روپیہ بیٹی کا حصہ ہو گیا۔ اسی طرح دوسرے وارثوں کا نکال دیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۳/۲

اب	ام	بنت	زوجہ
۵	۴	۱۲	۳

توضیح: تصحیح کے عدد چوبیس اور ترکہ کے عدد بارہ میں داخل ہے تو بارہ سے چوبیس کو تقسیم کیا جواب دو آیا۔ یہ چوبیس کا فوق ہے بیٹی کا حصہ جو بارہ سہام تھا اسے دو سے تقسیم کیا تو لڑکی کا حصہ چھ روپے ہو گیا اور باپ کے پانچ سہام کو دو سے تقسیم کیا تو  $\frac{1}{4}$  روپیہ باپ کا حصہ ہوا۔ ماں کے چار سہام کو دو سے تقسیم کیا تو دو روپیہ ماں کا حصہ ہوا۔ بیوی کے تین سہام کو دو سے تقسیم کیا ڈیڑھ روپیہ بیوی کا حصہ ہو گیا۔

**مسئلہ ۳** اگر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کو جو کچھ اصل مسئلہ سے ملا ہے تو توافق کی صورت میں اسے ترکہ کے فوق میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ کے فوق پر تقسیم کریں اب جو خارج ہوگا وہ اس فریق کا حصہ ہے۔ (1)

مثال = مسئلہ ۶ تعول الی ۹ (۳) ترکہ ۳۰/ روپے

شوہر	بہنیں - ۴	ماں شریک بہنیں - ۲
$\frac{۳}{۱۰}$	$\frac{۴}{۱۳}$	$\frac{۲}{۶}$

توضیح = بہنوں کو اصل مسئلہ سے مجموعی طور پر ۴ ملے تھے ان چار کو ترکہ کے فوق ۱۰ میں ضرب دی تو حاصل ۴۰ آیا۔ اب اس ۴۰ کو فوق مسئلہ پر تقسیم کیا تو خارج قسمت  $\frac{1}{13}$  آیا۔ یہی چار بہنوں کے ترکہ سے مجموعی حصہ ہے، یہی حال باقی فریقوں کا ہے۔

**مسئلہ ۵** اگر تصحیح اور ترکہ میں تباہی کی نسبت ہو تو ہر فریق کے حصہ کو کل ترکہ میں ضرب دیں گے اور حاصل کو کل تصحیح پر تقسیم کر دیں گے اب خارج قسمت اس فریق کا مجموعی حصہ ہوگا۔ (2)

1..... "الشریفة" شرح "المسراجیة"، باب التصحیح، فصل فی قسمة التركات... إلخ، ص ۷۱.

2..... المرجع السابق.

مثال =	مسئلہ ۶ تعول الی ۹	ترکہ ۳۲ روپے
	شوہر	ماں شریک بہنیں - ۲
	$\frac{۳}{۳}$	$\frac{۲}{۲}$
	$\frac{۲}{۱۰}$	$\frac{۱}{۷}$

**مسئلہ ۶** اگر فریق کے ہر ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔<sup>(۱)</sup> صرف فرق اتنا ہے کہ بجائے فریق کے حصے کو ضرب دینے کے ہر ہر فرد کے حصے کو ضرب دی جائے گی۔

مثال =	مسئلہ ۶ تعول الی ۹ (۳)	ترکہ ۳۰۱ روپے <sup>(۱۰)</sup>
	شوہر	ماں شریک بہنیں - ۲
	$\frac{۳}{۱۰}$	$\frac{۲}{۲}$
	$\frac{۱}{۱۳}$	$\frac{۲}{۶}$
	لک $\frac{۱}{۳}$	لک $\frac{۱}{۳}$

توضیح: اب مثال مذکور میں شوہر کا حصہ تو واضح ہے، ایک بہن کا حصہ اگر معلوم کرنا ہو تو ایک بہن کے حصہ کو وفق ترکہ میں ضرب دیں گے یعنی ایک کو دس میں دیں گے تو حاصل دس آیا اب دس کو تین پر تقسیم کیا تو حاصل  $\frac{۱}{۳}$  آیا۔

## قرض خواہوں میں مال کی تقسیم

**مسئلہ ۱** اگر میت کا مال اتنا ہے کہ ہر قرض خواہ کو اس کا پورا پورا حق مل سکتا ہے جب تو ظاہر ہے کسی تکلف کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر صورت یہ ہو کہ قرض خواہ<sup>(۲)</sup> زائد ہیں اور ترکہ کم ہے اب کسی ایک کو پورا ادا کرنا اور باقی کو کم دینا انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ اس لئے ایک ایسا طریقہ وضع کیا گیا ہے کہ ہر قرض خواہ کو انصاف سے مل جائے، اور وہ یہ کہ ہر قرض خواہ کا دین بمنزلہ ہم کے تصور کیا جائے اور تمام قرض خواہوں کے قرض کا مجموعہ بمنزلہ تصحیح یعنی مخرج مسئلہ کے تصور کیا جائے اور پھر وہی عمل کیا جائے جو تقسیم ترکہ میں ہوتا ہے۔

مثلاً۔ ایک شخص مر گیا اور ترکہ ۹ روپے چھوڑے جب کہ اس پر ایک شخص ۱۰ روپے تھے۔ دوسرے کے ۵ تو مجموعہ ۱۵

①..... یعنی مسئلہ ۴ کے تحت جو مذکور ہوا۔ ②..... یعنی میت جن کا مقروض تھا۔

روپے ہوا۔ اس کو بمنزلہ مخرج مسئلہ کے کیا، اور ۹-۱۵ میں توافق بالثبوت ہے اب ہم نے دس والے کو (جو ایک شخص کا قرض تھا) ۳ میں (جو فوق ترکہ ہے) ضرب دی تو حاصل تیس آیا اب اس حاصل کو فوق تصحیح (۵) پر تقسیم کیا تو خارج دس والے کا حصہ قرار پایا اور وہ ۶ ہے۔<sup>(۱)</sup>

مثال۔	مسئلہ ۱۵ (۵)	ترکہ ۹ روپے (۳)
	قرض زید ۱۰	قرض خالد ۵
	۱۰	۵
	۶ روپیہ	۳ روپیہ

اس پر قیاس کرتے ہوئے تباین کی صورت کا حل کچھ مشکل نہ ہوگا۔

### تخارج کا بیان

اس سے مراد یہ ہے کہ وارثوں میں کوئی یا قرض خواہوں میں سے کوئی تقسیم ترکہ سے پہلے میت کے مال میں سے کسی معین چیز کو لینا چاہے اور اس کے عوض اپنے حق سے دستبردار ہو جائے خواہ وہ حق اس چیز سے زائد ہو یا کم اور اس پر تمام ورثہ یا قرض خواہ متفق ہو جائیں تو اس کا نام فقہ کی اصطلاح میں ”تخارج“ یا ”تصالح“ ہے۔ اس صورت میں طریق تقسیم یہ ہے کہ اس شخص کے حصہ کو تصحیح سے خارج کر کے باقی مال تقسیم کر دیا جائے۔<sup>(۲)</sup> (شریعیہ ص ۸۵، درمختار ج ۵ ص ۵۶۵)

مثلاً۔ ایک عورت نے ورثہ میں شوہر، ماں اور چچا چھوڑے، اب شوہر نے کہا میں اپنا حصہ مہر کے بدلہ چھوڑتا ہوں، اس پر باقی ورثہ راضی ہو گئے تو مال اس طرح تقسیم ہوگا۔

مثال۔	مسئلہ ۳
	ماں
	۲
	چچا
	۱

توضیح: اب اصل مسئلہ شوہر کے ہوتے ہوئے ۶ تھا جس میں سے ۳ شوہر کو ملنا تھے اور تہائی ۲۔ ماں کو ملنا تھے، جبکہ چچا کا تھا، اس لئے شوہر کا حصہ مہر کے عوض ساقط ہو گیا اور باقی وارثوں کے حصے حسب سابق رہے۔ خلاصہ یہ کہ وارثوں کو وہی حصے ملیں گے جو تخارج سے قبل خارج ہونے والے وارث کی موجودگی میں ملتے تھے۔<sup>(۳)</sup> (درمختار ج ۵ ص ۵۶۵)

①....."الشریعیۃ" شرح "السراجیۃ"، باب التصحیح، فصل فی قسمة التركات... إلخ، ص ۷۲، ۷۳.

②....."الشریعیۃ" شرح "السراجیۃ"، فصل فی التخارج، ص ۷۳، ۷۴.

③....."الدر المختار"، کتاب الفرائض، باب المخارج، ج ۱۰، ص ۶۰۲.

## رد کا بیان

**مسئلہ ۱** ردّ عول کی ضد ہے کیونکہ عول میں حصے مخرج سے زائد ہو جاتے ہیں اور مخرج مسئلہ میں اضافہ کرنا پڑتا ہے جب کہ ردّ میں حصے گھٹ جاتے ہیں اور مخرج مسئلہ میں کمی کرنا پڑتی ہے، اب اگر یہ صورت واقع ہو کہ مخرج سے اصحاب فرائض کو ان کے مقررہ حصوں کے دینے کے بعد بھی کچھ بچ جائے اور کوئی عصبہ بھی موجود نہ ہو تو باقی ماندہ کو اصحاب فرائض پر ان کے حصوں کی نسبت سے دوبارہ تقسیم کیا جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (شریفیہ ص ۸۶، عالمگیری ج ۶ ص ۳۶۹، درمختار ج ۵ ص ۵۳۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۳۷)

**مسئلہ ۲** شوہر اور بیوی پر ردّ نہیں کیا جائے گا، جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔<sup>(۲)</sup> (شریفیہ ص ۸۶ و محیط سرخسی بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۳۶۹، درمختار ج ۵ ص ۵۳۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۳۷)

اس زمانے میں بیت المال کا نظام نہیں ہے اس لئے زوجین<sup>(۳)</sup> پر ردّ کر دیا جائے گا جب کہ اور کوئی وارث نہ ہو۔<sup>(۴)</sup> (شامی و درمختار ج ۵ ص ۶۸۹)

**مسئلہ ۳** ردّ کے مسائل چار اقسام پر مشتمل ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ مسئلہ میں ان وارثوں میں سے جن پر ردّ ہوتا ہے صرف ایک قسم ہو اور جن پر ردّ نہیں ہوتا ہے یعنی (زوجین) میں سے کوئی نہ ہو اس صورت میں مسئلہ ان کے عدد رؤس سے کیا جائے گا کیونکہ مال سب کا سب انہی کو دینا ہے اور چونکہ رؤس و مخرج میں تماثل ہے اس لئے مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔<sup>(۵)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۳۶۹، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۳۷)

مثال - ۱	بالرد مسئلہ ۲	مثال - ۲	بالرد مسئلہ ۲
بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱	۱	۱	۱

**مسئلہ ۴** اگر مسئلہ میں ایک سے زائد اجناس<sup>(۶)</sup> ان وارثوں کی ہیں جن پر ردّ ہوتا ہے اور جن پر ردّ نہیں ہوتا ہے وہ نہیں ہیں تو مسئلہ ان کے سہام سے کیا جائے گا۔<sup>(۷)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۳۶۹، درمختار ج ۵ ص ۵۳۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۳۷)

① ..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الرابع عشر فی الردّ وهو ضدّ العول، ج ۶، ص ۴۶۹.

و "الشریعیۃ" شرح "السراجیۃ"، باب الردّ، ص ۷۴، ۷۵.

② ..... "الشریعیۃ" شرح "السراجیۃ"، باب الردّ، ص ۷۴، ۷۵.

③ ..... یعنی میاں بیوی۔

④ ..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۷۰.

⑤ ..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب الرابع عشر فی الردّ وهو ضدّ العول، ج ۶، ص ۴۶۹.

⑥ ..... اقسام۔

⑦ ..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۷۲.

مثال - ۱۔

بالرد مسئلہ ۲	
ماں شریک بہن	دادی
۱	۱

توضیح = اس مسئلہ میں دادی کا حصہ چھٹا ہے اور ماں شریک بہن کا بھی یہی ہے، مسئلہ اگر ۶ سے کیا جاتا ہے تو ہر ایک کو ایک ایک ملتا اور ۴ بچتے، اس لئے مسئلہ انکے سہام یعنی ۲ سے کر دیا گیا۔

مثال - ۲۔

ماں شریک بہنیں - ۲۔	ماں
۲	۱

توضیح = چونکہ ماں شریک بہنیں دو ہیں، اس لئے انکا مقررہ حصہ ثلث  $\frac{1}{3}$  ہے، جبکہ ماں کا حصہ چھٹا ہے۔ اب اگر مسئلہ ۶ سے کیا جائے تو بہنوں کو چھ میں سے ۲ ملتے ہیں اور ماں کو ایک۔ لہذا ان کے مجموعی سہام <sup>(۱)</sup> ۳ ہوئے پس بجائے اس کے کہ ۶ سے مسئلہ کریں ۳ ہی سے کر دیا۔ اس طرح فرض حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچا وہ بھی انہی کی طرف ردّ ہو گیا۔

مثال - ۳۔

بالرد مسئلہ ۴	
بیٹی	پوتی
۳	۱

توضیح: اصل مسئلہ ۶ سے تھا جن میں سے نصف (یعنی ۳) بیٹی کا ہے اور چھٹا یعنی ایک پوتی کا ہے تو کل حصے ۴ ہوئے انہی سے مسئلہ کر دیا گیا۔

مثال - ۴۔

بالرد مسئلہ ۵	
بیٹی - ۲۔	ماں
۲	۱

توضیح: چونکہ بیٹیاں ۲ ہیں ان کو چھ کا دو تہائی یعنی ۴ ملنا ہے جب کہ ماں کو ایک ملے گا اس طرح مجموعی سہام ۵ بنتے ہیں اور انہی سے مسئلہ کر دیا گیا۔

مثال - ۵۔

بالرد مسئلہ ۵		
بیٹی	پوتی	ماں
۳	۱	۱

①..... کل حصے۔

مثال - ۶۔ بالرد مسئلہ ۵

بہن	۳
ماں شریک بہنیں ۲	۲

**مسئلہ ۵** - اگر من یرد علیہ <sup>(۱)</sup> کی ایک جنس ہو اور من لایرد علیہ بھی ہوں تو من لایرد علیہ <sup>(۲)</sup> کا حصہ پہلے اس کے اقل مخارج سے دیا جائے گا اور اس مخارج سے جو بچے گا اس کو من یرد علیہ کے رؤس پر تقسیم کر دیا جائے گا اب اگر یہ باقی اگلے رؤس پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تب تو ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں جیسا کہ آگے آئے گا۔ <sup>(۳)</sup> (عالمگیری ج ۶ ص ۴۷۰، درمخارج ص ۵ ص ۵۴۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۷)

مثال - ۱۔ بالرد مسئلہ ۴

شوہر	۱
بیٹیاں - ۳	۳

توضیح = جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، اس مسئلہ میں شوہر من لایرد علیہ میں سے ہے جب کہ بیٹیاں من یرد علیہ میں سے ہیں۔ اب شوہر کے لئے دو مخارج تھے ایک نصف اور دوسرا ربع، ربع اقل مخارج ہے۔ پس ہم نے ۴ سے مسئلہ کیا اور شوہر کا حصہ دے دیا۔ اب ۳ بچے تو ان کے من یرد علیہ یعنی بیٹیوں کے عدد رؤس ۳ پر تقسیم کر دیا گیا جو پورا تقسیم ہو گیا، لہذا مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

**مسئلہ ۶** - اگر من لایرد علیہ کو اقل مخارج سے دینے کے بعد باقی ماندہ من یرد علیہ کے رؤس پر پورا تقسیم نہ ہو بلکہ اس میں اور ان کے اعداد رؤس میں نسبت توافق ہو تو اگلے عدد رؤس کے وفق کو من لایرد علیہ کے مخارج مسئلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل کو مخارج مسئلہ قرار دیا جائے گا۔ <sup>(۴)</sup>

مثال - ۱۔ مسئلہ ۸

شوہر	۱
بیٹیاں ۶ (۲)	۳

توضیح = یہاں من لایرد علیہ میں سے شوہر ہے جس کا اقل مخارج ۴ ہے لہذا مسئلہ ۴ سے ہی کیا گیا اور شوہر کو ایک دے دیا اب ۳، چھ پر پوری طرح تقسیم نہیں ہوتا، لہذا ہم نے ۳ اور ۶ میں نسبت دیکھی تو وہ متداخل کی ہے جو حکم توافق میں ہے، اب بیٹیوں کے رؤس کا عدد وفق ۲ ہے، ۲ کو شوہر کے مخارج مسئلہ ۴ سے ضرب دی تو حاصل ۸ آیا، پھر اسی دو کو شوہر کے حصہ میں ضرب دی تو حاصل ۲ آیا اور بیٹیوں کے حصہ میں ضرب دی تو حاصل ۶ آیا اور ہر لڑکی کو ایک ایک ملا۔

①..... یعنی جس پر رد ہوتا ہے۔ ②..... یعنی جس پر رد نہیں ہوتا ہے۔

③..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۷۲۔

و "الشریفة" شرح "السراجیة"، باب الردّ، ص ۷۸۔

④..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۷۳۔

**مسئلہ ۷** - اگر من لایرد علیہ کے دینے کے بعد باقی ماندہ (1) میں اور من یرد علیہ کے رؤوس میں نسبت تباین ہو تو کل عدد رؤوس کو من لایرد علیہ کے مخرج مسئلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل ضرب مخرج مسئلہ ہوگا۔ (2)

مثال -

مسئلہ ۷	
شوہر	بیٹیاں ۵
$\frac{1}{5}$	$\frac{3}{15}$

توضیح = شوہر کا حصہ ادا کرنے کے بعد ۳ اور ۵ میں تباین ہے، لہذا ۵ کو ۳ میں ضرب دیا تو حاصل بیس آیا جو مخرج مسئلہ بنایا گیا ہے پھر اس ۵ کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دے دی۔ ع

**مسئلہ ۸** - مسائل رذ میں چوتھی قسم یہ ہے کہ من لایرد علیہ کے ساتھ من یرد علیہ کی دو جنسیں ہوں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من لایرد علیہ سے باقی ماندہ کو مسئلہ من یرد علیہ پر تقسیم کیا جائے اگر پورا تقسیم ہو جائے تو ضرب کی ضرورت نہیں اور اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ بیوی کو چوتھائی ملتا ہو اور باقی من یرد علیہ پر اثلاً (3) تقسیم ہو رہا ہو (4)۔

مثال -

بالرہد مسئلہ ۴ (۴۸)		
بیوی	دادیاں - ۴	ماں شریک بہنیں - ۶
$\frac{1}{12}$	$\frac{1}{12}$	$\frac{2}{24}$

توضیح = یہاں بیوی کو چوتھائی دیا گیا ہے اور مسئلہ ۴ سے کیا گیا ہے اور من یرد علیہ کا مسئلہ الگ کیا گیا ہے وہ اس طرح کہ اگر صرف دادیاں اور ماں شریک بہنیں ہوتیں تو مسئلہ بالرہد ۳ ہوتا جن میں سے ۲ بہنوں کو اور ایک دادی کو ملتا۔ اب من یرد علیہ کا مسئلہ ۳ سے ہے اور من لایرد علیہ کا حصہ دے کر ۳ بچتے ہیں لہذا اب ضرب کی ضرورت نہیں لیکن دادیوں پر ایک پورا تقسیم نہیں ہوتا جبکہ بہنوں پر ۲ پورے تقسیم نہیں ہوتے، دادیوں کے سهام اور اعداد رؤوس میں تباین ہے لہذا ان کو اپنے حال پر رکھا گیا جب کہ بہنوں کے سهام اور اعداد رؤوس میں توافق ہے لہذا بہنوں کا عدد وفق نکالا گیا جو ۳ ہے اب ہمارے پاس یہ اعداد رؤوس ہیں: ۳، ۴، ۱، ۳ جو سب متباین ہیں۔ لہذا ہم نے بہنوں کے اعداد رؤوس کے وفق کو دادیوں کے کل اعداد رؤوس میں ضرب دیا تو حاصل ۱۲ آیا۔ پھر

① ..... بچا ہوا۔

② ..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۷۲۔

و "الشریفة" شرح "السراجیة"، باب الرذ، ص ۷۸۔

③ ..... یعنی تین حصوں میں۔

④ ..... "السراجی"، باب الرذ، ص ۲۸۔

اس حاصل کو من لایرد علیہ کے مسئلہ ۴ سے ضرب دی تو حاصل اڑتالیس آیا پھر اسی بارہ سے ہر فریق کے حصہ کو ضرب دی تو جو حاصل آیا وہ ہر ایک فریق کا حصہ ہے جیسا کہ آپ مثال میں دیکھ رہے ہیں۔

**مسئلہ ۹** اگر من لایرد علیہ کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ من لایرد علیہ کے مخرج مسئلہ پر پورا تقسیم نہ ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من لایرد علیہ کے کل مسئلہ کو من لایرد علیہ کے مسئلہ میں ضرب دیں اب جو حاصل ہوگا وہ دونوں فریقوں کا مخرج مسئلہ ہوگا۔<sup>(۱)</sup>

مثال۔ بالرد مسئلہ ۵×۸ / ۳۶×۴۰ / ۱۴۴۰ / المضروب ۵ المضروب ۳۶

بیویاں -۴-	بیٹیاں -۹-	دادیاں -۶-
$\frac{1}{5}$	$\frac{2}{28}$	$\frac{1}{6}$
$\frac{180}{25}$ لک	$\frac{1008}{112}$ لک	$\frac{252}{42}$ لک
(لک - لکل واحد)		

توضیح = اصولی طور پر یہ مسئلہ ۲۴ سے ہونا تھا کیونکہ آٹھواں دو تہائی اور چھٹے کے ساتھ آ رہا ہے لیکن حصے بچتے تھے اس لئے مسئلہ رذ کا ہو گیا تو پہلے بیویوں کو ان کے اقل مخرج ۸ سے حصہ دیا پھر من لایرد علیہ کا مسئلہ الگ حل کر کے دیکھا تو وہ ۵ ہو رہا ہے جس میں سے ۴ بیٹیوں کے حصہ میں آ رہے ہیں اور ایک دادی کے، اب بیویوں کا حصہ نکالنے کے بعد بچے جو ۵ پر پورے تقسیم نہیں ہوتے، اب من لایرد علیہ کے باقی ماندہ ۷ اور مسئلہ من لایرد علیہ ۵ میں بتاؤں ہونے کی وجہ سے مسئلہ من لایرد علیہ ۵ کو کل مسئلہ من لایرد علیہ میں ضرب دی تو حاصل چالیس آیا جو فریقین کا مخرج مسئلہ ہے۔ اب ان میں سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من لایرد علیہ کے سہام کو<sup>(۲)</sup> مسئلہ من لایرد علیہ میں ضرب دیں جیسے یہاں ایک کو ۵ سے ضرب دی تو حاصل ۵ آیا یہ من لایرد علیہ کا حصہ ہے اور من لایرد علیہ میں سے ہر فریق کے حصہ کو مسئلہ من لایرد علیہ کے باقی ماندہ سے ضرب دی جائے گی تو بیٹیوں کو ۴ ملے تھے انہیں جب ۷ میں ضرب دی گئی تو حاصل ۲۸ آیا جو بیٹیوں کا مجموعی حصہ ہے، اور دادیوں کے حصے کو جب سات میں ضرب دی تو ۷ آیا یہ دادیوں کا مجموعی حصہ ہے اب اگر ہر فریق یا بعض کے حصے انکے رؤوس پر<sup>(۳)</sup> پوری طرح تقسیم نہ ہوتے ہوں تو وہی عمل دہرایا جائے گا جو تصحیح کے باب میں ہم بیان کر آئے ہیں، مثلاً اسی مسئلہ میں بیویوں کی تعداد ۴ اور انکے حصے ۵ ہیں جن میں بتاؤں ہے اس لئے ان اعداد کو یونہی رکھا گیا۔ بیٹیاں ۹ ہیں اور ان کے حصے ۲۸ ان میں بھی بتاؤں کی نسبت ہے لہذا یہ بھی اپنی جگہ رہے اور یہی حال دادیوں کا ہے اب صرف رؤوس کے درمیان نسبت تلاش کی تو دادیاں ۶ اور بیویاں ۴ ہیں۔ ان میں توافق بالصف ہے

①..... "السراجی" باب الرد، ص ۲۸.

②..... حصول کو۔

③..... یعنی ان کی تعداد پر۔



لہذا ہم نے ۴ کے نصف ۲ کو ۶ میں ضرب دی تو حاصل ۱۲ آیا۔ اور یہ عدد بیٹیوں کی تعداد ۹ سے توافق بالٹکٹ کی نسبت رکھتا ہے لہذا ۱۲ کے ٹکٹ ۴ کو ۹ میں ضرب دی تو حاصل ۳۶ آیا اس کو ۴۰ میں ضرب دی تو حاصل ایک ہزار چار سو چالیس آیا۔ پھر اسی مضروب سے ہر فریق کے حصوں کو ضرب دی بیویوں کے حصے ۵ کو ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل ایک سو اسی آیا، جب اس کو ۴ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کو ۲۵ ملا۔ بیٹیوں کے حصہ ۲۸ کو جب ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل ایک ہزار آٹھ آیا۔ اس کو ۹ پر تقسیم کیا ہر لڑکی کو ۱۱۲ ملا پھر دادیوں کے حصے ۷ کو ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل دو سو باون آیا اور اس کو ۶ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کا حصہ بیالیس نکلا۔<sup>(۱)</sup> (تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۳۸)

## مناسخہ کا بیان

یہ لفظ نسخ سے نکلا ہے جس کے معنی بدلنے کے ہیں اور فرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ میت کے ترکہ کی تقسیم سے قبل ہی اگر کسی وارث کا انتقال ہو جائے تو اس کا حصہ اس کے وارثوں کی طرف منتقل کر دیا جائے۔<sup>(۲)</sup> (شریفیہ ص ۱۰۴، عالمگیری ج ۶ ص ۴۷۰)

**مسئلہ ۱** اگر دوسری میت کے ورثہ بعینہ وہی ہیں جو پہلی میت کے تھے اور تقسیم میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا ہے تو ایک ہی مرتبہ تقسیم کافی ہوگی کیونکہ تکرار بے کار ہے۔<sup>(۳)</sup>

مثال =	مسئلہ ۷
	۲ بیٹے
	۳ بیٹیاں
	۳

اب ان بیٹیوں میں سے اگر کوئی مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو سوائے حقیقی بھائی اور بہنوں کے تو اب ظاہر ہے کہ ان کے درمیان ترکہ ﴿بَلَدًا كَرْمًا مِثْلَ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾ کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا اور اس طرح ان کے حصوں میں تقسیم کے اعتبار سے کچھ فرق نہ ہوگا لہذا بجائے اس کے کہ ہم دوبارہ علیحدہ مسئلہ کی تصحیح کریں ہم نے شروع سے مال اس طرح تقسیم کیا کہ مرنے والی بیٹی کو بالکل ساقط کر دیا۔ جیسے مثال سابق کو اس طرح حل کریں گے۔

مثال =	مسئلہ ۶
	۲ بیٹے
	۲ بیٹیاں
	۲

①....."التبیین الحقائق"، کتاب الفرائض، ج ۷، ص ۵۰۵.

②....."الشریفیة" شرح "السراجیة"، باب المناسخة، ص ۹۰.

③.....المرجع السابق.

یعنی اب بیٹیاں بجائے ۳ کے دو ہی ہیں اور مرنے والی بیٹی کا ترکہ از خود اس کے بھائیوں اور بہنوں پر منقسم ہوگا۔

**مسئلہ ۲** اگر دوسری میت کے ورثہ پہلی میت کے ورثہ سے مختلف ہیں تو اس کی تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے پہلی میت کا ترکہ بیان کردہ اصولوں کے مطابق تقسیم کیا جائے پھر دوسری میت کا ترکہ بھی اصول مذکورہ کی روشنی میں تقسیم کریں، اب مناسخہ کا عمل شروع ہوگا اور وہ یہ ہے کہ دوسری میت کے مسئلہ کی تصحیح اور اس کے مافی الید (یعنی جو حصہ اس کو پہلی میت سے ملا ہے) میں تین حالتوں میں سے کوئی حالت ہوگی ① یا ان دونوں میں نسبت تماثل ہوگی ② یا توافق ہوگی ③ یا تباہ ہوگی۔ اگر نسبت تماثل ہے تب تو ضرب کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی تصحیح بمنزلہ اصل مسئلہ کے ہو جائے گی اور دوسری تصحیح کے ورثہ گویا پہلی تصحیح کے ورثہ بن جائیں گے۔ اس طرح دونوں میتوں کے وارثوں کا مخرج مسئلہ ایک ہی رہے گا اور اگر نسبت توافق ہو تو تصحیح ثانی کے عدد وفاق کو پہلی تصحیح کے کل میں ضرب دی جائے گی اور اگر نسبت تباہ ہو تو تصحیح ثانی کو تصحیح اول میں ضرب دی جائے گی۔ اب جو حاصل آئے گا وہ دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا پھر ان دونوں آخری صورتوں میں پہلی تصحیح کے ورثہ کے حصوں کو دوسری تصحیح کے کل یا وفاق میں ضرب دی جائے گی، جبکہ دوسری تصحیح کے ورثہ کو مافی الید کے کل یا وفاق میں ضرب دی جائے گی۔ (1)

**مسئلہ ۳** اگر مافی الید اور تصحیح ثانی میں نسبت متداخل ہو تو چھوٹے عدد کو کسی سے ضرب نہیں دی جائے گی بڑے عدد کے وفاق سے ضرب دی جائے گی۔

**مسئلہ ۴** اگر دوسرے کے بعد تیسرا چوتھا (آگے تک) مرتا رہے تو یہی اصول جاری ہوں گے صرف یہ خیال رہے کہ پہلی اور دوسری تصحیح کا مبلغ، پہلے مسئلہ کی تصحیح کے قائم مقام ہوگا اور تیسرا بمنزلہ دوسری تصحیح کے ہوگا۔ (2) و علیٰ ہذا القیاس۔

مثال۔ ۱

بالرہ مسئلہ ۴ × ۳ / ۲ × ۱۶ / ۲ × ۳۲ / ۱۲۸

شوہر	بیٹی	ماں
حامد	کریمہ	عظیمہ
$\frac{1}{۴}$	$\frac{۳}{۹}$	$\frac{۱}{۳}$
		$\frac{۲}{۶}$

①....."الشریفة" شرح "السراجیة"، باب المناسخة، ص ۹۱-۹۴.

②.....السراجی، باب المناسخة، ص ۳۴.

مسئلہ ۴	تمائل	حامد
بیوی	باپ	ماں
حلیمہ	عمرو	رحیمہ
$\frac{1}{2}$	$\frac{2}{4}$	$\frac{1}{2}$
$\frac{2}{8}$	$\frac{4}{16}$	$\frac{2}{8}$

۳۔ مسئلہ ۶/۲ توافق بالثلث کریمہ مف ۳/۹ (مف۔ مانی الید کا مخفف ہے)

بیٹی	بیٹا	بیٹا	نانی
رقیہ	خالد	عبداللہ	عظیمہ
$\frac{2}{3}$	$\frac{2}{6}$	$\frac{2}{6}$	$\frac{1}{3}$
$\frac{3}{12}$	$\frac{2}{12}$	$\frac{2}{12}$	

۴۔ مسئلہ ۴/۲ تباہین عظیمہ ۹ (مف۔ مانی الید کا مخفف ہے)

شوہر	تباہین	عظیمہ ۹
عبدالرحمن	بھائی	بھائی
$\frac{1}{2}$	عبدالرحیم	عبدالکریم
$\frac{1}{18}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$

المبلغ ۱۲۸

الأحیاء

حلیمہ	عمرو	رحیمہ	رقیہ	خالد	عبداللہ	عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالکریم
۸	۱۶	۸	۱۲	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹

توضیح = اصطلاح میں ایک میت کے ورثہ کو ایک بطن کہتے ہیں۔ اب یہ مسئلہ چار بطون پر مشتمل ہے۔ بطن اول میں مسئلہ رد کا ہے۔  $\frac{1}{۴}$  حصہ شوہر کو،  $\frac{1}{۴}$  بیٹی کو اور  $\frac{1}{۴}$  ماں کو۔ حسب قاعدہ شوہر کو اقلیٰ مخارج یعنی ۴ سے حصہ دیا گیا پھر ماں اور بیٹی کا مسئلہ الگ کیا تو ۶ سے ہوا، اس میں سے نصف یعنی ۳ بیٹی کو اور چھٹا یعنی ۱۔ ماں کو دیا۔ اب انکے حصوں کو بمنزلہ رؤوس کے قرار

دیا گیا اور ان کی نسبت شوہر کا حصہ الگ کرنے کے بعد باقی مسئلہ سے کی تو تباہی کی نسبت نکلی کیونکہ ۳ اور ۴ میں تباہی ہے پھر چار کو چار سے ضرب دی تو حاصل ۱۶ آیا اب جن پر رد کیا جاتا ہے انکے سہام کو ان لوگوں کے سہام میں ضرب دیا جن پر رد نہیں کیا جاتا ہے تو حاصل چار آیا اور جن پر رد کیا جاتا ہے انکے سہام کو جن لوگوں پر رد نہیں کیا جاتا انکے باقی میں ضرب دی یعنی ۳۔ تو بیٹی کو ۹ ملے اور ماں کو ۶ ملے پھر شوہر کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنی دوسری بیوی اور باپ اور ماں چھوڑے۔ مسئلہ چار سے کیا چوتھائی بیوی کو دیا اور باقی ماندہ کا ایک تہائی ماں کو دیا اور باقی ۲ بطور عصوبت <sup>(۱)</sup> باپ کو دیئے، اب چونکہ مخرج مسئلہ ثانی ۴ اور مافی الید ۴ میں مماثلت ہے اسلئے ضرب کی کوئی ضرورت نہیں اور دونوں مسئلوں کا مخرج وہی سولہ رہا جو پہلے تھا۔ پھر کریمہ کا انتقال ہوا اس نے ایک بیٹی دو بیٹی اور نانی چھوڑی، مسئلہ ۶ سے ہوا ایک بیٹی کو ایک دادی کو ملا اور دو دو ہر بیٹی کے حصہ میں آئے۔ اب مافی الید ۹ اور مسئلہ ۶ میں توافق بالثلث ہے تو چھ کے وفق یعنی ۲ کو پہلے مسئلے سے ضرب دی تو حاصل بتیس آیا پھر اسی دو کو بطن نمبر ۲ کے ورثہ کے حصوں میں ضرب دی اور مافی الید کے وفق یعنی ۳ سے بطن نمبر ۳ کے ورثہ کے حصوں کو ضرب دی۔ اب عظیمہ کا انتقال ہوا اس نے شوہر اور ۲ بھائی چھوڑے مسئلہ ۲ سے ہوا جن میں ایک شوہر کو ملا اور چونکہ ایک دو بھائیوں پر پورا منقسم نہیں ہوتا تھا اس لئے عدد رؤوس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ۴ آیا پھر اسی مضروب کو ہر ایک کے حصے میں ضرب دے دی اب مافی الید ۹ اور مسئلہ ۴ میں نسبت تباہی ہے لہذا ۴ کو ۳۲ سے ضرب دی تو حاصل ایک سواٹھائیس آیا۔ پھر اس چار کو اوپر والے بطون کے ورثہ کے حصوں سے ضرب دی اور ۹ کو اسی میت کے ورثہ سے ضرب دی۔

**فائدہ:** یہ خیال رہے کہ ضرب صرف انہی ورثہ کے حصوں میں دی جائے گی جو زندہ ہوں اور جو مردہ ہو چکے ہیں ان کو ایک مربع خانہ میں محصور کر دیا جائے گا تاکہ ضرب دیتے وقت غلطی کا امکان نہ رہے۔ مناسخہ میں ورثہ کے نام ضرور لکھے جائیں خواہ فرضی کیوں نہ ہوں، اس لئے کہ جب ان میں سے بعض ورثہ کا انتقال ہوگا تو ان کے باہمی رشتہ کے تعین میں آسانی ہوگی۔ نیز اختتام عمل پر لفظ الاحیاء المبلغ لکھ کر جو زندہ وارث ہوں ان کے مجموعی حصص <sup>(۲)</sup> لکھے جائیں گے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص کئی بطون سے <sup>(۳)</sup> مختلف حصے پاتا ہے۔ مثلاً خالد نے بطن اول سے ۲ بطن ثانی سے ۴ بطن ثالث سے ۶ حصے پائے تو اب الاحیاء کے نیچے اس کا نام لکھ کر ۲ لکھیں گے اس طرح عمل مناسخہ تکمیل کو پہنچے گا۔

## ذوی الارحام کا بیان

**مسئلہ ۱** اگر چہ ذوی الارحام کے معنی مطلق رشتہ داروں کے ہیں لیکن اصحاب فرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد

- ①..... یعنی عصب ہونے کی وجہ سے۔
- ②..... کل حصے۔
- ③..... یعنی کئی میتوں سے۔

صرف وہ رشتہ دار ہیں جو نہ تو اصحابِ فرائض میں سے ہیں اور نہ ہی عصبات میں سے ہیں۔ (1) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۸، سراجی ص ۳۳، شامی ج ۵ ص ۶۹۳)

**مسئلہ ۲** ذوی الارحام کی چار اقسام ہیں: ① پہلی قسم میں وہ لوگ ہیں جو میت کی اولاد میں ہوں۔ یہ بیٹیوں یا پوتوں کی اولاد ہے۔ ② دوسری قسم، یہ وہ لوگ ہیں جن کی اولاد خود میت ہے یہ جد فاسد یا جدہ فاسدہ ہے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ ③ تیسری قسم، یہ وہ لوگ ہیں جو میت کے ماں باپ کی اولاد میں ہوں جیسے حقیقی بھائیوں کی بیٹیاں یا علاقائی (2) بھائیوں کی بیٹیاں اور اخیانی (3) بھائیوں کے بیٹے بیٹیاں اور ہر قسم کی بہنوں کی اولاد۔ ④ چوتھی قسم، یہ وہ لوگ ہیں جو میت کے دادا دادی، نانا نانی کی اولاد میں ہوں۔ جیسے باپ کا ماں شریک بھائی اور اس کی اولاد، پھوپھیوں اور ان کی اولاد، ماموں اور ان کی اولاد، خالائیں اور ان کی اولاد اور ماں باپ دونوں یا باپ کی طرف سے چچاؤں کی بیٹیاں یا ان کی اولاد۔ (4) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹)

**مسئلہ ۳** ان میں ترتیب یہی ہے کہ پہلی قسم کے ہوتے ہوئے دوسری قسم کے ذوی الارحام وارث نہ ہوں گے اور دوسری قسم کے ہوتے ہوئے تیسری قسم کے وارث نہ ہوں گے۔ تیسری قسم کے ہوتے ہوئے چوتھی قسم کے وارث نہ ہوں گے۔ (5) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹، کافی بحوالہ عالمگیری، شامی ج ۵ ص ۶۹۳)

**مسئلہ ۴** ذوی الارحام اسی وقت وارث ہوں گے جب کہ اصحابِ فرائض میں سے وہ لوگ موجود نہ ہوں جن پر مال دوبارہ رد کیا جاسکتا ہو اور عصبہ بھی نہ ہو۔ (6) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹)

**مسئلہ ۵** اس پر اجماع ہے کہ زوجین کی وجہ سے ذوی الارحام محبوب نہ ہوں گے یعنی زوجین کا حصہ لینے کے بعد ذوی الارحام پر تقسیم کیا جائے گا۔ (7) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹)

**مسئلہ ۶** پہلی قسم کے ذوی الارحام میں میراث کا زیادہ مستحق وہ ہے جو میت سے اقرب ہو جیسے نواسی، پرپوتی سے زیادہ مستحق ہے۔ (8)

**مسئلہ ۷** اگر قرب درجہ میں سب برابر ہیں تو ان میں سے جو وارث کی اولاد ہے وہ زیادہ مستحق ہے خواہ وہ عصبہ کی اولاد ہو یا صاحبِ فرض کی ہو، جیسے پرپوتی نواسی کے بیٹے سے زیادہ مستحق ہے اور پوتی کا بیٹا نواسی کے بیٹے سے زیادہ مستحق ہے۔ (9) (کافی بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹، شامی ج ۵ ص ۶۹۳)

- ①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۵۸.
- ②..... باپ شریک۔
- ③..... ماں شریک۔
- ④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۵۸.
- ⑤..... المرجع السابق، ص ۴۵۹.
- ⑥..... المرجع السابق.
- ⑦..... المرجع السابق.
- ⑧..... المرجع السابق.
- ⑨..... المرجع السابق.

۸

اگر قرب میں (1) سب برابر ہوں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہ ہو یا سب وارث کی اولاد ہوں تو مال سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا جب کہ تمام ذوی الارحام مرد ہوں یا تمام عورتیں ہوں اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں ہوں تو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کے مطابق تقسیم ہوگا۔ اس حکم پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے جب کہ ان ذوی الارحام کے آبا و اہمہات (2) ذکورہ و انوثت کی صفت میں متفق ہوں۔ (3)

۹

اگر اصول کی صفات ذکورہ و انوثت کے اعتبار سے (4) مختلف ہوں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ابدان فروع کا اعتبار ہوگا اور مال ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ بشرطیکہ وہ سب مرد ہوں یا سب عورتیں ہوں اور اگر ملے جملے ہوں تو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کے مطابق تقسیم ہوگا۔ (5)

مثال۔ ۱۔ مسئلہ ۳

نواسہ	نواسی
۲	۱

توضیح: اب چونکہ یہاں صفت اصول متفق ہے یعنی دونوں بیٹی کی اولاد ہیں تو مال کی تقسیم باعتبار ابدان ہوگی۔ یعنی نواسہ مرد ہونے کی وجہ سے بمنزلہ دو عورتوں کے ہے گویا کل ۳ وارث ہوئے تو مال کے تین حصہ کر لئے گئے۔ دو حصے نواسے کو اور ایک حصہ نواسی کو دے دیا گیا۔ (6) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹، شامی ج ۵ ص ۶۹۴)

مثال۔ ۲۔ مسئلہ ۳

نواسی کے بیٹے کا بیٹا (ابن ابن بنت بنت)	نواسی کی بیٹی کی بیٹی (بنت بنت بنت بنت)
۲	۱

توضیح = اب چونکہ اصول دونوں کے متفق ہیں یعنی مونث ہیں تو اب مال وارثوں کے ابدان کے اعتبار سے تقسیم ہوگا یعنی مرد کو دو گنا اور عورت کو اکہرا (7) ملے گا۔ (8)

مثال۔ ۳۔ مسئلہ ۲

نواسی کی بیٹی (بنت بنت بنت)	نواسہ کی بیٹی (بنت ابن بنت)
۱	۱

①..... یعنی رشتہ داری کے تعلق میں۔ ②..... یعنی اصول۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب العاشرفی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۵۹۔

④..... یعنی مرد و عورت ہونے کے اعتبار سے۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب العاشرفی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۵۹۔

⑥..... المرجع السابق۔

⑦..... یعنی ایک حصہ۔

⑧..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب العاشرفی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۵۹۔

توضیح = اس صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ابدان کا اعتبار کرتے ہوئے مال ان کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے گا۔<sup>(1)</sup>  
مثال - ۴۔ مسئلہ ۴

نواسی کا بیٹا ایک نفر ۲	نواسہ کی بیٹی نفر ۲ ۲
----------------------------	--------------------------

توضیح = اس صورت میں بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وارثوں کے ابدان کا اعتبار کر کے نواسی کے بیٹے کو نواسے کی دونوں بیٹیوں کے برابر قرار دے کر، دونوں نواسی کے بیٹے کو اور ایک ایک نواسے کی دونوں بیٹیوں کو دیا جائے گا۔<sup>(2)</sup>  
**فائدہ:** ذوی الارحام کے بارے میں امام اسحاق نے مبسوط میں فرمایا کہ ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا قول اصح ہے کیونکہ وہ بہل تر ہے۔ صاحب محیط کا بیان ہے کہ بخارا کے مشائخ<sup>(3)</sup> نے ان مسائل میں ابو یوسف کے قول پر ہی فتویٰ دیا ہے۔<sup>(4)</sup> (کافی بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۰، بحر الرائق ج ۸ ص ۵۰۸) اس لئے اس کتاب میں ابو یوسف کا قول ہی اختیار کیا گیا ہے۔

## ذوی الارحام کی دوسری قسم

**مسئلہ ۱** ذوی الارحام کی دوسری قسم وہ لوگ ہیں جن کی اولاد میں میت خود ہے، جیسے فاسد دادا اور دادی ان میں میراث کا مستحق وہی ہوگا جو میت سے زیادہ قریب ہوگا خواہ وہ باپ کی جانب کا ہو یا ماں کی جانب کا اور قریب والے کے ہوتے ہوئے دور والا محروم رہے گا خواہ یہ قریب والا مؤنث ہو اور بعید والا مذکر ہو۔<sup>(5)</sup> (طحطاوی ص ۳۹۹ ج ۴، شامی ج ۵ ص ۶۹۵، بحر الرائق ج ۸ ص ۵۰۷، سراجی ص ۴۶)  
مثال - مسئلہ ۴

دادی کا باپ م	نانی کا باپ م	نانا ا
------------------	------------------	-----------

چونکہ ان تینوں میں نانا میت کے زیادہ قریب ہے اس لئے کل مال نانا ہی کو ملے گا اور باقی دونوں محروم ہوں گے۔

**مسئلہ ۲** اگر یہ لوگ رشتہ داری کے قرب کے اعتبار سے برابر ہوں تو انکی چھ صورتیں ہیں۔

① ان میں سے بعض کی نسبت میت کی جانب وارث کے واسطے سے ہو اور بعض کی نسبت وارث کے واسطے سے نہ

①....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۵۹.

②.....المرجع السابق، ص ۴۶۰.

③.....یعنی بخارا کے علمائے کرام۔

④....."الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۶۰.

⑤....."السراجی"، باب ذوی الارحام، فصل فی الصنف الثانی، ص ۴۱.

ہو۔ جیسے اب ام الام یعنی نانی کا باپ، اب اب الام یعنی نانا کا باپ۔

توضیح: ان میں نانی کے باپ کی رشتہ داری میت سے نانی کے واسطے سے ہے اور نانی ذوی الفروض میں ہے اور نانا کے باپ کی رشتہ داری نانا کے واسطے سے ہے وہ خود ذوی الفروض میں سے نہیں ہے بلکہ ذوی الارحام میں ہے لیکن نانی کا باپ اور نانا کا باپ درجہ میں برابر ہیں اس لئے مذہب صحیح پر دونوں وارث ہوں گے اور وارث کے ذریعہ سے رشتہ داری سبب ترجیح نہ ہوگی۔<sup>(۱)</sup> (شامی ج ۵ ص ۶۹۵، طحطاوی ج ۳ ص ۳۹۹، بحر الرائق ج ۸ ص ۵۰۸، عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۰)

② ان سب کی نسبت میت کی طرف وارث کے واسطے سے ہو جیسے اب ام اب یعنی دادی کا باپ اور جیسے اب ام ام یعنی نانی کا باپ۔

توضیح: دادی کے باپ کی رشتہ داری دادی کے ذریعہ سے ہے اور دادی ذوی الفروض میں ہے اسی طرح نانی کے باپ کی رشتہ داری نانی کے ذریعہ سے ہے وہ بھی ذوی الفروض میں سے ہے تو دونوں وارث ہوں گے۔

③ ان میں سے کسی کی نسبت میت کی طرف وارث کے واسطے سے نہ ہو۔ جیسے اب اب ام یعنی نانا کا باپ و ام اب ام یعنی نانا کی ماں۔

توضیح: نانا کے باپ کی رشتہ داری نانا کے واسطے سے ہے اور نانا ذوی الارحام میں ہے۔ یہی رشتہ نانا کی ماں کا بھی ہے لہذا دونوں کی رشتہ داری وارث کے واسطے سے نہیں ہے تو دونوں وارث ہو جائیں گے۔

④ ان سب کی میت سے رشتہ داری میت کے باپ کی طرف سے ہو۔ جیسے اب اب ام الاب یعنی دادی کا دادا اور ام اب ام الاب یعنی دادی کی دادی۔

⑤ ان سب کی میت سے رشتہ داری میت کی ماں کی جانب سے ہو جیسے اب اب الام نانا کا باپ اور جیسے ام اب ام نانا کی ماں۔

⑥ ان میں سے بعض کی رشتہ داری میت کے باپ کی جانب سے اور بعض کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہو، جیسے اب ام الاب یعنی دادی کا باپ اور اب ام الام نانی کا باپ۔

**مسئلہ ۳** جب درجہ میں مساوی ذوی الارحام کی میت سے قرابت میں اتحاد ہو مثلاً سب میت کے باپ کی جانب کے رشتہ دار ہوں جیسا چوتھی صورت میں ہے یا سب کی قرابت میت کی ماں کی جانب سے ہو جیسے پانچویں صورت میں ہے، اور جس کے ذریعہ سے قرابت ہے وہ مذکور و مؤنث ہونے میں بھی یکساں ہے تو یہ ذوی الارحام بھی اگر خود سب مذکور ہوں یا سب مؤنث ہوں تو سب کو برابر حصہ ملے گا۔ اور اگر بعض مذکور ہیں اور بعض مؤنث تو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ حصہ ہوگا اور اگر جن کے ذریعہ سے

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۶۰۔



نسبت تھی ان کے مذکر و مؤنث ہونے میں اختلاف ہو تو سب سے پہلی جگہ جہاں اختلاف ہوا تھا وہاں مذکروں کو (1) دو حصے اور مؤنثوں کو (2) ایک حصہ دیا جائے گا۔ (3) (طحطاوی ج ۳ ص ۳۹۹، شامی ج ۵ ص ۶۹۵، شریفیہ ص ۱۰۹) پھر مذکروں کے حصے کو ان کے وارثوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ سب مذکر ہوں یا سب مؤنث تو ان کے ابدان پر برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر کچھ مذکر ہیں اور کچھ مؤنث تو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾، بالکل اسی طرح مؤنثوں کے حصے ان کے وارثوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔ چوتھی صورت کی یہ تین مثالیں ہیں:

نمبر ۱:

نمبر ۲:

نمبر ۳:

اب اب ام الاب = اب ام ام الاب = ام ام ام الاب = اب اب ام الاب = ام اب ام الاب  
یعنی دادی کا دادا یعنی دادی کا نانا یعنی دادی کی دادی یعنی دادی کی نانی یعنی دادی کا دادا یعنی دادی کی دادی

توضیح مثال ۱: اس میں دادی کے دادا اور دادی کے نانا دونوں کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں بھی دونوں برابر ہیں اور دونوں مذکر ہیں لیکن دادی کے دادا کی قربت دادی کے باپ کی وجہ سے ہے اور وہ مذکر ہے اور دادی کے نانا کی قربت دادی کی ماں کی وجہ سے ہے اور وہ مؤنث ہے لہذا مال کے تین حصے کر کے دادی کے دادا کو دو حصے اور دادی کے نانا کو ایک حصہ ملے گا۔  
توضیح مثال ۲: اس میں دادی کی نانی اور دادی کی دادی دونوں کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں دونوں برابر ہیں اور دونوں مؤنث ہیں لیکن دادی کی دادی کی نسبت میت کی جانب دادی کے باپ کے ذریعہ سے ہے اور وہ مذکر ہے اور دادی کی نانی کی نسبت دادی کی ماں کے ذریعہ سے ہے اور وہ مؤنث ہے لہذا مال کے تین حصے کر کے دو حصے دادی کی دادی کو اور ایک حصہ دادی کی نانی کو ملے گا۔

توضیح مثال ۳: دادی کا دادا اور دادی کی دادی دونوں کی رشتہ داری تو باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں بھی برابر ہیں اور جس کے ذریعہ سے قربت ہے وہ بھی دونوں جگہ مذکر ہے مگر یہ مذکر و مؤنث ہونے میں مختلف ہیں لہذا مال کے تین حصے کر کے دو حصے دادی کے دادا کو اور ایک حصہ دادی کی دادی کو دیا جائے گا۔  
پانچویں صورت کی یہ تین مثالیں ہیں:

نمبر ۱:

نمبر ۲:

ام ام اب الام  
نانا کی نانیام اب اب الام  
نانا کی دادیاب اب ام الام  
نانی کا دادااب اب اب الام  
نانا کا دادا

②..... یعنی عورتوں کو۔

①..... یعنی مردوں کو۔

③..... "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الارحام، ج ۱۰، ص ۵۸۱۔

ام اب ام	اب اب الام
نانا کی ماں	نانا کا باپ

**توضیح مثال ۱:** نانا کے دادا اور نانی کا دادا دونوں کی رشتہ داری ماں کی طرف سے ہے اور درجہ میں دونوں برابر ہیں اور دونوں مذکور ہیں۔ لیکن ذریعہ قرابت میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف ماں کے اوپر نانی اور نانا میں ہوا۔ لہذا وہیں ماں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ نانا کو دو حصے اور نانی کو ایک حصہ ملے گا پھر نانا کا حصہ اس کے دادا کو اور نانی کا حصہ اس کے دادا کو دیا جائے گا۔

**توضیح مثال ۲:** نانا کی دادی اور نانا کی نانی دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اور دونوں درجہ میں برابر ہیں اور دونوں مؤنث ہیں لیکن ذریعہ قرابت میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف نانا کے اوپر سے شروع ہوا نانا کی دادی کی قرابت نانا کے باپ کی وجہ سے ہے اور نانا کی نانی کی قرابت نانا کی ماں کی وجہ سے ہے، لہذا نانا کی ماں اور باپ میں پہلے ماں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ نانا کے باپ کو دو حصے اور نانا کی ماں کو ایک حصہ دیا جائے گا پھر نانا کے باپ کا حصہ اس کی ماں کو اور نانا کی ماں کا حصہ اس کی ماں کو دے دیا جائے گا۔

**توضیح مثال ۳:** نانا کا باپ اور نانی کی ماں دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اور دونوں درجہ میں برابر ہیں مگر مؤنث و مذکر میں مختلف ہیں لہذا کوئی اور وارث نہ ہونے کی صورت میں ماں کے تین حصہ کر کے نانا کے باپ کو دو حصے اور ایک حصہ نانی کی ماں کو ملے گا۔

## ذوی الارحام کی تیسری قسم

میت کے بھائی بہنوں کی وہ اولادیں ہیں جو عصبات و ذوی الفروض میں نہیں ہیں مثلاً ہر قسم کے بھائیوں یعنی عینی<sup>(۱)</sup>، علاقائی<sup>(۲)</sup>، اخیانی<sup>(۳)</sup> بھائیوں کی بیٹیاں اور ہر قسم کی بہنوں کے بیٹے بیٹیاں اور اخیانی بھائیوں کے بیٹے۔

**مسئلہ ۱** ان ذوی الارحام میں اگر درجہ میں تفاوت ہو تو جو زیادہ قریب ہوگا اگرچہ مؤنث ہو وہ وارث ہوگا بعید والا وارث نہیں ہوگا<sup>(۴)</sup> (شامی ج ۵ ص ۶۹۵، عالمگیری ج ۶ ص ۳۶۱، بحر الرائق ج ۸ ص ۵۰۸، شریفیہ ص ۱۱۰، طحطاوی ج ۳ ص ۳۹۹)

①..... یعنی حقیقی بہن بھائی۔

②..... یعنی ایسے سوتیلے بہن بھائی جن کا باپ ایک اور ماں میں مختلف ہوں۔

③..... یعنی ایسے سوتیلے بہن بھائی جن کی ماں ایک اور باپ میں مختلف ہوں۔

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۶۱۔

مثال۔

مسئلہ

بنت الاخت  
بہن کی لڑکی

ابن بنت الاخ  
بھتیجی کا لڑکا

توضیح: چونکہ بھانجی اور بھتیجی کا لڑکا دونوں ذوی الارحام کی تیسری قسم میں ہیں بھانجی قریب ہے اس لئے جب ذوی الارحام کی قسم اول اور ثانی نہ ہو تو قسم ثالث میں بھانجی وارث ہو جائے گی بھتیجی کا بیٹا وارث نہیں ہوگا۔

**مسئلہ ۲** اور اگر درجہ میں سب برابر ہوں تو تین صورتیں ہوں گی یا تو سب وارث کی اولاد ہوں گے یا کوئی وارث کی اولاد نہ ہوگا یا بعض وارث کی اولاد ہوں گے اور بعض وارث کی اولاد نہ ہوں گے۔ تو اگر بعض وارث کی اولاد ہوں اور بعض وارث کی اولاد نہ ہوں تو وارث کی اولاد مقدم ہوگی غیر وارث کی اولاد پر۔<sup>(۱)</sup> (شامی ج ۵ ص ۶۹۵، عالمگیری ج ۶ ص ۳۶۱، شریفیہ ص ۱۱۰، طحاوی ج ۳ ص ۳۹۹)

مثال۔

مسئلہ

بنت ابن اخ  
بھتیجی کی بیٹی

ابن بنت اخت  
بھانجی کا بیٹا

توضیح: بھتیجی کی بیٹی اور بھانجی کا بیٹا درجہ میں دونوں برابر ہیں مگر بھتیجی کا بیٹا درجہ خود عصبہ ہے اور بھانجی ذوی الارحام میں ہے اس لئے بھتیجی کی بیٹی وارث کی اولاد ہونے کی وجہ سے وارث ہوگی اور بھانجی کا بیٹا وارث نہیں ہوگا خواہ یہ بہن بھائی جن کی اولادیں یہ ہیں حقیقی ہوں یا علاقائی ہوں یا ایک علاقائی اور ایک عینی ہوتیوں صورتوں کا یہی حکم ہے۔<sup>(۲)</sup> (شامی ج ۵ ص ۶۹۵)

**مسئلہ ۳** اگر تیسری قسم کے ذوی الارحام سب وارث کی اولاد ہیں تو اس کی بھی تین صورتیں ہیں: ① سب عصبہ کی اولاد ہوں۔ ② سب ذوی الفروض کی اولاد ہوں۔ ③ بعض عصبہ کی اولاد ہوں اور بعض ذوی الفروض کی۔

مثال ۱: بنت ابن اخ حقیقی۔ ③ بنت ابن اخ حقیقی۔ بنت ابن اخ علاقائی۔ ④ بنت ابن اخ علاقائی۔

مثال ۲: بنت اخت عینی۔ ⑤ بنت اخت عینی۔ بنت اخت علاقائی۔ ⑥ بنت اخت علاقائی۔

مثال ۳: بنت اخ عینی۔ ⑦ بنت اخ خیانی۔ ⑧ بنت اخ علاقائی ⑨ اور بنت اخ خیانی۔

①..... ”ردالمحتار“، کتاب الفرائض، باب توريث ذوی الارحام، ج ۱۰، ص ۵۷۹.

②..... المرجع السابق.

③..... سگے بھائی کی پوتی۔

④..... باپ شریک بھائی کی پوتی۔

⑤..... سگی بھانجی۔

⑥..... باپ شریک بہن کی بیٹی، (سوتیلی بھانجی)۔

⑦..... سگی بھتیجی۔

⑧..... ماں شریک بھائی کی بیٹی، (سوتیلی بھتیجی)۔

⑨..... باپ شریک بھائی کی بیٹی، (سوتیلی بھتیجی)۔

**مسئلہ ۴** ذوی الارحام کی تیسری قسم میں جب کوئی عصبہ اور ذوی الفروض کی اولاد نہ ہو جیسے بنت بنت اخ (1) اور جیسے ابن بنت اخ (2) مسئلہ ۲ اور ۳ کی تمام صورتوں میں جب ذوی الارحام درجہ میں مساوات کے ساتھ قوت اور ضعف میں بھی برابر ہوں اور مذکورہ مؤنث ہونے میں بھی یکساں ہوں تو سب کو برابر حصہ ملے گا اور اگر مذکورہ مؤنث ہونے میں مختلف ہوں تو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ ملے گا اور اگر قوت و ضعف میں مختلف ہوں گے تو امام ابو یوسف کے قول پر جس کو ذوی الارحام کے بارے میں ہم نے لیا ہے جو رشتہ میں قوی ہوگا وہ اولیٰ ہوگا اس سے جو رشتہ میں ضعیف ہے، یعنی حقیقی بھائی کی اولادیں علاقائی بھائی کی اولادوں کے مقابلہ میں اولیٰ ہوں گی اور علاقائی بھائی کی اولادیں اخیانی بھائی کی اولاد سے اولیٰ ہوں گی۔ (3) (شامی ج ۵ ص ۶۹۵، عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۱، بحر الرائق ج ۸ ص ۵۰۹، شریفیہ ص ۱۱۱، طحطاوی ج ۳ ص ۳۹۹)

**مسئلہ ۵** اگر ذوی الارحام کی تیسری قسم میں اخیانی بھائی بہنوں کی اولادیں ہوں اور ان سے مقدم کوئی مستحق وارث نہ ہو تو مذکورہ مؤنث کو برابر برابر حصہ ملے گا اس میں مذکورہ مؤنث پر کوئی فضیلت نہیں ہوگی۔ (4) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۱، بحر الرائق ج ۸ ص ۵۰۹، شریفیہ ص ۱۱۱، طحطاوی ج ۳ ص ۴۰۰)

## ذوی الارحام کی چوتھی قسم کا بیان

**مسئلہ ۱** چوتھی قسم کے ذوی الارحام میں وہ رشتہ دار ہیں جو میت کے دادا دادی، نانا نانی کی اولاد میں ہوں جیسے ماموں، خالہ، پھوپھی اور باپ کے ماں شریک بہن بھائی، اسی طرح ان کی اولادیں اور چچا کی مؤنث اولادیں۔ (5) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹، شریفیہ ص ۱۱۵)

**مسئلہ ۲** اگر چوتھی قسم میں کا صرف ایک ہی ذورحم ہو اور پہلی تینوں قسموں میں سے کوئی نہ ہو تو کُل مال اسی کو مل جائے گا۔ (6) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۲، شریفیہ ص ۱۱۵)

**مسئلہ ۳** ان کی اولادوں میں جو میت سے زیادہ قریب ہوگا وہ وارث ہوگا بعید والا وارث نہیں ہوگا۔ یہ قریب خواہ باپ کی جانب کا ہو یا ماں کی جانب کا اور خواہ مذکورہ مؤنث۔ (7) (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۳، شریفیہ ص ۱۱۷)

①..... بھائی کی نواسی۔ ②..... بھائی کا نواسہ۔

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۶۱.

و "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الارحام، ج ۱۰، ص ۵۷۹.

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۴۶۱.

⑤..... المرجع السابق، ص ۴۵۹. ⑥..... المرجع السابق، ص ۴۶۲. ⑦..... المرجع السابق.

مثال ۱:

مسئلہ

میتہ

بنت العمۃ یعنی پھوپھی کی بیٹی      بنت بنت العمۃ یعنی پھوپھی کی بیٹی کی بیٹی

ا

م

مثال ۲:

مسئلہ

میتہ

بنت العمۃ پھوپھی کی بیٹی      ابن بنت العمۃ پھوپھی کی بیٹی کا بیٹا

ا

م

مثال ۳:

مسئلہ

میتہ

بنت الخالۃ خالہ کی بیٹی      بنت بنت الخالۃ خالہ کی بیٹی کی بیٹی

ا

م

مثال ۴:

مسئلہ

میتہ

بنت الخالۃ خالہ کی بیٹی      ابن بنت الخالۃ خالہ کی بیٹی کا بیٹا

ا

م

مثال ۵:

مسئلہ

میتہ

بنت العمۃ      بنت بنت الخالۃ

ا

م

مثال ۶:

مسئلہ

میتہ

بنت الخالۃ      ابن بنت العمۃ

ا

م

مندرجہ بالا مثالوں میں جو قریب تھا وہ وارث ہو اور بعید والا وارث نہ ہو۔

**مسئلہ ۳** ان ذوی الارحام میں درجہ میں مساوی چند موجود ہوں خواہ سب باپ کی جانب کے ہوں یا سب ماں کی

جانب کے ہوں یا کچھ باپ کی جانب کے یا کچھ ماں کی جانب کے تو ان میں سے جو وارث کی اولاد ہوگا وہ ذوی الارحام کی اولاد

کے مقابلہ میں راجح ہوگا۔ یعنی وارث کی اولاد کو ترکہ ملے گا اور ذی رحم کی اولاد کو نہیں ملے گا۔<sup>(1)</sup> (مبسوط ج ۳۰ ص ۲۱)

مثال ۱:

مسئلہ	_____
میتہ	
بنت العم	بنت العمہ
۱	۲

مثال ۲:

مسئلہ	_____
میتہ	
بنت الخال ماموں کی بیٹی	ابن الخالہ خالہ کا بیٹا
۱	۲

مثال ۳:

مسئلہ	_____
میتہ	
بنت العم چچا کی بیٹی	ابن الخال ماموں کا بیٹا
۱	۲

توضیح مثال ۱: چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی دونوں رشتہ میں مساوی ہیں اور دونوں کی قرابت بھی باپ کی طرف سے ہے لیکن چچا کی بیٹی عصبہ کی اولاد ہے اور پھوپھی کی بیٹی ذوی الارحام کی اولاد ہے اس لئے کل مال چچا کی بیٹی کو ملے گا اور پھوپھی کی بیٹی محروم ہوگی۔

توضیح مثال ۲: ماموں کی بیٹی اور خالہ کا بیٹا دونوں رشتہ میں برابر ہیں اور دونوں ماں کی جانب سے ہیں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہیں ہے اس لئے دونوں وارث ہوں گے تین حصے کر کے دو حصے خالہ کے بیٹے کو اور ایک حصہ ماموں کی بیٹی کو ملے گا۔

توضیح مثال ۳: چچا کی بیٹی اور ماموں کا بیٹا دونوں رشتہ میں تو برابر ہیں مگر چچا کی بیٹی کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور ماموں کے بیٹے کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے لیکن چچا کی بیٹی عصبہ کی اولاد ہے اور ماموں کا بیٹا ذی رحم کی اولاد ہے اس لئے چچا کی بیٹی کو کل مال مل جائے گا اور ماموں کا بیٹا محروم ہوگا۔

**مسئلہ ۵** اگر درجہ میں مساوی صرف ایک جانب کے ذوی الارحام نہ ہوں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہ ہو تو ان میں قوت قرابت بھی وجہ ترجیح ہوگی یعنی حقیقی رشتہ داری علاقائی پر راجح ہوگی اور علاقائی اخیانی پر اور اگر دونوں طرف کے ذوی

①....."المبسوط"، باب میراث ذوی الارحام، فصل فی میراث اولاد العمت... إلخ، ج ۱۵، الجزء الثلاثون، ص ۲۶.

الارحام ہوں گے تو ایک جانب کی قوتِ قرابت دوسری جانب پر اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ دو تہائی حصہ باپ کی طرف والوں کو اور ایک تہائی ماں کی طرف والوں کو ملے گا اور ایک حیثیت کے مساوی ذوی الارحام میں ہر جگہ اس اصول پر بھی عمل کیا جائے گا ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾<sup>(۱)</sup>۔ (مبسوط ج ۳۰ ص ۲۱)

مثال ۱:

مسئلہ

حقیقی پھوپھی کا بیٹا      علاقائی پھوپھی کا بیٹا      اخینائی پھوپھی کا بیٹا

توضیح مثال ۱: چونکہ تینوں پھوپھیوں کے بیٹے قرابت میں<sup>(۲)</sup> برابر ہیں مگر حقیقی پھوپھی کے بیٹے کی قرابت ماں اور باپ دونوں جانب سے ہے اس لئے وہ علاقائی اور اخینائی پھوپھیوں کے بیٹوں پر راجح ہوگا اور کل مال اس کو مل جائے گا اور وہ دونوں محروم ہو جائیں گے۔

مثال ۲:

مسئلہ

علاقائی پھوپھی کا بیٹا      اخینائی پھوپھی کا بیٹا

توضیح مثال ۲: دونوں پھوپھیوں کے بیٹے درجہ میں برابر ہیں مگر علاقائی پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ میں شرکت کی وجہ سے ہے اور اخینائی پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ کی ماں کی وجہ سے ہے باپ کی قرابت ماں کی قرابت سے قوی ہے۔ لہذا علاقائی پھوپھی کا بیٹا وارث ہوگا اخینائی پھوپھی کا بیٹا وارث نہیں ہوگا۔

مثال ۳:

مسئلہ

حقیقی ماموں کا بیٹا      علاقائی ماموں کا بیٹا      اخینائی ماموں کا بیٹا

توضیح مثال ۳: تینوں ماموں کے بیٹے درجہ میں برابر ہیں اور سب کی قرابت ماں کی وجہ سے ہے لیکن حقیقی ماموں کے بیٹے کی رشتہ داری نانا نانی دونوں کی وجہ سے ہے اور علاقائی ماموں کے بیٹے کی قرابت صرف نانا سے ہے اور اخینائی ماموں کے بیٹے کی قرابت صرف نانی کی وجہ سے ہے، لہذا حقیقی ماموں کا بیٹا وارث ہوگا اور دوسرے دونوں ماموں کے بیٹے محروم ہوں گے۔

①....."المبسوط"، باب میراث ذوی الارحام، فصل فی میراث اولاد العمت... إلخ، ج ۱۵، الجزء الثلاثون، ص ۲۶.

②.....یعنی رشتہ داری کے تعلق میں۔

مثال ۴:

مسئلہ

علاقہ خالہ کی بیٹی  
اخیا فی خالہ کی بیٹی

م

ا

توضیح مثال ۴: علاقہ خیا فی دونوں خالوں کی بیٹیاں درجہ میں مساوی ہیں اور دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے لیکن علاقہ خالہ کی بیٹی کی رشتہ داری ماں کے باپ یعنی نانا کی وجہ سے ہے اور اخیا فی خالہ کی بیٹی کی رشتہ داری ماں کی ماں یعنی نانی کی وجہ سے ہے۔ باپ کی رشتہ داری ماں کی رشتہ داری سے قوی ہے لہذا اکل مال علاقہ خالہ کی بیٹی کو مل جائے گا اور اخیا فی خالہ کی بیٹی محروم ہوگی۔

مثال ۵:

مسئلہ

علاقہ پھوپھی کا بیٹا  
حقیقی ماموں کا بیٹا

ا

۲

توضیح مثال ۵: علاقہ پھوپھی کا بیٹا اور حقیقی ماموں کا بیٹا درجہ میں دونوں برابر ہیں لیکن جہت قرابت علیحدہ علیحدہ ہے پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ کی جانب سے ہے اور صرف دادا کی وجہ سے ہے اور ماموں کے بیٹے کی قرابت ماں کی جانب سے ہے اور اس کی قرابت نانا نانی دونوں کی جانب سے ہے تو جہت قرابت مختلف ہونے کی وجہ سے ماموں کے بیٹے کی قوت قرابت سے پھوپھی کا بیٹا ضعف قرابت کے باوجود محروم نہیں ہوگا۔

**مسئلہ ۶** جہت قرابت مختلف ہونے کے بعد جیسا اوپر بیان کیا گیا قوت قرابت وجہ ترجیح نہیں ہوتی ہے بلکہ باپ کی طرف والے ذوی الارحام کو دو حصے اور ماں کی طرف والے ذوی الارحام کو ایک حصہ ملتا ہے پھر باپ کی طرف والے رشتہ دار ایک فریق بن جائیں گے اور ماں کی طرف کے رشتہ دار ایک فریق۔ ان میں آپس میں قوت قرابت سے ترجیح ہوگی اور ہر فریق میں اگر صرف مذکر یا صرف مؤنث ذوی الارحام ہوں تو ان کو برابر برابر حصہ ملے گا اور اگر مختلف ہوں تو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ پر بھی عمل ہوگا۔

مثال ۳:

مسئلہ ۳×۳ ت ۹

حقیقی پھوپھی کا بیٹا  
حقیقی پھوپھی کی بیٹی  
حقیقی ماموں کا بیٹا  
حقیقی خالہ کی بیٹی

۱

۲

۲

۲



توضیح مثال ۳: پھوپھی کے بیٹے اور بیٹی کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور ماموں کے بیٹے اور خالہ کی بیٹی کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اس لئے تین سے مسئلہ کر کے دو حصے پھوپھی کی اولاد کو اور ایک حصہ ماموں اور خالہ کی اولاد کو دیا گیا پھر پھوپھی کی اولاد علیحدہ ایک فریق ہو کر اپنا حصہ اس طرح تقسیم کریں گے کہ مذکورہ دو حصے اور مومنٹ کو ایک حصہ ملے گا اسی طرح ماموں کا بیٹا اور خالہ کی بیٹی ایک فریق بن کر اپنا حصہ اس طرح تقسیم کر لیں گے کہ ماموں کے بیٹے کو دو حصے اور خالہ کی بیٹی کو ایک حصہ ملے گا اس لئے تین سے صحیح کر کے نو سے مسئلہ ہو گیا ان میں کے دو تہائی یعنی چھ باپ کے فریق والوں کے ہیں وہ اس طرح تقسیم ہو گئے کہ چار پھوپھی کے بیٹے نے اور دو پھوپھی کی بیٹی نے لے لئے اور ماں کی طرف والے ماموں کے بیٹے اور خالہ کی بیٹی نے نو کا ایک تہائی یعنی تین اس طرح تقسیم کر لیا کہ دو ماموں کے بیٹے نے اور ایک خالہ کی بیٹی نے لے لیا۔

مثال ۱: مسئلہ ۲×۳ ت ۶

علاقہ پھوپھی کی بیٹی      علاقہ پھوپھی کی بیٹی      حقیقی ماموں کا بیٹا      حقیقی خالہ کا بیٹا

۲ ← ۲ → ۲      ۲ ← ۲ → ۲

توضیح مثال ۱: پھوپھی اور ماموں خالہ کی اولادیں درجہ میں برابر ہیں اور جہت قرابت میں مختلف اس لئے تین سے مسئلہ کر کے دو باپ کی قرابت والی پھوپھی کی بیٹیوں کو اور ایک ماں کی قرابت والے ماموں اور خالہ کے بیٹوں کو دیا گیا۔ پھر تین سے صحیح کر کے مسئلہ کو صحیح کر دیا گیا یہاں ماں کی قرابت ماموں اور خالہ قوت قرابت رکھتے تھے مگر ان کی قوت قرابت نے باپ کی طرف علاقہ پھوپھی کی اولاد کو محروم نہ کیا۔

مثال ۲: مسئلہ ۳

حقیقی پھوپھی کا بیٹا      علاقہ پھوپھی کا بیٹا      علاقہ ماموں کا بیٹا      اخیانی خالہ کی بیٹی

۲      م      ا      م

توضیح مثال ۲: باپ اور ماں دونوں جانب کے ذوی الارحام ہیں اور درجہ میں سب برابر ہیں اور حقیقی پھوپھی کا بیٹا قوی قرابت رکھتا ہے لیکن جہت مختلف ہونے کی وجہ سے وہ ماں کی طرف والے ذوی الارحام علاقہ ماموں کے بیٹے اور اخیانی خالہ کی بیٹی کو محروم نہیں کرے گا لہذا تین حصے کر کے دو حصے باپ کی طرف والے ذوی الارحام کو اور ایک حصہ ماں کی طرف والے ذوی الارحام کو دیا گیا پھر ہر فریق میں قوت قرابت نے اثر کیا تو حقیقی پھوپھی کے بیٹے نے اپنے فریق کا کل حصہ یعنی دو سہام لے لیا اور علاقہ پھوپھی کا بیٹا محروم ہو گیا اسی طرح ماں کی طرف والے ذوی الارحام میں علاقہ ماموں کے بیٹے نے قوت قرابت کی وجہ

سے اپنے فریق کا پورا حصہ ایک سہام لے لیا اور اخیانی خالہ کی بیٹی کو محروم کر دیا۔

## مخنثین کی میراث کا بیان

اگرچہ اس کا موقع شاذ و نادر ہی آتا ہے تاہم اگر آجائے تو حکم شرع معلوم ہونا ضروری ہے اس لئے ہم کتاب کی تکمیل کے لئے اس باب کو شامل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

**مسئلہ ۱** - مخنث وہ شخص ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء ہوں یا دونوں میں سے کوئی عضو نہ ہو۔ اگر دونوں عضو ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ پیشاب کون سے عضو سے کرتا ہے اگر مردانہ عضو سے پیشاب کرتا ہے تو مرد کا حکم ہے اور اگر زنانہ عضو سے پیشاب کرتا ہے تو عورت کا حکم ہے اور اگر دونوں سے پیشاب کرتا ہے تو یہ دیکھا جائے گا پہلے پیشاب کون سے عضو سے کرتا ہے، جس سے پہلے پیشاب کرے گا اس کا حکم ہوگا اور اگر دونوں عضو سے ایک ساتھ پیشاب کرتا ہے تو اس کو خنثی مشکل کہتے ہیں یعنی اس کے مرد و عورت ہونے کا کچھ پتہ نہیں چلتا، اسی کے احکام یہاں بیان کئے جاتے ہیں اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ وہ بچہ ہے اور اگر بلوغ کی عمر کو پہنچ گیا اور اس کو داڑھی نکل آئی یا مردوں کی طرح احتلام ہو یا جماع کرنے کے لائق (1) ہو جائے تو اسے مرد مانا جائے گا اور اگر اس کے پستان ظاہر ہوئے یا ماہواری آئی تو عورت مانا جائے گا اور اگر دونوں قسم کی علامتیں نہ پائی گئیں یا دونوں قسم کی علامتیں پائی گئیں جب بھی خنثی مشکل کہلائے گا۔ (2) (در مختار و شامی ج ۵ ص ۶۳۶، بزاز یہ بر عالمگیری ج ۶ ص ۶۷۶، عالمگیری ج ۶ ص ۶۳۷)

**مسئلہ ۲** - خنثی مشکل کا حکم یہ ہے کہ اس کو مذکر و مؤنث مان کر جس صورت میں کم ملتا ہے وہ دیا جائے گا اور اگر ایک صورت میں اسے حصہ ملتا ہے اور ایک صورت میں نہیں ملتا تو نہ ملنے والی صورت اختیار کی جائے گی۔ (3) (در مختار و شامی ج ۵ ص ۶۳۸)

مثال ۱:	مسئلہ ۵	میتہ
	ابن	۲
	بنت	۱
	خنثی	۲
	(بصورت مفروضہ مذکر)	

①..... یعنی عورت سے مباشرت کرنے کے قابل ہو جائے۔

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الخنثی، الفصل الاول فی تفسیرہ... الخ، ج ۶، ص ۴۳۷.

③..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الخنثی، ج ۱۰، ص ۴۸۲.

مسئلہ ۳	میتہ		
ابن	بنت	خنثیٰ	(بصورتِ مفروضہ مؤنث)
۲	۱	۱	

تشریح: اگر خنثی کو لڑکا مانتے ہیں تو اسے ۵ حصوں میں سے دو حصے ملتے ہیں اور اگر اسے لڑکی مانتے ہیں تو چار حصوں میں سے ایک حصہ ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ  $\frac{2}{5}$  سے زیادہ ہے، لہذا اس کو مؤنث والا حصہ یعنی  $\frac{1}{4}$  دیا جائے گا۔

مثال ۲۔

مسئلہ ۶	میتہ		
زوج	حقیقی بہن	خنثیٰ	(باپ کی طرف سے مفروضہ بھائی)
۱	۱	۴	
مسئلہ ۶	تعلول الیٰ		
زوج	حقیقی بہن	خنثیٰ	(باپ کی طرف سے مفروضہ بہن)
۳	۳	۱	

تشریح: اگر خنثی کو باپ کی طرف سے بھائی قرار دیا جائے تو وہ عصبہ بنے گا اور اس کے لئے کچھ نہ بچے گا اس لئے کہ نصف شوہر کا اور نصف حقیقی بہن کا فرض حصہ ہے اور عصبہ کو اس وقت ملتا ہے جب ذوی الفروض سے کچھ بچے، اور جب خنثی کو باپ کی طرف سے بہن فرض کیا گیا تو وہ ذوی الفروض میں سے ہے اور ۶ سے مسئلہ بنانے کے بعد نصف یعنی ۳ شوہر کو ملے اور نصف حقیقی بہن کو اور خنثی کو چھٹا حصہ یعنی ایک، بہنوں کا دو تہائی حصہ پورا کرنے کے لئے اور مسئلہ حول ہو کر ۷ سے ہو گیا لہذا خنثی کو مذکر مان کر محروم رکھا جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (شریفیہ ص ۱۲۶، عالمگیری ج ۶ ص ۳۳۷)

## حمل کی وراثت کا بیان

اگر تقسیم وراثت کے وقت بیوی کے پیٹ میں بچہ ہے تو اس کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مسئلہ ۱۔ بچہ ماں کے پیٹ میں زیادہ سے زیادہ دو سال رہ سکتا ہے اور کم از کم مدت حمل چھ ماہ ہے۔<sup>(۲)</sup>

مسئلہ ۲۔ اگر حمل میت کا ہے اور دو سال کے دوران بچہ پیدا ہوا اور عورت نے ابھی تک عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا

①....."الشریفة" شرح "السراجیة"، کتاب الفرائض، فصل فی الخنثی، ص ۱۲۶.

②....."السراجی"، فصل فی الحمل، ص ۵۱.

ہو تو یہ بچہ وارث بھی ہوگا اور اس کے مال کے اور لوگ بھی وارث ہوں گے اور اگر دو سال پورے ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو یہ بھی وارث نہیں ہوگا اور اس کا بھی وارث کوئی نہیں ہوگا۔<sup>(1)</sup> (شامی ج ۵ ص ۷۰۲، سراجی ص ۵۸)

**مسئلہ ۳** حمل سے پیدا ہونے والا بچہ اس وقت وارث ہوگا جب کہ وہ زندہ پیدا ہو یا اس کا اکثر حصہ زندہ باہر ہوا ہو اور زندگی کو اس طرح جانا جائے گا کہ وہ روئے یا چھینکے یا کوئی آواز نکالے یا اس کے اعضا حرکت کریں۔<sup>(2)</sup> (تبیین ج ۶ ص ۲۳۱، سراجی ص ۵۸، شامی ج ۵ ص ۷۰۱، عالمگیری ج ۶ ص ۳۵۶)

**مسئلہ ۴** اگر بچہ اس طرح پیدا ہوا کہ اس کا سر پہلے نکلا تو سینہ پر دار و مدار ہے اگر سینہ زندہ رہ کر نکل آیا تو وارث ہوگا اور اگر سینہ نکلنے سے پہلے مر گیا تو وارث نہیں ہوگا اور اگر پیر پہلے نکلے ہیں تو ناف کا اعتبار ہوگا اگر ناف ظاہر ہونے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا ورنہ نہیں۔<sup>(3)</sup> (سراجی ص ۵۹، عالمگیری ج ۶ ص ۳۵۶)

**مسئلہ ۵** بہتر تو یہ ہے کہ ترکہ تقسیم کرنے میں بچہ کی پیدائش کا انتظار کر لیا جائے تاکہ حساب میں کوئی تبدیلی نہ کرنا پڑے اور اگر وراثت انتظار کرنے کو تیار نہ ہوں تو حمل کے احکام پر عمل کیا جائے۔

**مسئلہ ۶** حمل کی دو صورتیں ہیں: ① میت کا حمل ہے ② میت کے علاوہ کسی دوسرے رشتہ دار کا حمل ہو جو میت کا وارث بن سکتا ہو۔ اگر میت کا حمل ہے تو اس کو لڑکا فرض کرنے اور لڑکی فرض کرنے کی صورتوں میں سے جس صورت میں زیادہ حصہ ملتا ہے وہ حصہ محفوظ رکھا جائے گا۔

## حمل کا حصہ نکالنے کا قاعدہ

**مسئلہ ۷** ایک مرتبہ حمل کو مذکر مان کر مسئلہ نکالا جائے اور ایک مرتبہ حمل کو مؤنث مان کر مسئلہ نکالا جائے پھر دونوں مسئلوں کی تصحیح میں اگر توافق ہو تو ہر ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا جائے اور اگر دونوں تصحیح میں بتابین ہو تو تصحیح کو دوسری تصحیح میں ضرب دے دیا جائے اور دونوں صورتوں میں حاصل ضرب دونوں مسئلوں کی تصحیح قرار پائے گی اور دونوں مسئلوں میں سے ہر وارث کو جو سہام ملے ہیں ان میں بھی یہ عمل کیا جائے کہ دونوں مسئلوں کی تصحیح میں توافق ہونے کی صورت میں ایک مسئلہ کے وفق تصحیح کو دوسرے مسئلہ میں سے ہر وارث کے سہام میں ضرب دی جائے اور دونوں تصحیحوں میں بتابین کی صورت

①....."السراجی"، فصل فی الحمل، ص ۵۲.

②.....المرجع السابق، ص ۵۳.

③....."السراجی"، فصل فی الحمل، ص ۵۳.

و"ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الأرحام، فصل فی الغرقی... إلخ، ج ۱۰، ص ۵۸۷.

میں ہر صحیح کو دوسری صحیح میں سے ہر وارث کے سہام میں ضرب دیجائے اب دونوں مسئلوں میں ہر وارث کے حصوں کو دیکھا جائے جو کم ہو وہ ہر وارث کو اس وقت دے دیا جائے اور جتنا زیادہ ہے وہ محفوظ رکھا جائے گا بچہ پیدا ہونے کے بعد جو مال محفوظ رکھا گیا تھا اس میں سے جس وارث کے حصہ میں سے کاٹ کر اسے کم دیا گیا تھا اس کا حصہ پورا کر دیا جائے گا اور اگر وہ اپنا حصہ پورالے چکا تھا تو اس کے حصہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اور حمل سے پیدا ہونے والا بچہ اپنا حصہ لے لے گا۔

مشال اول		مسئلہ ۲۳		مسئلہ ۲۷	
		۲۷ × ۸		۲۷ × ۹	
		میتہ		میتہ	
اب	۴	۴	۴	۴	۴
م	۴	۴	۴	۴	۴
زوجہ	۳	۳	۳	۳	۳
بنت	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
حمل (مفروضہ لڑکا)	۷۸	۳۶	۳۶	۶۴	۶۴
		۲۱۶		۲۱۶	
		۲۷ × ۸		۲۷ × ۹	
		میتہ		میتہ	
اب	۴	۴	۴	۴	۴
م	۴	۴	۴	۴	۴
زوجہ	۳	۳	۳	۳	۳
بنت	۸	۸	۸	۸	۸
حمل (مفروضہ لڑکی)	۷۸	۳۶	۳۶	۶۴	۶۴
		۲۱۶		۲۱۶	

توضیح: حمل کو مذکر ماننے کی صورت میں مسئلہ ۲۳ سے تھا اور مؤنث ماننے کی صورت میں مسئلہ ۲۷ سے تھا اور ۲۳ اور ۲۷ میں توافقی بالٹھ ہے یعنی ۳ دونوں کو تقسیم کر دیتا ہے اس لئے ۲۳ کے وفق ۸ کو ۲۷ میں ضرب دیا تو ۲۱۶ ہوا اور ۲۷ کے وفق ۹ کو ۲۳ میں ضرب دیا جب بھی ۲۱۶ ہوئے لہذا اب دونوں مسئلوں کی صحیح ۲۱۶ ہے اور حمل کو مذکر ماننے کی صورت میں عدد صحیح ۲۳ تھا اس کا وفق ۸ ہے لہذا ۸ کو دوسرے مسئلہ کی صحیح ۲۷ میں سے ہر وارث کو جو سہام ملے تھے اس میں ضرب دیا گیا اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں صحیح کا عدد ۲۷ تھا اس کا وفق ۹ ہے اس لئے ۹ کو دوسرے مسئلے میں سے ہر وارث کے سہام میں ضرب دیا گیا اب دونوں مسئلوں میں ہر وارث کے حصوں کو دیکھا باپ کو پہلے مسئلہ میں ۳۶ اور دوسرے مسئلے میں ۳۲ سہام ملے اس لئے اس کو ۳۲ دے دیئے جائیں گے اور چار سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ اسی طرح ماں کو بھی پہلے مسئلہ میں ۳۶ اور دوسرے میں ۳۲ سہام ملے اس کو بھی ۳۲ دیئے جائیں گے چار سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ بیوی کو پہلے مسئلہ میں ۲۷ اور دوسرے میں ۲۳ سہام ملے اس کو دے دیئے جائیں گے اور ۳ محفوظ رکھے جائیں گے۔ لڑکی کو پہلے مسئلہ میں ۳۹ اور دوسرے میں ۶۴ سہام ملے اس لئے ۳۹ دیئے جائیں گے اور ۲۵ سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ پھر اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو ۸ سہام جو پہلے مسئلہ میں اسے ملے تھے اس کو دے دیئے

جائیں گے اور باپ کے جو ۴ سہام محفوظ تھے وہ اسکو اور ماں کے جو ۴ سہام محفوظ تھے وہ اس کو اور بیوی کے تین سہام محفوظ تھے وہ اس کو دے دیئے جائیں گے۔ اس طرح ۲۱۶ سہام پورے ہو جائیں گے۔ اور اگر حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو ماں باپ اور بیوی اپنا پورا حصہ لے چکے ہیں ان کو محفوظ سہام سے کچھ نہیں ملے گا لیکن بیٹی کے جو ۲۵ سہام محفوظ تھے وہ اس کو دے دیئے جائیں گے اور ۶۴ سہام پیدا ہونے والی لڑکی کو دے دیئے جائیں گے۔ اس طرح پھر مجموعہ ۲۱۶ سہام پورا ہو جائے گا اور اگر حمل سے مردہ بچہ پیدا ہوا تو لڑکی نصف مال کی مستحق تھی اور اسے ۳۹ سہام دیئے گئے تھے لہذا اس کو ۶۹ سہام اور دے دیئے جائیں گے اس طرح اس کا کل حصہ ۲۱۶ کا نصف ۱۰۸ سہام ہو جائے گا اور ماں اور باپ کے ۴، ۴ سہام جو کاٹے گئے تھے وہ ان کو دیدیئے جائیں گے اور ۳ سہام بیوی کے کاٹے گئے تھے وہ اس کو دیدیئے جائیں گے اور ۹ سہام محفوظ مال میں سے بچیں گے وہ باپ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے دے دیئے جائیں گے۔<sup>(۱)</sup>

مسئلہ ۶×۷ تصحیح ۴۲					
میتہ	ابن	ابن	بنت	حمل مفروضہ لڑکا	زوجہ خلع سے متعلقہ بائہ محروم
	$\frac{۲}{۱۲}$	$\frac{۲}{۱۲}$	$\frac{۱}{۶}$	$\frac{۲}{۱۲}$	
مسئلہ ۶×۷ تصحیح ۴۲					
میتہ	ابن	ابن	بنت	حمل مفروضہ لڑکی	زوجہ خلع سے متعلقہ بائہ
	$\frac{۲}{۱۳}$	$\frac{۲}{۱۳}$	$\frac{۱}{۷}$	$\frac{۱}{۷}$	

توضیح: حمل کو مذکر ماننے کی صورت میں مسئلہ ۷ سے ہوا تھا اور مؤنث ماننے کی صورت میں ۶ سے اور ۶ اور ۷ میں بتاین ہے اس لئے ۷ کو دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ میں ضرب دیا تو ۴۲ ہوئے اور دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ کو ۷ میں ضرب دیا جب بھی ۴۲ ہوئے اسی طرح پہلے مسئلہ کی تصحیح ۷ کو دوسرے مسئلہ میں سے وارثوں کے ہر حصہ میں ضرب دیا اور دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ کو پہلے مسئلہ کی تصحیح میں سے ہر وارث کے حصہ میں ضرب دیا تو لڑکوں کو حمل مذکر ماننے کی صورت میں ۱۲، ۱۲ سہام اور لڑکی کو ۶ سہام ملے

①....."السراجی"، فصل فی الحمل، ص ۵۲.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الأرحام، فصل فی الغرقی... إلخ، ج ۱۰، ص ۵۸۷.

اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں لڑکوں کو ۱۴، ۱۴، ۱۴ سہام اور لڑکی کو ۷ سہام دئے جائیں گے اور باقی ۱۲ سہام محفوظ رکھے جائیں گے اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو اس کو ۱۲ سہام دے دیئے جائیں گے وہی اس کا پورا حصہ تھا اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کے حصہ کے ۷ سہام اس کو دے دیئے جائیں گے اور ۲، ۲ سہام ہر لڑکے کو اور ایک سہم لڑکی کو دے کر ان کے حصے پورے کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے کہ وہ اب زیادہ کے مستحق ہیں زوجہ خلع سے طلاق بائن حاصل کرنے کی وجہ سے محروم رہے گی۔

**مسئلہ ۸** اگر میت کے علاوہ کسی دوسرے کا حمل ہو تو مورث کی موت کے چھ ماہ یا اس سے کم میں بچہ پیدا ہونے سے وارث ہوگا اور چھ ماہ کے بعد پیدا ہونے سے وارث نہیں ہوگا لیکن اگر چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا اور عورت نے عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو اور دوسرے ورثا یہ اقرار کریں کہ یہ حمل میت کی موت کے وقت موجود تھا تو چھ ماہ کے بعد پیدا ہونے سے بھی وارث ہو جائے گا۔<sup>(۱)</sup> (شامی ج ۵ ص ۵۰۲، شریفیہ ص ۱۳۲، سراجی ص ۵۸، عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۵)

**مسئلہ ۹** مذکورہ بالا صورت میں بھی وہی حکم ہے کہ حمل کو مذکورہ مؤنث مان کر علیحدہ علیحدہ دو مسئلے بنائیں جائیں گے اور ورثا کو دونوں مسئلوں میں سے جو کم حصہ ملتا ہوگا وہ دے دیا جائے گا اور باقی محفوظ رکھ کر بچہ پیدا ہونے کے بعد جو صورت ہوگی اس پر عمل کیا جائے گا۔<sup>(۲)</sup> (شامی ج ۵ ص ۵۰۲)

مسئلہ ۶ × ۶	۲۴	ہندہ
میت		
زوج	۳	۱
ماں حاملہ	۸	۲
حمل مفروضہ مذکور	۱۲	۱
تعمول الی ۲۴ = ۳ × ۸		
مسئلہ ۶		
زوج	۳	۳
ماں حاملہ	۶	۲
حمل مفروضہ مؤنث	۹	۳

①....."السراجی"، فصل فی الحمل، ص ۵۳.

و"الشریفة" شرح "السراجی"، کتاب الفرائض، فصل فی الحمل، ص ۱۳۲.

②....."ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الأرحام، فصل فی الغرقى... إلخ، ج ۱۰، ص ۵۸۸.

توضیح: حمل مذکر ماننے کی صورت میں شوہر کو ۱۲ سہام اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں ۹ سہام ملیں گے لہذا ۱۱ سے ۹ سہام دے دیئے جائیں گے اور ۳ سہام محفوظ رکھے جائیں گے ماں کو حمل مذکر ماننے کی صورت میں ۸ سہام اور مؤنث ماننے کی صورت میں ۶ سہام ملیں گے لہذا ۱۱ سے ۶ سہام دیئے جائیں گے۔ اس طرح دونوں کو ۱۵ سہام دینے کے بعد ۹ سہام محفوظ رہیں گے۔ اگر حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو یہ ۹ سہام اس کا حصہ ہے اس کو دے دیئے جائیں گے اور شوہر اور ماں اپنا پورا حصہ لے چکے تھے اس لئے کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اور حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو یہ بچہ ۳ سہام کا مستحق<sup>(۱)</sup> ہے لہذا ۳ سہام اس کو دے دیئے جائیں گے اور تین سہام شوہر کو اور ۲ سہام ماں کو دیدیئے جائیں گے کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور انہیں کے حصہ سے یہ سہام محفوظ کئے گئے تھے۔ اس مسئلہ میں حمل کو لڑکا فرض کرنے کی صورت میں چونکہ وہ بھائی ہے اس لئے عصبہ ہوگا اور ماں اور شوہر ذوی الفروض میں سے ہیں ان دونوں کا فرض حصہ نکالنے کے بعد جو باقی بچا وہ اس کو دے دیا گیا اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں وہ حقیقی بہن ہوگی اور ذوی الفروض میں ہونے کی وجہ سے نصف مال کی مستحق ہوگی۔ لہذا ماں اور شوہر کے ساتھ مل کر اس کے حصہ کی وجہ سے سے عول کیا گیا اور اسے اس کا فرض حصہ دیا گیا وہ عصبیت<sup>(۲)</sup> کے حصہ سے زیادہ ہے۔

**مسئلہ ۱۰** حمل کی ان تمام صورتوں میں حمل میں ایک بچہ مان کر خراج مسائل کی گئی ہے<sup>(۳)</sup> اس لئے کہ اسی قول پر فتویٰ ہے لیکن یہ احتمال<sup>(۴)</sup> ہے کہ حمل سے ایک سے زیادہ بچے پیدا ہوں اس لئے تمام وارثوں کی طرف سے ضامن لیا جائے گا تاکہ اگر زیادہ بچے پیدا ہوں تو ان وارثوں سے مال واپس دلانے کا وہ ضامن ذمہ دار ہو۔<sup>(۵)</sup> (شامی ج ۵ ص ۷۰۱، شریفیہ ص ۱۳۲، سراجی ص ۵۸)

**مسئلہ ۱۱** ان تمام مسائل میں حصہ محفوظ رکھنے کا حکم ان وارثوں کے حق میں ہے جن کا حصہ زیادہ سے کمی کی طرف تبدیل ہو جاتا ہے اور جن کا حصہ تبدیل نہیں ہوتا ہے ان کے حق میں محفوظ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں، مثلاً دادی، نانی اور حاملہ زوجہ اور جن وارثوں کی یہ حالت ہو کہ حمل کے مذکر و مؤنث ہونے کی صورتوں میں سے ایک صورت میں محروم ہوتے ہیں اور ایک صورت میں وارث ہوتے ہیں تو انہیں کچھ نہیں دیا جائے گا اور ان کا حصہ محفوظ بھی نہیں رکھا جائے گا مثلاً بھائی اور چچا جب حاملہ زوجہ کے ساتھ ہوں تو اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو یہ لوگ محروم رہیں گے اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو یہ عصبہ ہو کر وارث ہو جائیں گے لہذا ان کے لئے کوئی حصہ محفوظ نہیں رکھا جائے گا۔<sup>(۶)</sup> (شامی ج ۵ ص ۷۰۲)

① یعنی حق دار۔ ② یعنی بطور عصبہ حصہ لینے۔ ③ یعنی ترکہ کی تقسیم کی گئی ہے۔ ④ گمان، شبہ۔

⑤ "السراجی" فصل فی الحمل، ص ۵۲۔

و "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الأرحام، فصل فی الغرقی... إلخ، ج ۱۰، ص ۵۸۸۔

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الأرحام، فصل فی الغرقی... إلخ، ج ۱۰، ص ۵۸۸۔



## گمشدہ شخص کی وراثت کا بیان

**مسئلہ ۱** - اگر کوئی شخص گم ہو جائے اور اس کی زندگی یا موت کا کچھ علم نہ ہو تو وہ شخص اپنے مال کے اعتبار سے زندہ متصور ہوگا یعنی اس کے مال میں وراثت جاری نہ ہوگی مگر دوسرے کے مال کے اعتبار سے مردہ شمار ہوگا یعنی کسی سے اس کو وراثت نہ ملے گی۔<sup>(۱)</sup> (شریفیہ ص ۱۳۷، سراجی ص ۶۲، عالمگیری ج ۶ ص ۵۵، شامی ج ۳ ص ۳۵۴)

**مسئلہ ۲** - گمشدہ شخص کے مال کو محفوظ رکھا جائے گا یہاں تک کہ اس کی موت کا حکم دے دیا جائے اور اس کی مقدار صاحبِ فتح القدر کی رائے میں یہ ہے کہ مفقود کی عمر کے ستر برس گزر جائیں تو قاضی اس کی موت کا حکم دے گا اور اس کی جو املاک ہیں وہ ان لوگوں پر تقسیم ہوں گی جو اس موت کے حکم کے وقت موجود ہیں۔<sup>(۲)</sup> (شریفیہ ص ۱۵۲، فتح القدر ج ۸ ص ۴۳۵، بہارِ شریعت حصہ دہم ص ۱۷، شامی ج ۳ ص ۳۵۷)

**مسئلہ ۳** - مفقود کا اپنا مال تو پورا محفوظ رکھا جائے گا تا وقتیکہ اس کی موت کا حکم دیا جائے اگر اس حکم سے پہلے وہ واپس آ گیا تو اپنے مال پر قبضہ کر لے گا اور اگر واپس نہ آیا تو جس وقت موت کا حکم کیا جائے گا اس وقت جو وارث موجود ہوں گے ان پر تقسیم کر دیا جائے گا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔<sup>(۳)</sup> (شامی ج ۳ ص ۳۵۴)

**مسئلہ ۴** - مفقود کے کسی مورث کا انتقال ہوا جس کے وارثوں میں مفقود کے علاوہ دوسرے بھی ہیں تو جن وارث کا حصہ مفقود کی زندگی اور موت سے تبدیل نہیں ہوتا ہے ان کو پورا حصہ دے دیا جائے گا اور جو وارث مفقود کو زندہ ماننے سے محروم ہوتے ہیں اور مردہ ہونے سے وارث ہوتے ہیں ان کا حصہ ابھی محفوظ رکھا جائے گا تا وقتیکہ مفقود واپس آجائے یا اس کی موت کا حکم کر دیا جائے اور جن وارثوں کا حصہ مفقود کو زندہ ماننے کی صورت میں کم ہوتا ہے اور مردہ ماننے کی صورت میں زیادہ ہوتا ہے تو ان کو کم حصہ دے دیا جائے گا اور باقی کو محفوظ رکھا جائے گا تا وقتیکہ مفقود کا حال معلوم ہو۔

مثال: زید کا انتقال ہوا اور اس کی دو بیٹیاں اور ایک مفقود بیٹا اور ایک پوتا اور دو پوتیاں ہیں اس میں اگر گمشدہ بیٹے کو زندہ مانا جائے تو پوتا پوتی محروم ہوتے ہیں اور دونوں بیٹیوں کو نصف مال اور مفقود کو نصف مال ملتا اور اگر گمشدہ کو

①....."السراجی"، فصل فی المفقود، ص ۵۶.

②....."السراجی"، فصل فی المفقود، ص ۵۶.

و"فتح القدر"، کتاب المفقود، ج ۵، ص ۳۷۴.

③....."رد المحتار"، کتاب المفقود، مطلب: فی الإفتاء بمذہب مالک... إلخ، ج ۶، ص ۴۵۶.

مردہ مانا جائے تو پوتا پوتی وارث ہوں گے اور دونوں بیٹیوں کو دو تہائی حصہ ملے گا لہذا فی الحال ۱۲ سے مسئلہ کر کے تین تین سہام یعنی نصف مال دونوں بیٹیوں کو دے دیا جائے گا اور باقی چھ سہام (۱) محفوظ رکھے جائیں گے اگر مفقود آ گیا تو لے لے گا ورنہ اس کی موت کے حکم کے بعد ان چھ سہام میں سے دو سہام ایک ایک دونوں لڑکیوں کو اور دے کر ان کا دو تہائی حصہ پورا کر دیا جائے گا اور باقی چار سہام میں سے دو پوتے کو اور ایک ایک دونوں پوتیوں کو دے دیا جائے گا کیونکہ بیٹا نہ ہونے کی صورت میں اسی طرح زید کا مال تقسیم ہوتا۔ (۲) (شامی ص ۳۵۶)

## مرتد کی وراثت کا بیان

**مسئلہ ۱** جب مرتد مر جائے یا قتل کر دیا جائے یا دار الحرب بھاگ جائے اور قاضی اس کے دار الحرب چلے جانے کا فیصلہ دے دے تو جو کچھ اس نے اسلام کی حالت میں کمایا تھا وہ اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم ہوگا اور جو کچھ ارتداد کے زمانہ (۳) میں کمایا تھا وہ بیت المال میں چلا جائے گا۔ (۴) (شریفیہ ص ۱۵۴، شامی ج ۳ ص ۴۱۴، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۴، طحطاوی ج ۲ ص ۴۸۷)

**مسئلہ ۲** دار الحرب چلے جانے کے بعد جو اس نے کمایا ہے وہ بالاتفاق فسی ہے اسے بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

**مسئلہ ۳** مذکورہ احکام مرتد مرد کے تھے لیکن مرتدہ (عورت) کی تمام کمائی خواہ کسی زمانے کی ہو مسلمان وارثوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ (۵) (شریفیہ ص ۱۵۴)

**مسئلہ ۴** مرتد مرد اور عورت نہ تو مسلمان کے وارث ہوں گے اور نہ ہی مرتد کے۔ (۶) (شریفیہ ص ۱۵۵)

①..... یعنی چھ۔

②..... ”ردالمحتار“، کتاب المفقود، مطلب: فی الافتاء بمذہب مالک... إلخ، ج ۶، ص ۴۵۶۔

③..... یعنی مرتد ہونے کے زمانہ میں

④..... ”الشریفیہ“ شرح ”السراجیہ“، کتاب الفرائض، فصل فی المرتد، ص ۱۴۰۔

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۴۔

⑤..... ”الشریفیہ“ شرح ”السراجیہ“، کتاب الفرائض، فصل فی المرتد، ص ۱۴۰۔

⑥..... ”الشریفیہ“ شرح ”السراجیہ“، کتاب الفرائض، فصل فی المرتد، ص ۱۴۱۔

## قیدی کی وراثت کا بیان

**مسئلہ ۱**۔ وہ مسلمان جسے کافر قید کر کے لے گئے اس کا حکم عام مسلمانوں جیسا ہے وہ دوسروں کا وارث ہوگا اور اس کے انتقال کے بعد اس کے وارث اس کے مال سے ترکہ پائیں گے جب تک وہ اپنے مذہب پر باقی رہے گا اور اگر اس نے کافروں کی قید میں جانے کے بعد مذہب اسلام کو چھوڑ دیا تو اس پر وہی احکام ہوں گے جو مرتد کے ہیں اور اگر اس قیدی کی موت و زندگی کا کچھ علم نہ ہو تو اس کا حکم مفقود یعنی گمشدہ کا حکم ہوگا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔<sup>(۱)</sup> (شریفیہ ص ۱۵۶)

## حادثات میں ہلاک ہونے والوں کا بیان

**مسئلہ ۱**۔ اگر کسی حادثہ میں چند رشتہ دار ہلاک ہو جائیں اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان میں پہلے کون ہلاک ہوا مثلاً جہاز ڈوب گیا یا ہوائی جہاز گر گیا، ٹرین، بس وغیرہ کے حادثات یا آگ لگ گئی یا عمارت گر گئی اب ان کا حکم یہ ہے کہ یہ آپس میں تو کسی کے وارث نہ ہوں گے البتہ ان کا مال انکے زندہ وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔<sup>(۲)</sup> (شریفیہ ص ۱۵۶)

ختم شد

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ وقاسم رزقہ سیدنا ومولینا

محمد وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مؤلفہ: مولانا مفتی وقار الدین ومفتی سید شجاعت علی صاحبان

☆☆☆☆☆

①....."الشریفیہ" شرح "السراجیہ"، کتاب الفرائض، فصل فی الأسیر، ص ۱۴۲۔

②....."الشریفیہ" شرح "السراجیہ"، فصل فی الغرقى والحرقى والہلمنى، ص ۱۴۲۔

## مآخذ ومراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	قرآن مجید	کلام الہی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ
2	کنز الإیمان (ترجمہ قرآن)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۳۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ

## کتب تفسیر

1	تفسیر الطبری	ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۲۰ھ
2	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۲۰ھ
3	تفسیر بیضاوی	امام ابوسعید عبداللہ بن محمد شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۵۶ھ	دارالفکر، بیروت ۱۳۲۰ھ
4	الدر المنثور	امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۳۰۳ھ
5	روح البیان	شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	کویت ۱۳۱۹ھ

## کتب احادیث

1	الموطأ لامام مالک	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ	دارالمعرفۃ بیروت، ۱۳۲۰ھ
2	مسند الطیالسی	امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی، متوفی ۲۰۳ھ	مکتبۃ حسینیہ، گوجرانوالہ
3	المسند لامام شافعی	امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
4	المصنف لعبدالرزاق	امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۱۴ھ
5	سنن سعید بن منصور	سعید بن منصور، متوفی ۲۲۷ھ	دار الصمیعی، ریاض ۱۳۲۰ھ
6	المصنف لابن ابی شیبہ	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، متوفی ۲۴۵ھ	دارالفکر بیروت، ۱۳۱۴ھ
7	المسند لامام احمد	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دارالفکر بیروت، ۱۳۱۴ھ
8	سنن الدارمی	حافظ عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دارالکتب العربی بیروت، ۱۳۰۷ھ

9	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۱۹ھ
10	الأدب المفرد	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	تاشقند ایران، ۱۳۹۰ھ
11	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بیروت، ۱۳۱۹ھ
12	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۴۳ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۲۰ھ
13	سنن أبي داود	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث ہجستانی، متوفی ۲۴۵ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۲۱ھ
14	جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۴۹ھ	دار الفکر بیروت، ۱۳۱۲ھ
15	الموسوعة لابن ابی الدنيا	حافظ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد قرشی، متوفی ۲۸۱ھ	مکتبۃ العصریہ بیروت، ۱۳۲۶ھ
16	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	امام ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ ۱۳۲۳ھ
17	سنن النسائي	امام ابو عبد الرحمن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۲۶ھ
18	مسند أبي يعلى	شیخ الاسلام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن شیخی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۱۸ھ
19	صحیح ابن خزیمہ	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۳۱۲ھ
20	شرح معانی الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۲۲ھ
21	المعجم الكبير	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۲۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۲۲ھ
22	المعجم الأوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۲۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۲۰ھ
23	المعجم الصغير	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۲۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۰۳ھ
24	الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی، متوفی ۳۲۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۱۸ھ
25	سنن الدارقطني	امام علی بن عمرو دارقطنی، متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان، ۱۳۲۱ھ
26	المستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۱۸ھ
27	حلیۃ الاولیاء	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ صنفہانی، متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۱۸ھ
28	السنن الكبرى	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۲۲ھ

دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۲۱ھ	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۳۵۸ھ	شعب الایمان	29
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۱۷ھ	حافظ ابو بکر احمد علی بن خطیب بغدادی، متوفی ۳۶۳ھ	تاریخ بغداد	30
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۱۷ھ	حافظ ابو شجاع شیرویه بن شہر دار بن شیرویه دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	فردوس الأخبار	31
دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۲۲ھ	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	شرح السنہ	32
دارالفکر، بیروت ۱۳۱۵ھ	علامہ علی بن حسن، متوفی ۵۷۱ھ	تاریخ دمشق لابن عساکر	33
دارخضر، بیروت ۱۳۱۲ھ	امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی، متوفی ۶۳۳ھ	الأحادیث المختارة	34
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۱۸ھ	امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ	الترغیب والترہیب	35
دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۱۷ھ	علامہ امیر علماء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان	36
دارالفکر بیروت، ۱۳۲۱ھ	علامہ ولی الدین تہریزی، متوفی ۷۴۲ھ	مشکاة المصابیح	37
دارالفکر بیروت، ۱۳۲۰ھ	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر، متوفی ۸۰۷ھ	مجمع الزوائد	38
دارالفکر بیروت، ۱۳۱۸ھ	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	عمدة القاری	39
مکتبۃ الرشید ریاض، ۱۳۲۰ھ	امام ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بدر الدین عینی، متوفی ۸۵۵ھ	شرح سنن أبی داود للعینی	40
دارالکتب العربی بیروت	شیخ محمد عبدالرحمن سخاوی، متوفی ۹۰۲ھ	المقاصد الحسنہ للسخاوی	41
مکتبۃ الرشید، ریاض ۱۳۱۹ھ	امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	التوضیح شرح صحیح البخاری	42
دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۱۹ھ	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	کنز العمال	43
دارالفکر بیروت، ۱۳۱۲ھ	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۳ھ	مرقاۃ المفاتیح	44
کوئٹہ	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	أشعة اللمعات	45
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۲۲ھ	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی، متوفی ۱۱۶۲ھ	كشف الخفاء	46
ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	مرآة المناجیح	47

## کتب فقہ حنفی

1	كتاب الآثار	امام محمد بن حسن شیبانی، متوفی ۱۸۹ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۱۳ھ
2	المختصر للقدوری	علامہ ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد القدوری، متوفی ۳۲۸ھ	مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
3	المبسوط	شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی بھل السرخسی، متوفی ۲۸۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۲۱ھ
4	خلاصة الفتاوى	علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری، متوفی ۵۳۲ھ	کوئٹہ
5	الملقط	ناصر الدین ابوالقاسم محمد بن یوسف حسینی سمرقندی، متوفی ۵۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۲۰۰۰ء
6	بدائع الصنائع	علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی، متوفی ۵۸۷ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۲۱ھ
7	الفتاوى الخانية	علامہ حسن بن منصور قاضی خان، متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
8	الهداية	برهان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت
9	الحاوی القدسی	امام احمد بن محمود بن سعید جمال الدین القاسمی الغزنوی، متوفی ۵۹۳ھ	مخطوطہ
10	القنية	مختار بن محمود الزاہدی، متوفی ۶۵۸ھ	مخطوطہ
11	کنز الدقائق	امام ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	باب المدینہ، کراچی، ۱۳۳۱ھ
12	تبيين الحقائق	امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی، متوفی ۷۳۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۲۰ھ
13	العناية على هامش فتح القدير	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرٹی، متوفی ۷۸۶ھ	کوئٹہ
14	الجوهرة النيرة	علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ، کراچی
15	الفتاوى البزازية (الجامع الوجيز)	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری، متوفی ۸۲۷ھ	دارالفکر بیروت، ۱۳۱۱ھ
16	شرح الوقاية	عبید اللہ بن مسعود بن محمود المعروف صدر الشریعہ، متوفی ۷۷۷ھ	باب المدینہ ۱۳۲۶ھ

17	جامع الفصولین	محمود بن اسرائیل المعروف ابن قاضی ۸۲۳ھ	کویت
18	فتح القدير	علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ	کویت، ۱۳۱۹ھ
19	غرر الأحكام	علامہ قاضی احمد بن فراموز ملا خسر و خنی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
20	درر الحکام شرح غرر الأحكام	علامہ قاضی احمد بن فراموز ملا خسر و خنی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
21	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن ابراہیم، ابن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	کویت، ۱۳۲۰ھ
22	الفتاویٰ الحدیثیة	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی، متوفی ۹۷۳ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۱۹ھ
23	نتائج الأفكار تکملة فتح القدير	شمس الدین احمد بن قودر المعروف قاضی زاوہ، متوفی ۹۸۸ھ	کویت، ۱۳۱۹ھ
24	تنوير الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد ترمذی، متوفی ۱۰۰۳ھ	دار المعرفہ، بیروت، ۱۳۲۰ھ
25	النهر الفائق	علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم، متوفی ۱۰۰۵ھ	کویت
26	حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق	شہاب الدین احمد ہلمی متوفی ۱۰۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰ء
27	غنية ذوی الأحكام	حسن بن عمار بن علی الوقائی الشرنبلالی الحنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ	باب المدینہ، کراچی
28	الفتاویٰ الخیریة	علامہ خیر الدین ربی متوفی ۱۰۸۱ھ	باب المدینہ، کراچی
29	الدر المختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفہ، بیروت، ۱۳۲۰ھ
30	تکملة البحر الرائق	محمد بن حسین بن علی طوری، متوفی بعد از ۱۱۳۸ھ	کویت، ۱۳۲۰ھ
31	حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار	سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی الحنفی، متوفی ۱۲۳۱ھ	کویت



دار الفکر بیروت، ۱۳۱۱ھ	ملائم الدین، متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلمائے ہند	الفتاویٰ الہندیہ	32
کوئٹہ	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	منحۃ الخالق	33
دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۳۰ھ	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	رد المحتار	34
رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۳۱۲ھ	مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۳۰ھ	الفتاویٰ الرضویہ	35
مخطوطہ	مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۳۰ھ	جد الممتار	36
کوئٹہ	جلال الدین خوارزمی	الکفایۃ ہامش علی فتح القدر	37
پشاور	محمد بن عبدالرشید سجاوندی	الشریفیۃ شرح السراجیۃ	39

## کتب اصول الفقہ

باب المدینہ کراچی	فخر الاسلام علی بن محمد بزوی، ۳۸۲ھ	اصول البزوی	1
باب المدینہ کراچی	عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ، متوفی ۷۹۲ھ	التوضیح والتلویح	2
مدینہ الاولیاء ملتان	مولوی ابو محمد عبدالحق الحقانی بن محمد امیر	النامی شرح الحسامی	3
دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۱۹ھ	الشیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	الاشباہ والنظائر	4
باب المدینہ کراچی، ۱۳۱۸ھ	شیخ سید احمد بن محمد حموی، متوفی ۱۰۹۸ھ	غمز عیون البصائر	5
مدینہ الاولیاء ملتان	علامہ احمد ابن ابی سعید حنفی المعروف ملا جیون، متوفی ۱۱۳۰ھ	نور الأنوار	6
باب المدینہ کراچی	علامہ عبدالعلی محمد بن نظام الدین لکھنوی، متوفی ۱۲۲۵ھ	فواتح الرحموت	7
سھیل اکیڈمی لاہور	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	رسائل ابن عابدین	8
مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۸ء	ابوعلی احمد بن محمد بن اسحاق نظام الدین شامی	اصول الشاشی	9

## کتب التصوف

دار صادر، بیروت، ۲۰۰۰ء	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	احیاء علوم الدین	1
------------------------	--	------------------	---

پشاور	عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی، متوفی ۱۱۴۱ھ	الحدیقة الندیة	2
دارالکتب العلمیہ، بیروت	سید محمد بن محمد حسینی زبیدی، متوفی ۱۲۰۵ھ	اتحاف السادة المتقين	3

## کتب السیرة

دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۳۳ھ	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن یحییٰ، متوفی ۳۵۸ھ	دلائل النبوة	1
دارالفکر، بیروت ۱۳۱۸ھ	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۳ھ	البدایة والنهاية	2
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۲۱ھ	علی بن سلطان محمد المعروف علامہ ملا علی قاری حنفی، متوفی ۱۰۱۳ھ	شرح الشفا	3
مدینة الاولیاء ملتان	علی بن سلطان محمد المعروف علامہ ملا علی قاری حنفی، متوفی ۱۰۱۳ھ	جمع الوسائل فی شرح الشمائل	4
نوریہ رضویہ لاہور ۱۹۹۷ء	شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	مدارج النبوة	5

## کتب المتفرقة

دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۷ء	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی متوفی ۲۳۰ھ	الطبقات الكبرى	1
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۸ء	ابوالعباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر، متوفی ۲۸۱ھ	وفیات الأعیان	2
دارالفکر، بیروت ۱۳۶۷ھ	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	سیر أعلام النبلاء	3
باب المدینة کراچی	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین قفٹازانی، متوفی ۷۹۳ھ	شرح العقائد النسفية	4
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۸۳ء	شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی، متوفی ۹۷۳ھ	الخیرات الحسان	5
خیبر پور پاکستان	شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	أخبار الأخیار	6

## مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 273 کتب و رسائل

## ﴿ شعبہ کتب اعلیٰ حضرت ﴾

## اردو کتب

- 01..... راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (رِزَادُ الْفَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِذُغْوَةِ الْجِيرَانِ وَمُؤَاسَاةِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات: 40)
- 02..... کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (كَهْلُ الْفَقِيهِ الْفَاهِمِ فِي أَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِمِ) (کل صفحات: 199)
- 03..... فضائل دعا (أَحْسَنُ الْوَعَاءِ لِأَذَابِ الدُّعَاءِ مَعَهُ ذَيْلُ الْمُدْعَاءِ لِأَحْسَنِ الْوَعَاءِ) (کل صفحات: 326)
- 04..... عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِيدِ فِي تَحْلِيلِ مُعَانَقَةِ الْعِيدِ) (کل صفحات: 55)
- 05..... والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (الْحُقُوقُ لِطُرْحِ الْعُقُوقِ) (کل صفحات: 125)
- 06..... اہل فطرت المعروف بہ ملفوظات اعلیٰ حضرت (کامل چار حصے) (کل صفحات: 561)
- 07..... شریعت و طریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِإِعْزَازِ شُرُوعِ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات: 57)
- 08..... ولایت کا آسان راستہ (تصویر شیخ) (الْيَاقُوتَةُ الْوَاسِطَةُ) (کل صفحات: 60)
- 09..... معاشی ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح و نجات و اصلاح) (کل صفحات: 41)
- 10..... اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (إِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِيِّ) (کل صفحات: 100)
- 11..... حقوق العباد کیسے معاف ہوں (أَعْجَبُ الْإِمْدَادِ) (کل صفحات: 47)
- 12..... ثبوت ہلال کے طریقے (طُرُقُ إِثْبَاتِ هِلَالِ) (کل صفحات: 63)
- 13..... اولاد کے حقوق (مَشْغَلَةُ الْوَالِدِ) (کل صفحات: 31)
- 14..... ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: 74)
- 15..... الْوُظَيْفَةُ الْكَرِيمَةُ (کل صفحات: 46)
- 16..... کنز الایمان مع خزائن العرفان (کل صفحات: 1185)
- 17..... حدائق بخشش (کل صفحات: 446)
- 18..... بیاض پاک حجۃ الاسلام (کل صفحات: 37)
- 19..... تفسیر صراط الہدایہ جلد اول (کل صفحات: 524)
- 20..... تفسیر صراط الہدایہ جلد دوم (کل صفحات: 495)

## عربی کتب

- 21..... جَدُّ الْمُؤْمِنَاتِ عَلَيَّ رَدِّ الْمُخْتَارِ (سات جلدیں) (کل صفحات: 4000)
- 22..... التَّغْلِيْقُ الرَّضْوِيُّ عَلَيَّ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ (کل صفحات: 458)

- 23..... كِفْلُ الْفَقِيهِ الْفَاهِمِ (كل صفحات: 74) 24..... أَلْجَازَاتُ الْمَتِينَةِ (كل صفحات: 62)  
 25..... الرُّمُزَةُ الْقَمَرِيَّةُ (كل صفحات: 93) 26..... الْفَضْلُ الْمَوْهَبِيُّ (كل صفحات: 46)  
 27..... تَمْهِيدُ الْإِيْمَانِ (كل صفحات: 77) 28..... أَجَلِيُّ الْإِغْلَامِ (كل صفحات: 70)  
 29..... إِقَامَةُ الْقِيَامَةِ (كل صفحات: 60)

### ﴿شعبہ تراجم کتب﴾

- 01..... اللّٰهُ والوں کی باتیں (جلیقاً لاؤلیاء و طبقات الأصفیاء) پہلی جلد (کل صفحات: 896)  
 02..... اللّٰهُ والوں کی باتیں (جلیقاً لاؤلیاء و طبقات الأصفیاء) دوسری جلد (کل صفحات: 625)  
 03..... مدنی آقا کے روشن فیصلے (الْبَاهِرُ فِي حُكْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ) (كل صفحات: 112)  
 04..... سایہ عرش کس کس کو ملے گا؟ (تَمْهِيدُ الْقُرْشِ فِي الْحِصَالِ الْمَوْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْشِ) (كل صفحات: 28)  
 05..... نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرُوقُ الْعِيُونِ وَمَفْرِحُ الْقَلْبِ الْمَخْزُونِ) (كل صفحات: 142)  
 06..... نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلہ احادیثِ رسول (الْمَوْاعِظُ فِي الْأَحَادِيثِ الْقُدْسِيَّةِ) (كل صفحات: 54)  
 07..... جنت میں لے جانے والے اعمال (الْمَتَجَرُّ الرَّابِحُ فِي ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (كل صفحات: 743)  
 08..... امام اعظم عَلِيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْأَكْرَمِ کی وصیتیں (وَصَايَا إِمَامِ أَعْظَمَ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ) (كل صفحات: 46)  
 00..... جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلداول) (الزُّوْجُورُ عَنِ الْكِبَائِرِ) (كل صفحات: 853)  
 10..... نیکی کی دعوت کے فضائل (الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ) (كل صفحات: 98)  
 11..... فیضانِ مزاراتِ اولیاء (كشَفُ النُّورِ عَنِ أَصْحَابِ الْقُبُورِ) (كل صفحات: 144)  
 12..... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (الزُّهُدُ وَقَصْرُ الْأَمَلِ) (كل صفحات: 85)  
 13..... راوی علم (تَعْلِيمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيقُ التَّعَلُّمِ) (كل صفحات: 102)  
 14..... غیبیوں کی حکایات (مترجم، حصہ اول) (كل صفحات: 412)  
 15..... غیبیوں کی حکایات (مترجم، حصہ دوم) (كل صفحات: 413)  
 16..... احیاء العلوم کا خلاصہ (لِبَابِ الْأَخْيَاءِ) (كل صفحات: 641)  
 17..... حکایتیں اور نصیحتیں (الرُّوْحُ الْفَائِقُ) (كل صفحات: 649)  
 18..... اچھے برے عمل (رِسَالَةُ الْمَذْكُورَةِ) (كل صفحات: 122)  
 19..... شکر کے فضائل (الشُّكْرُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ) (كل صفحات: 122)  
 20..... حسنِ اخلاق (مَكَارِمُ الْأَخْلَاقِ) (كل صفحات: 102)  
 21..... آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوعِ) (كل صفحات: 300)  
 22..... آدابِ دین (الْأَدَبُ فِي الدِّينِ) (كل صفحات: 63)

- 23..... شاہراہ اولیا (منہاج العارفین) (کل صفحات: 36)
- 24..... بیۃ کو نصیحت (ایہا الولد) (کل صفحات: 64)
- 25..... الدُّعْوَةُ إِلَى الْفِكْرِ (کل صفحات: 148)
- 26..... اصلاح اعمال جداول (الْحَدِيثُ النَّبِيُّ شَرُّ طَرِيقَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ) (کل صفحات: 866)
- 27..... جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد دوم) (الزَّوْجِرُ عَنْ الْكِبَائِرِ) (کل صفحات: 1012)
- 28..... عاشقانِ حدیث کی حکایات (الرَّحْلَةُ فِي طَلْبِ الْحَدِيثِ) (کل صفحات: 105)
- 29..... احیاء العلوم جداول (احیاء علوم الدین) (کل صفحات: 1124)
- 30..... احیاء العلوم جلد دوم (احیاء علوم الدین) (کل صفحات: 1400)
- 31..... احیاء العلوم جلد سوم (احیاء علوم الدین) (کل صفحات: 1286)
- 32..... قوت القلوب (اردو) (کل صفحات: 826)

### ﴿شعبہ درسی کتب﴾

- 01..... مراح الارواح مع حاشیہ ضیاء الاصبح (کل صفحات: 241)
- 02..... الاربعین النوویة فی الاحادیث النبویة (کل صفحات: 155)
- 03..... اتقان الفراسة شرح دیوان الحماسہ (کل صفحات: 325)
- 04..... اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات: 299)
- 05..... نور الايضاح مع حاشیة النور والضياء (کل صفحات: 392)
- 06..... شرح العقائد مع حاشیة جمع الفرائد (کل صفحات: 384)
- 07..... الفرح الكامل علی شرح منة عامل (کل صفحات: 158)
- 08..... عناية النحو فی شرح هداية النحو (کل صفحات: 280)
- 09..... صرف بهائی مع حاشیة صرف بنائی (کل صفحات: 55)
- 10..... دروس البلاغة مع شمس البراعة (کل صفحات: 241)
- 11..... مقدمة الشيخ مع التحفة المرضیة (کل صفحات: 119)
- 12..... نزہة النظر شرح نخبة الفكر (کل صفحات: 175)
- 13..... نحو میر مع حاشیة نحو منیر (کل صفحات: 203)
- 14..... تلخیص اصول الشاشی (کل صفحات: 144)
- 15..... نصاب النحو (کل صفحات: 288)
- 16..... نصاب اصول حدیث (کل صفحات: 95)
- 17..... نصاب التجوید (کل صفحات: 79)
- 18..... المحادثة العربیة (کل صفحات: 101)
- 19..... تعریفات نحویة (کل صفحات: 45)
- 20..... خاصیات ابواب (کل صفحات: 141)
- 21..... شرح منة عامل (کل صفحات: 44)
- 22..... نصاب الصرف (کل صفحات: 343)
- 23..... نصاب المنطق (کل صفحات: 168)

- 24..... انوار الحدیث (کل صفحات: 466)  
 25..... نصاب الادب (کل صفحات: 184)  
 26..... تفسیر الجلالین مع حاشیہ انوار الحرمین (کل صفحات: 364)  
 27..... خلفائے راشدین (کل صفحات: 341)  
 28..... قصیدہ بردہ مع شرح خرپوٹی (کل صفحات: 317)  
 29..... فیض الادب (کامل حصہ اول، دوم) (کل صفحات: 228)  
 30..... منتخب الابواب من احیاء علوم الدین (عربی) (کل صفحات: 173)  
 31..... کافیه مع شرح ناجیہ (کل صفحات: 252)  
 32..... الحق المبین (کل صفحات: 128)

### ﴿شعبہ نثر﴾

- 01..... صحابہ کرام پر خزانہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عشق رسول (کل صفحات: 274)  
 02..... بہار شریعت، جلد اول (حصہ اول تا ششم، کل صفحات: 1360)  
 03..... بہار شریعت جلد دوم (حصہ 7 تا 13) (کل صفحات: 1304)  
 04..... اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن (کل صفحات: 59)  
 05..... عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات: 422)  
 06..... گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات: 244)  
 07..... بہار شریعت (سولہواں حصہ، کل صفحات: 312)  
 08..... تحقیقات (کل صفحات: 142)  
 09..... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات: 56)  
 10..... جنتی زیور (کل صفحات: 679)  
 11..... علم القرآن (کل صفحات: 244)  
 12..... سوانح کربلا (کل صفحات: 192)  
 13..... اربعین حنفیہ (کل صفحات: 112)  
 14..... کتاب العقائد (کل صفحات: 64)  
 15..... منتخب حدیثیں (کل صفحات: 246)  
 16..... اسلامی زندگی (کل صفحات: 170)  
 17..... آئینہ قیامت (کل صفحات: 108)  
 18..... فتاویٰ اہل سنت (سات حصے)  
 25..... حق و باطل کا فرق (کل صفحات: 50)  
 26..... بہشت کی کنجیاں (کل صفحات: 249)  
 27..... جہنم کے خطرات (کل صفحات: 207)  
 28..... کرامات صحابہ (کل صفحات: 346)  
 29..... اخلاق الصالحین (کل صفحات: 78)  
 30..... سیرت مصطفیٰ (کل صفحات: 875)  
 31..... آئینہ عبرت (کل صفحات: 133)  
 32..... بہار شریعت جلد سوم (3) (کل صفحات: 1332)  
 33..... جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ (کل صفحات: 470)  
 34..... فیضان نماز (کل صفحات: 49)  
 35..... 19 دُرود و سلام (کل صفحات: 16)  
 36..... فیضانِ بس شریف مع دعائے نصف شعبان المعظم (کل صفحات: 20)

## ﴿ شعبہ فیضان صحابہ ﴾

- 01..... حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 56) 02..... حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 72)  
 03..... حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 89) 04..... حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 60)  
 05..... حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 132) 06..... فیضان سعید بن زید (کل صفحات: 32)  
 07..... فیضان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 720)

## ﴿ شعبہ فیضان صحابیات ﴾

- 01..... شانِ خاتونِ بخت (کل صفحات: 501) 02..... فیضان عائشہ صدیقہ (کل صفحات: 608)

## ﴿ شعبہ اصلاحی کتب ﴾

- 01..... غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات (کل صفحات: 106) 02..... تکبیر (کل صفحات: 97)  
 03..... فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کل صفحات: 87) 04..... بدگمانی (کل صفحات: 57)  
 05..... قبر میں آنے والا دوست (کل صفحات: 115) 06..... نور کا کھلونا (کل صفحات: 32)  
 07..... اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات: 49) 08..... فکرِ مدینہ (کل صفحات: 164)  
 09..... امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات: 32) 10..... ریاض کارمی (کل صفحات: 170)  
 11..... قومِ بخت اور امیرِ اہلسنت (کل صفحات: 262) 12..... عشر کے احکام (کل صفحات: 48)  
 13..... توبہ کی روایات و حکایات (کل صفحات: 124) 14..... فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات: 150)  
 15..... احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات: 66) 16..... تربیتِ اولاد (کل صفحات: 187)  
 17..... کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: 63) 18..... ٹی وی اور موبی (کل صفحات: 32)  
 19..... طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات: 30) 20..... مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات: 96)  
 21..... فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات: 120) 22..... شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات: 215)  
 23..... نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات: 39) 24..... خوفِ خدا غزّو و جلّ (کل صفحات: 160)  
 25..... تعارفِ امیرِ اہلسنت (کل صفحات: 100) 26..... انفرادی کوشش (کل صفحات: 200)  
 27..... آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات: 62) 28..... نیک بننے اور بنانے کے طریقے (کل صفحات: 696)  
 29..... فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات: 325) 30..... ضیائے صدقات (کل صفحات: 408)  
 31..... جنت کی دو چابیاں (کل صفحات: 152) 32..... کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات: 43)  
 33..... تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات: 33) 34..... حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی 425 حکایات (کل صفحات: 590)  
 35..... حج و عمرہ کا مختصر طریقہ (کل صفحات: 48) 36..... جلد بازی کے نقصانات (کل صفحات: 168)  
 37..... قصیدہ بردہ سے روحانی علاج (کل صفحات: 22) 38..... تذکرہ صدرالفاضل (کل صفحات: 25)

- 39 سنتیں اور آداب (کل صفحات: 125)..... 40 ..... بغض و کینہ (کل صفحات: 83)  
 41..... اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ 1) (سابقہ نام: مدنی نصاب برائے مدنی قاعدہ) (کل صفحات: 60)  
 42..... اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ 2) (سابقہ نام: مدنی نصاب برائے ناظرہ) (کل صفحات: 104)  
 43..... اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ 3) (کل صفحات: 352) 44..... مزارات اولیاء کی حکایات (کل صفحات: 48)  
 45..... فیضانِ اسلام کورس حصہ اول (کل صفحات: 79) 46..... فیضانِ اسلام کورس حصہ دوم (کل صفحات: 102)  
 47..... محبوبِ عطار کی 122 حکایات (کل صفحات: 208) 48..... بدشگونئی (کل صفحات: 128)  
 49..... فیضانِ داتا گنج بخش (کل صفحات: 20) 50..... فیضانِ پیرمہر علی شاہ (کل صفحات: 33)

### ﴿شعبہ امیر اہلسنت﴾

- 01..... سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیغامِ عطار کے نام (کل صفحات: 49)  
 02..... مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات: 48)  
 03..... اصلاحِ کاراز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم) (کل صفحات: 32)  
 04..... 25 کرچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات: 33)  
 05..... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات: 24)  
 06..... وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات: 48)  
 07..... تذکرہ امیر اہلسنت قسط سوم (سنت نکاح) (کل صفحات: 86)  
 08..... آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات: 275)  
 09..... بلبلہ آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات: 48) 10..... قبر کھل گئی (کل صفحات: 48)  
 11..... پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات: 48) 12..... گونگا مبلغ (کل صفحات: 55)  
 13..... دعوتِ اسلامی کی مدنی بہاریں (کل صفحات: 220) 14..... گمشدہ دولہا (کل صفحات: 33)  
 15..... میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات: 33) 16..... جنوں کی دنیا (کل صفحات: 32)  
 17..... تذکرہ امیر اہلسنت قسط (2) (کل صفحات: 48) 18..... غافل درزی (کل صفحات: 36)  
 19..... مخالفتِ محبت میں کیسے بدلی؟ (کل صفحات: 33) 20..... مردہ بول اٹھا (کل صفحات: 32)  
 21..... تذکرہ امیر اہلسنت قسط (1) (کل صفحات: 49) 22..... کفن کی سلامتی (کل صفحات: 32)  
 23..... تذکرہ امیر اہلسنت (قسط 4) (کل صفحات: 49) 24..... میں حیا دار کیسے بنی؟ (کل صفحات: 32)  
 25..... چل مدینہ کی سعادت مل گئی (کل صفحات: 32) 26..... بد نصیب دولہا (کل صفحات: 32)  
 27..... معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟ (کل صفحات: 32) 28..... بے قصور کی مدد (کل صفحات: 32)  
 29..... عطاری جن کا غسلِ میت (کل صفحات: 24) 30..... ہیر و کچی کی توبہ (کل صفحات: 32)  
 31..... نو مسلم کی درو بھری داستان (کل صفحات: 32) 32..... مدینے کا مسافر (کل صفحات: 32)



- 33.....خونناک دانتوں والا بچہ (کل صفحات: 32) 34.....قلمی ادا کار کی توبہ (کل صفحات: 32)
- 35.....سہا س بہو میں صلح کاراز (کل صفحات: 32) 36.....قبرستان کی چڑیل (کل صفحات: 24)
- 37.....فیضان امیر اہلسنت (کل صفحات: 101) 38.....حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات: 32)
- 39.....ماڈرن نوجوان کی توبہ (کل صفحات: 32) 40.....کرچین کا قبول اسلام (کل صفحات: 32)
- 41.....صلوٰۃ و سلام کی عاشقہ (کل صفحات: 33) 42.....کرچین مسلمان ہو گیا (کل صفحات: 32)
- 43.....میوزکل شو کا متوالا (کل صفحات: 32) 44.....نورانی چہرے والے بزرگ (کل صفحات: 32)
- 45.....آنکھوں کا تارا (کل صفحات: 32) 46.....ولی سے نسبت کی برکت (کل صفحات: 32)
- 47.....بابرکت روٹی (کل صفحات: 32) 48.....انغوا شدہ بچوں کی واپسی (کل صفحات: 32)
- 49.....میں نیک کیسے بنا (کل صفحات: 32) 50.....شرابی، مؤذن کیسے بنا (کل صفحات: 32)
- 51.....بد کردار کی توبہ (کل صفحات: 32) 52.....خوش نصیبی کی کریمیں (کل صفحات: 32)
- 53.....نا کام عاشق (کل صفحات: 32) 54.....میں نے ویڈیو سینٹر کیوں بند کیا؟ (کل صفحات: 32)
- 55.....چمکتی آنکھوں والے بزرگ (کل صفحات: 32)
- 56.....علم و حکمت کے 125 مدنی پھول (تذکرہ امیر اہلسنت قسط 5) (کل صفحات: 102)
- 57.....حقوق العباد کی احتیاطیں (تذکرہ امیر اہلسنت قسط 6) (کل صفحات: 47)
- 58.....نادان عاشق (کل صفحات: 32) 59.....سینما گھر کا شیدائی (کل صفحات: 32)
- 60.....گوگلے بہروں کے بارے میں سوال جواب قسط پنجم (5) (کل صفحات: 23)
- 61.....ڈانس رت خوان بن گیا (کل صفحات: 32) 62.....گلو کا کیسے سدھرا؟ (کل صفحات: 32)
- 63.....نشے باز کی اصلاح کاراز (کل صفحات: 32) 64.....کالے بچھو کا خوف (کل صفحات: 32)
- 65.....بریک ڈانس کیسے سدھرا؟ (کل صفحات: 32) 66.....عجیب الخلق بچی (کل صفحات: 32)
- 67.....شرابی کی توبہ (کل صفحات: 33) 68.....قاتل امامت کے مصلے پر (کل صفحات: 32)
- 69.....چند گھڑیوں کا سودا (کل صفحات: 32) 70.....سینگوں والی لہن (کل صفحات: 32)
- 71.....بھیا تک حادثہ (کل صفحات: 30) 72.....خونناک بلا (کل صفحات: 33)
- 73.....پراسرار کتا (کل صفحات: 27) 74.....شادی خانہ بربادی کے اسباب اور ان کا حل (کل صفحات: 16)
- 75.....چمکدار کفن (کل صفحات: 32) 76.....اسلحے کا سودا گر (کل صفحات: 32)
- 77.....بھنگڑے باز سدھر گیا (کل صفحات: 32) 78.....جرائم کی دنیا سے واپسی (کل صفحات: 32)
- 79.....کینسر کا علاج (کل صفحات: 32) 80.....جنسی کا تھمہ (کل صفحات: 32)
- 81.....رسائل مدنی بہار (کل صفحات: 368) 82.....انوکھی کمائی (کل صفحات: 32)
- 83.....بری سنگت کا وبال (کل صفحات: 32)



